صوبائی اسمبلی پنجاب
مباحثات

یکم نومبر 1976ء
(8 ذیقعد 1396ھ)

جلد 19—شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی
پنجاب

مندرجات

(سوموار—یکم نومبر 1976ء)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
قرارداد تعزیت۔	
چیئرمین ماؤزے تنگ کی وفات حسرت آیات	3
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	5
اراکین اسمبلی کی رخصت	47

قیمت 1 روپیہ

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا انیسواں اجلاس

(سوموار - یکم نومبر 1976ء)

(دوشنبہ - 8 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا - مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے -

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ پ ۱۱ یونس ۱۰ - رکوع ۱۱ - آیت ۵۵ تا ۵۸

خبردار ہو کہ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے - سب کا سب اللہ کا ہے اور یہ بھی خبردار ہو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت طاری کرتا ہے اور تم سب اس کی طرف لوٹ کر جاؤ گے - لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت دلوں کی بیماریوں کی شفا اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت آ پہنچی ہے کہدو کہ (یہ کتاب) اللہ کے فضل اور اس کے انعام سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیے کہ لوگ خوش ہو جائیں کہ یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں ،

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

چیرمینوں کا پینل

مسٹر سپیکر : مسٹر سیکرٹری اسمبلی !

سیکرٹری اسمبلی : قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ھذا کے لیے حسب ذیل ارکان پر مشتمل بحسب تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے :

(1) حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

(2) میاں خورشید انور ۔

(3) چوھدری غلام قادر ۔

(4) سید تابش الوری ۔

قرارداد تعزیت

چیئرمین ماؤزے تنگ کی وفات حسرت آیات

مسٹر سپیکر : اب ہم ایک قرار داد لیتے ہیں ۔ وزیر خزانہ !

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں :

> کہ صوبائی اسمبلی پنجاب عزت مآب جناب چیئرمین ماؤزے تنگ صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے ۔
>
> عزت مآب جناب چیئرمین ماؤزے تنگ عظیم انقلابی رہنما تھے ۔ وہ تمام دنیا میں ممتاز قائدانہ حیثیت کے مالک تھے ۔ ظلم و ستم اور استحصال کے خلاف جنگ سے غریب اور پسماندہ عوام کو ایک عظیم اور بلند قوم بنانے اور ملک کی ترقی

اور خوشحالی کے سلسلے میں ان کی خدمات اور کارہائے نمایاں ان کی کامیابی اور کامرانی کا عظیم نشان ہیں جو ان کے ملک کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں ۔

آنجہانی کے احترام میں یہ ایوان دو منٹ کی خاموشی اختیار کرتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب عزت مآب جناب چیئرمین ماؤزے تنگ صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے ۔

عزت مآب جناب چیئرمین ماؤزے تنگ عظیم انقلابی رہنما تھے ۔ وہ تمام دنیا میں ممتاز قائدانہ حیثیت کے مالک تھے ۔ ظلم و ستم اور استحصال کے خلاف جنگ سے غریب اور پسماندہ عوام کو ایک عظیم اور بلند قوم بنانے اور ملک کی ترقی اور خوشحالی کے سلسلے میں ان کی خدمات اور کارہائے نمایاں ان کی کامیابی اور کامرانی کا عظیم نشان ہیں ۔ جو ان کے ملک کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں ۔

آنجہانی کے احترام میں یہ ایوان دو منٹ کی خاموشی اختیار کرتا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! چیئرمین ماؤزے تنگ اس صدی کے ایک عظیم رہنما تھے ۔ نہ صرف یہ کہ وہ ایک عظیم رہنما تھے بلکہ وہ ایک عظیم فلسفی ۔ ایک عظیم ادیب اور ایک عظیم انسان تھے ۔ جناب والا ! انہیں غریب اور مظلوم عوام کی طاقت پر بے پناہ بھروسہ تھا اور اسی بھروسہ کو بروئے کار لاتے ہوئے وہ چینی عوام کو ایک نئی کامیابی سے ہمکنار کرنے میں کامیاب ہوئے ۔ جناب والا ! چیئرمین ماؤ نے اپنی قوم کو ایک ایسا فلسفہ دیا اور اپنے وسائل پر بھروسہ کرنے کی ایسی مثال قائم کی ۔ جس کی نظیر دنیا میں بہت کم ملتی ہے ۔ چیئرمین ماؤ جیسے رہنما صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور اپنے وسائل پر بھروسہ کرنے کا جو نظریہ انھوں نے اپنی قوم کو اور

دنیا کے محکوم عوام کو دیا ۔ اس کی بنا پر چئیرمین ماؤ کے چین نے نہ صرف زرعی اور صنعتی میدان میں ، بلکہ فوجی ساز و سامان کی تیاری میں بھی ایک نسبتاً نہایت ہی قلیل عرصے میں بڑی تیزی کے ساتھ ان میدانوں میں ترقی کی ۔ جناب والا ! چیرمین ماؤ نے اپنے بیرونی تعلقات کی بنیاد ہی ایمانداری ، خلوص اور نیک نیتی پر رکھی اور دنیا کے ہر حصے کے مظلوم عوام کی جد و جہد کی حمایت کی ۔ یہ اسی حمایت کا نتیجہ ہے اور ان کے انہی اصولوں کی بنا پر پاکستانی عوام میں ان کے لئے خاص احترام اور عزت موجود ہے ۔ انہوں نے ہر آڑے وقت پر ، ہر مشکل موقع پر پاکستانی عوام کی جد و جہد کی حمایت کی ۔ اور اس طرح سے پاکستانی عوام کے دلوں کو موہنے میں کامیاب ہوئے ۔ جناب والا ! وہ محض چینی عوام کے رہنما نہ تھے ۔ بلکہ دنیا کے تمام مظلوم عوام ان کی طرف رہنمائی کے لئے دیکھتے رہے ہیں اور انہوں نے اس فلسفے اور حکمت عملی کی بنا پر جس طرح سامراج کو شکست دی اس سے ان مظلوم عوام کے دلوں میں ایک نیا بھروسہ اور ایک نیا اعتماد پیدا کیا ۔ چئیرمین ماؤ کی حکمت عملی ایک نئی جد و جہد کا آغاز تھی اور اسی بنا پر دنیا کے مظلوم عوام اس فلسفے سے مسلح ہو کر نئی کامیابیوں سے ہم کنار ہوئے ۔ جناب والا! ان کی اس خود اعتمادی اور اس بھروسے کی بنیاد پر جو انہوں نے اپنی قوم کو عطا کیا ، اور جس کی مثالیں آج ہر ملک میں ، ہر سوسائیٹی میں بیٹھ کر دی جاتی ہیں ۔ چینی عوام اس پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں ۔ یہ ایسی مثالیں ہیں کہ آج تک کسی ملک کے کسی رہنما نے قائم نہ کی تھیں ۔ جناب والا ! آج تک یہ نہ ہوا تھا کہ کبھی کسی حکمران نے یا کبھی کسی ملک نے کسی فوج کو شکست دینے کے بعد نہ صرف از خود ان کا علاقہ خالی کیا ہو ، بلکہ ان کے ہتھیار تک واپس کیے ۔ جناب والا ! ان کے اعتماد کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک قدرتی آفت زلزلے کی صورت میں جب چین میں آئی اور بے پناہ جانی نقصان ہوا تو انہوں نے بین الاقوامی امداد وصول کرنے سے انکار کر دیا ۔ یہ تھا وہ طریقہ یا وہ اعتماد جو انہوں نے اپنی قوم کو اپنی مشکلات پر قابو پانے کے لئے عطا کیا ۔

جناب والا ! ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرار داد کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور یہ توقع رکھتا ہوں کہ چینی عوام چئیرمین ماؤ کی موت کے بعد بھی دنیا کے مظلوم عوام کی جد و جہد کی حمایت کرتے رہیں گے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب عزت مآب جناب چیئرمین ماؤزے تنگ صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے ۔

عزت مآب جناب چیئرمین ماؤزے تنگ عظیم انقلابی رہنما تھے ۔ وہ تمام دنیا میں ممتاز قائدانہ حیثیت کے مالک تھے۔ ظلم وستم اور استحصال کے خلاف جنگ سے غریب اور پس ماندہ عوام کو ایک عظیم اور بلند قوم بنانے اور ملک کی ترقی اور خوش حالی کے سلسلے میں ان کی خدمات اور کارہائے نمایاں ان کی کامیابی اور کامرانی کا عظیم نشان ہیں ۔ جو ان کے ملک کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں ۔

آنجہانی کے احترام میں یہ ایوان دو منٹ کی خاموشی اختیار کرتا ہے ۔

(تحریک باتفاق رائے منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ہم اس قرار داد کے مطابق دو منٹ خاموشی اختیار کریں گے ۔

(اس مرحلہ پر اراکین اسمبلی نے کھڑے ہوکر دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی)

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لیکچراروں کی مستقلی

*6967 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ کے تین سو کے

قریب مخصوص لیکچراروں کو یکم ستمبر 1972ء سے باقاعدہ (ریگولر) ملازم کر دیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ لیکچراروں کو دو سال کا آزمائشی عرصہ گزارنے کے بعد حکومت کے فیصلہ کے مطابق یکم ستمبر 1974ء سے مستقل کرنا ضروری تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ لیکچراروں کو کنفرم کر چکی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : جناب والا ! جس طریقہ سے معزز رکن نے سوال کو پیش کیا ہے ، پہلے تو میں اسے سمجھنے سے قاصر رہا ۔ لیکن چونکہ اس کا جواب آگیا ہے ، میں جواب سنا دوں گا ۔ انہوں نے لکھا ہے :

"۔ ۔ ۔ کیا حکومت پنجاب نے صوبے کے تین سو کے قریب مخصوص لیکچراروں کو یکم ستمبر 1972ء سے باقاعدہ ملازم کر دیا ہے"

انہیں چاہئے تھا کہ "مخصوص لیکچرار" کو define کر دیتے کہ آیا وہ این ڈی وی پی یا ایڈ ہاک basis والے ان کے ذہن میں تھے ۔ انہوں نے س قدر یہ vague لفظ لکھا ہے ۔ بہر کیف اگر اس سے ان مراد ایڈ ہاک basis ہے ، تو میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ یکم ستمبر 1972ء سے پہلے اور اس کے بعد ہمارے پاس 531 لیکچرار (مرد اور عورتیں) مختلف کالجوں میں ایڈہاک basis پر تعین کئے گئے تھے ۔ جب انہوں نے کچھ عرصے کے بعد احتجاج کیا اور یہ کہا کہ ہم بھی چونکہ وہی کوالیفیکیشن رکھتے ہیں یا رکھتی ہیں ۔ جو پبلک کمشن کے ذریعے منتخب ہونے والوں کی ہوتی ہیں تو پھر اس وقت کی حکومت نے جو ہمارے اپنے ساتھی تھے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں مستقل کر دیا جائے ۔ لہذا 7 اگست 1973ء کو انہیں باقاعدہ تقرریاں دے دی گئیں ۔ اس کے بعد اب یہ فیصلہ کیا کہ اس کے بعد وہ کبھی اصرار نہیں کریں گے کہ جو ایڈہاک basis پر لیکچرار کام کر رہے ہیں ، ان کے لئے ہم یہ زور لگائیں کہ ان کو بھی باقاعدہ طور پر ریگولرائز کر دیا جائے ۔ لیکن بد قسمتی سے ایڈہاک بنیادوں پر تقرریاں ہوتی رہیں اور پھر انہوں نے شور ڈالا کہ انہیں بھی لیکچرار کی حیثیت سے باقاعدہ طور پر

منظور کیا جائے ۔ ہم پبلک سروس کمشن میں ایک بار جا چکے ہیں ، دوبار جا چکے ہیں ۔ کچھ تو اس میں سے نکل گئے ، کچھ نہ نکلے ، تو ان کی تعداد 257 تھی جن کو حکومت پنجاب نے 30 جون 1975ء سے ریگولر کر دیا ہے اور اس کے بعد پھر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس بات کو کبھی آپ کے سامنے نہیں لائیں گے کہ ہمیں پھر باقاعدہ طور پر مستقل بنا لیا جائے ۔ تو ہم بھی کوشش کر رہے ہیں کہ جو پبلک سروس کمشن کے منتخب کردہ ہیں ، اب جو ہم نے سات سو کے قریب وہاں پبلک سروس کمشن سے سیلیکٹ ہو کر منگوائے تھے ، یہ 257 جب ہم نے مستقل اور ریگولر کر دیئے ہیں تو ان میں سے 257 کو ہمیں کم کرنا پڑے گا اور مستقبل میں جتنی اسامیاں ہمارے سامنے آئیں گی ، ہم کوشش کریں گے کہ انہیں پبلک سروس کمشن کے منتخب کردہ اشخاص میں سے ان کو پر کیا جائے ۔ یہ ساری سرگزشت ہے ان ایڈہاک basis کے لیکچراروں کی ۔ اب اگر ان میں سے کچھ رہ گئے ہوں تو ان کے لئے ہم نے یہ کیا ہے کہ وہ پبلک سروس کمشن کے ذریعے سے ریگولر ہو کر ، کامیاب ہو کر جب تک نہیں آئیں گے ۔ ہم ان کے کیس کو سننے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ مگر پتہ نہیں ، مستقبل میں کیا فیصلہ کرنا پڑے ۔ اگر وہ ایسے ہی بڑھتے گئے اور ان کی تعداد زیادہ ہو گئی تو یہ ساری سرگذشت ہے ۔ اس کے بعد اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیں ۔ میں سننے کے لئے تیار ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے ، پبلک سروس کمشن کے منتخب کردہ اشخاص کی بجائے ایڈ ہاک basis پر مقرر کئے ہوئے اساتذہ کی آسامیوں کو مستقل کیا گیا ہے ، کیا اس سے میرٹ پر نئے سیلیکٹ ہونے والے اشخاص کو نقصان نہیں پہنچے گا اور کیا اس سے ایجوکیشن کے سلسلے میں بھی ہم میرٹ کو پیش نظر نہ رکھ کر نقصان کا باعث نہیں بنیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے جناب قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ 257 لیکچرار جن کو ہم نے لیا ہے ، ان کی وہی کوالیفیکیشن ہیں جو کہ پبلک سروس کمشن کے ذریعے آنے والوں کے لئے ضروری ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چونکہ یہ لوگ دو دو تین تین برس سے پڑھا رہے ہیں اور ان کا تجربہ بھی کافی ہو چکا ہے ، لہذا ہمارے تعلیمی معیار کے کم ہونے یا گرنے کا کوئی امکان نہیں ۔ یقینی طور پر یہ لوگ ہمارے اس معیار پر پورے اتریں گے جس کے پیش نظر ہم نے ان کو مستقل کیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ جن لوگوں کو ریگولرائز کیا گیا ہے ۔ ان کی صف بندی یا کوالیفیکیشن کیا تھی جس کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ، اور جن کو نظر انداز کیا گیا ہے ، ان کو نظر انداز کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں اس سے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ جو واقعہ پوچھا گیا تھا وہ انہوں نے بتا دیا ہے ۔ یا تو یہ پوچھا جاتا کہ کتنے لیکچرار ایسے تھے جو ایڈھاک بنیاد پر کام کر رہے تھے اور انہیں مستقل نہیں کیا گیا ۔ اور اگر باقیوں کو کر دیا گیا ہے تو کیوں کر دیا گیا ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں نے یہ پوچھا ہے کہ جن کو ریگولر کیا گیا ہے انکو کس basis پر کیا گیا ہے اور جن کو نظر انداز کیا گیا ہے ان کو کس basis پر کیا گیا ہے ۔ جن لوگوں کو ریگولر کیا ہے انکی تعلیمی قابلیت کیا تھی ۔ مدت ملازمت کتنی تھی ۔ ایسے اقدام کرتے وقت کیا محکمانہ رپورٹ کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ! میں اس کا جواب تفصیل سے دے چکا ہوں اور قائد حزب اختلاف بھی اس سے مطمئن ہیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ ایڈھاک بنیادوں پر کام کرنے والے لیکچراروں کو جب ریگولر کیا گیا اس سلسلے میں پبلک سروس کمیشن سے بھی کوئی رائے لی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم : یہ رائے اس لئے نہیں لی گئی کہ 1972ء کے بعد جن لیکچرار کو ریگولر کیا ہے ان کے لئے ہمارا اپنا مقرر کردہ معیار تھا.....

مسٹر سپیکر : میں اس کی اجازت تو دے رہا ہوں مگر یہ لگتا بڑا عجیب ہے کیونکہ یہاں تو تحاریک التوائے کار پیش ہوتی رہی ہیں کہ ان لوگوں کو ریگولر کیوں نہیں کیا جا رہا ۔ اور اب سوال کی حیثیت سے یہ اعتراض اٹھایا جا رہا ہے کہ ان کو ریگولر کیوں کیا گیا ۔ پہلے چوھدری صاحب پروٹسٹ کرنے والوں میں پیش پیش تھے ۔ اب مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیوں اعتراضات ہو رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ہم تو صرف یہ پوچھ رہے ہیں کہ رولز کی پابندی کی گئی ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر : مگر یہ لگتا بڑا conflicting stand ہے ۔ ایک طرف مطالبہ کرتے ہیں کہ خواہ کتنی ہو کچھ بھی ہو ریگولر کر دیا جائے۔ اگر میرٹ پر ہی کرنا ہے تو پھر پبلک سروس کمیشن کرے گا۔ کچھ میرٹ میں فرق تھا تب ہی تو آپ مطالبہ کر رہے تھے کہ ان کو مستقل کیا جائے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پبلک سروس کمیشن کی رائے لی گئی ہے یا نہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! پبلک سروس کمیشن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ ہمارے اپنے لیکچرار ہیں جنہوں نے دو تین برس تک آپ کی خدمت کی ہے ۔ اور اچھے نتائج برآمد کئے ہیں اور یہ ہمارے لئے سوہان روح بنے ہوئے ہیں ۔ یہ ہمیں نہیں چھوڑیں گے ۔ اب چونکہ یہ لوگ داخل ہو گئے ہیں ۔ لہذا ہم ان کے لئے کچھ نہ کچھ کریں گے ۔ آپ نے بھی کہا تھا کہ کہ انہیں ریگولر کیا جائے۔ ہم نے آپ کی خواہشات کی تکمیل کی ہے۔ آپ کو تو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے تھا اور آپ سوال کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! جواب جو فراہم کیا گیا ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی رائے لینے کے بعد انہیں ریگولر کیا جائے گا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں اور محکمہ بھی سمجھتا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی رائے ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر : جواب تو وہ ہے جو انہوں نے ایوان میں دیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 257 لیکچرار جو ایڈھاک کام کر رہے ہیں انہیں پبلک سروس کمیشن کے منتخب کردہ امیدواروں کو نظرانداز کرکے لگانا پڑے گا۔ یا اس کے لئے کیا کوئی criteria مقرر کیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ! میں نے معزز ایوان کے جاننے کے لئے یہ پیش کیا ہے ۔ ہو سکتا ہے وہ 257 جن کو ریگولر کیا ہے ان کے علاوہ پبلک سروس کمیشن کے سارے سلیکشن کو بھی ہم رکھ لیں ۔ چونکہ وہ 257 بھی آپ کے ہیں اور جو پبلک سروس کمیشن نے سلیکٹ کئے ہیں وہ بھی آپ کے ہیں ۔ اور پھر پبلک سروس کمیشن والے امیدواروں کے مسئلے میں اکثر مشکل یہ پیدا ہوتی ہے کہ ہر آدمی یہ کہتا ہے کہ اسے اس کی پسند کا سٹیشن دیا

جائے۔ کوئی آدمی دور دراز کے علاقوں میں جانا پسند نہیں کرتا اور دوسرے علاقوں کے لوگ تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔ اب بھی کئی کالج ایسے ہیں جہاں استاد نہیں ہیں اور اب ہم ایسے امیدواروں کا ایک ماہ تک انتظار کریں گے اس کے بعد انہیں reject کر دیں گے۔ اور ان درسگاہوں میں جہاں استادوں کی کمی ہے وہاں استاد مہیا کریں گے۔ اور کوئی نہ کوئی ضابطہ مقرر کریں گے۔ اور انشاء اللہ کوئی درسگاہ ایسی نہیں رہے گی جہاں استاد نہ ہو۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب سپیکر ! جہاں تک مجھے یاد ہے ایڈھاک بنیاد پر کام کرنے والوں کی تاریخ یکم ستمبر 1972ء تھی تو میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تاریخ کب ختم ہوگی۔ جہاں تک مجھے علم ہے یہ تاریخ دوسرے صوبوں میں دسمبر 1975ء تک تھی۔ ہمارے ہاں باقاعدہ کرنے کی تاریخ کونسی مقرر کی گئی ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگست 1973ء سے ریگولر کر دیا گیا ہے۔ اور 257 کو 30 جون 1975ء کے بعد یعنی یکم جولائی سے ریگولر کر دیا گیا ہے۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا! وہ آخری تاریخ کونسی تھی جس دن تک وہ لوگ کام کر رہے تھے اور اس کے بعد ریگولر کر دیا گیا۔

وزیر تعلیم : میں نے تو عرض کیا ہے ایک تو 30 جون 1975ء سے اور دوسرے 7 اگست 1973ء سے اور یہ تمام لوگ بھی وہی مراعات حاصل کریں گے جو دوسرے لیکچرار حاصل کر رہے ہیں۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ آخری تاریخ کیا تھی ؟

وزیر تعلیم : آخری تاریخ سے آپ کی کیا مراد ہے۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ ایک آدمی جو 30 اگست 1975ء تک ایڈھاک basis پر آیا ہے۔ آیا اس کو بھی ریگولر کر دیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم : یہ متفقہ فیصلہ ہے سب پر لاگو ہوگا۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت

کرنا چاہتا ہوں کہ جو آخری تاریخ انہوں نے فرمائی ہے تو کیا اس کے بعد کوئی ایڈھاک اپوائنٹمنٹ نہیں ہوئی ۔ کیا اب حکومت نے پالیسی بدل دی ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال تو بنتا ہی نہیں ۔ اس کا ایڈھاک اپوائنٹ منٹ سے تو کوئی تعلق نہیں ہے ۔ سوال تو ایڈھاک ملازمین کو ریگولر کرنے کا ہے ۔ یہ سوال نہیں کیا گیا کہ آئندہ ایڈہاک اپوائنٹمنٹ کی جائیں گی یا نہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرا سوال بالکل متعلقہ ہے اگر آپ وزیر موصوف کو غور و فکر کرنے کا موقع دیں تو.....

وزیر تعلیم : جناب والا ! میرے فاضل دوست نے اگر اس پر غور و فکر کیا ہوتا تو یہ سوال ہی نہ پوچھتے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! یہ نہایت اہم سوال ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا سوال اہم ہوگا بلکہ بہت ہی اہم ہوگا ۔ مگر دوسرے فاضل ممبران کے سوالات بھی کوئی کم اہمیت کے نہیں ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا اس بنیاد پر میرے ضمنی سوال کو رد نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : آٹھ ضمنی سوالات تو اس پر ہو چکے ہیں اب اس سے زیادہ اور کیا ہو ۔

گورنمنٹ ہائی سکول منچن آباد (بہاول نگر) کے ہیڈ ماسٹر کو سینئر کلاس اول کا درجہ دینا

*7052 ۔ **چوھدری امان اللہ لک** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شیخ محمد اسلم ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول منچن آباد ضلع بہاولنگر سے تقریباً 30 جونیئر ہیڈ ماسٹروں و ڈسٹرکٹ انسپکٹروں کو سینئر کلاس اول کا درجہ دے دیا گیا ہے اور مذکورہ ہیڈ ماسٹر کو اس ترقی سے محروم کیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ہیڈ ماسٹر نے ڈی ۔ ای ۔ او بہاولنگر کی وساطت سے اپنی سینیارٹی کے خلاف ڈی ۔ پی ۔ آئی پنجاب لاہور کو ایک سال سے اپیل دائر کی ہوئی ہے لیکن ابھی تک اپیل کا فیصلہ نہیں ہوا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈی۔ پی۔ آئی پنجاب لاہور مذکورہ ہیڈ ماسٹر کی اپیل کا فیصلہ کب تک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) ابھی تک شیخ محمد اسلم سے جونیئر کسی افسر کو سینئر کلاس اول یعنی گریڈ 18 میں باقاعدہ ترقی نہیں دی گئی ۔ نمبر 18 گریڈ میں ان سے نیچے کے لوگ اپنی ہی تنخواہ اور گریڈ پر کام کر رہے ہیں ۔ یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ اس وقت مسٹر اسلم 18 گریڈ (سیلیکشن گریڈ) کی تنخواہ پا رہے ہیں ۔

(ب) درست ہے ۔ شیخ محمد اسلم نے سول سوٹ کیا ہوا ہے ۔ اس لئے ان کی اپیل پر سول کورٹ کے فیصلہ کے بعد حکومت غور کرے گی ۔

(ج) افسر موصوف نے ایڈمنسٹریٹو سول جج بہاولنگر کی عدالت میں دعویٰ دائر کر رکھا ہے ۔ اس لئے عدالت کے فیصلہ کا انتظار ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ انہوں نے یہ جو جواب میں فرمایا ہے کہ باقاعدہ ترقی نہیں ہوئی ۔ کیا بے قاعدہ ترقی دی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم : سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! لکھا ہوا ہے کہ باقاعدہ ترقی نہیں ہوئی ۔

وزیر تعلیم : یہ آپ نے کیا باقاعدہ اور بے قاعدہ کی رٹ شروع کردی ہے ۔ اگر ہم بے قاعدہ کہتے تو آپ کہتے باقاعدہ کیوں نہیں ہوئی ۔ اسے گریڈ 18 دیا جا چکا ہے ۔ اب یہ گردان نہیں ہونی چاہیئے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ بعض اوقات باقاعدہ ترقی نہیں دی جاتی ہے لیکن بے قاعدہ ترقی ہو جاتی ہے - اس سلسلہ میں agitate یا ناراض ہونے کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے -

وزیر تعلیم : نہیں جی ناراضگی کاہے کی - آپ سے کس بات کی ناراضگی- آپ یہ دیکھیں کہ آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب دے دیا گیا ہے کہ انہیں گریڈ 18 میں تنخواہ ملی رہی ہے - اس سے آپ کو تسلی ہو جانی چاہیے کیونکہ آپ شیخ محمد اسلم کے بارے میں فکر مند تھے - ہم نے آپ کی فکر دور کر دی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا - میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ سکیل نمبر 18 جو کہ سیلیکشن گریڈ ہے اس کی تنخواہ پا رہے ہیں یا ان کو باقاعدہ گریڈ نمبر 18 دے دیا گیا ہے -

وزیر تعلیم : وہ سیلیکشن گریڈ کی تنخواہ لے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : یہ تو انہوں نے کہا ہے کہ ان کا ایک کیس عدالت میں زیر سماعت ہے - جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو اس کو finalize نہیں کیا جا سکتا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ تو اپیل کے لیے ہے - اب میں یہ ضمنی سوال عرض کروں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ انہوں نے ایک اپیل ڈی - پی - آئی پنجاب کے دفتر میں بھی کی ہوئی تھی - اور چونکہ اس کا فیصلہ نہ ہوا جس کی وجہ سے ان کو سول سوٹ میں جانا پڑا - کافی عرصہ تک انتظار کرنے کے باوجود اپیل کا فیصلہ نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں - جس کی وجہ سے ان کو عدالت میں جانا پڑا ؟

وزیر تعلیم : آپ نے اس کا جواب از خود دے دیا ہے کہ ایک شخص جو کہ آپ کا employee ہے - جب وہ عدالت میں چلا جاتا ہے - تو ہمیں عدالت کے فیصلہ کا انتظار کرنا پڑتا ہے - اس فیصلہ کی روشنی میں پھر محکمہ یہ سوچے گا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے - شاید ہم نے اس کے خلاف کوئی ڈسپلنری ایکشن لینا ہو کہ یہ کیوں سول کورٹس میں چلا گیا ہے - یہ تو بعد کا فیصلہ ہے -

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ، آپ اس جواب سے مطمئن ہوں یا نہ ہوں لیکن انہوں نے یہ جواب دے دیا ہے کہ جب تک سول کورٹ کا فیصلہ

نہیں ہوتا ہے ۔ اس وقت تک اس معاملہ میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ آپ بھی ان کے یہی جواب چاہتے تھے ؟

چوہدری امان اللہ لک : میں یہ چاہتا تھا کہ انہوں نے ایک اپیل دفتر ڈی ۔ پی ۔ آئی میں دائر کی ۔ جس کا فیصلہ نہ کیا گیا اور اس کے بعد اس کو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا ۔ اس فیصلہ میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کی بات اپنی جگہ پر ٹھیک ہے ۔ یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا ہے ۔ لیکن اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ جب تک سول کیس کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے ہم اس معاملہ کو فائنلائز نہیں کر سکتے ۔ آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں ، آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے باوجود بھی ان کو یہ اختیار ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری گذارش یہ تھی کہ انہوں نے سول سوٹ کرنے سے پہلے ایک اپیل ان کے دفتر میں دائر کی ۔ اس اپیل پر فیصلہ نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں جس کی وجہ سے انہیں عدالت کے اخراجات برداشت کرنا پڑے اس کا جواب دیں ۔

وزیر تعلیم : ہمارے دکھ کی وجہ سے انہوں نے اپیل کی تھی ۔ ان کو کوئی دکھ ہوگا ۔ وہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کا کیس مبنی بر انصاف نہیں ہے وہ حقیقت پر ہیں اور ہم غلطی پر ہیں ، اس لئے انہوں نے یہ اقدام کیا ۔ اگر وہ ہم تک رہتے تو ممکن ہے کہ ہم ان کا فیصلہ کر دیتے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ۔ انہوں نے تو کوئی فیصلہ ہی نہیں کیا پھر وہ سول کورٹس میں گئے ۔

وزیر تعلیم : تو جائیں ، وہ سول کورٹس کا فیصلہ لے آئیں ، پھر ہم فیصلہ کریں گے کہ آیا انہیں پکا کرنا ہے یا انہیں سروس سے نکالنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب وہ آپ کے سوال کی تردید نہیں کرتے ہیں وہ ایک شرط لگا رہے ہیں کہ جب تک سول سوٹ ہے اس کو فائنلائز نہیں کر سکتے ۔

You may not like it. It is a different thing. You may be of the opinion that the Minister or the department should decide it but they have said that they are not going to decide it till the final disposal of the Civil Suit.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اپیل دائر کی گئی ۔ اس کا فیصلہ نہ ہو سکا ۔ پھر اس کے انتظار کرنے کے بعد ان کو سول کورٹس میں جانا پڑا ۔

مسٹر سپیکر : اس کا جواب وہ آپ کو دے رہے ہیں کہ civil suit کے فیصلہ تک وہ اس کو finalize نہیں کر سکتے ۔

You are not satisfied by it, that is all.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! ان کا مقصد یہ ہے کہ اگر اپیل کا بروقت فیصلہ کر دیتے تو انہیں بے جا اخراجات کر کے کورٹس میں نہ جانا پڑتا ۔ وہ یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس کا بر وقت فیصلہ کیوں نہیں کیا گیا ؟

مسٹر سپیکر : میں بہر حال اتنا تو سمجھ سکتا ہوں ۔ اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔ چوہدری صاحب اس سے مطمئن نہیں ہیں ۔ یہ صرف اطمینان کی بات ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں انہیں مطمئن کرتا اگر یہ ایک علیحدہ سوال کرتے ۔ پھر میں ان کو بتاتا کہ آیا افسر مجاز corrupt تھا یا کوئی ایسا کام اس نے کیا جس کی وجہ سے فیصلہ نہ ہو سکا اور اس کو عدالت میں جانا پڑا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ باقاعدہ ترقی نہ دینے سے کیا مراد ہے ۔ کیا وہ اس کی وضاحت کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : وہ صاف ظاہر ہے کہ باقاعدہ finalize نہیں کیا گیا ہے ۔ یہ جواب سے واضح ہے کہ تنخواہ پا رہے ہیں لیکن finalize کچھ نہیں ہوا ہے ۔ اس جواب کو آپ پڑھیں ، بڑا واضح جواب ہے ۔

فاطمہ فیروز گرلز پرائمری سکول کے عملے کو واجبات کی ادائیگی

*7076 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت فاطمہ فیروز گرلز پرائمری سکول

دیو سماج روڈ لاہور کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد اس کے اساتذہ کو باقاعدہ طور پر تنخواہیں ادا کر رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت مذکورہ سکول میں چپڑاسی اور چوکیدار کو تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ ادا نہیں کر رہی جب کہ وہ مذکورہ سکول میں باقاعدہ ملازم ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی چپڑاسی اور چوکیدار کو باقاعدہ تنخواہ اور دیگر الاؤنس ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری امان اللہ ملک ۔ سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ۔ سوال کی جز (ب) آپ ملاحظہ فرمائیں اس کے دو حصے ہیں ۔ پہلے حصہ میں ہے کہ "حکومت مذکورہ سکول میں چپڑاسی اور چوکیدار کو تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ ادا نہیں کر رہی ہے" جب کہ دوسرے میں یہ کیا گیا ہے کہ ,,وہ مذکورہ سکول میں باقاعدہ ملازم ہیں" دونوں کے جواب میں انہوں نے "جی نہیں" کہا ہے ۔ اب وزیر موصوف وضاحت کریں ۔ کہ جی نہیں سے ان کی کیا مراد ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ principal clause کو apply کرتا ہے یا subsidiary clause کو apply کرتا ہے ۔ دونوں میں سے کس کلاز کو apply کرتا ہے ۔ آیا ان کو تنخواہ مل رہی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ تنخواہ وغیرہ ان کو باقاعدہ مل رہی ہے ۔ دوسرا حصہ سوال کا جو ہے وہ غلط ہے ۔ ہم نے کہا ہے کہ آپ کا دعویٰ غلط ہے ۔ ہم ان کو تنخواہ دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تنخواہ پا رہے ہیں ۔ بس یہ درست ہے ۔

جوہر آباد گرلز کالج کی عمارت کی تعمیر

*7148 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جوہر آباد گرلز کالج ضلع سرگودھا میں کل کتنے کلاس روم ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ کالج کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے جو کالج کی ضرورت کے لئے ناکافی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ کالج کے لئے کب تک عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) کالج کی عمارت چھ کمروں پر مشتمل ہے جن میں سے تین کمرے بطور کلاس روم اور تین کمرے بطور دفتر لائبریری استعمال کئے جا رہے ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ عمارت موجودہ تعداد کے پیش نظر کافی ہے ۔

(ج) اس کالج کے لئے ایک عمارت مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

چوہدری امان اللہ ملک ۔ سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! سوال کی ضمن (ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ حکومت مذکورہ کالج کے لئے کب تک عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ تو اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ''اس کالج کے لئے ایک عمارت مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے'' سوال کیا ہے اور اس کا جواب کیا ہے ۔ مہیا کرنے سے ان کی مراد کرائے پر مہیا کرنے سے ہے یا نئی عمارت سے ہے یا کیا ہے ؟

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔)

وزیر تعلیم ۔ جناب والا! جوہر آباد گرلز کالج ایک پرانی عمارت میں واقع ہے اس میں رفاہی کیمپ بھی قائم ہے ۔ اس عمارت کو مذکورہ کالج کے لئے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ ہم خریدنا چاہتے ہیں ۔ اس کے لئے عملدرآمد شروع کر دیا گیا ہے اور بہت جلدی ہم اس کو خرید لیں گے ۔ ہم اس کو خریدنے کی کوشش کر رہے ہیں

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کوئی اندازہ آپ متعین کر سکتے ہیں کہ کتنے عرصہ تک عمارت مہیا ہو جائے گی ۔

وزیر تعلیم : سوال تو یہ ہے کہ یہ خریدنے والے اور بیچنے والے پر موقوف ہے ۔ جب ان کی قیمت ہم مان لیں گے تو ہو سکتا ہے کہ مکمل ہو جائے ۔ ہو سکتا ہے کہ مہینے لگ جائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! سوال کو سمجھ کر جواب دینے کی کوشش کریں ۔ عورتوں کی طرح ملک صاحب لینے دینے والی بات نہ کریں کبھی ہاتھوں سے بتاتے ہیں اور کبھی ترجمہ غلط کرتے ہیں ، وہ ہمیں صرف اس کے عوامل بتا دیں ۔ وہ تو ایسی بات کرتے ہیں جیسے جھگڑا کرتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : میں لک صاحب سے کہوں گا کہ وہ استاد نہیں ہیں ، کیونکہ انہیں اس فیلڈ کا تجربہ نہیں ہے ۔ لہذا یہ استاد بننے کی کوشش نہ کریں ۔

Mr. Chairman : No cross talk please.

ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ جوہرآباد کے اساتذہ کے لئے رہائشی سہولتیں

***7149 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جوہر آباد ضلع سرگودھا کے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے اور اس میں کل کتنے کلاس روم ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ادارے میں اساتذہ کی رہائش کے لئے کوئی مکانات نہیں ہیں جس کی بناء پر انہیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ادارے کے اساتذہ کو کب تک رہائشی سہولتیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ جوہر آباد ضلع سرگودھا میں اساتذہ کی تعداد 14 ہے ۔ طلباء کی تعداد 88 ہے ۔ انسٹی ٹیوٹ ھذا میں دو کلاس روم اور سات ورکشاپیں ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) تعلیمی پالیسی 1972ء کے مطابق گورنمنٹ صوبہ کے تمام اساتذہ کو 1980ء تک رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اس پالیسی پر عمل درآمد ہونے کی صورت میں گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ جوہرآباد کے اساتذہ کو بھی رہائشی سہولتیں میسر کی جائیں گی ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : ضمنی سوال ۔ جناب والا ! اس سوال کے دو حصے ہیں ۔ پہلا حصہ تو یہ ہے کہ سہولتیں اب تک کتنے ٹیچرز کو اور کس کس علاقہ میں دی گئی ہیں ۔ اور دوسرا جزو یہ ہے کہ اگر کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے تو کیا وزیر تعلیم بیان فرمائیں گے کہ کتنے مزید استادوں کو یہ سہولتیں مہیا ہوں گی ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ۔ یہ جو کاردار صاحب نے فرمایا ہے اس کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ محرک تو موجود نہیں ہے ۔ لیکن یہ جو سوال انہوں نے اٹھایا ہے اس کے لیے یہ علیحدہ سوال دیں تو پھر ہم سارے اعداد جمع کریں گے کہ کن کن کو یہ سہولتیں دی جائیں ۔ ورنہ 1980ء تک ہم نے ان کو کوارٹر مہیا کرنا ہے اور ان کی تمام خواہشات کی تکمیل کرنا ہے جو وہ ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! ہم سب نے مل جل کر اس کو کرنا ہے یہ اکیلے حکومت کا ہی کام نہیں ہے ۔ آج تو کوئی بھی شخص یہ تک کرنے کو تیار نہیں ہوتا کہ اگر اس کے قریب کا سکول ٹوٹا ہوا ہے اور اگر اس سکول پر پانچ ہزار روپے لگتے ہیں تو وہ اس پر لگا دے ۔ لیکن جناب والا ! جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں ان کی تعداد علیحدہ علیحدہ بتاؤں ۔ اس کے لیے اگر علیحدہ سوال کیا جائے تو بہتر ہوگا ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! ان کے جواب سے تو میں مطمئن ہوں ۔ مگر میں جزو (ب) کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ 1980ء کوئی زیادہ دور نہیں ہے ۔ اس کے لئے انہوں نے کم از کم کوئی پلان تو تیار

کیا ہوگا ۔ تو اگر اس کی اطلاع میرے فاضل دوست ملک محمد اعظم صاحب کو بھی دے دی جائے تو زیادہ مناسب ہوگا ۔

مسٹر چیئرمین : ٹھیک ہے ۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بادشاہان کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*7271 ۔ **مرزا فضل حق :** کیا وزیر تعلیم میرے نشان زدہ سوال نمبر 1449 کے جواب کے حوالہ سے جو ایوان میں 31 جنوری 1973ء کو دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع بادشاہان تحصیل چکوال میں ابھی تک لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے ہائی سکول نہیں کھولا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تاخیر کی کیا وجوہ ہیں ۔

(ج) کیا حکومت گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بادشاہان کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے موضع مذکور میں ابھی تک کوئی ہائی سکول نہیں کھولا گیا ۔

(ب) مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دینے کے لئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل سفارشات کرتی ہے ۔ تا حال اس سکول کی سفارش نہیں کی گئی ۔

(ج) سال 76-1975ء کی سفارشات میں اس سکول کو ضلعی تعلیمی کونسل جہلم نے شامل نہیں کیا تھا ۔ 77-1976ء کے ترقیاتی پروگرام کے لئے بھی اس سکول کی سفارش نہیں کی گئی ۔ بہر حال اس سکول کا نام دوسری سفارشات کے ساتھ وزیر اعلیٰ کابینہ کی خدمت میں حتمی فیصلہ کے لئے پیش کر دیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ دوسری سفارشات سے ان کی کیا مراد ہے ۔ کیا ڈسٹرکٹ کونسل کے علاوہ کوئی اور بھی چینل ہے جس کے ذریعے محکمہ تعلیم میں سکولوں کا اجراء کیا جا سکتا ہے ؟ کیا وہ اس کی وضاحت فرمائیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ۔ اس کے لیے طریقہ کار یہ ہے کہ جب کابینہ میں یہ معاملہ زیر بحث آتا ہے تو کچھ ایسے علاقے بھی ہوتے ہیں کہ وہاں واقعی اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وہاں پر اس کو ہائی سکول یا مڈل سکول یا جو کچھ بھی ہو کیا جائے۔ تو ہم یقیناً ایسا کرتے ہیں ۔

ڈائریکٹر تعلیمات لاہور ریجن میں رجسٹرار محکمانہ امتحانات کی آسامی

*7478 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1962ء سے قبل دفتر ڈائریکٹر تعلیمات لاہور ریجن میں رجسٹرار محکمانہ امتحانات کی آسامی گزیٹڈ درجہ اول سینئر شمار کی جاتی تھی اور اس پر سکولز سائڈ کا ہی آفیسر کام کرتا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 1962ء کے بعد مذکورہ آسامی گزیٹڈ درجہ دوم بنا دی گئی اور اس آسامی پر سکولز سائڈ کا ہی آفیسر کام کرتا رہا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اپریل 1973ء میں مذکورہ آسامی اچانک سکولز سائڈ سے چھین کر کلریکل سٹاف کے سینئر آدمی کے حوالے کر دی گئی ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آسامی سکول سائڈ کے کسی مستند آفیسر کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں اور اسے کلریکل سٹاف کے سپرد کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں درست ہے ۔

(ب) جی ہاں درست ہے ۔

(ج) جی ہاں درست ہے ۔

(د) حکومت اس آسامی کو سکول سائڈ کے کسی آفیسر کے حوالے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی حکومت نے ایک ہائی پاور کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ چونکہ رجسٹرار کی آسامی پر کوئی ٹیکنیکل کام نہیں ہوتا ۔ اس لئے یہ آسامی چھوٹے سکیل میں رکھ کر کاریکل سٹاف کو دے دی جائے ۔ چنانچہ یہ آسامی نیشنل پے سکیل نمبر 16 میں منظور کی گئی جبکہ سکول سائڈ کا آدمی اس آسامی کے لئے سکیل نمبر 17 میں ہوتا ہے ۔

گورنمنٹ مڈل سکول غازی پور کو ہائی سکول کا درجہ دینا

***7662 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری** : کیا وزیر تعلیم میرے نشان زدہ سوال نمبر 834 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 31 جنوری 1973ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ غازی پور تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے عوام نے گورنمنٹ مڈل سکول کی عمارت کی توسیع کے لئے ایک وسیع رقبہ اراضی وقف کر رکھا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو استحقاق کی بناء پر ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کی سفارشات سال بہ سال متعلقہ ضلعی کونسلیں کرتی ہیں ۔ مذکورہ سکول کو ضلعی تعلیمی کونسل ملتان نے سال 1975.76ء کے دوران ہائی کا

درجہ دینے کی سفارش نہیں کی تھی ۔ لہذا اس سال سکول ہذا کا درجہ بڑھانا ممکن نہیں تھا ۔ اب تعلیمی کونسل ملتان نے مالی سال 1976-77ء کے دوران اس سکول کی سفارش کی ہے اس پر غور کیا جائے گا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : ضمنی سوال ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر محترم سے یہ عرض کرونگا اور وضاحت بھی چاہونگا کہ جب سے میں اس معزز ایوان کا ممبر ہوا ہوں سب سے پہلے میں نے اس سکول کی ترقی درجہ کے لئے ہمیشہ عرض کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ یہ سکول میرے سارے علاقہ یعنی شجاع آباد میں بیحد اہمیت کا حامل ہے اور اس کو لازماً ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ ماضی میں بھی ہر متعلقہ وزیر تعلیم نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اگلے سال اس پر ہمدردی سے غور کیا جائے گا ۔ دوسرے جناب والا ۔ 1973ء کے فلڈ کے بعد حکومت کی مہربانی سے اس کے کمروں کی تعداد اب تعمیر ہو کر 24 ہو چکی ہے ۔ ہال موجود ہے سائنس کا کمرہ موجود ہے اور ہم نے 6 ایکڑ زمین کا بندوبست بھی 1965ء سے کر دیا تھا تو اس کی عمارت تعمیر کے لئے حکومت کا کوئی زیادہ خرچ بھی نہیں ہوگا ۔ اب ضلع کونسل نے بھی اس کے لئے سفارش کر دی ہے تو جناب والا ۔ میں دردمندانہ اپیل کرونگا کہ یہ سکول ضلع ملتان میں سب سے زیادہ مستحق سکول ہے اور یہ ان سکولوں میں سے ایک ہے جو زیادہ زرخیز علاقے میں ہیں جہاں طالب علموں کی زیادہ تعداد ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بیحد مستحق سکول ہے ۔

مسٹر چیئرمین : دیوان صاحب انہوں نے وہ تو فرما دیا ہے کہ ہم اس سال اس پر غور کریں گے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ۔ غور تو انہوں نے ہمیشہ کیا ہے اور جب سے میں اس معزز ایوان کا ممبر ہوا ہوں حکومت نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ یہ ہمدردانہ غور کریگی ۔

مسٹر چیئرمین : آپ اپنے ضمنی سوال میں کہنا کیا چاہتے ہیں ؟

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ۔ میں فاضل وزیر سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں عمارت کی بھی ضرورت نہیں ۔ تعداد بھی ضرورت سے زیادہ ہے اس لئے اس سکول کو ہائی کا درجہ دیا جائے اور اس پر ہمدردانہ غور کریں ۔

مسٹر چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ آپ اسکو نوٹ فرما لیں ۔

وزیر تعلیم : دیوان صاحب ۔ یہ ہماری کابینہ کے اجلاس میں زیر غور آئے گا اس وقت اگر آپ بھی اس کے لئے کوشش کریں گے تو یہ ضرور ہو جائے گا ۔ میں نے کبھی بھی غلط وعدہ نہیں کیا ہے اور نہ ہی میں غلط باتوں کا عادی ہوں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں تو جناب سپیکر کی ہی وساطت سے آپ سے استدعا کر سکتا ہوں ۔ کابینہ میں تو آپ ہی جا سکتے ہیں ۔

گورنمنٹ ہائی سکول جلال پور پیروالہ میں ٹیکنیکل تعلیم کا اجراء

*7689 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلال پور پیروالہ میں واقع گورنمنٹ ہائی سکول میں ٹیکنیکل تعلیم کے اجراء کے لئے ایک عمارت 50 ہزار روپے کی لاگت سے تعمیر کرائی گئی تھی اور تقریباً 20 ہزار روپے کی مشینری و ضروری متعلقہ سامان بھی مہیا کر دیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تقریباً دو سال گزرنے کے باوجود مذکورہ سکول میں عملی طور پر ٹیکنیکل تعلیم کے اجراء کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں ٹیکنیکل تعلیم جاری کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) سٹاف کی منظوری کا معاملہ محکمہ کے زیر غور ہے ۔ جب محکمہ فنانس سے منظوری مل جائے گی تو کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے گا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : ضمنی سوال ۔ جناب والا ! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ حکومت نے ہزاروں روپے تعمیر پر خرچ کر دیئے ہیں ۔ وہاں پر سائنس کا سامان بھی موجود ہے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ بھی حکومت کا اپنا ایک حصہ ہے ۔ لیکن جناب والا ! دو سال سے صرف یہ غور ہو رہا ہے کہ یہ دیا جائے یا نہ دیا جائے ۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی ۔ جناب والا! فنانس ڈیپارٹمنٹ سے تو حکومت کا ہی تعلق ہوتا ہے ۔ عوام کا تو کوئی تعلق نہیں ہوتا اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو تو حکومت ہی کہہ سکتی ہے ۔ جناب والا ! کنسٹرکشن ہو چکی ہے لیکن دو سال سے وہ سامان ضائع ہو رہا ہے ۔ اس کا کیا فائدہ ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! فاضل رکن درست فرما رہے ہیں ۔ لیکن ٹیکنیکل ایجوکیشن کا نئے سرے سے سروے کرنے کے بعد اس سال ہم تمام ایسے انسٹیٹیوشنز کو چالو کر دیں گے ۔ میرا خیال ہے کہ تھوڑے عرصے تک ان کو تکلیف ہو گی لیکن اس کے بعد انشاءاللہ ان کی یہ تکلیف رفع ہو جائے گی اور یہ سکول چالو کر دیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ مسئلہ تو چلا آ رہا ہے اور تقریباً دو سال سے پیسوں کا ضیاع ہو رہا ہے ۔ اگر یہ کام ملک غلام نبی ڈنڈا مار وزیر کے ہوتے ہوئے نہیں ہو سکے گا تو پھر اس کے بعد یہ مسئلہ کب حل ہوگا ۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ۔ فاضل رکن مجھے ڈنڈا مار وزیر کہہ رہے ہیں ۔ اگر میں نے حقیقت میں انہیں ڈنڈا مار بھی دیا تو پھر یہ بلبلا اٹھیں گے کہ میں نے ڈنڈا مارا ہے ۔ یہ مجھے دعوت دے رہے ہیں کہ میں ان پر ڈنڈا استعمال کروں ۔

مسٹر چیئرمین : ابھی آپ نے مارا تو نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر میں ان کو ڈنڈا ماروں تو میں اپنی توہین سمجھتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : یہ بالکل صحیح ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں نے تو qualification کے متعلق عرض کیا تھا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر یہ qualification کے متعلق کہہ رہے ہیں تو ان کے خاندان میں اتنی qualification نہیں ہو گی - جتنی میرے پاس ہے -

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ اتنے potential اور accurate منسٹر کے ہوتے ہوئے یہ کوئی تاریخ فرما دیں کہ یہ کب تک ہو جائے گا -

مسٹر چیئرمین : چوھدری صاحب ! انہوں نے فرما دیا ہے کہ سروے ہو رہا ہے اور اس سال ہم یہ کر دیں گے -

چوھدری امان اللہ لک : نہیں - جناب والا ! یہ تو آپ فرما رہے ہیں - انہوں نے تو یہ نہیں فرمایا تھا -

مسٹر چیئرمین : انہوں نے کہا ہے کہ اس سال ہم بہت جلد کر دیں گے - آپ نے ذرا غور سے شاید نہیں سنا ہوگا -

---

قومیائے گئے سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کی باضابطہ تقرری

***7813 : مرزا فضل حق :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) یکم اکتوبر 1972ء سے قومیائے گئے سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کی تعداد کیا ہے اور ان میں سے کتنے ایسے ہیں - جن کی باضابطہ طور پر تقرری ہو چکی ہے اور جن کو گورنمنٹ سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کے مساوی تنخواہوں کا سکیل دے دیا گیا ہے -

(ب) اگر گزشتہ تین سالوں کے دوران ان میں سے کسی کی بھی باضابطہ طور پر تقرری نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور محکمہ تعلیم کو ان کی ملازمتیں ضابطے کے مطابق جریدہ میں شائع کرانے کے لئے کتنا وقت درکار ہو گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) یکم اکتوبر 1972ء سے قومیائے گئے سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کی تعداد

صوبہ بھر میں 583 ہے - ان میں سے اب تک کسی کی باضابطہ طور پر تقرری نہیں ہوئی - اور نہ ہی کسی کو مقرر کردہ بے سکیل باضابطہ طور پر دیا گیا ہے -

(ب) مقدمہ عدالت عالیہ میں زیر سماعت تھا - جس کا فیصلہ 21 اکتوبر 1976ء کو ہوا ہے - اس فیصلہ کی روشنی میں ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ضروری کارروائی جو وہ کرنا چاہتے ہیں - اگر اس کی وضاحت فرما دیں تو بہتر ہو گا -

وزیر تعلیم : ضروری کارروائی یہ ہے کہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کی جو ڈیمانڈ ہے - اس پر ہم ہمدردانہ غور کریں گے - ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد جو ان کی جائز شکایات ہیں - ان کو ہم ضرور رفع کریں گے -

---

چاہ بوہڑوالا ہائی سکول کی ہیڈ معلمہ کے خلاف کارروائی

***8065 - مسز حسینہ بیگم کھوکھر :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ملتان ڈویژن میں کتنے پراونشلائزڈ ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس نیشنل بے سکیل نمبر 14 لے رہے ہیں -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جنت خاتون ہیڈ معلمہ پراونشلائزڈ ہائی سکول چاہ بوہڑوالا ضلع ملتان نے غیر قانونی طریقہ سے اپنی سروس کاؤنٹ کروا کر سکیل نمبر 18 حاصل کر لیا ہے اور گیارہ ہزار آٹھ سو روپے بقایا تنخواہ بھی وصل کر لی ہے -

(ج) 18 گریڈ کا سکیل لینے کے لئے کیا تعلیمی قابلیت اور کتنے عرصہ کی ملازمت کی ضرورت ہوتی ہے -

(د) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیڈ معلمہ مذکور کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) ملتان ڈویژن میں پراونشلائزڈ ہائی سکولوں کا کوئی بھی ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس بے سکیل نمبر 14 نہیں لے رہا ۔

(ب) یہ تو درست ہے کہ جنت خاتون ہیڈ معلمہ نے سکیل نمبر 18 حاصل کرنے پر مبلغ 11646.50 روپے بقایا وصول کیا جس کی منظوری لوکل گورنمنٹ نے دی تھی ۔ اس ضمن میں شکایات موصول ہونے پر محکمہ تعلیم نے معاملات کی چھان بین کرنی شروع کر دی ہے تحقیقات کے مکمل ہونے پر ہی یہ کہا جا سکے گا آیا مندرجہ بالا کارروائی درست تھی یا غلط ۔

(ج) سکیل نمبر 18 کے لئے تعلیمی قابلیت بی۔اے۔بی۔ایڈ بی۔ایس۔سی۔ بی ایڈ لازمی ہے عرصہ ملازمت کی کوئی میعاد مقرر نہیں ۔

(د) اگر محکمانہ تحقیقات کے نتیجہ کے طور پر ثابت ہو گیا کہ سکیل غلط دیا گیا ہے تو حکومت مناسب قانونی کارروائی عمل میں لائے گی ۔

جناب والا ! بیگم حسینہ کھوکھر صاحبہ کے دونوں سوالات میں نے پڑھے ہیں اور اپنے محکمے کے جوابات جو انہوں نے مجھے دیئے ہیں دیکھنے کے بعد مجھے دکھ ہوا ہے ۔ بیگم صاحبہ کو چاہئے تھا کہ یہ مسئلہ میرے نوٹس میں لاتیں کیونکہ میرے وزیر ہونے سے پہلے کا یہ کیس چل رہا ہے ۔ محکمہ کی غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں ۔ یہ سارا کیس جو انہوں نے بتایا ہے اس کے متعلق مجھ سے ملیں ۔ میں فائل منگوا رہا ہوں ۔ دونوں سوالات کے متعلق جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میری سمجھ میں آگیا ۔ اور میرے علم میں بات آئی کہ یہ غلط ہوا ہے تو جنت خاتون ہی نہیں پھر ہر وہ عنصر جنہوں نے جنت خاتون کو مدد دی ہوگی ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کے بعد ان کو بھی وہ سزا دوں گا جن کے وہ مستحق ہوں گے ۔

چوہدری امان اللہ ملک : جناب والا ! میں استدعا کروں گا کہ ان سوالات کو آپ پنڈنگ فرما دیں تا کہ یہ فیصلہ کرنے کے بعد وزیر موصوف ایوان میں جواب دیں سکیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ انہوں نے انفارمیشن دے دی ہے ۔ پنڈنگ تو وہ سوال کیا جاتا ہے جس میں انفارمیشن نہ دی گئی ہو ۔ انہوں نے یقین دھانی کرائی

ہے ۔ یقین دھانی کے بعد تو سوال پینڈنگ نہیں ہو سکتا ۔ اگر کوئی چیز باقی رہ جاتی کہ فلاں چیز کا پتہ کریں گے یا اس کے بارے میں دیکھیں گے ۔ یہ دیا گیا ہے وہ نہیں دیا گیا تب تو یہ ضرور پینڈنگ ہو سکتا تھا ۔ تمام چیزیں انہوں نے حتمی طور پر بتا دی ہیں انہوں نے یقین دھانی کرا دی ہے کہ اس کو بہت جلد عملی جامہ پہنا دیں گے ۔

چاہ بوھڑ والا ھائی سکول کی ھیڈ معلمہ کی تعلیمی قابلیت

***8066 مسز حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جنت خاتون ھیڈ معلمہ پراونشلائزڈ ھائی سکول چاہ بوھڑ والا ضلع ملتان کی تاریخ تقرری کیا ہے اور تقرری کے وقت اس کی تعلیمی قابلیت کیا تھی اس نے کتنے سال بطور مستقل ھیڈ مسٹریس اپنے فرائض سر انجام دیئے ۔

(ب) مذکورہ ھیڈ معلمہ نے بی ایڈ کا امتحان کب پاس کیا اور سکیل نمبر **18** کب حاصل کیا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جنت خاتون کو میونسپل کمیٹی ملتان میں 14 مارچ 1950 کو بطور جے۔وی ٹیچر مقرر کیا گیا اس وقت اس کی تعلیمی قابلیت جے۔وی ادیب عالم تھی۔ اس کی اصل تاریخ ترقی بطور ہیڈ مسٹریس کا تعین کیا جا رہا ہے ۔ مختلف ریکارڈوں میں مختلف تاریخیں دی گئی ہیں ۔ اس لئے حتمی طور پر یہ کہنا کہ اس نے کتنے سال بطور ہیڈ معلمہ کام کیا ہے ابھی ممکن نہیں ۔

(ب) مذکورہ ھیڈ مسٹریس نے بی ۔ ایڈ کا امتحان **1965**ء میں پاس کیا اور سکیل نمبر 18 یکم مارچ **1972**ء سے دیا گیا ۔ البتہ اسے سیلیکشن گریڈ 1500-075-75 یکم جون **1970**ء سے دیا گیا ۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بوسال مسور کے لئے عمارت کی فراہمی

*8269 : **چوہدری لال خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع بوسال مسور ضلع گجرات تحصیل پھالیہ میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کی عمارت نہ ہونے کی وجہ سے طالبات کو سخت دشواری کا سامنا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول مویشیوں کی ایک حویلی میں چل رہا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے لئے عمارت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) سال 1976-77 کے بجٹ میں پرائمری سکولوں کی عمارتوں کے لئے کوئی رقم نہیں ۔ سکول مذکورہ کے لئے اگر مقامی آبادی عمارت بنوا دے تو بہتر ورنہ آئندہ سال یا بعد ازاں جونہی رقم مہیا ہوئی ۔ اس سکول کی عمارت بنوانے کی کوشش کی جائے گی ۔

تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں واقع سکولوں میں اساتذہ کی خالی آسامیاں

*8270 ۔ **چوہدری لال خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے بیشتر سکولوں میں اساتذہ کی آسامیاں خالی پڑی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ تحصیل میں جو اساتذہ متعین کئے جاتے ہیں ۔ وہ اپنا تبادلہ کروا کر تحصیل گجرات یا کھاریاں چلے جاتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل پھالیہ کے سکولوں میں مقررہ سٹاف تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) یہ درست نہیں ہے کہ بیشتر سکولوں میں آسامیاں خالی ہیں ۔ ماسوائے زنانہ پی-ٹی-سی ٹیچرز کے کیونکہ اس تحصیل میں مزید امیدوار بلحاظ میرٹ موجود نہیں ہیں ۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے ۔ البتہ وہ اساتذہ جن کا تعلق گجرات اور کھاریاں سے ہوتا ہے ۔ وہ اپنا تبادلہ اپنے گھروں کے نزدیک کروانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں ۔

(ج) امیدواروں کی ترجیحی فہرستیں تیار کر لی گئی ہیں ۔ تحصیل میں جو آسامیاں خالی تھیں ۔ ان میں تقرریاں سکول کھولنے سے پہلے کر دی گئی ہیں ما سوائے زنانہ پی-ٹی-سی ٹیچرز کے ۔ کیونکہ اس تحصیل سے مزید امیداوار بلحاظ میرٹ موجود نہیں ہیں ۔

جناب والا ! جو جواب لکھا ہوا ہے وہ میں پڑھنے سے قاصر ہوں اس لئے میں اس کی وضاحت کئے دیتا ہوں ۔

جناب والا ! یہ درست ہے کہ آسامیاں خالی پڑی رہتی ہیں اور لوگ اپنا تبادلہ کروا کر اس لئے چلے جاتے ہیں کہ وہاں پر رہائشی سہولت نہیں ہوتی اور وہ کھاریاں یا گجرات چلے جاتے ہیں ۔ سب سے زیادہ وہ شہروں کی طرف رخ کرتے ہیں ۔ دور دراز علاقوں کو ترجیح نہیں دیتے ۔ وہاں ان کو مقرر کیا گیا ہے ۔ ان کو تعینات کیا گیا ہے ۔ ان کا چناؤ کیا گیا مگر وہ دور علاقوں سے بھاگتے ہیں ۔ وہ ایسی جگہ کو قبول کرتے ہیں جو ان کے گھر کے نزدیک ہو ۔

بیگم آباد احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! دیہاتوں میں سہولتیں پیدا کرنی چاہئیں ۔ اس کے لئے حکومت کو خرچ نہیں کرنا چاہئے بلکہ وہاں سے عطیات لیں ۔

وزیر تعلیم : عطیات کون دیتا ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : آپ چندہ لیں لوگ چندہ دیں گے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ اس کو نوٹ فرما لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ گجرات کے اساتذہ کو پھالیہ میں تعینات کیا جاتا ہے اس کے بعد تحصیل پھالیہ میں آسامیاں خالی رہ جاتی ہیں ۔ وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ لوگ شہروں کا رخ کرتے ہیں ۔ وہ وزیر موصوف سے پوچھ رہے ہیں کہ دونوں تحصیلوں کے اساتذہ جو واپس چلے گئے ہیں ان کی جگہ دوسرے اساتذہ تعینات نہیں کئے گئے ۔ اگر یہ جواب نہیں دے سکتے یا پڑھ نہیں سکتے تو اس سوال کو ملتوی فرما دیں ۔ یہ specifically گجرات کے واقعات ہیں ۔ یہ دونوں تحصیلوں کے اساتذہ کے ساتھ ہوا ہے۔ پھالیہ میں اساتذہ کم تھے وہاں سے اساتذہ واپس ہوئے ۔ اس کے بعد وہاں ban لگا دیا ہے ۔ یہ اچھا کیا ہے لیکن جو خالی آسامیاں ہیں ان کا کیا ہوگا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ان کے بیان میں اتنی صداقت نہیں ہے جس کا وہ اظہار کر رہے ہیں ۔ جیسا کہ عام روش ہے لوگ بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ وہاں ایسے حالات نہیں ہیں جیسا کہ آپ ذکر کر رہے ہیں کہ وہاں آسامیاں خالی کیوں ہوئیں وہاں پڑھانے والے جاتے نہیں ہیں ۔ سب ہی وہاں پر موجود ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں پھر استدعا کروں گا کہ وزیر موصوف جواب کیسے دیتے ہیں ۔ یہ ذاتی مسئلے میں الجھتے ہیں ۔ یہ کہتے ہیں کہ وہاں کوئی ایسا مسئلہ ہی نہیں ہے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ specifically پوچھیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں آپ کی توجہ وزیر موصوف کے اس رویے کی طرف دلاؤں گا ۔ وہ کہہ رہے کہ وہاں ایسی آسامیاں خالی نہیں ہیں ۔ وہ ہاتھوں سے باتیں کرتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : اگر ہاتھوں سے باتیں نہ کروں تو پھر کس طرح ان سے باتیں کروں ۔

چوہدری امان اللہ لک : یہ کیسی باتیں کرتے ہیں کہ تحصیل پھالیہ میں آبادیاں نہیں ہیں ۔

وزیر تعلیم : آپ سیدھے ہوں تو پھر میں بھی سیدھی باتیں کروں ۔

(قہقہہ)

Mr. Chairman :—No cross talk please.

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے یہ جواب صحیح دیا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : اگر انہوں نے جواب غلط دیا ہے تو اس کے لئے الگ پروسیجر ہے اس کو adopt کریں ۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں زیر تعلیم پی ۔ ٹی ۔ سی کلاس کی طالبات کی مائیگریشن کی درخواستیں

* 8277 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جامپور ضلع ڈیرہ غازی خان کی چند زیر تعلیم پی ۔ ٹی ۔ سی کلاس کی طالبات نے تعلیمی سہولت کے حصول کے لئے اپنی مائیگریشن کی درخواستیں برائے منظوری دفتر ڈائریکٹر ایجوکیشن ملتان کو بھجوا دی تھیں مگر ان کو آج تک زیر غور نہیں لایا گیا ۔

(ب) ایسی کتنی طالبات کی مائیگریشن کی درخواستیں دفتر ڈائریکٹر تعلیمات میں موصول ہوئیں ان میں سے کتنی منظور ہوئیں اور اگر کوئی منظور نہیں ہوئی تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) یہ درست ہے کہ جامپور ضلع ڈیرہ غازی خان کی چند زیر تعلیم پی ۔ ٹی ۔ سی کلاس کی طالبات نے اپنی مائیگریشن کی درخواستیں برائے منظوری دفتر ڈائریکٹر ایجوکیشن ملتان کو بھجوا دی تھیں مگر یہ درست نہیں

ہے کہ ان درخواستوں کو زیر غور لایا نہیں گیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کو زیر غور لایا گیا ۔

(ب) کل پانچ طالبات کی درخواستیں برائے مائیگریشن ڈائریکٹر تعلیمات ملتان میں موصول ہوئیں ۔ ان میں سے کوئی بھی منظور نہیں ہوئی کیونکہ پی ۔ ٹی ۔ سی کلاس میں داخلہ سکول و تحصیلوار سیٹیں مقرر ہونے کی وجہ سے کسی طالب علم یا طالبہ کا ایک سکول سے دوسرے سکول میں مائیگریشن کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا نہ ہی ڈائریکٹر تعلیمات ملتان نے کسی مائیگریشن کی اجازت دی ۔

جلالپور پیروالہ ضلع ملتان میں واقع پرائمری سکول نمبر 1 کو مڈل سکول کا درجہ دینا

* **8281 ۔ چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان میں واقع پرائمری سکول نمبر 1 میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد بالترتیب 600 اور 16 ہے اور یہ سکول ڈویژن بھر میں امتیازی حیثیت کا حامل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عوامی مطالبہ کے باوجود مذکورہ سکول کو مڈل سکول کا درجہ ابھی تک نہیں دیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو مڈل سکول کا درجہ دینے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) سکول مذکورہ میں اساتذہ کی تعداد 16 ہے مگر طلباء کی تعداد 540 ہے ۔

(ب) اس سکول کو ابھی تک مڈل کا درجہ نہیں دیا گیا اس مقصد لئے عوام کی طرف سے بھی کوئی تحریک موصول نہیں ہوئی ۔ کے

(د) مذکورہ سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے جب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل ، ملتان سفارش کرے گی تو اس پر استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائے گا۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ کسی سکول کو جب ترقی دی جاتی ہے تو وہ صرف ضلعی کونسل کی سفارش پر دی جاتی ہے یا اس کے استحقاق کی بنیاد پر گورنمنٹ خود بھی اس پر توجہ کر لیتی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ! میں اس سلسلے میں امان اللہ لک صاحب کے سوال پر جواب دے چکا ہوں کہ کابینہ خود بھی فیصلہ کرتی ہے کہ فلاں علاقہ پسماندہ ہے ۔ آبادی بڑھ چکی ہے اور اس کی ضرورت ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو سکول طلباء کی بنیاد پر اور دوسرے حقائق کی بنیاد پر ضلع ملتان میں سب سے زیادہ حق رکھتا ہو اور ضلعی کونسل اگر اس میں کوتاہی کرے تو حکومت خود اس پر توجہ دینے کے لئے تیار ہو گی ؟

وزیر تعلیم : ضرور ۔

ضلع سرگودھا میں پی ۔ ٹی ۔ سی کلاس میں داخلہ

***8396 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سرگودھا میں 73-1972ء ، 74-1973ء، 75-1974ء ، اور 76-1975 ء ہر سال علیحدہ علیحدہ کتنے طلباء اور طالبات کو پی۔ٹی۔سی کلاس میں داخلہ ملا ۔

(ب) مذکورہ ضلع میں یکم جنوری 1972ء تا 30 اپریل 1976ء کتنے پی ۔ ٹی ۔ سی اساتذہ بھرتی ہوئے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) ضلع سرگودھا میں پی ۔ ٹی ۔ سی کلاس میں طلباء و طالبات کے داخلے کی تعداد حسب ذیل ہے :۔

سال	طلباء	طالبات
73-1972ء	1700	300

1973-74ء	160	150
1974-75ء	150	105
1975-76ء	106	115

(ب) یکم جنوری 1972ء سے 30 اپریل 1976ء تک ضلع سرگودھا میں 1558 پی ۔ ٹی ۔ سی اساتذہ بھرتی کئے گئے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! کیا میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ تقریباً بارہ سو سے زائد پی ۔ ٹی ۔ سی تربیت یافتہ اساتذہ جو وہاں بے روزگار پھر رہے ہیں ۔ ان کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم : آپ بارہ سو کے متعلق رو رہے ہیں اور میں چار ہزار کے متعلق رو رہا ہوں ۔ جناب والا ! میرا آج ہی سٹیٹمنٹ تھا کہ چالیس ہزار کے قریب پی۔ٹی۔سی ہیں ۔ جن کو ہم نوکری نہیں دے سکے ۔ اس سال ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ پی ٹی سی کی کلاس بند کر دیں تا کہ یہ زیادہ بوجھ نہ ہو ۔ یہ بھی تنقید کی گئی ہے کہ پی ٹی سی کلاس کو بند نہیں کرنا چاہئے ۔ لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس لئے بند کر دی گئی ہے کہ وہ نئی ایگرو ٹیکنیکل پالیسی جو ہم لا رہے ہیں ۔ اس میں اساتذہ کو بھی ہم نے اس انداز سے آگے لانا ہے کہ وہ بچوں کی نشوونما اس انداز سے کریں جو ایگرو ٹیکنیکل میں جا کر کھپت کر ڈالیں اور خالی پی ٹی سی جو اپنے آپ کو پڑھانے کے لئے آتے ہیں ان کو ہم encourage کریں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

چار روز ہوئے ہیں میں نے ان کے تمام نمائندوں کو سامنے بٹھا کر یہ نیا فارمولا بتایا ہے کہ 1971ء 1972ء ، 1973ء ، 1974ء اور 1975ء کے جتنے فرسٹ ڈویژن میٹرک اور فرسٹ ڈویژن پی ٹی سی ہیں ان کو سب سے پہلے absorb کیا جائے ۔ جب وہ تعداد ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد ہم سیکنڈ ڈویژن کی طرف آئیں گے ۔ اس طرح میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا ۔ اب یہ ان بچوں کی heart-burning ہے جو 1971ء 1972ء ، 1973ء ، 1974ء اور 1975ء میں فرسٹ کلاس کر کے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اب انشاء اللہ ان کو نوکری دی جائے گی ۔

ایم - سی مڈل سکول سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کو قومی تحویل میں لینا

*8403 - چوھدری ممتاز احمد کاھلون - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایم - سی مڈل سکول سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کو ناظم تعلیمات راولپنڈی ریجن نے اپنے تحریری حکم نمبر 39482 - جی ایس مورخہ 31 - مارچ 1973ء کے ذریعے ھائی کا درجہ دیا اور اپریل 1973ء کو ہائی کلاسز شروع کرنے کی اجازت دے دی -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انٹرمیڈیٹ و سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ سرگودھا نے بروئے چٹھی نمبر 746/Recog 9-7-1973 مذکورہ سکول کو بطور ہائی سکول منظور شدہ قرار دیا اور جماعت دہم کے طلباء 1975ء اور 1976ء میں بورڈ کے امتحانات میں شامل ہوئے -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اپریل 1973ء سے مذکورہ سکول میں ہائی کلاسز جاری ہیں اور مذکورہ سکول نہایت کامیابی سے چل رہا ہے -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم نے لوکل گورنمنٹ کے تحت چلنے والے تمام ہائی سکول اپنی تحویل میں لے لئے ہیں - اگر ایسا ہے تو مذکورہ سکول کو تحویل میں نہ لینے کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت کب مذکورہ سکول کو اپنی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) ناظم تعلیمات راولپنڈی ریجن نے مذکورہ حکم کے تحت 4 جنوری 1973 کو صرف جماعت نہم جاری کرنے کی اجازت دی تھی جو بعد میں دسویں جماعت بنی - (آپ اس جواب پر ہنسیں گے) تو "صرف" سے مراد یہ تھا کہ وہ ہم نے ایک کلاس سے چالو کیا تھا پھر اس کے بعد وہ دسویں کلاس میں آ گئے - اس کے بعد انہوں نے امتحانات دئے - جس کا جواب آگے دیا گیا ہے -

(ب) جی ہاں ۔ سیکنڈری بورڈ سرگودھا نے 31 مارچ 1975ء تک عارضی منظوری کی اجازت دے دی تھی اور جماعت دہم کے طلباء 1975ء اور 1976ء میں بورڈ کے امتحانات میں شامل ہوئے ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی ہاں ۔ محکمہ تعلیم نے لوکل گورنمنٹ کے تحت چلنے والے 66 میونسپلٹی ہائی سکولوں کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا ۔ لیکن سکول مذکورہ کو محکمہ تعلیم نے اپنی تحویل میں اس لئے نہیں لیا تھا کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ اور سماجی بہبود نے سکول مذکورہ کو محکمہ تعلیم کے حوالے کئے جانے والے 66 میونسپلٹی ہائی سکولوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا تھا ۔ نیز یہ سکول محکمہ تعلیم کے کاغذات میں اس وقت بطور مڈل سکول درج تھا ۔ تاہم سکول مذکورہ سرکاری تحویل میں لینے کے لئے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ۔ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے کہ clerical mistake کی وجہ سے اس کا نام نہیں دیا گیا اور اس کو گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں نہیں لیا ۔ اب دو سال سے یہ کارروائی جاری ہے ۔ تو کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ یہ کارروائی کب تک ختم ہوگی اور سکول کی کب تک سنی جائے گی ۔ جب کہ اب بھی وہاں ہائی کلاسیں جاری ہیں اور امتحانات ہو رہے ہیں اور یہ clerical mistake کی وجہ سے دو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے ۔ آپ کو کتنا عرصہ اور چاہئے ؟ کیا موجودہ اسمبلی میٹنگ کے دوران اس کا فیصلہ ہو جائے گا ؟

وزیر تعلیم : جی انشاء اللہ ۔ جناب والا ! میرے محکمے نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے آنے تک ہم اس کو سرکاری تحویل میں لے رہے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ چند دنوں کے بعد جب نیا سورج چڑھے گا تو یہ سرکاری تحویل میں آ چکا ہوگا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ۔ کیا اسی سیشن میں آ جائے گا ؟

وزیر تعلیم : بہر کیف کوشش اور امید ہے کہ اسی سیشن میں سرکاری تحویل میں آجائے گا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : شکریہ ۔

زرعی یونیورسٹی لائلپور کی سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات

*** 8582 ۔ سید طاہر احمد شاہ** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے زرعی یونیورسٹی لائلپور کے طالب علموں کی منتخب سٹوڈنٹس یونین کی مقررہ میعاد 24 اپریل 1976ء کو ختم ہو چکی ہے ۔ مگر نئے انتخاب نہیں کرائے گئے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سٹوڈنٹس یونین کے قواعد و ضوابط کے مطابق نئے انتخابات سپلیمنٹری امتحان کے نتیجہ کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر کرانے لازم ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ زرعی یونیورسٹی کے سینٹ میں منتخب سٹوڈنٹس یونین کے دو نمائندگان کو اور صدر سٹوڈنٹس یونین کو سنڈیکیٹ میں بالترتیب ممبر رکھا جاتا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ یونین کے نئے انتخاب نہ کروانے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت جلد ہی انتخابات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) زرعی یونیورسٹی کی سٹوڈنٹ یونین کی میعاد 20 اپریل 1976ء کو ختم ہوئی ۔ 2 ۔ اپریل سے طلباء ہڑتال پر چلے گئے ۔ یونین کے انتخابات کے لئے 24 اپریل 1976ء کی تاریخ مقرر کر دی گئی تھی ۔ لیکن یہ انتخابات ملتوی کرنے پڑے کیونکہ اولاً طلباء ہڑتال پر چلے گئے تھے اور طلباء نے واضح درخواست کی تھی کہ یہ انتخابات ہڑتال کے دوران منعقد نہ کئے جائیں ۔ یہ ہڑتال 19 مئی 1976ء کو ختم ہوئی ۔

(ب) سٹوڈنٹ یونین کے دستور کی شق 3 (ج) میں واضح درج ہے کہ کہ یونین کے انتخابات تمام کلاسوں کے سپلیمنٹری امتحانات کے نتائج کے اعلان کے ایک ماہ بعد منعقد ہونا چاہئیں ۔ فروری ۔ مارچ میں منعقد سپلیمنٹری امتحانات کے نتائج کا 23 مارچ 1976ء کو اعلان کیا گیا ۔ اور چنانچہ 26 اپریل 1976ء کو مجوزہ تاریخ انتخابات دستور کے عین مطابق تھی ۔

(ج) یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائل پور ایکٹ کی دفعہ 9 (1) جسے دفعہ 24 (1) گیارہ اور دفعہ 22 (1) گیارہ سے ملا کر پڑھا جائے کے مطابق یونیورسٹی سنڈیکیٹ پر سٹوڈنٹ یونین کے ایک نمائندہ اور یونیورسٹی کی سینٹ پر دو نمائندوں کو نمائندگی حاصل ہے ۔ صدر سٹوڈنٹ یونین کو بلحاظ عہدہ ان مجالس میں کوئی نمائندگی حاصل نہیں ۔

(د) یونیورسٹی گرانٹس کمشن اور حکومت کی خواہش کے مطابق امسال 1976ء کے امتحانات کی تاریخیں معین کر دی گئی تھیں ۔ چنانچہ ان امتحانات کے لئے 14 جون 1976ء کی تاریخ مقرر کی گئی ۔ تاہم یہ امتحانات ملتوی کرنا پڑے ۔ کیونکہ طلباء کی چھ ہفتوں کی ہڑتال کی وجہ سے نصاب ادھورا رہ گیا تھا ۔ چنانچہ نصاب کو مکمل کرنے کے لئے یونیورسٹی کے اساتذہ نے رضاکارانہ طور پر صبح کے علاوہ شام کی کلاسوں کے اجراء کا اہتمام کیا ۔ اس کی وجہ سے کیمپس کے تعلیمی ماحول کے معمول کے مطابق لانے کی کوشش پر خوشگوار اثر ہوا اور لائبریری کو صبح سات بجے سے نصف رات تک کھلا رکھ کر اس کے اوقات میں غیر معمولی اضافہ طلباء کی سہولت کے لئے کیا گیا ۔

جامعہ کی ایکڈیمک کونسل نے سالانہ امتحانات کے لئے 2 اگست 1976ء کو نئی تاریخ مقرر کر دی ۔ طلباء کو صبح و شام دونوں شفٹوں میں پڑھنے کے دوران لیکچر رومز وغیرہ جیسے بعض معمولی مشکلات کا سامنا رہا ۔ ان مشکلات کے حل کے لئے لیکچروں کے دوران وائس چانسلر صاحب نے طلباء سے تبادلہ خیال کیا اور طلباء نے خود اس خواہش کا اظہار کیا کہ انتخابات سالانہ امتحانات کے بعد منعقد ہونا

جائیں تاکہ ان دلوں میں ان کی توجہ دوسری طرف نہ بٹ جائیں ۔ پرو چانسلر صاحب نے بھی وائس چانسلر صاحب سے ان معاملات پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے اصرار کیا کہ تعلیمی پروگرام کو معمول پر لانے کے لئے اور اس سال اکتوبر میں سیمسٹر سسٹم کے نفاذ کو ممکن بنانے کے لئے جامعہ میں یونین کے انتخابات سالانہ امتحانات کے بعد ہی اور نصاب مکمل کر لینے کے بعد ہی منعقد کئے جائیں تاکہ طلباء کا وقت دوسری سرگرمیوں میں ضائع نہ ہو ۔ طلباء کی اکثریت سالانہ امتحانات سے قبل انتخابات کے انعقاد کے حق میں نہیں ہے ۔ واضح رہے سٹوڈنٹ یونین کے انتخابات کے انعقاد سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں ۔ جامعہ کو انتظامیہ نے اس ضمن میں جو لائحہ عمل مرتب کیا ہے اس کی وضاحت کر دی گئی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! یہ جو آخری جز کا جواب وزیر موصوف نے دیا ہے ۔ اس میں ایک طرف تو انہوں نے یہ فرمایا اور یہ خود اصرار کیا تھا کہ تعلیمی پروگرام کو معمول پر لانے کے لئے اور اس سال اکتوبر میں سمسٹر سسٹم کے نفاذ کو ممکن بنانے کے لئے جامعہ میں یونین کے انتخابات سالانہ امتحانات کے بعد کرائے جائیں گے ۔ اور دوسری طرف یہ فرمایا ہے کہ سٹوڈنٹ یونین کے انتخابات کے انعقاد سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں ۔ وزیر موصوف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ طلباء کی اکثریت نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وہ انتخابات کبھی نہ کرائے جائیں ۔ جناب والا ! مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے کہ جب وزیر موصوف سینیٹ کی میٹنگ کی صدارت کرنے کے لئے لائل پور تشریف لے گئے تھے تو طلباء کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک طالب علم نے پر زور اصرار کیا تھا کہ جب تک سٹوڈنٹ یونین کے یہ انتخابات نہ کرائے جائیں اس وقت تک سینیٹ کی میٹنگ نہ بلائی جائے ۔ اور یہ مظاہرہ بھی ان کے جانے پر ہوا تھا ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ وزیر موصوف غلط بیانی سے کیوں کام لے رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب میں نے اس کا جواب بڑی تفصیل سے دے دیا ہے کہ یہ ہماری اکثریت نے مطالبہ کیا تھا کہ نئے انتخابات امتحانات کے بعد کرائے جائیں ۔ اور انہوں نے اس ضمن میں کچھ شرائط بھی رکھی تھیں کہ چھ ہفتوں کی ہڑتال کی وجہ سے نصاب ادھورا رہ گیا تھا ۔ چنانچہ نصاب کو مکمل کرنے کے لئے یونیورسٹی کے اساتذہ نے رضا کارانہ طور پر صبح کے علاوہ شام کی کلاسوں کے اجرا کا بھی اہتمام کیا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب بات یہ ہے کہ سوالات بحث کے لئے نہیں ہوتے ۔ آپ نے ایک سوال کیا انہوں نے اس کا جواب دے دیا ۔ آپ کو شکایت ہے کہ آپ کو جواب آپ کے نقطہ نظر کے مطابق نہیں ملا ۔ آپ نے سوال کیا تھا کہ اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ یونین کے انتخابات نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں ۔ انہوں نے اس کا واضح جواب دے دیا ہے ۔ اگر آپ نے مزید بات دریافت کرنی ہے وہ آپ کر سکتے ہیں ۔ لیکن بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

سید طاہر احمد شاہ : کب تک انتخابات ہوں گے ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے بتایا ہے ۔

وزیر تعلیم : بات یہ ہے کہ یونین کے انتخابات ہم نہیں کراتے اس ضمن میں میں نے پرنسپل صاحبان سے بات کی ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ سالانہ امتحانات اور کورس مکمل کرنے کے بعد انتخابات ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہہ دیا ہے ۔

This is a statement on their behalf.

انہوں نے جواب دیا ہے آپ انہیں ملیں اور فیصلہ کر لیں ۔

وزیر تعلیم : جی ہاں ۔ فیصلہ کر لیں گے ۔

سید طاہر احمد شاہ : انتخابات کب ہوں گے ؟

وزیر تعلیم : یہ ان کا اپنا معاملہ ہے کہ فلاں وقت کراتے ہیں ۔ میری طرف سے انکار نہیں جب بھی چاہیں ہو سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر تعلیم ان سے پوچھ لیں یا پرنسپل صاحبان سے پوچھ لیں ۔

سید تابش الوری : وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ طلباء کی اکثریت کا یہ مطالبہ ہے کہ یہ انتخابات امتحانات کے بعد ہوں ۔ کیا انہوں نے تحریری طور پر یہ درخواست کی ہے ۔ اس کا انہوں نے کس طرح تعین کیا ہے ؟

وزیر تعلیم : میں جب لائل پور گیا تھا تو تمام طلبا مجھ سے ملے تھے شور ڈال رہے تھے انہیں بھی میں نے نرمی اور محبت سے کہا تھا تو انہوں نے بھی کہا تھا کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد یہ انتخابات کرائیں ۔

سرکاری ملازمین کے بچوں سے فیسوں کی وصولی

*8588 ۔ **سید طاہر احمد شاہ :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جونیئر لیبارٹری سکول اور لیبارٹری ہائی سکول لائلپور میں جو زرعی یونیورسٹی کے زیر انتظام چل رہے ہیں طلباء سے دو روپے سے چار روپے ماہوار تک فیس وصول کی جایا کرتی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ تعلیمی سال کے شروع سے مذکورہ بالا سکولوں میں طلباء کی فیس 32 روپے ماہوار تک بڑھا دی گئی اور طلباء سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پورے سال کی فیس یکمشت جمع کروائیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا سکولوں میں چار سے پانچ صد تک تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کے بچے بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو کہ اپنے محدود وسائل کی وجہ سے موجودہ مقرر کردہ فیس کا بار گراں برداشت نہیں کر سکتے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سرکاری ملازمین کے بچوں کی میٹرک تک تعلیم کے لئے ادا کردہ فیس ملازمین کو ان کے اپنے محکمے سے ادا ہو جاتی ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکولوں میں سرکاری ملازمین کے زیر تعلیم بچوں کی ادا شدہ فیسوں کی ادائیگی سے حکومت پنجاب پر مالی بوجھ بڑھ جائے گا ۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کی فیس پہلی سطح پر لانے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) درست ہے مگر اپریل 1976ء سے قبل ان سکولوں میں فیس وصول نہیں کی جاتی تھی ۔

(ب) بڑھتی ہوئی تعداد اور یونیورسٹی پر اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ تعلیمی سال سے تیس روپے ماہوار فیس مقرر کی گئی ہے مگر یہ درست نہیں کہ طلباء سے پورے سال کی فیس یکمشت ادا کرنے کو کہا گیا ہے ۔

(ج) مذکورہ سکولوں میں قلیل آمدنی والے ملازمین کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے ۔ اور انہیں نصف فیس کی عمومی رعایت دی گئی ہے ۔

(د) قواعد کے مطابق وہ حکومت سے وصولی کے حقدار نہیں مگر انہیں نصف فیس کی رعایت پہلے ہی دے دی گئی ہے ۔

(ہ) حکومت پر کسی مالی بوجھ کا اندیشہ نہیں ہے ۔

(و) اگر یکم اپریل 1976ء سے قبل والی حالت برقرار کر دی گئی تو سکولوں میں تعداد اور عملہ کو بہت حد تک کم کرنا پڑے گا تاکہ یونیورسٹی پر بوجھ نہ ہو ۔ ویسے موجودہ شرح مقامی ڈویژنل پبلک سکول اور مشن سکول سے اب بھی کم ہے اور عمومی طور پر والدین نے بخوشی قبول کرلی ہے اور ادائیگی بھی کر دی ہے ۔ ویسے والدین کو آزادی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نزدیکی سرکاری سکولوں میں داخل کروا لیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو یونین کے ملازمین اور افسران کے بچے ہیں ان سے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے ؟

وزیر تعلیم : یونین کے تمام ملازمین کے لئے ہدایت ہیں کہ وہ فیس ادا نہ کریں ۔ اور جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اس قابل نہیں ہیں ان کو رعایت دے دی جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ انفرادی کیس پر فیصلہ کرتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب میں یہ بات آپ کی وساطت سے ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ جو یونین کے اہلکار ہیں ان کے بچوں سے دو روپے فیس

لی جاتی ہے ۔ آخر یہ فرق کیوں ہے ۔ جب کہ حکومت نے مفت تعلیم کی ہوئی ہے کیا اس امر کی وزیر تعلیم وضاحت فرمائیں گے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا : یونین کا بھی ایک ضابطہ ہے ان کو یہ رعایت اس کے تحت دی جاتی ہے ۔ جس طرح ہم فوجیوں کے بچوں کو یہ رعایت دیتے ہیں اور ان کی فیس معاف ہوتی ہے اسی طرح ان کے لئے بھی ایک ضابطہ ہے ۔

گورنمنٹ خورشیدالاسلام گرلز سکول لاہور کے کمرے پر ناجائز قبضہ

* **8599 ۔ سید تابش الوری :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ خورشیدالاسلام گرلز سکول اندرون موچی دروازہ لاہور کو حکومت نے جب اپنی تحویل میں لیا تھا تو اس کی عمارت کے ایک کمرے میں سول ڈیفنس پوسٹ تھی جسے خالی کرکے سیکٹر وارڈن نے اس کی چابی مذکورہ سکول کی ہیڈ مسٹریس کے حوالے کر دی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بعد میں علاقہ مذکور کے چند لوگوں نے مذکورہ سکول کے کمرے کا تالا توڑ کر اس پر قبضہ کرکے اسے گودام بنا لیا جس کی اطلاع محکمہ تعلیم کی لیڈی ایجوکیشن آفیسر کو بھی دے دی گئی تھی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ عناصر کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے اور کیا وہ کمرہ سکول کی طالبات کو واپس دلا دیا گیا ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) کیونکہ سکول میں اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا ۔ اس لئے کسی کے خلاف کارروائی کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ سیکٹر وارڈن کا جو کمرہ ہے کیا وہ سکول کے استعمال میں ہے ؟

وزیر تعلیم : میں نے اس کا جواب دے دیا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا اس وقت وہ سکول کے استعمال میں ہے اور یہ واقعہ ہوا ہے ؟

وزیر تعلیم : ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے جب کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی تو اس کا جواب کیا دوں ۔

تحصیل مری کے سکولوں میں عملہ کا تقرر

* 8619 ۔ **مسٹر محمد حنیف خان** : کیا وزیر تعلیم میرے نشان زدہ سوال نمبر 604 کے جواب کے حوالے سے جو ایوان میں 25-7-72 کو دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل مری میں طلباء اور طالبات کے ایسے کتنے سکول ہیں جن میں علی الترتیب طلباء و طالبات کی تعداد 50 سے اوپر ہے لیکن وہاں صرف ایک استاد کی آسامی منظور شدہ ہے ۔

(ب) کیا حکومت اپنی یقین دہانی کے مطابق مذکورہ ہر سکول میں اساتذہ کی مزید آسامیاں منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ آسامیاں کب تک منظور کر دی جائیں گی ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : میں معزز رکن سے عرض کروں گا کہ سوال کے جواب میں تاخیر ہوئی ہے لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ ان کے سوال کا جواب خاطر خواہ دوں گا امید ہے وہ مان جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان سے ملیں اور جو شکایت ہے وہ ان کا نوٹس لے لیں گے ۔

اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

میر بلخ شیر مزاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میر بلخ شیر مزاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> I was not able to attend the Session from 7th June 1976, to 9th July. It is requested that I may kindly be permitted leave of the House for the above period.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> گذارش ہے کہ میں یکم جون 1976ء سے 9 جولائی 1976ء تک سخت علیل رہا ۔ جس کی وجہ سے میں اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔
> مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے ۔
> اس دوران میں اپنے علاقے میں ہی علاج پذیر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

P-2

نوابزادہ محمد خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ محمد خان خاکوانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گذارش ہے کہ مجھے آپ کی چٹھی نمبر من الف ب / ب الف /1214/76 مورخہ 27 اگست 1976ء موصول ہوگئی ہے اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مجھے مورخہ 5 جولائی 1976ء تا 9 جولائی 1976ء پولیس نے اپنی حراست میں لیا ہوا تھا جس کی وجہ سے میں اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی میں شرکت نہ کر سکا تھا ۔ از راہ کرم میری یہ درخواست آئندہ اجلاس میں پیش کر دی جائے تاکہ میری رخصت منظور ہو جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Reference your No. PAP/Comm-Legis-Bills/76/11275, dated 9th July, 1976. I am unable to attend the meeting, kindly grant me leave.
Thank you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> Reference your letter No. PAP/Comm-Legis-Bills/76/11817, dated 7th August, 1976. I regret to inform you that I am unable to attend the meeting to be held on 13th August, 1976 at 9.00 A.M. due to my previous engagements. I shall be grateful if you could kindly grant me leave.

Thank you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> Reference your No. PAP/Comm-Legis-Bills/76/11955 dated 17th August, 1976 regarding the meeting of Standing Committee on 25th August, 1976. I am unable to attend the meeting. I shall be grateful if you very kindly allow me leave for that date.

Thank you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> Reference your letter No. PAP/Comm-Legis-Bills (55-56-70) 76/12095 dated 26th August, 1976.
>
> Due to my previous engagements I am unable to attend the above meeting to be held on 3-9-1976 at 10.30 A.M.

Thank you

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I am leaving for U.S.A. for medical treatment and it will not be possible for me to attend the Assembly Sessions and the meetings of Standing Committees/ PAC till the end of December, 1976. I shall be grateful if the House is moved to grant me leave of absence from the Assembly Sessions and the meetings of Standing Committees from 18th September to 31st December, 1976.

Thank you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی احمد علی بیٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حاجی احمد علی بیٹو صاحب صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> **گزارش** ہے کہ میں فریضہ حج ادا کرنے کے لئے اپنے رشتہداروں کے ساتھ مورخہ 29 اکتوبر 1976ء کو روانہ ہو رہا ہوں اور نومبر کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا ۔ اس لئے بندہ کو واپسی حج تک اجلاس سے چھٹی دے کر مشکور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بذریعہ تار مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> Secretary Provincial Assembly Punjab Lahore. Unable to attend kindly grant me leave from first to fifth November.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مالک خالق داد خان بندیال

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مالک خالق داد خان بندیال صاحب صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> مورخہ 23 اکتوبر 1976ء کو میری رفیقہ حیات

حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئی ہیں۔
اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ میں اپنی مصروفیات کے
باعث اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہونے سے قاصر
ہوں ۔ اس لئے ایک ہفتہ کی رخصت چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ! آپ کسی ذاتی وضاحت کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ کو علم ہے اور میں نے آپ کو اطلاع بھی دی تھی کہ میں آئندہ سے اس اسمبلی کے اندر آزاد بنچوں پر بیٹھوں گا ۔ تفصیلی بات تو میں کسی اور موقع پر کرونگا لیکن اس ضمن میں میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں بطور سیاسی کارکن اور اس اسمبلی کے رکن کے طور پر حزب اختلاف کی کسی جماعت کے کسی فیصلہ کا پابند نہیں ہوں اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو confrontation اس وقت حزب اختلاف اور وزیر اعظم مسٹر بھٹو کے درمیان ہے اس میں میں بنیادی طور پر مسٹر بھٹو کا ساتھ دونگا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اور اپوزیشن کے کسی فیصلہ کا پابند نہیں ہوں ۔ کیونکہ میں تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اپوزیشن کی جماعتیں باوجود جمہوری دعووں کے سویلین حکومت پر یقین نہیں رکھتیں ۔

قرارداد تعزیت

سید محمد نواز شاہ گردیزی سابق ایم پی اے کی وفات حسرت آیات

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ! آپکی اجازت سے میں ایک قرارداد تعزیت اس ایوان میں پیش کرنی چاہتا ہوں جس کا متن یہ ہے ۔

یہ ایوان سید محمد نواز گردیزی مرحوم جو مغربی

پاکستان اسمبلی کے رکن رہے ہیں ' کے انتقال پر رنج و صدمہ کا اظہار کرتا ہے۔ سید صاحب شرافت و نجابت کے پیکر تھے اور ایک عظیم اور معزز خاندان کے رکن تھے۔ یہ ایوان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ العلیین میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے۔

کہ یہ ایوان سید محمد نواز گردیزی مرحوم جو مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن رہے ہیں ' کے انتقال پر رنج و صدمہ کا اظہار کرتا ہے۔ سید صاحب شرافت و نجابت کے پیکر تھے اور ایک عظیم اور معزز خاندان کے رکن تھے۔ یہ ایوان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ العلیین میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کے جذبات کی تائید کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ یہ قرار داد منظور کی جائے۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ یہ ایوان سید محمد نواز شاہ گردیزی مرحوم جو مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن رہے ہیں ' کے انتقال پر رنج و صدمہ کا اظہار کرتا ہے۔ سید صاحب شرافت و نجابت کے پیکر تھے اور ایک عظیم اور معزز خاندان کے رکن تھے۔ یہ ایوان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو جنت

الفردوس میں اعلیٰ العلیین میں جگہ دے اور
پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔
انا اللہ وانا الیہ راجعون

(قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

(مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک نمبر ایک چوھدری امان اللہ لک کی ہے۔

پنجاب میں بناسپتی گھی کی شدید قلت

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 20 اکتوبر 1976ء کی خبر کے مطابق پنجاب میں گذشتہ دو ہفتے سے بناسپتی گھی کی شدید قلت پیدا ہو چکی ہے اور عوام کو مقرر کردہ نرخ پر گھی دستیاب نہیں ہو رہا ہے۔ گھی بلیک مارکیٹ میں فروخت ہو رہا ہے۔ اس واقعہ سے عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔

وزیر قانون : جناب والا ! گھی کی تقسیم کا کام بنیادی طور پر مرکزی حکومت کے تحت ہے۔ اگر اس سلسلے میں کوئی تفاصیل درکار ہوں تو اس کے لئے مجھے وقت دیجئے۔ بہر حال یہ مسئلہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے۔

مسٹر سپیکر : میں دیکھ لونگا کہ آپکی ذمہ داری کس حد تک ہے۔ میں اس تحریک کو التوا میں رکھتا ہوں۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ نے ایک تحریک التوائے کار پر پچھلے اجلاس میں باقاعدہ طور پر یہ رولنگ دی تھی کہ مرکزی حکومت کے تحت جو ادارے آتے ہیں ان پر اس ایوان میں بھی بحث ہو سکتی ہے ---

مسٹر سپیکر : اس وقت تک کوئی کارپوریشن نہیں بنی ہوگی ۔

وزیر خزانہ : یہ اس کے بعد بنی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! پہلے یہ کوئی بورڈ تھا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وزیر متعلقہ اس کا جواب دے سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں اس پر غور کروں گا ۔ اس لئے میں نے اس تحریک کو کو مسترد نہیں کیا ۔ اب میں تحریک التواء کار نمبر 2 لیتا ہوں ۔

کوٹ لکھپت جیل میں قریشی برادران کو قید تنہائی میں رکھ کر انہیں جیل میں دی جانے والی مراعات سے محروم

چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 29 اکتوبر 1976ء کی خبر کے مطابق الطاف حسن قریشی اور ڈاکٹر اعجاز قریشی معزز صحافیوں کو سزا دے کر کوٹ لکھپت جیل لاہور میں رکھا گیا ہے ۔ قریشی برادران کو قانون کے ماتحت دی جانے والی مراعات سے بھی محروم کر دیا گیا ہے ۔ قریشی برادران جیل کے اندر ایک سیل میں بند ہیں جہاں ان کو صرف دو کمبل دیئے گئے ہیں اور ان کو مکمل قید تنہائی میں رکھا گیا ہے ۔ ہر دو قیدیوں کو جیل میں اذیت دی جا رہی ہے ۔ اس خبر نے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا کر دیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اسی سلسلے میں میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اسے admit نہیں کیا کیونکہ آپ نے لکھا ہے کہ ٹریبونل نے ان کو یہ حق نہیں دیا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 43 ہے ۔

وزیر قانون : اسی سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار نمبر 19 بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی ہے ۔ یہ بھی ساتھ ہی لے لیتے ہیں ۔ لیکن میں اسے admit نہیں کر رہا ہوں کیونکہ آپ نے لکھا ہے کہ یہ حکم ٹریبونل نے دیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں نے اس میں تصحیح کردی ہے ۔

مسٹر سپیکر : بنیادی طور پر تحریک التوائے کار نمبر 2 زیر بحث ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! ڈی پی آر کے تحت جتنے افراد کو سزا ملتی ہے ان کو دیگر قوانین کے تحت سزا یافتہ ملزموں کی طرح سی کلاس دی جاتی ہے - جو مراعات سی کلاس کے قیدیوں کو دی جاتی ہیں - وہی انہیں دی جاتی ہیں - باقی رہی یہ بات کہ ان کو بہتر کلاس دی جائے تو اس سلسلے میں حکومت کو کسی شخص کی طرف سے ایسی کوئی درخواست محصول ہوتی ہے تو ہم اس پر غور کرتے - باقی جو الزامات اس تحریک میں لگائے گئے ہیں وہ تمام کے تمام غلط ہیں کیونکہ سی کلاس کی جو سہولتیں ہیں وہ تمام کی تمام انہیں دی جا رہی ہیں -

Mr. Sperker : There has been no representation to the Government ?

Minister for Law : No.

Mr. Speaker : How can they help you ?

سید قابل الوری : جناب سپیکر ! یہ آج ہی کا نہیں ، بلکہ سامراجی حکومت کا یہ طریق کار رہا ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سیاسی رہنماؤں کو وہ ان کے مقام کے مطابق خود جیل میں سہولتیں فراہم کرتی ہے - آپ سے بہتر کون جانتا ہے -

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! اس میں اس طرح ہوتا ہے کہ جو عدالت سزا دیتی ہے یا تو وہ recommend کرکے یہ سہولت مقرر کر دیتی ہے یا ڈی - ایم کرتے ہیں یا کوئی representation کرتا ہے ، یا وکلا درخواست کرتے ہیں یا بذات خود عدالت کرتی ہے ، حکومت کو یہ درخواست ملنی چاہیے - گورنمنٹ کے پاس کسی طرف سے کوئی representation آئے گی تو وہ اسے زیر غور آئے گی - وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی representation آئے تو ہم غور کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم ہمدردانہ غور کریں گے -

This is the statement that has been made by the Minister.

چوہدری طالب حسین : یہ تو اسی صورت میں ممکن ہے جب کسی کو عدالت سزا دے - اس وقت تو حکومت سزا دے رہی ہے - آپ اس کو عدالت کی سزا نہیں کہہ سکتے - اس لئے درخواست کا فیصلہ بھی وہ نہیں کر سکتے تھے -

مسٹر سپیکر : انہیں کس نے سزا دی ہے ؟

سید تابش الوری : خصوصی ٹریبونل نے ۔

وزیر قانون : ٹریبونل کے تین ممبر ہیں ۔ ان میں ایک سیشن جج کے رینک کے ہیں جو چیئرمین ہیں ۔ اور دو وکلا ممبر ہیں جو ایسے ہیں کہ جن کی ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے تعیناتی ہو سکتی ہے ۔

Mr. Speaker : They have the authority of a court ?

Minister for Law : Yes.

سید تابش الوری : مارشل لاء کی عدالتیں بھی کورٹ کا درجہ رکھتی ہیں لیکن تاریخ متعین کرتی ہے کہ ان کا عدالت کی حیثیت سے کیا مقام حاصل تھا ۔ تاریخ اپنا فیصلہ صادر کرتی ہے ۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ میرٹ سے قطع نظر جیل میں ابوالکلام آزاد ۔ جواہر لعل نہرو اور دوسرے رہنماؤں نے سامراجی عہد حکومت میں عظیم کتابیں تصنیف کیں ۔ ان حضرات نے خود درخواست کی کہ انہیں کاغذ ، قلم اور کم از کم کتابیں مہیا کی جائیں ۔ لیکن اس سنگ دل اور بے رحم حکومت نے انہیں کتابیں ، قلم ، کاغذ تک مہیا کرنے سے انکار کر دیا ۔ اس وہ چاہتے ہیں کہ ان سے درخواست کی جائے کہ انہیں خاص مراعات دی جائیں ۔ کوئی بھی با عزت آدمی ، کوئی بھی عزت نفس رکھنے والا دانش ور اس قسم کی درخواست لے کر لاء منسٹر کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔

وزیر قانون : تابش صاحب نے جو تحریک التوا پیش کی ہے ، اگر یہی representation وہ حکومت کی طرف بھیج دیتے تو اتنا وقت ضائع نہ ہوتا ۔

مسٹر سپیکر : ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کی طرف سے درخواست آنی ضروری نہیں ہے ۔

Any person who feels aggrieved can move it.

سید تابش الوری : یہ لاء منسٹر کو خود احساس ہونا چاہئے ۔ ظاہر ہے کہ جیل میں وہ نہ تو کسی غداری کا ارتکاب کر سکتے ہیں نہ کوئی بغاوت ۔ اگر ان کے لئے کتابیں ، کاغذ اور اس قسم کی معمولی سہولتیں جو سامراجی حکمران بھی فراہم کرتے رہے ہیں ۔ ان کے لئے مہیا کر سکیں تو میں سمجھتا

ہوں کہ یہ ان کی طرف سے ایک نہایت صحیح اقدام ہوگا ۔ بجائے اس کے کہ وہ یہ توقع کریں ۔

Mr. Speaker : The offer of the Government is there that if they receive a representation from any person who feels that these amenities should be given to them, they are willing not only to consider it but consider it very sympathetically.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے کئی دفعہ جیل جانے کا اتفاق ، بلکہ شرف حاصل ہوا ہے ۔ لیکن میں نے کبھی کوئی درخواست نہیں دی کہ مجھے کوئی بہتر کلاس دی جائے ۔ ہمیشہ حکومت بہتر کلاس دیتی رہی ہے اور یہ سمجھ کر دیتی ہے کہ سیاسی کارکن کو بہتر کلاس دینی ضروری ہے ۔ یہ حکومت کا فرض ہے اور انہیں اس فرض کو بطریق احسن انجام دینا چاہیے ۔ لاء منسٹر کی توجہ مبذول کرا دی گئی ہے اور اب یہ درخواست کا انتظار نہ فرمائیں اور از خود اس پر ہمدردانہ غور کریں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister it is accordingly disposed of.

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میں جناب سے صرف ایک سیکنڈ لوں گا ۔ میرا مطلب یہ نہ تھا کہ بہتر کلاس دی جائے ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے استدعا کی ہے ۔ اور جناب وزیر موصوف نے کہا کہ ہمدردانہ غور کریں گے اور جس میں آپ کے جذبات بھی شامل حال ہیں ۔ جس کے لئے میں ممنون ہوں ۔ میری استدعا صرف یہ ہے کہ سی کلاس قیدی کو جیل میں جو مراعات حاصل ہوتی ہیں ۔ چلنے پھرنے کی ، بند کرنے اور نکالنے کی ، ان سے بھی وہ محروم ہیں ۔ جیل میں ایک سپیشل کلاس ہے ۔ وہاں بند کوٹھری ہے ۔ انہیں وہاں نظر بند کیا گیا ہے اور انہیں سی کلاس کے قیدی کی مراعات بھی حاصل نہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے استدعا کروں گا کہ وہ یہ فرمائیں کہ انہوں نے ذاتی تحقیقات کی ہے یا حکومت کا موقف پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ الزامات غلط ہیں ۔

Mr. Speaker : He has made a very clear and categorcial statement کہ ایسے قیدی کو جو سہولتیں دی جاتی ہیں وہ تمام انہیں دی جا رہی ہیں ۔

In view of the statement of the Minister it is disposed of.

چوھدری امان اللہ لک : انہوں نے کیا سٹیٹمنٹ دی ہے کہ بات غلط ہے ؟ یہ فرماتے ہیں کہ بات غلط ہے ! کون سی بات غلط ہے ؟ میں عرض کروں گا کہ وہ تحقیقات کرتے ۔ اگر ان کے دل میں انسانیت کا کچھ بھی درد ہے ۔ ان کے ساتھ کیا واقعات بیت رہے ہیں ۔ انہوں نے فرما دیا ہے ۔ جیسے روٹین ہوتی ہے ، کہ واقعات غلط ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نمبر 3 ، چوھدری امان اللہ لک ۔ ۔ ۔

چوھدری امان اللہ لک : وہ کون سا طریق کار ہے جس کے پیش نظر وہ جواب دیتے ہیں ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں ۔ **You have been cus-todian here for the last five years.** آپ منسٹر صاحبان سے کہیں کہ وہ کچھ تو انسانیت کا درد دل میں رکھیں ۔ لاء منسٹر نے تو روٹین کے مطابق کہہ دیا ہے کہ یہ غلط ہے ۔ لیکن میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ وہ ان مراعات سے بھی مکمل طور پر محروم ہیں جو سی کلاس کے قیدیوں کو دی جاتی ہیں ۔

لاہور کی جیل انتظامیہ کے ہاتھوں مسٹر ایم ۔ کے خاکوانی ایم پی اے اور راجہ منور احمد ایم پی اے کی جانوں کو خطرہ

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی اشاعت مورخہ 29 اکتوبر 1976ء کی خبر کے مطابق مسٹر ایم ۔ کے خاکوانی ایم پی اے اور راجہ منور احمد ایم۔ پی۔ اے جو کہ لاہور جیل میں قید ہیں جیل انتظامیہ کے ہاتھوں ان کی جانوں کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے ۔ جیل انتظامیہ نے لوہے کے دروازوں میں بجلی کی رو چھوڑ رکھی ہے جس کی وجہ سے کوٹھڑیوں کے اندر قیدی کا رہنا خطرناک ہے ۔ اس خبر سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! جس درد کا احساس چوھدری امان اللہ لک صاحب مجھے دلا رہے ہیں ۔ اگر وہ اس پر خود عمل کرتے اور تحقیقات کر کر لیتے تو انہیں شاید یہ پتہ چل جاتا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : وہ بات تو دوسری تحریک التوا کے متعلق تھی ۔

وزیر قانون : مجھے خدشہ رہتا ہے کہ ان کو پھر درد شروع نہ ہو جائے ۔ اکثر انہیں درد ہوتا رہتا ہے کہ مجھے ذاتی طور پر اس کی تحقیقات کرنی چاہئے ۔

چوہدری امان اللہ لک : یہ پہلی تحریک کا جواب دے رہے ہیں ۔ میں نے تو اس کے متعلق عرض کیا تھا کہ میں نے ذاتی طور پر تحقیقات کی ہے ۔

مسٹر سپیکر: وہ میں نے آپ کی طرف سے کہہ دیا ہے ۔ No cross talk.

وزیر قانون : جناب والا ! یہ الزامات بالکل غلط ہیں ۔ راجہ منور احمد اور مسٹر خاکوانی دونوں کو جو اس اسمبلی کے ممبر ہیں "اے" کلاس دی گئی ہے اور اے کلاس قیدی کو جو مراعات حاصل ہیں ، وہ آپ بخوبی جانتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ بجلی کے بارے میں کہتے ہیں ۔

وزیر قانون : میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب باتیں حکومت کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کے لئے ہیں ۔ جن لوگوں کو اے کلاس دی جائے ان کی مراعات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہیں کتنی مراعات حاصل ہوتی ہیں ۔ یہ الزامات بالکل غلط ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے بڑی categorical statement دی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! انہوں نے جواب دیا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا کہ کسی دروازے پر بجلی کی رو چھوڑی گئی ہو ۔ جناب والا ! یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ۔ نہ انہیں کسی قسم کی کوئی اذیت پہنچائی جا رہی ہے ، نہ ان کی جان کو کسی قسم کا کوئی خطرہ ہے ۔ یہ چیز اپنی جگہ موجود ہے کہ اسمبلی کے کتنے ممبران اس وقت جیلوں میں بند ہیں اور کتنے اس وقت ہم میں موجود نہیں ہیں ۔ آج تک تاریخ میں کبھی کسی اسمبلی کا ، اس ملک کی اسمبلی کا کوئی ممبر جیل میں نہیں رہا اور نہ ہی غیر موجود رہا ۔ میں بار بار اس کی بات کرنی مناسب نہیں سمجھتا ۔ اس لئے کہ ہم اس پر بہت کچھ کہہ سکتے ہیں اور کئی بار کہہ چکے ہیں ۔ لیکن حکومت پر ان باتوں کا نہ اثر ہوا ہے اور نہ ہی

ہونے کی توقع ہے ۔ مگر ایک بات جو جناب کی توجہ کی مستحق ہے وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ اگر ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کی طرف سے کوئی سٹے آرڈر جاری کیا گیا ہو اور اسی دوران میں قانون میں کسی قسم کی تبدیلی ہو جائے تو ہمیشہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کو یہ درخواست دی جاتی رہی ہے کہ چونکہ قانون میں تبدیلی ہو گئی ہے ۔ سابقہ فیصلے پر نظر ثانی فرما دیں ۔ یہ پہلا موقع ہے کہ یہ حکومت جو ہمیشہ اس بات کا دعوی کرتی رہی ہے کہ انہیں ۔ عدلیہ کا پوری طرح احترام ہے اور وہ پوری طرح عزت کرتے ہیں کہ اس کا بہت تقدس ہے ۔ عدلیہ کا ان کے دلوں میں یہ پہلا موقع ہے کہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کو apply کئے بغیر قانون میں ترمیم کرنے کے فوری بعد ممبران اسمبلی کو کس طرح ذلیل و خوار کر کے اور چھاپے مار کر ان کی فیملیز کو ذلیل کر کے گرفتار کیا گیا ہے ۔ اس کی مثال آج تک نہیں ملتی ۔ اس کے باوجود دعوی یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب یہ تو ایک specific matter ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! specific matter ہی پر میں عرض کر رہا ہوں کہ اسمبلی کے ممبران کی آزادی کے متعلق ان کی جان کے متعلق اس ایوان میں مسئلہ پیش کیا گیا ہے ۔ جس پر وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ اور اس سلسلے میں مختلف وزراء کے چہرے پر مسکراہٹ بھی دیکھی گئی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب عدالت کا حکومت سے کیا تعلق ہے ۔ آیا گورنمنٹ نے عدالت کا کوئی قانون توڑا ہے یا بے حرمتی کی ہے یہ تو ہم یہاں بحث نہیں کر سکتے ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس بات کا موقع تو آپ خود دے سکتے ہیں کہ کوئی ممبر اگر وضاحت کرنا چاہے تو آپ کو علم ہوتا ہے کہ وہ وضاحت کرنا چاہتا ہے اور اس میں اس لئے کہ کسی اپوزیشن کے ممبر کو گالیاں نکالنا درکار ہوتی ہیں ۔ لیکن اگر کوئی ممبر اس کی آزادی یا جان و مال کی حفاظت کی بات کرتا ہے تو اس بات کی آپ اجازت نہیں دیتے ۔ مجھے آپ کی مجبوری سمجھ میں آ گئی ہے ۔

علامت رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اس سلسلے میں ، میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ کل تک جو کچھ لوگ وزیر تھے ۔ آج وہ اسیر ہیں

اور میں رولنگ پارٹی اور خاص طور پر وزیر قانون صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

حزر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں ۔

مسٹر سپیکر : اس تحریک التوا کار میں دو چیزیں لکھی ہیں کہ انتظامیہ کے ہاتھوں ان کی جانوں کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے اور وزیر صاحب نے بڑے واضح طور پر جواب دیا ہے کہ ان کو جیل میں اے ۔ کلاس دی گئی ہے اور ان کی جانوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے ۔ آپ نے یہ جو کہا ہے کہ لوہے کے دروازوں میں بجلی کی رو چھوڑ دی ہے ۔ اس کی بھی انہوں نے تردید کی ہے ۔ ویسے تو واپڈا کی بجلی کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں نے کلاس کے لئے تو کوئی ڈیمانڈ نہیں کی اور نہ ہی میں نے یہ کہا ہے کہ یہ سب کچھ موجودہ کیبنٹ کروا رہی ہے ۔ میں نے صرف اتنا عرض کیا ہے کہ انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے اور اس کی تحقیقات ہونی چاہئے ۔ میں نے کب کہا ہے کہ یہ کروا رہے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے غالباً اس کی ابتداء اس طرح کی تھی کہ وہ ذاتی طور پر کہہ رہے ہیں اور تحقیقات کے بعد کہہ رہے ہیں ۔ انہوں نے تو گفتگو ہی اس طرح شروع کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : نہیں جناب والا ! انہوں نے یہ نہیں کہا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے ابتداء ہی اس بنیاد پر کی تھی کہ میں نے ذاتی تحقیقات کے بعد یہ بیان دیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا : ان ارکان نے حلف ناموں کے ذریعے یہ بتایا ہے کہ ان کے ساتھ نہ صرف قلعہ میں تشدد کیا گیا بلکہ جیل میں بھی ذہنی اذیت کا یہ سلسلہ بدستور جاری ہے ۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ حزب اختلاف کٹے ہوئے بازؤں اور مفلوج زبانوں کے ساتھ اپنا فریضہ ادا کر رہی ہے اور روز بروز ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے ضمیر کے مطابق اظہار خیال نہیں کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر! سید صاحب۔ چار نمبر اس پر تقریر کر چکے ہیں اگر تحریک التواء پر ووٹ بھی ہو جاتے تو۔

Propbably the matter would have been over-looked.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں صرف اس بات کی سزا دی جا رہی ہے کہ انہوں نے اس ایوان میں بجٹ کے دوران حکومت پر سخت ترین نکتہ چینی کی تھی اور اگر یہ سلسلہ اپنا لیا گیا تو کوئی شخص بھی پھر محفوظ نہیں رہے گا۔

Mr. Speaker. They have been given 'A' Class, there is no danger to their lives and the allegation that the administration has electrified the corridors is not correct. So I do not entertain this motion.

حکومت پنجاب کے اعلانات کے باوجود بارشوں سے تباہ شدہ فصلوں پر آبیانہ و مالیہ کی معافی نہ دینا

مسٹر سپیکر : تحریک نمبر 4 ۔چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 22 اکتوبر 1976 کے مطابق انجمن کاشتکاران شیخوپورہ کے اجلاس میں کاشت کاروں نے شدید بے چینی کا اظہار کیا ہے کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے پورے پنجاب میں فصلوں کی تباہی ہوئی ۔ حکومت پنجاب کے متعدد اعلانات کے مطابق تباہ شدہ فصلوں پر آبیانہ اور مالیہ کی معافی دی جاتی تھی لیکن پورے پنجاب میں تباہ شدہ فصلوں پر معافی نہیں دی گئی ۔ گذشتہ دو ہفتوں کے اندر فصل خریف کی گرداواری مکمل کی گئی لیکن حکومت نے ماتحت عملہ نہرو مال کو کوئی ایسی ہدایت جاری نہیں کی جس کی روشنی میں یہ رعایت دی جائے ۔ اس واقعہ سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! یہ کس طرح تحریک التواء بنتی ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جو رعایت دی جانی تھی ۔ وہ نہیں دی گئی گرداوری مکمل کر لی گئی ہے اور حکومت کے اعلانات کے مطابق اب تک رعایت نہیں دی ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! آپ سے ایڈمٹ کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : ایڈمٹ تو ہاؤس نے کرنا ہے ۔ بہر حال میں اسے رول آؤٹ نہیں کر رہا ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں فصلات کا نقصان ہوتا ہے وہاں پر حکومت آبیانے کی معافی دیتی ہے ۔ جہاں تک گرداوری کا تعلق ہے وہ ہم سارے صوبے میں بند تو نہیں کر سکتے ، ساری فصلیں تو ختم نہیں ہوئیں ۔ جہاں کہیں فصلات کا نقصان ہوا ہے وہاں ہم نے معافی دی ہے ۔ اور میں اس ایوان میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں محکمہ آب پاشی میں جناب وزیر اعظم کے حکم سے ایک کروڑ اور 13 لاکھ روپے تک کی معافی دی جا چکی ہے ۔ اگر کوئی ایسا واقعہ میرے معزز دوست کے سامنے ہو تو وہ اسے پیش کریں ۔ جہاں بارش کی وجہ سے نقصان ہوا ہو اور انہیں معافی نہ دی گئی ہو ۔ میں اس کی تحقیقات بھی کراؤں گا ۔ اس کی معافی بھی لے دوں گا اور اس آفیسر کے خلاف محکمانہ کارروائی بھی کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں چوہدری صاحب آپ کی بات premature ہے ۔ وہ گرداوری سے تو نہیں روک سکتے اور اس گرداوری میں سے بھی اگر کسی جگہ سے رپورٹ ہوتی ہے کہ فصل اچھی نہیں ہے تو اس کا ایکشن لیا جائے گا ۔ بہت سی جگہوں پر تو گرداوری کے بغیر یہ پتہ بھی نہیں چل سکے گا کہ یہاں پر فصلوں کا نقصان ہوا ہے یا نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرے فاضل دوست جناب وزیر آب پاشی صاحب نے بڑے موثر طریقے سے جواب دیا ہے کہ جو مراعات دی گئی ہیں ۔ اس پر اگر کوئی شکایت ہو تو اس آفیسر کے خلاف ایکشن لیا جائے گا ۔ بڑا معقول جواب ہے ۔ یہ ریکارڈ ہے ۔

مسٹر سپیکر : جی بالکل ریکارڈ ہوا ہے میں نے بھی سن لیا ہے ۔ ۔ ۔

In view of the statement of the Minister that as a policy Govt. is giving 'Muafi' and that if there is any instance it may be brought to the notice of the Minister and he would take proper action is it not pressed ?

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اس کو پریس نہیں کرتا ۔

پنجاب سگریٹوں کی شدید قلت اور ان کی بلیک مارکٹنگ کو روکنے میں مقامی انتظامیہ کی ناکامی

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پورے پنجاب میں گذشتہ ایک ہفتے سے سگریٹوں کی سخت قلت ہے اور ہر قسم کے سگریٹ مارکیٹ میں نایاب ہو چکے ہیں اور سگریٹ بلیک میں فروخت کئے جا رہے ہیں۔ مقامی انتظامیہ اس پر کنٹرول کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے اور پورے پنجاب میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔ اس واقعہ پر فوری بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ یہ واقعہ میرے ذاتی علم کے مطابق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کچھ عرصہ سے گولڈ لیف سگریٹ کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے متعلقہ سگریٹ ساز ادارے پاکستان ٹوبیکو کمپنی کی اطلاع کے مطابق گولڈ لیف سگریٹ کی رسد میں چند ناگزیر وجوہات کی وجہ سے کمی ہو گئی تھی تاہم پاکستان ٹوبیکو کمپنی نے گولڈ لیف کا ایک نیا برانڈ جہلم فیکٹری میں تیار کرنا شروع کر دیا ہے اور پچھلے تین چار دنوں سے گولڈ لیف کی رسد میں خاطر خواہ اضافہ ہو جانے کے نتیجے میں اس کی قیمت میں بھی خاصی کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس وقت گولڈ لیف کے دس سگریٹ کا پیکٹ اس پر طبع شدہ قیمت کے مطابق دستیاب ہے۔ پاکستان ٹوبیکو کمپنی نے اپنے لاہور کے ڈسٹری بیوٹرز میسز الیاس اینڈ کمپنی کو درج ذیل مقدار میں گولڈ لیف کا کوٹہ فراہم کیا ہے۔ جناب والا! یہ اعداد و شمار میں ملین میں دے رہا ہوں۔

29 اکتوبر 1976ء کو گولڈ لیف کا کوٹہ دو ہزار پوائنٹ 520 ملین تھا۔ گولڈ لیف کی رسد دو ہزار ملین تھی اور تقسیم جو ہوئی ہے وہ ایک ہزار چھ سو ستائیس پوائنٹ 710 ملین سگریٹ۔۔۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے 20 کروڑ سگریٹ پنجاب میں دئے۔

وزیر قانون : مندرجہ بالا گوشوارہ سے پتہ چلتا ہے کہ کمپنی ہذا نے گولڈ لیف سپلائی میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے اور آئندہ بھی رسد کی موجودہ رفتار برقرار رکھنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ حکومت پنجاب نے تمام ڈپٹی

کمشنروں کو سگریٹ کی قیمت پر کنٹرول کے لئے پہلے ہی پنجاب ضروری اشیاء ایکٹ 1973 کے تحت ضروری اختیارات تفویض کر رکھے ہیں ۔ ڈی ۔ سی صاحبان اپنے اپنے اضلاع میں مناسب اقدام کر رہے ہیں ، اور آئے دن کی چور بازاری کرنے والوں کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی جا رہی ہے ۔

Mr, Speakar : I hope it satisfies the Member. In view of the assurance of Minister that every possible steps will be taken is it not pressed ?

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جہاں تک جواب کا تعلق ہے ، میں وزیر موصوف کا ممنون ہوں ، کہ واقعات کے کنٹرول کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن میں مزید یہ استدعا کروں گا کہ ضروری اشیأ کے کنٹرول کے تحت اس کو تحفظ دیا جائے اور جو لوگ بلیک مارکیٹنگ کر رہے ہیں ۔ ان کو سختی کے ساتھ روکا جائے کیونکہ ضروری اشیاء کے کنٹرول کے تحت حکومت پنجاب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ۔ ۔ ۔

Mr. Speakar : You assure that prompt action is being taken and all the Deputy Commissioners have been directed to take action.

وزیر قانون : جی ہاں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ڈی ۔ سی تو جب کنٹرول کریں گے ۔ جب کہ مال بازار میں ہو گا ۔ جب بازار میں مال ہی نہ ہو گا تو وہ کیا کنٹرول کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ مال بازار میں آ گیا ہے ۔ روزانہ بیس کروڑ سگریٹ سپلائی کئے جا رہے ہیں ،

علامہ رحمت اللہ ارشد : صوبہ پنجاب کے 4 کروڑ عوام کے لئے بیس کروڑ سگریٹ ! آپ چونکہ سگریٹ نہیں پیتے ۔ اس لئے آپ اسے بہت سمجھتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ، آدھی آبادی سگرٹ پیتی ہے ۔ آدھی آبادی سگرٹ پیتی نہیں ہے ۔ اور مجھے بھی سگریٹ نہیں پیتے ہیں ، وزیر قانون صاحب تو خود سگریٹ چھوڑنے میں interested ہیں ، اسی لحاظ سے 20 سگریٹ ایک آدمی کے حساب میں آتے ہیں ، وزیر متعلقہ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ سگریٹ کی قلت ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! چار پانچ ماہ سے اس کی قلت ہے - اور retail shop keepers اس میں ملوث نہیں ہوتے ہیں ، بنیادی طور پر دو تین آدمی اس میں ملوث ہوتے ہیں - اگر ان کے خلاف ابتدا ہی میں موثر کارروائی کر دی جاتی ، تو آج تک شاید یہ قلت دور ہوگئی ہوتی - اور یہ اتنا عرصہ جاری نہ رہتی - جناب والا ! ہر شہری نے یہ قلت محسوس کی ہے - اور آج بھی صورت حال تسلی بخش نہیں ہے - اس لئے میں یہ استدعا کروں گا کہ یہ بیماری کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں ، اور جو بھی دو تین آدمی ذمہ دار ہیں ان کے خلاف تحقیق کریں ، وہ retail shop keepers نہیں ہیں ، وہ تو خود بلیک مارکیٹ میں سگریٹ حاصل کرتے ہیں اگر آپ ان retail shop keepers پر چھاپے ماریں گے تو ظاہر ہے کہ قدرتی طور پر جو سگریٹ دستیاب ہو رہے ہیں وہ بھی مارکیٹ سے غائب ہو جائیں گے -

مسٹر سپیکر : اچھا جی ? It is not pressed

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جیسا کہ چوہدری طالب حسین صاحب نے کہا ہے آپ وزیر موصوف سے استدعا کریں کہ وہ یقین دہانی کرائیں -

مسٹر سپیکر : اتنی زور سے تو انہوں نے سر مارا ہے کہ every possible step will be taken

چوہدری امان اللہ لک : جناب کیا اس لئے سر مار رہے ہیں کہ میں آپ کو ٹکر لوں گا یا وہ ان کے خلاف انکوائری کریں گے ؟ اس میں سے کونسا فارمولہ بہتر ہے ، وہ گورنمنٹ کی طرف سے یقین دہانی کرائیں - میں استدعا کروں گا کہ گورنمنٹ کی پوزیشن بڑی خراب ہے کہ وہ ضروری اشیا کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکی ہے اس لئے وہ اس سلسلے میں یقین دہانی کرائیں -

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب سپیکر ! میں معذرت کروں گا - اگر میں اس کو تھوڑا سا اور وسیع کر دوں ، واقعی یہ جتنی ضروری اشیا ہیں - یہ دو تین مواقع پر مہنگی ہو جاتی ہیں ، مثلاً جب بجٹ آنے لگتا ہے - اس سے پہلے - عید سے پہلے - ماہ رمضان سے پہلے - گذارش یہ ہے کہ جب یہ محکمہ میرے پاس تھا اس وقت میں نے یہ نوٹ لکھا تھا کہ خدا کے لئے ایک ماہ پہلے آپ سگریٹ کی تمام فیکٹریوں سے یا جو جو فیکٹریاں ضروری اشیاء تیار کرتی ہیں ان سے ان کی کل پیداوار کی تفصیل لے لیں اور یہ بھی تفصیل لے لیں کہ وہ

کہاں کہاں پر تقسیم ہوتی ہیں اگر یہ کام ان مواقع پر کر لیا جائے جب قلت پیدا کی جاتی ہے تو وہ سب سے بہتر ہے بجائے اس کے کہ جب قلت پیدا ہو جائے تو پھر آپ چیک کریں ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I hope that you are taking over for intervals or for certain duration functions of distribution.

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : ہوتا یہ ہے کہ آپ کے پاس ہول سیل ڈیلرز کا چیک نہیں ہے ۔ آپ چار ، پانچ retail shopkeepers کو پکڑ لیتے ہیں ۔

Actually wholesaler is the man who .....

Mr. Speaker : You want some kind of control over the distribution during these particular periods.

Mr. Abdul Hafeez Kardar : No Sir, I am suggesting that a vigilent eye should be kept as to what the total production is and where that total production has gone for distribution.

عید سے پہلے ۔ رمضان سے پہلے ۔ بجٹ سے پہلے ۔

Mr. Speaker : You mean some kind of control over the distribution during these particular periods.

Mr. Abdul Hafeez Kardar : All over but more these particular occasions.

مسٹر سپیکر : آپ اس کی تائید کریں گے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ویسے تو جتنی بھی برائیاں ہیں جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کے حل کے لئے وقتی طور پر تو میرے دوست تجاویز دے سکیں گے ، لیکن اس کا مستقل حل اس سے زیادہ اہم اور ضروری ہے جو کہ آپ اور میرے دوست قائد حزب اختلاف سمجھتے ہیں ۔ لیکن میں اس سلسلہ میں یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس سلسلہ میں ہر اس شخص کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے جو اس کا مرتکب ہو ۔ چاہے وہ ہول سیل ڈیلر ہو یا کوئی پرچون فروش ہو ۔

Mr. Speaker : Not pressed, in view of the statement of the Minister.

راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ بھی عرض کروں گا اور میں اس کی تائید کرتا ہوں ، کہ میں نے ایک سگریٹ کا کارٹن خریدا اور اس میں 20 کی بجائے 18 سگرٹ نکلے ۔

وزیر قانون : یہ بھی حکومت پنجاب کا قصور ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صنعت اور تجارت میں کچھ ایمانداری عنایت فرمائے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : جناب سپیکر ! میں یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 54 آف دی 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ پیش کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر! میں دی کینال اینڈ ڈرینیج (امنڈمنٹ) بل 1976ء (بل نمبر 46 آف 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ، ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انہار و آبپاشی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب سپیکر! میں جناب علامہ رحمت اللہ ارشد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 13 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب سپیکر ! میں جناب ایم ۔ کے ۔ خاکوانی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 18 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب سپیکر ! میں سید تابش الوری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 21 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب سپیکر! میں سید تابش الوری صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 22 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب سپیکر ! میں چوہدری علی بہادر صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 23 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! حکومت کی جمہوری پالیسی کے خلاف پریس گیلری گیارہ سے بارہ بجے تک احتجاج کے طور پر اسمبلی کی کارروائی کا بائیکاٹ کر رہی ہے اور ہم بھی ان کے ساتھ ہمدردی کے طور پر دو منٹ کے لئے علامتی بائیکاٹ کر رہے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب سپیکر ! میں جناب چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 24 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : میں جناب خان امیر عبداللہ خان روکڑی رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 25 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : میں جناب چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 30 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : میں جناب طاہر احمد شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 47 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : میں جناب علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری اور حاجی محمد سیف اللہ خان اراکین صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 72 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : جناب سپیکر ! میں دی پنجاب پیور فوڈ بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1976ء) پیش کردہ وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) حکومت پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ۔ میں دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 30 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ۔ میں دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کردی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! میں دی مری کہوٹہ ہلی ایریا ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 65 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کردی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! میں دی پنجاب ہاؤسنگ فیسلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 66 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں "دی پنجاب تھل لینڈز پیسجز (امنڈ منٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ؟

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں دی پنجاب پری ایمپش (امنڈ منٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں دی پنجاب الیگل اکوائرڈ (ایکس ایوی کیو) لینڈز کنفیکشن بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کردی گئی ہے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 51 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کردی گئی ہے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 61 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری ممتاز احمد کاھلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کردی گئی ہے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 62 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری علی بہادر خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کردی گئی ہے ۔

چوھدری منظور احمد : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلیز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 38 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری لال خان : جناب والا ! میں دی پنجاب سول سرونٹس (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 68 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اور اطلاعات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری لال خان : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 71 بابت 1976ء) پیش کردہ سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اور اطلاعات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر عبدالمجید خان فقیر : جناب والا ! میں دی پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 67 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صنعت و ذرائع معدنیات پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر عبدالمجید خان فقیر: جناب والا! میں دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 58 بابت 1976ء) پیش کردہ مرزا فضل حق رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صنعت و ذرائع معدنیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری محمد انور لارو : جناب والا! میں جناب چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک انضباط کار صوبائی اسمبلی نمبر 156 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد انور نارو : جناب والا! میں جناب حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک انضباط کار صوبائی اسمبلی نمبر 156 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! میں دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ بل 1976ء (بل نمبر 49 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب میاں مصطفیٰ ظفر قریشی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی اور ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! میں دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن بل 1976ء (بل نمبر 50 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب علامہ رحمت اللہ ارشد رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی اور ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! میں دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (بل نمبر 59 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب مرزا فضل حق رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی اور ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! میں دی پنجاب فارسٹ (سیل آف ٹمبر) (ریول) بل 1976ء (بل نمبر 63 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی اور ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے دی پنجاب ڈیکلریشن آف ایسٹس (ممبر پراونشل اسمبلی) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے دی مسلم فیملی لاز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا میں آپ کی اجازت سے دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 39 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم ۔ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں دی پنجاب ڈسکوالیفیکیشن آف کنڈیڈیٹس فار پنجاب اسمبلی الیکشنز بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 70 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جناب قاضی محمد اسماعیل جاوید نے میزی پرولیج موشن کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دی ہے میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس پر فی الفور بحث کی جائے یا پھر اس کے لئے کوئی وقت مقرر کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اس کے لئے سات دن کا نوٹس درکار ہے ۔ پھر یہ زیر بحث آ سکتی ہے ۔

ہنگامی قوانین

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

مسٹر سپیکر : اب وزیر قانون و پارلیمانی امور ہنگامی قوانین ایوان کی میز پر رکھیں گے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ۔ میں

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 1970.

ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 1976

ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

It is sent to the concerned standing Committee. The report to come within three days.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں

The Punjab Atonomous Bodies Immovable Property Ejectment of unauthorised occupants) (Amendment) Ordinance, 1976.

ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Atonomous Bodies Immovable Property (Ejectment of unauthorised occupants) (Amendment) Ordinance, 1976.

ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

It is sent to the concerned Standing Committee. The report to come within three days.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں

The Universities Laws Ordinance, 1976.

ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

Mr. Speaker : The Universities Laws Ordinance, 1976.

ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے -

It is sent to the concerned Standing Committee. The report to come within the week.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں

The Punjab Development of Cities Ordinance, 1976.

ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

Mr. Speaker : The Punjab Development of Cities Ordinance, 1976.

ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے -

It is sent to the concerned Standing Committee. The report to come within seven days.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975

مسٹر سپیکر : اب ہم اگلی آئٹم پر آتے ہیں - وزیر قانون و پارلیمانی امور -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں -

> کہ مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975ء جیسا کہ اسے اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے کو فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975ء جیسا کہ اسے اسمبلی

میں پیش کیا گیا ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

چودھری طالب حسین
علامہ رحمت اللہ ارشد
سید تابش الوری
مسٹر نذر حسین منصور
چوہدری محمد اشرف
سید طاہر احمد شاہ

جناب والا ! ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

Mr. Speaker : The House is adjourned for fifteen minutes. We shall re-assemble at fifteen minutes to twelve.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : وزیر قانون۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر۔ اگر آپ اجازت دیں تو بل کو متداول کرانے کی ترمیم پیش کروں۔

مسٹر سپیکر : یہ تو بعد کی بات ہے۔ پہلے وزیر قانون اس پر بول لیں۔

When he is introducing a Bill, at that stage, he is entitled to make a short statement.

Minister for Law : Sir, the subject for which this Bill has been introduced by me this morning is in respect of control of orphanages in the Punjab. Already, there is in existence the Punjab Control of Orphanages Act, 1958 but it has been felt for some time that the condition of orphanages in our country, particularly in the Province, is not satisfactory and there is need for the improvment of orphanages in the Province. According to the existing legislation, which is the 1950 Act, the licensing authority for all the orphanages is the District Magistrate and the license is valid for three years. It was felt that since there is a need of improvment, there should be a bigger policy and the control should be by a Board which may be high-powered which the Minister for Social Welfare should be the Chairman, who could look after various organizations of our Province and also it could formulate policies,

plans, coordinate and integrate, evaluate and encourage social welfare services. It may supervise and regulate the working of orhanages by giving them professional, techenical and financial assistance. According to the existing system, a license is granted for three years by the District Magistrate. So we intend to change the entire system of the orphanages and its control and supervision by the new legislation. The intention of the Government, Mr. Speaker Sir, is to encourage the social services in these children homes and that fact is manifested by the new legislation. The Government feels that the existing kinds of homes, which are being run by various privately managed agencies and private people, are not doing well and they do not cater to the new needs of the changed circumstances. If the Government is committed for the welfare of the people it cannot allow a section of the society to be administered in a manner as it is being done presently and it cannot allow them to be neglected any more. I am sure that in view of the necessity, which is the requirement of time, my friends from the Opposition will support this move on behalf of the Government, which endeavours to improve the conditions of a very neglected part of the society and the people who are in real need of Government's help. The control is to be exercised in a particular and well directed manner by which the children, who are in these homes, can really become first class citizens of the society. I am sure that the Bill will be accpeted in a spirit of cooperation and in the better desire of the improvment of the conditions of these children homes.

سید قابش الوری : جناب سپیکر ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 74 بابت 1975ء) کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے 30 دسمبر 1976ء تک متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment before the House is :

> That the Punjab Orphanages (Supervision and Control) Bill, 1975 (Bill No : 74 of 1975) be circulate for eliciting opinion by 30-12-1976.

Minister Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Allama Rehmat Ullah Arshad.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جس محرکات اور جس جذبے کے ساتھ یہ بل پیش کیا گیا ہے - میں اس کی تائید بھی کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ حکومت نے بروقت اس شعبے کی طرف توجہ دینے کی کوشش کی ہے - جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ دینی اور شرعی طور پر ہمیں یتیموں کے ساتھ انصاف کرنے کی کتنی مرتبہ تاکید کی گئی ہے - اور قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے ۔ "تقسطوافی الیتمیٰ" صحیحین میں یہ آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیاں اس طرح سے ملا دیں اور فرمایا کہ "انا و کا فل الیتیمہ کھاتین یوم القیمہ" یعنی یتیم کی سرپرستی کرنے والا اور میں حشر کے دن ان دو انگلیوں کے ساتھ جیسے میری دو انگلیاں برابر ہیں ایسے ہی ہمارا حشر ہوگا - تو یہ ایک بڑا ہی نیک کام ہے اور ہم تو ویسے بھی اس لحاظ سے اس کام کو مقدس سمجھتے ہیں کہ ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی در یتیم تھے- لیکن میں اس بل کو ایک جامع اور وسیع بل محسوس نہیں کرتا ہوں - یہ ایک نیم دلانہ سی کوشش ہے - میری رائے یہ ہے اور ہماری اسلامی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہ مسئلہ ہماری اسلامی تاریخ میں کبھی بھی پیدا نہیں ہوا ہے اور وہ اس لئے پیدا نہیں ہوا کہ ہمارے بیت المال کا نظام جاری تھا - زکواۃ کی تنظیم اور اس کے حصول اور تحصیل کا انتظام بھی ہمارے ہاں جاری تھا - جب تک یہ بیت المال کے قیام کو اہمیت نہیں دیں گے اور حکومت پوری طرح سے یتامیٰ کی پرورش کی یہ ذمہ داری قبول نہیں کرے گی - اس بل کے ساتھ وہ مثبت نتائج برآمد نہیں ہوں گے جو کہ حکومت سمجھتی ہے کہ اس بل کی آمد کے ساتھ مثبت نتائج برآمد ہو جائیں گے - اس بل کے اندر کچھ اور خامیاں بھی ہیں جو کہ میں اپنی ترمیم پیش کرنے کا موقعہ پر عرض کروں گا - لیکن زیادہ تر توجہ کی بات یہ ہے کہ گورنمنٹ پوری طرح سے ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری لے لے - اس نظام کو پوری طرح سے اپنی تحویل میں لے لے اور ان کی پرورش کی ذمہ دار رہے - ہمارے ہاں سابق ریاست بہاول پور میں دو یتیم خانے ایسے تھے - ایک بہاول پور میں تھا اور ایک صادق گڑھ خانہ ہزہائنس مرحوم نے ڈیرہ نواب میں قائم کیا تھا- اس میں سب سے زیادہ قیمتی بات یہ تھی کہ وہاں پر یتیموں کو یہ احساس نہ ہوتا تھا کہ وہ یتیم یا لا وارث ہیں - چنانچہ ہمارے ہائی کورٹ کے دو چیف جسٹس اس یتیم خانہ کے پڑھے ہوئے تھے- اگر اس قسم کا اہتمام گورنمنٹ کر سکی تو وہ زیادہ اخراج تحسین کی مستحق

ہو گی ۔ یہ بہر حال اچھے جذبے کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ۔ کوئی کام جو کہ نیم دلی کے ساتھ کیا جائے اور ادھورے پن کے ساتھ کیا جائے اس کے مثبت نتائج سامنے نہ آئیں گے ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت ہمارے سامنے مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975ء ہے ۔ جس کی غرض و غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ حکومت اس کے ذریعہ سے صوبہ پنجاب میں یتیم خانوں کے انتظام و انصرام کو منضبط کرے گی ۔ اور ان کی نگرانی کی خاطر صوبائی سطح پر ایک بورڈ کے قیام کی کارروائی کی جائے گی ۔ یہ بل اس اعتبار سے انتہائی قابل غور اور لائق توجہ ہے ۔ کہ یہ ایک ایسے طبقے سے متعلق ہے جو کہ بدلتی ہوئی معاشرتی اقدار میں بڑی تیزی سے پس منظر میں جا رہا ہے ۔ جسے بتدریج فراموش اور نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔ حالانکہ اس شعبے کی بہتری کی بنیادی ذمہ داری اجتماعی اور انفرادی سطح پر پوری سوسائٹی پر عائد ہوتی ہے اور جب تک اس ذمہ داری کی تکمیل نہ کی جائے ۔ مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے کی صورت گری نہیں ہو سکتی ۔

جناب والا ! ہم نے پاکستان کی تخلیق کے وقت ایک مقدس عہد کیا تھا کہ ہم ایک مملکت کے ذریعہ سے ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل کریں گے جو کہ غربت ، جہالت ، بیماری اور استحصال سے آزاد ہوگا ۔ ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم ایک ایسا معاشرہ بنائیں گے جہاں نظریاتی اساس پر مضبوط قیادت قائم ہو گی ۔ ہم ایک ایسے معاشرہ کو جنم دیں گے جس میں افراد کو ذہنی اور عملی صلاحیتوں کے اظہار کے مساوی مواقع میسر ہوں گے ۔ ہم ایک ایسا معاشرہ قائم کریں گے جہاں اجتماعی اور انفرادی فلاح کے لئے تخلیق کے چشمے جاری و ساری ہوں گے ۔ اور ہم ایک ایسا معاشرہ تخلیق کریں گے جہاں قومی خوشحالی کے لئے جذب و عمل کے سمندر موجزن ہوں گے ۔ جناب والا ! ہم جب ایسے معاشرے کے قیام کا تصور کرتے ہیں یا اس کو عملی صورت دینے کے لئے جہاد عمل کا آغاز کرتے ہیں تو ہمارے سامنے ، ہم سب کے سامنے ہماری نئی نسل اور نو خیز پود ہے جو کہ ہماری امیدوں کا محور اور ہماری تمناؤں کا حرف آغاز ہے ۔ جناب والا ! یہ نئی نسل حال ہی کا قیمتی سرمایہ نہیں بلکہ مستقبل کے خوابوں کا بھی سب سے بڑا مظہر ہے اور ہمارا یہ بنیادی فرض ہے کہ ہم ان کی جسمانی ۔ جذباتی اور سماجی اٹھان کے لئے اس طور پر تدابیر مرتب کریں کہ وہ آگے چل کر ہمارے

بہتر مستقبل کی ضمانت بن جائیں ۔ جناب والا ! ہر قوم بچوں کی فلاح و بہبود ۔ دیکھ بھال ۔ اور تعلیم و تربیت کو ایک مقدس فریضہ کی حیثیت دیتی ہے کیونکہ اگر آج اس نئی اور نو خیز پود کی جھولیاں خوشیوں سے نہ بھری جائیں تو وہ مستقبل میں قوم کا دامن کس طرح خوشیوں سے مالا مال کر سکے گی ۔ جناب والا ! تیسری دنیا کے ایک ترقی پذیر اور مہذب قوم کی حیثیت سے ہمارا بھی یہ فریضہ ہے کہ ہم بچوں کی فلاح و بہبود کو احساس فریضہ کی حیثیت سے انجام دیں اور دوسرے معاملات میں اور سماجی خدمات کے دوسرے شعبوں میں بچوں کی فلاح و بہبود کو ترجیحی طور پر عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں اور جب بچوں کی فلاح و بہبود کا مسئلہ آئے گا تو لازمی طور پر ہمیں ان بچوں کی فلاح و بہبود پر زیادہ توجہ دینا ہو گی جو بے سہارا ہونے کے باعث والدین سے محروم ہونے کے باعث اس کھلے آسمان کے نیچے در بدر پھر رہے ہیں ۔ اور ان کی یہ خانہ بربادی پوری سوسائٹی کے لئے ایک چیلنج اختیار کرتی جا رہی ہے ۔

جناب والا ! فلاحی مملکتوں نے فلاح اطفال کو چائلڈ ویلفیئر پروگرام کو ایک سائنس اور ایک فن کی حیثیت دے دی ہے تا کہ متمول اور صاحب حیثیت والدین کے بچوں کے ساتھ بے سہارا اور یتیم بچے بھی مساوی طور پر تعلیم و تربیت کے مواقع حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں ۔ جناب والا ! ہمیں اس میں کوئی عار نہیں کہ ہم ترقی یافتہ اقوام سے نفسیاتی اور عملی تجربات حاصل کریں ۔ جناب والا ! اس شعبے نے سالہا سال کی جد و جہد اور تجربوں کے بعد بہتر نتائج پیدا کئے ہیں ۔ لیکن نظریاتی اور فلسفیاتی اعتبار سے ہمیں یورپ یا مغرب کے کسی ملک کی خوشہ چینی کی ضرورت نہیں کیونکہ رسول مقبولﷺ نے آج سے 1400 سال قبل اخلاق و انسانیت کا جو عظیم درس دیا تھا ۔ اس میں تہذیب و معاشرت کا دھارا بدل کر رکھ دیا تھا اور ہر طبقے کے حقوق کے ساتھ آپ نے یتیموں مسکینوں اور بیواؤں کے حقوق کا واضح تعین فرمایا اور معاشرے میں انہیں باعزت مقام دینے کے لئے قول و عمل کے ایسے نمونے پیش کئے جو آج پوری دنیا کے لئے اور پورے عالم انسانیت کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ جناب والا ! اس انقلابی چارٹر نے نہ صرف یہ کہ یتیموں کی دنیا بدل دی بلکہ ان کی مظلومی اور ان کی بے چارگی کو ختم کر کے ان میں سماجی امتیاز و احساس کا ایک نیا شعور اجاگر کر دیا ۔ جناب والا ! قرآن پاک کی سورۃالبقر اور سورۃ النساء میں اس سلسلہ میں بڑی

تفصیل سے احکامات موجود ہیں ۔ مجھے ان کی تفصیل یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بیشتر فاضل ارکان ان احکامات سے بخوبی واقف ہیں ۔ لیکن جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ رسول مقبولؐ نے صرف قول ہی پر انحصار نہیں کیا ۔ صرف احکامات ہی جاری نہیں فرمائے بلکہ عملی زندگی میں ان احکامات کو اس طور پر اطلاق پذیر کیا کہ پورے معاشرے میں یتیموں اور مسکینوں کا احترام واجب ہو کر رہ گیا ۔ رسول کریمؐ نے یتیموں کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص ایک یتیم کو دعوت دے گا خدا تعالیٰ اسے جنت کی دعوت دے گا ۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم کے ساتھ بہترین سلوک کیا جائے اور مسلمانوں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بد ترین سلوک کیا جائے ۔ جناب والا ! ان اقوال سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ انہوں نے آج سے 1400 سال قبل معاشرے میں اس بے سہارا اور مظلوم مخلوق کو جائز مقام دلانے کے لئے انقلابی اقدامات فرمائے اور کس قدر معاشرے میں تبدیلی پیدا کر کے انہیں معاشرے کا با عزت جزو بنا دیا ۔ جناب والا ! پیغمبر اسلامؐ اور خلفاء راشدین کے بعد مسلمان حکمرانوں نے بھی اس عظیم روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ایسے ادارے قائم کئے اور یتیموں کی امداد کو اس طور پر مستقلاً اپنایا کہ وہ مسلمانوں کا قومی شعار بن کر رہ گیا ۔ جناب والا ! برصغیر پاک و ہند میں ہندوؤں کی دھرم شالوں اور مسلمانوں کے مدرسوں کی تاریخ خاصی پرانی ہے جس کے ذریعے یتیموں مسکینوں اور بیواؤں کے لئے بڑے بڑے دارالامان قائم کئے گئے تھے اور ان کی تعلیم و تربیت کا مسلسل اہتمام جاری تھا ۔ جناب والا ! لیکن یتیم خانوں کی صورت میں اس روایت کا آغاز برصغیر میں اٹھارہویں صدی سے ملتا ہے جب معاشرے کے دردمند طبقوں نے اس ضرورت کا احساس کر کے یتیموں کے لئے علیحدہ اداروں کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا ۔ اس تاریخی پس منظر کے ساتھ بے شمار نجی ادارے آج بھی اس عظیم سماجی خدمت کی شمع روشن رکھے ہوئے ہیں اور یتیموں کی دیکھ بھال بنیادی طور پر پرائیویٹ اداروں کا ہی طرۂ امتیاز ہے ۔ حکومت نے اس سلسلہ میں اپنی خدمات کو پس منظر میں رکھنا پسند کیا ہے تا کہ مخیر حضرات اور مختلف سماجی ادارے بغیر کسی دباؤ کے رضاکارانہ طور پر اپنی عظیم خدمات کو جاری و ساری رکھ سکیں ۔ جناب والا ! تقسیم ہند کے فوراً بعد یتیموں

کی دیکھ بھال اور ان کی پرورش کا مسئلہ ایک صورت میں ہمارے سامنے آیا جب ہزاروں یتیم بچے اور بچیاں انتہائی بے سہارا اور ناگفتہ بہ حالت میں پاکستان پہنچے تو یہ مسئلہ پاکستانی معاشرے کے لئے ایک زبردست چیلنج تھا ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر اطمینان اور خوشی ہوئی ہے اور اس ہاؤس میں اس کا اعتراف کیا جانا چاہئے کہ مسلمانوں نے بحیثیت ایک قوم اس چیلنج کو قبول کیا اور انجمن حمایت اسلام نے اس سلسلہ میں جو عظیم خدمات انجام دیں وہ ہماری سماجی تاریخ کا ناقابل فراموش حصہ ہے ۔ جناب والا ! اس بدقسمت مخلوق کو جس طرح سے انجمن حمایت اسلام اور دوسرے غیر اداروں نے اپنے دامن عافیت میں سمیٹا اس کے نتیجے میں بے شمار جواہر قابل ۔ بے شمار ذہین نوجوان آج ہمارے معاشرے میں ایک باعزت مقام رکھتے ہیں اور عدلیہ انتظامیہ اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں عظیم اور راہنمایانہ خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہر میدان میں جہاں اچھے اور قابل فخر لوگ ہوتے ہیں ۔ بہترین اور منظم ادارے ہوتے ہیں وہاں کچھ طالع آزما اور مفاد پرست قسم کے لوگ بھی بر سر پیکار ہو جاتے ہیں ۔ جن کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اچھے کاموں کے نام پر اپنی ذاتی اغراض اور مفادات کی تکمیل میں راہ ہموار کرتے رہیں ۔ چنانچہ اسی دور میں ذاتی اور تجارتی مقاصد کے لئے بہت سے یتیم خانے معرض وجود میں آ گئے جن کے ذریعہ یتیموں کو گداگری اور خیرات کا ذریعہ بنا دیا گیا اور ان کی عزت نفس مجروح کر کے انہیں معاشرہ پر ایک بوجھ بنانے کی پوری بدعت سعی کی گئی ۔ اس مرحلہ پر معاشرے کے مختلف طبقوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ایسے یتیم خانوں کا انسداد کیا جانا چاہئے اور ایسے خود غرض افراد کے خلاف عملی کارروائی ہونی چاہئے جو یتیموں اور مسکینوں کے نام پر ۔ سماجی خدمت کے نام پر اس عظیم کام کے نام کو بٹہ لگا رہے ہیں اور اس طرح تمام یتیم خانوں کو بدنام کر کے عوامی ہمدردیوں کو ختم کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ اس سلسلہ میں جب عوامی مطالبہ نے زور پکڑا تو حکومت کو پہلی دفعہ ایک قانون بنانا پڑا اور اس کا نام The Punjab Orphanages, Widow Homes and Marriage Bureau Act, 1950. ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ان یتیم خانوں کے بہتر انتظام اور ان کی نگرانی کے لئے اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا گیا لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔ ہمارے ہاں قانون تو بنتے ہیں یعنی بعد میں یہ طاق نسیان کی زینت بن جاتے ہیں ۔ اس قانون کے ساتھ بھی کم و بیش یہی ہوا اور یہ قانون کتابوں کی بڑی الماریوں کی زینت بن گیا ۔

جناب والا ! ہم جب یتیم خانوں کی اس قریبی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں ۔ تو یہ انکشاف ہمارے دل کو ہلا دیتا ہے کہ اس قانون کے نفاذ کے باوجود بے شمار یتیم خانوں کی حالت زار اسی طرح سے ابتر رہی ہے اور بنیادی طور پر اس ایکٹ کے جو عظیم مقاصد تھے ۔ ان کی تکمیل کے لئے کوئی عملی کام نہیں کیا جا سکا ۔ چنانچہ ویسٹ پاکستان کونسل آف چائلڈ ویلفیئر نے ایک طویل سروے کیا جس کے نتیجے میں یہ انکشاف ہوا کہ ان اداروں کی حالت اس قدر خراب ہوگئی ہے کہ جب تک اس سلسلہ میں کوئی باقاعدہ محکمہ ۔ کوئی باقاعدہ دفتر ایک منظم عملہ کے ساتھ ان کی نگرانی پر مامور نہیں ہوگا ۔ اس وقت تک ان کی حالت کو زیادہ بہتر نہیں بنایا جا سکے گا ۔ چنانچہ اس کے لئے ایک نئے موثر قانون کی ضرورت محسوس کی گئی ۔ تاکہ جہاں اچھے اداروں کی حوصلہ افزائی کی جا سکے وہاں بدترین اداروں کی شرمناک حالت کو بھی فوری طور پر تبدیل کرنے کا اہتمام کیا جا سکے ۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ویسٹ پاکستان کنٹرول آف آرفونیجز ایکٹ آف 1958ء پاس کیا گیا اور اس کے تحت محکمہ سوشل ویلفیئر کا قیام عمل میں آیا اور محکمہ سوشل ویلفیئر نے اس مقصد کے لئے ایک الگ چائلڈ ویلفیئر ونگ قائم کر دیا ۔ توقع یہ تھی کہ اس ونگ کے ذریعہ بہبودی اطفال کے پروگرام کو صحیح طور پر عملی جامہ پہنانے میں مدد ملے گی ۔

مسٹر سپیکر : تابش صاحب کچھ موجودہ بل کی طرف بھی آ جائیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے پہلے جو قانون منظور کئے گئے جو اس وقت بھی نافذ ہیں وہ کیوں اپنے مقاصد کو حاصل نہیں کر سکے ۔ اگر ہم کوئی ایک اور ایسا قانون کسی بنیادی تبدیلی کے بغیر بنا دیں تو اس سے موجودہ قوانین میں اضافہ تو ہو جائے گا ۔ مگر اس بنیادی مقصد کی تکمیل نہیں ہو سکے گی ۔ میں نہایت مختصراً اس طرف آپ کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! سوشل ویلفیئر کا یہ اقدام صحیح سمت میں ایک قدم تھا ۔ لیکن یہ منزل نہیں ۔ چنانچہ اس قانون کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو یہ اختیار تفویض کیا گیا کہ وہ ان اداروں کی نگرانی اور لائسنس عطا کرنے کی ذمہ داری ادا کرتے رہیں ۔ لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلعی سطح پر اپنی غیر معمولی مصروفیات اور مشاغل کے فرائض کی وجہ سے اس امر کی طرف وہ توجہ نہیں دے سکے ۔ جن کی ان سے توقع کی جا رہی تھی ۔ چنانچہ پھر اس قانون کے فوراً بعد "دی ویسٹ پاکستان والنٹری

ایجنسیز (کنٹرول اینڈ رجسٹریشن) ایکٹ 1961ء" کا نفاذ عمل میں آیا جس کے تحت حکومت نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی جگہ محکمہ سوشل ویلفیئر کو بھی یہ اختیار دے دیا کہ وہ رضاکارانہ ایجنسیوں کی درخواست پر یتیم خانوں کی رجسٹریشن کا کام جاری رکھیں ۔ چنانچہ ایک سروے کے مطابق پورے ملک میں اس وقت تقریباً 70 رجسٹرڈ یتیم خانے ہیں اور صوبہ پنجاب میں ان کی تعداد 14 کے قریب ہے ۔ جب کہ صرف ایک یتیم خانہ سرکاری سطح پر حکومت کی تحویل میں ہے اور حکومت کے خرچ پر چل رہا ہے ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ان پے در پے اقدامات کے باوجود حکومت غیر سرکاری سطح پر یتیم خانوں کو بہتر بنانے کی کوشش کے باوجود عملی طور پر کوئی انقلابی تبدیلی نہیں لا سکی جسے ہم یادگار کہہ سکتے ہیں ۔ جس کو ہم تاریخی کہہ سکتے ہیں ۔ جسے ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ ہمارے معاشرے کے اس بنیادی شعبے میں زیادہ سے زیادہ بہتری لانے میں مددگار ثابت ہوگی ۔ ہماری عملی کوشش اس واسطے ناکام ہوگئی کہ اس مقصد کے لئے جو مشینری قائم کی گئی وہ بڑی محدود تھی اور اس کی کارکردگی ایک اعتبار سے جامد قرار پائی ۔

جناب والا ! 1965ء کی جنگ کے بعد ایک اور تفصیلی سروے ہوا جس کے نتیجے میں یتیم خانوں میں موجود بے شمار خرابیوں کی نشاندہی ہوئی اور اس کے نتیجہ میں کم سے کم ایک معیار مقرر کیا گیا ۔ ایک ایسا معیار جس کے مطابق ہر یتیم خانے کو تعلیم و تربیت کے اعتبار سے اور قیام و طعام کے اعتبار سے ضروری سہولتوں کے قابل بنایا جا سکے ۔ اس کے ساتھ محکمہ نے ایک نیا تجربہ شروع کیا اور انہوں نے ایک انجمن سلیمانیہ کے ذریعہ لاہور میں ایک Modern orphanage کے قیام کو عملی صورت دے دی ۔ مگر یہ تجربہ بھی ناکام رہا ۔ کیونکہ اس میں دو عملی کی ایسی صورت پیدا ہوگئی ۔ جس کی وجہ سے نہ یہ پرائیویٹ ادارہ اپنی پوری توجہ دے کر اپنے فرائض کو سرانجام دینے کے قابل ہو سکا ۔ نہ حکومت ہی اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پورا کرنے میں عہدہ برآ ہو سکی ۔ تاہم یہ بات اطمینان بخش ہے کہ اب بھی نجی ادارے ہی اس سلسلے میں سماجی خدمات کا بیشتر بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں ۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اب بھی بعض ایسے چھوٹے ادارے موجود ہیں ۔ جن میں بد عنوانی اور یتیموں کے استحصال کی شکائتوں کا سلسلہ برابر جاری ہے ۔ اس لئے ہمارا یہ بنیادی فریضہ ہے کہ ہم اس مسئلہ کی سنگینی کا صحیح طور پر احساس کریں ۔ کیونکہ اس مسئلہ کی سنگینی اس وقت اور بھی بڑھ گئی ہے

جب 1973ء کے بعد بنگلہ دیش اور بھارت سے شہری لیڈیوں کے قافلے آئے ہیں اور ان کے ساتھ یتیموں ، یتیم بچوں اور بچوں کی بڑی تعداد بھی ہماری طرف منتقل ہوگئی ہے ۔ تو وہ نجی ادارے اور بھی محدود سطح پر خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ ان کے لئے ایک بہت بڑی مشکل پیدا ہوگئی ہے کہ وہ اتنی بڑی تعداد کو کسی طور پر اپنے اداروں کے ذریعے تعلیم و تربیت دلا سکیں ۔ اس لئے حکومت کے عمال کا یہ بنیادی فریضہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک ایسا جامع منصوبہ تیار کریں ۔ جس کے ذریعے نہ صرف نجی یتیم خانوں کو بہتر بنانے کے لئے مؤثر عملی اقدامات کئے جا سکیں ۔ بلکہ دوسری طرف خود حکومت بھی اپنے ذرائع سے ایسے اداروں کا قیام عمل میں لائے ۔ جو یتیم بچوں اور بچیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اپنے ہاں جگہ دے سکیں ۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی چیلنج اور سنگین صورت حال کا نتیجہ تھا کہ 1973ء میں مرکزی حکومت نے یہ اعلان کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ وہ ملک کے تمام یتیم خانوں کو اپنی تحویل میں لے لے گی ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت پنجاب نے یہ اعلان کیا کہ وہ یتیم خانوں کی نگرانی کے لئے صوبائی سطح پر ایک ایسا بورڈ قائم کرے گی جو نہ صرف ان کی نگرانی کرے گا ۔ بلکہ مالی امداد کے ذریعے ان کی حالت کو بہتر بنانے کی سعی بھی کرے گا ۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یہ فیصلہ اور یہ اعلان 1973ء میں کیا گیا تھا ۔ اس کے بعد مختلف اخبارات اور مختلف سماجی حلقوں نے مختلف رضاکاروں اور سماجی انجمنوں نے اس سلسلے میں حکومت کے فیصلے کو عملی جامہ پہنائے جانے کا انتظار کیا ۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس فیصلے پر عمل درآمد نہ ہوئے تین سال گزر چکے ہیں ۔ تین سال کے بعد بورڈ کے قیام کے سلسلے میں محض ایک بل پیش کیا جا رہا ہے اور اس بل میں بھی یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ وہ کب سے نافذ العمل ہوگا ۔ کیونکہ اس کی تاریخ کا تعین بھی حکومت نے اپنی صوابدید پر رکھا ہے اور یہ قرار دیا ہے کہ جب حکومت محسوس کرے گی اور ضرورت سمجھے گی تو وہ اس کے نفاذ کے لئے احکامات جاری کرے گی ۔

جناب والا ! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرکزی حکومت کی جانب سے یتیم خانوں کو تحویل میں لینے کے فیصلے اور حکومت پنجاب کی جانب سے بورڈ کے قیام کے اعلان نے صوبائی سطح پر ایک ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے اور ایک ایسی بے چینی اور تذبذب کو جنم دیا ہے ۔ جس میں یتیم خانوں کا

حال و مستقبل ایک انتہائی بے یقین صورت حال کا شکار ہو گیا ہے۔ کیونکہ نہ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ان کے اداروں کا مستقبل کیا ہوگا۔ آیا مرکزی حکومت اپنے فیصلے کے مطابق انہیں اپنی تحویل میں لے لے گی یا صوبائی حکومت کسی بورڈ کے ذریعے ان کی نگرانی کی ذمہ داری قبول کرے گی۔ اس صورت حال نے، اس بے یقینی اور تذبذب نے یتیم خانوں کی اجتماعی صورت حال کو اور زیادہ خراب ہونے میں مدد دی۔ حکومت کی جانب سے اس فیصلے پر عمل درآمد میں تاخیر نے ایک ایسی صورت حال کو جنم دیا ہے جس سے خیر حضرات اور سماجی ادارے اس سلسلے میں نہ صرف بہتر کام کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ بلکہ آئندہ کے لئے نئے ادارے قائم کرنے میں بھی پس و پیش کر رہے ہیں۔ آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ جب حکومتی سطح پر ذہن واضح نہ ہو۔ جب سرکاری دفاتر اس سلسلے میں کسی واضح پروگرام پر عمل درآمد کرنے میں ناکام ہو جائیں۔ تو پھر پرائیویٹ ادارے اور نجی ادارے کسی طور پر اپنے فرائض کو کماحقہ انجام دے سکتے ہیں۔ اس لئے ہماری اس وقت کی ضرورت یہ ہے کہ حکومت وقت یہ واضح اعلان کرے اور یہ بتائے کہ آئندہ کے لئے وہ یتیم خانوں کی قسمت کا کیا فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ آیا وہ انہیں مکمل طور پر سرکاری تحویل میں لینا چاہتے ہیں یا جزوی طور پر ان کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں۔ جب تک یہ فیصلہ نہ ہوگا۔ صوبے میں یتیم خانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی وسعت و قیام کے سلسلے میں عوامی سطح پر کوئی غیر معمولی کام کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

جناب والا! اگر ہم یہ فیصلہ کریں کہ ان تمام یتیم خانوں کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے تو یہ یقیناً ایک اعتبار سے خوش آئند بات ہوگی۔ کیونکہ یہ ادارے سماجی ادارے ہیں۔ یہ کوئی تعلیمی ادارے اور دوسرے تجارتی ادارے نہیں ہیں۔ اس لئے اگر انہیں حکومت سرکاری تحویل میں لے لے۔ تو اس کے ذریعے بھی ایک بہتر حل نکل سکتا ہے اور صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے۔ لیکن چونکہ ہم ماضی میں یہ دیکھ چکے کہ جن اداروں کو سرکاری تحویل میں لیا گیا اور جن تعلیمی اداروں پر حکومت کی نگرانی قائم ہوئی۔ وہاں پر معیار پست ہو گیا اور برائیاں عروج پر پہنچ گئیں۔ کیونکہ سرکاری محکمے اس طور پر ان اداروں کی نگرانی کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ جس طرح نجی ادارے اپنے اور منتظمین کے ذریعے بہتر طور پر چلائے جا سکتے ہیں۔ اس لئے ان تجربات کی روشنی میں کسی طور پر یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ان یتیم خانوں کو بھی فوری طور پر یکسر سرکاری تحویل میں لینے کا فیصلہ کیا جائے۔ پھر دوسری طرف صورت یہ ہوتی ہے کہ ان کی

نگرانی کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں اور ان عملی اقدامات کی پہلی صورت یہ ہے کہ اس بل کے ذریعے ایک صوبائی بورڈ کے قیام کی منظوری حاصل کی جا رہی ہے۔

جناب والا! موجودہ بل میں عملاً اس کے سوائے کوئی نئی بات نہیں ہے کہ اس میں موجودہ نافذ الوقت قوانین کی دفعات کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔ البتہ صرف دو نئی باتیں اس بل کے ذریعے ہمارے سامنے آئی ہیں۔ ایک تو یتیم خانوں کی نگرانی کے لئے بورڈ کا قیام اور دوسرے مختلف دفعات کی خلاف ورزی کے سلسلے میں پہلے سے موجود سزاؤں میں اضافہ۔ جہاں تک بورڈ کا تعلق ہے اور جہاں تک بورڈ کے مقاصد کا تعلق ہے۔ بظاہر اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ صوبائی سطح پر اگر بورڈ قائم کر دیا جائے اور اس سے تمام صوبے کے یتیم خانوں کو ایک سطح پر ایک معیار پر لایا جائے تو ان کے حالات کو ایک خاص طریقہ کار کے سانچے میں ڈھالنے میں مدد مل سکتی ہے لیکن یہ اس وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جب اس بورڈ کا دائرہ کار نہ صرف وسیع ہو بلکہ عوامی ہو۔ جب اس میں عوامی نمائندگی کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کئے جائیں۔ موجودہ شکل میں یہ ایک سرکاری بورڈ ہوگا۔ جس میں سرکاری افسران بڑی تعداد میں یعنی تین چوتھائی تعداد میں موجود ہوں گے اور وہ افسران اس معیار کے ہوں گے۔ وہ افسران اس سطح کے ہوں گے کہ انہیں بورڈ کے روزمرہ کے معاملات میں وقت دینے کی مہلت ہی نہیں ہوگی۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر بورڈ کا قیام ناگزیر ہو اور اس کے ذریعے ہی یتیم خانوں کے حالات بہتر بنانا مقصود ہو تو پھر اعلیٰ افسران کی بہتات کی بجائے۔ اس میں عوامی نمائندوں اور سماجی رضاکاروں کی بہتات ہونی چاہئے۔ اس میں ایسے مخیر حضرات کو جگہ دی جانی چاہئے۔ جو سالہا سال سے اس شعبے میں عظیم خدمات انجام دے رہے ہوں۔ اس میں ایسے علماء موجود ہونے چاہئیں۔ جن کے اثرات پوری قوم میں پھیلے ہوئے ہوں۔ جن کی اپیل پر بورڈ کو بہت سے عطیات اور مالی فوائد حاصل ہو سکتے ہوں۔

جناب والا! اگر ہم ایسے بورڈ قائم کر سکیں جس میں مخیر حضرات کی نمائندگی کے ساتھ عوامی نمائندگی بھی موجود ہو۔ تو ہم اس اعتماد کو بحال کر سکیں گے جو روز بروز یتیم خانوں کی مختلف انتظامیہ پر ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ہم ایسی فضا پیدا کر سکیں گے جس کے ذریعہ پوری قوم کے یتیم خانوں کی فلاح و بہبود کو موبیلائز کیا جا سکے۔ اور مالی عطیات کے ذریعے ان اداروں کی حالت زیادہ سے زیادہ بہتر اور قابل فخر بنائی جا سکے۔ جناب والا!

اس سلسلے میں میرا بل پر بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اس بل کے ذریعے لفظ یتیم خانوں کو برقرار رکھا گیا ہے۔ یتیم خانے کا یہ لفظ اس وقت معاشرے میں تحقیر مظلومیت اور بے چارگی کی علامت بن چکا ہے۔ جب یتیم خانوں کا تصور آتا ہے تو اس کے ساتھ ایسے بے سہارا بچوں کا تصور آتا ہے جو ہر قسم کی مراعات اور زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ اور ناقابل رشک زندگی بسر کر رہے ہیں۔ خود یتیم خانوں میں رہنے والے بچے نفسیاتی اثر سے اپنے آپ کو ایسا فرد سمجھتے ہیں جنہیں معاشرے میں جذب کرنے کی بجائے ایک الگ تھلگ مقام دے کر اچھوت بنا دیا گیا ہو۔ اس لئے جدید تحقیق کے مطابق اور بچوں کی نفسیات کا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کی ضرورت ہے کہ ان یتیم بچوں کو مختلف گھروں میں آباد کرنے کے اقدامات کو ترجیح دی جائے۔ اور ان اداروں کو یتیم خانوں کی بجائے دارالاطفال یا چلڈرن ہوم رکھا جائے تاکہ وہ نفسیاتی بے چارگی اور احساس کمتری کی فضا ختم ہو جائے جو بچوں کے جواہر اور صلاحیتوں کو دیمک کی طرح چاٹ لیتی ہے اور تازہ ترین ماڈرن تصور یہ ہے کہ ترقی یافتہ اقوام مہذب ممالک چلڈرن ہوم قائم کرتے ہیں اور ان معنوں سے ایسے اداروں کی صورت دے دیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جو معاشرے کے مختلف سماجی اداروں کے ہم پلہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ آج ہم جب کہ یتیم خانوں کی فلاح و بہبود کا بل منظور کر رہے ہیں تو اس لئے اگر یتیم خانوں کو انگریزی زبان میں ایڈرن ہوم اور اردو میں دارالاطفال کا نام دیا جاتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جاول پور میں پہلے ہی سرکاری طور پر یتیم خانے کی جگہ دارالاطفال موجود ہے اور سرکاری خرچ پر سرکاری عمال کی نگرانی میں کامیابی کے ساتھ برسوں سے چل رہا ہے۔ اس نام کی وجہ سے وہاں بچوں میں احساس کمتری کی فضا موجود نہیں ہے جو سم قاتل ثابت ہوتی ہے۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ عالمی تجربات کی روشنی میں اور نفسیاتی مطالعہ کے پس منظر کے مشاہدات کی روشنی میں ہماری اس تجویز کو قابل قبول سمجھا جائے گا اور یتیم خانوں کے تحقیری نام کو ختم کر کے انہیں دارالاطفال یا چلڈرن ہوم کی صورت دے دی جائے گی۔

جناب والا ! ان یتیم خانوں کے ذریعے گدا گری کی ممانعت کے لئے پہلے ہی قوانین موجود ہیں اور موجودہ بل میں بھی اس دفعہ کا اعادہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ دفعہ یہ پروویژن یہ کلاز ایک انتہائی مستحق کلاز ہے۔ اور یہ انتہائی شرم ناک بات ہے کہ ہم نے اس قانون کے ہوتے ہوئے ایسے

ادارے دیکھے ہیں جو اس قانون کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں ۔ یتیم خانوں کے مکینوں کو مختلف گھروں سے دو وقت کی روٹیاں مانگ کر لانے کے لئے مجبور کرتے ہیں اور جو ہر سال عید کے موقع پر زکواۃ اور فطرانہ وصول کرنے کے لئے جھولیاں پھیلائے پھرتے ہیں ۔ جناب والا ! اگر مقصد گداگری کی ممانعت ہے تو اس قانون اور اس کلاز پر عمل در آمد کیا جانا چاہئے ۔ اور ان محکموں سے باز پرس کی جانی چاہئے جو اس قانون کے نفاذ کے بعد بے شمار گداگروں کی چشم پوشی کرتے ہیں ۔ جناب والا ! اس لئے یہ بل تعریف کے قابل ہے کہ اس میں گداگری کی ممانعت پر اصرار کیا گیا ہے لیکن اس بل کو منظور کرنے کے بعد محض لائبریری کی طاق نسیاں نہ بنا دیا جائے ۔ ان دفعات پر عمل درآمد کرنے کے لئے موثر اقدامات بھی کئے جائیں ۔ جناب والا ! جب تک ہم اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا عہد نہ کریں گے جب تک اس کو ہم عوامی سطح پر ترتیب نہ دیں گے اور مختلف سماجی اداروں کو مختلف خطیر رقوم خزانے سے مختص نہ کریں گے ان کے لئے بہتر انتظامات نہیں کریں گے ۔ تو اس وقت تک یہ ہمارے معاشرے پر بوجھ بنے رہیں گے ۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ بوجھ بنانے کی بجائے انہیں معاشرے کا بوجھ اٹھانے کے قابل بنایا جائے تاکہ انہیں بھی تعلیم و تربیت کے مواقع حاصل ہوں ۔ اور ہمارا معاشرہ اور قوم ترقی کی عظیم خدمت انجام دے سکے ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس بل کے ذریعے اور اس سے پہلے جو قوانین نافذ ہیں جن میں پہلے بھی ایسی کلاز موجود ہیں اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے دفعات بھی موجود ہیں اور یہ بری بات بھی نہیں ہے کہ ان دفعات کے تحت خلاف ورزی کرنے والوں کی سزاؤں میں نسبتاً اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ لیکن یہ بات ضروری ہے کہ ان سزاؤں کے لئے ان شکایات کے اندراج کے لئے پولیس کو اختیار نہیں ملنا چاہئے اور اسے قابل دست اندازی پولیس جرم نہیں بنانا چاہئے ۔ یہ بات واضح ہونی چاہئے چونکہ یہ بل سماجی شعبے سے متعلق ہے اور اس سے سماجی اصلاح مقصود ہے اس لئے اس سلسلے میں اقدامات اور شکایات کے اختیار متعلقہ محکموں کے عمال ہی ہونے چاہئیں ۔ جو اس کے ذمہ دار ہیں اور یہ اختیارات بورڈ کے پاس ہونے چاہئیں کہ اگر کوئی ایسا ادارہ بد عنوانی کا مرتکب ہو تو اس کے خلاف کیس درج کرائیں ۔ اگر یہ اختیار پولیس کو دے دیا گیا تو پولیس بے جا مداخلت کو روا رکھے گی اور اس سے تعلیمی اور سماجی اداروں کی کارکردگی لازماً متاثر ہو گی ۔

ان کو پولیس ہراساں کر سکے گی اور وہ یک سوئی اور یک جہتی کے ساتھ ان خدمات کو کماحقہ انجام نہیں دے سکیں گے ۔ جو وہ اس وقت تک کسی نہ کسی طور پر انجام دے رہے ہیں ۔ اس لئے ہماری تجویز ہے کہ اس بل کو اس طور پر از سر نو ترتیب دیا جائے کہ اس کے ذریعے بورڈ کے قیام کو عوامی صورت دی جا سکے اور بورڈ کے مقاصد میں مناسب اضافہ اور توسیع کی جا سکے ۔ اس وقت اس بل میں بورڈ کے جو اختیارات اور فرائض بیان کئے گئے ہیں ۔ ان کے مطابق یہ بورڈ حکمت عملی وضع کرے گا ، پنجاب میں یتامیٰ کے لئے سرانجام دی جانے والی فلاحی خدمات کو مربوط کرے گا اور ان کی منصوبہ بندی کرے گا ، انہیں منضبط کرے گا ، جانچے گا اور ان کی حوصلہ افزائی کرے گا ۔ پیشہ ورانہ فنی اور مالی امداد دے کر یتیم خانوں کی کارکردگی کو منضبط کرے گا اور ان کی نگرانی کرے گا اور ایسے فرائض انجام دے گا ۔ جو حکومت وقتاً فوقتاً اس کے سپرد کرے گی ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان جامع مقاصد کے ساتھ ساتھ بورڈ کے فرائض میں اس مقصد کا بھی اضافہ کیا جانا چاہئے کہ وہ خود نئے یتیم خانوں کو عملی شکل دے سکے اور انہیں سرکاری سطح پر چلا کر ماڈرن اور جدید دارالاطفال کی صورت دے سکے ۔ تاکہ مقابلتاً جو نجی ادارے اپنی اپنی سطح پر کام کر رہے ہیں ۔ ان کو ایک معیار فراہم ہو سکے ۔ اس کے ساتھ ہی بورڈ کو اس بات کا اہتمام بھی کرنا چاہئے کہ جو یتیم وہاں پر تعلیم و تربیت پا رہے ہیں ۔ ان کا معیار صرف میٹرک تک ہے اور بعض اداروں میں تو صرف آٹھویں جماعت تک تعلیم کا انتظام ہے ۔ اس کے بعد ان بے سہارا بچوں کے لئے اعلیٰ تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ، کوئی پروویژن نہیں ۔ اس لئے بورڈ کا یہ فرض بھی ہونا چاہئے کہ وہ اپنے اختیارات اور فرائض کو وسیع کرکے جو بچے ذہین اور قابل ہوں ۔ ان کے لئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف کا انتظام بھی کرے اور انہیں اس معاشرے میں جذب کرے ۔ تاکہ وہ مختلف سماجی انجمنوں اور اداروں کی صحیح خدمات انجام دے سکیں ۔ اگر ہم یہ کام کر سکے ، اگر ہم اس بل کے ذریعے بورڈ قائم کرکے انہیں یتیموں کی نگرانی کا مؤثر ادارہ بنا سکے تو یقیناً یہ ہمارا انتہائی اہم اور تاریخی کارنامہ ہوگا اور آئندہ نسل اس کام کے لئے ، ہمیں انتہائی اچھے الفاظ سے یاد رکھے گی ۔ لیکن اگر ہم اپنے اس فرض میں ناکام ہوگئے اور ماضی کے تجربات کی طرح موجودہ بل بھی محض منظوری کی حد تک محدود رہا اور اس کو

عملی شکل نہ دی جا سکی ۔ تو ہماری آئندہ نسلیں ہمیں اس مجرمانہ حرکت کے لئے کبھی معاف نہیں کریں گی ۔

ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کو از سر نو ترتیب دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنی اس ترمیم پر اصرار کرتا ہوں کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔ تاکہ عوام کے مختلف طبقے ان شعبوں کے اور ان سماجی انجمنوں کے تجربات کی روشنی میں صحیح تجاویز اور صحیح سفارشات پیش کر سکیں ، ایسی سفارشات جن کی روشنی میں ہم ان دارالاطفال کو ، ان یتیم خانوں کو ، ان سماجی اداروں کو ایک انقلابی ادارے کی شکل دے سکیں اور ایسے ادارے بنا سکیں ۔ جن پر ہمارا معاشرہ نہ صرف فخر کر سکے ۔ بلکہ دوسری ترقی پذیر اقوام کے لئے بھی انہیں قابل تقلید بنایا جا سکے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید طاہر احمد شاہ !

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! ہمارے سامنے مسودہ قانون بابت انتظام یتیم خانہ جات مصدرہ 1975ء زیر غور ہے ۔ جہاں تک اس بل کی غرض و غایت کا تعلق ہے ۔ کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا ۔ میرے فاضل دوست سید تابش الوری نے یتیموں کی دیکھ بھال اور ان کی پرورش کے متعلق بہت کچھ کہا ہے ۔ میں بھی اس ضمن میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں یتیم نفسیاتی مریض کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ طبقہ ہمیشہ سے انسانی شفقت سے محروم رہا ہے ۔ اگرچہ اس کی دیکھ بھال اور تعلیم و تربیت کے لئے پہلے سے قوانین اور ادارے بھی موجود ہیں ۔ مگر عملاً ہم لوگ اور ہمارا معاشرہ والدین کی شفقت سے محروم اس طبقے کی صحیح معنوں میں کوئی خدمت انجام نہیں دے سکا ۔ پہلے تو صرف یتیم کا لفظ ہی ایک بچے کے ذہن کو نفسیاتی طور پر ناکارہ کر دینے کے لئے کافی ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یتیم خانوں کو اگر چلڈرن ہوسٹل کا نام دے دیا جائے ۔ تو یہ زیادہ بہتر ہوگا ۔ اس کے ساتھ ساتھ جب ہم ماں باپ کی شفقت سے محروم ان بچوں کو یتیم خانوں میں رکھتے ہیں ۔ تو وہ اپنے آپ کو معاشرے کے دوسرے بچوں کی نسبت کم تر اور حقیر محسوس کرنے لگتے ہیں ۔ جس سے وہ صحیح معنوں میں معاشرے میں اپنا مقام حاصل نہیں کر پاتے ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں پہلے سے جو بدعنوانیاں موجود ہیں ۔ ان کے لئے اس بل میں جو سزائیں رکھی گئی ہیں ۔ وہ میرے نقطہ نظر سے بہت کم ہیں اور یہ بھی

دیکھنے میں آیا ہے کہ آج تک اس قسم کی حرکات کرنے والوں ، قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں اور دیگر انسانی جرائم کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی اور انہیں کوئی سزا نہیں دی جاتی - جس سے کہ دوسروں کو کوئی عبرت حاصل ہوتی - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کی غرض و غایت پر اسی صورت میں پوری طرح سے عمل ہو سکے گا کہ اگر کوئی شخص اس شفقت سے محروم طبقے سے کوئی زیادتی کرے تو تحقیقات کے بعد اس کو زیادہ سے زیادہ سنگین سزا دی جائے - تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو اور وہ یتیموں کے ساتھ شفقت سے محروم ان بچوں کے ساتھ کوئی نا انصافی نہ کر سکیں -

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں اور آپ جانتے ہیں اور اس ہاؤس کے اکثر ممبران ، بلکہ تقریباً تمام ممبران مجھ سے اتفاق کریں گے کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی تقریباً ہر مسلمان پر اسلامی شرعی نقطہ نظر سے فرض ہے - قربانی کی لاکھوں کروڑوں روپوؤں کی کھالیں مختلف قسم کی نام نہاد سماجی اور مذہبی انجمنیں حاصل کر لیتی ہیں اور ان سے حاصل شدہ رقوم خردبرد کر لی جاتی ہیں - قربانی کی کھالوں سے حاصل شدہ رقم نام نہاد انجمنوں کی جیب میں جاتی ہیں اور ان کی عیاشی پر صرف کر دی جاتی ہیں - لہذا میں یہ گذارش کروں گا - اس بل کے ذریعے سے کوئی ایسا طریق کار وضع کیا جائے - جس سے قربانی کی کھالیں اکٹھی کرکے ان سے حاصل کردہ روپیہ یتیم اور محروم بچوں کی نگہداشت پر خرچ ہو - اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی اپنی طرف سے تجویز پیش کروں گا کہ جب ان بچوں کو معاشرے کے دوسرے بچوں سے الگ تھلگ کرکے ایک یتیم خانے میں رکھا جاتا ہے - تو ان کے پرائمری سکولز کے ہوسٹلز ، ایچی سن کالج یا ڈویژنل پبلک سکول کی قسم کے ہوسٹل محکمہ تعلیم پرائمری سکولوں کے ساتھ قائم کرکے ان میں ماں باپ کی شفقت سے محروم بچوں کو رکھ کر تعلیم و تربیت دی جائے - تو میں سمجھتا ہوں کہ ان میں جو احساس کمتری ہے ، وہ کم ہو جائے گا - میں اپنی ان گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! جہاں تک موجودہ مسودہ قانون کا اس ایوان میں پیش کرنے کا معاملہ ہے ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا یہ ایک مستحسن قدم ہے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک سنجیدہ اور محب وطن شہری اور ایک عام قاری کی حیثیت سے بھی اگر اس

بل کا بغور مطالعہ کیا جائے ۔ تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ موجودہ حکومت نے جس بڑے انسانی اور سماجی مسئلے کو اس مسودہ قانون میں حل کرنے کی کوشش کی ہے، وہ اس سے بالکل ہی بے خبر ہے یا قانون سازی میں ہمارے مخصوص معاشرتی حالات جس قانون سازی کا تقاضا کرتے ہیں، انہوں نے دانستہ یا نا دانستہ طور پر ان تقاضوں اور ان حالات سے بے خبر رہنے کی کوشش کی ہے ۔ ورنہ اس سے پہلے جو قانون یتیم خانہ جات کے لئے نافذالعمل ہے اور جو قانون اب لایا جا رہا ہے ، اس میں کوئی فرق مجھے بنیادی طور نظر نہیں آ رہا ، سوائے اس کے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی جگہ ایک بورڈ تشکیل کر دیا گیا ہے ۔ پہلے قانون میں جو برائیاں تھیں اور انہیں ختم کرنے کے لئے جو مسودہ قانون لایا گیا ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ کسی انداز سے ایک کلاز بھی اس میں ایسی نہیں رکھی گئی کہ جس سے ہم یہ توقع کر سکیں کہ یتیم خانہ جات کے حالات پہلے سے بہتر ہو جائیں گے ۔ صرف بورڈ تشکیل کرنے سے اس اہم مسئلے پر قابو نہیں پایا جا سکے گا ۔ پہلے بھی پرائیوٹ باڈیز تھیں اس مسودہ قانون میں بھی پرائیوٹ باڈیز ہیں ۔ انہیں پہلے بھی گورنمنٹ کنٹرول کرتی تھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ذریعے ، اب ایک بورڈ تشکیل دیا گیا ہے ۔ جس کے سربراہ وزیر ہوں گے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وزیر کی سربراہی اور اس کے تحت ایک بورڈ تشکیل دینے سے اتنا بڑا سماجی اور انسانی مسئلہ حل نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ عوام کی امنگوں کا ترجمان قانون پیش نہیں کر رہے ہیں ۔ اس لئے آپ کی وساطت سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر پیپلز پارٹی واقعی انقلابی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے ، اور میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے اندر وہ قوت اور وہ میٹیریل موجود ہے کہ یہ انقلاب برپا کر سکتی ہے تو میں اس ایوان سے توقع کروں گا کہ اس مسودہ قانون کو پیش نہ کیا جائے ۔ اس لئے کہ پرائیوٹ باڈیز کی malpractices ، ان کی غلط کاریوں اور بد انتظامیوں کو سامنے رکھ کر اگر یہ مسودہ قانون پیش کیا جا رہا ہے تو اس مسودہ قانون میں کون سی ضمانت ہے کہ وہی برائیاں ، انتظامی بد انتظامیاں دوبارہ لوٹ نہ آئیں گی ۔ ہمارے مخصوص معاشرتی اور جتنے لا اینڈ آرڈر کے مسائل ہیں ، یا دوسرے سماجی مسائل مثلاً قمار بازی، شراب نوشی، رنڈی بازی، ان کے لئے بھی حکومت نے ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا ۔ چاہئے تھا کہ حکومت وہ مسائل بھی حل کرتی اور اس ایوان میں ایسا مسودہ قانون لاتی جس سے ہم یہ کہہ

سکتے کہ یہ حکومت معاشی مسائل کے ساتھ ساتھ سماجی مسائل کو بھی اس طرح دیکھتی ہے ۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ معاشی مسائل کی طرف تو حکومت توجہ دیتی ہے لیکن سماجی مسائل جنھوں نے اس معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے ، اس سے یکسر مجھے بے خبر نظر آ رہی ہے ۔

جناب والا ! پرائیویٹ باڈیز پہلے بھی یتیم خانوں کو چلا رہی ہیں اور زیر بحث مسودہ قانون میں بھی ان کے چلانے کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ ان پرائیویٹ باڈیز پر پہلے بھی حکومت کی نگرانی تھی اور اب بھی اس بورڈ کی تشکیل کے ذریعے اسے روا رکھا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ افراد کے بدلنے سے کسی قانون کی بنیاد نہیں بدل سکتی ، افراد کے بدلنے سے وقت کے تقاضے نہیں بدل سکتے ۔ عوام کی امنگوں کو وقت کے اہم تقاضے اور ہمارے معاشرتی مسائل اور تجربات کی روشنی میں اگر اس مسئلے کو حل کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ افراد کو نہ بدلیں بلکہ بنیادی طور پر اپنے اندر وہ فکر ، فکر اور فلسفہ رواج دیں جس کی آپ سے توقع 1970 میں خصوصی طور پر پنجاب اور عمومی طور پر پاکستان کے عوام نے کی ۔ آپ وہی لکیر پیٹتے رہیں ۔ آپ کہتے ہیں کہ جب یہ بورڈ بن جائے گا تو یہ اتنا بڑا انسانی اور سماجی مسئلہ حل ہو جائے گا ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے جو پہلے مسودہ قانون اس ایوان میں پیش کیا ، ہم نے اسی انداز اور اسی تصور سے یہ قانون سازی کرنے کی کوشش کی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

آپ جتنی دیر تک اپنی قانون سازی میں جدت پیدا نہیں کرتے ۔ اپنے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش نہیں کرتے ، آپ کی یہ قانون سازی ہمارے معاشرتی ، معاشی اور دوسرے مسائل حل کرنے میں کارگر نہیں ہو سکتی اور اگر آپ 1947 سے لے کر اس وقت تک کی حکومت پنجاب کی سیاسی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو ایک ہی بات واضح طور پر نظر آئے گی کہ قانون سازی رسماً اور محض نقل مارنے کے لئے کی جاتی رہی ہے ۔ 1935ء کے ایکٹ کو بنیاد بنا کو یہاں قانون سازی کی گئی اور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگی کو نظر انداز کر دیا گیا ۔ یا تو اسمبلیاں کشتی کا اکھاڑا بنی رہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اسمبلیوں کی بات کسی اور وقت بیان کر لیں ، اس وقت تو دل کی بات ہی کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : دل کی بات بھی کرتا ہوں ۔ لیکن پس منظر جاننا بھی ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہی بات آپ ہر بل پر کر سکتے ہیں ۔ یہ کسی اور موقع پر کر لیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ، میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل میں دو عملی ہے ۔ اس سے پہلے کے نافذ الوقت قانون میں بھی دو عملی ہے ۔ آپ نے اس پہلے قانون سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے یہ مسودہ قانون اس ایوان میں پیش کیا ۔ اگر آپ یتیموں اور محتاجوں کے مسئلوں کو بڑے انسانی اور سماجی مسئلے سمجھتے ہیں تو میں آپ کو واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ آپ پیپلز پارٹی کی سیاسی تاریخ میں ایک درخشاں باب کا اضافہ تو ضرور کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ پرائیویٹ باڈیز کی mal-practices اور بد انتظامیوں کو سامنے رکھ کر یہ قانون نہیں لا رہے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ حکومت یتیم خانہ جات اور ایسے اداروں پر براہ راست ، ڈائرکٹ کنٹرول کرے ۔ پرائیویٹ انجمنوں کا نظام یکسر ختم کر دیا جائے ۔ اس لئے کہ پیپلز پارٹی بنیادی طور پر یتیموں ، غریبوں اور مزدوروں اور کسانوں کی سب سے بڑی ترجمان جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے ۔ جناب والا ! اگر ان کے دعوؤں میں صداقت ہے تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ یتیموں اور محتاجوں کا سب سے پہلے آپ پر فرض عائد ہوتا ہے ۔ اگر آپ یہ فرض اپنے اوپر لے لیں اور پرائیویٹ باڈیز کو ختم کر دیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ بھی رؤف طاہر کی طرح دل سے پیپلز پارٹی کے ساتھ تو نہیں کیونکہ آپ کی تقریر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! یہ غیر ضروری سوال ہے میں اس کا جواب نہیں دینا چاہتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں :

مہربان ہو کر بلا لو مجھے چاہو جس وقت
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ آ بھی نہ سکوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! مسٹر رؤف طاہر کا اپنا خیال ہے میں تو تعمیری تنقید کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : تنقید تو کم ہو رہی ہے - پیپلز پارٹی کا منشور زیادہ بیان ہو رہا ہے :

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! اگر آپ منشور کی بات کرتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ منشور کو لانے والے کون ہیں - منشور کو لانے والے جناب قائد عوام ہیں اور ہم قائد عوام کے سپاہی رہ چکے ہیں اور ہمیں یہ کہتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی - لیکن قائد عوام کو بدنام کرنے والے کون لوگ ہیں ؟ یہ وہی لوگ ہیں جن کے خلاف ہم نے جنگ پارٹی کے اندر بھی لڑی تھی اور پارٹی کے باہر بھی لڑ رہے ہیں - بہر حال جناب سپیکر میں اصل مسئلہ کی طرف آتا ہوں - اگر حکومت سنجیدگی سے اور حب الوطنی کے جذبہ کے پیش نظر پاکستان اور پنجاب کی سیاسی تاریخ میں اپنا ایک امتیازی نام پیدا کرنا چاہتی ہے تو اسے موجودہ قانون کو یکسر بدلنا ہوگا - کیونکہ اس کی بنیادیں فرسودگی پر قائم ہیں - اس کے خدوخال بھی اس طریقہ سے اٹھائے گئے ہیں جس طریقہ سے پچھلی حکومتیں کرتی رہی ہیں جنہیں آپ جاگیرداروں کی حکومتیں اور مردہ باد کہتے رہے ہیں - تو میں آپ سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آنے والا وقت اس کو رد کر دے گا - اور میں بحیثیت ممبر ہونے کے اس پر تنقید کر رہا ہوں - آپ کو چاہئے کہ یتیم خانہ جات کا ڈائرکٹ کنٹرول اپنے پاس لے لیں - جہاں آپ کے پاس اور مسائل اتنے زیادہ ہیں - وہاں اس مسئلے کو بھی حل کریں - اور پرائیویٹ بائیز میں جو مانگنے کی رسم ہے اس کو بھی ختم کرنا چاہئے - تا کہ احساس کمتری قلع قمع ہو سکے - اگر آپ یتیموں اور محتاجوں کو معزز شہری بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ اس سب سے بڑے انسانی مسئلے کو حل کریں - یہ ایک بہت بڑا مقدس فریضہ ہوگا - اگر آپ اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں تو یتیم خانوں کی دیوار کو گرا دیجئے - ان بچوں کو بھی اس طرح ایچی سن کالج یا پبلک سکولوں میں داخلہ ملنا چاہئے - ایک انجمن حمایت اسلام بنی ہوئی ہے - جس کا یتیم خانہ ملتان روڈ پر تنگ و تاریک گلیوں میں واقع ہے - اگر جناب والا ! آپ اسلامی فقہ کے مطابق اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان کو سامنے رکھنا چاہتے ہیں تو - - -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر تھوڑا سا عرض کروں - میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جتنے بھی سیاسی یتیم ہیں ہم ان کو بھی پناہ دینے کے لئے تیار ہیں -

سید ثابش الوری : جناب والا ! پیپلز پارٹی تو پھر یتیم خانہ ہی ہو گئی ۔

مسٹر نذر حسین منصور : بہر حال میں اس پر اس لئے بھی زور دے رہا ہوں کہ اس اسمبلی کے ممبران کے خاندان بھی یتیم ہوں گے اور ہو رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تقریر جلدی ختم کریں ۔ ٹائم کافی ہو گیا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! صرف دو منٹ اور دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : جتنا ٹائم آپ نے پہلے مانگا تھا اس سے تو دس گنا زیادہ ہو گیا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ! پھر دو منٹ اور سہی ۔

جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ ڈائرکٹ کنٹرول نہیں لے سکتے ہیں تو فیملی انسٹیٹیوٹ یا ان کی جو انجمنیں ہیں چھوٹے بچے ہیں ان کے لئے بھی آپ نے قانون میں کوئی خط امتیاز پیدا نہیں کیا ۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم ان اداروں کو ہی ڈائرکٹ حکومت اپنے کنٹرول میں لے لے ۔ کیونکہ بچیوں کا مسئلہ نہایت سنجیدہ ہے ۔ اگر آپ اس مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہیں اور قانون کو بنانا چاہتے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب کو بھی اپنی طرف سے کوئی انقلابی روح پیدا کرنی چاہئے ۔ وہ ادھر ادھر جھانکنے کی کوشش نہ کریں ۔ آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ کم از کم بچیوں کے اداروں کو پرائیویٹ باڈیز کے کنٹرول میں نہ دیں ۔ اور آپ ان بچیوں میں یہ بات پیدا کریں یہ احساس پیدا کریں کہ آپ بھی اپنی نونہالوں میں سے ہیں جس طرح دوسرے بچے ہیں ۔ اگر اس مسئلہ کو عوامی اور اسلامی امنگوں کے مطابق تھوڑا سا بھی حل کرنے کی کوشش کریں تو یہ مسئلہ بڑی آسانی کے ساتھ حل ہو سکتا ہے ۔ اور آپ کا یہ کارنامہ ایک سنہری کارنامہ ہوگا ۔

چودھری طالب حسین : جناب سپیکر ۔ جب مجھے پتہ چلا کہ یتیم خانوں کے متعلق یہ بل پیش کیا جا رہا ہے ۔ تو مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی ۔ خوشی اس لئے کہ حکومت یہ مقدس فریضہ سرانجام دے رہی ہے اور حیرت اس لئے ہوئی کہ جو قانون اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ وہ جامع نہیں ہے ۔ جب میں نے بل پر نظر ڈالی تو یہ خوشی صرف چند لمحے ہی رہ سکی ۔ کیونکہ اس قانون اور پہلے قانون میں کوئی بنیادی فرق ایسا نہیں ہے ۔ جسے آپ بنیادی فرق کا نام دے سکیں ۔

Mr. Speaker : Time is extended by ten minutes.

چودھری طالب حسین : جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے۔ اس میں کسی قسم کی سیاست کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس نقطہ نظر سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا ! یتیم خانوں کا قانون اس سے قبل بھی موجود تھا۔ آرڈیننس 1958ء اور اس قانون میں کوئی بنیادی فرق موجود نہیں ہے۔ اگر آپ ان دونوں کا مقابلہ کریں۔ تو سوائے چند ترامیم کے اور کوئی فرق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر پہلے یتیم خانوں کا لائسنس ڈپٹی کمشنر دیا کرتا تھا اور اب ایک نئی لائسنسنگ اتھارٹی بنا دی گئی ہے۔ دوسرا فرق جو اس میں نظر آتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ پہلے یہ لائسنس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بغیر فیس کے جاری کیا کرتا تھا۔ مگر اب اس کے لئے 50 روپے فیس مقرر کر دی گئی ہے اور پہلے لائسنس کی میعاد تین سال تک تھی۔ اب اس کی میعاد دو سال تک کر دی گئی ہے اور جہاں تک انسپکشن اور ریکارڈ کا تعلق ہے۔ جو یتیم خانوں میں داخلے اور ڈسچارج سے متعلق ہیں۔ اس میں وہی پرویژن موجود ہیں۔ بلکہ بعض پہلوؤں سے پہلا قانون زیادہ جامع تھا۔ نسبتاً اس قانون کے جو اب اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ پہلے یہ پرویژن موجود تھی کہ ایسے یتیم خانے جن میں فیمیل کو رکھا جائے گا یا رکھا جانا مقصود ہوگا۔ اس کا لائسنس کسی مرد کو نہیں دیا جائے گا۔ لیکن موجودہ بل میں یہ پرویژن ختم کر دی گئی ہے اور جہاں تک پرویژن کی violation کا تعلق ہے اور اس کی سزا کا تعلق ہے۔ تو پہلے سزا دو سال کی رکھی گئی تھی۔ اب یہ سزا تین سال کر دی گئی ہے۔ اس قانون میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اب اس کو ایک بورڈ کنٹرول کرے گا۔ جس کی تشکیل کی جائے گی۔ جس کو فاضل وزیر قانون نے اپنی ابتدائی تقریر میں ایک ہائی پاور بورڈ بتایا۔ جناب والا ! اگر واقعی اس قانون سے ہم اس مقدس فریضہ کو بہتر طور پر ادا کر سکیں اور ہم اس سے یتیموں کی حالت کو بہتر بنا سکیں اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ایک اچھا کام کر سکیں ، تو اپوزیشن یقیناً اس کے لئے تیار ہے۔ اگر اس بل سے وہ مقاصد پورے نہیں ہوتے ہیں اور اس قانون سے جو کہ اس وقت ہمارے پاس ہے۔ اس سے اگر کوئی ایسا فرق نظر نہیں آتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی غرض و غایت پوری نہیں ہوتی ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے اس ایوان میں لانے کی کوئی چنداں ضرورت تھی۔

جناب والا! اس سے قبل اس ایوان میں گزشتہ اجلاس میں کئی ایسے آرڈیننس آئے اور جہاں تک مجھے یاد ہے - ایک نیا رجحان جو کہ ہمیں ان تمام آرڈیننسز میں ملتا ہے - وہ یہ ہے کہ ہر بورڈ کا چیئرمین وزیر متعلقہ کو کیا جانا مطلوب ہوتا ہے - ہم اس سے قبل بھی اعتراض کر چکے ہیں ، کہ وزیر متعلقہ کو کسی بورڈ کا چیئرمین بنانے سے اس کی کارکردگی بہتر ہونے کی بجائے متاثر ہوگی اور وہ مقاصد اور وہ فوائد جن کے حصول کے لئے اس کی تشکیل کی جاتی ہے - ان کی تکمیل نہیں ہوگی - آج بھی ہم اسی نقطہ نظر سے اعتراض کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی کام کو سرانجام دینے کے لئے اگر حکومت کسی بورڈ کی تشکیل کرتی ہے اور اس کی تشکیل کے لئے وہ قانون سازی کرتی ہے - تو وزیر متعلقہ اس بورڈ کی کارکردگی پر بطور وزیر انچارج کے بہتر طور پر نظر رکھ سکتا ہے - اس کی اچھی نگرانی اور اس کی بہتر طور پر دیکھ بھال کر سکتا ہے - اس کو کنٹرول کر سکتا ہے اور اس کی جواب طلبی کر سکتا ہے - بہ نسبت اس بات کے کہ وہ خود اس بورڈ کا چیئرمین بن کر ایک پارٹی کی حیثیت اختیار کرے - بہرحال ان اختیارات پر عمل درآمد سرکاری مشینری کے ذریعہ سے ہی کروانا ہے اور اب وہ سرکاری مشینری وزیر متعلقہ کے پاس موجود ہے - وزیر متعلقہ یا کسی محکمہ کی موجودگی کا مطلب محض یہ ہے کہ وہ نہ صرف پالیسی کے نام پر کیونکہ وہ سیاسی گورنمنٹ ہوتی ہے - وزیر متعلقہ سیاسی آدمی اور ایک سیاست دان ہونے کی حیثیت سے سیاسی مقاصد کے پیش نظر اپنی پارٹی کے سیاسی مقاصد کے پیش نظر پالیسی مرتب کرتا ہے اور وہ پالیسی کی ڈائرکشن دیتے ہیں - اسی طرح سے ان محکموں کی کارکردگی کا ان پالیسیز کے مطابق جائزہ لیتے ہیں کہ کیا وہ مقاصد یا وہ پالیسیز جو انہوں نے اپنے محکموں کو دی تھیں - ان پر پورے طور پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں - ان بورڈز کے وزرا خود چیئرمین بن کر وہ فرائض انجام نہیں دے سکتے ہیں اور نہ ہی اس طرح سے وہ اپنی مرضی سے اس کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں - نہ وہ اچھا کنٹرول کر سکتے ہیں - نہ ہی اس کی مؤثر جواب طلبی کر سکتے ہیں ، ان کی اپنی حیثیت ایک غیر جانبدار انسان کی سی نہیں ہوتی - وہ انتظامی امور میں اس طرح پھنس کر رہ جاتے ہیں کہ انہیں کسی نہ کسی فریق کی سائیڈ لینا ہوتی ہے - جس سے وہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے ہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن

بورڈز کی تشکیل اس سے قبل کی گئی ہے یا اب ہو رہی ہے ۔ اس میں وزیر متعلقہ کو چیئرمین نہ بنائیں ۔ اس لئے کہ وزیر متعلقہ بہ حیثیت وزیر انچارج کے اس کے کنٹرول میں ہر وقت ہے اور وہ جس وقت چاہے اس کی کارکردگی پر نظرثانی کر سکے گا ۔ اس کی کارکردگی کا جائزہ لے سکے گا اور اس کے ذمہ دار افراد کی جواب طلبی کرنے کے بعد ان کا محاسبہ کر سکے گا ۔ لیکن بہ حیثیت چیئرمین کے وہ یہ فرائض سرانجام نہ دے سکے گا ۔ جناب والا ! اسی طرح اس بورڈ کے دوسرے ممبران سیکرٹری اور متعلقہ محکموں کے وزراء ، فنانس منسٹر ، وزیر اوقاف اور سوشل ویلفیئر منسٹر جو کہ انچارج ہیں اور ان ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹریز اس بورڈ کے ممبر کے طور پر رکھے گئے ہیں اور اس کو ایک ہائی پاور بورڈ کا نام دیا گیا ہے ۔ اس کو اور زیادہ جامع کرنے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ بورڈ کا چیئرمین دو سوشل ورکرز کو بورڈ کے سیکرٹریز کی سفارش پر ممبر نامزد کرے گا ۔ جناب والا ! میں اپنے تھوڑے سے تجربے کی بنا پر جو کہ مجھے کچھ عرصہ اس محکمہ کا انچارج ہونے کی بنا پر ہوا ہے ۔ یہ عرض کروں گا کہ اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے موجودہ قانون جو کہ اس ایوان سے پاس کرایا جانا مقصود ہے وہ ناکافی ہے ۔ ان سے ہم وہ مقاصد حاصل نہیں کر سکتے ہیں ۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس سے قطعاً کوئی شہری اختلاف نہیں رکھتا ہے کہ اتنے مخیر حضرات موجود ہیں جو کہ دل کھول کر اور بڑھ چڑھ کر اس مقدس فریضے کو پورا کرنے کے لئے خیرات کرنا چاہتے ہیں یا رقوم دینا چاہتے ہیں ، ان کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ کس کو وہ رقوم ادا کریں ۔ تاکہ انہیں یہ اعتماد حاصل ہو جائے کہ وہ رقم جو کہ وہ نیک اور مقدس کام کے لئے دینا چاہتے ہیں ۔ اسی مقصد کے لئے استعمال ہوگی جس کے لئے وہ دے رہے ہیں ۔

جناب والا ! مجھے یاد ہے کہ اس سے قبل بھی یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور آیا ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ابتدائی دور میں کچھ ورکرز کی جدو جہد پر عوام نے قربانی کی کھالیں پیپلز پارٹی کے آفس میں جمع کرائیں جب ان کو فروخت کیا گیا تو ان کی رقم 5 لاکھ روپے تھی اور یہ مسئلہ حکومت کے زیرغور اس بنا پر آیا کہ اس پانچ لاکھ روپے کا تصرف کہاں کیا جائے اس کے لئے مختلف تجویز پیش کی گئیں بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ان

قربانی کے کھالوں کے لئے جس طرح عیدالضحیٰ پر مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے پروپیگنڈہ ہوتا ہے، ایک دوڑ ہوتی ہے کہ سب سے زیادہ قربانی کی کھالیں کون سی جماعت اکٹھا کرتی ہے اس کے بعد یہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ کھالوں کی رقم اس مقصد کے لئے صرف ہوتی ہے لہذا اس کا بہترین حل یہ ہے کہ جب تک عوام کو ان کے تصرف کا اعتماد نہ ہو کہ ان کی رقم اس مقصد پر خرچ ہوگی جس کے لئے وہ حاصل کی جارہی ہے تو وہ کسی سیاسی جماعت کو کسی مذہبی جماعت کو یہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے اور اگر آپ اسے محض حکومت کے کنٹرول میں دیگر یہ چاہیں کہ عوام میں وہ اعتماد پیدا کر سکیں تو یہ نہیں ہو سکتا ۔ ہمارے ملک میں ایسے ایسے مخیر حضرات موجود ہیں اور ایسے انسان موجود ہیں جن میں ایسی خدمت کرنے کا جذبہ موجود ہے اور اگر ان بورڈز کو یا ایسوسی ایشن کو ان لوگوں کے سپرد کر دیا جائے تو میں یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ عوام میں وہ اعتماد پیدا کیا جا سکتا ہے اور چند ہی سالوں میں آپ اس انسانی ۔ اخلاقی اور مذہبی مسئلے کو اس طرح سے حل کر سکتے ہیں جس طرح سے شاید آج تک یورپ بھی نہیں کر سکتا ۔ جناب والا ۔ میں نے اس مقصد کے لئے حکومت کی ہدایات کے مطابق ایک شخص کی ذمہ داری بھی لگائی گئی تھی جس نے اس معاملے پر ایک رپورٹ لکھی ہے مجھے معلوم نہیں ہے کہ آیا وہ رپورٹ اس وقت حکومت کے پاس موجود ہے یا نہیں ۔ لیکن میں اس شخص کے متعلق بتا سکتا ہوں جس نے نہایت محنت سے جدوجہد سے اور اس قسم کے انسانی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑی جامع رپورٹ اس مسئلے کے حل کے لئے تیار کی تھی ۔ جناب والا ۔ میں ایمانداری سے یہ کہتا ہوں کہ موجودہ قانون میں مجھے یہ بات قطعاً نظر نہیں آ رہی کہ ہم اس مسئلے کا کوئی بہتر حل پیش کر سکیں گے آپ اس provision کی con-traventio کے لئے سزائیں رکھیں گے لیکن جناب والا ! اس سے قبل بھی وہ سزائیں اور پروویژن موجود تھیں ۔ لیکن میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے سامنے ان پروویژنز کی خلاف ورزی نہیں ہوتی رہی ہے ؟ حالانکہ اس قانون میں یہ بات موجود ہے کہ کوئی ادارہ جس کو یتیم خانے کا نام دیا گیا ہے اور جس نے لائسنس بھی حاصل کیا ہے اس یتیم خانے کے لیے خیرات نہیں مانگتے۔ لیکن آپ کی موجودگی میں یہ سب کچھ ہوتا رہا ہے اور اس قانون اور اس پروویژن پر عمل درآمد نہیں ہو سکا اور میرے

خیال میں شاید ہی شاذو نادر ہی کوئی ایسا کیس ہو جس میں سزا دی گئی ہو۔ اس لئے میں اس پہلو کو کہ آپ نے دو سال یا تین سال سزا رکھ دی ہے کوئی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جناب والا! سزا کے بڑھانے سے اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہوگا۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک آپ اس ملک کے عوام اور مخیر حضرات کو یہ اعتماد نہیں دلا سکتے کہ وہ رقوم جو اس مقصد کے لئے وہ دینا چاہتے ہیں وہ ان ہی مقاصد پر خرچ ہو نگی اس وقت تک آپ کے پاس اس مسئلے کا حل موجود نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ حکومت کے ذرائع کسی سے مخفی نہیں ہیں اور جس قدر مسائل ہیں وہ بھی کس سے مخفی نہیں ہیں۔ جب آپ کے پاس ایسے مسئلے کا حل موجود نہ ہو اور عوامی وسائل کے ذریعے اپنے طور پر آپ کے پاس اس کا حل موجود ہے تو اس کو حل کرنے کے لئے پوری تندہی اور پورے ذہن سے کوشش نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس مقصد کو فیل کرنے کے مترادف ہے۔

جناب والا! میں اس پر کوئی لمبی تقریر نہیں کروں گا لیکن محض حکومت سے یہ درد مندانہ اپیل کروں گا کہ آپ اس بل کا اور جو بل آپ کے پاس اس سے پہلے موجود تھا بغور ملاحظہ فرمائیں اور اگر میری معروضات صحیح ہیں کہ اس بل میں کوئی بنیادی تضاد موجود نہیں ہے۔ محض ایک ایسا بورڈ تشکیل کرنے سے جس کے وزراء ممبرز ہوں۔ خود وزیر سوشل ویلفیئر چیئرمین ہوں۔ جس کے سیکرٹریز ممبر ہو تو کیا آپ اس طرح سے اس مسئلے کا حل کر سکیں گے؟ جناب والا! میں کہوں گا کہ آپ کے پاس اس کا حل پہلے زیادہ موجود تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حکومت کا ایک نہایت ہی اہم پرزہ ہے اور سب سے زیادہ موثر پرزہ ہے۔ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اور آج تک ڈپٹی کمشنر بحیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ان یتیم خانوں کا اپنے ضلع میں انچارج تھا۔ لائسنسنگ اتھارٹی ہونے کے علاوہ ان کے پاس یتیم خانوں کی چیکنگ اور ان کے اکاؤنٹس دیکھنے کا اور ان کے لائسنس کینسل کرنے کا اختیار موجود تھا لیکن آج آپ وہی اختیار آفس کے ذریعے exercise کر رہے ہیں اور اگر آپ اس کو بہتر حل سوچ رہے ہیں تو جناب والا! یہ احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے۔ جناب والا! بورڈز میں وزراء کو یا سیکرٹریز کو رکھ کر یہ تاثر دینا تو نہایت آسان ہے کہ پالیسز کے معاملے میں یہ بہت جلد فیصلے تک پہنچ سکیں گے لیکن ہمارے تجربات اس بات کے شاہد ہیں کہ ہم وزراء کو سیکرٹریز کو ان بورڈز پر مسلط

کر کے وہ مقاصد حاصل نہیں کر سکتے ۔ نہ صرف یہ بلکہ اب تو اتنے وزراء اور سیکرٹریز بورڈز کے ممبرز بن چکے ہیں کہ وزراء اور سیکرٹریز کو سوائے ان بورڈز کی میٹنگز کے کوئی اور کام نہیں رہتا اور وہ کر بھی نہیں سکتے ۔

جناب والا ! مجھے اس بل میں اور بھی خامیاں نظر آ رہی ہیں ۔ مثال کے طور پر آپ میں سے کئی نے یہ فرمایا ہے کہ اگر عارضی طور پر اس بورڈ کا چیئرمین اپنے فرائض ادا نہ کر سکے تو حکومت اس کی جگہ پر ممبرز میں سے کسی ایک کو چیئرمین مقرر کر سکتی ہے ۔ جناب والا ! ہمارا تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ بہت سے کام محض اس لئے ادھورے رہ جاتے ہیں اور delay ہو جاتے ہیں کہ چیئرمین اس پر عارضی طور پر موجود ہوتے ہیں اور نیا چیئرمین مقرر کرنے کا جو اختیار آپ نے اس حکومت کو دیا ہے آپ اندازہ کریں کہ وہ فائل کس طرح سے move ہو گی ۔ کتنے عرصے تک وہ فیصلے کی سٹیج تک پہنچے گی اور نئے چیئرمین کا فیصلہ کرنے میں کتنا عرصہ لگے گا ۔ جناب والا ! اس کا تو اس بات پر انحصار ہے کہ فائل کس سپیڈ سے move کرتی ہے اور جس شخص نے اس کو مقرر کرنا ہے جس کو حکومت کہتے ہیں اس کی efficiency کس حد تک موثر ہے ۔ اس کو آپ دوسری شکل بھی دے سکتے ہیں ۔ آپ اس میں ایسی پروویژن رکھ سکتے ہیں ۔ جناب والا ! اگر واقعی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر آپ کا گزارہ نہیں ہوتا کہ اس بورڈ کا چیئرمین وزیر ہی ہو اور اگر وہ عارضی طور پر کسی بنا پر اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر سکتا تو خود بخود اس میں ایک پروویژن ہو سکتی تھی کہ فلاں next آدمی اس کا چیئرمین ہوگا ۔ اسی طرح ایک نئی پروویژن سیکرٹری کے متعلق تھی کہ اگر اس بورڈ کا سیکرٹری عارضی طور پر اپنے فرائض کی ادائیگی نہ کر سکے تو حکومت اس کی جگہ پر ایک نیا سیکرٹری مقرر کر سکتی ہے اور یہ بات بھی قرین قیاس نہیں ہے ۔ بعید از قیاس نہیں ہے ۔ تو جناب والا! ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں کہ عارضی طور پر چیئرمین اور سیکرٹری اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر سکتے لیکن کیا آپ اس میں کوئی ایسا سسٹم تجویز نہیں کر سکتے کہ جب فوری طور پر اور جس وقت چیئرمین کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر سکتا یا سیکرٹری یہ کام نہیں کر سکتا تو دوسرا شخص فوری طور پر اس کی جگہ سنبھال لے تاکہ آپ کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو ۔ جناب والا ! میں

سمجھتا ہوں کہ عوام میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے اس کو سرکاری کنٹرول میں نہیں لینا چاہئے - سرکاری کنٹرول نہ رکھنے سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ اس کو آپ نیشنلائزیشن کا نام نہیں دے سکتے - اس لئے کہ نہ یہ کوئی انڈسٹری ہے اور نہ ہی یہ کوئی منافع کا کاروبار ہے - یہ تو اختیارات کا کام ہے - جس میں مذہبی طور پر ہر انسان پر ایک فرض عائد کیا گیا ہے - مخیر حضرات پر سب سے پہلے یہ فرض عائد ہوتا ہے اور آپ ان کو اس سے روک نہیں سکتے کہ وہ اس خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیں - اس لئے میں اس کو اس طور پر لیتا ہوں کہ آپ اس کو نیشنلائزیشن کا نام نہیں دے سکتے - آپ اس کو سرکاری کنٹرول یا پرائیویٹ کنٹرول کا نام نہیں دے سکتے - جناب سپیکر ! میں صرف یہ تجویز کر رہا تھا کہ جہاں تک اس کے کنٹرول کرنے کا تعلق ہے وہ اختیار حکومت کے پاس رہے لیکن جہاں تک اس کی pragmatic approach کا تعلق ہے اور جہاں تک اس سرمائے کا تعلق ہے پالیسی حکومت بنا سکتی ہے - حکومت اس پر کنٹرول کر سکتی ہے - لیکن وہ ان لوگوں کے ہاتھ میں ہونا چاہئے جن پر عوام کو اعتماد ہو اور جن کے متعلق عوام میں یہ عام تاثر ہو کہ یہ مخیر حضرات ہیں اور یہ سوشل ویلفیئر کے طور پر آگے آ کر عوام کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں - جناب والا ! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ اس بورڈ میں مخیر حضرات کو کافی تعداد میں لیں ؟ جناب والا ! یہ تو ممکن ہے کہ آپ اس بورڈ میں جن سوشل ورکرز کو لینا چاہتے ہیں وہ صحیح طور پر سوشل ورکرز ہوں - یہ ضروری نہیں ہے کہ مسٹر شبیر ہی منسٹر انچارج ہوں گے یا پھر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس کے انچارج ہوں گے - حکومتیں بدلتی رہتی ہیں اور ہر حکومت میں افراد کی سوچ مختلف ہو سکتی ہے اور یہ اس انسان پر منحصر ہے کہ اس کی سوچ کس حد تک جاتی ہے : اس لئے قانون میں ایسی چیز رکھی جاتی ہے جو کہ pragmatic approach کی حد تک ہو - یہ ضروری نہیں ہے کہ منسٹر انچارج اس شخص کو nominate کرے گا جس کو وہ سمجھتا ہے کہ وہ صحیح طور پر سوشل ورکر ہے اور عوام کی خدمت کرنا چاہتا ہے - اس میں آپ نے منسٹر کو یہ power دی ہے کہ وہ سرکاری بورڈ کی سفارشات کے مطابق وہ آدمی نامزد کرے گا جو کہ سوشل ورکرز ہوں گے - ہمارا تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ یا تو منسٹر ایک ایسے شخص کو نامزد

کرتا ہے جو اس کا چمچہ ہے جس کو وہ obilge کرنا چاہتا ہے ۔ جس کو وہ عارضی سٹیٹس دینا چاہتا ہے کہ میں سوشل ویلفیئر بورڈ کا ممبر ہوں ۔ ہمارے پاس ایسے بورڈ اور نامزدگیاں موجود ہیں ۔ مختلف بورڈ اور مختلف سنڈیکیٹ ہیں جن کے عارضی طور پر جعلی سٹیٹس دینے کے لئے ان کی نامزدگیاں کی گئی ہیں ۔ دوسرے آپ نے اس معاملے کو محض سیکرٹری کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ سفارش کرے گا کہ فلاں سوشل ویلیفئر ورکر کو آپ count کر لیں ۔ سوشل ڈیپارٹمنٹ موجود ہے ۔ میں نے اس ڈیپارٹمنٹ کو دیکھا ہے ۔ میں کچھ عرصہ تک اس کا انچارج بھی رہا ہوں ۔ سوائے سوشل ویلفیئر کے یہ محکمہ ہر کام کر سکتا ہے ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سوشل ویلفیئر کی ہماری ذمہ داری نہیں ہے ۔ اور دنیا کا کوئی ایسا کام نہیں ہے جو وہ نہیں کرتے ۔ آپ یہ کام ان لوگوں کے سپرد کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس کی سفارش کریں گے کہ کون سوشل ویلفیئر ورکر ہے اور کون نہیں ہے ۔ میری نظر میں اگر آپ اس بورڈ کو زیادہ جامع بنانا چاہتے ہیں ۔ اگر آپ کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ وزراء اور سیکرٹری کو اس بورڈ سے علیحدہ کریں اور ان کی جگہ پر غیر حضرات کو آگے لائیں ۔ کم از کم یہ ممکن ضرور ہے کہ آپ اس بورڈ میں زیادہ تعداد ان غیر حضرات کی بڑھائیں اور ایک ایسا طریق کار اختیار کریں ۔ جس سے بیورو کریٹک approach نہ ہو بلکہ صحیح معنوں میں سوشل ورکر ہوں ۔ صحیح معنوں میں غیر حضرات ہوں ۔ تا کہ وہ عوام کا اعتماد حاصل کر سکیں اور اس ذریعہ سے آپ اس مسئلہ کا کوئی حل تلاش کر سکیں ۔ اب سوائے اس کے مجھے کوئی چیز نظر نہیں آتی کہ آپ ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی بجائے ایک ڈپٹی کمشنر کے ذریعہ سوشل ویلفیئر کا کام دینا چاہتے ہیں ۔ یہ پہلے موجود ہے ۔ آپ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کو جو گرانٹ ایک سال کے بعد دیتے ہیں اس کے لئے بورڈ کی میٹنگ ہوتی ہے ۔ سوشل ویلفیئر منسٹر ایک بورڈ کے چیئرمین ہیں ۔ اس بورڈ میں تمام ڈویژن کے کمشنر ممبر ہیں ۔ اسی طرح سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک لسٹ پیش ہے کہ کتنے یتیم خانے ہمارے ملک میں موجود ہیں ۔ ان یتیم خانوں میں بچوں کی تعداد اتنی موجود ہے اور اور آپ تجویز کرتے ہیں کہ اتنی گرانٹ فلاں یتیم خانے کے لئے ہے ۔ وہ بورڈ یہ تمام کام کرتا ہے ۔ اگر محض آپ نے گرانٹ ہی منظور کرنی ہے اور اس گرانٹ سے آپ چاہتے ہیں کہ حکومت کی

ذمہ داری بڑھے ۔ حکومت زیادہ سے زیادہ گرانٹ یتیم خانوں کے لئے allocate کرے تو آپ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کو منظم کر سکتے ۔ اس لئے اس بورڈ میں اور اس بورڈ میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا ۔ آپ کے پاس پہلے ہی سے ایسا بورڈ موجود ہے جو اس قسم کی allocation بھی کرتا ہے ۔ جس بورڈ کے پاس گرانٹ دینے کی طاقت موجود ہے ۔ اس بورڈ کے پاس یہ اختیار بھی موجود ہے کہ جس یتیم خانے کی کارکردگی سے وہ مطمئن نہیں ہے ۔ جس یتیم خانے کی کارکردگی سے تسلی بخش نتائج نہیں نکلتے اس کو وہ گرانٹ نہیں دے گا ۔ جناب والا ! مقاصد تو یہ ہیں کہ ہم ان یتیموں کی فلاح و بہبود کے لئے ایسے یتیم خانے قائم کریں جہاں ان کی صحیح معنوں میں پرورش ہو سکے ۔ انہیں یہ تاثر نہ ہو کہ ان یتیم خانوں میں ان کا دنیا میں کوئی وارث نہیں ہے ۔ ہمیں انہیں ایسے ماحول میں رکھنے کا بندوبست کرنا ہے کہ وہ نفسیاتی اثر جو ان کے ذہن پر ہے وہ موجود نہ ہو ۔ وہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک آپ کے پاس وسیع وسائل موجود نہ ہوں اور وہ وسیع وسائل آج اس حکومت کے پاس موجود نہیں ہیں ۔ یہ حکومت جتنی چاہے کوشش کرے ان وسائل کو پورا نہیں کر سکتی ۔ اگر یہ وسائل اسی طرح سے رہتے ہیں اور جہاں یہ وسائل موجود ہیں اور جو لوگ کام کرنا چاہتے ہیں آپ ان سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے ۔ میرا صرف یہی اعتراض ہے ۔

جناب والا! میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ موجودہ بل ہمارے مقاصد کو پورا نہیں کر سکتا ۔ یہ ہر لحاظ سے ناکامی ہے ۔ اس لئے میں حکومت سے یہ مطالبہ کروں گا اور تجویز کرتا ہوں کہ اس بل پر نظر ثانی فرمائیں اور اس میں ایسی پروویژن لائیں جس سے صحیح طور پر ہم ان مقاصد کو حاصل کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975ء کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے 30 دسمبر 1976ء تک متداول کرایا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975ء جیسا کہ ایسے اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر اسمبلی کی کارروائی 2 نومبر 1976ء بروز منگل نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

چھٹی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اکیسواں اجلاس

(منگل ۔ 2 نومبر 1976ء)

(سہ شنبہ ۔ 9 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ
اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۞ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۞ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ
لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ
فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ
مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۞ پ ۱۳ ، ص ۱۴ ، رکوع ۱۳ ، آیات ۷ تا ۹

اور جب تمہارے پروردگار نے تم کو آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو میرا عذاب بھی سخت ہے ، اور موسیٰ نے صاف صاف کہہ دیا کہ اگر تم لوگ اور جتنے لوگ روئے زمین پر بستے ہیں سب کے سب ناشکری کریں تو بھی اللہ بالکل بے پرواہ اور قابل تعریف ہے ، کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے یعنی نوح عاد اور ثمود کی قوم اور جو ان کے بعد تھے جن کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ، ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ پر رکھ دیئے کہ خاموش رہو اور کہنے لگے کہ ہم تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم کو اس میں شک ہے ،

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ،

نشان زدہ سوالات اور آن کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لئے کاشتکاروں اور زمینداروں کو مالی امداد کی فراہمی

***6004 ۔ میاں خورشید انور :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا صوبہ میں ٹیوب ویل لگانے کے لئے کاشتکاروں اور زمینداروں کو سال رواں میں کوئی مالی امداد دی گئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو امداد دینے کا طریق کار کیا تھا ۔

(ب) وھاڑی تحصیل میں اس امداد کے لینے والوں کے نام اور رقوم کی تفصیل ایوان کی میز پر پیش کی جائے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ امداد بعض ایسے افراد کو بھی دی گئی ہے جو خود سرمایہ دار ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) جی ہاں ۔ مالی سال 1973.74ء میں 25 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی ۔ ٹیوب ویل سبسڈی سکیم کے تحت ٹیوب ویل لگانے کا طریقہ کار محکمہ زراعت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفیکیشن ایس ۔ او ۔ میک 76/3-I مورخہ 26 جون 1976ء وضع کیا تھا ۔ ان قواعد کی رو سے مالی امداد دینے کا طریقہ کار مندرجہ ذیل ہے :۔

(1) اس سکیم پر ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام کونسل کی وساطت سے عمل درآمد ہو رہا ہے ۔

(2) ٹیوب ویل کی الاٹمنٹ کے لئے مستحق افراد سے درخواستیں بذریعہ اخبار طلب کی جاتی ہیں ۔

(3) تمام درخواستوں کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے اور ڈسٹرکٹ ہیلز ورکس پروگرام کونسل مستحق افراد کا چناؤ کرتی ہے۔ جس کی قطعی منظوری چیئرمین دیتے ہیں۔

(4) الاٹمنٹ ضلع کے ڈپٹی کمشنر جو کہ کونسل کے سیکرٹری بھی ہیں جاری کرتے ہیں۔

(5) الاٹی کسی بھی بورنگ ایجنسی سے ٹیوب ویل کی ڈرلنگ کروا سکتا ہے۔

(6) بور ڈرل ہونے کے بعد الاٹی اپنے خرچ پر فلٹر اور پائپ ڈالتا ہے۔ فلٹر اور پائپ ڈالے جانے پر ایک معائنہ ٹیم ٹیوب ویل کی جانچ پڑتال کرتی ہے کہ بور اور سامان محکمانہ تصریحات کے مطابق ہے۔

(7) معائنہ ٹیم کے سرٹیفکیٹ دینے پر کہ ٹیوب ویل کا فلٹر اور پائپ ڈالا جا چکا ہے اور یہ کہ پانی آبپاشی کے لئے موزوں ہے۔ الاٹی کسی بھی منظور شدہ فرم سے انجن اور پمپ خرید سکتا ہے اور قیمت کی ادائیگی ضلع کے ڈپٹی کمشنر زر امداد کی مقرر کردہ حد تک براہ راست فرم مذکورہ کو کرتے ہیں اور بقایا رقم الاٹی اپنی جیب سے ادا کرتا ہے۔

(8) انجن خریدنے کے دو ماہ کے اندر اندر الاٹی پر لازم ہے کہ وہ ٹیوب ویل کو مکمل کرکے چالو کرے۔

(ب) ٹیوب ویل سبسڈی سکیم 1973.74ء کے تحت تحصیل وہاڑی میں جن مستحق افراد کو الاٹ منٹ آرڈر جاری ہوئے ان کے نام حسب ذیل ہیں :—

(1) محمد یار ولد بہاول خان چک 59/ک۔ب تحصیل وہاڑی۔

(2) بہاول خان ولد جہان خان چک نمبر 60/ک۔ب تحصیل وہاڑی۔

(3) ممتاز بی بی دختر میاں اللہ داد موضع لڈن تحصیل وہاڑی۔

(4) افضال احمد ولد محمد نواز موضع لڈن تحصیل وہاڑی۔

(5) اشفاق احمد ولد عطا محمد موضع ٹوانہ تحصیل وہاڑی ۔

(6) احمد بخش ولد امین محمد موضع آذان تحصیل وہاڑی ۔

(7) مشتاق احمد ولد عطا محمد موضع ٹوانہ تحصیل وہاڑی ۔

(8) حاجی شاہ محمد ولد شہاب الدین موضع اعظم تحصیل وہاڑی ۔

(9) فاروق احمد ولد عطا محمد موضع اعظم تحصیل وہاڑی ۔

(10) مظہر احمد ولد حاجی محمد مراد موضع بانگے اعظم تحصیل وہاڑی ۔

(11) منظور احمد ولد عطا محمد تحصیل وہاڑی ۔

(12) محمد یار ولد امین محمد تحصیل وہاڑی ۔

(13) ہدایت اللہ ولد چراغ دین چک نمبر 182/ای ۔ بی تحصیل وہاڑی ۔

(14) محمد صادق ولد چودھری روشن دین چک نمبر 67/ڈبلیو ۔ بی تحصیل وہاڑی ۔

(15) محمد رمضان ولد شان خان چک نمبر 56/ڈبلیو ۔ بی تحصیل وہاڑی ۔

(16) محمد شعبان خان ولد اللہ داد خان چک نمبر 56/ڈبلیو ۔ بی تحصیل وہاڑی ۔

(17) محمد حسین ولد روشن دین چک نمبر 64/ڈبلیو ۔ بی تحصیل وہاڑی ۔

(18) عبدالستار ولد محمد یعقوب چک نمبر 77/ڈبلیو ۔ بی تحصیل وہاڑی ۔

(19) اللہ داد خان ولد نواب خان چک نمبر 56/ڈبلیو ۔ بی تحصیل وہاڑی ۔

(20) مبارک علی شاہ ولد محمد حسین شاہ موضع غلام شاہ ۔

(21) اللہ بخش ولد خدا بخش موضع جندھو ۔

(22) شیر محمد ولد مراد موضع جندھو ۔

(23) احمد ولد فیض بخش موضع جندھو ۔

(24) محمد یار ولد محمود موضع جندھو ۔

(25) غلام عباس ولد ملک پہلوان چک نمبر 58/ڈبلیو ۔ بی تحصیل وہاڑی ۔

(ج) اس سکیم کے تحت زر امداد دینے اور ٹیوب ویل الاٹ کرنے کے قواعد اور شرائط مقرر ہیں ۔ اگر درخواست دہندہ ان شرائط پر پورا اترتا ہے اور الاٹمنٹ کمیٹی اس کو موزوں خیال کرتی ہے تو اسے منتخب کر لیا جاتا ہے ۔ اس سلسلے میں پوری چھان بین سے کام لیا جاتا ہے ۔

مارکیٹ کمیٹیوں کے لئے چیئرمینوں اور ممبران کی نامزدگی

*6846 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر جو مارکیٹ کمیٹی ایریا سے میلوں کے فاصلے پر رہتے ہیں اور جزو وقتی ہوتے ہیں، اپنی پوری توجہ کمیٹیوں کے مسائل پر نہیں دے سکتے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان کمیٹیوں کے لئے کل وقتی چیئرمین اور ممبران نامزد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : ایڈمنسٹریٹر عموماً ضلع پر تعینات ہوتے ہیں ۔ جبکہ ان کی تحویل میں اس ضلع کی کئی مارکیٹ کمیٹیاں ہوتی ہیں ۔ اس لئے مارکیٹ کمیٹی کی حدود میں ایڈمنسٹریٹر کا قیام کرنا ممکن نہیں ۔ البتہ جو مارکیٹ کمیٹیاں ضلع کے صدر مقام پر واقع ہیں ایڈمنسٹریٹر ان کی حدود میں قیام کرتے ہیں ۔

یہ صحیح ہے کہ ایڈمنسٹریٹر صاحبان جزو وقتی کام کر رہے ہیں مگر وہ اپنے کام کے علاوہ مارکیٹ کمیٹیوں کا کام پوری تندہی سے سر انجام دے رہے ہیں ۔ اور وہ ان کے مسائل جب اور جس وقت ضرورت پڑے حل کرتے ہیں اور ایسی کوئی شکایت حکومت کے نوٹس میں نہیں آئی کہ ایڈمنسٹریٹر صاحبان اپنی پوری توجہ کمیٹیوں کے مسائل پر نہیں دے رہے ۔

فی الحال ڈسٹرکٹ کونسلیں کام نہیں کر رہیں ۔ یہ کونسلیں مارکیٹ کمیٹیوں کے کاشتکار ممبران (Growers Members) کا انتخاب کرتی ہیں اور پھر چیئرمین کا چناؤ ہوتا ہے ۔

کاشتکاروں کو گندم کے بیج کی فراہمی

*7146 ۔ **ملک محمد اعظم :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) فصل ربیع 1975 کے لئے تحصیل خوشاب و تحصیل شاہ پور میں گندم کا عمدہ بیج کتنے کاشتکاروں کو کس مقدار میں مہیا کیا گیا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ متذکرہ بالا تحصیلوں میں کاشت کاروں کو ضرورت کے مقابلہ میں بہت کم مقدار میں عمدہ قسم کا گندم کا بیج مہیا کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ تحصیلوں میں کاشت کاروں کو زیادہ مقدار میں عمدہ قسم کا گندم کا بیج مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) فصل ربیع 1975ء میں تحصیل خوشاب ، شاہ پور مندرجہ ذیل مقدار میں گندم کا عمدہ بیج مہیا کیا گیا :۔

نام تحصیل	مقدار بیج	تعداد کاشتکاران جن کو بیج مہیا کیا گیا
خوشاب	3733.20 من	453
شاہ پور	3566.20 من	335

(ب) کیونکہ عام طور پر کاشتکار گندم کا بیج اپنی فصل سے رکھ لیتے ہیں ۔ اور بہت کم مقدار میں زرعی ترقیاتی کارپوریشن سے خریدتے ہیں ۔ لہذا مندرجہ بالا مقدار ناکافی نہیں تھی ۔

(ج) صوبہ پنجاب میں گندم کے بیج کی ضرورت تقریباً ایک کروڑ من ہے لیکن ربیع 1975ء صرف اس کا تین فیصد یعنی تین لاکھ من بیج کاشتکاروں کو مہیا کیا گیا ۔ 1976ء میں تقریباً چار لاکھ پچھتر ہزار من عمدہ قسم کا ملکی اقسام کا بیج مہیا کیا گیا ۔ اس کے علاوہ تین لاکھ بیس ہزار من غیر ملکی گندم کی اقسام کا بیج سستے نرخوں پر تقسیم کیا گیا ہے ۔ ربیع 77 ۔ 1976ء کے لئے تقریباً 15 لاکھ من گندم کا بیج تقسیم کرنے کے لئے مہیا کیا جائے گا ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ملک محمد اعظم : جیسا کہ مشاہدے میں آیا ہے بیج کی تقسیم وقت پر نہیں ہوتی ۔ کیا وزیر محترم یہ فرما سکیں گے کہ حکومت بیج کی بروقت تقسیم کے سلسلے میں کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس سال اس سلسلے میں خصوصی اہتمام کیا گیا ہے ۔ اخبارات میں اشتہارات بھی دلائے گئے ہیں اور ریجنل مینیجر کے ٹیلیفون کا نمبر بھی دیا گیا ہے تاکہ جس وقت بھی کوئی شکایت ہو ان سے رابطہ قائم کیا جا سکے ۔ اسکے علاوہ یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہمارے جتنے بھی پوائنٹ ہیں وہاں بیج اور فرٹلائیزر وقت سے پہلے پہنچا دیا گیا ۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ یہ بیج پڑا رہتا تھا اور جب ضرورت پڑتی تھی تب بھیجا جاتا تھا لیکن اب ہم نے یہ پہلے پہنچا دیا ہے اور گندم کے بیج کے متعلق کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ۔ اگر اس قسم کی کوئی شکایت میرے علم میں لائی جائے تو میں اس کو خوش آمدید کہونگا اور فوری طور پر اس کا ازالہ کرونگا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا ! لوگ سیلاب کی وجہ سے بڑے مصروف ہیں اور ان کا بڑا نقصان ہوا ہے ۔ مگر جیسا کہ وزیر محترم کی خدمت میں عرض کی گئی ہے یہ کام ذرا ڈھیلا ہے ۔ اگر اسے تھوڑا سا کھینچا جائے

تو یہ بہتر ہوگا ۔ یہ بیج میری تحصیل عیسیٰ خیل تک پہنچتے پہنچتے کاشت کا وقت گزر جاتا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائینگے کہ جب ملک میں اچھی قسم کا بیج تیار کیا جاتا ہے تو پیداوار کے لحاظ سے اس کے معیار اور درآمد شدہ بیج کے معیار میں کیا فرق ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! کیا یہ سوال متعلقہ بنتا ہے ؟

مسٹر چیئرمین : وہ کہتے ہیں کہ جو بیج ملک میں تیار کیا جاتا ہے اور جو بیج درآمد کیا جاتا ہے اس میں کیا فرق ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب ! میرا سوال یہ ہے کہ اگر ہمارے ملک میں اتنا اچھا بیج تیار کیا جا سکتا ہے جو درآمدی بیج کے معیار کے مطابق ہے تو پھر قیمتی زرمبادلہ کو کیوں ضائع کیا جاتا ہے اور بیج کیوں درآمد کیا جاتا ہے ؟

Mr. Chairman : This is no supplementary question.

Syed Tahir Ahmad Shah : This is of course a supplementary question.

Mr. Chairman : No. Firstly, you were relevant and when you explained your question then you became irrelevant.

Syed Tahir Ahmad Shah : Then my first question may be answered.

ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لئے کاشتکاروں کے لئے قرضے کی رقوم میں ابزادی

***7156 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جولائی 1974ء سے 31 جنوری 1975ء تک صوبہ میں کتنے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لئے کتنی امدادی رقم دی گئی ۔

(ب) کیا حکومت کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی اور زراعت کی ترقی کے لئے آئندہ اس امدادی رقم میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یکم جولائی 1974ء سے 31 ۔ جنوری 1975ء تک صوبہ پنجاب میں 2160 ٹیوب ویل سب سڈی سکیم کے تحت نصب کئے گئے اور ایک کروڑ باون لاکھ اکانوے ہزار (1,52,91000 روپے) بطور سب سڈی کاشتکاروں میں تقسیم کئے گئے ۔ 31 ۔ جنوری 1975ء تک کل 3743 ٹیوب ویل لگائے جا چکے ہیں اور دو کروڑ ترانوے لاکھ چھالیس ہزار (2,93,46000 روپیہ) تقسیم کیا جا چکا ہے ۔

(ب) اس میں یکم نومبر 1974ء سے 4 ہزار فی ٹیوب ویل کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو ابھی تک جاری ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! صوبے میں سبسڈی کے تحت جو ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں ، وہ صرف ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویل ہیں ۔ کیا بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے سبسڈی دی جا سکتی ہے یا کوئی سکیم زیر غور ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! ان کے لئے بھی سبسڈی دی جا سکتی ہے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! صوبہ پنجاب میں کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جہاں ٹیوب ویل نہیں لگائے جا سکتے ۔ مثلاً میں یہ بتا سکتا ہوں سالٹ ایریا تحصیل خوشاب میں اور دامن پہاڑ میں ٹیوب ویل نہیں لگائے جا سکتے ۔ لیکن وہاں کنویں لگائے جا سکتے ہیں ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت اس سلسلے میں غور کرنے کے لئے تیار ہے کہ جس طرح ٹیوب ویل پر سبسڈی دی جاتی ہے ، اسی طرح کنویں لگانے کے لئے بھی کوئی امدادی رقم دی جائے ؟

وزیر آبپاشی : اس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : پوائنٹ آف انفرمیشن ! جس علاقے میں کنویں لگانے کے متعلق فرما رہے ہیں ، بارانی کمشن میں اس کے متعلق فیصلہ

ہوا ہے - یہ پوائنٹ زیر بحث آیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے ، انشاءاللہ ضرور امداد دی جائے گی -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ضلع لائل پور میں کتنی امدادی رقوم ٹیوب ویل لگانے پر دی گئی ہیں ؟

Am I irrelevant ?..... .....صوبے کے متعلق پوچھا گیا ہے اور جس کے متعلق میں نے پوچھا ہے ، وہ صوبے کا ایک حصہ ہے -

وزیر آبپاشی : اس کا تعلق facts & figures سے ہے - فاضل رکن علیحدہ سوال دے دیں تو میں بتا سکوں گا -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے کس قدر سبسڈی منظور کی جا سکتی ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! دراصل یہ سوال فیڈرل گورنمنٹ سے متعلق ہے - واپڈا کے پاس الیکٹرسٹی کنکشنز وغیرہ کے لئے فنڈز ہوتے ہیں - جہاں تک مجھے اندازہ ہے ، ٹیوب ویل کی مشین کے لئے نہیں ، بلکہ پول اور کیبل کے لئے ساڑھے ہزار فی ٹیوب ویل گورنمنٹ سبسڈی دیتی ہے -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبے بھر میں جو ٹیوب لگائے گئے ہیں وہ کون کون سے ضلع میں زیادہ لگائے گئے ہیں اور کن کن علاقوں میں ٹیوب ویل نہیں لگے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! ضلع وار تو نہیں ، صوبے کے اگر چاہتے ہیں تو وہ سال وار میرے پاس ہیں - ضلع کے لئے علیحدہ سوال دیں -

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ کسی ضلع میں بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویل کے لئے پہلے بھی کوئی سبسڈی دی جا چکی ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں نے عرض کی ہے کہ اس کے لئے علیحدہ سوال دیں - تو میں واپڈا والوں سے تفصیل لے کر بتاؤں گا -

ملک محمد اعظم : وزیر موصوف کے علم میں بھی ہوگا کہ کئی جگہوں سے شکایت ملی ہے کہ غیر مستحق لوگوں کو سبسڈی دی گئی - کیا اس

سلسلے میں حکومت تحقیقات کرے گی اور جن غیر مستحق لوگوں کو سبسڈی دی گئی ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی ؟

وزیر آبپاشی : اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے پہلے ہی احکام جاری کئے ہیں اور اس قسم کی انکوائری ضلع رحیم یار خان میں ہوئی بھی ہے - ایسے چند کیسوں کی نشان دہی بھی ہوئی ہے - اس سلسلے میں ہدایات جاری کی گئی ہیں ایسے لوگوں کے خلاف کریمنل کیسز درج کرنے کے احکام دئے گئے ہیں - اگر فاضل رکن کے علم میں اس قسم کا کوئی واقعہ ہو ' تو وہ حکومت کے نوٹس میں لائیں - یہ ایک بڑی سکیم ہے - اگر کوئی نشان دہی کی جائے تو پوری کارروائی کی جائے گی -

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف انفرمیشن ! ضمنی سوال کے جواب میں معاملے کو کچھ الجھایا گیا ہے - میں اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں - وہ یہ کہ یہ موجودہ زیر بحث سکیم کے تحت ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کو سبسڈی دی جا رہی ہے - جہاں تک بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کا تعلق ہے ، وہ واپڈا کے ماتحت ہے ، اس لئے اس سکیم کے تحت ان کو سبسڈی نہیں دی جا رہی ہے وزیر موصوف کے جواب سے تھوڑی سی **ambiguity** پیدا ہو گئی تھی - کہ وہ واپڈا ایکٹ کے تحت کچھ چھوٹ دے رہے ہیں ٹیوب ویل لگانے کے لئے ساڑھے سات یا آٹھ ہزار روپیہ - لیکن سبسڈی سے وہ مستثنیٰ ہیں - جو بجلی پر لگیں گے ان کو ہم نہیں دے رہے اور ڈسٹرکٹ کونسلز یا پیپلز کونسلز میں کسی ایک میں پنجاب میں ابھی تک الیکٹریکیشن کے لئے یا ٹیوب ویل جو موٹروں پر لگائے گئے ہیں ، ان کو نہیں دی گئی ہے - اور نہ ہی دینے کا کوئی پروگرام ہے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے کہ ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویل کے مقابلے میں بجلی سے چلنے والا ٹیوب ویل اکنامیکل ہوتا ہے ؟

مسٹر چیئرمین : اگلا سوال ، چوہدری علی بہادر خان -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے سوال کیا ہے -

مسٹر چیئرمین : یہ تو تسلیم شدہ ہے کہ واقعی اکنامیکل ہوتا ہے -

سید طاہر احمد شاہ : تو پھر میں دوسرا سوال کرتا ہوں ۔ جن علاقوں میں بجلی مہیا ہے ۔ تو کیا وہاں پر ٹیکنیکل لحاظ سے ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویل تھے ؟ ان کی مینٹیننس پر بھی زیادہ خرچ آتا ہے ۔ کیا وہاں پر ڈیزل انجن کی سبسڈی divert کرکے صرف بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے یہ پابندی لگائی جا سکتی ہے کیونکہ یہ بات سبسڈی حاصل کرنے والوں اور حکومت دونوں کے لئے فائدہ مند ہے ؟ ڈیزل جو امپورٹ ہوتا ہے ، اس پر بھی خرچ ہوتا ہے ، اس کی بھی بچت ہو جائے گی ۔

وزیر آبپاشی : اس کو اگزامن کرا لیتے ہیں ۔

فصل ربیع کے آبیانہ کا خاتمہ

*7158 ۔ **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شجاع آباد تحصیل ملتان کے غیر دائمی نہری علاقوں میں زرعی اراضی کو فصل ربیع کے دوران صرف ایک دن کے لئے پانی فراہم کیا جاتا ہے ۔ مگر آبیانہ پوری فصل ربیع کا وصول کیا جاتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت مذکورہ بالا علاقہ میں فصل ربیع کا آبیانہ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) درست نہیں ہے ۔

(ب) درست نہیں ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ غیر دائمی نہروں میں کتنے دن پانی فراہم کیا جاتا ہے ؟ میں نے اپنے سوال میں کہا ہے کہ ایک دن پانی دیا ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا! پچھلے سال اسی شجاع آباد نہر کو یکم اکتوبر سے 10 نومبر تک ، یکم جنوری سے 19 جنوری تک ، 30 فروری سے 31 مارچ تک پانی دیا ہے ۔ یہ کوئی 82 دن بنتے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب محترم سے یہ پوچھوں گا کہ جتنے ایام کے لئے پانی دیا جاتا ہے ، کیا اس حساب سے آبیانہ حکومت لگانے کے لئے تیار ہو گی کیونکہ آبیانہ پوری فصل کا لیتے ہیں ؟

مسٹر چیئر مین : ان کا سوال یہ ہے کہ آبیانہ سالم لگایا جاتا ہے یا اس حساب سے لگایا جاتا ہے جس حساب سے پانی دیا جاتا ہے ؟

دیوان سید غلام عباس بخاری : پانی کے حساب سے آبیانہ لگایا جائے گا یا وہی طریقہ رہے گا کہ پوری فصل کا آبیانہ ان بے چاروں سے وصول کیا جائے گا ۔

وزیر آبپاشی : جو طریق کار مروج ہے ، اس کے مطابق سالم آبیانہ نہیں لگایا جاتا ۔ ایک پانی پر 80 پیسے فی ایکڑ کے لیتے ہیں ۔ ایک سے زیادہ لیں تو پھر 2.40 روپے لیتے ہیں ۔ اور سالم فصل کے لئے لیں تو 5.60 روپے لیتے ہیں ۔ یہ غیر دائمی نہروں کے لئے ہے ۔

بہشتی مائنر (میلسی کینالز) پر پل کی تعمیر

*7804 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہشتی مائنر (میلسی کینالز) علاقہ تھانہ جلال پور پیراوالہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان پر بٹی بنگلہ پل تا جھنڈ پرواہ پل 9 میل لمبے درمیانی حصہ میں محکمہ نہر کی جانب سے کوئی پل تعمیر نہیں کیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نہر کے چک نمبر 67 ۔ ایم کے مقام پر فی الفور کچا

پل اور بعد ازاں پختہ پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے -

(ب) محکمہ کچا پل (temporary) تعمیر نہیں کرتا البتہ اگر زمیندار کچا پل بنانا چاہیں تو اجازت مل سکتی ہے - جہاں تک پکا پل تعمیر کرنے کا تعلق ہے محکمانہ ہدایات کے مطابق پل کی جگہ کے انتخاب کے لئے کیس ڈپٹی کمشنر ملتان کو بھیج دیا گیا ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! جیسے میں نے اپنے سوال میں وضاحت کی ہے کہ اس نہر پر 9 میل کے فاصلے پر کوئی پل نہیں ہے - لوگوں کو بے حد تکلیف ہے - کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ زمیندار اگر فی الحال کچھ پل تعمیر کرنا چاہیں تو محکمہ ان کو جلدی اجازت دے دے گا ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! یہ درخواست پیش کر دیں میں آج ہی اجازت دے دوں گا -

---

بیلداروں اور میٹوں کو تنخواہ کی ادائیگی

*7925 - **چوہدری مشتاق احمد** - کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) لاہور ڈرینیج ڈویژن محکمہ آبپاشی نے بھیکو چک جلالہ بند تحصیل شکر گڑھ کی نگرانی اور حفاظت کے لئے یکم مارچ 1975ء سے پہلے کتنے میٹ اور پیداوار تعینات کر رکھے تھے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یکم مارچ 1975ء کے بعد سے لے کر اب تک ان بیلداروں اور میٹوں کو ابھی تک تنخواہ نہیں ملی -

اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کب تک ان غریب ملازمین کو تنخواہیں دی جائیں گی ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) محکمہ انہار نے مذکورہ بندوں کی نگرانی اور حفاظت کے لئے یکم مارچ 1975ء سے پہلے ایک میٹ اور پانچ بیلدار تعینات کر رکھے تھے ۔

(ب) بحکم وزیر اعلیٰ پنجاب یہ بند یکم مارچ 1975ء سے تو لوکل گورنمنٹ کی تحویل میں دے دیا گیا اور یہ ورک چارج عملہ کو تبدیل کر دیا گیا ۔ لیکن یہ بند دوبارہ محکمہ آبپاشی نے بحکم وزیر اعلیٰ یکم اگست 1976ء واپس لے لیا ہے ۔ اس دوران تنخواہ کی ذمہ داری محکمہ لوکل گورنمنٹ کی ہے ۔ بل اے ۔ جی آفس کو بھیج دیئے گئے ہیں ۔ جوں ہی منظور ہوئے تنخواہ متعلقہ عملہ کو ادا کر دی جائے گی ۔

توحید پارک نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور میں بجلی کی فراہمی

***8022 ۔ مرزا فضل حق :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ توحید پارک نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور میں بجلی کے کھمبے نصب کرنے کی منظوری ہو چکی ہے مگر وہاں کھمبے ابھی تک نصب نہیں کئے گئے اور بجلی کی تاریں ابھی تک نہیں بچھائی گئیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے میں بجلی سنگل فیز تار کے ذریعے گلستان کالونی نواں کوٹ کے ایک کھمبے سے مہیا کی جا رہی ہے۔ اور سنگل فیز تار ہونے کی بناء پر زیادہ لوڈ کی وجہ سے تاریں جل جاتی ہیں اور مذکورہ کالونی اندھیرے میں ڈوب جاتی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ کے مکینوں کی تکالیف کے پیش نظر توحید

پارک میں بجلی کے کھمبے نصب کر کے اور تاریں بچھا کر بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) جی نہیں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) علاقے میں ایل۔ ٹی لائن بچھانے کا کام جون 1976ء کے اوائل میں مکمل کیا جا چکا ہے۔

صوبہ میں بنجر زمینوں کے لئے پانی کی تخصیص

*8075۔ **چوہدری عبدالغنی** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں بنجر زمینوں کے لئے ہر موگہ پر دس فیصد اضافی پانی مختص کیا گیا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ زمینوں کو آباد کرنے کے بعد بھی متذکرہ اضافی پانی دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ دریشک) : (الف) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ کسی بھی موگہ پر بنجر زمینوں کے لئے کوئی اضافی پانی مختص نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) جزو (الف) بالا کے جواب کے پیش نظر اس جزو کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! جن زمینوں پر ابھی تک مائینر نہیں گئے اور وہاں پر باآسانی مائینر پہنچائے جا سکتے ہیں کیا ان کے متعلق بھی کچھ غور کیا جائے گا ؟ اس کے متعلق میں تھوڑی سی وضاحت کرنی

چاہتا ہوں کہ جناح بیراج کروڑوں روپے کا بنا ہوا ہے اور ایک چھوٹے سے سب مائینر کی ہمیں ضرورت ہے جس سے ہزاروں ایکڑ رقبہ عیسیٰ خیل کا سیراب ہو سکتا ہے ۔ کیا وزیر موصوف اس پر غور فرمائیں گے ؟

وزیر آبپاشی : ضرور غور کیا جائے گا ۔

راجباہ کھرڑیانوالہ کی بھل صفائی

***8075 (الف) ۔ چوہدری عبدالغنی :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) راجباہ کھرڑیانوالہ کی بھل صفائی کس کس سال میں کروائی گئی ۔

(ب) اگر مذکورہ راجباہ کی صفائی عرصہ آٹھ سال سے نہیں کروائی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) راجباہ کھرڑیانوالہ کی بھل صفائی پچھلی دفعہ جنوری 1975ء از برجی 103668 تا ٹیل کرائی گئی تھی ۔

(ب) جزو (الف) بالا کے جواب کے پیش نظر اس جزو کے جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! جو صفائی کروائی گئی ہے اس پر کل کتنے اخراجات اٹھے ہیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا 28,331 روپے خرچ ہوئے ہیں ۔

مرالہ ۔ راوی لنک کینال کی تعمیر پر صرف شدہ رقم

***8163 ۔ ملک ثناءاللہ خان :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مرالہ ۔ راوی لنک کینال کے ہیڈ ورکس

کا ڈیزائن غلط ہے جس کی وجہ سے وہاں بہت زیادہ ریت جمع ہو جاتی ہے اور نہر مذکورہ کا ڈسچارج بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔

(ب) مذکورہ نہر کی تعمیر پر کل کتنی رقم صرف ہوئی اور اب اس نقص کو دور کرنے کے لئے کتنی رقم صرف ہوگی۔

(ج) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مذکورہ نہر کے نقص کو دور کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔

(د) کیا حکومت غلط ڈیزائن بنانے والے افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نیز غلط ڈیزائن بنانے والے ذمہ دار افسران کے نام جمع عہدہ بتائے جائیں؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ دریشک): (الف) یہ حقیقت نہیں ہے کہ مرالہ۔ راوی لنک نہر کے ہیڈ ورکس کا ڈیزائن غلط ہے۔ البتہ اس نہر میں زیادہ ریت آتی رہی ہے جسکی بڑی وجہ دریائے چناب کے بائیں بازو یعنی توی میں ریت کی زیادتی اور ہیڈ ورکس کے اوپر کی جانب دریا کے بہاؤ کا رخ جیسے قدرتی عوامل ہیں۔ جس سے نہر مذکور کا ڈسچارج متاثر ہوتا رہا ہے۔

(ب) اس نہر کی تعمیر پر 8 کروڑ 41 لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے نہر میں زیادہ ریت کی موجودگی کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے (studies) کی جا رہی ہیں جنکے نتیجے کے طور پر جو منصوبہ بنایا جائے گا اس کے مطابق لاگت کا تخمینہ بھی کیا جا سکے گا۔

(ج) جزو (الف) بالا کی وضاحت کے علاوہ یہ بتانا ضروری ہے کہ نئے مرالہ ہیڈ ورکس کی تعمیر کے بعد اس نہر کی ریماڈلنگ کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے۔ جس میں کچھ پلوں کو اونچا کیا جائیگا اور نہر کے ہیڈ ورکس کی ڈھلوان (bed slop) کو بھی بہتر بنایا جائیگا جس سے ریت کے پانی کے ساتھ بہہ کر نکل

جانے کا امکان ہو گا جہاں تک توی میں زیادہ ریت کی اور دریا کے بہاؤ کے رخ کا تعلق ہے۔ یہ قدرتی عوامل ہیں۔ ریگولیشن کرتے وقت کوشش کی جاتی ہے کہ نہر میں ریت کے داخلے کو کم کیا جائے۔ بند اور سپر (spur) بنا کر دریا کی گذر گاہ کو درست رکھنے کے لئے ہندو پاکستان سرحد کا اس ہیڈ ورکس سے اتنا نزدیک ہونا ایک رکاوٹ ہے۔

(د) مندرجہ بالا جوابات کے پیش نظر اس جزو کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

چپراڑ - بجوات - تارووال اور شکر گڑھ کے علاقوں کو سیلاب سے محفوظ کرنا

*8164 ۔ **ملک ثناء اللہ خان :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1975ء کے سیلاب کے دوران ضلع سیالکوٹ میں نہروں۔ پلوں اور بندوں کو کس قدر مالی نقصان پہنچا۔

(ب) کیا چپراڑ۔ بجوات۔ تارووال اور شکر گڑھ کے علاقوں کو آئندہ سیلاب سے محفوظ کرنے کے لئے کوئی جامع منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات بتائی جائیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) 1975ء کے سیلاب کے دوران مندرجہ ذیل نقصان ہوا :-

1 ۔ نہروں کو نقصان ۔ 18.34 لاکھ روپے۔

2 ۔ بندوں کو نقصان ۔ 7.96 لاکھ روپے۔

3 ۔ پلوں کو نقصان ۔ 4.24 لاکھ روپے۔

(ب) چپراڑ کا علاقہ نکی جموں توی سے متاثر ہوتا تھا۔ جس کی diversion کر دی گئی ہے اور اس سے اس علاقہ کے علاوہ

موضع اکرام آباد کو بھی فائدہ پہنچا ہے ۔ بجوات کے علاقہ میں کوئی منصوبہ زیر غور نہیں کیونکہ یہ علاقہ بارڈر کے قریب ہے اور وہاں اس کی چنداں ضرورت نہیں ۔ نارووال کے علاقہ کے لئے موجودہ رعیہ بند کو مضبوط کیا جا رہا ہے اور اس کی لمبائی 11 میل سے بڑھا کر 17½ میل کی جا رہی ہے ۔ مزید برآں نارووال اور شکر گڑھ کے علاقوں کو سیلاب سے محفوظ کرنے کے لئے دریائے راوی کے دائیں کنارے پر ایک مسلسل بند بنانے کے لئے سروے کا کام شروع کرنے کی تجویز ہے ۔ سکیم منظور ہونے پر ہی کام شروع ہو سکے گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ جن نہروں کو 1975ء کے سیلاب سے نقصان پہنچا ہے ان نہروں ، پلوں اور بندوں کو 1973ء کے سیلاب میں بھی نقصان پہنچا تھا ؟

وزیر آبپاشی : جناب سپیکر ! اس کے لئے یہ علیحدہ سوال دے دیں یا تفصیل کے لئے میرے پاس تشریف لے آئیں ۔ میں ساری تفصیل بتا دوں گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میرا ضمنی سوال بالکل متعلقہ ہے ۔ اس کا جواب انہیں دینا چاہئے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ کا سوال بالکل متعلقہ ہے ۔ مگر یہ ان کا حق ہے کہ اگر ان کے پاس اطلاع موجود ہو تو دے دیں ورنہ وہ آپ سے ٹائم مانگ لیں یا آپ ان کے پاس چلے جائیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! کب تک اس کا جواب دے دیا جائے گا ؟

مسٹر چیئرمین : آپ ان سے مل کر بھی جواب لے سکتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! یہ اطلاع حاصل کرنے کے بعد ایوان میں اس کا جواب کل یا پرسوں دے دیں ۔

مسٹر چیئرمین : اس کے لئے آپ علیحدہ سوال دے دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ یہ ریکارڈ کی بات ہے یہ دو تین دن کے بعد جواب دے دیں ۔

مسٹر چیئرمین : آپ شارٹ نوٹس سوال دے دیں ۔ وہ یہ ایڈمٹ کر لیں گے ۔

فیروز وٹوان تحصیل و ضلع شیخوپورہ سے مالکان اراضی سے ٹیکس کی وصولی

***8187 ۔ چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فیروز وٹوان تحصیل و ضلع شیخوپورہ کا رقبہ تقریباً 14 ہزار ایکڑ ہے اور وہاں کے مالکان اراضی سے مبلغ 20 روپے فی ایکڑ ریکلیمیشن فیس اور مالکانہ ٹیکس 8 قسطوں میں 73-1972 کی ربیع سے وصول کیا جا رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ ٹیکس صرف مذکورہ گاؤں کے مالکان سے ہی وصول کیا جا رہا ہے اور مذکورہ تحصیل و ضلع کے کسی اور گاؤں سے کوئی ایسا ٹیکس نہیں لیا جا رہا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سے قبل مذکورہ گاؤں کے مالکان کئی درخواستیں مذکورہ ٹیکس کی وصولی کے خلاف دے چکے ہیں ۔ لیکن آج تک ان پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) موضع فیروز وٹوان تحصیل و ضلع شیخوپورہ کا رقبہ تقریباً 10825 ایکڑ ہے اور یہ تمام رقبہ سکارپ نمبر 1 میں واقع ہے ۔ موضع مذکورہ کے مالکان اراضی سے ریکلیمیشن فیس کل 19 روپے فی ایکڑ کے حساب سے ربیع 73-1972 سے آٹھ برابر ششماہی اقساط میں وصول کی جا رہی ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ۔ ریکلیمیشن فیس جس کا جزو (الف) بالا میں ذکر

کیا گیا ہے صرف موضع فیروز وٹواں کے مالکان اراضی سے ہی نہیں بلکہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ کے ان تمام مواضعات کے مالکان اراضی سے جن کا رقبہ سکارپ نمبر 1 میں واقع ہے سے وصول کی جا رہی ہے ۔

(ج) صرف درخواستیں ہی نہیں بلکہ ریکلیمیشن فیس کی وصولی کے خلاف سکارپ نمبر 1 کے مالکان اراضی کی طرف سے ہائی کورٹ میں تقریباً ننانوے (99) رٹ درخواستیں (writ petitions) دائر ہوئی تھیں جن پر ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ ریکلیمیشن فیس کی وصولی درست ہے بعد ازاں زمینداروں کی طرف سے دائر کردہ اپیل پر سپریم کورٹ نے بھی مورخہ 19 مارچ 1972ء کو بذریعہ کیس نمبران $\frac{656}{117}$ ، $\frac{659}{118}$ ریکلیمیشن فیس کی وصولی کے بارے میں ہائی کورٹ کے فیصلہ کو برقرار رکھا ۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت نے زمینوں کو سیم اور تھور کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لئے سکارپ نمبر 1 کے منصوبہ پر تقریباً سترہ کروڑ روپے کا کثیر سرمایہ خرچ کیا ۔ جب کہ سکارپ نمبر 1 میں مذکورہ ریکلیمیشن فیس کی وصولی سے کل تقریباً 2 کروڑ روپے کی رقم وصول ہو گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ فیروز وٹواں کے مالکان اراضی کے ذمہ اب جو بقایا ریکلیمیشن فیس ہے ۔ یہ کس سال اور کس مہینہ تک وصول کی جائے گی ۔ کیونکہ آپ اقساط وصول کر رہے ہیں کس سال تک یہ اقساط جائیں گی ؟

وزیر آبپاشی : جناب سپیکر ! یہ سیدھا سا سوال ہے ۔ 1972-73 سے شروع ہوئی ہیں 8 برابر ششماہی اقساط وصول کی جائیں گی ۔

تحصیل نارووال میں سیلاب کی روک تھام کے لئے بندوں کی تعمیر

* **8194 ۔ صوفی نذر محمد** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں سیلاب کی روک تھام کے لئے بند بنائے جا رہے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو وہ کس کس مقام پر بنائے جا رہے ہیں اور ان کے ٹھیکہ جات کن کن ٹھیکیداروں کو دیئے گئے ہیں ۔ نام ۔ ولدیت مکمل پتہ بتایا جائے نیز ان ٹھیکیداروں کو کتنی کتنی رقم کے ٹھیکے کس کس تاریخ کو دیئے گئے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : یہ درست ہے کہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں سیلاب سے بچاؤ کے لئے رعیہ حفاظتی بند کو مضبوط اور بڑھایا جا رہا ہے ۔ منسلکہ سپر اور کنڈا جات زیر تعمیر ہیں :-

کام	ٹھیکیدار کا نام ولدیت و مکمل پتہ	ٹھیکہ کی رقم	تاریخ جس کو کام الاٹ کیا گیا
(1) رعیہ بند برجی 45 تا 57	جہانگیر خان ولد نصر اللہ خان نصر منزل بدوملہی ضلع سیالکوٹ ۔	3 لاکھ روپے	7 اپریل 1976ء
(2) رعیہ بند برجی 57 تا 70	محمد بوٹا ولد اللہ رکھا نذیر احمد ولد روشن دین بدوملہی ضلع سیالکوٹ	7 لاکھ روپے	16 مارچ 1976ء
(3) رعیہ بند برجی 70 تا 73	حکیم خان ولد صالح محمد مانکی شریف نوشہرہ	اڑھائی لاکھ روپے	20 مارچ 1976ء
(4) سد رانا گنڈا	ملک بوٹا ولد اللہ رکھا بدوملہی ضلع سیالکوٹ	ڈیڑھ لاکھ روپے	9 مارچ 1976ء

کام	ٹھیکیدار کا نام ولدیت و مکمل پتہ	ٹھیکہ کی رقم	تاریخ جس کو کام الاٹ کیا گیا
(5) داؤد گنڈا	غلام قادر ولد خیر الدین موضع سوکن ونڈ پسرور ضلع سیالکوٹ	ایک لاکھ بیس روپے	16 اپریل 1976ء
(6) کوٹ شاہ گنڈا	محمد رشید ولد حسن دین موضع سوکن ونڈ پسرور ضلع سیالکوٹ	ڈیڑھ لاکھ روپے	16 اپریل 1976ء
(7) ظفر وال سپر	(الف) سرکاری مشینری	12 لاکھ روپے	———
(الف) مٹی ڈالنے کا کام	(ب) اعوان انجینئرنگ	13 لاکھ روپے	16 اپریل 1976ء
(ب) پتھر کی باربرداری	انٹر پرائز سیالکوٹ		
(8) مہدی ڈوگر بند برجی 500 پر سپر کی تعمیر	حشمت علی ولد اکبر علی ایم ۔ 73 وحدت کالونی لاہور	تقریباً 4 لاکھ 20 ہزار روپے	9 مارچ 1976ء
(9) مہدی ڈوگر بند برجی 400 2 پر سپر کی تعمیر	وقار اینڈ کمپنی ۔ ذوالفضل شاہ کمال کالونی عقب وحدت کالونی لاہور	تقریباً 73 ہزار روپے	9 مارچ 1976ء
(10) پتھر کی بار برداری	محمد اسلم اینڈ کمپنی ۔ نجیب منزل ۔ چوک یتیم خانہ لاہور	تقریباً 10 لاکھ روپے	9 مارچ 1976ء
(11) پتھر کی باربرداری	ملک عطا رسول ولد ملک غلام رسول ۔ کندیاں ضلع میانوالی	6 لاکھ 72 ہزار روپے	9 مارچ 1976ء

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جواب میں نمبر شمار (1) میں 45 تا 57 کے لئے ٹھیکہ کی رقم تین لاکھ روپے رکھی گئی ہے جب کہ نمبر شمار (2) میں 57 تا 70 کے لئے 7 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے اور نمبر شمار (3) 70 تا 73 کے لئے اڑھائی لاکھ روپے ٹھیکہ کی رقم مقرر ہوئی ۔ جب کہ نمبر 1 میں ایک میل سے زیادہ بنتا ہے وہاں تو تین لاکھ روپے اور نمبر 3 میں جہاں صرف تین برجیاں بنتی ہیں وہاں پر اڑھائی لاکھ کی رقم دی گئی ہے ۔ اس تفاوت کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر آبپاشی : یہ کام کی نوعیت پر منحصر ہوتا ہے ۔ یہ مٹی کا کام ہوتا ہے ۔ فاضل رکن اگر تفصیل چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لائیں ۔ کسی جگہ پر ایک یا آدھا میل کا ایریا سارے کا سارا مرمت طلب ہوتا ہے ۔ اور اس کے لئے فرض کریں کہ تین لاکھ کیوبک فیٹ مٹی کی ضرورت ہوتی ہے جب کہ پانچ میل کے ایریا میں نقصان تھوڑا ہوتا ہے ۔ معمولی rain cuts اور gaps, holes ہوتے ہیں اس لئے کام صرف پانچ سو روپے کا ہوتا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ نے اس کا اطمینان کر لیا ہے کہ یہ درست ہے ؟

وزیر آبپاشی : ہاں ۔ ہاں ، اس کے لئے اگر یہ مزید تفصیل چاہتے ہیں تو میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں میں ان کی تسلی کرا دوں گا ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! سوال یہ ہے : "کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ حقیقت ہے کہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں سیلاب کی روک تھام کے لئے بند بنائے جا رہے ہیں" ، یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ سیلاب سے نقصان پہنچا ہے ۔ جو نئے بند بنائے جا رہے ہیں اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے میں نے یہی دریافت کیا ہے کہ ایک میل کے لئے تین لاکھ روپے اور پھر ایک میل کے لئے سات لاکھ روپے اور پھر چار برجیوں کے لئے اڑھائی لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ جناب والا ! جب ٹھیکہ دیا جاتا ہے تو اس وقت مقرر کردہ ریٹ کے مطابق ٹھیکہ دیا جاتا ہے ۔

Mr. Chairman : I think it would be more feasible if you get the matter enquired.

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں فاضل رکن کی تسلی کے لئے مزید انکوائری کرا لوں گا ۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ جتنے میل ہوتا ہے ۔ اس سارے کے سارے پر بند تعمیر نہیں ہوتا ۔ صرف جتنا علاقہ affected ہوتا

ہے ۔ اس کے لئے محکمہ اریگیشن کی ایک باقاعدہ ریسرچ کمیٹی بیٹھتی ہے اور اس میں باقاعدہ تجربہ ہوتا ہے اور بعض علاقوں کو محفوظ کرنے کے لئے دو میل کے ایریا میں صرف ایک فرلانگ بند بنانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس لئے اس کا ٹھیکہ کم ہوتا ہے ۔ جب کہ آدھے میل میں سارے کا سارا بنانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

مسٹر چیئرمین: نہیں یہ سارے کا سارا باقاعدہ چل رہا ہے۔ یہ آپ دیکھیں (1) میں 45 تا 57 اور نمبر (2) میں 57 تا 70 اور نمبر (3) میں 70 تا 73

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس ایریا کے اندر بند بنانا ہے یعنی اس کے درمیان بنانا مقصود ہے ۔

مسٹر چیئرمین : ویسے آپ اس کی انکوائری کرا لیں ، It will be more feasible

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! یہ کل رقم 62 لاکھ روپے سے بھی زیادہ ہے جو صرف تحصیل نارووال کے لئے مختص کی گئی ہے ۔ کیا وزیر موصوف میری تحصیل کے لئے صرف ایک لاکھ روپے کی رقم مختص فرما سکیں گے ۔ جہاں اس قدر erosions ہیں جہاں ہم لوگ ایک طرف پہاڑ کی زد میں ہیں اور دوسری طرف دریائے سندھ کی زد میں ہیں ۔ بارشیں ایسی ہوئی ہیں جو کہ ایک صدی کا ریکارڈ توڑ چکی ہیں ۔ کیا مجھے اپنی تحصیل عیسیٰ خیل کے لئے صرف ایک لاکھ روپے کی رقم دلوا سکیں گے تاکہ ہم تحصیل ہیڈ کوارٹر پر دریا کی طرف سے پشتہ باندھ سکیں ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میرے فاضل بزرگ ممبر نے پہلے بھی کئی سکیموں کے متعلق تجاویز دی ہیں اور وہ دیتے رہتے ہیں ان پر میں نے سپیشل توجہ دی ہے اور اس کے متعلق سپیشل ہدایات بھی دی ہیں ۔ ایک لاکھ روپیہ اس طرح سے دینا تو ممکن نہ ہوگا ۔ یہ اگر کوئی بھی سکیم اپنے علاقہ کی میرے نوٹس میں لائیں تو میں یہ کوشش کروں گا کہ اس پر عمل درآمد ہو سکے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : ٹھیک ہے جناب ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کرنل صاحب کا یہ مطلب ہے کہ

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاق نہیں ہے

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ حفاظتی بند کی تعمیر کو مضبوط کرنے کے بعد کوئی میعاد مقرر ہوتی ہے کہ اتنے عرصہ تک یہ تعمیر قائم رہے گی ؟

مسٹر چیئرمین : بند کے تعمیر کرنے کی کوئی معیاد مقرر ہوتی ہے۔ کیوں یہی مقصد ہے نہ آپ کا ؟

سید طاہر احمد شاہ : نہیں جی ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ بند تعمیر ہونے کے بعد کوئی یہ گارنٹی ہے کہ یہ اتنے عرصہ تک قائم رہے ۔

Mr. Chairman : This is not a relevant supplementary question because nobody knows this.

موضع دولوال میں سیم زدہ رقبہ جات

*8198 ۔ **چوہدری محمد حیات گوندل :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع دولوال چک نمبر 12 اور بھکھی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کا کافی رقبہ سیم زدہ ہو چکا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ رقبہ کو سیم سے بچانے کے لئے کوئی نیا سیم نالہ نکالنے کی سکیم حکومت کے زیر غور ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ایسا سیم نالہ نکالا جائے گا ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے کہ موضع دولوال چک نمبر 12 اور بھکھی تحصیل پھالیہ کے اردگرد کچھ رقبہ سیم زدہ ہو چکا ہے ۔

(ب) مذکورہ رقبہ کے لئے ایک سکیم زیر غور ہے ۔ جس کی منظوری اور فنڈز مہیا ہونے پر کام شروع ہو جائے گا ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حالیہ بارشوں کا پانی ابھی تک چار چار پانچ پانچ فٹ زمین پر کھڑا

ہے جس کی وجہ سے کاشتکاری ناممکن ہو چکی ہے ؟ اگر اسی طرح پر سکیمیں بنتی رہیں ، اور فنڈز موصول ہوتے رہے - تو ان کاشتکاروں کا کیا حال ہوگا - جن کی زمینیں بارش سے زیر آب آ چکی ہیں - کیا وہ کوشش کریں گے کہ سیم نالہ جلد از جلد نکالا جائے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں پوری کوشش کروں گا -

تحصیل پھالیہ کے مواضعات میں سیم نالہ نکالنا

***8199 - چوہدری محمد حیات گوندل** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ کے مواضعات پھجرہ - کسووال - مراد وال اور ہریہ کا کافی رقبہ نہر لوئر جہلم کے قریب ہونے کی وجہ سے سیم زدہ ہو چکا ہے - اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ رقبہ جات میں سیم نالہ نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : یہ درست ہے کہ مذکورہ دیہات کا رقبہ نہر لوئر جہلم کے قریب ہونے کی وجہ سے سیم زدہ ہو چکا ہے - اس رقبہ کو سیم سے بچانے کے لئے ایک نئی سیم زدہ نالی موسومہ کسووال کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے - جس کی تکمیل سال 1976-77ء میں متوقع ہے -

---

دنیا پور کو مارکیٹ کمیٹی کا درجہ دینا

***8204 - کنور محمد یاسین خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سب تحصیل دنیا پور تحصیل لودھراں ضلع ملتان مارکیٹ کمیٹی صادقیہ تحصیل خانیوال سے منسلک ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا پور کو مارکیٹ کمیٹی بنانے کے احکامات حکومت پنجاب کی طرف سے صادر ہو چکے ہیں -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو دنیاپور کی مارکیٹ کمیٹی تاحال نہ بننے کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) جی نہیں -

(ب) جی ہاں -

(ج) دنیا پور کی علیحدہ مارکیٹ کمیٹی بننے سے پہلے دنیا پور کا کچھ حصہ مارکیٹ کمیٹی جہانیاں تحصیل لودھراں سے منسلک تھا - اب دنیا پور کی مارکیٹ کمیٹی بن چکی ہے اور اس کا عملہ بھی فراہم کیا جا رہا ہے -

---

کاشتکاروں کو ٹریکٹروں کی فراہمی

*8209 - **چوہدری طالب حسین :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کاشتکاروں کو کس سکیم کے تحت اور کس طرح ٹریکٹر مہیا کئے جاتے ہیں -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایسی سکیم نافذ کی گئی ہے کہ جو کاشتکار پانچ ہزار روپیہ پیشگی نقد جمع کرا دے تو اپنی درخواست کے نمبر کے لحاظ سے ٹریکٹر حاصل کر سکتا ہے -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ سال 1974ء میں بہت سے کاشتکاروں نے اس سکیم کے تحت پانچ پانچ ہزار روپے پیشگی جمع کرا کر ٹریکٹر کے حصول کے لئے درخواستیں گذاری تھیں -

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سکیم کے تحت سال 1974ء کے درخواست دھندگان کو تاحال ٹریکٹر نہیں ملے مگر سال 1975ء کے کچھ درخواست دھندگان ٹریکٹر حاصل کر چکے ہیں -

(ھ) اگر جزو (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سال 1974ء کے درخواست دھندگان پر سال 1975ء کے درخواست دھندگان کو ترجیح دینے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) نئی پالیسی کے تحت ٹریکٹروں کی فروخت پر کوئی پابندی نہیں ۔ کاشتکاران کل رقم متعلقہ فرم کے پاس جمع کروا کر ٹریکٹر حاصل کر سکتے ہیں

(ب) پانچ ہزار پیشگی نقد جمع کروانے اور درخواست دہندگان کو نمبر کے لحاظ سے ٹریکٹر مہیا کرنے کی سکیم نئی پالیسی سے قبل نافذالعمل تھی جو کہ اب ختم کر دی گئی ہے ۔

(ج) یہ درست ہے کہ 1974ء میں بہت سے کاشتکاروں نے نقد سکیم کے تحت زرعی ترقیاتی بنک کے پاس درخواستیں جمع کروائی تھیں اور زر نقد بھی جمع کروایا تھا ۔

(د) اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ 75 ۔ 1974ء میں دو سکیمیں نقد قیمت پر ٹریکٹر فروخت کرنے کی لاگو تھیں ۔ زرعی ترقیاتی بنک بھی قرضہ کے علاوہ نقد قیمت پر ٹریکٹر فروخت کرتا تھا ۔ پنجاب کے کوٹہ میں سے 20 فیصد ٹریکٹر حکومت پنجاب کاشتکاروں میں تقسیم کرتی تھی ۔ اسی طریقے پر 1975ء میں حکومت پنجاب نے ٹریکٹر کاشتکاروں میں تقسیم کئے ۔ تاہم نومبر 1975ء سے مرکزی حکومت کی ہدایات کے تحت زرعی ترقیاتی بنک کے پاس جو نقد قیمت پر ٹریکٹر خرید کرنے کی درخواستیں پینڈنگ تھیں ۔ وہ بھی حکومت پنجاب کو منتقل کر دی گئیں اور اس کے بعد سے ٹریکٹر تقسیم کرنے کے سلسلے میں 1974ء والوں کی باری پہلے تھی اور اسی باری کے آنے پر ٹریکٹر تقسیم کئے جا رہے تھے لیکن اب نئی پالیسی کے تحت یہ طریقہ کار ختم ہو چکا ہے ۔

(ہ) 1974ء کے درخواست دہندگان سے پہلے 1975ء کے کاشتکاروں کو پہلے ٹریکٹر دینے کی وجوہات جواب (د) میں درج کر دی گئی ہیں ۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ۔ 1975ء کے درخواست دہندگان کو ٹریکٹر الاٹ کرنے کے بعد ہی مرکزی حکومت کے فیصلہ کے مطابق 1974ء کے درخواست دہندگان کی درخواستیں حکومت پنجاب کو ماہ نومبر 1975ء میں ٹرانسفر

کی گئی تھیں ۔ اس وجہ سے 1975ء کے درخواست دھندگان میں سے کچھ کو ٹریکٹر مل چکے تھے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جن لوگوں نے پرانی سکیم کے تحت رقوم جمع کرا رکھی تھیں ان کی واپسی کا اہتمام کر دیا گیا ہے ؟

وزیر آبپاشی : جی ہاں وہ تمام کی تمام واپس کر دی گئی ہیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ اس سال صوبہ پنجاب کو کتنے ٹریکٹر allocate کئے گئے ہیں ؟

وزیر آبپاشی : exact number تو مجھے یاد نہیں ہے ۔ میں پتہ کرکے فاضل ممبر کو بتا دوں گا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب کو by lot جو ٹریکٹر مخصوص ہوئے تھے اور جو کوٹہ واپس لیا گیا تھا کیا وہ اب بحال کر دیا گیا ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! دراصل پہلے اس قسم کا تاثر رہا ہے کہ میسی فرگوسن ٹریکٹر یا چھوٹے ٹریکٹرز پنجاب میں بہت زیادہ پاپولر ہیں اس لئے حکومت پنجاب نے خود مرکزی حکومت سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمیں چھوٹے ٹریکٹرز چاہئیں ۔ لیکن اب حال ہی میں چھوٹے ٹریکٹرز کی ڈیمانڈ آنی شروع ہوئی ہے اس لئے حکومت نے یہ پالیسی تبدیل کی اور بڑے ٹریکٹرز بھی ہمیں کافی مقدار میں مل رہے ہیں ۔

مارکیٹ کمیٹی جہانیاں کا تحصیل لودھران کے علاقہ کے لئے رقوم کا تصرف

***8218 ۔ کنور محمد یاسین خان :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سب تحصیل دنیا پور تحصیل لودھران ضلع ملتان کا تمام علاقہ مارکیٹ کمیٹی جہانیاں تحصیل خانیوال سے منسلک ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو 14 ۔ اگست 1947ء سے 30 ۔ مارچ 1976ء تک مارکیٹ کمیٹی جہانیاں نے تحصیل لودھراں کے علاقہ سے کس قدر مارکیٹ فیس وصول کی ۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی جہانیاں نے مذکورہ عرصے میں تحصیل لودھراں کے علاقہ کی فلاح و بہبود کے لئے کس قدر رقم صرف کی ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) جی نہیں ۔ 10 ۔ مارچ 1976ء سے پہلے سب تحصیل دنیا پور کا کچھ علاقہ مارکیٹ کمیٹی لودھراں اور کچھ علاقہ مارکیٹ کمیٹی جہانیاں اور کہروڑ پکا میں شامل تھا ۔ اب دنیا پور کے لئے علیحدہ مارکیٹ کمیٹی بنا دی گئی ہے ۔

(ب) ازسال 1954.55ء تا 1975.76ء مبلغ 3,05,367 روپے آمدنی ہوئی ۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی جہانیاں سے ازسال 1954.55ء تا 1975.76ء دنیا پور کے ایریا میں مبلغ 1,11,842 روپے عوام کی اور خصوصاً کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کی مد پر خرچ کئے گئے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ضلع سرگودھا میں زیر زمین پانی کی سطح بلند ہونے سے متاثر اراضی

*8330 ۔ **ملک محمد اکرم اعوان** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع سرگودھا کے اکثر علاقوں میں زیر زمین پانی کی سطح کافی بلند ہوگئی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف زرعی اراضی متاثر ہو رہی ہے بلکہ مکانات بھی متاثر ہوئے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے علاقہ جات کو آفت زدہ قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) ضلع سرگودھا کے ان رقبہ جات میں جہاں زیر زمین پانی کھاری ہے اور سکارپ ٹیوب ویلز ابھی نہیں لگائے گئے - زیر زمین پانی کی سطح بلند ہوگئی ہے - جس سے زرعی اراضی متاثر ہونے کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے - زیر زمین پانی کی سطح بلند ہونے کی وجہ سے مکانات متاثر نہیں ہوئے -

(ب) حکومت ضلع سرگودھا کے کھاری پانی کے رقبہ جات میں سیم اور تھور کے خطرے سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس کے انسداد کے لئے واپڈا اور وفاقی حکومت کی وساطت سے مناسب اقدامات بھی کئے جا رہے ہیں - صورت حال پوری طرح قابو میں ہے - ان علاقہ جات کو آفت زدہ قرار دیا جا چکا ہے -

ملک محمد اکرم اعوان : : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! یہ ہمارے واپڈا والے Water logging کو کنٹرول کرتے ہیں پرائم منسٹر صاحب کی خصوصی ہدایت کے مطابق Anti Water logging سکیم کے مطابق جو بری طرح سے متاثر علاقے ہیں ان کو accelerated پروگرام میں شامل کیا گیا ہے اور اس علاقے کو بھی accelerated پروگرام میں شامل کیا گیا ہے اور اس کو کنٹرول کرنے کے لئے 7 کروڑ 80 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے - ہمیں توقع ہے کہ انشاء اللہ ان کی اس تکلیف کا ازالہ ہو جائے گا -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! وزیر موصوف نے یہ بیان دیا ہے کہ زیر زمین پانی کی سطح بلند ہونے کی وجہ سے مکانات متاثر نہیں ہوئے - حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مکانات بری طرح سے متاثر ہوئے ہیں - جناب والا ! نہ صرف مکانات ہی متاثر ہوئے ہیں بلکہ سرگودھا میں جو سب سے بڑا ہوائی اڈا ہے اس کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! ہماری مراد Irrigateed Areas کی زمینوں پر جو مکانات ہیں - ان سے ہے اور جو لینڈز ہیں ان کے فیکٹس اینڈ فیگرز ہمارے پاس موجود ہیں - صرف 94 ہزار ایکڑ ایسا رقبہ ہے جس پر پانچ فٹ سے چھ فٹ تک پانی ہے اور اس علاقے کا کل رقبہ 6 لاکھ 37 ہزار 5 سو 65 ایکڑ ہے -

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ پہلے بھی جواب دے چکے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! یہ تو مکانات متاثر ہونے کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا تو وہ جواب دے رہے ہیں کہ اگر تو وہ زرعی زمین ہے تو پھر تو وہ متاثر نہیں ہو رہا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : نہیں ۔ جناب والا ! ان کا جواب یہ ہے کہ مکانات متاثر نہیں ہوئے ۔ جناب سپیکر! آپ ضمن (الف) کی آخری لائن ملاحظہ فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : "ضلع سرگودھا کے ان رقبہ جات میں جہاں زیر زمین پانی کھاری ہے اور سکارپ ٹیوب ویلز ابھی نہیں لگائے گئے ۔ زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو گئی ہے ۔ جس سے زرعی اراضی متاثر ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے ۔ زیر زمین پانی کی سطح بلند ہونے کی وجہ سے مکانات متاثر نہیں ہوئے ،،

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! یہ جو کہہ رہے ہیں کہ مکانات متاثر نہیں ہوئے تو میں ان کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ مکانات بری طرح سے متاثر ہوئے ہیں ۔ بلکہ وہاں کا ہوائی اڈا بھی متاثر ہوا ہے ۔ لیکن جو جواب جناب وزیر موصوف نے بعد میں دیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا مقصد صرف ایریگیٹڈ لینڈز کے متعلق ہے تو جناب والا ! میں ان کی مزید اطلاع کے لئے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہوائی اڈے والے باقاعدہ نہر سے پانی لے رہے ہیں اور وہاں ایک کیوسک پانی مہیا کیا جاتا ہے اور وہ ہوائی اڈا ایریگیٹڈ لینڈ سے surrounded ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہوائی اڈہ تو ان کی تحویل میں آتا ہی نہیں ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : لیکن جناب والا ! محکمہ آبپاشی تو وہاں پانی مہیا کر رہا ہے ۔ جناب والا ! سوال تو یہ تھا کہ مکانات متاثر ہو رہے ہیں ۔

قادر آباد کے بنجر علاقہ کو پانی کی بہم رسانی

*8333 ۔ **چوہدری لال خان :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تھانہ قادر آباد تحصیل پھالیہ میں دریائے

جناب سے ملحقہ کافی اراضی پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے بنجر پڑی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ کو پانی کی بہم رسانی کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) ایسے رقبے کو نہری پانی دینے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔ کیونکہ دریا کی طغیانی کے باعث ایسے رقبہ میں نہری نظام کے ہر سال درہم برہم ہو جانے کا امکان ہوتا ہے ۔

کپاس کو بیماریوں سے بچانے کے لئے اقدامات

*8354 ۔ **ملک محمد اکرم اعوان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ تین سال سے سرگودھا ۔ لاہور اور ملتان ڈویژنوں میں کپاس کی فصل بیماریوں کا شکار ہو رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس قومی ضیاع کے ازالہ اور تدارک کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) بارشوں کے زیادہ اور آب و ہوا مرطوب ہونے کی وجہ سے لاہور ۔ سرگودھا اور ملتان ڈویژنوں میں کپاس کی فصل پر کیڑوں اور بیماریوں کا حملہ شدید ہوتا ہے ۔

(ب) ہر سال نقصان دہ کیڑوں کی تلفی کے لئے ایک کامیاب مہم چلائی جاتی ہے 3579 سپرے مشین مہم کے لئے اور 5449 دستی سپرے مشین نصف قیمت پر زمینداروں کو مہیا کی گئیں ۔ زہریلی ادویات بھی ادھار پر فراہم کی گئیں ۔ چوبیس لاکھ ایکڑ

پر زمینی اور سولہ لاکھ ایکڑ پر ہوائی جہازوں سے دوا پاشی کے انتظامات کئے گئے ۔

راجباہ لوئر باری دوآب پر بجلی کا لفٹ پمپ

*8453 : **سید کاظم علی شاہ کرمانی** - کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لوئر باری دوآب کے راجباہ 1 - اے ایل پر بجلی کے ذریعے چلنے والے لفٹ پمپ کس سال لگائے گئے اور آج تک ان کی کتنی بار مرمت ہوئی یا ناکارہ ہونے کی بناء پر تبدیل کئے گئے ۔

(ب) مذکورہ راجباہ پر لفٹ ایچ پلاٹ پر کتنے پمپ موجود ہیں اور ان میں سے کتنے پمپ قابل استعمال ہیں ۔

(ج) اگر مذکورہ راجباہ پر پمپ خراب ہونے کی وجہ سے کاشتکاروں کو پانی کی صحیح فراہمی نہیں ہو رہی تو کیا حکومت اس بارے میں مناسب اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) ون ۔ اے ۔ ایل لفٹ سسٹم پر بجلی کے پمپنگ سیٹ 1952ء میں نصب کئے گئے تھے ان پمپنگ سیٹوں کی مرمت ہر سال جب نہر اپر باری دوآب کی سالانہ بندی کی جاتی ہے مکمل طور پر اوورہال کئے جاتے ہیں یا دوران سال جب کبھی کوئی اچانک نقص پڑ جاتا ہے تو فوری طور پر سٹینڈ بائی (stand by) پمپ چلا دیا جاتا ہے ۔ اس طرح پانی کی سپلائی میں تسلسل قائم رہتا ہے ۔ ای اور ایچ پلاٹ پر جو پمپ نصب ہیں وہ دوران سال 55-1954ء میں تبدیل کر کے ان کی جگہ نئے نصب کئے گئے ۔

(ب) ون ۔ اے ایل سسٹم پر کل بارہ پمپنگ سیٹ نصب ہیں ۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

(1) (ای) پلاٹ پمپنگ سیٹ بی ایچ پی 140 - 3 عدد
(ای) پلاٹ پمپنگ سیٹ بی ایچ پی 75 - 3 عدد

(2) (ایچ) پلاٹ پمپنگ سیٹ بی ایچ پی	140 - 2 عدد
دیو (سال) پمپنگ سیٹ بی ایچ پی	25 - 2 عدد
دیو (سال) پمپنگ سیٹ بی ایچ پی	16 - 2 عدد
میزان	12 عدد

جو کہ تمام پمپ قابل استعمال ہیں۔

(ج) فی الحال تمام نہایت پمپ عمدگی سے چل رہے ہیں۔ لہذا اندرین حالات حکومت کو کسی نئے اقدام کی ضرورت نہیں ہے۔

زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے شعبہ سیڈ ڈویژن کے ملازمین کی کھپت

*8553 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر اعلیٰ از رہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے شعبہ سیڈ ڈویژن کو ترقی دینے کی بجائے ایک علیحدہ ادارہ "پنجاب سیڈ انڈسٹریز" کے نام سے قائم کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کارپوریشن کے شعبہ سیڈ ڈویژن کے ملازمین کو سیڈ انڈسٹریز کارپوریشن میں نہیں کھپایا جا رہا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن اعلیٰ اقسام کے بیج کی فراہمی کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔

(ب) سیڈ کارپوریشن کا تنظیمی ڈھانچہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے شعبہ سیڈ ڈویژن سے بالکل مختلف ہے۔ پنجاب ڈویلپمنٹ اور سپلائی کارپوریشن کے ان ملازمین کو جن کا سروس ریکارڈ درست ہے اور تکنیکی لحاظ سے وہ مطلوبہ معیار پر پورے اتر رہے ہوں متبادل جگہوں میں کھپانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ اور ان میں سے تقریباً 25% کو کارپوریشن میں کھپایا جا چکا ہے۔

کھاد کی خرد برد

*8559 ۔ **چوھدری ممتاز احمد کاھلون** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی سیکورٹی ٹیم نے صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں کھاد کے ڈپو اور فروخت کے مراکز کی حال ہی میں جانچ پڑتال کی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا ٹیم نے مندرجہ ذیل مقامات پر کھاد کی خرد برد کی رپورٹ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے مینیجنگ ڈائریکٹر کو دے دی ہے :-

1 ۔ تحصیل جڑانوالہ میں تقریباً 16 لاکھ روپے

2 ۔ تحصیل چنیوٹ میں تقریباً 4 لاکھ روپے

3 ۔ ضلع ساہیوال میں تقریباً 8 لاکھ روپے

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا رپورٹ کے موصول ہونے کے باوجود 15 ۔ جون 1976ء تک کارپوریشن کے کسی ملازم کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور نہ ہی ابھی پولیس کو کیس دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ کھاد کی خرد برد کو روکنے کے لئے کوئی اقدام کر رہی ہے اور کیا مذکورہ کیس میں جن افسران کی کوتاہی اور چشم پوشی ثابت ہو چکی ہے ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) سیکورٹی ٹیم نے صرف تحصیل چنیوٹ میں کھاد کی خرد برد کی رپورٹ دی ہے ۔ جانچ پڑتال کے دوران ٹیم نے تقریباً چار لاکھ روپے کی کھاد کم پائی ۔ اس میں باسٹھ ہزار روپے کی کھاد کی

چوری بھی شامل ہے ۔ اس کا کیس بھی پولیس میں درج کیا جکا ہے ۔ ساہیوال کا کیس فائنل سٹیج میں ہے ۔ اس کی انکوائری مکمل ہونے پر اس کے لئے بھی مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔ رپورٹ موصول ہونے کے فوراً بعد خرد برد کے ذمہ دار ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ۔ کھاد کی چوری کی رپورٹ پولیس میں درج کرائی گئی ۔ کارپوریشن کے افسران کوشش کر رہے ہیں کہ کھاد کی رقم متعلقہ سپروائزر سے وصول کر لی جائے ۔

آئیندہ کے لئے بلک (Bulk) ڈپوؤں میں کھاد کے سٹاک کی ذمہ داری اسسٹنٹ مینیجر کو سونپ دی گئی ہے ۔ جن افراد کے خلاف فرائض منصبی کوتاہی چشم پوشی محکمانہ تحقیقات کے دوران ثابت ہو گئی ہے ان کے خلاف ضروری کارروائی کی جائے گی ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! کچھ اس تحقیقات میں میرا بھی حصہ تھا ۔ میں نے وزیر اعظم کو لکھا تھا اور اس کے بعد یہ کارروائی شروع ہوئی تھی ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو تمام تر فرٹیلائزر مہیا ہیں کیا پوری طرح آپ نے physically ان کو چیک کر لیا ہے ۔ جو کہ ریکارڈ میں ہے۔ آپ کی کتابوں میں درج ہے اور آپ کے گوداموں میں ہے ۔

Mr. Speaker : All the godowns or this particular godown,

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : چونکہ تمام کارروائی کے متعلق میں نے خود وزیر اعظم صاحب کو لکھا ۔ اس کے بعد تحقیقاتی افسر میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ان کی نشاندہی کرو ۔ میں نے ان کو کہا کہ میں ان کی نشاندہی نہیں کر سکتا ۔ مجھے اس کا پورا علم ہے ۔ آپ تمام کتابوں کی جو آپ کے پاس ریکارڈ ہیں چیکنگ کریں اور گودام میں جا کر وہاں چیک کریں ۔ وہاں سے کارروائی شروع ہوئی ۔ یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اس کے بعد کیا ہوا ۔ کیا یہ پوری کارروائی کی گئی یا نہیں کی گئی کیونکہ یہاں تین چار لوگوں کا بتایا جا چکا ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس کا اس سوال سے براہ راست تعلق نہیں ہے لیکن میرے پاس انفرمیشن ہے۔میں فاضل رکن کی تسلی کے لئے عرض کئے دیتا

ہوں کہ سارے صوبہ پنجاب میں 62 بلک ڈپوؤں کے لئے یہ سیکورٹی ٹیم بنائی ہے ۔ اس وقت 36 بلک ڈپوؤں کو چیکنگ کر چکے ہیں اور 26 باقی بچ گئے ہیں ۔ اس کے لئے میں نے کل 30 تاریخ دی ہے ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ 30 نومبر تک سارے کے سارے ڈپوؤں کی physical چیکنگ ہو گی ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : میں ایک سال کی بات کر رہا ہوں جب سے یہ چیکنگ ہو رہی ہے ۔ اب بھی 26 ڈپوؤں کی چیکنگ باقی رہتی ہے ۔ 30 نومبر تک جیسے کہ وہ یقین دھانی کراتے ہیں کیا چیکنگ مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر آبپاشی: جناب والا ! یہ 26 ڈپو جو بچ گئے ہیں ان کی بھی physical چیکنگ کافی حد تک ہو چکی ہے ۔ فائنل سٹیج پر ابھی چیکنگ نہیں ہوئی اس وجہ سے مجھے یقین ہے کہ ان کی چیکنگ وقت مقررہ پر ہو جائے گی اور میں نے خود ہی کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : 36 بلک ڈپوؤں کی چیکنگ ہو چکی ہے 26 کی ہو رہی ہے ۔ یہی پوزیشن ہے ؟

وزیر آبپاشی : انشا اللہ میں کوشش کروں گا کہ 30 نومبر تک ان کی پوری چیکنگ ہو جائے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! assurance آ چکی ہے ۔ اللہ ان کی مدد کرے ۔

افسر شاربات کو سکیل نمبر 17 کی عطائیگی

*8601 ۔ **سید تابش الوری :** کیا وزیر اعلیٰ میرے نشان زدہ سوال نمبر 2926 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 7 ۔ جون 1973ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے محکمہ زراعت کے ای۔اے۔ڈی۔ اے کے مساوی دوسرے افسران یعنی اسسٹنٹ پلانٹ پروٹیکشن آفیسر ۔ آفیسر باغات اور اسسٹنٹ پبلسٹی آفیسر کا درجہ سکیل نمبر 16 سے بڑھا کر سکیل نمبر 17 کر دیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قبل ازیں محکمہ زراعت کے افسر شماریات کا درجہ مندرجہ بالا افسران کے مساوی تھا اور ان سب کی سینیارٹی مشترکہ تھی مگر اب ان کو سکیل نمبر 17 نہیں دیا گیا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو افسر شماریات کو اب تک سکیل نمبر 17 نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت اس سلسلے میں کب تک کوئی عملی اقدام کرے گی؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ لیکن افسر شماریات کی سینیارٹی محکمہ کے دوسرے شعبہ کے افسران سے مشترکہ نہیں۔

(ج) افسر شماریات کو سکیل نمبر 17 دئے جانے کے لئے محکمہ زراعت نے پہلے ہی کیسس محکمہ سروسز/فنانس کو بھیجا ہوا ہے جو کہ زیر غور ہے۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ زراعت کے افسر شماریات کی سنیارٹی لسٹ اسسٹنٹ پلانٹ پروٹیکشن آفیسر۔ آفیسر باغات اور اسسٹنٹ پبلسٹی آفیسر کے ساتھ مشترکہ نہیں؟

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ یہ معاملہ زیر غور ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں نے particularly ایک افسر کے متعلق پوچھا ہے۔ جسے انہوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ "افسر شماریات کی سینیارٹی محکمہ کے دوسرے شعبہ کے افسران سے مشترکہ نہیں" میں نے تو particularly افسران کا نام لیا ہے کہ ان کے ساتھ اس کی سینیارٹی مشترکہ ہے یا نہیں ہے۔ دوسرے افسران کا میں نے نہیں پوچھا ہے۔

وزیر آبپاشی : جناب والا! جن لوگوں کو گریڈ 17 ملا ہے وہ بی ایس سی ایگریکلچرل ہیں جن کا اس سے تعلق ہے۔ ان کے لئے بھی recommend کر دیا ہے اور ان کو بھی بی ایس سی ایگریکلچرل کی بنیاد پر

گریڈ 17 مل رہا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی basic کوالیفیکیشن بی ایس سی ایگریکلچرل ہے۔ ان کی بی ایس سی ایگریکلچرل کوالیفیکیشن نہیں ہے اس کے باوجود بھی ان کی کوالیفیکیشن کے ساتھ مطابقت سمجھتے ہوئے ہم نے recommendation کر دی ہے اور یہ کیس سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر افسر شماریات اسسٹنٹ پلانٹ پروٹیکشن آفیسر اور آفیسر باغات کے ساتھ سینیارٹی رکھتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس کے لئے کیا corollary بنا رہے ہیں۔

سید تابش الوری : ان کی ایک ہی سینیارٹی لسٹ ہو۔

مسٹر سپیکر : اگر ایک ہی گریڈ میں دو شخص ہوں۔ کسی کو کوالیفیکیشن کی وجہ سے یا کسی گروہ کو کوالیفیکیشن کی بنیاد پر as a matter of policy کوئی پروموشن ملتی ہے تو all others are also entitled to the same promotion.

سید تابش الوری : یہ اس لئے ہے کہ مرکزی حکومت نے بھی ہدایت کی ہے کہ ان سب کو گریڈ 17 دیا جائے۔ چنانچہ باقی تینوں صوبوں میں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا سوال اس کے متعلق نہیں ہے۔

سید تابش الوری ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پنجاب کے سوا باقی صوبوں میں افسر شماریات کو گریڈ نمبر 17 دے دیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : دوسرے صوبوں کے متعلق وزیر موصوف کیا بتا سکتے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا ! فیصلہ کوارڈینیشن کمیٹی کی رپورٹ پر ہوا ہے۔ ان کو معلوم ہے۔ صرف صوبہ پنجاب میں یہ گریڈ نہیں دیا گیا۔

Mr. Speaker : I don't think if that question is even relevant.

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان کی سفارش کس تاریخ کو محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی اور فنانس کو گئی ہے اور وہ کس مرحلہ پر ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس کے بارے میں تاریخ میرے پاس نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : بعد میں اپنے طور پر ان کو بتا دیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیس کب بھیجا گیا ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ exact date کا مجھے علم نہیں ہے ۔ اندازاً آپ بتا دیں ۔

جلالپور پیروالہ کے گرد حفاظتی بند کی تعمیر

***8631 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ آبپاشی نے 1973ء میں جلالپور پیروالہ (ملتان) کے گرد سیلاب سے بچاؤ کے لئے حفاظتی بند کی سکیم کے لئے دو لاکھ چوراسی ہزار روپے کا تخمینہ تیار کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 1974-75ء میں ڈپٹی کمشنر ملتان کو ایک لاکھ تیس ہزار روپے کی رقم اس سلسلہ میں فراہم کی گئی تھی ۔ مگر آج تک مذکورہ بند کی تعمیر پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جلالپور پیر والا (ملتان) کے گرد حفاظتی بند تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) جلالپور پیر والا بند کا تخمینہ 1974ء میں پہلی دفعہ چار لاکھ ایک ہزار سات سو بانوے روپے کا لگایا گیا تھا ۔

(ب) کوئی ایسی رقم ڈپٹی کمشنر ملتان نے برائے تعمیر بند محکمہ کے سپرد نہیں کی ۔

(ج) اس بند کی تعمیر محکمہ آبپاشی کی ذمہ داری نہیں ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں معزز وزیر صاحب سے پوچھوں گا کہ 1974 میں تخمینہ چار لاکھ ایک ہزار سات سو بانوے روپے لگایا گیا تھا ۔ جبکہ یہ محکمہ انہار کی ذمہ داری نہیں تھی تو یہ تخمینہ کس محکمہ نے لگایا ہے ؟

وزیر آبپاشی : ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کی request پر محکمہ آبپاشی نے تخمینہ یا estimate بنا کر دیا تھا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا! میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس بند کی تعمیر کی ذمہ داری کس محکمہ پر ہے ؟ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے یہ سوال محکمہ انہار کو بھیجا گیا ۔ اگر اس کی تعمیر محکمہ انہار نے نہیں کرنی تھی تو یہ سوال محکمہ انہار کو اسمبلی سیکرٹریٹ نے کیسے بھیج دیا ۔ یہ سوال متعلقہ وزیر کو جانا چاہئے تھا ۔

وزیر آبپاشی : اس ضمن میں یہ ذمہ داری پیپلز ورکس کمیٹی پر تھی کہ اس بند کو بنائے لیکن انہوں نے محکمہ آبپاشی کو کہا کہ وہ اس کا تخمینہ تیار کرے چنانچہ یہ چار لاکھ ایک ہزار سات سو بانوے کا تخمینہ تیار کیا گیا اور پیپلز ورکس کمیٹی نے وعدہ کیا کہ وہ یہ رقم دے دے گی ۔ چنانچہ ایک لاکھ 80 ہزار روپے دے بھی دئے کہ آپ کام شروع کریں لیکن اور پیسے نہیں دیئے ۔ اس لئے وہ کام نہ ہو سکا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میری یہ درخواست ہے کہ کیا میں اس کے لئے لوکل باڈیز کے محکمے کو درخواست دوں ؟

مسٹر سپیکر : آپ نے سوال محکمہ آبپاشی کے لئے لکھا تھا اور آپ نے پوچھا تھا کہ محکمہ آبپاشی نے کس سن میں یہ بات کہی تھی ۔ اور محکمہ نے کب یہ کام کیا تھا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : میرا سوال وزیر متعلقہ سے ہی تھا ۔

مسٹر سپیکر : آپ دونوں چیزوں کو گڑ بڑ نہ کریں ۔ آپ براہ راست پوچھ لیں کہ کیا آپ نے اس بند کے بنانے کا تخمینہ بنایا تھا تو پھر اس کا جواب اس بات میں ہوگا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں نے عرض کی ہے کہ میں نے یہی لکھا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا سوال محکمہ آبپاشی اور محکمہ لوکل باڈیز سے متعلق ہے اس میں ایک ضمن محکمہ آبپاشی سے اور ایک لوکل باڈیز سے متعلق ہے ۔ آپ یہ لکھتے کہ اس کا تخمینہ کیا تھا تو پھر اس میں ان کی ذمہ داری ہوتی ۔

چک نمبر 67 جنوبی تحصیل بھلوال کو بجلی کی فراہمی

*8642 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر اعلیٰ میرے نشان زدہ سوال نمبر 8275 کے جواب کے حوالہ سے جو کہ ایوان میں مورخہ 14 ۔ جون 1976ء کو دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر 67 جنوبی تحصیل بھلوال کو بجلی فراہم نہیں کی جا رہی حالانکہ اس کے قریب سے 11 کے وی بجلی کی لائن گزرتی ہے اور اس چک کا سروے بھی کیا جا چکا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں بجلی کی فراہمی کی منظوری دینے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ حقیقت ہے ۔

(ب) مذکورہ چک کو حکومت پنجاب کی منظوری ابھی تک حاصل نہیں ہوئی ہے اس لئے اس کو بجلی مہیا نہیں کی جا سکی ۔

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

تلونڈی ڈسٹری بیوٹری اور بدوملہی ڈسٹری بیوٹری پر سائفن بنانے کی سکیم

*8690 ۔ **مسٹر محمد انور علی بٹ** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے 1973ء کے سیلابوں سے قبل تحصیل نارووال میں تلونڈی ڈسٹری بیوٹری اور بدوملہی ڈسٹری بیوٹری پر سائفن بنانے کی سکیم بنائی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو اس منصوبے کا کیا تخمینہ تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سائفن ابھی تک نہیں بنائے گئے ۔ جس کی وجہ سے 1973ء ، 1975ء اور 1976ء کے سیلابوں سے ان ڈسٹری بیوٹریوں کو سخت نقصان پہنچا ۔ اگر ایسا ہے تو ان کی مرمت پر اب تک کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈسٹری بیوٹریوں کی مرمت کا خرچہ سائفنوں کے تخمینہ شدہ خرچہ سے بڑھ گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے ۔ اور کیا حکومت سائفن بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست نہیں ہے ۔ بلکہ یہ سکیم 1973ء کے سیلاب کے بعد بنائی گئی تھی ۔

(ب) سائفن کی سکیم تا حال زیر منظوری ہے ۔ سیلابوں کی وجہ سے مذکورہ ڈسٹری بیوٹریوں کو نقصان پہنچا ہے جن کا خرچہ مندرجہ ذیل ہے :-

	1973ء سال	1975ء سال	1976ء سال
تلونڈی ڈسٹری بیوٹری	2,65,822	1,12,568	1,20,000
بدوملہی ڈسٹری بیوٹری	3,88,580	2,46,982	2,00,000 تخمینہ خرچ

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔

ڈسٹری بیوٹریوں پر مرمت کا خرچ سائفنوں کی سکیم سے کہیں کم ہے ۔ گورنمنٹ سائفن بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ جو کہ سکیم کے منظور ہونے اور بجٹ ملنے پر شروع کر دیئے جائیں گے ۔

تحصیل نارووال میں دریائے راوی کے کٹاؤ سے متاثرہ دیہات کے لوگوں کی متبادل آبادکاری

***8692 ۔ مسٹر محمد انور علی بٹ :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1973ء ، 1975ء اور 1976ء کے سیلابوں کے دوران تحصیل نارووال میں دریائے راوی کے پانی سے کون کون سے دیہات کٹاؤ کا شکار ہوئے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے مذکورہ دیہات میں سے کچھ دیہات کی متبادل آبادکاری کا بندوبست کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ان دیہات کے کیا نام ہیں اور اگر متبادل آبادکاری کا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔ نیز حکومت ان کی متبادل آبادکاری کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) 1973ء ، 1975ء اور 1976ء کے سیلابوں کے دوران تحصیل نارووال میں دریا راوی کے پانی سے مواضعات بدھائی چیمہ ۔ گل ۔ شاہ پور دیواری ۔ دائی والا راجپوتاں کٹاؤ کا شکار ہوئے ۔

(ب) متاثرین جن کے پاس ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین رہ گئی ہے ان کو River Action Scheme کے تحت ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کو متبادل اراضی کے لئے جو صوبہ میں جہاں بھی میسر ہو کے لئے درخواست گزارنی چاہئے ۔ متبادل آبادکاری کے لئے وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا ۔

گورنمنٹ انٹر کالج پھالیہ میں بجلی کی فراہمی

***8709 (الف) ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج پھالیہ میں بجلی کا

کنکشن حاصل کرنے کے لئے 1974ء سے تک ودو کی جا رہی ہے ۔ مگر ابھی تک کنکشن نہیں دیا گیا ۔ جس کی وجہ سے تقریباً ساٹھ فیصد سائنس کے پریکٹیکل نہیں ہو رہے ۔ اور سائنس کے طلباء کا ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہے اور مذکورہ کالج کا ٹیوب ویل بھی نہیں چل سکا جس کی مشینری زنگ آلود ہو کر برباد ہو رہی ہے اور کالج و ہاسٹل میں طلباء کے لئے پینے کے پانی کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کو فوری طور پر بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) واپڈا کو صرف دو درخواستیں ایک کالج اور ایک ہاسٹل میں بجلی کے کنکشن کے لئے مئی 1975ء میں موصول ہوئی تھیں جن پر ضروری کارروائی کے بعد ڈیمانڈ نوٹس جاری کر دیا گیا ۔

(ب) کالج کی جانب سے مذکورہ ڈیمانڈ نوٹس کی تعمیل ابھی تک نہیں کی گئی ۔ اس لئے کنکشن کی فراہمی میں تاخیر ہو رہی ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری عبدالغنی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالغنی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> گذارش ہے کہ میں بیمار ہوں مجھے آج مورخہ یکم نومبر 1976ء سے اجلاس کے ختم ہونے تک رخصت عنایت فرمائی جائے ۔ اگر میں اجلاس کے دوران ہی صحت یاب ہو گیا تو اجلاس میں شرکت کروں گا ۔ میں لاہور ہی میں زیر علاج ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کر دی جائے)

سید فیض مصطفیٰ گیلانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید فیض مصطفیٰ گیلانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں برائے ادائیگی فریضہ حج 8 نومبر 1976ء کو کراچی کے لئے روانہ ہو رہا ہوں ۔ براہ کرم مجھے سیشن اسمبلی کے بقایا ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ آج بندہ کی طبیعت ناساز ہے جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا ۔ براہ کرم آج مورخہ 2 نومبر 1976ء کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر محمد انور علی بٹ : جناب والا ! میں دی اربن رینٹ ریسٹرکشن (امنڈ منٹ) بل 1976 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1976) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی اربن رینٹ ریسٹرکشن (امنڈ منٹ) بل 1976 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1976) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

مسٹر محمد انور علی بٹ : میں دی ویسٹ پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976 (مسودہ قانون نمبر 43 بابت 1976) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976 (مسودہ قانون نمبر 43 بابت 1976) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب عوان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ میں دی ویسٹ پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976 (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 1976) پیش کردہ چوھدری محمد یعقوب اعوان ۔ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن آردیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976 (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 1976) پیش کردہ چوھدری محمد یقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

ایک تحریک استحقاق ہے جس کا میں نے ابھی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ یہ چوھدری محمد سرور جوڑا کی ہے۔ میں اس ضمن میں فیصلہ کرنے سے پہلے وزیر قانون سے یہ اطلاع حاصل کرنی چاہتا ہوں کہ ہم نے جو فلم سنسر بورڈ کے

لئے رکن صوبائی اسمبلی منتخب کئے تھے کیا انکی نوٹیفیکیشن پنجاب گورنمنٹ کرے گی یا سنٹرل گورنمنٹ کرے گی ۔

وزیر قانون : یہ سنٹرل گورنمنٹ کرے گی ۔

چوھدری محمد سرور جوڑا : اس ضمن میں 5 ماہ گذر گئے ہیں لیکن ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ 5 ماہ سے بھیجی ہوئی ہے اور واقعی اس میں دیر ہوئی ہے in accordance with a central legislation میں اس کو پنڈنگ کرتا ہوں کیونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ نے کرنا ہے پنجاب گورنمنٹ نہیں کر سکتی ۔

چوھدری محمد سرور جوڑا ۔ جناب والا ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ سیشن میں ہوا تھا اور اس کو 5 ماہ گذر گئے ہیں اس میں کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں آپ اور میں کیا کر سکتے ہیں ۔ میں نے وزیر موصوف سے کہا ہے اور ان سے دریافت کیا ہے اس لیے میں اس کا فیصلہ نہیں کر رہا ہوں ۔

چوھدری محمد سرور جوڑا ۔ جناب سپیکر 5 ماہ گذرنے کے باوجود ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : یہاں ان پر بحث نہیں ہو رہی ہے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ! اس تحریک استحقاق کو کم از کم پڑھ دیجئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس کا موضوع کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر میں اس کو پڑھ دیتا تو اس میں دو ہی باتیں تھیں ۔ ایک تو یہ کہ اس کے متعلق ایوان میں بحث ہوتی اور دوسرے یہ کہ اس کو میں مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیتا ۔ اس لئے میں اس کو dsipose of نہیں کر رہا ہوں ۔

چوھدری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر ! میں اپنا نام واپس لینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنا نام واپس نہیں لے سکتے اس میں پوزیشن یہ ہے کہ ممبران اسمبلی لاکھوں عوام کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ اگر وہ ممبر نہیں ہونا چاہتے تو وہ لاکھوں لوگوں سے اپنے آپ کو واپس نہیں کرا سکتے۔ اس کے لئے ایک ضابطہ ہوتا ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ جنہوں نے منتخب کیا ہے وہی علیحدہ کریں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا ۔ جناب سپیکر ! اس کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ۔ 5 ماہ گذر گئے ہیں اس پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن اس میں استعفیٰ دینا ضروری نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں سوال یہ نہیں کہ نوٹیفکیشن مرکزی حکومت جاری کرے یا نہ کرے ۔ سوال یہ ہے کہ یہاں پر انتخابات ہوئے اور بہت سے بورڈوں کے لئے ہوئے ۔ اس کے بعد بتایا گیا کہ پانچ ممبر فلم سنسر بورڈ میں جائیں گے ۔ پھر ہر ممبر نے انتخاب لڑا اور ان میں سے صرف پانچ کامیاب ہوئے ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات غلط تھی اور اسے عملی جامہ نہیں پہنایا جانا تھا تو پھر اس مسئلہ کو اس ایوان میں کیوں پیش کیا گیا اور اگر اس مسئلہ کو ایوان میں پیش کر دیا گیا تو پھر جو ممبر منتخب ہوئے ان کا اب تک نوٹیفکیشن کیوں نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ کیا صوبائی کیبنٹ کا کوئی ممبر اس بات کا ذمہ دار ہے کہ مرکزی حکومت نے یہ نوٹیفکیشن کیوں نہیں کیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ! ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قسم کی یقین دہانی کرائی جائے کہ اگر اس وقت تک نوٹیفکیشن نہیں کیا گیا تو انہیں compenstate کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ compensation والی کوئی بات نہیں , تمام کے تمام ممبر منتخب نہیں ہوئے تھے ، چند ممبر منتخب ہوئے تھے ۔ اب آپ نے یہ مسئلہ اٹھا دیا ہے تو میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ دو چار دنوں میں ہمیں اطلاع فراہم کریں ۔ پھر ہم فیصلہ کریں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے ۔ اب یہ تحریک ہم کل لیں گے اور میں اس سلسلے میں وزیر قانون کو نوٹس دے رہا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ! بہت سی تحاریک ایسی ہیں جن کے

متعلق وزیر قانون کو پہلے سے ہی نوٹس ہے اور وہ ایسی اہمیت کی حامل ہیں کہ ان کے متعلق وزیر متعلقہ کو پریس میں بیان دینا پڑا ۔

Mr. Speaker : He is stating the latest position.

چوھدری طالب حسین ۔ یہ تو آپ کی صوابدید ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بھی میری صوابدید ہے کہ میں ان کو out of tura لے رہا ہوں ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب میں تحریک التوائے کار نمبر 6 لیتا ہوں ۔ یہ تحریک چودھری امان اللہ لک کی ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! کل آپ نے میری ایک تحریک کو آج کے لئے التواء میں رکھا تھا ۔ جس میں آپ نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ بنلسپتی گھی کی تقسیم میں صوبائی حکومت کو کوئی اختیار حاصل ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ بھی کریں گے ۔ میرے پاس چھ تحاریک التوائے کار ہیں ۔ شاید ان میں وہ بھی آ جائے ۔

پنجاب میں سیمنٹ کی شدید قلت

مسٹر سپیکر : چودھری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پورے پنجاب میں گذشتہ ایک ہفتہ سے سیمنٹ کی شدید قلت پیدا ہو چکی ہے ۔ جس سے مکانات کی تعمیر رک چکی ہے ۔ گذشتہ بارشوں میں شدید نقصان کے پیش نظر گرے ہوئے مکانات کی تعمیر عوامی نوعیت کی حامل ہے ۔ سیمنٹ کی قلت انتظامی بد دیانتی اور دھاندلی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے ۔ پورے پنجاب کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پیدا ہو چکا ہے ۔ اس واقعہ کو اسمبلی میں زیر بحث لانا ضروری ہے ۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جا کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے ۔ یہ واقعہ میرے ذاتی علم میں ہے ۔

قبل اس کے کہ وزیر موصوف اس کا جواب دیں ۔ ایک بات سمجھ میں آتی ہے ۔ جیسے آپ نے کل بتایا تھا کہ یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ یہ ایک حد تک تو مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ اس کے بعد یہ مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا بن جاتا ہے کہ کسی دوکان دار کے پاس گھی ہے ۔ لیکن وہ اسے زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے یا اسے چھپا لیتا ہے ۔ تو کیا یہ بلیک مارکیٹنگ میں نہیں آتا ۔ اگر یہ بلیک مارکیٹنگ میں آتا ہے ۔ تو پھر یہ مسئلہ صوبائی حکومت کا بن جاتا ہے ۔

وزیر قانون : بلیک مارکیٹنگ تو صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتی ہے ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اصل مسئلہ اس کی تقسیم سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : ایک تحریک میں یہ ہے کہ گھی بلیک میں فروخت ہو رہا ہے ۔

چودھری طالب حسین : جناب والا ! اس میں ایک بات خاص طور پر قابل غور ہے ۔ جیسے کہ آپ نے وزیر قانون سے دریافت کیا ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ میں اس سلسلے میں صرف ایک بات آپ کے علم میں لانی چاہتا ہوں کہ اگر واقعی اس کی تقسیم کی ذمہ داری مرکزی حکومت کے پاس ہے ۔ تو پھر صوبائی حکومت کے افسران کس اتھارٹی پر اس کے پرمٹ جاری کرتے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صوبائی حکومت کو اس کی تقسیم کا اختیار ہے اور وہ اس پر کنٹرول کر سکتی ہے ۔ میرے ذاتی علم میں یہ بات ہے کہ صوبائی حکومت کے افسران کو لوگ درخواستیں دیتے ہیں اور وہ ان کو پرمٹ جاری کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : Whose function it is ?

Chaudhri Talib Hussain : They issue permits on behalf of the Provincial Government and not on behalf of the Federal Government

تو اس میں لاء اینڈ آرڈر کی بات نہیں ۔ صوبائی حکومت کے افسران عوام کو پرمٹ جاری کرتے ہیں ۔ اس لئے یہ بھی ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھیں کہ اس کی تقسیم درست ہو رہی ہے ۔ جن اشیاء کا تعلق شہریوں سے ہے ۔ ان کی ذمہ داری بھی صوبائی حکومت پر ہے ۔ اگر وہ ان پر کنٹرول نہیں کر سکتی ۔ تو پھر اس کی وجوہات بتائی جائیں اور جو اقدامات انہوں نے اس کی تقسیم کے متعلق کئے ہیں وہ بتائے جائیں ۔ کیونکہ تمام شہری اس سے

تعلق رکھتے ہیں اور یہ ایسی چیز ہے - جو بلیک میں تو مل رہی ہے - لیکن صحیح قیمت پر نہیں ملتی - اگر واقعی اس کی قلت ہے - تو پھر یہ بلیک میں بھی نہ ملے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ Essential Articles Act کے تحت بھی آتی ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 51 بھی اسی مضمون کی ہے - اسے بھی ساتھ ہی لے لیں -

مسٹر سپیکر : جب اس کی باری آئے گی تو اسے بھی لے لیں گے - لیکن اس میں کچھ فرق ہے -

وزیر قانون : تو آپ پہلے تحریک نمبر 6 لے رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : ہاں ! میں تحریک نمبر 6 لے رہا ہوں -

وزیر قانون : جناب والا ! سیمنٹ کی تقسیم سٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن آف پاکستان کے تحت ہوتی ہے - اس کی قلت کے پیش نظر حکومت نے ڈپٹی کمشنروں کو کہا تھا کہ اس کی تقسیم کے لئے پرمٹ جاری کئے جائیں - لیکن جیسے کہ میرے دوست طالب حسین صاحب فرما رہے تھے کہ اس کی تنظیم کس کے پاس ہے اور اس کی allocation کیسے ہونی چاہئیے - تو یہ کام صوبائی حکومت کا نہیں - جب یہ سیمنٹ ڈیلروں کے پاس پہنچ جاتا ہے - تو اس کے بعد صوبائی حکومت یہ دیکھ سکتی ہے کہ یہ صحیح طور پر تقسیم کیا جائے اور اس کی بلیک مارکیٹنگ نہ ہو - اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے ڈپٹی کمشنروں کو اختیارات دئے ہوئے ہیں - تاکہ اس کی تقسیم ہر جگہ پر مناسب طریقے سے کی جائے - تو اگر حکومت پنجاب کو اس قسم کی کوئی شکایت آتی ہے - تو وہ بھی سٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن آف پاکستان سے کہتی ہے کہ اس کا ازالہ کیا جائے - لیکن اس کے باوجود اس کی پیداوار اور اس کی میجر تقسیم کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے اور صوبائی حکومت کے پاس نہیں - جب allocation کے بعد یہ صوبے میں پہنچتا ہے - تو پھر اس کا انتظام کرنا صوبائی حکومت کا کام ہے اور اس نے اس سلسلے میں ڈپٹی کمشنروں کو اختیارات دئے ہوئے ہیں -

مسٹر سپیکر : سیمنٹ کے متعلق تو یہ نہیں کہا گیا کہ اس کی بلیک ہو رہی ہے - وہ تو کہتے ہیں کہ اس قلت پیدا ہوگئی ہے -

چودھری طالب حسین : جناب سپیکر ! یہ بات تو آپ کے علم میں بھی ہے -

مسٹر سپیکر : آپ میرے علم کی بات چھوڑیں -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس کی بلیک تو پورے صوبے میں ہو رہی ہے -

Mr. Speaker : The objection that has been taken up by the Law Minister is valid, but this may not be applicable to No. 1, adjournment motion.

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! جو پریسیڈنٹ آپ فرما رہے ہیں - اس کی اناؤنسمنٹ نہ فرمائیں - میں نے لکھا ہے کہ قلت بد دیانتی - دھاندلی اور انتظامی وجہ سے پیدا ہوئی ہے -

مسٹر سپیکر : انتظامیہ تو اس بورڈ کے پاس ہے !

چودھری امان اللہ لک : انتظامیہ تو ڈی سی صاحب کے ماتحت ہے - جو ایسینشل آرٹیکل ایکٹ کے تحت ان کی ذمہ داری ہے - کیا ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ڈھونڈتے پھر رہے ہیں کہ کس جگہ کوئی تقریر کرتا ہے ؟ ایسا نہیں ہے - یہ تمام کی تمام چیزیں ایسنشل آرٹیکلز ایکٹ کے تحت آتی ہیں اور جناب والا ! دوسری بات یہ کہ مکانات کی تعمیرات اس وقت رک چکی ہیں جو فلڈ کی وجہ سے تباہ و برباد ہو چکی ہیں -

مسٹر سپیکر : آپ انتظامی کا لفظ نہ لکھتے - اتنا لکھ دیتے کہ سیمنٹ کی قلت بد دیانتی اور دھاندلی کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے - اس طرح آپ نے اسے بڑا کوالیفائی کر دیا ہے کہ یہ بد دیانتی اور دھاندلی انتظامی لیول پر ہے-

چودھری امان اللہ لک : یہ امر واقعہ ہے کہ غریب آدمی کے مکانات گر چکے ہیں - تعمیرات رک چکی ہیں - بلیک مارکیٹنگ ہو رہی ہے -

Mr. Speaker : I cannot convert this Assembly into the National Assembly. I am no such authority.

چودھری امان اللہ لک : کیا آپ اس اسمبلی کو لاء منسٹر کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اگر آپ میرا مشورہ مانیں تو تحریک التوائے کار لکھنے کے بعد ایک مرتبہ اسے دوبارہ پڑھنے کی تکلیف کر لیا کریں Probably most of the difficulties will be removed. اب جو آپ کام نہیں کرتے ۔ How can I help you in that?

چوہدری امان اللہ لک : گزارش یہ ہے کہ آپ جس technicality کا سہارا لے رہے ہیں ۔ وہ اس میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : بالکل یہی بات ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : عالی جاہ ! بالکل نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : It is a technical matter.
اپنے تمام liberal attitude کے باوجود
I have certain legal limitations and certain limitations under the Rules. I cannot violate them.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں پھر عرض کروں گا کہ یہ انتظامی معاملہ ہے اور بد دیانتی اوپر سے بھی شروع ہوتی ہے ۔ جہاں سے سیمنٹ کارپوریشن کا تعلق ہے اور ضلع میں پہنچنے میں بھی اس کو cover کرتی ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ آپ بطور ایک فاضل وکیل کے اگر اس کا ترجمہ کریں گے تو بالکل صحیح رہے گا ۔ ڈسٹری بیوشن تک انتظامی بد دیانتی کی جاتی ہے ۔ انہوں نے بطور وزیر قانون اپنی ذمہ داری قبول فرمائی ہے کہ ضلع کے اندر جہاں ڈسٹری بیوشن ہو رہی ہے ۔ وہاں تو ہماری ذمہ داری آ جاتی ہے ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان اور اے سی صاحبان کی یہ ذمہ داری ہے ۔

چوہدری طالب حسین : یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ضروریات زندگی میں یہ بہت اہمیت کا حامل ہے ۔

مسٹر سپیکر : امر واقعات تو کئی ہیں You may not be able to discuss that here.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! کیا امر واقعات پنجاب اسمبلی کی جیورسڈکشن سے باہر چلے جاتے ہیں ۔ اس لئے کہ وہ امر واقعات ہیں ؟

مسٹر سپیکر : ہاں ۔

چوہدری طالب حسین : کیسے جناب والا ! یہ صوبائی حکومت اس صوبے کی نمائندہ ہے ۔ جہاں اگر ضروری اشیاء کی کمی ہوتی ہے ۔ تو اس کی ذمہ داری صوبائی حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں صوبے کے متعلق کوئی الزام نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین : میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں ضروریات زندگی کی کمی اس صوبے میں پیدا ہوتی ہے ۔ جس میں اس کے شہریوں کو تکالیف ہیں ۔ تو ان تکالیف کو دور کرنے کے ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے ۔

Mr. Speaker : I cannot over ride provincial autonomy, مجھے تو اختیار نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین : اور جب ہم اسمبلی میں یہ بات کرتے ہیں کہ یہ اختیارات آپ فیڈرل حکومت کو منتقل نہ کریں ۔ تو اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ ان اختیارات کو بہتر طور پر استعمال کر سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو یہ اختیار ہے کہ آپ ممبران کے فیصلوں پر تنقید کریں ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جب ہم اس ایوان میں شہریوں کی تکالیف اور ضروریات زندگی کی کمی سے متعلق اعتراض اٹھاتے ہیں یا نکتہ اٹھاتے ہیں ۔ تو اس بات کو اس طرح ختم کیا یا ٹالا جاتا ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے ۔ یہ تمام ذمہ داریاں فیڈرل گورنمنٹ کی ہیں ۔ تو پھر انہیں یہاں بیٹھنے کا کیا حق پہنچتا ہے ؟ پھر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اس صوبے کے عوام کے نمائندہ ہیں ۔ اس صوبے کے عوام کی تکالیف دور کرنا صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے اور ایڈمنسٹریشن ان کے ہاتھ میں ہے ۔ یہ ایک ایڈمنسٹریٹو معاملہ ہے ۔ پرمٹ جاری ہوتے ہیں ۔ کیا ان کی ایڈمنسٹریشن نہیں دیکھ سکتی کہ ڈسٹری بیوشن فیئر ہو رہی ہے یا نہیں ؟ کیا صوبائی حکومت فیڈرل گورنمنٹ سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتی کہ صوبے میں سیمنٹ کی کمی ہے ؟

وزیر قانون : جہاں تک پرمٹ اور ڈسٹری بیوشن کا تعلق ہے ۔ وہ میں نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب نے پہلے ہی ڈپٹی کمشنرز کو کہا ہے کہ انتظامی طریقے سے اس کو کنٹرول کریں ۔ تاکہ صحیح لوگوں تک سیمنٹ پہنچ سکے ۔ اگر کسی جگہ اس میں کمی واقعہ ہوتی ہے ۔ تو اس کی ذمہ داری حکومت پنجاب پر نہیں آتی ۔ اس کی ذمہ داری ذرا ہٹ جاتی ہے ۔ جہاں لوگوں کو ضرورت ہے ۔ وہاں حکومت پنجاب کوشش کر رہی ہے ۔ جہاں کمی ہے ۔ وہاں پر بھی ہم متعلقہ اداروں سے رابطہ کئے ہوئے ہیں اور اس کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے بڑا احترام ہے ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو فرمایا ہے ۔ اس میں تھوڑا سا کسی کو اس ذمہ داری پر مامور کر دیں کہ جب تحریک ہائے التوائے کار لکھی جاتی ہیں ۔ تو ان کو تھوڑا سا ایڈٹ کر لیں ۔ کوئی حرج کی بات نہیں ۔ A little labour may save a lot of time here

چوھدری طالب حسین : جناب والا ! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ٹیکنیکلی آپ کا فیصلہ بالکل درست ہوگا ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اشیائے ضروری کی کمی پر حکومت کو از خود بحث کے لئے دعوت دینی چاہئیے ۔ تاکہ وہ عوام کے سامنے اس کی وضاحت کر سکیں ۔ جناب والا ! اتنا ضروری معاملہ ہے ۔ آخر گورنمنٹ ہے ۔ یہ دیکھنا اس کے فرائض میں شامل ہے کہ لوگوں کو ضروریات زندگی میسر ہیں یا نہیں ۔ ان کی طرف سے خود initiative آنا چاہئیے تھا ۔ ہر commodity کا یہی حال ہے ۔ چھ مہینے سے لوگوں کو سگریٹ تک نہیں مل رہے اور کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا ۔ کیا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ہم نے ہدایات جاری کر دی ہیں ؟ سوال یہ نہیں کہ ہدایات جاری کی ہیں یا نہیں ۔ سوال یہ ہے کہ ان ہدایات کا کیا فائدہ ہوا اور ان پر کیا عمل ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوا کار نمبر 1 ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ نے بڑی مہربانی اور شفقت فرمائی ہے ۔ میں ایک نکتے کی وضاحت چاہتا ہوں ۔ ایسنشل آرٹیکلز ایکٹ میں سیمنٹ اور اس کی ڈسٹری بیوشن آتی ہے یا نہیں اور اس کے تحت صوبائی حکومت کو اختیار ہے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : پہلی بات تو یہ ہے کہ میں جب یہاں سے اٹھ کر جاؤں گا تو ضرور اس قانون پر غور کروں گا ۔ مگر کیا آپ نے کہیں اس میں یہ بات لکھی ہے کہ یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے یا صوبائی حکومت اس بات میں فیل ہوئی ہے یا صوبائی انتظامیہ اس بات میں فیل ہوئی ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک : "انتظامی" لکھا ہوا ہے ۔ انتظامی بد دیانتی ہوئی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : عملاً تو یہ بات موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کو کسی بات سے منع کیا ہے ؟ اس کے پیش ہونے سے میں آپ کی امداد نہیں کر سکتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : صوبائی حکومت کو سیمنٹ کے سلسلے میں کوئی اختیار ہے یا نہیں ؟ ایسنشل آرٹیکلز میں یہ آتا ہے یا نہیں ؟ اس کے متعلق میں وضاحت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس طرح کریں کہ ایک سوال لکھ کر مجھے بھیج دیں ۔ میں اس کا جواب دے دوں گا ۔

پنجاب میں بناسپتی گھی کی شدید قلت

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" لاہور کی اشاعت مورخہ 29 اکتوبر 1976ء کی خبر کے مطابق پنجاب میں گزشتہ دو ہفتے سے بناسپتی گھی کی شدید قلت پیدا ہو چکی ہے اور عوام کو مقرر کردہ نرخ پر گھی دستیاب نہیں ہو رہا ہے ۔ گھی بلیک ہو کر فروخت ہو رہا ہے ۔ اس واقعے سے عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے ۔

اس میں دونوں ہی باتیں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ عوام کو مقرر کردہ نرخوں پر گھی دستیاب نہیں ہو رہا اور دوسرے یہ کہ گھی بلیک میں فروخت ہو رہا ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! جہاں تک میرا پہلا پوائنٹ ہے ۔ یہ ڈسٹری بیوشن بھی مرکز کے تحت ہے ۔ جہاں گھی کارپوریشن آف پاکستان اس کو کنٹرول کرتی ہے ۔ اس سلسلے میں جو نگرز ہمیں حاصل ہوئی ہیں ۔ وہ میں عرض کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ان کا یہ سوال نہیں ہے ۔ جو آپ کی سٹیٹمنٹ ہے ۔ غالباً وہی ان کی سٹیٹمنٹ ہے ۔ ڈسٹری بیوشن کے لئے گھی کی مقدار تو کافی بھیجی گئی ہے ۔

But it is not reaching the common man. To him it is sold at black market prices and there is a scarcity.

This is what he has actually stated in his adjournment motion.

وہ آپ پڑھیں جو آپ کی فگرز ہیں ۔ سیمنٹ والی تحریک اور اس میں دونوں میں فرق ہے ۔

وزیر قانون : میں یہ بات بالکل سمجھتا ہوں ۔ سوال یہ ہے کہ اب حکومت کے پاس جو طریق کار ہے کہ اگر ایک جگہ پر مناسب ضرورت ہے ۔ تو مقدار اس مناسب ضرورت سے بھی زیادہ بھیجی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ بتائیں ۔

وزیر قانون : میں بتانا چاہتا ہوں ۔ جو فگرز ہمیں ملی ہیں ۔ اس کے مطابق 27 اکتوبر 1976ء کو گھی مقرر کردہ ٹارگٹ سے ایک ہزار ایم ٹن زیادہ فراہم کیا گیا ۔ ضرورت یا مقرر کردہ ٹارگٹ تیرہ ہزار اسی ایم ٹن تھا ۔ لیکن فراہم چودہ ہزار اسی ایم ٹن کیا گیا ۔ گویا ایک ہزار ایم ٹن زیادہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں اگلی بات کے متعلق بھی آپ کی کچھ سٹیٹمنٹ ہونی چاہئیے کہ آپ کے علم میں کیا پوزیشن ہے ۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور ۔ جناب والا ! ہمارے علم کے مطابق اس کی کوئی کمی نہیں ہے ۔ اگر انفرادی طور پر واقعہ کہیں پیش آیا ہو تو اس کی نشاندہی کر دی جائے ۔ قانون کے مطابق ہم اس پر ایکشن لیں گے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ! حکومت نے بار بار دعوے کئے ہیں کہ گھی کی پروڈکشن اب بہت بڑھ گئی ہے . . . .

مسٹر سپیکر : اس میں تو آپ مجھ سے نہیں پوچھیں گے کہ کمی واقع ہوئی ہے یا نہیں ؟

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ! میں ایک اور پہلو کی طرف آ رہا ہوں ۔ حکومت نے بار بار یہ دعوے کئے ہیں کہ گھی کی پروڈکشن بہت بڑھ گئی ہے ۔ اب وزیر قانون وپارلیمانی امور نے جو ایوان میں بیان دیا ہے ۔ اس کے مطابق گھی ضرورت سے زائد فراہم کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! اشیاء کا فراہم نہ ہونا ایک علیحدہ بات ہے ۔ اور اگر کسی چیز کی کمی واقع ہو گئی ہے ۔ جس کی طلب موجود ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ بلیک مارکیٹنگ میں جائے گی ۔ اس کے لئے ثبوت چودھری امان اللہ لک صاحب یا میرے پاس موجود نہ ہو مگر یہ ایک عام سی بات ہے ۔ اور ایوان کے ممبران کو بھی اس بات کا علم ہے ۔ اس سے انکار کرنا ایک علیحدہ بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا گھی مارکیٹ میں نہیں مل رہا ؟

Chaudhri Talib Hussain. There are instances at certain places.

مسٹر سپیکر : Instances کی بات تو وزیر موصوف بھی مانتے ہیں ۔

چودھری طالب حسین ۔ جناب والا ! گورنمنٹ کی ذمہ داری یہی تو ہوتی ہے ۔ کہ اگر کوئی چیز دستیاب بھی ہے ۔ اوو ضرورت سے زیادہ دستیاب ہے ۔ اور پھر اگر گورنمنٹ اس کی تقسیم پر کنٹرول نہیں کر سکتی اور اس کی بلیک مارکیٹنگ کے واقعات یا مثالیں آپ کو ملتی ہیں اس مطلب یہ ہے کہ حکومت اپنے فرائض کو کماحقہ ادا نہیں کر رہی اور وہ اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کر رہی ۔ اسی لئے تو گورنمنٹ بنائی جاتی ہے ۔ گورنمنٹ کی ذمہ داری کیا یہی ہے ۔ کہ وہ چیزیں جن کو گورنمنٹ کنٹرول کر سکتی ہے وہ کرے اور بہتر سہولتیں عوام کو فراہم کرے ۔ لیکن گورنمنٹ یہیں پر آ کر فیل ہوتی ہے ۔ ایک چیز دستیاب ہوتی ہے اور ضرورت سے زیادہ دستیاب ہے مگر اس کی ڈسٹر یبیوشن کو کنٹرول نہیں کرتی ۔ اس لئے کہ ان کی مشینری اہل نہیں ہے ۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ سسٹم ہے ۔ اگر یہ سسٹم ہے تو حکومت کا فرض ہے کہ اس کو دور کرے اور جو ذمہ دار آفیسر ہیں ۔ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے مگر ایسا کہیں بھی نہیں ہو رہا ۔ ہماری صرف یہ گذارش ہے کہ باوجود اس کے کہ گھی وافر مقدار میں دستیاب ہے اور طلب اس کی کم ہے مگر پھر بھی مصنوعی طور پر کئی جگہ پر قلت پیدا کی گئی ہے ۔ تاکہ اس کو بلیک مارکیٹ میں فروخت کر کے سرمایہ کمایا جائے ۔ ان لوگوں کا محاسبہ کرنا حکومت کا فرض ہے ۔

مسٹر سپیکر : چودھری صاحب ۔ جو تحریک التواء پیش کی گئی ہے اس میں تو اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ بلیک مارکیٹنگ ہو رہی ہے اور جنرلی اس کی کمی واقع ہے ۔ وزیر موصوف کا موقف یہ ہے کہ جنرلی گھی دستیاب ہے اور کنٹرول ریٹ پر دستیاب ہے ۔

There may be a solitary instance.
then we Take action.Is it not pressed. اگر وہ ہمارے نوٹس میں کوئی لاتا ہے ۔

Chaudhri Talib Hussain. It is not pressed ?

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the adjournment motion is not pressed.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ! اس پر آپ خود ہی کوئی فیصلہ فرمائیں میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ تین چار روز قبل میں نے گجرات ضلع کے اندر کوشش کی ۔ ایجنسی سے بھی رابطہ قائم کیا بلکہ خود گیا ۔ مجھے اور میرے دوست کو گھی کی ضرورت تھی تو اس لئے مجھے خود جانا پڑا ۔

مسٹر سپیکر : مگر آپ دوکان دار کے پاس کیوں گئے ۔ ایجنسی کے پاس کیوں نہیں گئے کیونکہ Agencies are given only to the authorised persons.

چوھدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! ایجنسی والے ہی دوکان داروں کو سپلائی کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : But the agents can sell it to the persons who have authority from the Corporation to purchase it. They cannot give even a single tin to an individual except with the authority of the Corporation.

Syed Tahir Ahmed Shah : They do sell to the individual customers.

چوھدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میری گذارش آپ سن لیں ۔ پوزیشن وہاں یہ ہے کہ صرف ان کو کارپوریشن گھی نہیں دیتی ہے ۔ جن کے پاس پرمٹ نہیں ہے ۔ اس کے بعد ڈسٹری بیوشن جیسا کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے ۔ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ استعمال کرنے والے کے پاس جائے ۔ میں کنزیومر کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں ۔ کیونکہ مجھے خود گھی کی ضرورت تھی ۔ تمام ضلع کے اندر میں خود گھوما ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! اس سلسلہ میں ۔ میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جب میں ضلع گجرات کے دورہ پر گیا ۔ تو وہاں مجھے کچھ شکایات ملیں ۔ میں نے فوراً گھی کارپوریشن کے چیئرمین سے کہا تھا کہ یہاں ڈسٹری بیوشن کا طریقہ کار تبدیل کر دیا جائے ۔ وہ اس پر غور کر رہے ہیں ۔ انشا اللہ آئندہ کوئی شکایت نہیں ہوگی ۔

Mr. Speaker : Any suggestion from Chaudhry Sahib ?

وزیر قانون : اس پر ضرور غور کیا جائے گا ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میں اس سلسلہ میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ جب کوئی چیز نہیں مل رہی ہوتی - تو وہ بلیک میں آسانی کے ساتھ مل جاتی ہے -

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے بھی یہ شکایات ملی تھیں -

Minister For Law : I have directed the Chairman of the Corporation and the system is going to be changed. He has invited you to advise him on the subject.

جو تجاویز آپ پیش کریں گے - ان پر غور کیا جائے گا - ممکن ہے . . . .

چوھدری طالب حسین : جناب سپیکر ! جب حکومت تسلیم کر رہی ہے تو کیا اس پر یقین دہانی آ سکتی ہے کہ جب انہوں نے گجرات ضلع میں طلب سے زیادہ گھی سپلائی کیا ہے - تو بلیک مارکیٹ کیوں ہوئی اور ان کے خلاف حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون : ہم دیکھیں گے - کبھی کبھی شکایات ملتی ہیں - میں یہ نہیں کہتا کہ بالکل ہی شکایات نہیں ملتیں -

Mr. Speaker : Then you extend an assurance that so far as Gujrat District is concerned, the matter is being looked into, and it will be properly made available. In other cases, if an instance is brought to you notice, proper action will be taken.

Minister For Law : Yes.

Mr. Speaker : In view of the assurance of the Minister, the adjournment motion is not pressed.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ نے بجا فرما دیا - جہاں تک گجرات کا مسئلہ ہے - وہ تو حل ہوگیا - مگر جہاں تک صوبے کا مسئلہ ہے - اسے اچھی طرح سے حل کریں -

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کر رہے ہیں -

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں کہہ رہا ہوں کہ صوبائی سطح پر اس مسئلہ کو حل ہونا چاہئیے -

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ صوبائی سطح پر قلت نہیں ہے ۔ This is their statement.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ مسئلے کو take up تو کریں ۔

مسٹر سپیکر : جب جنرل قلت نہیں ہے تو کس طرح سے وہ take up کریں ۔

چوہدری امان اللہ لک : قلت ہے ۔ جناب والا ! لاہور میں بھی گھی بلیک ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب میں تو لاہور کے متعلق نہیں کہہ سکتا ۔ مگر میں لاہور کا رہنے والا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ کو تو جناب گھی مل جاتا ہوگا ۔ نذرانے کے طور پر بھی مل جاتا ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : جن کو آپ پیارا سمجھتے ہیں ۔ ان کے زمانے والی کیفیت نہیں ہوئی ۔ نذرانے ابھی تک نہیں آتے ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ کے بے شمار دوست اور احباب موجود ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی ایوب خان کے بیٹوں کی حکومت نہیں ۔ یہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت ہے ۔ اس لئے وہ نذرانے والی کیفیت نہیں ہوئی ۔

چوہدری امان اللہ لک : بہرحال آپ کو تو تکلیف ہو نہیں سکتی ۔

سید طاہر احمد شاہ : بہر حال جناب والا ! یہ اس پر توجہ دیں اور عوام کے جائز مسائل کو حل کریں ۔ مصنوعی قلت پیدا کی جاتی ہے ۔ جس کی وجہ سے بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تقریروں کا کوئی موقع نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! آپ تقریروں کی اجازت بے شک نہ دیں ۔ مگر یہ ایک حقیقت تو ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975ء

(مسودہ قانون نمبر 74 بابت 1975ء)

(جاری)

Mr. Speaker : Now we go on to legislation.

میں وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب آپ کا کیا پروگرام ہے - لیڈر آف اپوزیشن سے آپ کی کوئی بات ہوئی ہے ؟ کیونکہ یہ ایک ایسا قانون ہے - جس میں جہاں تک جذبات کا تعلق ہے - آپ سے انہوں نے اتفاق کیا ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ہم نے تو یہ کہا ہے کہ ہم اسے کوئی سیاسی مسئلہ نہیں سمجھتے - بلکہ انسانی مسئلہ سمجھتے ہیں اور اسی جذبہ کے پیش نظر میں نے آج وزیر قانون صاحب سے تفصیلاً بات چیت کی ہے اور بہت سی ترامیم پر ہم نے اتفاق کیا ہے - گو کلی طور پر ہم موجودہ قانون سے مطمئن نہیں ہیں - بل جس شکل میں آ رہا ہے - خصوصاً اس کا جو بنیادی ڈھانچہ ہے - اس کے باوجود جو ترامیم ہم نے پیش کیں تھیں - اُن میں سے بہت سی ترامیم پر حکومت نے اتفاق کر لیا ہے اور سیکرٹری اسمبلی ان کو فریم کر رہے ہیں -

Mr. Speaker : Should we have an interval of 30 minutes.

We shall re-assemble at fifteen minutes to 12.00 Noon.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 30 منٹ تک کے لئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(کلاز 3)

Mr. Speaker : We complete the first reading yesterday. Now we take up the bill clause by clause. Clause 3 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Amendments to be moved by Allama Rehmat ullah Arshad, Ch. Talib Hussain, Syed Tabish Alwari, Ch. Nazar Hussain Mansoor and Syed Tahir Ahmed Shah.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment.

> That in Clause 3 of the Bill, for the words "the Punjab Board of Control for the Supervision and Control of Orphanges" occurring in lines 3-4, the words "the Punjab Board for the Supervision and Control of Children Homes" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in claese 3 of the Bill, for the words "the Punjab Board of Control for the Supervision and Control of Orphanages" occurring in lines 3-4, the words "the Punjab Board for the Supervision and Control of Children Homes" be substituted.

The other amendments are not being moved.

Syed Tabish Alwari : Yes Sir.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! اس بل کے تحت ایک ایسے بورڈ کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے - جو صوبہ بھر کے نجی یتیم خانوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کرے گا - ہم نے اصولی طور پر بل پر جنرل پرنسپلز پر بحث کے دوران اس بات کا واضح طور پر اظہار کیا ہے کہ جہاں تک اس بل کے مقاصد کا تعلق ہے - جہاں تک اس بل کے ذریعے ایک انتہائی فراموش شعبے کی اصلاح کا تعلق ہے - ہم اس سلسلے میں ان کے ہم آواز ہیں - لیکن اس کے لئے جس صورت میں یہ بل پیش کیا گیا ہے - اس سے بعض بنیادی اختلافات رکھتے ہیں - ان میں سے ایک بنیادی اختلاف یہ تھا کہ جہاں ماضی میں مختلف قوانین کے ذریعے یتیم خانوں کے نام کو برقرار رکھا گیا تھا - وہاں اس بل کے ذریعے اس بورڈ کا نام یتیم خانوں کی نگرانی کا بورڈ رکھا گیا ہے - ہم سمجھتے ہیں

کہ یتیم خانے کا یہ لفظ ہمارے موجودہ معاشرے میں مسلسل تحقیر کی علامت بنتا جا رہا ہے اور اس کے ذریعے یتیموں میں احساس کمتری پیدا ہو رہا ہے اور انہیں معاشرے میں جزولاینفک بنانے میں انتہائی رکاوٹ بن رہا ہے - ترقی یافتہ اقوام میں ایسے بچوں کے لئے جو اپنے والدین سے محروم ہو جاتے ہیں یا جن کے والدین محتاج ہیں یا جن کے والدین نے انہیں چھوڑ دیا ہے - ان کے لئے مختلف اداروں کی تشکیل ہوئی ہے - ان اداروں کو اس مقصد کے لئے وقف کیا ہے کہ وہ ان بدقسمت بچوں کو ملک کے دوسرے متمول بچوں کے دوش بدوش باعزت مقام دلا سکیں - اس لئے جناب والا - orpanages کی تازہ ترین تعریف کی گئی ہے اور Webster International Dictionary کے مطابق :

> Orphanage is an institution which serves as a home for children who are deprived of practical and parental care. An orphanage provides long term care. Orphanages are expected to educate and prepare for adjustment in society.

جس طرح مختلف الفاظ مختلف ادوار میں اپنے معنی کھو دیتے ہیں یا ان کے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں اور ان کی معنویت مذموم ہوکر رہ جاتی ہے - اسی طرح یتیم خانوں کا لفظ بھی ہمارے معاشرے میں تحقیر کی علامت بن چکا ہے - جس طرح سے ترقی یافتہ اقوام میں اس سلسلے میں یتیموں کے اس احساس کو ختم کرنے کے لئے یتیم خانوں کے لئے چلڈرن ہوم کا نام دیا ہے - اسی طرح میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آج جو ہم قانون پاس کر رہے ہیں - اس میں اس قدیم ناقابل قبول نام کو تبدیل کرکے یتیم خانوں کو دارالاطفال کا نام دیا جائے - مجھے خوشی ہے کہ حکمران پارٹی نے ہماری اس ترمیم کو ہماری اس رائے کو اور وقت کی اہم ترین ضرورت کو فراخدلانہ طور پر قبول کیا ہے - جس کے نتیجے میں جہاں یتیم خانوں میں داخل بچوں کے لئے ایک نیا احساس ایک نئی عزت کا مقام پیدا ہوگا - وہاں ہمارے موجودہ معاشرے میں اس شعبے کے متعلق سماجی تصورات کو بالکل نئی صورت ملے گی -

جناب والا ! حالیہ سروے کے نتیجے میں یونیورسٹی سٹوڈنٹس نے ایک رپورٹ مرتب کی ہے اور ایک انکشاف کیا ہے - جس میں یتیم خانوں کے بچوں کا انٹرویو لیا ہے - وہاں سب کے سب بچوں نے بیک آواز یہ کہا ہے

کہ ہم یتیم خانوں میں پڑھے اور پلے ہوئے بچے کہلانے کے لئے تیار نہیں ہیں - ایک بچے نے کہا کہ جب ہم اپنے کلاس فیلو کے ساتھ بیٹھتے ہیں - تو وہ ہم پر فقرہ کستے ہیں کہ یہ لوگ یتیم خانوں میں پڑھے ہیں - اس سے ہماری گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں اور پشیمانی کا ایک عجیب احساس ہمیں گھیر لیتا ہے - جناب والا ! پشیمانی اور احساس کمتری کے خاتمے کی صورت نکل آئی ہے اور ہم ایک نئے ماحول اور نئے ادارے میں نئے نام کے ساتھ اپنے آپ کو سوسائٹی کا معزز حصہ بنانے میں مساعی کر سکیں گے -

جناب والا ! ان الفاظ کے ساتھ میں اس ہاؤس سے توقع کرتا ہوں کہ انہوں نے جہاں ہماری اس انتہائی اہم اور مفید ترمیم کو قبول کیا ہے - وہاں اس بل کے متعلق دوسری ترامیم کو اسی جذبے اور فراخدلی کے ساتھ قبول کرنے کی کوشش کریں گے اور ہم اجتماعی طور پر اس اہم ترین شعبے کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی نیا اور اہم کام کر سکیں گے - شکریہ -

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

> That in Clause 3 of the Bill, for the words "the Punjab Board of Control for the Supervision and Control of Orphanages" occurring in lines 3-4, the words "the Punjab Board for the Supervision and Control of Children Homes" be substituted.

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے-

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : کیا کوئی افہام و تفہیم ہو گئی ہے ؟

وزیر قانون : جی ہاں افہام و تفہیم ہوگئی ہے ۔ ایوان کل تک ملتوی کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 9.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 3 نومبر 1976ء بروز بدھ 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا انیسواں اجلاس

بدھ ۔ 3 نومبر 1976ء

(چہار شنبہ ۔ 10 ذیقعد 1396ء)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗيِٕ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

پ ۱۴ ۔ س ۱۶ ، رکوع ۱۸ ، ۱۹ آیات ۸۹ ، ۹۰

اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر امت میں سے خود ان پر گواہ کھڑے کریں گے ۔ اور پیغمبر! تم کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے ۔ اور ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا مفصل بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت رحمت اور خوشخبری ہے ۔ بلاشبہ اللہ تم کو انصاف کرنے ، احسان کرنے اور رشتہ داروں کو پیسے سے مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور فحش باتوں ، نامعقول کاموں اور بغاوت و سرکشی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو ،

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : کورم ہے ۔

سید تابش الوری : جناب 33 ممبر موجود ہیں ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے . . . . گنتی کی گئی ۔ اس وقت 50 ممبر موجودہ ہے ہیں ۔ کورم پورا ہے ۔

ملتان روڈ لاہور پر 1600 ایکڑ سکیم میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

***8247 ۔ چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1600 ایکڑ سکیم ملتان روڈ لاہور میں کس کس رقبہ کے کتنے کتنے پلاٹ ہیں اور اس میں 10 مرلہ سے زائد رقبہ کے کتنے کتنے پلاٹ کن کن اشخاص کو الاٹ کئے گئے اور کس افسر نے الاٹ کئے نیز اس الاٹمنٹ کا طریق کار اور اس کی فی مرلہ قیمت کیا مقرر کی گئی تھی ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : ملتان روڈ سکیم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ اس میں صرف پہلے حصہ میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی گئی ہے ۔ سکیم کے اس حصہ میں مختلف رقبوں کے پلاٹوں کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	رقبہ	تعداد
1 ۔	3 مرلہ	920
2 ۔	5 مرلہ	1087
3 ۔	7 مرلہ	278
4 ۔	10 مرلہ	823
5 ۔	1 کنال	233

10 مرلہ سے زائد ایک کنال رقبہ کے کل 233 پلاٹ بنائے گئے تھے - جو مکانات سکیم کے اجراء سے پہلے سکیم کے رقبے میں موجود تھے - ان کو جوں کا توں رکھا گیا اور ان کے پلاٹوں کا شمار مندرجہ فہرست میں نہیں کیا گیا - حکومت کی پالیسی کے مطابق ان پلاٹوں کا 70 فی صد کوٹہ عام لوگوں کو بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کیا گیا - قرعہ اندازی ٹاؤن حال لاہور میں عوام کے روبرو کی گئی - جن اشخاص کے نام قرعہ اندازی میں نکلے - ان کی الاٹمنٹ کی منظوری ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے لی گئی - لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے دس فی صد کوٹے کے پلاٹ ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے الاٹ کئے - دس فی صد کوٹہ حکومت کے لئے مخصوص تھا - ان پلاٹوں کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے الاٹ کیا - دس فی صد کوٹہ خاص گروپوں کے لئے مخصوص کیا گیا تھا - ان کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو سمری پیش کی گئی ہے اور احکام طلب کئے گئے ہیں کہ ہدایت فرمائیں کہ ان پلاٹوں کو کیسے اور کن لوگوں کو الاٹ کیا جائے -

جن اشخاص کو الاٹمنٹ ہوئی ان کی* فہرست لف ہے -

اس سکیم میں الاٹمنٹ کا نرخ مبلغ 1700.00 روپے فی مرلہ مقرر ہے -

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت نے جو قیمت مقرر کی ہے - وہ 1700 روپے فی مرلہ ہے - حالانکہ حکومت نے یہ زمین 20 ہزار فی ایکڑ خرید کی ہے - یہ فرق اتنا زیادہ کیوں ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس کے لئے علیحدہ سوال درکار ہے -

چوہدری علی بہادر خان : انہوں نے بتایا ہے اور یہ سوال اس سے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر : ایسا نہیں ہے - آپ اس طرح سوال کر سکتے تھے کہ یہ زمین فلاں قانون پاس ہونے کے بعد بیس ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے حکومت نے حاصل کی ہے - اس کے بعد یہ قیمت مقرر کی گئی ہے - تو ٹھیک تھا -

---

*براہ مہربانی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں -

ریواز گارڈن اور شادمان کالونی میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*8248 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ شادمان کالونی اور ریواز گارڈن میں سال 1972ء سے لے کر آج تک کس کس قیمت پر اور کن کن اشخاص کو پلاٹ الاٹ کئے گئے ۔ تفصیل سال وار بتائی جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : جہاں تک شادمان کالونی اور ریواز گارڈن کے پلاٹوں کی قیمت کا تعلق ہے ۔ شادمان کالونی میں 15 ۔ جون 1976ء تک ان پلاٹوں کی قیمت 12،000 روپے فی کنال مقرر تھی ۔ اس تاریخ کے بعد ان پلاٹوں کی قیمت 25,000 روپیہ کنال مقرر کر دی گئی ہے اور اب اسی حساب سے وصول کی جا رہی ہے ۔ علیٰ ہذا القیاس 15 ۔ جون 1976ء تک ریواز گارڈن میں پلاٹوں کی قیمت 15،000 روپیہ فی کنال مقرر تھی ۔ لیکن اس تاریخ کے بعد ان کی قیمت 32،000 روپیہ فی کنال مقرر کر دی گئی ہے ۔

جن اشخاص کو شادمان کالونی اور ریواز گارڈن میں پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں ۔ ان کی* فہرست سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

لائل پور شہر میں بچوں کے پارکوں کی دیکھ بھال

*8564 ۔ **سید طاہر احمد شاہ** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائل پور شہر میں بچوں کے کھیلنے کے لئے پارکوں کی حالت دن بدن ابتر ہوتی جا رہی ہے کیوں کہ مذکورہ پارکوں کی نگہداشت صحیح نہیں ہو رہی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے ۔ تو کیا حکومت مذکورہ پارکوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

---

* براہ مہربانی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ۔ لیکن حالات کو ہرگاہ بہتر بنانے کی کوشش جاری رہتی ہے ۔

صوبہ میں کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کو صوبائی و وفاقی حکومت کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی

*8376 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں کس کس کارپوریشن ۔ میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی کو سال 1972-73ء ، 1973-74ء ، 1974-75ء اور 1976-75ء میں کتنی کتنی رقوم صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت نے بطور امداد عطا کیں ۔ ہر سال کی امداد ہر گورنمنٹ کی جانب سے علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : صوبہ میں واقع کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیوں کو صوبائی و وفاقی حکومت کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی کی *فہرست میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ جسے ممبران صوبائی اسمبلی ملاحظہ فرما سکتے ہیں ۔

ضلع سرگودھا کے لئے صوبائی و وفاقی حکومت کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی

*8398 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سرگودھا کو 1972-73ء ، 1973-74ء اور 1974-75ء میں ہر سال علیحدہ علیحدہ کتنی مالی امداد صوبائی اور وفاقی حکومت کی طرف پیپلز ورکس پروگرام کے لئے دی گئی ۔

(ب) مذکورہ سالوں میں علیحدہ علیحدہ ہر سال ضلع سرگودھا میں پیپلز ورکس کے تحت کتنے ترقیاتی منصوبے شروع کئے گئے اور ہر ایک پر ہر سال میں کتنے اخراجات ہوئے ؟

---

*براہ مہربانی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) ضلع سرگودھا کو عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت صوبائی حکومت نے 1973.72ء ، 1974.73ء اور 1975.74ء میں ہر سال مندرجہ ذیل رقوم مختص کیں ۔

سال	ترقیاتی منصوبہ جات	تعلیم بالغان	بلدیاتی ادارے	امداد برائے سیلاب	میزان
1972-73	36,57,360	8,61,000	4,35,200		49,53,560
1973-74	7,18,500	9,75,800	—	7,28,000	24,20,200
1974-75	26,14,400	4,07,350	5,28,000	—	35,59,750

1972.73ء ، 1973.74ء ان برسوں میں 60 فی صد اخراجات برائے سٹاف پیپلز ورکس پروگرام کو وفاقی حکومت کی طرف سے ملے تھے ۔

ضلع سرگودھا میں عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت 1972.73ء تا 1794.75ء تعمیر کئے جانے والے منصوبہ جات کی سال وار تعداد حسب ذیل ہے ۔

نمبر شمار	سال	تعداد منصوبہ جات
1	1972.73	179
2	1973.74	195
3	1974.75	372

مختلف منصوبہ جات پر سال وار خرچ کی* فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

سڑک کی تعمیر

***8532 ۔ سید طاہر احمد شاہ :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائل پور شہر میں راجباہ سہ والا کے کنارے پر چوک برچرن پورہ نمبر 2 سے لے کر آبادی چھوٹا

---

* براہ مہربانی فہرست اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں ۔

سنگھ والا چک نمبر 219 ۔ ر ۔ ب تک سڑک کی تعمیر کے لئے بلدیہ لائل پور کے سالانہ بجٹ میں گذشتہ دو مالی سالوں یعنی 1973-74ء اور 1974-75ء میں رقم کی گنجائش رکھی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر محض اس لئے شروع نہ ہو سکی کہ محکمہ انہار کی طرف سے مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لئے تصدیق نامہ عدم اعتراض جاری نہیں ہوا تھا ۔ جو کہ سال 1975-76ء میں جاری ہو چکا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے ۔ تو کیا حکومت موجودہ مالی سال میں مذکورہ سڑک کی تعمیر شروع کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے ۔ تو مذکورہ سڑک کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) محکمہ انہار کی طرف سے سرٹیفکیٹ عدم اعتراض موصول ہونے پر کام شروع کیا گیا ۔ لیکن حالیہ زبردست بارشوں کے باعث کام جاری نہ رہ سکا ۔ اب اس سڑک پر کام شروع ہے اور تقریباً 40 فی صد مکمل ہو چکا ہے ۔ باقی کام کو کم از کم مدت میں ختم کئے جانے کی سعی کی جا رہی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ باقی ماندہ حصہ کی تعمیر ماہ نومبر کے آخر تک مکمل ہو جائے گی ۔

رہائشی اور کمرشل پلاٹوں کی الاٹمنٹ

***8589 ۔ چوہدری نور احمد** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جنوری 1971ء سے تاحال صوبہ بھر میں امپروومنٹ ٹرسٹ اور ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کی سکیموں کے تحت (ماسوائے قرعہ اندازی کے) کن کن اشخاص کو 10 مرلے یا اس سے زیادہ رقبے کے رہائشی اور کمرشل پلاٹ الاٹ کئے گئے ۔ ان کے پتے بتائے جائیں اور اگر کوئی سرکاری ملازم ہو تو ان کے عہدے بھی بتائے جائیں ۔ نیز ہر سکیم کی تفصیل سال وار علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : مطلوبہ معلومات متعلقہ دفاتر سے اکٹھی کی جا رہی ہیں - موصول ہونے پر ایوان میں پیش کر دی جائیں گی -

مسٹر سپیکر : مطلوبہ معلومات کب تک مہیا ہو جائیں گی ؟

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : یہ اسی اجلاس کے دوران مہیا ہو جائیں گی -

مسٹر سپیکر : اس سوال کو دھرایا جائے گا -

حلقہ کہروڑ پکا کی یونین کونسلوں کے دیہی کارکنوں کا عدم تعاون

***8645 - رانا رب نواز نون** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) حلقہ کہروڑ پکا ضلع ملتان کی یونین کونسلوں کے کیا کیا نام ہیں اور ان میں دیہی کارکنوں کی تعداد کتنی ہے ؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ حلقہ کے دیہی کارکن اپنے اپنے دفاتر میں حاضر نہیں رہتے اور ان کی دفاتر سے مسلسل غیر حاضری کی بناء پر مذکورہ یونین کونسلوں کا کام بری طرح متاثر ہو رہا ہے -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عائلی مقدمات کی سماعت کے دوران مذکورہ دیہی کارکن اپنے حلقہ کے چیئرمین سے تعاون نہیں کرتے - اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لانے کو تیار ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) حلقہ کہروڑ پکا ضلع ملتان میں یونین کونسلوں کی تعداد دس ہے اور ان کے نام برہان پور - علی پور کانجوں - دکھنہ گھاڑو - چیلے واہین - منسہ کوٹھہ - اسماعیل پور - بہاول گڑھ - جمعرانی واہ - نصیر الدین واہین اور رپڑیں - ان میں دیہی کارکنوں کی تعداد چھ ہے - جو یونین کونسلیں خالی ہیں - ملحقہ دیہی کارکن کے پاس ان کا چارج ہے -

(ب) یہ حقیقت نہیں ہے کہ دیہی کارکن اپنے اپنے دفاتر میں حاضر نہیں رہتے - چوں کہ کارکنوں کی تعداد یونین کونسلوں کی تعداد سے کم ہے - اس لئے ممکن ہے کہ جن دیہی کارکنوں کے پاس ایک یونین کونسل سے زیادہ کا چارج ہے - انہیں متعلقہ یونین کونسلوں میں جانا پڑتا ہے -

(ج) جی نہیں عائلی مقدمات کے سلسلہ میں دیہی کارکن چیئرمین صاحب ثالثی کونسل کی مقرر کردہ تاریخ کو مقررہ کردہ مقام پر حاضر ہوتے ہیں - یہ اغلب ہے کہ جس دیہی کارکن کے پاس مسل نہ ہو وہ حاضر نہ ہوتا ہو - دیہی کارکن کی غیر حاضری کی صورت میں چیئرمین ثالثی کونسل متعلقہ اتھارٹی کو رپورٹ کر سکتا ہے - جس کے تحت غیر حاضر دیہی کارکن کے خلاف تادیبی کارروائی ہو سکتی ہے -

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے -

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

سرکاری ملازمین کے لئے فلیٹوں کی الاٹمنٹ

150 - چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) حکومت پنجاب نے یکم جنوری 1972ء تا 31 - مئی 1976ء کتنے وفاقی اور صوبائی ملازمین کو صوبہ میں تعمیر شدہ فلیٹ یا رہائشی یا کمرشل پلاٹ الاٹ کئے -

(ب) مذکورہ ملازمین کے نام و پتے بمع پلاٹ و مکانات کا محل وقوع و رقبہ بتایا جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : مطلوبہ اعداد و شمار اکٹھے کئے جا رہے ہیں اور مکمل ہونے پر ایوان میں پیش کر دیئے جائیں گے -

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر رستم علی خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر رستم علی خان بلوچ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> میں بوجہ بیماری یکم اور دو نومبر کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ لہذا استدعا ہے کہ یکم اور دو نومبر کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> میں بیمار ہوں اور بہاول پور وکٹوریہ ہسپتال میں زیر علاج ہوں ۔ میری رخصت یکم نومبر 1976ء سے آخیر تک منظور فرمائی جائے :

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اعظم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اعظم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> میں بوجہ علالت پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی میٹنگز جو کہ مندرجہ ذیل تاریخوں میں منعقد ہوئیں ، حاضر نہیں ہو سکا ۔ 30 اگست 1976ء ، 31 ۔ اگست 1976ء ، 8 ستمبر 1976ء ، 14 ۔ ستمبر 1976ء، 15 ۔ ستمبر 1976ء ، 16 ۔ ستمبر 1976ء ، 22 ۔ ستمبر 1976ء ، 29 ۔ ستمبر 1976ء ، 30 ۔ ستمبر 1976ء ، 7 ۔ اکتوبر 1976ء اور 8 ۔ اکتوبر 1976ء اس لئے ان ایام کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفظ کاردار صاحب صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

> As I will be going to Karachi to attend to National Cricket Affairs, I may please be granted leave from the 3rd to the 5th November, 1976.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ آج نہیں آئے ، خیر تو ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! ہم نے کچھ اور تحاریک التوائے کار کے نوٹس دیئے ہوئے ہیں اور وہ بہت اہم ہیں ۔ میرے خیال میں پہلے ان کو لے لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : وہ بھی لیتے ہیں ۔ کسی کے پاس ان تحاریک کے نمبر ہیں تو مجھے بتائیں ۔ اتنے میں میں تحریک نمبر 11 لیتا ہوں ۔

ادارہ ترقیات لاہور کے شعبہ آب رسانی کی طرف سے پانی کے نرخوں میں مزید اضافہ

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 16 اگست کے اداریہ کے مطابق ادارہ ترقیات لاہور کے شعبہ آب رسانی نے صوبائی دارالحکومت میں پانی کے نرخوں میں نئے سال سے مزید اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ یہ ادارہ گذشتہ تین چار سالوں میں دو تین اقساط میں پانی کے نرخوں میں اضافہ کر چکا ہے ۔ لیکن ایک ڈیڑھ سال کے قلیل عرصہ کے بعد پانی کے نرخوں میں اضافہ ہر طبقے اور ہر زمرے کے صارفین پر گراں گذرے گا ۔ پانی جیسی بنیادی ضرورت کے نرخوں میں اس بے جواز اضافہ کے خلاف عوام میں زبردست ہیجان اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے ۔

وزیر بلدیات : اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ پانی کا نرخ متعلقہ عمارت کے سالانہ کرائے کی بنیاد پر مقرر کیا جاتا ہے ۔ لیکن ابھی تک یہ تجویز زیر غور ہے اور اس کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : کیوں کہ اس سلسلے میں ابھی تک حتمی فیصلہ نہیں ہوا اس لئے یہ تحریک التوا ابھی قبل از وقت ہے ۔ اب میں سید تابش الوری کی تحریک التوائے کار نمبر 12 لیتا ہوں ۔

سیالکوٹ شہر میں ہیضہ سے 40 کے لگ بھگ افراد کی ہلاکت

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 2 اکتوبر 1976ء کی ایک اطلاع کے مطابق سیالکوٹ شہر میں گذشتہ ایک ماہ ہیضہ سے 40 کے لگ بھگ افراد ہلاک ہو چکے ہیں ۔ اس مرض میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد اڑھائی سو کے قریب ہے ۔ ڈاکٹر کی اطلاع کے مطابق یہ مرض شہر میں شدید گندگی کی وجہ سے پھیلا ہوا ہے ۔ جس کی تمام تر ذمہ داری بلدیہ سیالکوٹ پر عائد ہوتی ہے ۔ صفائی کی اس ناقص صورت حال اور بلدیہ کی بے حسی کے خلاف شہریان سیالکوٹ میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر بلدیات : اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ سیالکوٹ نے بذریعہ ٹیلی فون یہ اطلاع دی ہے کہ شہر میں ہیضہ کی وبا بالکل نہیں اور نہ ہی ہیضہ سے کوئی موت واقع ہوئی ہے اور یہ کہ شہر میں صفائی کا انتظام بہتر ہے ۔ ڈیڑھ لاکھ افراد کو ہیضہ کے ٹیکے لگائے جا چکے ہیں اور مہم ابھی تک جاری ہے ۔ سیالکوٹ کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے بیان کے مطابق بھی ابھی تک سیالکوٹ میں کوئی موت ہیضہ کی وجہ سے واقع نہیں ہوئی ۔ میرے ایک فاضل وزیر سیالکوٹ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو وہ فوری طور پر اس کا نوٹس لیتے ۔

مسٹر سپیکر : میں بھی چند روز پیشتر سیالکوٹ گیا تھا ۔ میں نے بھی ایسی کوئی شکایت نہیں سنی ۔ بہر حال اس خبر کی تردید ہو جانی چاہئیے ۔

سید تابش الوری : جناب والا! یہ خبر مختلف اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ 40 کے قریب اشخاص کی موت وہاں پر ہیضہ کی وجہ سے ہوئی ہے اور اڑھائی سو کے قریب افراد اس مرض میں مبتلا ہیں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that not a single death has taken place and that every precaution is being taken, it it not allowed.

سید صاحب جن تحاریک التوا کے متعلق کہا گیا ہے ان کا نمبر 22-25 اور 61 ہے ۔

سید تابش الواری : جی ہاں !

وزیر قانون : جناب والا ! اسی مضمون سے متعلقہ دیگر تحاریک التوائے کار بھی ساتھ لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : رولز کے مطابق وہ خود بخود ہو جائیں گی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد تو تشریف نہیں رکھتے ۔ اصل میں میں نے انہیں لکھ بھیجا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ ڈسکس کریں گے ۔ اس لئے اس مرحلے پر میں اسے نہیں لے رہا ۔ نمبر 25 کے متعلق بھی میں نے انہیں لکھ بھیجا تھا نمبر 61 کو لے رہا ہوں ۔

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام ہفتہ تقریبات کے چوتھے روز پولیس کا نیو کیمپس کے آڈیٹوریم کا گھیراؤ ۔ طلبہ پر لاٹھی چارج اور مدعو حزب اختلاف کے لیڈران اور طلبہ کی گرفتاری

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 31 اکتوبر 1976 کی خبر کے مطابق پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام ہفتہ تقریبات کے چوتھے روز 31 اکتوبر 1976ء کی صبح یونین کی تقریبات کے سلسلے میں بیاد قائد اعظم "اے قائد اب کسے رہنما کرے کوئی" کے زیر عنوان نیو کیمپس لاہور میں ایک تقریب منعقد ہوئی تھی ۔ جس میں حزب اختلاف کے رہنما نواب زادہ نصراللہ خان ، بیگم نسیم ولی خان ، مولانا مفتی محمود اور پروفیسر غفور احمد نے شرکت کرنی تھی لیکن گزشتہ رات سے پولیس نے نیو کیمپس کے آڈیٹوریم کا گھیراؤ کر لیا تھا ۔ پولیس نے طلبہ کو آڈیٹوریم میں داخل نہ ہونے دیا ۔ جو طلبہ جمع ہوئے ان پر پولیس نے شدید لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس پھینکی جس سے کافی طالب علم اور طالبات زخمی ہوئے اور دو درجن کے لگ بھگ طلبہ کو گرفتار کر لیا گیا ۔ نیو کیمپس کے ہوسٹل میں پولیس نے داخل ہو کر تلاشی لی ۔ طلبہ کو کمروں کے اندر جا کر زدو کوب کیا گیا ۔ پولیس نے نیو کیمپس کے ہوسٹلوں پر قبضہ کر لیا ہے ۔ حزب اختلاف کے رہنما جو مدعو تھے موقع پر سے گرفتار کر کے سول لائن تھانے میں رکھا گیا اور کئی گھنٹوں کے بعد چھوڑا گیا ۔ پولیس اور انتظامیہ نے بلا جواز لاٹھی چارج کیا جب کہ طلبہ

کوئی غیر اخلاقی یا غیر قانونی سرگرمی کے مرتکب نہ تھے ۔ اس صورت حالات سے پورے پنجاب کے علاقے میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے اور طلبہ میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے ۔

اس کے جواب میں جو اشتہارات چھپا تھا اس کا تو کسی نے ذکر نہیں کیا ۔ انہوں نے کہا تھا کہ اب علامہ حسین احمد مدنی کو ، خان غفار خان کو اور مولانا مولانا مودودی کو ان کی بجائے لیڈر بنا لیا جائے ۔ کس نے اس کا ذکر نہیں کیا ۔ یونیورسٹی میں یہ اشتہار لگے ہوئے تھے ۔

سید تابش الوری : تحریک نمبر 62 میری ہے ۔

پولیس کی بے جا مداخلت کے باعث پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کی چوتھے روز کی تقریب کا منعقد نہ ہونا ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے ہفتہ تقریبات کے چوتھے روز پولیس کی بے جواز مداخلت کے باعث طلبہ کی ایک پرامن تقریب منعقد نہ ہو سکی ۔ اس دوران طلبہ اور پولیس کے درمیان شدید جھڑپ ہوئی ۔ پولیس نے طلبہ پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے جب کہ طلبہ نے جواباً پتھراؤ کیا اور ایک بم نذر آتش کر دی ۔ پولیس نے اس موقع پر حزب اختلاف کے رہنماؤں نواب زادہ نصراللہ خان ، پروفیسر غفور احمد اور نواب مظفر حسین کو حراست میں لے لیا جو اس تقریب میں شرکت کے لئے یونیورسٹی پہنچے تھے اور دو گھنٹے تھانے میں رکھنے کے بعد رہا کر دیا ۔ اس کے ساتھ یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے عہدیداروں سمیت اٹھارہ طلبہ گرفتار کر لئے گئے جس کے نتیجے میں یونیورسٹی اور شہر کے تعلیمی اداروں کی فضا میں سخت کشیدگی پیدا ہو گئی ہے اور طلبہ اور عوام میں ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

شاہ صاحب یہ آپ کا موضوع ہے یا ملک غلام نبی کا صاحب ؟

وزیر قانون : پہلے ملک صاحب بیان دیں گے ۔

Mr. Speaker: If you want a decision on technical grounds, then I will not permit a statement.

وزیر تعلیم : جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ ٹیکنکل تو اس میں بہت کچھ ہے ۔

Mr. Speaker : You can adopt only one of the two positions.

وزیر تعلیم : اگر آپ اجازت دیں ، انھوں نے جو اعتراضات اٹھائے ہیں ، میں ان کا جواب دے دوں ۔

مسٹر سپیکر : انھوں نے تو ایک واقعہ بیان کیا ہے ۔

وزیر تعلیم : میں اس واقعے کو عرض کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس واقعے کی کوئی justification یا denial دے رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ! ہم نے یہ فیصلے کر رکھا ہے کہ یونیورسٹی کیمپس ہو یا کالج ہو ، ان میں جب ہم یونین کے الیکشن کرواتے ہیں تو وہاں کا پرنسپل یا وائس چانسلر ہی ان کی حلف وفاداری لیا کریں گے ۔ ماضی میں , جن دوستوں کا انھوں نے ذکر فرمایا ہے ، انھوں نے ہمیشہ اس قاعدے کو شکست دینے کی کوشش کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : گورنمنٹ پارٹی کے لیڈر بھی نہیں جاتے ۔ ؟

وزیر تعلیم : کوئی نہیں جاتے ۔ سب سے زیادہ حکومت کا نمائندہ میں ہوں ۔ میں آج تک کسی حلف وفاداری میں نہیں گیا ۔ جب بھی انھوں نے مجھ سے کہا ، میں نے انہیں یہ کہا کہ اپنے پرنسپل صاحب کے پاس جائیں چونکہ آپ کا اور پرنسپل صاحب کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ پرنسپل اور اساتذہ کے ساتھ آپ کے تعلقات زیادہ بہتر ہونے چاہیں تاکہ تم ایک اچھی فضا میں کام کر سکو ۔ لیکن میرے ان دوستوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے ، یہاں تک کہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں یہ مولانا عبدالغفور کو اور کسی اور کو لے آئے کہ ہم نے یہ install کرنا ہے ۔ تو میں نے ان سے کہا کہ یہ بات غلط ہے ۔ کیمپس میں انھوں نے اصرار کیا کہ ہم فلاں جگہ پر فلاں آدمی کو لانا چاہتے ہیں ۔ یہ بات کرتے جا رہے تھے ۔ میں ان کو متنبہ کرتا تھا , محبت سے ، شفقت سے کہ یہ غلط ہے ۔ آپ یونیورسٹیوں کو کالجوں کو اکھاڑہ نہ بنائیں ۔ آپ ان کو چلنے دیں ۔ اب انھوں نے قائد اعظم کی centenary کے نام پر ان

لوگوں کو بلایا ہے جن کے دامن اتنے داغ دار ہیں، جن کے ساتھیوں کو، بڑوں کو مثلاً نسیم جہاں کا آپ نے ذکر کیا، ان کے خاوند بزرگوار کو تو ہماری سپریم کورٹ غدار کہتی ہے۔ اور انہوں نے ملک کے لئے کیا کیا کیا ہے اور کیا کیا کریں گے۔ اس طرح اور دوستوں کے نام ہیں۔ جن کا پاکستان کی تحریک سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا کہ وہ اس کے بنانے میں کوئی حصہ لیتے یا بناتے۔ مگر وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ پاکستان کی مخالفت کی اور آج بھی اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جب ان کو لے کر وہ آئے تو ان سے میں نے کہا کہ یہ بات غلط ہے۔ آپ ان لوگوں کو لائیں جن کا پاکستان سے واسطہ ہے، تعلق ہے، مگر وہ لڑکے وہ بضد تھے، جس طرح لڑکوں کو استعمال کیا جاتا ہے، جس طرح وہ ایک گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ ہم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔ جب یہ بات ہوئی تو یہ ہنگامہ ہوا اور اصرار کے ساتھ کہا گیا کہ یہ ضرور آئیں گے اور یہ ضرور کریں گے۔ میری خاص طور پر پریس سے توقع تھی۔ میں نے پریس کے نوٹس اور ان کے اداریے دیکھے ہیں کہ شاید کوئی دوست یہ بات لکھے کہ انہیں وہاں جانے کا کیا حق تھا ہم جو اتنا چیختے ہیں طالب علموں کے اندر ہم نے ایک جان پیدا کی، ان کے اندر اوصاف پیدا کیے۔ اخلاق پیدا کیا ہے۔ ان کو اس بات پر persuade کیا اور ان کو equate کیا ہے تحریک پاکستان کو اور قائد اعظم کے اس دور کی دانشمندانہ سیاست کو، جس طرح انہوں نے اس ملک کو حاصل کیا اور بے سرو سامان قوم کو لے کر کس طرح وہ اٹھے۔ جب یہ سب واقعات انہیں بتائے تو وہ سمجھنے پر مجبور ہوئے کہ بات آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہمیں سمجھایا نہیں گیا تھا۔ تو اس وقت قائداعظم کے نام پر جو تجارت کرتے تھے۔ جنہوں نے دکانیں سجا رکھی تھیں انہوں نے تو قائداعظم کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں بتایا اور اگر توفیق ہوئی ہے۔ تو اس حکومت کو ہوئی ہے۔ جو کے قائداعظم کے نام کو لے کر آگے بڑھی ہے۔ ان کی centenary منا رہی ہے۔ ان نقوش کو ثبت کر رہی ہے۔ ان نوجوان اور معصوم دلوں پر۔۔۔

مسٹر سپیکر: مگر اس تحریک التوا میں یہ ہے کہ یہ بھی تو قائد اعظم ہی کا دن منا رہے تھے۔

وزیر تعلیم: تو قائد اعظم کا دن منانے کے لئے قائد اعظم کو چاہنے والوں کو بلانا چاہئے۔ نہ کہ ان کو بلانا چاہئے جو قائد اعظم کے خلاف وہاں پر دشنام طرازی کریں اور یہ کہیں کہ قائد اعظم کے اندر یہ نقص

تھے، فلاں یہ تھے ، فلاں یہ تھے ۔ جس طرح غفار خان کر رہا ہے ۔ جس طرح اس کا بیٹا کر رہا ہے اور جس طرح اس کی ایک بہو نے کرنا تھا یا دوسرے جو اور ساتھی تھے ۔ جن کا پاکستان کی تحریک سے دور کا بھی واسطہ نہیں ۔ تو میں اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ عرض کر رہا تھا اور درخواست کرتا ہوں کہ جو طالب علم ایسی بات کرتے ہیں تو ایسے اداریے آنے چاہیں کہ وہ طالب علموں کو نصیحت کریں کہ اپنے کیمپس میں رہو، تم اپنے کالجوں میں رہو تم اپنا کام کرو ۔ ایمانداری کے ساتھ رہا کرو ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو ٹھیک ہے ۔ مگر یہ موقع اخبارات کو سمجھانے کا تو نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم : مجھے موقع ملا ہے ۔ وہ میرے دوست ہیں میرے بھائی ہیں میرے بیٹے ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ ملک ان کا بھی ہے ۔ میرے باپ کا نہیں ، میرا نہیں ، میری اولاد کا نہیں ، سب کا ہے ۔ ان نسلوں کا ہے ۔ جو دوست بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اگر آج اس ملک پر کوئی افتاد ہوگی ۔ تو ان کے بچوں پر ہوگی ۔ پھر کہاں جائیں گے ؟ یہ تو ہم ان سے بات کر رہے ہیں ۔ ان عناصر سے اپیل کر رہے ہیں جو محب وطن ہیں ان عناصر سے اپیل کر رہے ہیں جنہیں پاکستان سے محبت ہے ۔ جو پاکستان کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں ۔ جو پاکستان کے خلاف ہیں ہم ان سے نمٹنا جانتے ہیں اور نمٹ لیں گے جب وقت آئے گا ۔ چل رہے ہیں ہم ، بھی وہ بھی چل رہے ہیں ۔ تو یہ بات نہیں ہے ۔ بات صرف اتنی ہے کہ جس تحریک کو یہ لے کر آئے ہیں میرا خیال تھا کہ اس تحریک کو یہ نہ لاتے بلکہ یہ خود وہاں موقع پر جاتے اور ان لڑکوں سے یہ کہتے کہ آپ غلط بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو پس منظر ہے جو آپ بیان فرما رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم : پس منظر میں نے بیان کیا ۔ اب میں ٹیکنیکل بات پر آتا ہوں ۔ یہ تو میں نے اس کہاوت کا جواب دیا ہے جو انہوں نے اس ایوان میں بیان کی ہے ۔ اب یہ کہ ہم اسے ایڈمٹ بھی کرتے ہیں یا نہیں ؟ اس لئے میں اس پر زیادہ بات نہیں کرنی چاہتا اور میں جناب وزیر قانون صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ اس کے متعلق بیان کریں ۔

مسٹر سپیکر : یہ دو واقعات جن کا اس تحریک میں ذکر کیا گیا ہے اس پر بھی کوئی روشنی ڈالیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! واقعات کے متعلق تو میں نے ذکر کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو کہتے ہیں کہ بچے مان گئے ۔

وزیر تعلیم : نہیں وہ مانے نہیں بلکہ ہمیں انہیں منوانا پڑا ۔

سید تابش الوری : یعنی تشدد سے منوایا گیا ؟

وزیر تعلیم : جناب میں تشدد کرنے پر آمادہ ہوں گا اور اگر کوئی میرے ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا ۔ تو میں اس کی ٹانگیں کاٹ دوں گا ۔ اور اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا ۔ آپ کس طرح کہتے ہیں کہ میں پاکستان کو اپنی آنکھوں کے سامنے تباہ ہوتے ہوئے دیکھوں ، میں اپنی زندگی دے سکتا ہوں مگر پاکستان پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا ۔ آپ لے آتے ہیں ان لوگوں کو جن کا پاکستان کے ساتھ دور کا واسطہ نہیں ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہ آ کر پاکستان کے لئے بات کریں گے ۔ جناب والا ! پاکستان کے لئے بات وہ کریں گے جن دلوں میں پاکستان کا جذبہ ہے ' جن کی ماؤں اور بہنوں کی عصمتیں لٹی تھیں ۔ جنہوں نے اس ملک کے لئے اپنا خون دیا تھا وہ اس ملک کی حفاظت کریں گے ۔ کیا یہ لوگ اس ملک کی حفاظت کریں گے ؟ آپ ایک تحریک التواء بنا کر لے آئے ہیں کہ طلباء پر یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے ۔ تاکہ پریس میں نام آ جائے ۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب مجھے آپ کو ایک مشورہ دینا ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی صحت آج کل اچھی نہیں ہے ۔ آپ آواز کو تھوڑا سا آہستہ رکھیں ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دو چار دن کے لئے ہم آپ سے محروم ہو جائیں ۔ مجھے ڈاکٹر صاحب نے بھی اس سلسلہ میں کہا ہے کہ انہیں نہیں بولنا چاہیے ۔ اس لئے میں نے وزیر قانون صاحب سے پوچھا تھا کہ جواب آپ نے دینا ہے یا کسی اور نے دینا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ مسئلہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کی روشنی پر مجھے اختلاف تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ! آپ کی اجازت سے میں عرض کروں گا کہ واجب الاحترام جناب وزیر تعلیم صاحب کو جناب وزیر اعظم صاحب نے بھی اچھی تقریر کرنے پر خراج تحسین پیش کیا ہے اور تقریر واقعی یہ بہت اچھی کرتے ہیں لیکن اس قسم کی بات نہ کریں کہ یہ

تحریک التواء لے آئے ۔ وہ تحریک التواء لے آئے ۔ تحریک التواء لے آنا ہمارا فرض ہے ۔ ہمارا کام ہے ، اس میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے ۔ اور یہ پاکستان کے سب سے بڑے جاں نثار نہیں ہیں ۔ یہاں جتنے آدمی ادھر بیٹھے ہوئے ہیں یا ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ سارے پاکستان کے لئے اپنی گردنیں کٹوانے کے لئے حاضر ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں ان کے بیان کو درست نہیں سمجھتا اور میں اس کو ثابت بھی کر سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ باہر کی بات نہیں کر رہے بلکہ اس ایوان کی بات کر رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں ایوان کی بھی بات کر سکتا ہوں مجھے ایوان میں بھی ایسے آدمی نظر آ رہے ہیں ۔ اور میں صرف علامہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف یہ کہتی ہے کہ یہ ہمارا حق ہے ۔ کل یہ تحریک التواء لے آئے تھے کہ سگریٹ مارکیٹ میں نہیں مل رہے اور میرے پاس کچھ لوگ ایسے آئے ہیں جو یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں شراب نہیں مل رہی ۔ اگر ان کے علم میں آ جاتا تو یہ مسئلہ بھی لے آتے کہ شراب نہیں مل رہی ۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب یہ کوئی بات نہیں ہے ۔

سید تاس الوری : جناب والا ! اگر شراب کے لئے یہ ضرورت محسوس کرتے ہیں تو کچھ فرض انہیں بھی ادا کرنا چاہیے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں تو شر اب نہیں پیتا میں‌تو آپ کی مستی شہرت کے لئے کہہ رہا ہوں کہ لوگ کہتے ہیں کہ شراب نہیں مل رہی ۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب یہ الفاظ آپ واپس لیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر ان کو یہ الفاظ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ان کو نہ بھی ہو تو ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! ملک صاحب کوئی ریس کورس میں نہیں ہیں ۔

وزیر تعلیم : اگر تم مجھے ریس کورس میں دیکھتے ہو تو میں تمہیں ہیرا منڈی میں دیکھتا ہوں۔ اس میں کون سی بات ہے۔؟

مسٹر سپیکر : یہ کیا ہو رہا ہے۔؟

وزیر تعلیم : دیکھنے کی کیا بات ہے۔۔۔

مسٹر سپیکر : پھر تو دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ایک سیاسی کارکن تو ہر جگہ پر جاتا ہے۔ وہ تو ایک ایسا کردار ہوتا ہے کہ اسے تو ہر جگہ پر جا کر اپنی حمایت حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اور یہ ریس کورس جس کا ذکر کر رہے ہیں وہ میرے حلقہ میں ہے۔ وہاں میرے پانچ ہزار ووٹ ہیں۔ سب سائیس اور گھوڑے پر چڑھنے والے میرے ووٹر ہیں۔ بہر حال میں اس بارے میں کچھ کہنا نہیں چاہتا یہ میرے دوست ہیں۔

مسٹر سپیکر : ذاتیات پر بات نہیں ہونی چاہیے۔

وزیر تعلیم ۔ نہیں جناب میں محبت سے کہہ رہا ہوں۔ یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔

جناب والا ! جہاں تک تحریک التوا کا تعلق ہے یہ بات بالکل درست ہے کہ ہم نے ان کو منع کیا لیکن وہ باز نہ آئے۔ پھر وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے اور ہم نے انہیں اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں اور قانون کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے جو تدابیر بھی اختیار کرنا پڑیں وہ جائز ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم نے منع بھی کیا کہ انہیں نہیں آنا چاہیے تھا آپ نے غلطی کی ہے۔ گورنمنٹ کی رائے آپ کے سامنے تھی۔ جو آکر یہاں اختلافات کی باتیں کرے اور ایسی حرکتیں کرے جس سے امن تباہ ہو ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ اس بات کو مان گئے اور ہم نے ان سے تھانے میں جا کر کہا کہ جائیں تشریف لے جائیں وہ مان گئے اور چلے گئے۔

مسٹر سپیکر : یعنی وہ مان گئے۔؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور : جناب والا ! اس سلسلے میں پوزیشن یہ ہے کہ جس وقت ان سیاسی رہنماؤں کو جن کا تحریک التواء میں ذکر کیا گیا ہے۔ بلانے کا طلباء کے ایک گروپ نے فیصلہ کیا تو دوسرے گروپ کے طلباء نہیں چاہتے تھے کہ وہ یہاں پر آئیں۔

مسٹر سپیکر: آپ واقعات پر اپنے خیالات کا ذکر کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور: جی ہاں ۔

سید قابش الوری: جناب والا ۔ اب وزیر قانون صاحب کیا فرما رہے ہیں جب کہ متعلقہ وزیر صاحب نے ایک طویل گفتگو فرمائی ہے ۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور: جناب والا ! جو اصل واقعہ ہے اس کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین: جناب والا ! ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ وزیر قانون صاحب کو یہاں تقریر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ ضرور یہ حق حاصل ہے ۔ وہ چاہیں تو تقریر کر سکتے ہیں ۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ وزیر تعلیم صاحب نے ایوان میں اس تحریک کے سلسلے میں تقریر فرمائی ہے ۔ اس میں واقعات پر انہوں نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ اور اس کی contradiction میں وزیر قانون صاحب اگر کچھ اور فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں contradiction میں کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔

چوہدری طالب حسین: مجھے یہ توقع ہے کہ گورنمنٹ کم از کم ایک پوزیشن لے گی یا وہ ہو گی جو وزیر قانون صاحب لے رہے ہیں یا جو وزیر تعلیم صاحب نے لی ہے ۔ اور اس کے بعد ہمیں توقع ہے کہ آپ ہمیں بھی موقع دیں گے کہ ہم ان واقعات کے متعلق کچھ گذارش کر سکیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر ! میں گزارش کروں گا کہ ملک صاحب نے جو پس منظر بیان کیا ہے میں اس کو contradict نہیں کر رہا ہوں بلکہ ان واقعات کے محرکات اور اس سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ اس میں ایک گروپ نے چند سیاسی رہنماؤں کو بلایا ۔ دوسرے گروپ نے اس کی مخالفت کی اور ہماری اطلاعات کے مطابق اس بات پر تصادم کا بڑا خطرہ تھا ۔ وہاں پر باقاعدہ دو گروپوں نے تیاری کی ہوئی تھی جس وقت انتظامیہ نے یہ محسوس کیا کہ صورت حال خراب ہو گئی اور وہاں پر ہنگامہ ہونے کا خطرہ ہے تو اس لئے ان سیاسی رہنماؤں سے یہ کہا گیا کہ آپ وہاں پر تشریف نہ لے جائیں کیونکہ اس سے صورت حال بگڑے گی اور وہاں پر صورت حال بگڑی ، پولیس پر پتھراؤ کیا گیا ، بس کو

جلایا گیا اور وہاں پر اس قدر صورت حال خراب ہو گئی کہ ان سیاسی رہنماؤں کی زندگی کو بھی خطرہ تھا ۔ اس لئے ہم ان کو وہاں سے لے گئے اور بعد میں انہیں وہاں جانے دیا گیا جہاں وہ جانا چاہتے تھے ۔ اب اس سلسلے میں باقاعدہ کیس رجسٹر ہو چکا ہے ۔ج آ کے اخبار میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ چند طلباء کا ریمانڈ ہو چکا ہے اور اب یہ مسئلہ آپ کی پرانی رولنگ کے مطابق sub-judice بھی ہے ۔ تو یہ جو بات ان کو نظر آ رہی ہے کہ اس میں کوئی تضاد ہے تو وہ آپ فیصلہ کر سکتے ہیں ۔ میرا جہاں تک خیال ہے اس معاملے کو جو اب عدالت میں ہے زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔

مسٹر سپیکر : اس میں جو main point ہے وہ میں واضح کردوں کہ چار لیڈر وہاں گئے ہیں اور انہیں وہاں جانے سے روکا گیا They were detained.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! جس وقت یہ ہنگامہ ہوا ہے پولیس نے انکا تحفظ کیا ۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان سیاسی راہنماؤں کی زندگی کو کوئی نقصان پہنچے ۔ پولیس ان کو وہاں سے ان کے ذاتی تحفظ کے لئے لائی ۔ بعد میں انہیں چھوڑ دیا گیا اور جہاں وہ جانا چاہتے تھے جانے دیا گیا ۔ یہ نہیں کہ ان کو detain وغیرہ کیا گیا ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ وزیر تعلیم نے اس سلسلہ میں بڑے واشگاف الفاظ میں ان کو غدار قرار دیا ہے ۔ اس لئے تلخی پیدا ہوئی اور اس لئے انہیں روکنا پڑا اور طلباء کو بھی زیر حراست لینا پڑا ۔ ان کے اپنے قوی کے مطابق بعد میں ان کو سول لائنز جا کر کے چھوڑ دیا گیا ۔ دو گھنٹے یا تین گھنٹے ان کو وہاں پر رکھا گیا ۔ اب اس کے بعد وزیر قانون صاحب نے یہ بیان دیا ہے جو بالکل متضاد ہے کہ ان کو بچانے کے لئے تھانے میں بلایا گیا ۔ کیونکہ وہاں پر طلباء کے دو گروہ تھے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر تعلیم چونکہ عینی شاہد ہیں اور وہ محرک بھی ہیں اس کے کیونکہ انہوں نے فرمایا تھا کہ چونکہ قائد اعظم کے نام پر تقریبات ہو رہی تھیں اور ہم ان لوگوں کو وہاں پر داخل نہیں ہونے دیتے تھے اس کا مطلب ہے کہ یہ سب کچھ حکومت کے ایماء پر کیا گیا ہے ۔ یہ ایسے لوگوں کو قائداعظم کی تقریبات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے جو لوگ بنیادی طور پر ، خاندانی طور پر یا روحانی طور پر قائداعظم اور پاکستان کے خلاف ہیں ۔ وزیر تعلیم نے یہ خود ذمہ داری قبول کی ہے کہ اس کا محرک میں ہوں ۔ میں نے طلباء کو سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھ سکے ۔

مسٹر سپیکر : جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ تو ایوان نے سن لیا ہے اب جو کچھ آپ نے کہنا ہے وہ فرمائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وہی عرض کر رہا تھا کہ وزیر قانون صاحب نے جو ٹیکنیکل اعتراضات اٹھائے ہیں ان کی روشنی میں وزیر تعلیم کے بیان کی روشنی میں اور ہماری تحریک التوا کی روشنی میں گورنمنٹ یا اس کا نمائندہ وزیر تعلیم اس امر کا ذمہ دار ہے کہ ان کو وہاں نہیں جانے دیا گیا ۔ انہیں جس بے جا میں رکھا گیا ہے اور طلبہ پر تشدد کیا گیا ہے یہ تمام واقعات حکومت کی وجہ سے رونما ہوئے ہیں اور یہ بھی امر واقعہ ہے جس کی جناب والا ! نے نشاندہی کی ہے کہ ان اکابرین کو حراست میں لے کر سول لائن رکھا گیا تھا ۔ اس کے پیش نظر وزیر تعلیم کے بیان اور ہماری تحریک التوا کو اگر اکٹھا کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تحریک التوائے کار بنتی ہے آپ اس کو منظور کر لیں ۔

سید قابض الوری : جناب والا ! ہماری تحریک التوائے کار میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ دستور کے مطابق ہر طبقہ اور ہر شخص کو آزادی خیال آزادی رائے اور آزادی اجتماع کی ضمانت دی گئی ہے ۔ یونیورسٹی یونین کی طرف سے قائداعظم علیہ الرحمہ کے تقاریر کے سلسلے میں ایک مذاکرہ منعقد کیا گیا تھا اور اس مذاکرے میں ان کو یہ اختیار تھا کہ وہ جن لوگوں کو مناسب سمجھتے ان کو طلب کرتے بالکل اس طرح سے جس طرح سے حکومتی پارٹی کے زعما اور اور وزرائے کرام مختلف تقاریب میں یونیورسٹی ۔ اور کالجز اور دوسرے تعلیمی اداروں میں مذاکروں کے سلسلہ میں جاتے رہتے ہیں ۔ پولیس نے بے جواز مداخلت کر کے ایک انتہائی پرامن تقریب کو ناکام بنا دیا ہے ۔ ان زعما کو روک دیا گیا اور اس طرح سے دستور کی دی ہوئی آزادی کی دھجیاں اڑائیں ۔ اگر یہ ہوتا کہ وہ ان زعماء کے خلاف تقاریر کرتے اور ان کی تقاریر کے نتیجہ میں کوئی ہنگامہ ہونے کی صورت میں ان پر کوئی الزام لگاتے تو بھی کوئی جواز ہوتا ۔ ابھی تقریب منعقد ہی نہیں ہوئی کہ رات ہی کو پولیس نے گھیرا ڈال کر یونیورسٹی ہال اور گراؤنڈ پر قبضہ کر لیا ۔ اور وہاں پر تمام مدعوئین کو داخل ہونے سے روکا گیا ۔ جناب والا ! آپ خود محسوس کرتے ہیں اور آپ نے یہ بجا طور پر فرمایا ہے کہ کیا ان تعلیمی اداروں میں وزراء کرام نہیں جاتے ہیں ۔ اگر ان کے جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے تو کس طرح سے حزب اختلاف کے راہنماؤں کو ناجائز اور بے جواز مداخلت کے ذریعہ سے روکا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس طرح سے سیاسی اور جمہوری عمل کو مفلوج کیا جا رہا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! یہ تحریک التوائے کار سے بالکل ہی مختلف بات کر رہے ہیں ۔ اگر انہوں نے تحریک التوائے کار کی admissibility پر بات کرنی ہے تو وہ ضرور کریں کہ یہ بنتی ہے یا نہیں بنتی ہے ۔ اب یہ کہنا کہ ان کو آزادی رائے ہے تو یہ کون فیصلہ کرے گا کہ ان کو آزادی رائے ہے یا نہیں ۔ تو یہ معلوم کرنا حکومت کا فرض ہے کہ وہاں پر ڈسپلن ہو ہر وہ شخص جو امن عامہ کو خراب کرنا چاہتا ہے ۔ ہم آپ کو نظم و نسق عامہ خراب کرنے کی اجازت نہیں دیں گے ۔ خود ملک صاحب کو اسلامی جمعیت طلبہ کی طرف سے دعوت ملی لیکن وہ نہ گئے اس لئے کہ ماحول خراب ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : آپ دونوں صاحبان سے میری استدعا ہے
that the ultimate arbitor on the matter is this House

چوہدری طالب حسین : جناب والا جو کچھ حکومتی پارٹی نے اس تحریک التوائے کار کے سلسلے میں کہا ہے ۔ اس کا جواب دینے کا ہمیں حق حاصل ہونا چاہئے ۔ اس کے بعد اس کی admissibility کے متعلق آپ اس ہاؤس کو کہہ سکتے ہیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ہمیں اس حق سے محروم رکھیں ۔

Mr. Speaker : Unless this House admits the motion for discussion, it cannot be discussed.

چوہدری طالب حسین : جناب والا! آپ کو وزرا کو موقع دینے سے پہلے یہ بات کہنی چاہئے تھی ۔

Mr. Speaker : This is the privilege of a Minister to answer an adjournment motion.

چوہدری طالب حسین : یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ہم اس بات کا جواب نہ دیں ۔ ہمیں دینا ہو گا ۔ اگر ان کو حق ہے تو ہمیں بھی یہ حق ہے ۔

Mr. Speaker : The mover is getting the opportunity.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ملک صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ وہاں انہیں جلسہ کرنے سے روکا گیا ۔ رغماء کرام کو

حراست میں لیا گیا اور اس کام کے لئے انہوں نے تشدد کیا ہے ۔ جناب والا ۔ قانون موجود ہے ۔ اگر وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس قسم کی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے جو کہ امن کے لئے خطرہ ہو تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ایسے اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اس جلسے کا انعقاد منسوخ کر سکتے تھے اور ان حضرات کو جو کہ وہاں تقریر کرنے جا رہے تھے ۔ جن سے حکومت کو اندیشہ تھا ان کو روک سکتے تھے ۔ لیکن یہ نہیں کیا گیا ۔ پولیس نے اپنے ہاتھ میں قانون لے کر وہاں لاٹھی چارج کیا ۔ آنسو گیس استعمال کی گئی اور زعماء کرام کو حراست میں لے کر تھانہ میں رکھا گیا ۔ جناب والا ! یہ وہ صورت حال ہے جس کی وجہ سے اس ملک میں قائداعظم کے اس پاکستان میں سیاست اور جمہوریت ختم کی جا رہی ہے اور ایسا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے جو اس ملک میں بدترین آمریت کو جنم دے گا ۔ وہ اپنے آپ کو بہت بڑا محب وطن سمجھتے ہیں میں بھی مانتا ہوں کہ ان کے دل میں قائداعظم کے پاکستان کا درد ہو گا ۔ لیکن ان کا درد مجھ سے زیادہ نہیں ہے جس نے پاکستان کے قیام کے دوران پاکستان آتے ہوئے اپنے دو بھائیوں کو شہید کروا دیا ہے ۔ وہ یہ دعوی کر سکتے ۔ کہ ہم ان کے مقابلہ میں کم محب وطن ہیں ۔ ہم غدار ہیں اور یہاں پر سستی شہرت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور تحریک التوائے کار پیش کرتے رہتے ہیں یہ قرین انصاف نہیں ہے ۔ ہم اس ملک کی بقا اور سالمیت کے لئے اپنی جانوں کی قربانیاں دیتے رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاءاللہ ان سے بڑھ کر دیتے رہیں گے ۔ لیکن ہم یہ یقین چاہتے ہیں کہ اس ہاؤس میں ہمارا یہ حق ہے کہ دستور نے ہمیں آزادیاں دی ہیں ان آزادیوں کو کسی ایک فرد یا کسی ایک پارٹی کے لئے سلب نہیں ہونے دیا جائے گا ۔ اور ہم اس کے لئے آخری دم تک لڑائی لڑتے رہیں گے جب تک کہ یہ آمرانہ رجحانات ختم نہیں ہو جاتے اور ہر شخص کی آزادی بحال نہیں ہو جاتی ۔ ان الفاظ سے ساتھ جناب والا ! میں یہ ثابت کر رہا ہوں کہ اس معاملے میں حکومت نے دیدہ و دانستہ بے جواز ، غیر قانونی ۔ غیر اخلاقی اور غیر سیاسی مداخلت کر کے یونین کی تقاریب کو ناکام بنایا ہے ۔ اور یونیورسٹی کا ماحول خراب کیا ہے جس کی وجہ سے کئی روز سے وہاں پر کلاسوں کا بائیکاٹ جاری ہے ۔ ہڑتال جاری ہے اور وہ وہاں پر ایک ایجیٹیشن کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے ۔ جس نے تعلیمی اداروں کے نظام اور فضا کو کشیدگی کا شکار بنا دیا ہے ۔ میں حکومت

پر الزام لگاتا ہوں کہ اس نے طلباء کو مشتعل کیا ہے اور بے جواز مداخلت کر کے ان کی جائز تقاریب جائز مفادات اور جائز حقوق کو کچلنے کی کوشش کی ہے۔

Mr. Speaker : The House will not determine whether the Government exercises authority properly or not. I admit this adjournment motion. Those, in favour of the leave being granted to please rise in these seats..... The count was takan..... It falls as it does not get the required number of votes. The leave is refused by the House. Now Legislation Please.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975ء

(مسودہ قانون نمبر 74 بابت 1975ء)

(جاری)

(کلاز۔ 4)

مسٹر سپیکر : اب مسودہ قانون (انضباط وانصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ کی 1975 کلاز 4 زیر غور ہے۔

Is Urere any agreement ?

قائد حزب اختلاف ! ایک ترمیم بیگم ریحانہ سرور پیش کرنا چاہتی تھیں۔ She has requested.

چوہدری طالب حسین ۔ اصولی طور پر جو ترامیم منظور ہوئی ہیں وہ آپوزیشن کا حصہ ہیں ۔ آپ اگر چاہتے ہیں تو ان سے بھی move کرا سکتے ہیں لیکن جناب والا ! یہ بات درست نہیں ہو گی سوائے ان ترامیم کے جو کہ نئی ہیں اور دونوں فریقین کی طرف سے agreed ہیں ۔ اس لئے میں نے سیکرٹری صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ مناسب طریقہ یہی ہو گا کہ جو ترامیم ہم نے پیش کی ہیں وہ ہمارے ہی نام پر ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو آپ ہی کے نام پر ہونگی ۔ آپ کی طرف سے ان کو کون پیش کرے گا۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ! سید تابش الوری صاحب ان کو پیش کریں گے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر سپیکر : اب ایک مجلس قائمہ کی رپورٹ ایوان میں پیش ہو گی۔

ملک ثناءاللہ خان۔ جناب والا ! میں The Punjab Autonomous Bodies Immovable Property (Ejectment of un-Authorised Occupants) (Amendment) Bill, 1976 (Bill No. 88 of 1976) پیش کردہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سر وسز جنرل ایڈ منسٹریشن اور اطلاعات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : The Punjab Autonomous Bodies Immovable Property (Ejectment of un-Authorised Occupants) Amendment) Bill, 1976 (Bill No. 88 of 1976) پیش کردہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈ منسٹریشن اور اطلاعات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

P-8
3-9

مسودہ قانون

مسودہ قانون (الضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975

(جاری)

Syed Tabish Alwari : I beg to move :—

> That for para. (d) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (d) One representative of Chambers of Commerce and Industry to be nominated by the Government.

Mr. Speaker : The motion is :

> That for para (d) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (d) One representative of Chambers of Commerce and Industry to be nominated by the Government.

Syed Tabish Alwari : I beg to move ;

That in para (h) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the words "Local Government", occurring in line 2, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in para (h) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the words "Local Government", occurring in line 2, be deleted.

Begum Rehana Sarwar : I beg to move :

That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the words "Local Covernment and", occurring in line 1, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the words "Local Government and", occurring in line 1, be deleted.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That for sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(4) The Chairman shall on the recommendation of the Secretary nominate five prominent social workers and philanthrophists mentioned in clause (j) of sub-section (1).

Mr. Speaker : The motion is :

That for sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(4) The Chairman shall on the recommendation of the Secretary nominate five prominent social wor-

kers and philanthropists mentioned in clause (j) of sub-section (1).

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in para (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the words, brackets and the figure "in the manner stated in sub-section (4) of this Section", occurring in lines 2-3, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in para (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the words, brackets and the figure "in the manner stated in sub-section (4) of this Section", occurring in lines 2-3, be deleted.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That after para (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the following be added as para. (1), namely :—

(1) Five Members of the Provincial Assembly of the Punjab, one from each Division to be elected by the Assembly.

Mr. Speaker : The motion is :

That after para. (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the following be added as para (1), namely :—

(1) Five Members of the Provincial Assembly of the Punjab, one from each Division to be elected by the Assembly.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That for sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(2) The Governer of the Punjab shall be the *ex-officio* Chairman of the Board."

Mr. Speaker : The motion is :

> That for sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (2) The Governor of the Punjab shall be the *ex-officio* Chairman of the Board.

Minister for Law : Opposed.

Syed Tabish Alwair : I beg to move :

> That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the words "Local Government and", occurring in line 1, be deleted,

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the words "Local Government and", occurring in line 1, be deleted.

There is an amendment at Serial No. 6 in Supplement II.

Syed Tahir Ahmed Shah : I beg to move :

> That in para. (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, for the opening word "two" the word "five" be substituted ; and in this para so amended, between the words "Social Workers" and "to be", occurring in line 1, the words "or Philanthropists" be inserted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in para. (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, for the opening word "two" the word "five" be substituted ; and in this para so amended, between the words "Social Workers" and "to be", occurring in line 1, the words "or Philanehropists" be inserted.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! موجودہ بل کی ضمن 4 ایسے بورڈ کی تشکیل کے متعلق ہے۔ جو صوبہ بھر کے یتیم خانوں اور دارلا طفال کی نگرانی کرے گا اور اس کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے تدابیر بروئے کار لائے گا۔ اس بورڈ کی چئرمین شپ اس بل کے مطابق جناب وزیر سوشل ویلفیئر کے سپرد کی گئی ہے

اور اس کے اراکین میں موجودہ بل کے اعتبار سے تین وزراء کرام ہیں جن میں وزیر خزانہ ۔ وزیر اوقاف اور وزیر تعلیم شامل ہیں ۔ ان کے علاوہ تین محکموں کے سیکرٹری دو پراونشل سوشل ورکرز ایک ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر بحیثیت سیکرٹری اس بورڈ میں موجود ہیں ۔ ہمیں اس بورڈ کی ہیئت پر بنیادی اعتراض یہ تھا کہ اس بورڈ کو چونکہ صوبہ میں ایک بہت بڑے سماجی شعبہ کی اصلاح کے لئے قائم کیا جا رہا ہے جس کا کام بنیادی طور پر سماجی اداروں کی نگرانی دیکھ بھال اورمالی اعانت کرنا ہوگا۔ اسی لئےاس بورڈ کو سرکاری ادارہ بنانے کی بجائے یا کہ سرکاری ہیئت دینے کی بجائے اسے عوامی حیثیت دی جائے تاکہ بورڈ پر لوگوں کا اعتبار بحال ہو اور غیر حضرات بورڈ کی اپیل پر بورڈ کے فرائض کی تکمیل کے لئے اپنی خدمات بغیر کسی پس و پیش کے بورڈ کے حوالے کر سکیں ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہم نے یہ ترامیم پیش کی تھیں کہ بورڈ کا چیئرمین گورنر ہونا چاہیے ۔ ہماری اس ترمیم کے پس منظر میں دلیل یہ ہے کہ چونکہ گورنر صوبے کی غیر سیاسی شخصیت ہوتا ہے اور گورنر کی حیثیت سے تمام طبقے خواہ وہ سیاسی ہوں یا سماجی ہوں ان کے لئے یکساں حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس لئے اس قسم کے سماجی بورڈ کی سربراہی جناب گورنر کے سپرد ہونی چاہیے تاکہ کسی طبقے کو یہ اعتراض کرنے کا موقع نہ ملے کہ خالصتاً سماجی بورڈ کو سیاسی مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ ہماری دوسری دلیل یہ تھی کہ جناب وزیر متعلقہ چوں کہ پہلے ہی سوشل ویلفیئر کے کاموں کے اجتماعی نگران ہوتے ہیں ۔ اس لئے ان کے پاس یہ اختیار پہلے سے موجود ہے کہ وہ کسی سماجی ادارے یا سماجی بورڈ کو اپنے مفید مشوروں سے اپنے احکامات سے نوازتے رہے ہیں ۔ ان کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ایک ایسا بورڈ جو عملاً ایک بہت بڑی ذمہ داری کو قبول کر رہا ہو ۔ اس کی بھی نگرانی کر سکیں ۔ کیوں کہ ان کی بے پناہ مصروفیات اور مشاغل کی موجودگی میں ان کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ اس قسم کے عملی کام کے لئے زیادہ وقت دے سکیں ۔ اس کے علاوہ وہ خود سوشل ویلفیئر بورڈ جو صوبائی سطح پر پہلے ہی سے قائم ہے ۔ اس کے سربراہ بھی ہیں اور اس حیثیت میں وہ مجموعی طور پر ایسے تمام اداروں کے نگران اور دیکھ بھال کی ذمہ داری خود ادا کر رہے ہیں ۔ ہماری گزارش اب بھی یہی ہے کہ جہاں حکومتی پارٹی نے اور وزیر متعلقہ نے ہماری ترامیم کو انتہائی اہم اور مفید جانتے ہوئے فراخ دلی سے قبول کیا ہے ۔ وہاں ہماری اس اہم ترمیم کو

وہ اس مرحلہ پر قبول کرکے اس ضروری بورڈ کو سماجی حیثیت اور غیر سیاسی حیثیت کو زیادہ مستحکم بنانے کی کوشش کریں گے - جناب والا ! ہم نے اس سلسلے میں جو موقف اختیار کیا ہے - اس کے مطابق یہ ترمیم بھی دی تھی کہ اس بورڈ میں موجودہ بل کے تحت صرف دو سماجی کارکنوں کی شمولیت ناکافی ہے - چنانچہ ہماری ترمیم کےمطابق اب اس بورڈ میں پانچ سماجی کارکن ہیں - پانچ ایسے سماجی رضاکار ہوں گے - جنہوں نے صوبہ میں ماضی میں بے پناہ عظیم سماجی خدمات سرانجام دی ہوں - ہمیں یقین ہے کہ ان کا انتخاب کرتے وقت حکومت اس بات کا خیال رکھے گی کہ وہ سیاسی مقاصد کی بجائے محض سماجی مفاد کے تحت ایسے لوگوں کا انتخاب کرے - جو اپنی زندگیاں سماجی خدمات کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں اسی طرح سے جناب والا ! ہم نے اپنی ایک ترمیم کے ذریعہ یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ چوں کہ یہ ہاؤس یہ ایوانِ صوبہ کا سب سے زیادہ نمائندہ اور ترجمان ادارہ ہے - اس لئے اس کے ارکان کو بھی بورڈ میں مناسب نمائندگی ملنی چاہئے - ہماری ترمیم کے مطابق ہر ڈویژن سے ایک ایم - پی - اے اس بورڈ کی ممبر شپ کے لئے تجویز کیا ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ڈویژن میں ایسے اداروں کی کارکردگی کے متعلق رائے عامہ اور نمائندوں کے احساسات و جذبات براہ راستِ بورڈ تک پہنچیں گے اور بورڈ سرکاری اطلاعات پر انحصار کرنے کی بجائے اور سرکاری اداروں کی رپورٹوں پر عمل درآمد کرنے کی بجائے براہ راست عوامی احساسات و جذبات کی روشنی میں اپنی سفارشات مرتب کر سکے گا۔

جناب والا ! ہم نے اس ہاؤس کے حقوق اور مفادات کی ترجمانی اپنا فریضہ سمجھا ہے - اس کی چاہے دوسری طرف سے حمایت کی جائے یا نہ کی جائے - ہم نے کوشش کی ہے کہ اراکین اسمبلی کو ایسے تمام اداروں میں بھرپور نمائندگی حاصل کرنی چاہئے - جنہیں براہ راست عوامی خدمات پر مامور کیا جائے - ہمیں خوشی ہے کہ جناب وزیر قانون اور وزیر سوشل ویلفیئر نے ہماری ان ترامیم کو قبول کیا ہے اور اس طرح سے اس بل کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک اچھی کوشش کی ہے اور ایک اچھے آغاز کا ثبوت فراہم کیا ہے - جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طور پر اس کلاز کو منظور کیا گیا تو یقیناً زیادہ بہتر نتائج مرتب ہوں گے اور زیادہ سے زیادہ عوامی نمائندوں کی شرکت سے بورڈ پر عوام - غیر حضرات اور اداروں کا اعتماد بحال ہو جائے گا اور ہم اجتماعی طور پر یتیموں اور لاوارث بچوں کے حقوق کو کماحقہ ادا کر

سکیں گے اور انہیں معاشرہ میں ایسا مقام دلا سکیں گے ۔ جس کی توقع اس بورڈ کے قائم کرنے سے کی جا رہی ہے ۔ مجھے توقع ہے کہ یہ ہاؤس ہماری ان معقول اہم اور مفید ترامیم کو اتفاق رائے سے قبول کرے گا ۔

مسٹر سپیکر : اس میں دو طرح کی ترامیم ہیں ۔ ایک وہ ہیں جن پر کسی نے اعتراض نہیں کیا اور ایک وہ ہیں ۔ جن پر اعتراض کیا گیا ہے ۔ سب سے پہلے وہ ترامیم جن پر اعتراض کیا گیا ہے ۔ پیش کروں گا باقی تمام ترامیم کو بعد میں لیا جائے گا ۔ اگر تمام ترامیم پیش کرنے سے اکٹھی منظور نہ ہوئیں ۔ پھر انہیں ترامیم کو ایک ایک کرکے پیش کیا جائے گا ۔

Mr. Speaker : The quesion is :

P-8

6-11

That for sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :

(2) The Governor of the Punjab shall be the ex-officlo Chairman of the Board.

(The amendment was lost)

Mr. Speaker : Now I put those amendments which have been agreed to by both the sides.

The question is : :

That these amendment do stand Part of the Bill.

(The motions were carried unanimously)

Syed Tabish Alwari : Sir, they should be put separately.

Mr. Speaker : Alright. I read them although they stand adopted.

That in para (h) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the words "Local Government" occurring in line 2, be deleted,

That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the words "Local Government and" occurring in line 1, be deleted.

That for sub-clause (4) of Clause 4 of

the Bill, the following be substituted, namely :—

(4) The Chirman shall on the recommendation of the Secretary nominate five prominent secial Workers and Philanthropists mentioned in clause (j) of sub-section (1).

That in para (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, for the opening word "two" the word "five" be substituted; and in this para so amended, between the words "Social Workers" and "to be" occuring in line 1, the words "Philanthoropists," be inserted.

That in para (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the words, brackets and the figure "in the manner stated in sub-section (4) of this Section" occurring in lines 2-3 be deleted.

That after para (j) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the followine be added as para (1), namely :—

(1) Five Members of the Provincial Assembly of the Punjab, one from each Division to be elected by the Assembly.

That for para (d) of sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(d) One representative of Chambers of Commerce and Industry to be nominated by the Government.

I will put the question again.

The question is :

That the above amendments do stand Part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : Now I put the clause.

The question is :

> That Clause 4, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

(کلاز 5)

Mr. Speaker : Clause 5 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I beg to move :

> That in sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, the words "or officer" occurring in line 3, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

> That in sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, the words "or officer" occurring in line 3, be deleted.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 5, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unaminously)

(کلاز 6)

Mr. Speaker : Clause 6 is under consideration. Amendment No. 28.

Syed Tabish Alwari : Sir, I beg to move :

> That in Clause 6 of the Bill, the opening brackets and figure "(1)" be deleted ; and sub-clause (2), be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

> That in Clause 6 of the Bill, the opening brackets and figure "(1)" be deleted; and subclause (2), be deleted.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 6, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(کلاز 7)

Mr. Speaker : Clause 7 is under consideration. No amendment. I put the question before the House.

The question is :

> That Clause 7 do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(کلاز 8)

Mr. Speaker : Clause 8 is under consideration. No amendment. I put the question before the House.

The question is :

> That Clause 8 do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously).

(کلاز 9)

Mr. Speaker : Clause 9 is under consideration. No, amendment. I put the question before the House.

The question is :

> That Clause 9 do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(کلاز 10)

Mr. Speaker : Clause 10 is under consideration. Amendment No. 7 of 2nd Supplement, Syed Tablish Alwari to move the amendment.

Syed Tablish Alwari : Sir I beg to move :

> That Clause 10 of the Bill, be re-numbered as sub-clause "10(i)" and after this sub-clause as so re-numbered, the following sub-clause (2) be added, namely :—
>
> (2) The Board may constitute various committees consisting of members of the Board and may delegate such powers and functions to them as it may deem necessary.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :—

> That Clause 10 of the Bill, be re-numbered as sub-clause "10(i)" and after this sub-clause as so re-numbered, the following sub-clause (2) be added, namely :—
>
> (2) The Board may constitute various committees consisting of members of the Board and may delegate such powers and functions to them as it may deem necessary.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 10, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(کلاز 11)

Mr. Speaker : Clause 11 is under consideration. Amendment No. 8 of 2nd Supplement. Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I beg to move .—

> That for para (a) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, the following be sub-stituted. namely :—
>
> (a) all, money received by the Board from the Government. from the Federal Government or any other agency ;

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :—

> That for para (a) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, the following be substitued. namely :—
>
> (a) all money received by the Board from the Government, from the Federal Government or any other agency ;

(*The amendment was carried unanimously*)

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari to move amendment No. 9 of the 2nd Supplement.

Syed Tabish Alwari : Sir, I beg to move :

> That after para (c) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, the following new para be added as para (d), namely :—
>
> (d) All money raised by the Board from the Banks or any other agency as loans.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :—

> That after para (c) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, the following new para be added as pare (d), namely :—
>
> (d) All money raised by the Board from

the Banks or any other agency as loans.

(*The motion was carried unonimously*)

Mr. Speaker : Amendment No. 39.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, for the word "Orphanages", occurring in line 2, the words "Children Homes" be substituted.

Mr. Speaker : Motion moved. The question is—

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, for the word "Orphanages", occurring in line 2, the words "Children Homes", be substituted.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 11, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(کلاز 12)

Mr. Speaker : The question is .

That Clause 12, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 13)

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in para (c) of Clause 13 of the Bill, for the word "orphanages", occurring in line 2, the words "children homes" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is ;

That in para (c) of Clause 13 of the Bill, for the word "orphanages", occurring in line 2, the words "children homes" be substituted.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That after para (e) of Clause 13 of the Bill, the following para (f) be added, namely :—

(f) to raise the edudational and moral standard in the Children Homes ;

Mr. Speaker : The motion is :

That after para (e) of Clause 13 of the Bill, the following para (f) be added, namely :—

(f) to raise the educational and moral standard in the Children Homes;

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That after para (e) of Clause 13 of the Bill, the following para (g) be added, namely :—

(g) to introduce industrial and technical training for the orphans ;

Mr. Speaker : The motion is :

That after para (e) of Clause 13 of the Bill, the following para (g) be added, namely :—

(g) to introduce industrial and technical training for the orphans ;

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That after para (e) of Clause 13 of the Bill, the following para (h) be added, namely :—

(h) to arrange the scholarships for higher education of the orphans.

Mr. Speaker : The motion is :

That after para (e) of Clause 13 of the

Bill, the following para (h) be added, namely :—

(h) to arrange the scholarships for higher education of the orphans.

IIIrd supplement, amendment No. 5, please.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in sub-clause (e) of Clause 13 of the Bill, for the word "Orphanages", occurring in line 2, the words "children homes" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (e) of Clause 13 of the Bill, for the word "Orphanages", occurring in line 2, the word "children homes" be substituted.

سید تابش الوری۔ جناب سپیکر! اس کلاز کے تحت اس بورڈ کے فرائض اور اس کا دائرہ کار متعین کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ نہایت اہم ضمن ہے۔ جو اس بل کی قوت متحرکہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ وہ ضمن ہے۔ جس کے تحت بورڈ نے اپنی حکمت عملی طے کرنے کے سلسلے میں گائڈ لائن دی ہے۔ موجودہ بل کے مطابق بورڈ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ دارالاطفال کی دیکھ بھال کرنے کے علاوہ ان کے لیے پالیسیاں مرتب کرے گا۔ ان کے درمیان رابطے کو مضبوط بنائے گا اور ان کی موجودہ حالت کو درست کرنے کے لئے سفارشات پیش کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امور جو پہلے سے اس ضمن میں موجود ہیں، اپنی جگہ پر اہم ہیں۔ لیکن ہم نے ان کو زیادہ وسعت دینے کے لیے اور ان کے اختیارات اور فرائض کو زیادہ جامع بنانے کے لئے جو ترامیم پیش کی ہیں۔ ان کا اس ایوان نے مطالعہ کیا ہے۔ ہماری ان ترمیم کے مطابق اب اس بورڈ کے اختیارات میں یہ اضافہ کیا جا رہا ہے کہ وہ دارالاطفال میں تربیت پانے والے بچوں کے لئے ان کی اعلیٰ تعلیم کی خاطر وظائف کا کا اہتمام بھی کر سکے گا۔ اس سے پہلے جو امور متعین کئے گئے تھے۔ ان میں یہ گنجائش نہ تھی لیکن جیسے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ عام طور پر یتیم خانوں اور دارالاطفال میں پرورش پانے والے بچوں کی تعلیم کا اہتمام صرف دسویں جماعت تک ہے اور صرف اس حد تک ان کی کفالت کی جاتی ہے۔ لیکن اب جب کہ ہم

صوبائی سطح پر بورڈ قائم کرکے یتیموں کی اجتماعی بھلائی کر رہے ہیں - لاوارث بچوں کو تعلیم و تربیت دینے کے لئے ایک نیا عہد کر رہے ہیں - ایک نیا لائحہ عمل مرتب کر رہے ہیں - تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سلسلے میں ان کوتاہیوں اور خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں - جو اس وقت مختلف ایسے اداروں میں موجود ہیں - جناب والا ! ہم نے اپنی ترامیم کے ذریعے یہ سفارش بھی کی ہے کہ اس بورڈ کے ذریعے ایسا اہتمام کیا جائے کہ ان طالب علموں کا تعلیمی اور اخلاقی معیار زیادہ سے زیادہ بلند ہو سکے اور وہ نگرانی سے محروم ہونے کے باوجود اور والدین کا سایۂ عاطفت نہ ہونے کے باعث اپنی صلاحیتوں اور جواہر کو ضائع نہ کر سکیں - چنانچہ اب یہ بورڈ ان کے تعلیمی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنے کے سلسلے میں بھی اور زیادہ انتظام اور اقدامات کر سکے گا اور اس کا دائرہ کار زیادہ جامعیت کا حامل ہو جائے گا -

جناب والا ! ان اداروں کے ماحول کے مطالعے سے آپ نے خود ہی اندازہ کیا ہوگا کہ صوبہ کی سطح پر ان اداروں میں رہائشی سہولتیں ناقابل بیان ہیں - وہاں ایسا ماحول پیدا کر دیا گیا ہے - جس کے نتیجے میں یہ لاوارث بچے اپنے آپ کو بدستور لاوارث محسوس کرتے ہیں اور وہ سکون اور محبت کی فضا اور وہ سایہ عاطفت انہیں میسر نہیں ہوتا - جس کے لئے ان اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے - اب جب کہ بورڈ کے فرائض اور اختیارات کی نئی راہیں متعین کی جا رہی ہیں - تو اب بورڈ کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ان تمام اداروں کا تفصیلی سروے کروا کر سب سے پہلے مختلف اداروں - یتیم خانوں اور دارالاطفال کے لئے نئے سرے سے سفارشات پیش کرے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے مؤثر اقدامات کرے - اس سے پہلے بھی اس سلسلے میں مختلف قوانین بنائے گئے ہیں اور ان کے تحت مختلف اداروں نے ذمہ داری قبول کی ہے - لیکن عملاً ہم ان قوانین کو عملی صورت نہیں دے سکے اور ان اداروں کی اجتماعی صورت حال کو بہتر نہیں بنا سکے - اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہم نے اس مقاصد کے لئے جو مشینری قائم کی تھی ، اس مقصد کے لئے جو عملہ متعین کیا تھا ، وہ کما حقہ احسن طریق پر اپنی خدمات انجام دینے کے قابل نہ ہو سکا - جناب والا ! اب میں یہ توقع کرنے میں حق بجانب ہوں کہ چونکہ بورڈ کو زیادہ نمائندہ حیثیت دی جا رہی ہے اور بورڈ کو پورے صوبے کا اختیار دیا جا رہا ہے ، اس لئے آئندہ وہ ان فرائض و اختیارات کو ادا کرنے کے

لئے اس بل میں دی گئی شقوں کے مطابق اپنی نئی پالیسی ، ایسی نئی حکمت عملی اور ایسا نیا عملہ اور مشینری پیدا کرے گا جو یتیم خانوں کی عملی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہو تاکہ ہم پورے پنجاب کے اندر سماجی اداروں کو قابل فخر بنا کر پیش کر سکیں ۔ ہم یہاں ایسا انقلاب لا سکیں جو دوسرے صوبوں کے لئے بھی مشعل راہ ثابت ہو ۔ جناب والا ! مجھے یقین ہے کہ اگر اس بورڈ کی تشکیل نہایت مخلص ، مخیر اور سماجی خدمات رکھنے والے لوگوں کے ذریعے کی گئی تو انشاءاللہ ان فرائض و اختیارات کے مطابق ان دارالاطفال کو زیادہ بہتر زیادہ فعال اور سوسائٹی کے لئے زیادہ قابل فخر بنانے میں ہماری مساعی کامیاب ثابت ہوں گی ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس ایوان سے توقع کرتا ہوں کہ ہماری ان ترامیم کو وہ فراخ دلی کے ساتھ قبول کرے گا ۔

P-8 8-13

Mr. Speaker : The question is :

That in para (c) of Clause 13 of the Bill, for the word "orphanages" occurring in line 2, the words "children homes" be substituted.

That after para (e) of Clause 13 of the Bill, the following para (f) be added, namely :—

(f) to raise the educational and moral standard in the Children Homes ;

That after para (e) of Clause 13 of the Bill, the following para (g) be added namely :—

(g) to introduce industrial and technical training for the orphans ;

That after para (e) of Clause 13 of the Bill, the following para (h), be added, namely :—

(h) to arrange the scholarships for higher education of the orphans.

That in sub-clause (e) of Clause 13 of the Bill, for the word "orphanages" occurring in line 2, the words "children homes" be substituted.

(The motions were carried unanimously)

Mr. Speaker : Now, the question is :

That Clause, 13 as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 14)

Mr. Speaker : Now, Clause 14 of the Bill is under consideration.

Yes Begum Rehana Sarwar.

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move :

That in Clause 14 of the Bill for the full-stop appearing at the end of its Proviso, a colon be replaced ; and the following second Proviso be added thereafter, namely :—

Provided further that all the Orphanages existing on the date of commencement of this Act shall be called as Children Homes.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 14 of the Bill for the full-stop appearing at the end of its Proviso, a colon be replaced ; and the following second Proviso be added thereafter, namely :—

Provided further that all the Orphanages existing on the date of commencement of this Act shall be called as Children Homes.

Yes, Syed Tahir Ahmad Shah.

Syed ahir Ahmad Shah : Sir, I beg to move :

That in Clause 14 of the Bill and in its marginal ehading, for the words "an Orphanage" whreve occurring, ıthe

words "a Children Home" respectively be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is

That in Clause 14 of the Bill and in its marginal heading, for the words "an Orphanage" wherever occurring, the words "a Children Home" respectively be substituted.

سید ثابش الوری : جناب سپیکر ! بل کی ضمن 14 میں ہماری ترمیم بنیادی طور پر یہ ہے کہ نہ صرف ان اداروں کو جو آئندہ قائم کئے جائیں دارالاطفال کا نام دیا جائے بلکہ پہلے سے موجود جو ادارے یتیم خانوں کے نام سے کام کر رہے ہیں ان کے نام بھی تبدیل کئے جائیں تاکہ بل کے اثرات نہ صرف ان نجی اداروں پر ہو سکیں جو سال ہا سال سے یتیم خانوں کے نام سے کام کر رہے ہیں بلکہ آئندہ قائم ہونے والے اداروں کو بھی نئے ناموں سے یاد کیا جائے تاکہ بچوں کا وہ احساس کمتری ہو سکے جو انہیں معاشرے سے الگ تھلگ رکھے ہوئے ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت اہم ترمیم ہے اور اسے قبول کر کے ایوان ہمارے اس سماجی شعبے کی ایک اہم رکاوٹ کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوگا اور ایک ایسی فضا پیدا کرے گا جس کے تحت طلبہ لاوارث یتیم بچے اپنے آپ کو اس معاشرے کا ایک معزز فرد محسوس کریں گے اور انہیں یہ کہنے میں پشیمانی نہیں ہو گی کہ وہ دارالاطفال میں زیر تعلیم ہیں جب کہ یتیم خانوں میں زیر تعلیم ہونے کے باعث وہ اپنے آپ کو حقیر اور پشیمانی محسوس کرتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی نفسیاتی تبدیلی ہوگی جس کے نتیجے میں پورے صوبے کے لاوارث یتیم بچوں میں عزت نفس کا ایک نیا احساس جنم لے گا اور وہ خود کو معاشرے کے دوسرے بچوں کے دوش بدوش معاشرے کی خدمت کے لئے زیادہ اہل اور زیادہ مفید ثابت کر سکیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! سید ثابش الوری صاحب نے اپنا اظہار خیال کیا ہے ۔ اس میں سب سے بڑا اہم نکتہ یہ ہے اور حکومت کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ دارالاطفال نام رکھنے سے یتیم خانوں کی ہیئت کذائی اور ہیئت ترکیبی نہیں بدلے گی ۔ یہ حکومت کے فرائض میں ہے کہ انہیں ایسے اشخاص اور افراد اس کے لئے منتخب کرنے چاہییں جو یتیم خانے میں دارالاطفال میں پڑھنے والے طالب علموں کے اندر عزت نفس کا احساس پیدا کریں اور

احساس کم تری سے انہیں بچائیں اور انہیں یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ وہ لاوارث ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں یا ان کے ماں باپ مر گئے ہیں۔ یہ ایک ایسی نفسیاتی تبدیلی ہوگی جس کے ساتھ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں پر اس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ اس لئے میں بھی یہ خواہش کرتا ہوں کہ ایوان کے آس طرف بیٹھنے والے حضرات اس ترمیم کو خوش دلی کے ساتھ قبول فرمائیں اور اس کا نام دارالاطفال رکھا جائے بجائے اس کے کہ اس کا نام یتیم خانہ رکھا جائے۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 14 of the Bill for the full-stop appearing at the end of its proviso, a colon be replaced ; and the following second Proviso be added thereafter, namely :—
>
> Provided further that all the Orphanages existing on the date of commencement of this Act shall be called as Children Homes.

(*The motion was carried unauimously*)

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 14 of the Bill and in its marginal heading, for the words an Orphanage wherever occurring, the words a Children Home respectively be subsitituted.

(*The motion was carried unauimously*)

Mr. Speaker : Now, the question is :—

> That Clause 14 as amended, do stand part of the Bill.

(*The motion was carrid*)

(کلاز ۔ 15)

Mr. Speaker : Now, Clause 15 of the Bill is under consideration.

Yes Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in its marginal heading, the words "Children Homes" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in its marginal heading, the words "Children Homes" be substituted.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in sub-clause (1) of Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in line 1, the words "Children Homes" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in line 1, the words "Children Homes" be substituted.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill. for the words "an Orphanage" occurring in line 2, the words a "children home" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the words "an Orphanage" occurring in line 2, the words "a children home" be substituted.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanage"

occurring twice in lines 3 and 5, respectively, the words "children Home" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanage" occurring twice in lines 3 and 5, respectively the words "children Home" be substituted.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! بل کی ضمن نمبر 15 میں یہ اختیار دیا جا رہا ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس کے تحت صوبے میں یتیم بچوں بچیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ادارے ہوں گے ۔ اور کوئی بھی رضاکار سماجی ایجنسی لائسنس کے لئے درخواست دے کر اس قسم کے اداروں کے قیام کی راہ ہموار کر سکے گی ۔ اس سے پہلے آج جس بل کو ہم repeal کر رہے ہیں اور جو بل اس وقت نافذ الوقت ہے ۔ اس کے تحت نہ صرف کہ بچے اور بچیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دارالاطفال بنانے کی دفعہ رکھی گئی ہے ۔ بلکہ یہ پابندی بھی لگائی گئی ہے کہ یتیم بچیوں کے لئے ادارے بنائے جائیں گے ۔ ان کے لئے صرف خواتین ہی درخواست دے سکیں گی ۔ لیکن موجودہ بل میں اس اہم شرط کو ختم کر دیا گیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سلسلے میں وہ کیا وجوہ ہو سکتی ہیں ۔ جس کے پیش نظر اس اہم اور ضروری شرط کو ختم کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے ۔ جناب والا ! اس لئے میں اس ضمن کی منظوری سے پہلے آپ کے توسط سے وزیر متعلقہ اور اس ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایسے سماجی اداروں میں اس قسم کے سکینڈل پیدا ہوتے رہے ہیں ۔ جس میں بچیوں کی عزت و عصمت پر حرف گیری ہوتی رہی ہے ۔ اس صورت حال سے بچنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ یتیم بچیوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام خواتین ہی کے سپرد کیا جائے ۔ کیونکہ مرد حضرات کتنی ہی نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ یتیم بچیوں کے اداروں کی نگرانی کرنے کی کوشش کریں ان پر حرف گیری کی جا سکتی ہے ۔ لہذا ایسے اداروں کو جس میں لاوارث بچیوں اور معذور والدین کی بچیوں کو رکھنا مقصود ہے موجودہ رائج الوقت قانون کی شرط کو موجودہ بل میں بھی رکھنا چاہیے تا کہ اس قسم کے امکانات اور خدشات کو دور کیا جا سکے ۔ اور خواتین رضا کار یتیم بچیوں کے دارالاطفال کھول سکیں اور مدرسۃ البنات قائم کر سکیں جو اچھی شہرت رکھتی ہیں ۔ اور جن کا ماضی بے داغ ہے اور جو سماجی میدان میں ہمیشہ سے ممتاز و منفرد رہی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ لائسنس

دینے والی اتھارٹی ایسی خواتین ہی کو لائسنس دے گی جو اس سلسلے میں نیک نام بھی ہونگی اور مخلص بھی اور اپنی خدمات کے اعتبار سے منفرد بھی۔ میں آپ کے توسط سے ان الفاظ کے ساتھ درخواست کروں گا کہ اس کلاز میں اس شرط کا یقینی اضافہ کیا جائے تاکہ ہم مستقبل میں یتیم بچیوں کے مستقبل کو ہر قسم کی حرف گیری سے محفوظ رکھ سکیں۔ شکریہ

Mr. Speaker : Now the question is :—

> That in Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in its marginal heading, the words "Children Homes" be substituted.
>
> That in sub-clause (1) of Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in line 1, the words "Children Homes" be substituted.
>
> That in sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the words "an orphange" occurring in line 2, the words "a children home" be substituted.
>
> That in sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the word "Orphanage" occurring twice in lines 3 and 5, respectively, the words "children Home" be substituted.

(*The motions were carried*)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 15, as amended, do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر۔ میں نے اپنی تقریر میں اس کے متعلق کہا تھا۔ مگر غلطی سے ترمیم پیش نہیں کی جا سکی اور گورنمنٹ پارٹی بھی اس بات کو مان رہی ہے اور پہلے بل میں بھی یہ بات موجود تھی۔ حکومت کی طرف سے بھی اس کے لئے کوئی وضاحت نہیں کی گئی کہ عورتوں کے لئے جو دارالاطفال ہو۔ اس کا لائسنس صرف عورتوں کو ہی دیا جائے گا اور میں

سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی امر بھی مانع نہیں ہے اور حکومت کی منشاء بھی اس کے خلاف نہیں ہے - میرے خیال میں غلطی سے یہ بات رہ گئی ہے - پہلے قانون میں بھی یہ بات موجود تھی - میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ نئی ترمیم اس پر لے آئیں - تو نہایت مناسب ہوگا اور قانون میں جو سقم رہ گیا ہے - وہ دور ہو جائے گا - کیونکہ پہلے قانون میں بھی یہ بات موجود تھی -

سید تابش الوری : اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ اس ایوان میں جو خواتین بیٹھی ہوئی ہیں - وہ بھی اس کی حمایت کریں گی -

---

(کلاز 17)

Mr. Speaker : Then we skip over Clause 16 for the time being and come to Clause 17. There is no amendment in Clause 17.

The question is :

That Clause 17 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 18)

Mr. Speaker : Now Clause 18 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That Clause 18 of the Bill be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That Clause 18 of the Bill be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Yes, Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس بل کی ضمن 18 کے تحت ان اداروں کو اپیل کا حق دیا جا رہا ہے - جنہیں معطل کیا جا سکتا ہے یا ان کی کارکردگی کی خرابی کے سلسلہ میں ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے کلاز میں کہا گیا ہے -

18. Any person aggrieved by an order under sections 16 and 17 may pre-

for an appeal to the Government within sixty days from the date of such order, and the decision of Government thereon shall be final.

جناب والا! اگر آپ اسی بل کے تحت تشکیل کردہ بورڈ کی ہیئت ترکیبی پر نظر ڈالیں ۔ تو اس بورڈ میں وزیر سوشل ویلفیئر چیئرمین ہیں ۔ تین دوسرے وزرائے کرام اس کے ممبر ہیں اور تین حکومت کے سیکرٹری اس کے ممبر ہیں ۔ سیکرٹری سوشل ویلفیئر اس کا ممبر ہے اور ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر بھی اس بورڈ کا ممبر ہے ۔ اب بورڈ کی طرف سے جو فیصلہ کیا جائے گا اس میں ظاہر ہے کہ یہ ان تمام حضرات کی طرف سے ہوگا ۔ یہ تمام لوگ اس بورڈ میں شامل ہونے کی وجہ سے اس فیصلہ میں شامل ہوں گے ۔ پھر مجھے یہ بتایا جائے کہ ایسا بورڈ جس کے صدر وزیر متعلقہ ہوں گے اور جس کے ممبر سیکرٹری اور ڈائریکٹر ہوں گے ۔ باقی وہ کون سی حکومت ہے ۔ جس کے سامنے وہ اس بورڈ کے خلاف اپیل کرے گا ۔ اس لئے یہ کلاز ایک مضحکہ خیز کلاز کی حیثیت رکھتی ہے ۔ بظاہر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم اس کے تحت اداروں کو اپیل کا حق دیتے ہیں ۔ لیکن عملاً صورت یہ ہے کہ اپیل آخر کس کے سامنے کی جائے گی ۔ گورنمنٹ تو پوری کی پوری اس کی ممبر ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے یہ فیصلہ کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : ہر ایک وزیر گورنمنٹ نہیں ہوتا ہے ۔ لیکن وزیر گورنمنٹ ہوتا بھی ہے ۔

سید تابش الوری : میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اگر وزیر قانون یہ وضاحت فرما دیں کہ ساری حکومت سے ان کی مراد کیا ہے ۔ تو میرے خیال میں یہ کلاز اپنی جگہ واضح ہو جائے گی اور میں شاید اپنا اعتراض واپس لے لوں ۔ آخر بورڈ کے فیصلہ کے خلاف وہ کس حکومت کے سامنے یا حکومت کے کس فرد کے سامنے اپیل کرے گا ۔ موجودہ صورت تو یہ ہے کہ :

وہی قاتل ، وہی شاہد ، وہی منصف ٹھہرے
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

جب بورڈ وزیر متعلقہ اور سیکرٹریز کی موجودگی میں یہ فیصلہ کرے گا ۔ تو پھر آخر کون سی حکومت اس اپیل کا فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی کلاز بے معنی اور غیر مؤثر کلاز کو اس طرح نہیں ہونا چاہئے یا اگر واقعی اپیل کا حق دینا مقصود ہے ۔ تو

یہاں پر اپیلٹ اتھارٹی کم از کم گورنر کو ہونا چاہیئے ۔ تاکہ وہ ایک غیر جانبدار منصب دار کی حیثیت سے اس صوبائی بورڈ کے فیصلوں کے خلاف اپیل سن سکے ۔ اگر جناب والا ! یہ کیا جا سکے تو اپیل بامعنی ہوگی ۔ ورنہ موجودہ صورت میں اس کی کوئی معنویت اور مقصدیت باقی نہیں رہتی ہے ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس قسم کا احسان کرنے کی بجائے اس کلاز کو ختم کرنا زیادہ بہتر ہے یا اس کو میری گذارشات کی روشنی میں اس طرح پر دوبارہ لکھا جائے کہ یہاں پر اپیل کا اختیار گورنر کو حاصل ہو جائے ۔ تاکہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ اس بورڈ کے کام کی نگرانی کر سکیں اور اس بورڈ کے غلط فیصلوں کی تصحیح بھی کر سکیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! کیونکہ سید تابش الوری صاحب قانون سے زیادہ متعلق نہیں رہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو چار سال سے قانون سازی کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون : میں تو پریکٹیکل لائف کی بات کر رہا ہوں ۔ ایسے بے شمار قانون ہوتے ہیں ۔ جہاں پر ایک شخص فیصلہ کرتا ہے ۔ وہ خود بحیثیت اپیلیٹ اتھارٹی اپیل سنتا ہے ۔ یہ کوئی اجنبی بات نہیں ہے ۔ آپ دیکھیں اس میں ہم نے ایک کمیٹی بنا دی ہے جو کہ فیصلہ کرے گی ۔ اس لئے بحیثیت بورڈ کے چیئرمین کے اگر انہوں نے فیصلہ کیا ہے ۔ تو گورنمنٹ کی پاس یا سیکرٹریز کے پاس اور اس کے علاوہ گورنمنٹ مجموعی طور پر اور کیبینٹ بحیثیت مجموعی بھی فیصلہ کر سکتی ہے اور اس میں چیف منسٹر بھی فیصلہ کر سکتا ہے ۔

وزیر خزانہ : وزیر قانون صاحب کے بیان کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کلاز 16 اور 17 میں لائسینسنگ اتھارٹی ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر ہے ۔ وہ گورنمنٹ نہیں ہے ۔ اب اپیل جو ہے وہ اس پے ہائر آفیسر کو جائے گی ۔ یعنی جو کلاز 16 اور 17 کے تحت انکار کر سکتا ہے ۔ وہ گورنمنٹ نہیں ہے ۔ اس سے وزیر قانون کی مزید تائید ہوتی ہے ۔ یہاں گورنمنٹ انکار نہیں کرے گی ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the amendment is being quashed.

چوہدری طالب حسین : میں اس کے خلاف نہیں ہوں ۔ اگر لائسنس کا کا معاملہ ہے

Then the power of appeal be given to the Board also,

because our experience is that it takes a long time to go to the Government instead of going to the Board or the Chairman of the Board. That is why he has raised an objection otherwise we can't go against the right of appeal.

مسٹر سپیکر : کیا آپ قانون دان ہیں ؟

(قہقہہ)

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں اس بورڈ کا چیئرمین رہا ہوں۔ جہاں تک وزیر قانون صاحب کا فرمان ہے کہ اپیل بھی وہی سن سکتے ہیں جو کہ پہلے فیصلہ فرماتے ہیں ۔ میرے خیال میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے ۔

وزیر قانون : میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ سن سکتے ہیں مگر سنتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : آپ بھی قانون دان ہیں ۔ میں نے یہ تو دیکھا ہے کہ بعض پریزائیڈنگ آفیسر صاحبان اپنے آرڈرز کو نظر ثانی کر سکتے ہیں ۔ لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی پریزائیڈنگ آفیسر اپنے فیصلہ کی اپیل سن سکتا ہے ۔

وزیر قانون : میں آپ کی کم علمی پر بحث تو نہیں کر سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے گورنمنٹ یا سیکرٹری کو لیتے ہیں ۔ اس سے زیادہ واضح ہو سکتا ہے ۔

وزیر قانون : اگر یہ سمجھتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین : ٹھیک ہے ۔ ہم اپنی ترمیم پر زور نہیں دیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم واپس لے لی گئی ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 18 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 16)

Mr. Speaker : Now, we go to Clause 16.

Minister for Law : I beg to move :

> That the following proviso be added to Clause 16 of the Bill—
>
> Provided that no male person should be

issued a license for running a children home for female orphanages.

Mr. Speaker : Motion moved. The question is :

That the following proviso be added to Clause 16 of the Bill :

Provided that no male person should be issued a license for running a children home for female orphanges.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : IIIrd Supplement, Amendment No. 12, Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in Clause 16 of the Bill, for the word "Orphanage", occurring in line 3, the words "Children Home" be substituted.

Mr. Speaker : Motion moved. The question is :

That in Clause 16 of the Bill, for the word "Orphanage", occurring in line 3, the words "Children Home" be substituted.

(The motion was carried)

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in Clause 16 of the Bill, for the words "an orphanage", occurring in line 5, the words "a children home" be substituted.

Mr. Speaker : Motion moved, The question is :

That in Clause 16 of the Bill, for the words "an orphanage", occurring in line 5, the words "a children home" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 16, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 19)

Mr. Speaker : Now Clause 19 is under consideration. Amendment No. 14 of the IIIrd Supplement.

Syed Tahir Ahmad Shah : I beg to move :

> That in Clause 19 of the Bill, for the words "an Orphanage", occurring in line 1, the words "a Children Home" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 19 of the Bill, for the words "an Orphanage", occurring in line 1, the words "a Children Home" be substituted.

سید تابش الوری : جناب سپیکر - بل کی یہ ضمن نمبر 19 دارالامان میں داخل بچوں کے طبی معائنہ کے متعلق ہے - اس اعتبار سے یہ نہایت اہم کلاز ہے - جو پچھلے تمام قوانین میں بتدریج اور تسلسل کے ساتھ چلی آ رہی ہے - لیکن جناب والا ! یہ شکایات عام ہیں اور خود سرکاری ریکارڈ اس کا شاہد ہے کہ اس کلاز پر عمل درآمد کی کوئی حتمی صورت اور شرط متعین نہیں کی گئی اور متعلقہ عملے کے خلاف اس بنیاد پر اب کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی کہ وہاں داخل ہونے والے طلبہ اور طالبات کا سات دن کے اندر اندر معائنہ کیا جائے - بہت سے ایسے ادارے موجود ہیں - جہاں سرے سے سرکاری ڈاکٹروں کی خدمات بھی حاصل نہیں کی جاتی اور ان کے داخلے کے وقت معائنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی - جن کے تحت یہی قرار نہیں دیا گیا کہ داخلے کے سات روز کے اندر اندر متعلقہ بچے اور بچوں کا معائنہ ہو - بلکہ یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ہر سال ہر بچے کا طبی معائنہ کرایا جائے - لیکن عملاً مختلف سروے کے نتیجے میں یہ صورت حال سامنے آئی ہے کہ بچوں کے طبی معائنوں اور ان کے لئے طبی سہولتوں کا کوئی خاطر خواہ انتظام موجود نہیں

ہے اور محض کاغذی کارروائی کے طور پر یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ ان کا طبی معائنہ باقاعدگی سے کرایا جا رہا ہے ۔ حالانکہ خود متعلقہ محکمہ اگر ریکارڈ اور بچوں سے انٹرویو کرکے معلومات حاصل کرے تو انہیں یہ پتا چلے گا کہ وہاں اس قسم کی کوئی طبی سہولتیں موجود نہیں ہیں ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج جب کہ ہم ایک بار پھر اس کلاز کو منظور کر رہے ہیں ۔ ہمیں یہ اہتمام بھی کرنا ہوگا اور متعلقہ محکمہ کو اس بات کی ہدایت کرنی ہوگی کہ بچوں کے طبی معائنے کا باقاعدہ اہتمام کرے اور محض کاغذی کارروائی کرنے کی بجائے عملی صورت دینے کے لئے اقدامات بروئے کار لائے ۔ شکریہ

Mr. Speaker : The question is :-

> That in Clause 19 of the Bill, for the words "an Orphanage" occurring in line 1, the words "a Children Home" be substituted.
>
> (The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : Amendment No. 15.

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, I move the amendment :

> That in Clause 19 of the Bill, for the word "Orphanage" occurring in line 2, the words "Children Home" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

> That in Clause 19 of the Bill, for the word "Orphanage" occurring in line 2, the words "Children Home" be substituted.
>
> (The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 19, as amended, do stand part of the Bill.
>
> (The motion was carried unanimously).

(کلاز 20)

Mr. Speaker : Clause 20 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in Clause 20 of the Bill, the word "Ordinary" occurring in line 6, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

> That in Clause 20 of the Bill, the word "Ordinary" occurring in line 6, be deleted.
>
> (The motion was carried unanimously).

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in Clause 20 of the Bill, for the words "an Orphanage" wherever occurring, the words "a Children Home" be substituted respectively.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

> That in Clause 20 of the Bill, for the words "an Orphanage" wherever occurring, the words "a Children Home" be substituted respectively.
>
> (The motion was carried uuanimously).

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 20 as amended, do stand part of the Bill.
>
> (The motion was carried unanimously).

(کلاز 21)

Mr. Speaker : Clause 21. No. amendment. So I put the question.

The question is :-

> That Clause 21 do stand part of the Bill.
>
> (The motion was carried unanimously).

(کلاز 22)

Mr. Speaker : Clause 22 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in Clause 22 of the Bill, for the words "an orphanage" wherever occurring, the words "a Children Home" respectively be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

> That in Clause 22 of the Bill, for the words "an orphanage" wherever occurring, the words "a Children Home" respectively be substituted.

(The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 22, as amendment, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously).

(کلاز 23)

Mr. Speaker : Clause 23 is under consideration. Amendment No. 18 of the 3rd Supplement.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :-

> That in Clause 23 of the Bill, for the word "orphanage" occurring in line 1, the words "Children Home" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

> That in Clause 23 of the Bill, for the word "orphanage" occurring in line 1, the words "Children Home" be substituted.

(The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : The question is :-

> That Clause 23, as amended do stand part of the Bill.
>
> (The motion was carried unanimously).

(کلاز 24)

Mr. Speaker : Clause 24 is under consideration. No amendment. I put the question.

The question is ;-

> That Clause 24 do stand part of the Bill.
>
> (The motion was carried unanimously).

(کلاز 25)

Mr. Speaker : Clause 25 is under consideration. No amendment to be moved. So I put the question.

The question ls :-

> That Clause 25 do stand part of the Bill.
>
> (The motion was carried unanimously).

(کلاز 2)

Mr. Speaker : Clause 2 is under consideration.

Minister of Law : Sir, I move the amendment :-

> That in Clause 2 of the Bill.
>
> (*i*) after sub-clause (*b*), the following be added as sub-clause (*c*), namely :-
>
> (*c*) "Children Home" means a building a structure or enclosure or any institution or part thereof which is used for the reception, maintenance and care, of orphans ;
>
> (*ii*) the existing sub-clauses (*c*), (*d*), (*e*),

(*f*) and (*g*) be renumbered as sub-clauses (*d*), (*e*), (*f*), (*g*) and (*h*) respectively ;

(*iii*) in the re-numbered sub-clause (e), for the word "orphanage" occurring in line 3, the words "Children Home" be substituted ; and

(*iv*) the existing sub-clause (*h*), be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

That in Clause 2 of the Bill,

(*i*) after sub-clause (*b*), the following be added as sub-clause (*c*), namely :-

(*c*) "Children Home" means a building, a structure or enclosure or any institution or part thereof which is used for the reception, maintenance and care, of orphans ;

(*ii*) the existing sub-clause (*c*), (*d*), (*e*), (*f*) and (*g*) be renumbered as sub-clauses (*d*), (*e*), (*f*), (*g*) and (*h*) respectively ;

(*iii*) in the renumbered sub-clause (*e*), for the word "orphanage" occurring in line 3, the words "Children Home" be substituted ; and

(*iv*) the existing sub-clause (h), be deleted.

(The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : The question is :-

That Clause 2, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously).

(کلاز 1)

Mr. Speaker : Clause 1 is under consideration. Syed Tabish Alwari.

Syed Tabis Alwari : Sir, I move the amendment :-

> That for sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> (1) This Act may be called the Punjab Board for the Supervision and Control of Children Homes Act, 1976.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :-

> That for sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> (1) This Act may be called the Punjab Board for the Supervision and Control of Children Homes Act, 1976.
>
> (The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : The question is :-

> That Clause 1, as amended, do stand part of the Bill.
>
> (The motion has carried unanimously)

(تمہید)

Mr. Speaker : Preamble is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :-

> That in the Preamble of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in lines 2-3. the words "Children Homes" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :-

> That in the Preamble of the Bill, for the word "Orophanages" occurring in lines 2-3, the words "Children Homes" be substituted.
>
> (The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : The question is :-

> That the Preamble, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously).

(طویل عنوان)

Mr. Speaker ; Long Title is under consideration. Amendment No. 1, 2nd Supplement.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :-

> That in the Long Title of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in line 2, the words "Children Homes" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :-

> That in the Long Title of the Bill, for the word "Orphanages" occurring in line 2, the words "Children Home" be substituted.

(The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : The question is :-

> That the Long Title, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously).

Mr. Speaker : Now we go on to the third reading of the Bill.

Minister of Law : Sir, I move :-

> That the Punjab Orphanages (Supervision and Control Bill 1975, be passed.

Mr. Speaker : That the Punjab Orphages :

> (Supervision and Control) Bill, 1975, be passed.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ بل کی خواندگی کا یہ آخری مرحلہ ہے ۔ جس میں ہم ترمیم شدہ صورت میں بل کی منظوری دے رہے ہیں ۔ آپ نے اور پورے ایوان نے

اندازہ کیا ہوگا کہ یہ بل جس جذبے کے ساتھ پیش کیا گیا ہے - جن مقاصد کے حصول کے لئے اس کی منظوری حاصل کی جا رہی ہے - وہ مقاصد اس ایوان کے دونوں طرف بیٹھنے والے فاضل اراکین کو عزیز ہیں - اس ایوان نے ماضی میں بھی مشاہدہ کیا ہے اور بل پر بحث کے دوران بھی اس بات کا اعادہ ہوا ہے کہ پنجاب اسمبلی کی حزب اختلاف نے ہمیشہ ایک محب وطن اور صحت مند حزب اختلاف کا کردار ادا کیا ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! جب بھی اس ایوان میں کسی طرف سے بھی ایسی آواز بلند ہوئی ہے - جو اس ملک کے اجتماعی مفاد اور قوم کی اجتماعی بہبود سے متعلق تھی - تو ہم نے بغیر کسی پس و پیش کے اس آواز پر لبیک کہا - موجودہ بل یتیموں اور لا وارث بچوں کی بہبود سے متعلق ہے اور ہم یتیموں کی فلاح و بہبود اور لا وارث بچوں کو معاشرہ میں بحالی کے اہم کام کے سلسلے میں اپنے آپ کو معاشرہ کے ایک فرد کی حیثیت سے اور ادارے کی حیثیت سے برابر کا شریک سمجھتے ہیں - موجودہ بل جس صورت میں پیش کیا تھا - اس میں کوئی ایسی نئی تبدیلی نہیں تھی - جس کے باعث اسے پرانے قوانین اور اس وقت بھی رائج قوانین سے مختلف کہا جا سکتا کیونکہ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ اس بل کے تحت محض ایک بورڈ کو قائم کرکے ایک نئی تبدیلی لائی جا رہی ہے لیکن اس بورڈ کی تشکیل جس نیم دلانہ طریقے سے کی جا رہی تھی اسے جس طرح سے سرکاری دفتر کی حیثیت دی جا رہی تھی یا سرکاریت بخشی جا رہی تھی اس سے اس بورڈ کی اجتماعی مقصدیت کے متاثر ہونے کا امکان تھا جس کے لئے یہ بل پاس کیا جا رہا ہے - اس لئے ہم نے اس بل کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد مجموعی طور پر تقریباً 70 کے قریب ترامیم پیش کی ہیں اور ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ حزب اقتدار نے ہماری ان میں سے بیشتر نہایت اہم اور ضروری ترامیم کو قبول کرکے اس بل کو بہتر بنانے میں مدد دی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ روش اس بات کا تقاضا کرتی ہے اور اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ہم یہ محض تنقید برائے تنقید کے نہ قائل رہے ہیں نہ قائل ہیں - ہم نے ہمیشہ صحت مند نقطہ نظر کو اس معزز ایوان میں توسیع پذیر کیا ہے اور یہ توقع ظاہر کی کہ حزب اقتدار بھی قومی اور صوبائی معاملات میں اسی قسم کے فراخ دلانہ نقطہ نظر کی اہمیت کو محسوس کرنے کی تاکہ سیاسی فضا میں

ان تلخیوں کو ختم کیا جا سکے جو محض محاذ آرائی اور ہٹ دھرمی ہے یا سیاسی عمل کو مفلوج کرنے کے لئے حزب اقتدار بعض صورتوں میں ان کو اپنانے پر فخر محسوس کرتی ہے۔

جناب والا! موجودہ ترامیم کی منظوری کے بعد اب اس بل کی جو تبدیل شدہ صورت ہے اس میں ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار نے مل کر یتیموں کی فلاح و بہبود سے متعلق صوبائی بورڈ کو عوامی حیثیت دینے کی کوشش کی ہے۔ اس میں سماجی کارکنوں اور غیر حضرات کو زیادہ نمائندگی کا اہتمام کیا گیا ہے اور اراکین اسمبلی کی نمائندگی بھی اس میں ضروری قرار دے دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بورڈ کے فرائض میں اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف کا انتظام کرنا ہے۔ تعلیمی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنا ہے اور نئی حکمت عملی کا اعلان اور بورڈ کی اجتماعی حیثیت کو زیادہ جامعیت دینے کی کوشش ہمارے خیال میں انتہائی مستحسن کام ہے۔ اگر ہماری دوسری ترامیم بھی منظور کرلی جائیں جن میں اہم ترین ترمیم گورنر صاحب کی سربراہی میں بورڈ کا قیام تھا تو اس سے اور زیادہ بہتر اور غیر جانبدارانہ خدمات کے لئے مفید اور فعال ثابت ہو سکتا تھا۔

اس سلسلے میں آخر میں یہ بھی گزارش کرنی چاہوں گا کہ پچھلے قوانین کے تحت بھی اور آج کے اس منظور کئے جانے والے قانون کے تحت بھی یتیموں اور لاوارث بچوں سے گداگری اور خیرات طلبی کی ممانعت کی گئی ہے اور یہ ایک اچھی بات ہے لیکن مطالبہ یہ ہے کہ ان قوانین پر نہ پہلے عمل کیا گیا نہ آج ہو رہا ہے۔ اس لئے میں توقع کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اہم ترین کلاز کا ایک دفعہ پھر اعادہ کیا ہے جو گداگری کی لعنت کو ختم کرنے سے متعلق ہے اور یتیم بچوں لاوارث بچوں کو اس مذموم حرکت کا محور بنانے کی بجائے باعزت مقام دلانا مقصود ہے تو ایسے عملی اقدامات بلا تاخیر کئے جائیں جن کے تحت کسی دارالاطفال کسی یتیم خانے کے بچے کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کریں۔ اور ان کو مختلف گھروں میں دو وقت کی روٹیوں کے لئے بھیک مانگنے کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔ اب انہیں مختلف تقاریب میں مختلف قومی تہواروں کے موقع پر گداگری کے لئے آلہ کار بنایا جاتا ہے استعمال جاتا کیا ہے جو انتہائی شرم ناک اور افسوس ناک بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے منظور ہونے

کے بعد حکومت اور دوسرے عوامی اور سماجی ادارے اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے اپنی بھرپور مساعی کو بروئے کار لائیں گے اور اس بل میں جو عظیم مقاصد کار فرما ہیں جو سماجی خدمت کا جذبہ موجزن ہے اس کو صحیح طور پر بروئے کار لانے کی صورت ہوگی اور ہم اپنی تمام تر مساعی ان یتیم خانوں دارالاطفال کی دیکھ بھال کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ موثر کردار ادا کرنے میں صرف کر سکیں گے اور معاشرے میں ان کو منفرد مقام دلا سکیں گے -

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے -

کہ مسودہ قانون (انضباط و انصرام) یتیم خانہ جات پنجاب مصدرہ 1975 منظور کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

Mr Speaker : The House is adjourned it shall re-assemble tomorrow at 9.00 A.M.

(اسمبلی کا اجلاس 4 نومبر 1976ء بروز جمعرات 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 8247)

پبلک کوٹہ جس کی الاٹمنٹ قرعہ اندازی کے ذریعے کی گئی

نمبر شمار	نام	رقبہ
1	عذرا فاطمہ	ایک کنال
2	محمد یونس	"
3	چوہدری عبدالسلیم	"
4	چوہدری فضل کریم	"
4	سی-ایم-یعقوب	"
6	الطاف حسین	"
7	لیفٹیننٹ کرنل سید توقیر احمد شاہ	"
8	محمد آصف	"
9	خالد بشیر	"
10	عاطف حسین خان	"
11	محبوب روبینہ	"
12	مسز ساجد بٹ	"
13	منظور فاطمہ	"
14	عباس علی خان	"
15	فصیح اللہ ملک	"
16	عبدالقیوم	"
17	ونگ کمانڈر ایس-ایم یوسف	"

نمبر شمار نام	رقبہ
18 ۔ حامد علی بیگ	ایک کنال
19 ۔ شمیم اختر حسین	,,
20 ۔ محمود انور بھٹی	,,
21 ۔ محمد عبدل حاجی	,,
22 ۔ مظفر اقبال	,,
23 ۔ منور اقبال	,,
24 ۔ خورشید بیگم چوہدری	,,
25 ۔ محمد ایوب شیخ	,,
26 ۔ ڈاکٹر رحمت اللہ چوہدری	,,
27 ۔ افضل بیگم	,,
28 ۔ ذکیہ بیگم	,,
29 ۔ مسز شہناز رفیق	,,
30 ۔ منیر احمد	,,
31 ۔ مسز خدیجہ مشتاق	,,
32 ۔ ایم-اے-رحیم	,,
33 ۔ چوہدری محمد بشیر اختر	,,
34 ۔ غلام دستگیر	,,
35 ۔ عزیزالزماں	,,
36 ۔ مسز تسنیم ذکیہ ترمزی	,,
37 ۔ ڈاکٹر نسیم بیگم	,,
38 ۔ رفعت اعجاز	,,
39 ۔ شیخ محمد شفیع	,,

نمبر شمار نام	رقبہ
40 ۔ فیروزہ	ایک کنال
41 ۔ خادم حسین ملک	,,
42 ۔ خالدہ روحی	,,
43 ۔ مہر محمد حفیظ	,,
44 ۔ مسز عظمہ مسعود	,,
45 ۔ رئیسہ بیگم	,,
46 ۔ ڈاکٹر رشید جاوید خان	,,
47 ۔ مسز محمودہ خانم بھٹی	,,
48 ۔ انیس احمد چوہدری	,,
49 ۔ ڈاکٹر قمر اقبال	,,
50 ۔ صفیہ خانم	,,
51 ۔ ڈاکٹر مظفر علی شاہ	,,
52 ۔ ڈاکٹر اعجاز احمد شیخ	,,
53 ۔ مسٹر نور محمد چوہدری	,,
54 ۔ شیخ محمد اسلم	,,
55 ۔ انعام دار عبدالخالق	,,
56 ۔ چوہدری افتخار رسول ضیاع	,,
57 ۔ مسمات ذکریا بیگم	,,
58 : میا خورشیدالرحمان چوہان	,,
59 ۔ بیگم احمد حسن	,,
60 ۔ ثریا جبین	,,

نمبر شمار نام	رقبہ
61 ۔ سید مغیث اصغر	,,
62 ۔ سید نصرت میاں	,,
63 ۔ محمد یوسف اعوان	,,
64 ۔ راجہ اللہ دین	,,
65 ۔ خورشید بیگم	,,
66 ۔ چوہدری نبی احمد باجوہ	,,
67 ۔ گل نرگس	,,
68 ۔ مسز شمشاد انور	,,
69 ۔ عبدالقدیر	,,
70 ۔ خالد جاوید بٹ	,,
71 ۔ محمد اکرم خان	,,
72 ۔ نذوول اسلم	,,
73 ۔ جمیل محمد	,,
74 ۔ عبدالحق رانا	,,
75 ۔ محمد یعقوب رانا	,,
76 ۔ چوہدری محمد ادریس	,,
77 ۔ گل شاد بیگم	,,
78 ۔ عظیم الدین	,,
79 ۔ امجد اویس	,,
80 ۔ ساجو امجد شعیب	,,
81 ۔ خان محمد کسوم خان	,,

نمبر شمار نام	رقبہ
82 ۔ محمد پرویز اقبال	ایک کنال
83 ۔ ارشد محمد خان	,,
84 ۔ شاہد احمد	,,
85 ۔ ابوالحسن	,,
86 ۔ زاہد احمد	,,
87 ۔ شیخ محمد ظفر	,,
88 ۔ اکبر علی چوہدری	,,
89 ۔ نعیم الدین چوہدری	,,
90 ۔ غلام نبی بٹ	,,
91 ۔ طلعت پروین	,,
92 ۔ حق نواز چیمہ	,,
93 ۔ نرگس نگہت	,,
94 ۔ شیخ محمد یونس	,,
95 ۔ نصاح خضر محمد سہیل	,,
96 ۔ محمد جاوید	,,
97 ۔ ایس ۔ اے ۔ منان صدیقی	,,
98 ۔ مسز قمر سلطانہ چوہدری	,,
99 ۔ احسان الحق پراچہ	,,
100 ۔ محمد منصور خان	,,
101 ۔ محمد اسلم ، صغران بیبی	,,
102 ۔ محمد نصیر	,,
103 ۔ چوہدری الطاف حسین	,,
104 ۔ نفیس محمود	,,
105 ۔ خواجہ شوکت حسین	,,
106 ۔ محمد نسیم	,,

نمبر شمار	نام	رقبہ
107	عمران شوکت	ایک کنال
108	حمیدہ بیگم	,,
109	ریحان بیگم	,,
110	ایس ۔ ایم اقبال	,,
111	ذکاء اللہ	,,
112	غلام سرور چوہدری اینڈ غلام دستگیر چوہدری	,,
113	محمد اقبال	,,
114	فدا محمد	,,
115	مسمات گلشن آرا	,,
116	چوہدری محمد امجد علی	,,
117	شیخ اظہر ظہور	,,
118	رضاء الدین	,,
119	ڈاکٹر محمد اقبال	,,
120	محمد ظہور حق	,,
121	بشیر احمد	,,
122	فیاض احمد بٹ	,,
123	مسعود علی خان	,,
124	عبدالغفار صدیقی	,,
125	نصیر احمد	,,
126	ملک عطاءاللہ	,,
127	سید انور شاہ	,,
128	ڈاکٹر سعیدہ پیرزادہ	,,
129	شیخ محمد مشتاق الٰہی	,,
130	جاوید نسیم (عربی)	,,
131	محمد بشیر	,,

نمبر شمار نام	رقبہ
132 ۔ علی احمد	ایک کنال
133 ۔ منیر احمد	,,
134 ۔ مسمات شمیم اختر	,,
135 ۔ میاں محمد سعید	,,
136 ۔ مزمل الحسن رانا	,,
137 ۔ مسٹر اعجاز الحسن شیخ	,,
138 ۔ نذیر حیدر	,,
139 ۔ ماجو حسین الدین چغتائی	,,
140 ۔ عبدالغفار	,,
141 ۔ حاجی تاج محمد	,,
142 ۔ احمد دین	,,
143 ۔ ثریا جبین	,,
144 ۔ اظہرالدین احمد	,,
145 ۔ خالد لطیف	,,
146 ۔ مسز تسنیم ضیاء	,,
147 ۔ ثمینہ بیگم	,,
148 ۔ نشاط احمد	,,
149 ۔ سنجیدہ عقور	,,
150 ۔ سیف الرحمان	,,
151 ۔ حبیبہ خاتون	,,
152 ۔ رانا محمد اشرف	,,
153 ۔ اعجاز احمد	,,
154 ۔ نسیمہ اختر	,,
155 ۔ افتخار احمد	,,
561 ۔ ڈاکٹر منور حسین	,,

نمبر شمار نام	رقبہ
157 ۔ عنایت اللہ	ایک کنال
158 ۔ شہزاد انور	,,
159 ۔ ثریا جبین	,,
160 ۔ مسز شگفتہ تجمل	,,
161 ۔ مبارک احمد	,,
162 ۔ فضل داد	,,
163 ۔ میاں عبدالحکیم	,,
164 ۔ محمد منیر خان	,,
165 ۔ میاں محمد شفیق	,,
166 ۔ چوہدری علی احمد	,,
167 ۔ خواجہ عمر	,,
168 ۔ حکیم محمد طارق	,,
169 ۔ نجمہ حمیدہ	,,

الاٹمنٹ 10 فیصد گورنمنٹ کوٹہ

1 ۔ سردار علی	ایک کنال
2 ۔ ایم ۔ ایم یونس	,,
3 ۔ عمر فاروق	,,
4 ۔ ابطلشام احمد	,,
5 ۔ نوازش علی زیدی	,,
6 ۔ مولوی ہدایت اللہ	,,
7 ۔ رائے عمر حیات	,,
8 ۔ مس کشور ناہید	,,
9 ۔ شوکت علی شاہ	,,

نمبر شمار نام	رقبہ
10 ۔ سید محمد انیس صادق	ایک کنال
11 ۔ ذکریا چوہدری	,,
12 ۔ چوہدری محمد شفیع	,,
13 ۔ ڈاکٹر غلام قادر	,,
14 ۔ عاشق جعفری	,,
15 ۔ اشرف چوہان	,,
16 ۔ جی ۔ این باجوہ	,,
17 ۔ زرینہ اختر	,,
18 ۔ مسز قاسم علی	,,
19 ۔ مسز ایچ ۔ یو ۔ بیگ	,,
20 ۔ محمد اظہر غوری	,,
21 ۔ مرزا طاہر بیگ	,,
22 ۔ محمد ہمایوں	,,
23 ۔ شہزاد جہانگیر	,,
24 ۔ عارف اقبال	,,

یہ الاٹمنٹ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے کی تھیں

الاٹمنٹ 10 فیصد لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کوٹہ

1 ۔ سید امتیاز احمد	ایک کنال
2 ۔ عبدالحمید ڈار	,,
3 ۔ عبدالغفور کوثر	,,
4 ۔ عباس علی شاہ	,,
5 ۔ مسز ڈی ۔ بی ۔ قریشی	,,
6 ۔ اے ۔ رشید لون	,,

نمبر شمار	نام	رقبہ
7	خالد محمود چیمہ	ایک کنال
8	مسز نعیمہ نعیم	,,
9	ملک محمد نواز	,,
10	عصمت طارق	,,
11	مس شاہین بخاری	,,
12	طلعت رشید	,,
13	مس فیروزہ احسان	,,
14	صغیر احمد	,,
15	محمد حسین تارڑ	,,
16	منظور احمد اختر	,,
17	چوہدری محمد فاروق	,,
18	محمد اکبر خان	,,
19	خالدہ بیگم	,,
20	لیفٹیننٹ کرنل ایس ایل اے بخاری	,,
21	میاں محمد ارشد	,,
22	سہیل اختر	,,
23	انور زیدی	,,
24	جاوید اسلم	,,

یہ الاٹمنٹ ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کی تھیں ۔

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 8248)

نمبر شمار	نام اور پتہ مالک (الاٹی)	رقبہ	پلاٹ کا نمبر	سال
1 ۔	سکارڈن لیڈر ایم ۔ ارشد پاکستان ائیر فورس آفیسر میس ائیر بیس کراچی	ایک کنال پانچ مرلے اٹھاسی مربع فٹ	476	1974

نمبر شمار	نام اور بمعہ مالک (الاٹی)	رقم	پلاٹ کا نمبر	سال
2 ۔	مسٹر جاوید یعقوب اکبر سٹریٹ اسلامیہ پارک لاہور	دو کنال	53	1974
3 ۔	میاں افضل وٹو سابقہ وزیر پنجاب	دو کنال	اے ۔ 54	1974
4 ۔	مسٹر اے ۔ جی ۔ رضا فیڈرل لینڈ کمشنر پرائم منسٹر	دو کنال	234	1974
5 ۔	مسٹر اے ۔ کے ۔ خالد سیکرٹری سروس اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور	دو کنال	اے ۔ 52	1974
6 ۔	مسز پروین افتخار 14 ۔ بی بہاولپور ہاؤس	ایک کنال	250	1975
7 ۔	مسٹر احسان غنی اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پرزنز لاہور	ایک کنال	281	,,
8 ۔	مسٹر حامد محمود ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور	دس مرلے	697	,,
9 ۔	مسمات حمیدہ بیگم 35 ۔ کچا فیروز پور روڈ لاہور	ایک کنال	253	,,
10 ۔	پروفیسر شیخ محمد عثمان 6 ۔ بی نیو کیمپس لاہور	ایک کنال	282	,,
11 ۔	میاں عبدالستار نجم اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل ہائی کورٹ لاہور	ایک کنال	285	,,
12 ۔	شمیم احمد خان ڈپٹی سپیکر پنجاب لاہور	ایک کنال	بی ۔ 228	,,
13 ۔	ملک محمد انجم ولد ملک محمد اختر 133 ۔ ایف اسلام آباد	ایک کنال	251	,,

14 ۔	مسمات غلام فاطمہ 35 ۔ رائل پارک لاہور	10 مرلے	505	1975
15 ۔	چوہدری غلام باری سلیمی ایڈوکیٹ سپریم کورٹ اینڈ ہائی کورٹ	ایک کنال	252	,,
16 ۔	مسٹر عبداللطیف قریشی مکان نمبر 48 گلی نمبر 6 گوالمنڈی لاہور	10 مرلے	671	,,
17 ۔	ڈاکٹر ایم ۔ اے رحمان میو ہسپتال لاہور	10 مرلے	700	,,
18 ۔	سید فدا حسین ایم ۔ بی اے حافظ آباد	10 مرلے	657	,,
19 ۔	مس فیریا رحمان معرفت سیکرٹری اطلاعات پنجاب لاہور	ایک کنال	409	,,
20 ۔	مسٹر محمد افضل رندھاوا ایم این اے لائل پور	ایک کنال	408	,,
21 ۔	ڈاکٹر تنویر احمد چوہدری سینیئر میڈیکل آفیسر پی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی آر لیبارٹری فیروز پور روڈ لاہور	ایک کنال	407	,,
22 ۔	مسٹر کے ۔ زیڈ درانی ہوم سیکرٹری پنجاب لاہور	ایک کنال	406	,,
23 ۔	قیوم نظامی 150 نیو سمن آباد لاہور	10 مرلے	703	,,
24 ۔	مسٹر فیض احمد 12/2 فیض باغ لاہور	10 مرلے	698	,,
25 ۔	ایس ۔ ایم مسعود وزیر قانون پنجاب	ایک کنال	404	,,

26 ۔	مسٹر اے ۔ یو سلیم ڈپٹی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ لاہور	ایک کنال	405	1975
27 ۔	برگیڈیر مظفر ملک چیف سیکرٹری پنجاب لاہور	ایک کنال	228	,,
28 ۔	راجہ محفوظ علی چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی رحیم یار خان	10 مرلے	652	,,
29 ۔	ڈاکٹر مس ایم ۔ کے الٰہی 2 ۔ ڈی نیو کیمپس پنجاب لاہور	10 مرلے	706	,,
30 ۔	مسز راحت فاروق 26 واپڈا فلیٹ لاہور	10 مرلے	506	,,
31 ۔	خالد نثار 26 واپڈا فلیٹ لاہور	10 مرلے	507	,,
32 ۔	مسٹر علاؤالدین ہارون مکان نمبر 6 گلی نمبر 77 آریہ سماج اچھرہ لاہور	10 مرلے	702	,,
33 ۔	مسز امتیاز حسین 20 سی ۔ جی ۔ او ۔ آر 3 لاہور	10 مرلے	705	,,
34 ۔	مسٹر مجید میر چیف فوٹو گرافر روزنامہ مساوات لاہور	10 مرلے	699	,,
35 ۔	سید مہدی حسن حافظ آباد	10 مرلے	656	,,
36 ۔	مولانا احسان الٰہی ظہیر 228 ۔ اے شادمان لاہور	ایک کنال	اے ۔ 228	,,
37 ۔	عبدالبشیر خان 116 رفیع روڈ لال کرتی راولپنڈی	10 مرلے	704	,,

38 ۔	ڈاکٹر بی ۔ اے یزدانی ڈینٹل ہسپتال لاہور	10 مرلے	508	1975
39 ۔	مسز عابدہ پروین 48 بی گلبرگ لاہور	10 مرلے	701	"
40 ۔	چوھدری ممتاز احمد ایم ۔ پی ۔ اے	10 مرلے	512	"
41 ۔	صوفی نذر محمد ایم ۔ پی ۔ اے نارووال	10 مرلے	511	"
42 ۔	سید نثار احمد 84 گلبرگ لاہور	10 مرلے	651	"
43 ۔	مہر منیر علی ایم ۔ پی ۔ اے لائل پور	10 مرلے	509	"
44 ۔	چوھدری منظور احمد گوندل ایم ۔ پی ۔ اے گجرات	10 مرلے	653	"
45 ۔	مسز آصفہ نسیم 17 ٹمپل روڈ لاہور	10 مرلے	655	"
46 ۔	مسز یاسین رشید 125 ایم ۔ سمن آباد لاہور	10 مرلے	654	"
47 ۔	مسٹر بشیر احمد پرائیویٹ سیکرٹری ٹومنسٹر ایچ اینڈ پی پی پنجاب لاہور	10 مرلے	545	"
48 ۔	میاں شہادت خان (MNA) چک بھٹیاں تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ	10 مرلے	543/A	"
49 ۔	مسٹر امجد حسین جائنٹ ایڈیٹر پاکستان ٹائمز لاہور	10 مرلے	510	"
50 ۔	مسز سیتا مجید 20 ۔ اے ۔ کنال پارک لاہور	10 مرلے	549	"

51 ۔	غلام جیلانی 10 فلیمنگ روڈ لاہور	10 مرلے	634	1975
52 ۔	مسٹر اعظم خلیل ہاؤس نمبر 20 گلی نمبر 137 نسبت روڈ لاہور	10 مرلے	781	,,
53 ۔	مسٹر وہاب الدین شاہ 14 ۔ اے ریس کورس روڈ لاہور	ایک کنال	403	,,
54 ۔	مسز مریم حبیب ویمن ایڈیٹر پاکستان ٹائمز لاہور	ایک کنال	401	,,
55 ۔	مسٹر ظفر حسین 36 چیمبر روڈ لاہور	10 مرلے	بی ۔ 343	,,
56 ۔	مسٹر فرہاد زیدی ایڈیٹر ڈیلی حریت کراچی	10 مرلے	550	,,
57 ۔	مسٹر عبدالرحمن شیخ پی ۔ اے ٹو چیف سیکرٹری پنجاب	10 مرلے	658	,,
58 ۔	سید مہتاب احمد شاہ ایم ۔ پی ۔ اے مظفر گڑھ	10 مرلے	667	,,
59 ۔	مسز نیلو فر علی 66 مزنگ لاہور	10 مرلے	770	,,
60 ۔	چوہدری محمد اکرم سیکرٹری فوڈ لاہور	10 مرلے	771	,,
61 ۔	مسٹر جاوید احمد قریشی کمشنر سوشل سیکورٹی پنجاب لاہور	ایک کنال	129	,,
62 ۔	مسٹر خالد احمد ڈپٹی کمشنر لاڑکانہ	دو کنال	بی ۔ 141	,,
63 ۔	مسٹر عابد اللہ خان سلسلہ اسلام آباد	دو کنال	87	,,

64 ۔	شیخ محمد رشید منسٹر ایگریکلچر اینڈ فوڈ حکومت پاکستان اسلام آباد	دو کنال	189	1975
65 ۔	لیفٹننٹ کرنل شفقت حسین 36 ۔ ایچ ماڈل ٹاؤن لاہور	دو کنال	8	,,
66 ۔	ڈاکٹر خالدہ عثمانی اسسٹنٹ پروفیسر فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	دو کنال	192	,,
67 ۔	ملک خالق داد خان ایم ۔ پی ۔ اے سرگودھا	دو کنال	88	,,
68 ۔	مسٹر ہمایوں فیض رسول کمشنر ملتان ڈویژن	دو کنال	193	1976
69 ۔	مسز عفت راٹھور زوجہ لیفٹننٹ کپتان عابد حسین راٹھور A.D.C ٹو وزیر اعظم پاکستان راولپنڈی	1½ کنال	120	,,
70 ۔	سید آصف ہاشمی O.S.D. برائے وزیر اعلیٰ پنجاب لاہور	1½ کنال	121	,,

ریواز گارڈن اسکیم

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	سال
1 ۔	مسٹر عبدالحمید پرائیویٹ سکریٹری ۔ وزیر مکانات شہری عملی منصوبہ بندی و جیل خانہ جات ۔	71,72	1974
2 ۔	شوکت حسین (P. A.) برائے سکرٹری وزیر اعلیٰ پنجاب ۔	341	1974
3 ۔	حافظ سید محمد الیاس عبدالحمید رفاعی ۔ اندرون موری گیٹ لاہور ۔	225	1974
4 ۔	بہادر حسین ڈار وسن پورہ لاہور	264	1975
5 ۔	ڈاکٹر اقبال احمد I. A. سمن آباد لاہور	237	,,

6	ڈاکٹر امتیاز احمد چوہدری .I. A سمن آباد لاہور	236	1975
7	مسمات سکینہ بی بی مکان نمبر A-2 گلی نمبر 81 نزد فردوس سینما لاہور	100	,,
8	ملک ریاض حسین اسحاق بلڈنگ بھاٹی گیٹ لاہور	56	,,
9	مولوی نذر حیات لائل پور	306	,,
10	مسز جی اے فرینڈز 13 ایمپرس پارک ایمپرس روڈ لاہور	74	,,
11	محمد رشید 41 کرامت گلی مسلم پارک راج گڑھ لاہور	102	,,
12	عبدالحفیظ 110 ابدالی روڈ کرشن نگر لاہور	101	,,
13	چوہدری گلزار احمد (.S.P) 1/A سمن آباد لاہور	73-A	,,
14	ملک منظور علی کمپٹرولر وزیر اعلیٰ ہاؤس لاہور	108	,,
15	غلام حسین خادم رپورٹر روزنامہ مساوات لاہور	265	,,
16	حاجی اللہ دتہ G. O. R III 43/C لاہور	284/A	,,
17	نذیر احمد چوہدری سپروائزر خرید و فروخت اسلام آباد یونیورسٹی اسلام آباد	267	,,
18	ملک محمد اجمل 9 رسول پارک لاہور	235	,,
19	حامد حسین احاطہ بلاقی شاہ لنڈا بازار لاہور	234/A	,,
20	مسٹر خدا بخش ڈنگہ سنگھ بلڈنگ بیڈن روڈ لاہور	234	,,
21	ایس ایچ رؤف 38 گلی نمبر 10 ۔ 30 نسبت روڈ لاہور	15	,,
22	مسٹر محمد اعظم مکان نمبر 21 گلی نمبر 2 نظام آباد لاہور	266/A	,,
23	مسٹر صلاح الدین 10/P چوبرجی کوارٹرز لاہور	268	,,
24	چوہدری بشیر احمد MPA ساہیوال	1	,,
25	مسٹر اشتیاق احمد خان 24 مین بازار سمن آباد لاہور ۔	305	,,
26	مسٹر محمد بشیر مکان نمبر 11 نوری گلی I-A امیر روڈ بلال گنج لاہور	188	,,

27 ۔ میسٹر محمد اکرم مکان نمبر 1401/A کوچہ حاجی حکیم محمد بخش اندرون بھاٹی گیٹ لاہور	189	1976
28 ۔ مسٹر محمد خان MNA 3 زم زم گلی راج گڑھ لاہور	5	"
29 ۔ مسٹر غلام محمد (P.A.) برائے وزیر مواصلات و تعمیرات پنجاب لاہور	103	"
30 ۔ مسٹر ایم اے اقبال سیٹلمنٹ آفیسر سیالکوٹ	266	"
31 ۔ مسٹر محمد غنی (P.A.) برائے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ لاہور	73	"
32 ۔ مسٹر حمید جہلمی ایڈیٹر روزنامہ امروز لاہور	104	"
33 ۔ مسٹر حکیم عمر دین (P.P.P. A) داتا نگر بادامی باغ لاہور		
34 ۔ شیخ عاشق حسین 7/199 راوی پارک چوک قلعہ لچھمن سنگھ لاہور	106	"
35 ۔ مسٹر فضل کریم مکان نمبر 1073 چوک وزیر خان دہلی گیٹ لاہور	107	"
36 ۔ مسٹر محمد اسلام (اسسٹنٹ رجسٹرار) سپریم کورٹ لاہور	229	"
37 ۔ سید نصیر التحیادی 22/D ماڈل ٹاؤن لاہور	270	"
38 ۔ مسٹر محمد سعید 23 رسول پارک اچھرہ لاہور	226	"
39 ۔ مسٹر محمد ممتاز 23 رسول پارک لاہور	227	"
40 ۔ الحاج ایس سلامت علی جالندھری 63 دی مال لاہور	230	"
41 ۔ حاجی محمد بخش مخدوم (M.P.A.) سرگودھا	231	"
42 ۔ شیخ مراتب علی (P.R.O.) برائے وزیر اعلیٰ پنجاب لاہور	232	"
43 ۔ مسٹر خلیل اللہ قریشی پروفیسر نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور	293/A	"
44 ۔ چوہدری حمیداللہ (M.P.A.) جڑانوالہ لائل پور	233	1975
45 ۔ مسٹر ذوالفقار علی مکان نمبر 4 گلی نمبر 6 نزد ٹی بی ہسپتال بلال گنج لاہور	228	"

46 ۔ مسٹر غلام حسین 46/E-I گلبرگ III لاہور	190	1975
47 ۔ مسٹر محمد بشیر 4 لئن روڈ لاہور	362	"
48 ۔ سید اعجاز صیفی 40 عمر دین روڈ ۔ وسن پورہ لاہور	363	"
49 ۔ مسٹر منو بھائی روزنامہ امروز لاہور	364	"
50 ۔ غازی قدرت اللہ خان پونین صدر ہیکو کمپنی	351	"
51 ۔ مسماۃ نورجہاں معرفت نور محمد مغل وزیر اعظم ہاؤس پنڈی	361	"
52 ۔ مسز رکیہ بیگم ویمن (پی پی پی) مکان نمبر 23 گلی نمبر 15 انفنٹری روڈ مصطفیٰ آباد لاہور	360	"
53 ۔ مسٹر الٰہی بخش 558/A لوئر محل لاہور چھاؤنی	269	"
54 ۔ مسٹر نذیر احمد لغاری 9/C بہاولپور ہاؤس لاہور	302	"
55 ۔ مسٹر محمد افضل معرفت چوہدری منظور احمد گوندل (M.P.A.) گجرات	366	"
56 ۔ مسٹر اعجاز احمد معرفت چوہدری منظور احمد گوندل (M.P.A.) گجرات	367	"
57 ۔ مسٹر امتیاز احمد ملک معرفت 144/B پونچھ ہاؤس کالونی لاہور	368	"
58 ۔ مسٹر خوشی محمد نواں شہر ملتان	364	"
59 ۔ مسٹر محمد عارف نواں شہر ملتان	365	"
60 ۔ مسٹر خالد محمود احمد ڈپٹی سکریٹری محکمہ فنانس حکومت پنجاب	274	"
61 ۔ سید علی احمد سیٹلمنٹ آفیسر بھکر میانوالی	390	"

P-10

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 8376)

صوبہ میں واقع کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کو صوبائی و وفاقی حکومت کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی

نمبر شمار	نام میونسپل کمیٹی کارپوریشن/ضلع کونسل	ازاں	رقم موصولہ دوران سال ہائے 1972.73	1973.74	1974.75	1975.76
1	2	3	4	5	6	7
	بہاولپور ڈویژن					
1	ضلع کونسل - بہاول پور	حکومت پنجاب	64,688	1,33,667	2,43,400	—
2	میونسپل کمیٹی - بہاول پور	ایضاً	2,38,560	4,21,515	2,86,900	2,08,940
3	میونسپل کمیٹی - احمد پور شرقیہ	ایضاً	2,53,101	6,64,932	3,78,420	2,000
4	میونسپل کمیٹی - حاصل پور	ایضاً	1,50,000	11,954	95,800	—
5	میونسپل کمیٹی - خیر پور ٹامی والی	ایضاً	—	—	52,657	2,000

1	2	3	4	5	6	7
6	میونسپل کمیٹی - اوچ شریف	ایضاً	170	2,08,000	39,700	17,000
7	میونسپل کمیٹی - سمہ سٹہ	ایضاً	38,000	1,784	97,286	34,000
8	میونسپل کمیٹی - یزمان	ایضاً	80,000	55,400	20,049	25,500
9	میونسپل کمیٹی - بہاول نگر	ایضاً	1,21,577	3,39,590	4,71,746	39,211
10	ضلع کونسل - بہاول نگر	ایضاً	1,00,990	1,63,076	3,63,836	4,240
11	میونسپل کمیٹی - چشتیاں	ایضاً	3,16,816	1,89,000	3,76,760	12,730
12	میونسپل کمیٹی - منچن آباد	ایضاً	4,972	6,684	4,320	14,000
13	میونسپل کمیٹی - صادق گنج	ایضاً	170	1,784	18,200	15,000
14	میونسپل کمیٹی - لونگہ بونگہ	ایضاً	—	36,784	25,200	29,000
15	میونسپل کمیٹی - ہارون آباد	ایضاً	17,528	74.580	3,42,320	—
16	میونسپل کمیٹی - فقیر والی	ایضاً	—	—	—	28,000
17	میونسپل کمیٹی - پیرشاہ جمال	ایضاً	1,14,760	1,04,600	—	—

میونسپل کمیٹیوں، کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کو صوبائی و وفاقی حکومت کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی

نمبر شمار	نام میونسپل کمیٹی/ کارپوریشن/ضلع کونسل	ازاں	1972.73	1973.74	1974.75	1975.76
1	میونسپل کمیٹی ۔ رحیم یار خان	حکومت پنجاب	1,20,346	3,00,277	7.12,516	94,940
2	,, صادق آباد	ایضاً	6,375	3,148	2,53,284	2,25,000
3	,, خان پور	ایضاً	3,03,880	13,26,303	4,80,150	1,67,850
4	ضلع کونسل ۔ رحیم یار خان	ایضاً	1,45,192	1.38,071	5,59,600	—
5	میونسپل کمیٹی ۔ لیاقت پور	ایضاً	1,20,000	—	95,300	—
6	,, احمد پور لمہ	ایضاً	4,590	66.374	16,200	28,992
7	,, الہ آباد	ایضاً	—	—	35,500	40,000
8	,, ترنڈہ سوالخان	ایضا	—	—	13,600	46,000

تفصیلات

امدادی رقوم موصولہ منجانب پنجاب گورنمنٹ

برائے بلدیاتی ادارہ جات ملتان ڈویژن

ضلع ملتان

نمبر شمار	نام لوکل کونسل	1972-73	1973-74	1974-75	1975-76	ریمارکس
1	میونسپل کمیٹی ملتان	4,42,308	9,43,560	35,88,540	1,51,99,488	تعلیم ۔ صحت ۔ پیپلز ورکس پروگرام ۔ خاص مہنگائی الاؤنس
2	بلدیہ میاں چنوں	1,000	1,000	—	—	مرمت سڑکات ۔ کچی آبادی ۔ سیوریج سکیم ۔
3	بلدیہ جہانیاں	184	—	—	—	پھاٹک ۔ جرمانہ عدالت
4	بلدیہ کہروڑ پکا	1,500	1,250	—	—	تکمیل منصوبہ جات زیر ہیڈ Misc 57
5	بلدیہ جلالپور	1,52,700	—	1,69,000		برائے تکمیل منصوبہ جات زیر ہیڈ Misc 57
6	بلدیہ تلمبہ	—	—	—	63,000	ایضاً

7 ۔ بلدیہ عبدالحکم	—	—	48,150	—	,,
8 ۔ بلدیہ دنیا پور	—	—	—	22,000	,,
9 ۔ بلدیہ شجاع آباد	1,500	1,250	—	—	,,
10 ۔ بلدیہ مخدوم پور پہوڑاں	—	—	—	78,000	,,
11 ۔ سرائے سدھو	—	—	—	46,000	,,
12 ۔ ضلع کونسل ملتان	—	6,00,000	1,93,000	—	,,
ضلع وہاڑی					تعلیم ۔ PWP ۔ پھاٹک
13 ۔ بلدیہ وہاڑی	1,30,570	13,900	2,98,850	—	مویشیاں ۔ سہنکائی الاؤنس
14 ۔ بلدیہ بوریوالہ	3,000	—	4,26,606	—	پھاٹک مویشیاں ۔ عدالتی جرمانہ ۔ سہنکائی الاؤنس
15 ۔ بلدیہ مسیلسی	184	21	76,600	—	پھاٹک مویشیاں ۔ سہنکائی الاؤنس

ضلع ڈیرہ غازی خان					برائے تکمیل منصوبہ جات
16 ۔ بلدیہ ڈیرہ غازی خان	27,500	5,000	1,82,151	—	زیر ہیڈ Misc 57
17 ۔ بلدیہ تونسہ شریف	12,344	4,344	24,525	30,000	,,
18 ۔ بلدیہ جام پور	1,344	4,344	33,430	40,000	,,
19 ۔ بلدیہ راجن پور	1,344	4,344	65,950	20,000	,,
20 ۔ بلدیہ کوٹ مٹھن	1,344	4,344	24,890	13,000	,,
21 ۔ بلدیہ روجھان	1,344	4,344	13,690	10,000	,,
22 ۔ ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان	24,375	29,615	3,47,211	—	,,
ضلع مظفر گڑھ					
23 ۔ ضلع کونسل مظفر گڑھ	10,80,576	60,800	4,52,091	—	رول ڈسپنسری ۔ گرانٹ PWP ترقیاتی گرانٹ ۔ سپنکائی الاؤنس
24 ۔ میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ	1,35,177	2,39,130	4,17,625	2,37,000	تعلیم گرانٹ PWP سپنکائی الاؤنس ۔ واٹر سپلائی

25 ۔ میونسپل کمیٹی خان گڑھ	—	—	30,300	15,000	سپیشل مہنگائی الاؤنس
26 ۔ میونسپل کمیٹی کوٹ ادو	50,000	—	—	—	سیوریج سکیم ۔ (تعمیر نالیاں)
27 ۔ میونسپل کمیٹی دائرہ دین پناہ	25,030	—	17,800	—	خاص مہنگائی الاؤنس گرانٹ PWP
28 ۔ میونسپل کمیٹی لیہ	1,37,817	2,22,095	2,72,200	46,000	گرانٹ PWP ۔ پرائمری تعلیم مہنگائی الاؤنس
29 ۔ میونسپل کمیٹی کروڑ	25,000	—	56,400	17,000	خاص مہنگائی الاؤنس ۔ گرانٹ PWP
30 ۔ میونسپل کمیٹی علی پور	30	—	56,600	16,000	,,
31 ۔ میونسپل کمیٹی جتوئی	8,928	—	26,600	16,000	,,

32 ۔ میونسپل کونسل شہر سلطان	—	—	27,747	—	,,
ضلع ساہیوال					
33 ۔ ضلع کونسل ساہیوال	37,157	63,370	6,24,276	—	عدالتی جرمانہ ۔ پھاٹک مویشیاں ۔ دیہی شفا خانہ ۔ مہنگائی الاؤنس
34 ۔ بلدیہ پاک پتن	46,086	55,000	3,85,910	35,009	پرائمری تعلیم ۔ پھاٹک مویشیاں ۔ مہنگائی الاؤنس ۔ کچی آبادی واٹر سپلائی ۔
35 ۔ بلدیہ عارف والہ	14,190	14,190	2,76,358	—	پھاٹک مویشیاں ۔ عدالتی جرمانہ ۔ مہنگائی الاؤنس ۔ تعلیم
36 ۔ بلدیہ رینالہ خورد	6,580	405	42,052	—	پھاٹک مویشیاں ۔ جرمانے ۔ تعلیم ۔ مہنگائی الاؤنس
37 ۔ بلدیہ دیپال پور	908	508	23,425	28,000	جرمانہ جات ترقیاتی گرانٹ دیگر امداد

38 ۔ بلدیہ حویلی وساوے والہ	908	583	63,750	36,000	پھاٹک مویشیاں ۔ جرمانہ جات سہنگائی الاؤنس و دیگر امداد
39 ۔ بصیر پور	—	—	—	63,000	متفرق گرانٹ
40 ۔ بلدیہ حجرہ شاہ مقیم	—	—	—	52,000	گرانٹ تعلیم ۔ پھاٹک مویشیاں عدالتی جرمانہ
41 ۔ بلدیہ ساہیوال	1,16,503	1,64,073	10,75,116	5,00,000	نکاسی آب ۔ PWP امداد و سہنگائی الاؤنس
42 ۔ بلدیہ اوکاڑہ	71,259	80,110	9,92,954	—	ایضاً
43 ۔ بلدیہ چیچہ وطنی	1,57,351	72,110	1,90,984	—	ایضاً

لاہور ڈویژن

صوبہ میں واقع کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کو صوبائی/وفاقی حکومت کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی

رقم موصولہ سال ہائے رواں

1	2	3	4	5	6	7
نمبر شمار	میونسپل کارپوریشن/ضلع کونسل	ازاں	1972.73	1973.74	1974.75	1975.76
1 ۔	لاہور میونسپل کارپوریشن	وفاقی حکومت	—	—	—	2,00,00,000

لاہور میونسپل کارپوریشن	حکومت پنجاب	16,33,562	17,31,358	92,70,529	7,57,000
2 - بلدیہ گجرانوالہ		2,01,622	5,25,920	25,59,618	1,86,858
3 - ضلع کونسل لاہور	,,	7,45,274	8,97,427	11,90,800	4,00,000
4 - بلدیہ سیالکوٹ	,,	1,51,887	4,10,312	35,91,562	2,20,280
5 - ضلع کونسل شیخو پورہ	,,	10,243	4,450	4,04,538	—
6 - ضلع گوجرانوالہ	,,	5,29,962	6,30,939	6,76,200	—
7 - ضلع سیالکوٹ	,,	42,851	22,91,297	16,76,060	—
8 - بلدیہ لیانی	,,	35,000	—	39,500	66,000
9 - بلدیہ قصور	,,	67,085	70,855	7,35,745	—
10 - بلدیہ کھٹیان	,,	35,000	510	64,400	21,000
11 - بلدیہ چونیاں	,,	35,415	565	53,100	66,000
12 - بلدیہ کوٹ رادھا کشن	,,	35,000	—	88,845	—

13 ۔	بلدیہ رائے ونڈ	,,	35,000	—	78,026	20,000
14 ۔	بلدیہ راجہ جنگ	,,	35,000	—	14,360	54,000
15 ۔	بلدیہ بھائی پھیرو	,,	35,000	—	53,200	81,000
16 ۔	بلدیہ پتوکی	,,	95,580	—	11,996	—
17 ۔	بلدیہ شیخو پورہ	,,	—	2,36,570	1,12,000	—
18 ۔	بلدیہ واربرٹن	,,	393	528	34,200	22,280
19 ۔	بلدیہ سانگلہ ہل	,,	464	464	1,06,000	—
20 ۔	بلدیہ خانقاہ ڈوگراں	,,	468	468	84,400	—
21 ۔	بلدیہ ڈھابان سنگھ	,,	343	343	31,200	19,238
22 ۔	بلدیہ تیجا پور	,,	468	468	97,100	31,000
23 ۔	بلدیہ نارنگ	,,	238	238	33,300	23,000
24 ۔	بلدیہ سریدکے	,,	—	—	2,46,990	50,000

25 ۔	بلدیہ ننکانہ صاحب	,,	1,54,346	38,532	37,810	1,34,000
26 ۔	بلدیہ چوہڑکانہ	,,	468	20,468	55,900	—
27 ۔	بلدیہ شاہ کوٹ	,,	468	—	60,900	34,000
28 ۔	بلدیہ کاموکے	,,	1,91,187	64,231	4,26,066	53,061
29 ۔	بلدیہ حافظ آباد	,,	60,493	63,019	4,73,540	1,26,473
30 ۔	بلدیہ پنڈی بھٹیاں	,,	209	15,104	40,320	—
31 ۔	بلدیہ اکال گڑھ	,,	104	104	22,450	36,800
32 ۔	بلدیہ رسول نگر	,,	230	380	13,125	34,000
33 ۔	بلدیہ ایمن آباد	,,	229	379	37,250	2,700
34 ۔	بلدیہ گکھڑ	,,	104	104	55,070	41,000
35 ۔	بلدیہ قلعہ دیدار سنگھ	,,	—	—	83,250	35,000
36 ۔	بلدیہ ڈسکہ	,,	3670	2,27,635	1,17,427	6,119
37 ۔	بلدیہ وزیر آباد	,,	2,59,656	2,59,165	2,21,700	1,94,553

38 ۔	بلدیہ نارووال	,,	25,975	1,92,729	2,64,463	16,117
39 ۔	بلدیہ پسرور	,,	—	95,000	48,500	44,000
40 ۔	بلدیہ شکر گڑھ	,,	14,027	4,000	43,800	80,000
41 ۔	بلدیہ کلاس والا	,,	—	10,000	—	3,55,000
42 ۔	بلدیہ جاسکے	,,	—	—	8,800	51,000
43 ۔	بلدیہ قلعہ سوبھا سنگھ	,,	—	—	—	28,000
44 ۔	بلدیہ بدوملہی	,,	—	73,000	26,450	22,000
45 ۔	بلدیہ بھوپال والہ	,,	—	—	6,500	38,000

سرگودھا ڈویژن

صوبہ میں واقع کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کو صوبائی و وفاقی حکومت کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی

رقم موصولہ دوران سال ہائے

1	2	3	4	5	6	7
نمبر شمار	نام میونسپل کمیٹی/کارپوریشن/ ضلع کونسل	ازاں	1972.73	1973.74	1974.75	1975.76
1 ۔	میونسپل کمیٹی خرشاپ	حکومت پنجاب	—	1,47,461	6,95,950	4,68,000

2 ۔	,,	بلالی	,,	200	200	20,200	73,000
3 ۔	,,	مٹھاٹوانہ	,,	—	—	38,100	1,05,000
4 ۔	,,	بھلوال	,,	—	—	66,500	26,000
5 ۔	,,	میانی	,,	—	—	46,125	10,000
6 ۔	,,	شاہ پور سٹی	,,	33	33	26,500	31,000
7 ۔	,,	ساہیوال	,,	200	30,200	13,500	80,800
8 ۔	,,	بھیرہ	,,	11,93,000	76,000	1,52,600	96,000
9 ۔	,,	نوشہرہ	,,	—	—	—	31,000
10 ۔	,,	نور پور تھل	,,	—	—	—	40,000
11 ۔	,,	جھاوریاں	,,	—	—	—	40,000
12 ۔	,,	للیانی	,,	—	—	2,600	75,000
13 ۔	,,	کوٹ مومن	,,	—	—	7,550	68,000
14 ۔	,,	شاہ پور صدر	,,	34	34	38,340	47,680

15 ۔	,,	لانوالی	,,	—	—	39,950	22,000
16 ۔	,,	جوہر آباد	,,	2,25,265	1,12,700	1,78,000	37,500
17 ۔	,,	پھاردان	,,	—	—	48,725	27,000

راولپنڈی ڈویژن

نمبر شمار	نام میونسپل کمیٹی کارپوریشن/ میونسپل کمیٹی		صوبائی حکومت	1973.72	1974.73	1975.74	1976.75
1 ۔	ضلعی کونسل جہلم		,,	58,290	3,87,519	2,83,380	—
2 ۔	میونسپل کمیٹی چکوال		,,	2,25,335	2,25,335	6,71,635	—
3 ۔	,,	پنڈ داد خان	,,	—	34,500	28,174	23,000
4 ۔	,,	کیھوڑہ	,,	—	10,800	32,500	37,000
5 ۔	,,	جہلم	,,	61,842	2,61,042	4,85,442	10,00,000
6 ۔	ضلعی کونسل راولپنڈی		,,	68,000	4,19,770	2,87,652	—
7 ۔	میونسپل کمیٹی گوجر خان		,,	—	1,12,390	2,20,398	—

8 ۔	,, کھوٹہ	,,	—	—	23,700	19,000
9 ۔	,, لیکسیلا	,,	—	—	—	2,80,000
10 ۔	ضلع کونسل کیمل پور	,,	6,17,726	6,54,113	6,62,432	94,630
11 ۔	میونسپل کمیٹی کیمل پور	,,	1,65,000	3,00,000	3,61,695	1,60,280
12 ۔	,, کھوڑ	,,	—	—	2,400	—
13 ۔	,, پنڈی گھیب	,,	56,993	63,757	52,710	—
14 ۔	,, تلہ گنگ	,,	64,500	15,000	80,000	—
15 ۔	,, حسن آبدال	,,	81,092	20,100	3,10,100	—
16 ۔	,, غور کشتی	,,	—	—	—	72,000
17 ۔	,, حضرو	,,	218	274	60,950	—
18 ۔	,, فتح جنگ	,,	—	—	56,150	21,000
19 ۔	,, مری	,,	2,46,325	38,855	13,06,195	3,01,567

20 ۔ میونسپل کمیٹی مری ؛ صوبائی حکومت ؛ وفاقی حکومت کی طرف سے			—		73,47,000
21 ۔ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی	صوبائی حکومت	—	48,69,730	20,26,040	25,00,000
22 ۔ میونسپل کمیٹی گجرات	,,	1,64,000	1.58,000	6,97,688	10,00,000
23 ۔ ,, لالہ موسیٰ	,,	39,875	39,895	2,06,145	31,865
24 ۔ ,, جلال پور جٹاں	,,	—	1,83,270	1,82,186	—
25 ۔ ,, کھاریاں	,,	—	—	31,400	48,000
26 ۔ ,, ڈنگہ	,,	—	51	31,400	31,000
27 ۔ ,, کنجاہ	,,	112	112	27,200	35,000
28 ۔ ,, ملک وال	,,	—	—	43,900	44,000
29 ۔ ضلع کونسل گجرات	,,	12,44,194	2,72,831	10,27,551	—
30 ۔ میونسپل کمیٹی سرائے عالم گیر	,,	—	—	—	40,000

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس

جمعرات ۔ 4 نومبر 1976ء

(پنجشنبہ ۔ 11 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ پ ۱۴ ۔ س ۱۶ ۔ رکوع ۱۹ ۔ آیات ۹۶ تا ۹۹

جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے، وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور ہم ضرور بدلہ دیں گے (یعنی ختم نہ ہوگا) جن لوگوں نے صبر و استقامت سے کام لیا ہم ان کو ان کے کاموں کا بہت اچھا بدلہ دیں گے، جو شخص بھی اچھے کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو تو ہم اسے پاکیزہ اور آرام دہ زندگی سے زندہ رکھیں گے اور آخرت میں نہایت ہی اچھا صلہ دیں گے اور جب تم قرآن پڑھنے لگا کرو تو اللہ کے ذریعے شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو۔ بیشک ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں، ان پر اس کا (یعنی شیطان کا) کچھ زور نہیں چلتا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

چوہدری طالب حسین :جناب والا ! جب سے سیشن شروع ہوا ہے اس روز سے پریس کے نمائندگان نے 11 سے 12 بجے تک اس اجلاس کی کارروائی کا بائیکاٹ ہوا ہے۔

مسٹر سپیکر : کیا کوئی ناراضگی ہوئی ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں مختصر الفاظ میں عرض کروں گا اور میں اس کی بیک گراونڈ میں نہیں جاؤں گا کہ انہوں نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے۔ لیکن انہیں گورنمنٹ کے کسی افسر کے خلاف گلہ اور اعتراض ہے کہ اس کا رویہ کسی خاص موقع پر ان کے ساتھ درست نہیں تھا اور وہ حکومت سے اس افسر کے خلاف کارروائی کے لئے مطالبہ کر رہے تھے۔ آج اجلاس کو شروع ہوئے تین چار روز ہو گئے ہیں۔ آج پھر 11 سے 12 بجے تک جب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے انہوں نے بائیکاٹ کیا ہے۔ جناب والا ! میں صرف آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پریس کے نمائندگان کو اسمبلی کی کارروائی کا بائیکاٹ کئے ہوئے اتنے روز ہو گئے ہیں جو ایک غیر معمولی بات ہے لیکن حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ میں آپ کی توجہ اس حد تک مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت کو کچھ نہ کچھ اقدامات کرنے چاہئیں تھے۔ کہ ان کے جائز مطالبہ پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ ان کی تکالیف کو دور کرنا حکومت کا فرض تھا۔ اس ایوان میں نہ تو آج تک ان کے بائیکاٹ کے متعلق اور ان کے مطالبہ کے متعلق گورنمنٹ کی طرف سے کسی قسم کی کوئی assurance دلائی گئی اور نہ ہی کسی قسم کے غور کرنے کے متعلق بیان دیا گیا۔ ہمارے پریس کے نمائندگان بائیکاٹ کرنے پر ہمیشہ ایک یا دو دن بعد واپس آ جاتے تھے۔ یہ ایک نہایت سنجیدہ معاملہ ہے۔

مسٹر سپیکر : میں تو آپ کی بڑی آسانی سے امداد کر سکتا تھا۔ ایک سوال یا ایک تحریک التوا کے ذریعے آپ مجھے خدمت موقع دے سکتے تھے۔

چوہدری طالب حسین : آپ درست فرماتے ہیں لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو حکومت کے اور آپ کے نوٹس میں آنا چاہیں اسی لیے یہ چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ گو تحریک التوا اور سوال کی ضرورت نہیں لیکن پریس کے سلسلے میں یہ بات نہیں کہ یہ بات حکومت کے نوٹس میں نہ آئی ہو اور

وہ اس سلسلے میں کسی قسم کی یقین دہانی اس ایوان میں کرانے کے لیے تیار نہ ہو۔ ان کے مطالبات کیا ہیں۔ ان کی justification کہاں تک ہے اور انہیں کس قسم کے مطالبہ پر غور کرنا ہے اس طرف توجہ آج تک نہیں دی گئی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! گذارش یہ ہے کہ ہمارے اندازے کے مطابق ہمارا خیال یہ تھا کہ پریس کا بائیکاٹ چند روز تک ختم ہو جائے گا اور تحریک التوا کی ضرورت پیش نہیں آئے گی لیکن مداخلت اس لیے کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جو حل نہ ہو سکے۔ اگر تحریک التوا کی ضرورت ہے تو وہ بھی آپ کی خدمت میں کل پیش کر دی جائے گی پھر شاید آپ اس کو قبول کر کے مداخلت فرما سکیں۔

مسٹر سپیکر : اب تو شاید آپ لیٹ ہو گئے ہیں۔ تحریک التوا پہلے دن آ جانی چاہیے تھی۔ بہر حال we shall see۔ فاضل وزراء بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس صورت میں کم از کم میرے نوٹس میں پہلی بار یہ بات آئی ہے۔ میں اس وقت یہی کہہ سکتا ہوں کہ پریس کے جو سیکرٹری ہیں ان کو بلا لوں گا اور انشاء اللہ اس مسئلہ کو گفت و شنید کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کروں گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ڈاکٹر صاحب کے بیان کے پیش نظر اگر کل تحریک التوا دی جائے تو یہ معاملہ اچھے طریقے سے حل ہو جائے گا۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ممکن نہیں ہے۔ پھر دیکھیں گے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ چوہدری امان اللہ لک۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

امتناعی احکام کے بعد محکمہ بحالیات و آبادکاری میں الاٹمنٹیں

***4944** ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ بحالیات و آبادکاری نے امتناعی احکام کے بعد بھی الاٹمنٹیں پہلی تاریخوں میں جاری کر کے حکومت کو بہت نقصان پہنچایا ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : یہ غلط ہے ۔ محکمہ ہذا نے ایسی کوئی الاٹمنٹ نہیں کی ۔ تاہم کچھ ایسی شکایات محکمہ ہذا کو موصول ہوئی تھیں جن کے بارے میں تحقیقات جاری ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ! جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ ایسی شکایات کی تعداد کتنی ہے اور کون افسر مجاز اس کی تحقیقات کر رہے ہیں ؟

وزیر مال : جناب والا ! ان شکایات کی تعداد تو مقرر نہیں کی جا سکتی ۔ اگر فاضل ممبر شکایات دیں تو اس سے تعداد بڑھ جائے گی ۔ شکایات کے بارے میں محکمہ کا افسر مجاز تحقیقات کر رہا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ وہ افسر مجاز کون ہے جو ناجائز الاٹمنٹ کی تحقیقات کے لیے مامور کیا گیا ہے ۔

وزیر مال : چیف سیٹلمنٹ کمشنر تحقیقات کر رہے ہیں ۔

تبادلہ باہمی جائداد غیر منقولہ غیر متروکہ

***4946 ۔ چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بنگلہ نمبر SE 19R/18.21 ڈیوس روڈ لاہور و جائداد واقع مری ضلع راولپنڈی ملکیتی کرپا رام اینڈ برادرز لاہوری کا تبادلہ ازاں جائداد ملکیتی سلیم الدین احمد ولد حاجی نظام الدین و مشترکہ جائداد ملکیتی سلیم الدین احمد و مسمات نورجہاں بیگم واقع دھلی ڈپٹی کمشنر صاحب نے بحکم 8-7-55 منظور فرمایا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ منظوری کے احکام میں بنگلہ مذکور کا رقبہ 27 کنال 17 مرلہ تحریر کیا گیا تھا جب کہ درخواست میں رقبہ درج نہیں تھا ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا واقعی بنگلہ مذکورہ 27 کنال 17 مرلہ میں مشتمل تھا اور کیا مذکورہ بنگلہ کا رقبہ ریونیو ریکارڈ کے مطابق ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) جائداد مذکورہ واقعتاً 27 کنال 14 مرلے اور 130 مربع فٹ پر مشتمل ہے اور یہ رقبہ ریونیو ریکارڈ کے مطابق ہے ۔

صوبہ پنجاب میں سرکاری اراضی کی تقسیم

*7594 ۔ **بیان منظور احمد موہل** : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں سرکاری زمین کتنی ہے اور اس میں سے کتنی قابل کاشت اور کتنی غیر قابل کاشت ہے ۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے ۔

(ب) کیا حکومت پنجاب اس سرکاری زمین کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کن شرائط پر ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) سرکاری زمین کے مطلوبہ کوائف ضلع وار لف ھذا ہیں ۔

(ب) سرکاری رقبہ جات مختلف سکیموں کے تحت حقدار غیر مالکان اور مزارعان وغیرہ میں تقسیم کیے جا رہے ہیں ۔

P-12

(تفصیل سرکاری رقبہ)

نام ضلع	کل سرکاری رقبہ	رقبہ قابل کاشت		رقبہ غیر قابل کاشت
		رقبہ جو مختلف جاری کردہ سکیموں میں تقسیم کیا گیا	بقایا	
	مرلہ کنال ایکڑ	مرلہ کنال ایکڑ	مرلہ کنال ایکڑ	مرلہ کنال ایکڑ
لاہور بشمولہ قصور	12526 . 0 . 0	9168 . 0 . 0	2148 . 0 . 0	1210 . 0 . 0
شیخو پورہ	38623 . 7 . 17	25142 . 1 . 8	3076 . 3 . 10	10405 . 2 . 19
گوجرانوالہ	728 . 2 . 17	633 . 4 . 17	94 . 6 . 0	94 . 6 . 0
سیالکوٹ	—	—	—	—
راولپنڈی	—	—	—	—
کیمبل پور	685 . 7 . 7	685 . 7 . 7	—	—
جہلم	242 . 0 . 0	242 . 0 . 0	—	—

گجرات		1157 . 3 . 6	1157 . 3 . 6	—	—
سرگودھا	کالونی	123798 . 0 . 0	117307 . 0 . 0	3572 . 0 . 0	12919 . 0 . 0
	تھل	242202 . 0 . 0	229607 . 0 . 0	12595 . 0 . 0	—
میانوالی (بھکر)		478355 . 0 . 0	416339 . 0 . 0	8690 . 0 . 0	53326 . 0 . 0
لائل پور		263935 . 0 . 0	188080 . 0 . 0	28462 . 0 . 0	47384 . 0 . 0
جھنگ		513705 . 0 . 0	352404 . 0 . 0	36397 . 0 . 0	129005 . 0 . 0
ملتان بشمولہ وہاڑی		505206 . 0 . 0	352213 . 0 . 0	4984 . 0 . 0	43608 . 0 . 0
مظفر گڑھ	تھل	185354 . 0 . 0	23686 . 0 . 0	72940 . 0 . 0	88728 . 0 . 0
	کالونی	365831 . 0 . 0	254697 . 0 . 0	72162 . 7 . 0	38972 . 0 . 0
ساہیوال		190376 . 0 . 0	182039 . 0 . 0	—	8337 . 0 . 0
ڈیرہ غازی خان		438756 . 0 . 0	319343 . 0 . 0	10268 . 0 . 0	109145 . 0 . 0
بہاول پور		517811 . 0 . 0	392826 . 0 . 0	24102 . 0 . 0	100847 . 0 . 0

بہاول نگر	1714652 . 0 . 0	1638340 . 0 . 0	4473 . 0 . 0	71838 . 0 . 0
رحیم یار خان	546020 . 0 . 0	423196 . 0 . 0	11818 . 0 . 0	111006 . 0 . 0
چولستان	7187560 . 0 . 0	52224 . 0 . 0	3578678 . 0 . 0	3556658 . 0 . 0
میزان	13327524 . 0 . 0	5069283 . 0 . 0	13878061 . 0 . 0	4379488 . 0 . 0

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! یہ کوائف جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں ان میں ضلع بہاولنگر کے سامنے جو رقبہ درج ہے وہ کل 1714652 دیا گیا ہے اور جو تقسیم کیا گیا ہے وہ 1638340 ہے اور جو بقایا رقبہ ہے وہ 4473 ہے یہ بقایا رقبہ جو درج کیا گیا ہے غلط ہے۔

مسٹر سپیکر : 14 اور 5 کو جمع کریں۔

میاں منظور احمد موہل : 1714652 جو دیا گیا ہے وہ غلط ہے۔

Mr. Speaker : That may be a different thing.

5+4 کر کے 2 و 3 کا فرق اس کے مطابق ہونا چاہئے۔ آپ یہ کر کے دیکھیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! پہلے کل رقبہ ہے اور پھر آگے بقایا ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ رقبہ جو غیر کاشت ہے۔

میاں منظور احمد موہل : وہ الگ ہے۔

وزیر مال : میرے خیال میں فاضل ممبر کو غلطی لگ رہی ہے۔ پہلا کالم کل رقبے کا ہے۔ اور 2—3 کالم میں قابل کاشت رقبہ ہے۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں بھی تین اور چار کو جمع کر کے 2-3 کا فرق نکلنا چاہئے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میرے دوست نے زمین کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کے متعلق دریافت کیا تھا اس کا جواب نہیں دیا گیا تو کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ وہ کونسی سکیمیں ہیں؟

مسٹر سپیکر : سکیم کا لفظ سوال میں نہیں ہے اور نہ ہی مجھے ملا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ کی نظر میں ہے اور آپ لفظ کے پیچھے جا رہے ہیں۔ یہ تو لکھا ہے کہ "کن شرائط پر تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے"۔

وزیر مال : ایسا ہی ہے اور یہ ان بے دخل مزارعین میں تقسیم کیا جا رہا ہے جن کا چار ایکڑ سے رقبہ کم ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! سکیم نوٹیفائی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ پوچھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : ایسا نہیں ہو سکتا ۔

بہاولپور ڈویژن میں سرکاری اراضی کی فروخت

*7601 ۔ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاولپور ڈویژن کے اکثر آبادکاروں ۔ مہاجروں اور پرانے آبادکاروں کے پاس ایک ایکڑ رقبہ اراضی بھی نہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بڑے زمینداروں کے مقابلہ میں چھوٹے مزارعین کے لیے اراضی خرید کرنا ممکن نہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پچاس ایکڑ سے زائد اراضی رکھنے والے زمینداروں کے ہاتھ سرکاری اراضی فروخت کرنے پر پابندی عائد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ چھوٹے مزارعین کو اراضی کے حصول میں آسانی ہو سکے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) سوال میں جو صورت حال بیان کی گئی ہے وہ عمومی حیثیت میں درست نہیں ہے ۔

(ب) اس کا انحصار ہر فرد کی ذاتی مالی حالت پر ہے ۔

(ج) حکومت کے زیر غور ایسی کوئی سکیم نہیں ہے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! وزیر موصوف کا تعلق بھی قانون کے پیشے سے ہے ۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لا رپورٹس کی بڑی اہمیت ہوتی ہے ۔ اس لیے وہ بھی عدالتوں کو مہیا کی جانی چاہئیں ۔ تو کیا حکومت لاء رپورٹس عدالتوں میں مہیا کرنے کے لیے غور کر رہی ہے ؟

وزیر مال : میں نے عرض کیا ہے کہ اگر کوئی عدالت مطالبہ کرے کہ یہ لاء رپورٹس مہیا کی جائیں تو کر دی جاتی ہیں ۔ اسی طرح اگر کوئی اور عدالت بھی مطالبہ کرے تو فوری طور پر مہیا کر دی جائیں گی ۔

ملک محمد اعظم : ہو سکتا ہے عدالتیں مطالبہ کریں ۔

Mr.Speaker : I don't know how did it come to you.
اگر آپ یہ بات کرتے کہ ہر ضلع میں مجسٹریٹس کے لیے لائبریری ہونی چاہئے تو بھی ٹھیک تھا ۔

Probably, it would have been more reasonable in this shape.

صوبہ میں مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں قانونی کتب کی فراہمی

*8114 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں قانونی کتب بہت کم مہیا کی جاتی ہیں جس سے انہیں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ عدالتوں میں زیادہ قانونی کتب فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مستقبل قریب میں قریباً کتنی رقم کی کتابیں ہر عدالت کو فراہم کی جائیں گی ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) عدالتوں میں تمام لازمی کتب از قسم تعزیرات پاکستان قانون شہادت اور ضابطہ فوجداری وغیرہ مہیا ہیں ۔ البتہ کچھ قانونی کتب پرانے ایڈیشن کی ہیں اور اپ ۔ ٹو ۔ ڈیٹ نہیں ہیں ۔ تاہم کوشش کی جا رہی ہے کہ جونہی نئے ایڈیشن چھپ جائیں ان کے حصول کا فوری بندوبست کیا جائے ۔ تاکہ عدالتوں کو دقت محسوس نہ ہو ۔

(ب) مجسٹریٹ صاحبان کی طرف سے جب کسی قانونی کتاب کے خرید کرنے کے لیے مطالبہ آتا ہے تو اسی وقت نئی کتاب خرید کر

مہیا کر دی جاتی ہے ۔ ہر سال بجٹ میں فراہم کردہ رقم کے مطابق قانونی کتب آئندہ بھی مہیا کی جاتی رہیں گی

حکومت کے ملکیتی رقبہ پر ناجائز قابضین کا قبضہ

*8168 ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر مال از راہ بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع کھائی کلاں تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں تقریباً 1700 کنال اراضی گورنمنٹ کی ملکیتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حقیقت ہے کہ اس رقبہ پر ناجائز قابضین سینہ زوری سے کاشت کرتے ہیں اور حکومت کو ہزاروں روپیہ سالانہ آمدنی سے محروم کرتے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) موضع کھائی کلاں تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں کوئی رقبہ ملکیتی سرکار نہیں ہے ۔ تاہم رقبہ تعدادی 1716 کنال 15 مرلے ضبط شدہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 89-91 ہے ۔ جو اب ملکیتی گورنمنٹ ہے ۔

(ب) بموجب اندراج رجسٹر حقداران رقبہ ضبط شدہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 89-91 مزارعان قابضین کے پاس رہا ہے ۔ جو لگان سہ گنا لگان مال ادا کرتے رہے ہیں ۔ بعد ازاں ان کو ناجائز قابض تصور کیا گیا ۔ اور ربیع 1975ء میں فصل ایستاد ناجائز کاشت کو سپرداری میں لیا گیا ۔ لیکن ناجائز کاشت کنندگان نے دعویٰ دیوانی کر کے فصل واگذار کرا لیا ۔ مزارعین سے تاوان کی وصولی کی جا رہی ہے ۔

صوبہ میں پٹہ پر دی گئی سرکاری اراضی

*8381 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) صوبہ میں ایسی کتنی سرکاری اراضی ہے جو یک سالہ ۔ پانچ سالہ ۔ دس سالہ اور پندرہ سالہ پٹہ پر دی جاتی ہے ۔ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تفصیل تحصیل وار بتائی جائے ۔

(ب) صوبہ میں ایسی کتنی اراضی ہے جو اشتہارات کے باوجود پٹہ پر نہیں دی جا سکی ۔ مذکورہ اراضی کی تفصیل تحصیل وار بمع محل وقوع بتائی جائے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ یک سالہ پٹہ پر دی جانے والی بیشتر اراضی پٹواریوں اور گرداوروں نے جعلی ناموں پر خود لے رکھی ہے ۔ جس سے حکومت کے خزانہ میں بڑی قلیل رقم داخل ہوتی ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (ج) میں مندرج اراضی محکمہ مال کے نچلے درجہ کے ملازمین اپنے ٹاؤلوں سے ناجائز کاشت کروا کر خود پیداوار حاصل کر رہے ہیں ۔

(ہ) اگر جزوے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وزیر موصوف اس کی تحقیقات کروا کر کوئی اقدام کرنے کو تیار ہیں اور کیا اس سلسلہ میں کوئی سپیشل شکایت سیل بھی قائم کیا جائے گا ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) مطلوبہ کوائف اضلاع متعلقہ سے طلب کئے گئے ہیں جن کی فراہمی کے لئے کچھ وقت درکار ہے ۔

(ب) مطلوبہ کوائف اضلاع متعلقہ سے طلب کئے گئے ہیں ۔ جن کی فراہمی کے لئے کچھ وقت درکار ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) مخصوص اراضی کی نشان دہی پر متعلقہ اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی جائے گی ۔

(ہ) واضح اطلاعات ملنے پر ان کی تحقیقات ضرور کر دی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سوال کو دہرایا جانا چاہیئے ۔ The question shall be repeated.

وزیر مال ۔ ٹھیک ہے ۔

تحصیل سرگودھا کے نمبرداروں کو سانڈ پال سکیم کے تحت سرکاری اراضی کی تقسیم

*8385 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل سرگودھا کے کن کن مواضعات کے نمبرداران کو سانڈ پال سکیم کے تحت سرکاری اراضی دی گئی ۔ ان کے نام بتائے جائیں ۔

(ب) مذکورہ تحصیل میں کن کن مواضعات کے نمبرداران اس رعایت سے محروم رہے اور اس کی وجوہ کیا تھیں ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ شہر سرگودھا کے قریب چند نمبرداران کو سکیم مذکور کے تحت ممنوعہ زون میں اراضی دے دی گئی حالانکہ ایسا کرنا ضابطہ کی خلاف ورزی ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف ریونیو بورڈ کے کسی اعلیٰ آفیسر کی زیر نگرانی تحقیقات کروا کر سکیم مذکورہ کے تحت دی گئی اراضی واپس لینے کے لئے تیار ہیں ۔ نیز کیا حکومت مذکورہ سکیم کی میعاد میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال ۔ (رانا شوکت محمود) ۔ (الف) تحصیل سرگودھا کے جن چکوک/

مواضعات کے نمبرداروں کو سانڈ پال سکیم کے تحت اراضی دی گئی ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن مواضعات/چکوک کے نمبرداران اس رعایت سے محروم رہے معہ وجوہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی نمبر دار کو ممنوعہ زون میں سانڈ پال سکیم کے تحت رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا ہے۔

(د) چونکہ جزو (ج) کا جواب نفی میں ہے۔ اس لئے تحقیقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک سکیم مذکورہ کی میعاد میں توسیع کا تعلق ہے۔ چونکہ بروئے نوٹیفیکیشن نمبر 1721-CV/ 1838-71 مورخہ 12 مئی 1971ء سانڈ پال سکیم ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے سکیم میں توسیع میعاد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

فہرست نمبرداران جن کو تحصیل سرگودھا میں سانڈ پال سکیم کے تحت رقبہ الاٹ کیا گیا

نمبر شمار	نام چک/موضع	نام نمبردار
1 ۔	چک نمبر 52 الف شمالی	محمد نواز نمبردار
2 ۔	چک نمبر 34 شمالی	محمد بخش نمبردار
3 ۔	,, 55 شمالی	محمد حیات نمبردار
4 ۔	,, 84 شمالی	فضل احمد نمبردار
5 ۔	,, 92 شمالی	غلام حیدر خان نمبردار
6 ۔	,, 67 الف شمالی	احمد نواز نمبردار
7 ۔	,, 67 شمالی	عطا محمد نمبردار
8 ۔	,, 189 شمالی	محمد اسلم نمبردار
9 ۔	,, 27 شمالی	محمد ممتاز نمبردار
10 ۔	,, 10 شمالی	امیر حیدر نمبردار
11 ۔	,, 19 شمالی	ملنگڑ خان نمبردار

12 -	چک نمبر	28 شمالی	عطا محمد نمبردار
13 -	,,	57 شمالی	محمد اشرف نمبردار
14 -	,,	85 شمالی	ولی محمد نمبردار
15 -	,,	90 شمالی	غلام احمد نمبردار
16 -	,,	91 شمالی	نذیر احمد نمبردار
17 -	,,	94 شمالی	احمد خان
18 -	,,	95 شمالی	علی شیر نمبردار
19 -	,,	105 شمالی	محمد نمبردار
20 -	,,	74 شمالی	علی احمد نمبردار
21 -	,,	75 شمالی	سلطان احمد نمبردار
22 -	,,	81 شمالی	محمد مسعود نمبردار۔ گورھا خان
23 -	,,	82 شمالی	فیض احمد نمبردار
24 -	,,	83 شمالی	محمد بخش نمبردار
25 -	,,	93 شمالی	جان باز خان نمبردار
26 -	,,	188 شمالی	نیاز محمد نمبردار
27 -	,,	190 شمالی	عزیز الحق نمبردار
28 -	,,	70 شمالی	ملک برخوردار نمبردار
29 -	,,	2 رکھ دھریمہ	معشوق جیلانی نمبردار
30 -	,,	5 رکھ دھریمہ	غوث محمد نمبردار
31 -	,,	61 شمالی	محمد شیر قریشی نمبردار
32 -	,,	23 جنوبی	محمد اسمٰعیل نمبردار
33 -	,,	73 جنوبی	اللہ ورزی خان نمبردار
34 -	,,	,,	احمد نواز خان نمبردار
35 -	,,	71 جنوبی	غلام احمد نمبردار
36 -	,,	30 جنوبی	عمر دین نمبردار
37 -	,,	31 جنوبی	مہربان خان نمبردار

38 ۔	چک نمبر 33 جنوبی	ظہور احمد نمبردار	
39 ۔	,, 51 الف جنوبی	محمد فاضل نمبردار	
40 ۔	,, 91 جنوبی	محمد خان نمبردار	
41 ۔	,, 88 جنوبی	محمد حیات نمبردار	
42 ۔	,, 93 جنوبی	بشیر احمد نمبردار	
43 ۔	,, 29 جنوبی	عبدالحمید نمبردار	
44 ۔	,, 26 جنوبی	علی احمد نمبردار	
45 ۔	,, * نملو والی	احمد نمبردار	*رقبہ ضبط ہو
46 ۔	چک نمبر 95 جنوبی	سردار خان نمبردار	کر 5 مرلہ سکیم
47 ۔	,, 89 نواب جنوبی	نواب خان نمبردار	کے تحت تقسیم
48 ۔	,, 97 جنوبی	عطا اللہ نمبردار	ہو چکا ہے ۔
49 ۔	,, 84 جنوبی	خان محمد نمبردار ۔ محمد نمبردار ۔ تصدیق حسین نمبردار	
50 ۔	,, 125 شمالی	باغ علی نمبردار	
51 ۔	,, 129 شمالی	محمد شفیع نمبردار	
52 ۔	,, $\frac{144}{145}$ شمالی	عمر حیات نمبردار	
53 ۔	,, 143 شمالی	اللہ بخش نمبردار	
54 ۔	,, $\frac{147}{148}$ شمالی	نور محمد نمبردار	
55 ۔	,, $\frac{149}{150}$ شمالی	احمد یار نمبردار	
56 ۔	,, 117 شمالی	سلطان نمبردار	
57 ۔	,, 113 شمالی	اللہ دتہ نمبردار	
58 ۔	,, $\frac{168}{171}$ شمالی	خضر حیات نمبردار	
59 ۔	,, ,, شمالی	محمد حیات نمبردار	
60 ۔	,, 169 شمالی	محمد نواز نمبردار	
61 ۔	,, $\frac{137}{138}$ شمالی	محمد شفیع نمبردار	
62 ۔	,, 121 شمالی	ثناءاللہ نمبردار	
63 ۔	,, 122 شمالی	محمد زراعت نمبردار	

نمبر شمار	نام چک/موضع	نام نمبردار
64 ۔	چک نمبر 134 جنوبی	محمد اشرف نمبردار
65 ۔	,, 133 شمالی	اللہ یار نمبردار
66 ۔	,, 135 شمالی	رحمت اللہ نمبردار
67 ۔	,, 136 شمالی	احمد یار نمبردار
68 ۔	,, 50 جنوبی	ممتاز اکبر نمبردار
69 ۔	,, 61 جنوبی	محمد یار
70 ۔	,, 63 جنوبی	فلک شیر نمبردار
71 ۔	,, 64 جنوبی	نذیر احمد نمبردار
72 ۔	,, 135 جنوبی	نیامت علی نمبردار
73 ۔	,, ایضاً	دولہ نمبردار
74 ۔	,, 137 جنوبی	ممتاز علی نمبردار
75 ۔	,, 140 جنوبی	محمد صدیق نمبردار
76 ۔	,, 132 شمالی	سردار بخش نمبردار
77 ۔	,, 130 جنوبی	سردار احمد نمبردار
78 ۔	,, 126 جنوبی	لعل نمبردار
79 ۔	,, ایضاً	نور الہی نمبردار
80 ۔	,, 129 جنوبی	محمد اشرف نمبردار
81 ۔	,, 128 جنوبی	غلام شبیر نمبردار
82 ۔	,, 131 جنوبی	محمد صدیق نمبردار
83 ۔	,, 140 جنوبی	متعلی نمبردار
84 ۔	,, $\frac{166}{167}$ شمالی	محمد خان نمبردار
85 ۔	,, 160 شمالی	معشوق علی نمبردار
86 ۔	,, 161 شمالی	یونس خان نمبردار
87 ۔	,, 152 شمالی	غلام محمد نمبردار
88 ۔	,, 173 شمالی	صالحو محمد نمبردار

نمبر شمار	نام چک/موضع		نام نمبردار
89 ۔	154 شمالی	,,	غلام محمد نمبردار
90 ۔	155 شمالی	,,	محمد لطیف نمبردار
91 ۔	157 شمالی	,,	محمد عبداللہ نمبردار
92 ۔	158 شمالی	,,	عبدالعزیز نمبردار
93 ۔	159 شمالی	,,	رحمت اللہ نمبردار
94 ۔	52 جنوبی	,,	راجہ خیر محمد خان نمبردار
95 ۔	45 جنوبی	,,	محمد سلیم نمبر ۔ عبدالغفور نمبردار
96 ۔	97 شمالی	,,	محمد شفیع نمبردار
97 ۔	101 شمالی	,,	علی شیر نمبردار
98 ۔	96 شمالی	,,	عبدالحمید نمبردار
99 ۔	122 جنوبی	,,	محمد علی نمبردار
100۔	123 جنوبی	,,	جھنڈے خان نمبردار
101۔	125 جنوبی	,,	فقیر محمد نمبردار
102۔	48 جنوبی	,,	حبیب خان نمبردار
103۔	49 جنوبی	,,	عطا اللہ نمبردار
104۔	115 الف جنوبی	,,	راجہ مظفر خان
105۔	119 جنوبی	,,	محمد سلیم نمبردار ۔ رحمت نمبردار
106۔	50 شمالی	,,	مہدی خان نمبردار
107۔	51 شمالی	,,	شاہ محمد نمبردار
108۔	104 شمالی	,,	نصراللہ خان نمبردار
109۔	108 شمالی	,,	ملک راہی خان نمبر
110۔	109 شمالی	,,	چراغ نمبردار
111۔	59 جنوبی	,,	محمد حیات نمبردار
112۔	48 شمالی	,,	محمد ذاکر نمبردار
113۔	86 شمالی	,,	محمد عالم نمبردار

نمبر شمار	نام چک/موضع	نام نمبردار
114۔	,, 88 شمالی	بشیر احمد نمبردار
115۔	,, 87 شمالی	رشید احمد نمبردار
116۔	,, 114 شمالی	رجب علی نمبردار
117۔	,, 107 شمالی	اللہ بخش نمبردار
118۔	,, 121 جنوبی	حکیم خان نمبردار
119۔	,, 142 جنوبی	عبدالغنی نمبردار
120۔	,, رکھ کرانہ	محمد خان نمبردار
121۔	,, 112 جنوبی	انوار الحق نمبردار
122۔	,, 112 جنوبی	سلطان احمد نمبردار
123۔	,, 113 جنوبی	محمد بخش نمبردار
124۔	,, 107 جنوبی	فیض احمد نمبردار
125۔	,, 46 شمالی	ظفراللہ نمبردار
126۔	,, 43 شمالی	نذیر حسین نمبردار
127۔	,, 47 شمالی	اقبال احمد نمبردار
128۔	,, 39 شمالی	محمد نواز نمبردار
129۔	,, 68 جنوبی	اکبر خان نمبردار
130۔	,, 69 جنوبی	گل نوبہار نمبردار
131۔	,, 72 جنوبی	سعید خان نمبردار

فہرست چکوک/مواضعات تحصیل سرگودھا جن نمبرداران کو سالڈ پال سکیم کے تحت رقبہ آلاٹ نہ ہوا ۔

نمبر شمار	نام موضع/چک	رقبہ نہ آلاٹ کرنے کی وجوہ
1 ۔	چک نمبر 52 شمالی	چک ہذا میں رقبہ سرکار قابل آلاٹ بقایا نہ ہونے کی وجہ سے الاٹمنٹ نہ ہو سکی
2 ۔	چک نمبر 53 شمالی	,,

3 ۔	چک نمبر 66 شمالی	چک ہذا میں رقبہ سرکار قابل آلاٹ بقایا نہ ہونے کی وجہ سے الاٹمنٹ نہ ہوسکی
4 ۔	چک نمبر بھک	,,
5 ۔	کولو وال	,,
6 ۔	چک نمبر 68 شمالی	,,
7 ۔	چک نمبر 187 شمالی	,,
8 ۔	,, اجنالہ	,,
9 ۔	چک نمبر 30 شمالی	,,
10 ۔	آوتی	,,
11 ۔	بونگہ	,,
12 ۔	چک نمبر 20 شمالی	,,
13 ۔	چک نمبر 25 شمالی	,,
14 ۔	چک نمبر 60 شمالی	,,
15 ۔	چک نمبر 62 شمالی	,,
16 ۔	چک نمبر 56 شمالی	,,
17 ۔	چک نمبر 58 شمالی	,,
18 ۔	چک نمبر 59 شمالی	,,
19 ۔	چک نمبر 65 شمالی	,,
20 ۔	چک نمبر 63 شمالی	,,
21 ۔	چک نمبر 69 شمالی	,,
22 ۔	سالار	,,
23 ۔	چک نمبر 79 شمالی	,,
24 ۔	چک نمبر 71 شمالی	,,
25 ۔	چک نمبر 44 شمالی	,,
26 ۔	چک نمبر 45 شمالی	,,
27 ۔	چک نمبر 78 شمالی	,,

28 ۔	آرکھ دھریمہ	چک ہذا میں رقبہ سرکار قابل آلاٹ بقایا نہ ہونے کی وجہ سے الاٹمنٹ نہ ہو سکی
29 ۔	3 رکھ دھریمہ	,,
30 ۔	جوڑا سکیسر	,,
31 ۔	ماڑی	,,
32 ۔	لک	,,
33 ۔	چک نمبر 51 جنوبی	,,
34 ۔	چک نمبر 22 جنوبی	,,
35 ۔	چک نمبر 23 جنوبی	,,
36 ۔	چک نمبر 24 جنوبی	,,
37 ۔	چک نمبر 25 جنوبی	,,
38 ۔	چک نمبر 25 مانگی	,,
39 ۔	لقمان	,,
40 ۔	چک نمبر 29 شمالی	,,
41 ۔	چک نمبر 33 شمالی	,,
42 ۔	چک نمبر 34 شمالی	,,
43 ۔	چک نمبر 35 شمالی	,,
44 ۔	,, 36 شمالی	,,
45 ۔	,, 37 شمالی	,,
46 ۔	,, 37 جنوبی	,,
47 ۔	چک نمبر 39 جنوبی	,,
48 ۔	چک نمبر 40 جنوبی	,,
49 ۔	چک نمبر 41 جنوبی	,,
50 ۔	چک نمبر 42 جنوبی	,,
51 ۔	چک نمبر 17 جنوبی	,,
52 ۔	/ چک نمبر 72 الف جنوبی	,,

53 ۔	چک نمبر 35 جنوبی	چک ہذا میں رقبہ سرکار قابل آلاٹ بقایا نہ ہونے کی وجہ سے الاٹمنٹ نہ ہو سکی
54 ۔	چک نمبر 75 جنوبی	,,
55 ۔	چوکرا	,,
56 ۔	مٹھہ لک	,,
57 ۔	چک نمبر 31 شمالی	,,
58 ۔	چک نمبر 41 جنوبی	,,
59 ۔	چک نمبر 76 جنوبی	,,
60 ۔	چک نمبر 82 جنوبی	,,
61 ۔	,, 83 جنوبی	,,
62 ۔	,, 78 جنوبی	,,
73 ۔	,, 70 جنوبی	,,
64 ۔	,, 74 جنوبی	,,
65 ۔	,, 77 جنوبی	,,
66 ۔	,, 72 جنوبی	,,
67 ۔	,, 38 جنوبی	,,
68 ۔	,, 85 جنوبی	چونکہ میاں غلام علی نمبر دار لینڈ لارڈ ہے اس لئے رقبہ الاٹ نہ کرایا ۔
69 ۔	سیدوانہ	دیہہ ہذا میں رقبہ سرکار نہ ہونے کی وجہ سے رقبہ الاٹ نہ ہو سکا ۔
70 ۔	چک نمبر 91 الف جنوبی	نمبرداران کے پاس پہلے ہی نمبرداری گرانٹ کے تحت رقبہ الاٹ شدہ ہے ۔ جس میں حقوق ملکیت حاصل نہ کئے ہیں ۔
71 ۔	,, 27 جنوبی	چک ہذا میں رقبہ سرکار قابل الاٹ بقایا نہ ہونے کی وجہ سے الاٹ نہ ہو سکی ۔

72 ۔	”	92 جنوبی	”
73 ۔	”	94 جنوبی	”
74 ۔	”	96 جنوبی	”
75 ۔	”	80 جنوبی	”
76 ۔	”	81 جنوبی	”
77 ۔	”	86 جنوبی	”
78 ۔	”	87 جنوبی	”
79 ۔		ہذا	
80 ۔		چک نمبر 125 شمالی	”
81 ۔	”	127 شمالی	”
82 ۔	”	128 شمالی	”
83 ۔	”	$\frac{144}{145}$ شمالی	”
84 ۔	”	146 شمالی	”
85 ۔	”	118 شمالی	”
86 ۔	”	119 شمالی	”
87 ۔	”	116 شمالی	”
88 ۔	”	124 شمالی	”
89 ۔	”	$\frac{170}{172}$ شمالی	”
90 ۔	”	120 شمالی	”
91 ۔	”	126 شمالی	”
92 ۔	”	139 شمالی	”
93 ۔	”	140 شمالی	”
94 ۔	”	62 جنوبی	”
95 ۔	”	136 جنوبی	”
96 ۔	”	132 جنوبی	”
97 ۔	”	133 جنوبی	”

98 ۔	”	139 جنوبی	چک ہذا میں رقبہ سرکار قابل الاٹ بقایا نہ ہونے کی وجہ سے الاٹمنٹ نہ ہو سکا۔
99 ۔	”	130 شمالی	”
100 ۔	”	138 جنوبی	”
101 ۔	”	141 جنوبی	”
102 ۔	”	143 جنوبی	”
103 ۔	”	131 شمالی	”
104 ۔	”	134 شمالی	”
105 ۔	”	142 شمالی	”
106 ۔	”	$\frac{162}{164}$ شمالی	”
107 ۔	”	163 شمالی	”
108 ۔	”	165 شمالی	”
109 ۔	”	152 شمالی	”
110 ۔	”	153 شمالی	”
111 ۔	”	174 شمالی	”
112 ۔	”	151 شمالی	”
113 ۔	”	156 شمالی	”
114 ۔	”	53 جنوبی	”
115 ۔	”	54 جنوبی	”
116 ۔	”	54 الف جنوبی	”
117 ۔	چک جودھ		”
118 ۔	چک نمبر 43 جنوبی		”
119 ۔	”	44 جنوبی	”
120 ۔	”	55 جنوبی	”
121 ۔	”	56 جنوبی	”
122 ۔	”	56 الف جنوبی	”

123 ۔	چک	57 جنوبی	چک ہذا میں رقبہ سرکار قابل الاٹ بقایا نہ ہونے کی وجہ سے الاٹمنٹ نہ ہو سکی ۔
124 ۔	,,	102 شمالی	,,
125 ۔	,,	106 شمالی	,,
126 ۔	,,	89 شمالی	,,
127 ۔	,,	117 جنوبی	,,
128 ۔	,,	118 جنوبی	,,
129 ۔	,,	60 جنوبی	,,
130 ۔	,,	99 جنوبی	,,
131 ۔	,,	103 جنوبی	,,
132 ۔		عاصیبانوالی	,,
133 ۔	چک نمبر	103 شمالی	,,
134 ۔	,,	110 شمالی	,,
135 ۔	,,	112 شمالی	,,
136 ۔	,,	46 شمالی	,,
187 ۔	,,	47 جنوبی	,,
138 ۔	,,	58 جنوبی	,,
139 ۔	,,	115 جنوبی	,,
140 ۔	,,	47 شمالی	,,
141 ۔	,,	49 شمالی	,,
142 ۔	,,	111 شمالی	,,
143 ۔	,,	113 شمالی	,,
144 ۔	,,	115 شمالی	,,
145 ۔	,,	104 جنوبی	,,
146 ۔	,,	108 جنوبی	,,
147 ۔	,,	98 شمالی	,,

148 ۔	,,	09 جنوبی	,,
149 ۔	,,	100 شمالی	,,
150 ۔	,,	110 جنوبی	,,
151 ۔	,,	111 جنوبی	,,
152 ۔	,,	114 جنوبی	,,
153 ۔	,,	116 جنوبی	,,
154 ۔	,,	100 جنوبی	,,
155 ۔	,,	101 جنوبی	,,
156 ۔	,,	102 جنوبی	,,
157 ۔	,,	105 جنوبی	,,
158 ۔	,,	106 جنوبی	,,

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : میں جناب وزیر موصوف سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ سوال کی ضمن (الف) کے جواب میں انہوں نے 131 نمبرداروں کی فہرست دی ہے جن کو سانڈ پال سکیم کے تحت زمین الاٹ کی گئی ہے اور ضمن (ج) کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ممنوعہ زون میں کوئی زمین الاٹ نہیں کی گئی - پھر کیا وجہ ہے کہ ضلع سرگودھا کے محکمہ مال افسران دس (10) چکوک جن میں 50 شمالی ، 51 شمالی ، 49 شمالی ، 86 شمالی 88 شمالی ، 87 شمالی ، 46 شمالی ، 47 شمالی ، 40 شمالی اور 39 شمالی شامل ہیں ، کے باشندوں کو یہ دھمکی دے کر کہ ان کا رقبہ ممنوعہ زون میں آ گیا ہے ان سے رشوت طلب کرتے ہیں اور ان کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں - کیا وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کرانے کے لئے تیار ہیں کہ اس بہانے کسی کا رقبہ منسوخ نہیں کیا جائیگا ؟

وزیر مال : جناب والا ! کسی کے ساتھ بھی نا انصافی نہیں ہونے دی جائیگی - میں اس بارے میں ذاتی طور پر معلومات فراہم کرنے کی کوشش کرونگا اور وہاں کوئی بے انصافی نہیں ہونے دی جائیگی -

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف فرمائینگے کہ نمبرداران کو سانڈ پال سکیم کے تحت الاٹ شدہ رقبہ کے مالکانہ حقوق دیے جانے کے احکام جاری ہو چکے ہیں ؟

وزیر مال : میرے خیال میں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا کیونکہ اصل سوال میں یہ بات نہیں پوچھی گئی ۔

مسٹر سپیکر : وہ پالیسی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ۔

وزیر مال : پہلے جن نمبرداروں کو سانڈ پال سکیم کے تحت حقوق ملکیت دئے گئے تھے وہ تمام واجبات سرکار کے خزانے میں جمع کرا رہے ہیں ۔ اب یہ سانڈ پال سکیم 12 مئی 1971ء سے ختم ہو چکی ہے ۔ اس کے بعد اس سکیم کے تحت کوئی مالکانہ حقوق نہیں دئے گئے ۔

موضع خانانوالی تحصیل پسرور میں اشتمال شدہ اراضی کا قبضہ

***8391 ۔ چوہدری غلام احمد باجوہ :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع خانانوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں اشتمال کی منظوری کے باوجود چند حصہ داران کو ابھی تک ان کی زمین کا قبضہ نہیں دیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے حصہ داران کے نام اور زمین کا قبضہ نہ ملنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) **:** (الف) چار حصہداروں کے علاوہ باقی تمام حصہداران دیہہ کے قبضہ جات تبدیل ہو چکے ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا حصہداران کے قبضہ جات بوجہ حکم امتناعی جاری کردہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (اشتمال اراضی) سیالکوٹ تبدیل نہیں ہوئے ۔ ان حصہداران کے نام درج ذیل ہیں :-

1 ۔ محمد صادق ولد صوبا قوم جٹ باجوہ ساکن خانانوالی ۔

2 ۔ ماسٹر امانت علی ولد غلام حسین ساکن خانانوالی ۔

3 ۔ ماسٹر سجاون خان ولد رحمت خان ساکن خانانوالی ۔

4 ۔ رشیدہ بیگم ، حفیظ بیگم دختران محمد الدین ساکن خانانوالی ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اشتمال اراضی میں جہاں کمشنر صاحبان یا ریونیو بورڈ کے ممبران ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کیا یہ آپ موضع خانانوالی کے متعلق پوچھ رہے ہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک : (خاموشی سے کھڑے رہے)۔

مسٹر سپیکر : ابھی تک تو اس سوال کا نمبر نہیں آیا ۔ اس طرح تو سوال نہیں پوچھا جا سکتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ابھی تو میں نے کچھ کہا ہی نہیں ۔ آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ میں کیا پوچھنے والا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا تو میں یہی سمجھا کہ آپ کی خاموشی کا مطلب وہی ہے جو میں نے پوچھا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں پوچھتا ہوں کہ جب میں نے جواب ہی نہیں دیا تو آپ کو کیسے اندازہ ہو گیا کہ میں کیا کہنے والا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کچھ کہنے والے نہیں تھے ۔ آپ میرے سوال کے جواب میں خاموش رہے ۔ You declined to answer this query یہ ایسی انگریزی نہیں جس کا ترجمہ کسی کو نہ آتا ہو ۔ آپ تو بولتے ہی نہیں ۔

You did not answer the question. It could be a very simple answer ; yes or no.

چوہدری امان اللہ لک : آپ نے کس بات کے متعلق فرمایا تھا ؟

مسٹر سپیکر : جو کچھ آپ نے پوچھا تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں بھی اسی بات کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا ۔ مگر آپ کی یہ عادت بن گئی ہے کہ آپ میری بات نہیں سنتے ۔

مسٹر سپیکر : اب تو بہت سا وقت گزر گیا ہے ۔ نہ آپ نے عادت بدلی ہے اور نہ میں نے بدلی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اب تو ہمارا وقت ہی ختم ہو رہا ہے ۔ ہم نے یہاں نہیں بیٹھ رہنا ۔

مسٹر سپیکر : آپ بھی جانے والے ہیں ' میں بھی جانے والا ہوں اور یہ سب وزیر بھی جانے والے ہیں -

چوہدری امان اللہ لک : آپ تو میری بات بھی سننے کے لئے تیار نہیں - آپ کے تو تیور خراب ہیں -

مسٹر سپیکر : پتا نہیں آپ کا اس سے کیا مطلب ہے - آپ تو سب سے زیادہ بولتے ہیں - اگر میرے تیور اتنے خراب ہوں تو شاید میں سب سے زیادہ بیمار ہو جاؤں -

---

محکمہ مال میں 55 سال سے زائد عمر کے پٹواریوں کی تعداد

*8449 - **میاں مصطفیٰ ظفر :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) محکمہ مال کے پٹواریوں کے لئے صوبہ میں اس وقت کتنے سکول ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں -

(ب) مذکورہ محکمہ میں اس وقت کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں جن کی عمر 55 سال سے زائد ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) اس وقت صوبہ میں دو پٹواری سکول جاری ہیں - ایک کیمبلپور اور دوسرا بہاولپور میں -

(ب) اس وقت محمکہ مال میں 190 ایسے پٹواری کام کر رہے ہیں جن کی عمر 55 سال سے زائد ہے -

---

موضع خانانوالی کے اشتمال میں بے ضابطگیاں

*8525 - **چوہدری غلام احمد باجوہ** - کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع خانانوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا اشتمال ختم ہوئے تقریباً 10 ماہ ہو چکے ہیں مگر

ابھی تک تقریباً 90 فیصد کھاتہ داران کو پکی پرچیاں (مستقل کھتونیاں) نہیں دی گئیں ۔ اگر ایسا ہے تو ایسے کھاتہ داران کے نام بتائے جائیں جن کو ابھی تک پکی پرچیاں نہیں دی گئیں اور پکی پرچیاں دینے کی وجوہ کیا ہیں ؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موضع مذکور کا پٹواری اشتمال کسی دوسرے حلقے میں اشتمال کے کام پر تعنیات ہو چکا ہے مگر مذکورہ حلقے کا تمام ریکارڈ ابھی تک اس کے پاس ہے اور وہی پرچیاں جاری کرتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موضع مذکور کے پٹواری نے اس دیہہ کے تجویز شدہ راستوں ، قبرستانوں اور مکولوں کے لئے گراؤنڈوں اور کھاتہ داران کی زمینوں کی ابھی تک نشاندہی نہیں کی جس کی وجہ سے اکثر کھاتہ داران کے درمیان تنازعات پیدا ہو گئے ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موضع مذکور میں نشاندہی نہ ہونے کی وجہ سے بعض کھاتہ داران نے قبرستان کی زمین میں گذشتہ فصل ربیع میں گندم کاشت کی ہوئی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ایسی بے ضابطگیوں کے لئے موضع مذکور کے پٹواری اشتمال کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) یہ درست ہے کہ موضع خانانوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا اشتمال مورخہ 31 ۔ اکتوبر 1975ء کو کنفرم ہوچکا ہے ۔ مگر یہ غلط ہے کہ دیہہ ھذا کی 90 فیصد پکی پرچیاں تقسیم نہیں کی گئیں ۔ بلکہ سالم گاؤں کے مالکان جن کی تعداد 147 ہے ۔ پکی پرچیاں وصول کر چکے ہیں سوائے 15 ۔ حق داران کے جنہوں نے بار بار یادھانی کے باوجود اپنی پرچیاں وصول نہیں کی ہیں ۔ ان کے نام درج ذیل ہیں ۔

(1) مظفر حسین ولد فتح علی ۔

(2) محمد صادق ولد سلطان علی ۔

(3) غلام مصطفیٰ ولد فتح علی ۔

(4) محمد حسین ولد فضل ۔

(5) محمد اکرم ولد غلام حسین ۔

(6) محمد صدیق ولد غلام قادر ۔

(7) محمد یوسف ولد حسین خان ۔

(8) چوہدری غلام احمد ولد چوہدری علی محمد صاحب ایم۔پی۔اے سرگودھا ۔

(9) محمد صادق ولد صوبے خان ۔

(10) فتح علی ولد امام دین ۔

(11) حیات ولد غلام محمد ۔

(12) رشیدہ بیگم دختر محمد دین ۔

(13) سید محمد ولد سردار خان ۔

(14) اللہ دتہ ولد نذر ۔

(15) غلام رسول ولد محمد حسین ۔ ساکن خانانوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ۔

(ب) یہ درست ہے کہ موضع خانانوالی کا اشتمال ختم ہونے کے بعد اس پٹواری کو دوسرا گاؤں موضع حمید پور تحصیل پسرور سپرد کیا گیا ہے ۔ جہاں وہ اشتمال کا کام کر رہا ہے ۔ دیہہ ھذا کا ریکارڈ ابھی اس کے پاس ہی ہے ، کیونکہ قانوناً دو فصلات گرداوری ہونے کے بعد دیہہ کی مسل حقیقت تیار ہوگی جو اس پٹواری کی ذمہ داری ہے ۔ وہ ہر دو فصلات کی گرداوری کرے گا ۔ اور ازاں بعد مسل حقیقت تیار کرے گا ۔ مسل حقیقت تیار ہونے اور تصدیق کئے جانے کے بعد جملہ ریکارڈ داخل دفتر صدر کرے گا ۔

(ج) یہ غلط ہے کہ نشاندہی نہ ہونے کی وجہ سے کھاتہ داران میں تنازعات پیدا ہو گئے ہیں بلکہ سالم گاؤں کے حقداران نے اپنے اپنے قبضہ جات لے لئے ہیں ۔ ماسوائے چار حقداران جن کے

بارہ میں عدالت مجاز سے حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے ۔ سکول یا گراونڈ اور قبرستان بدستور مطابق ریکارڈ بندوبست ہیں ۔ ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے ۔ سوائے اس راستے کے جو ملٹری نے بنایا ہوا ہے اور ایک دوسرے راستے کے جو عباسی شہید کی قبر کو جاتا ہے ۔ باقی تمام راستہ جات مطابق بندوبست بدستور ہیں ۔ کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے ۔ اس لئے نشان دہی متنازعہ نہیں ہے ۔

(د) یہ امر درست ہے کہ بوقت نشان دہی اس امر کا انکشاف ہوا تھا کہ موقع پر قبرستان میں سے کچھ رقبہ پر منظور حسین ولد رحمت خان قوم جٹ باجوہ جو ملحقہ رقبہ کا مالک ہے تجاوز کر کے قبضہ کر لیا تھا ۔ اس کو بوقت نشان دہی ہدایت کر دی گئی تھی کہ رقبہ ھذا قبرستان میں شامل ہے اس لئے اس رقبہ پر کاشت نہ کرے اس پٹواری کا تجاوز سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ امر واقع یہ ہے کہ رقبہ ھذا پر منظور حسین نے قبل از اشتمال قبضہ کیا ہوا تھا ۔

ضلع لائلپور کے چکوک میں اراضی کی ناجائز الاٹمنٹ

*8583 ۔ **سید طاہر احمد شاہ** ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائلپور ضلع کے چکوک نمبر 706 ۔ گ ۔ ب ۔ اور 707 ۔ گ ۔ ب ۔ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تقریباً 1448 ایکڑ اراضی 1968ء میں محکمہ مال کی ملی بھگت سے محمد صدیق نمبردار وغیرہ نے ناجائز طور پر نہایت سستے داموں تین ، پانچ اور دس سالہ پٹہ پر حاصل کی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ زمین کی ناجائز الاٹمنٹ کے خلاف مذکورہ چکوک کے بے زمین مزارعین جو مذکورہ زمین پر 1947ء سے قابض تھے اور کاشت کر رہے تھے کے احتجاجی مطالبہ پر وزیر اعلیٰ کی انسپیکشن ٹیم نے انکوائری کی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ کی انسپیکشن ٹیم کے

انچارج کیپٹن خالد احمد نے 7-7-75 کو موقع پر جا کر انکوائری کرنے کے بعد اپنی رپورٹ کے نتیجہ میں محکمہ مال کے چند افسران اور اہلکاران کو دھاندلیوں اور بدعنوانیوں کا مرتکب قرار دیا تھا۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جن افراد کو دھاندلیوں اور بدعنوانیوں میں ملوث پایا گیا ان کے نام اور عہدے بتائے جائیں۔

(ھ) کیا مذکورہ تحقیقاتی رپورٹ کے نتیجہ میں دھاندلیوں اور غبن کے مرتکب افراد کے خلاف کوئی محکمانہ یا قانونی کارروائی کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا کارروائی کی گئی اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔ اور کیا حکومت آئندہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ انسپکشن ٹیم کے انچارج نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں مذکورہ چکوک کے شکایت کنندگان مزارعین کو مذکورہ زمین کی الاٹمنٹ کا مستحق قرار دیا ہے۔

(ز) اگر جزو (ھ) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ زمین مستحق مزارعین کو الاٹ کرنے یا پٹہ پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) جی نہیں۔

(ب) 1968ء کی نیلامی کے خلاف اہالیان دیہہ نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا تاہم 1973-74ء میں پندرہ سالہ سکیم کے تحت الاٹ کی گئی اراضی کے خلاف بعض اشخاص نے احتجاج کیا تھا۔ جس کے متعلق ممبر وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم نے تحقیقات کی۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ کیپٹن خالد صاحب ممبر وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کی رپورٹ میں افسران اور اہلکاران کی

کوتاہیوں کی نشان دہی کی گئی تھی۔ ان کے خلاف کارروائی جاری ہے۔

(د) جن افسران اور اہلکاران کے خلاف کارروائی جاری ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں :-

1 ۔ مسٹر انور کبیر سابق اسسٹنٹ کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
2 ۔ مسٹر ریاض الحق سابق اسسٹنٹ کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
3 ۔ راجہ تحصیل اللہ سابق E.A.C. لائل پور۔
4 ۔ منشی صدر دین سابق پٹواری حلقہ چک نمبر 706 ، 707 گ ب۔
5 ۔ منشی جہانگیر سابق گرداور حلقہ کمالیہ۔
6 ۔ منشی شان محمد سابق گرداور حلقہ کمالیہ۔
7 ۔ محمد اشرف قمر سابق نائب تحصیلدار ٹوبہ سنگھ۔
8 ۔ چوہدری خورشید احمد ایڈیشنل گورنمنٹ پلیڈر لائل پور۔
9 ۔ مسٹر مقبول احمد سابق کالونی کلرک ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
10۔ مسٹر ظفر علی خان سابق کالونی کلرک ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
11۔ مسٹر عباس علی سابق کالونی کلرک ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
12۔ مسٹر اللہ رکھا کالونی کلرک CA آفس لائل پور۔
13۔ مسٹر سعید احمد خان اسسٹنٹ کالونی اکاؤنٹنٹ۔
14۔ مسٹر محمد سرور کالونی کلرک ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

(ہ) کارروائی زیر عمل ہے فی الحال محکمانہ انکوائری پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔

(و) یہ درست ہے اگرچہ شکایت کنندگان الاٹمنٹ کے اہل نہیں۔

(ز) سابقہ الاٹ شدہ رقبہ سرکار زیر سکیم پندرہ سال کا ریکارڈ برائے ضروری پڑتال کمشنر سرگودھا ڈویژن کو بھیجا گیا تھا۔ اس کی موصولی پر الاٹمنٹ کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف 1973-74 میں پٹے پر دی گئی اراضی کے سالانہ پٹے کی شرح کی وضاحت فرما سکیں گے ؟

وزیر مال : شرح کے بارے میں میں اس وقت کچھ نہیں کہہ سکوں گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا بے زمین مزارعین کو پیپلز پارٹی کے منشور اور حکومت کی پالیسی کے مطابق سرکاری زمین الاٹ کرنے کی سکیم جاری ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ نے اصل سوال میں لائل پور کے ایک چک کے متعلق پوچھا ہے ۔ آپ اپنے ضمنی سوال کو اس تک محدود کریں ۔ ایک جنرل سوال کا تو ایک محدود دائرے میں ضمنی سوال بن سکتا ہے ۔ مگر اس سوال کا اتنا وسیع سپلیمنٹری کیسے بن سکتا ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ بے زمین مزارعین کو مختلف جگہوں پر زمینیں الاٹ کی جا رہی ہیں اور یہ بھی بے زمین مزارعین کا ایک مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ اس کا انہوں نے آپ کو جواب دیا ہے ۔ اس میں سے کسی بات پر آپ کو تسلی نہیں ہے تو اس کے متعلق آپ پوچھیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ سیشن میں جب میں نے اپنی تقریر میں سوال اٹھایا تھا تو جناب وزیر خزانہ نے کہا تھا اور یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ جن لوگوں کو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ کی تردید نہیں کر رہا ہوں ۔ میں تو اس کی relevancy کی بات کر رہا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : relevancy اس لئے ہے کہ اس میں مختلف بات ہے ۔ اس بیان میں اور اس بیان میں تضاد ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو اس طرح پوچھیں کہ اس بیان میں اور حکومت کی اس پالیسی میں تضاد ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں عرض کروں گا تو تضاد واضح ہو گا ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح سپلیمنٹری نہیں ہو سکتا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جن اشخاص کی کوتاہیوں کی نشاندہی وزیر اعلیٰ کی انسپیکشن ٹیم کے انچارج نے کی ہے ، اس کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کارروائی کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ان کے خلاف کارروائی کرنے کے بارے میں کب سفارش کی تھی یعنی کس تاریخ کو ؟

وزیر مال : اسی وقت جب یہ شکایت حکومت کے نوٹس میں آئی ۔

مسٹر سپیکر : وہ اصل میں یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ کے نوٹس میں کب آئی ؟

سید طاہر احمد شاہ : نہیں جناب ۔ recommend کب کیا تھا ؟

مسٹر سپیکر : وہی بات ہے ۔

وزیر مال : اس وقت میں تاریخ عرض نہیں کر سکوں گا ۔ جونہی یہ بات میرے نوٹس میں آئی بغیر وقت ضائع کئے فوری طور پر اس کے بارے میں کارروائی کی گئی ۔ انکوائری جاری ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کو اتنا ہی بتا دیں کہ انکوائری کتنے عرصے سے جاری ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : میں اصل میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی کو پایہ تکمیل تک پہنچنے میں اب تک تاخیر کیوں ہوئی ۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ۔ Justice delayed is justice denied.

وزیر مال : اس میں کافی سارے اشخاص ملوث تھے ۔ ان کو ایک موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا جواب دیں ۔ ان کو پھر چارج شیٹ کیا جاتا ہے ۔ پھر وہ جواب دیتے ہیں اور اس جواب کے مطابق اگلی کارروائی کی جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ضابطے کے لوازمات پورے کرنے پڑتے ہیں ۔

وزیر مال : جی ہاں ۔ اس میں کچھ دیر لگتی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! جن چکوک کے متعلق میں نے سوال کیا ہے ان کے بے زمین مزارعین کو کیا حکومت یہ زمین الاٹ کرنے یا پٹے پر دینے پر غور فرما سکتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : اگر یہ زمین ان سے واپس ہو جائے تو بے زمین مزارعین کو دینے پر آپ غور کریں گے ؟

وزیر مال : جی ضرور -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جس بات کی آپ نے واضح نشاندہی کی تھی اس کے متعلق تو وزیر موصوف نے وضاحت نہیں فرمائی - اتنی ہی وضاحت فرما دیں کہ جن اشخاص کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے، ان کے متعلق حکومت اپنا فیصلہ کب تک finalise کر سکتی ہے ؟

وزیر مال : اس پر میں نے ابھی وضاحت کے ساتھ عرض کیا ہے کہ حتمی تاریخ مقرر نہیں کی جا سکتی جب تک کوئی کارروائی نہ کی جائے - لیکن یہ کارروائی بغیر تاخیر کے جاری ہے -

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس بات کی وضاحت فرما سکیں گے کہ کون سے افسر محکمانہ تحقیقات کر رہے ہیں ؟

وزیر مال : جناب والا - اس میں ریونیو بورڈ انکوائری کر رہا ہے -

---

قانونگوئی اور نائب تحصیلدار کی اسامیوں پر تعیناتی

***8600 - سید تابش الوری :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مروجہ قواعد و ہدایات کے مطابق کوئی امیدوار قانون گو اس وقت تک قانونگوئی کی اسامی پر تعینات نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ابتدائی ٹریننگ اور مقررہ میعاد ملازمت بطور پٹواری پوری نہ کر لے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی قانونگو کی عارضی یا مستقل بنیاد پر نائب تحصیلدار ترقی نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ

قانونگوئی کی سند اہلیت حاصل کرنے کے لئے مقررہ میعاد ملازمت بطور پٹواری مکمل نہ کر لے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو گذشتہ تین سال کے دوران صوبہ میں ۔

(1) کون کون سے قانونگوئیاں ایسے ہیں جن کو مقررہ ملازمت بطور پٹواری مکمل کئے بغیر بطور قانونگو تعینات کیا گیا ۔ ان کے نام ضلع وار بتائے جائیں ۔

(2) کون کون سے قانونگوئیاں ایسے ہیں جنہیں نہ تو سند اہلیت قانونگوئی عطا ہوئی ہے اور نہ ہی انہوں نے مذکورہ سند کے حصول کے لئے ضروری ٹریننگ مکمل کی ہے مگر انہیں عارضی یا مستقل بنیاد پر ترقی دے کر بطور نائب تحصیلدار تعینات کر دیا گیا ہے ۔ ان کے نام ضلعوار بمع تاریخ ترقی بھی بتائے جائیں ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (ب) بالا میں ترقیوں کی بناء پر محکمہ مال میں ملازمین کی اہلیت کا معیار گر گیا ہے جس کے باعث کاغذات مال کی صحیح طور پر تیاری متاثر ہو رہی ہے ۔ اور کیا مذکورہ بالا طرز کے ملازمین کی ٹریننگ پوری کرانے اور ترقی کے لئے مذکورہ بالا شرائط پر سختی سے عمل کرانے کے بارے میں کوئی اقدام حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ بھی درست ہے ۔

(ج)

ضلع	نام فرد متعینہ بطور قانونگو	
1۔ سیالکوٹ	1 ۔ غلام حیدر	بقایا ٹریننگ بطور پٹواری
	2 ۔ صادق علی	مال پوری کرنے کے لئے
	3 ۔ ریاض احمد	مورخہ 29-7-76 کو بطور
	4 ۔ قدرت اللہ	پٹواری تنزلی کی جا چکی ہے ۔

5 ۔ محمد اشرف — عارضی طور پر بطور نائب تحصیلدار کمپیوٹر 7-6-76 سے تعینات ہے ۔ جو اب revert ہو رہا ہے ۔

(د) یہ درست نہیں ہے ۔ کاغذات مال بموجب قواعد و ضوابط صحیح طور پر تیار ہو رہے ہیں اور ان میں کسی قسم کی کوتاہی کو برداشت نہیں کیا جاتا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ وہ کون سی وجوہ تھیں جن کے پیش نظر قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹریننگ کے بغیر انہیں ترقی دی گئی اور جن لوگوں نے یہ ترقی دی ان کے خلاف کیا کارروائی کی ؟

وزیر مال : جناب والا ! جنہیں ترقی دی گئی تھی انہیں ہم نے revert کر دیا ہے ۔ اب وہ اپنی ٹریننگ پوری کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ ان افسران کا بھی پوچھ رہے ہیں جنہوں نے ترقی دی تھی ۔

وزیر مال : ان کے خلاف بھی انکوائری ہو رہی ہے ۔ جب فاضل ممبر نے یہ سوال پوچھا تھا تو یہ بات نوٹس میں آئی ۔ انکوائری کروا رہے ہیں کہ کیوں ایسی بے ضابطگی ہوئی ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس بات کی انکوائری کرا سکیں گے کہ جب تک انکوائری مکمل ہوگی وہ بھی وزیر مال ہی رہیں گے ؟

مسٹر سپیکر : وہ کیا ہو سکتا ہے ۔

ضلع سیالکوٹ میں اشتمال اراضی

***8638 ۔ صوفی نذر محمد :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں ہر تحصیل میں کتنے کتنے دیہات میں اشتمال کا کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنے کتنے میں بقایا ہے ۔

(ب) جن دیہات میں کام بقایا ہے ان میں کب تک اشتمال مکمل ہونے کا امکان ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) :

(الف) تحصیل وار تعداد دیہات جہاں اشتمال کا کام مکمل ہو چکا ہے ۔		تحصیل وار تعداد دیہات جہاں اشتمال کا کام ابھی بقایا ہے ۔
1 ۔ سیالکوٹ ۔	336	280
2 ۔ پسرور ۔	505	29
3 ۔ ڈسکہ ۔	364	1
4 ۔ نارووال ۔	438	131
5 ۔ شکر گڑھ ۔	208	555
میزان کل	1851	1059

(ب) بموجب منتہا (Target) مقرر کردہ مجلس مال (بورڈ آف ریونیو) پنجاب بقایا دیہات میں اشتمال کا کام تقریباً ساڑھے چار سال میں ختم ہونے کا اندازہ ہے ۔

صوفی لذر چند : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے جواب میں جو تفصیل اشتمال بتائی ہے کیا یہ درست ہے ؟

مسٹر سپیکر : درست ہی سمجھ کر جواب دیا ہے ۔ اگر آپ کہیں کہ فلاں تحصیل کا جواب غلط دیا گیا ہے پھر تو وہ آپ کو بتا سکتے ہیں کہ یہ غلط ہے یا صحیح ۔

ضلع سیالکوٹ میں بندوبست اراضی

*8639 ۔ **صوفی لذر چند** ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں بندوبست اراضی کا کام کب شروع ہوا اور پروگرام کے مطابق کس تاریخ کو مکمل ہونا تھا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مقررہ تاریخ تک کام مکمل نہیں ہو سکا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا۔ نیز اس وقت تک کتنے دیہاتوں کا کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنے دیہات کا کام ابھی بقایا ہے۔ ہر تحصیل کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) ضلع سیالکوٹ میں بندوبست اراضی کے کام کا آغاز نومبر 1969ء میں ہوا۔ اور اس کی تکمیل کے لئے پانچ سال کی میعاد مقرر تھی۔

(ب) 1971ء کی جنگ نیز 1973ء اور 1976ء کے سیلابوں کی وجہ سے کام معینہ مدت میں ختم نہ ہو سکا۔ بندوبست کا کام جولائی 1977ء تک مکمل ہو جائے گا۔ اس ضمن میں مطلوبہ کوائف لف ہذا ہیں۔ دیہاتوں کی تعداد تحصیل وار جہاں بندوبست کا کام مکمل ہو چکا ہے یا بقایا ہے مندرجہ ذیل ہے :-

نمبر شمار	نام تحصیل	تعداد کل مواضعات	مواضعات تکمیل شدہ	مواضعات زیر کار بندوبست		مواضعات اشتمال	مواضعات بقایا
1 ۔	ڈسکہ	365	365	—		—	—
2 ۔	سیالکوٹ	616	610	4		2	6
3 ۔	پسرور	597	594	3		—	3
4 ۔	نارووال	587	577	—		10	10
5 ۔	شکرگڑھ	743	727	10		6	16
	میزان	2908	2873	17		18	35

صوفی لذر چند : جناب سپیکر ! تحصیل نارووال کی جو تفصیل دی گئی ہے اس میں اشتمال میں 569 دیا گیا ہے اور بندوبست میں 587 ہے۔ اس میں فرق کیوں ہے۔

وزیر مال : جناب والا ! تکمیل شدہ مواضعات 577 ہیں۔

مسٹر سپیکر : اوپر کل مواضعات اور بعد میں تکمیل شدہ مواضعات لکھا گیا ہے جو ٹھیک ہے۔

جلالپور پیروالہ میں خسرہ نمبر 102 کی تقسیم

*8668 ۔ دیوان سید غلام عباس غازی : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلالپور پیروالہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں واقع قبرستان کے خسرہ نمبر 102 برقبہ 12 مرلہ 33 کنال کو مسمی فضل الٰہی پٹواری مال نے بلا منظوری مندرجہ ذیل تین نمبروں پر تقسیم کر دیا تھا :۔

1 ۔ 102/1 بنام امیر احمد

2 ۔ 102/2 بنام اللہ دتہ

3 ۔ 103/3 بنام قبرستان

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈپٹی کمشنر ملتان نے اس سلسلہ میں پٹواری مذکور کو معطل کرکے تحقیقات کا حکم دیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک ہفتہ بعد پٹواری مذکور کو بحال کر دیا گیا تھا ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا خسرہ نمبر 102 کی تقسیم کے ناجائز عمل کی درستی کر دی گئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اب درست شدہ خسرہ نمبر کیا ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔ پٹواری مذکور کو 2-3-76 کو معطل کیا گیا اور انکوائری آفیسر (تحصیلدار) کی رپورٹ پر جناب اسسٹنٹ کمشنر نے الزامات کے ثابت نہ ہونے کی بنا پر اسے 17-4-74 کو بحال کر دیا ۔

(د) خسرہ نمبر 102 کی تقسیم کے ناجائز عمل کی ابھی تک درستی نہیں کی جا سکی کیونکہ ناجائز قابضان خریف 1960ء سے قبضہ رکھتے ہیں ۔ ان کی ناجائز تجاوزات ریونیو آفیسر نے 1972ء میں ہٹا دی تھیں ۔ لیکن انہوں نے بعد میں دوبارہ ناجائز قبضہ کر لیا اور دیوانی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ۔ لہذا برائے حکم امتناعی محکمہ مال ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے سے قاصر ہے تاہم اس بارہ میں ضروری عدالتی چارہ جوئی کی جا رہی ہے ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

تحصیل نارووال میں تباہ شدہ مکانات کی تعمیر کے لئے رقوم کی تقسیم

149 ۔ مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1971ء کی جنگ میں حکومت نے تحصیل نارووال میں تباہ شدہ مکانات کی تعمیر کے لئے کچھ رقم بطور معاوضہ عطا کی تھی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ رقم کس آفیسر نے تقسیم کی اور کس کس گاؤں میں کن کن افراد کو دی گئی ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) تقسیم رقوم کا کام حال ہی میں شروع کیا گیا ہے جس کی تکمیل پر گاؤں اور افراد کے نام ایوان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں اسماعیل ضیاء

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں اسماعیل ضیاء صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> I am proceeding abroad on the 10th of this month and shall not be able to attend the current session of the Assembly from 9th instant.
>
> It is therefore requested that my absence during these days may please be excused.
>
> Thanking you."

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں ۔ سید صاحب میں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ ایک دن پہلے نوٹس دے دیا کریں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے ایک دن پہلے ہی نوٹس دیا تھا اور جناب نے وزیر قانون صاحب کو نوٹس بھی دے دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی اور ہے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! تین تحریکیں تھیں ۔

مسٹر سپیکر : دو کے متعلق تو علامہ صاحب کو چٹھی پہنچ چکی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر آپ دوبارہ ملاحظہ کر لیتے تو بہتر تھا ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب سے بات کر لیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں نے آپ سے گذارش کی تھی کہ 29 نمبر کے متعلق وزیر مال صاحب کو نوٹس دے دیں ۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب بھی پوچھ کر گئے ہیں اور جناب قائد حزب اختلاف نے بھی کہا ہے میرا مطلب یہ ہے کہ اسے آپ out of turn لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : وہی کر لیتے ہیں پہلے 13 نمبر لے لیں ۔

محکمہ خوراک کی طرف سے بورے والا ضلع ملتان کی ایک آٹے کی مل کو ملاوٹ شدہ ناکارہ گندم مہیا کیا جانا ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ یکم نومبر 1976ء کی اطلاع کے مطابق بوریوالہ ضلع ملتان میں ایک آٹے کی مل کی پڑتال کے دوران جب گندم کی بوریاں چیک کی گئیں تو ان بوریوں سے ناکارہ گندم کے علاوہ پھٹے ہوئے پرانے کپڑوں کے ٹکڑے۔کاغذ.پھلوں کے چھلکے گوبر اور کیڑے مکوڑوں کی بھاری تعداد برآمد ہوئی ۔ منتظمین مل کا کہنا ہے کہ یہ گندم محکمہ خوراک نے موجودہ صورت میں ہی بھیجی تھی عوام کو خوراک مہیا کرنے والے محکمے کی طرف سے اس سنگین قسم کی ملاوٹ سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ بات نہایت مبالغہ پر مبنی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کی شکایات موصول ہوئیں کہ محکمہ خوراک کی طرف سے بعض اوقات ملوں کو ایسی گندم سپلائی کی گئی جس سے آٹے کی کوالٹی میں فرق پڑا لیکن یہ بہت پرانی بات ہے حکومت نے فوراً اس کا نوٹس لیا اور واضح احکامات جاری کئے اور محکمہ خوراک کو ہدایت کی کہ آئندہ بکل خالص گندم سپلائی کرے ۔ اس میں اگر کسی قسم کی ملاوٹ ہوئی تو ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا اور ساتھ ہی مل والوں کو بھی کہہ دیا گیا کہ آپ ایسی گندم قبول ہی نہ کریں ۔ اگر آپ کو ایسی گندم دی جاتی ہے تو آپ فوراً فلور ملنگ کارپوریشن کے ڈائرکٹر کو اطلاع دیں کہ ہمیں اس قسم کی گندم دی جا رہی ہے اور ہم نے انکار کر دیا ہے ۔ ہم اس آفیسر کے خلاف

کارروائی کریں گے ۔ تو جناب والا اس دن یعنی اب تک ایک مہینہ گزر چکا ہے ۔ اس عرصے کے دوران حکومت نے بڑی توجہ دی ہے اور اب غلط گندم نہ محکمہ خوراک کی طرف سے سپلائی کی جا رہی ہے اور نہ ہی غلط گندم کی پسائی ہو رہی ہے ۔ آٹے کی کوالٹی پہلے سے بہت اچھی ہو چکی ہے اور اس میں سے کسی چیز کو نکالا بھی نہیں جا رہا ۔ غذائیت کے لحاظ سے بھی یہ آٹا بہت اچھا ہے اور آئندہ کے لیے شکایت کا ازالہ اس طرح سے کیا جا رہا ہے کہ جو گندم سیلابوں کے دوران یا بارش کے دوران خراب ہو گئی ہے اس کو ناکارہ کر کے جانوروں کے استعمال کے لیے یا اور چیزوں کے استعمال کے لیے حکم دیا جا چکا ہے ۔ اس لیے یہ ایک پرانی بات ہے اور کافی مبالغے پر مبنی ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت فوراً اس بات کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور آئندہ ایسی کوئی شکایات موصول نہیں ہوں گی ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! یہ ایک مستحسن بات ہے کہ سینئر وزیر صاحب نے صورت حال کی سنگینی اور شکایات کا اعتراف کیا ہے لیکن جس بات پر ان کی توجہ مبذول ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ وہ تہی اطلاعات پر بھروسہ نہ کریں ۔ دونوں سرکاری محکمے اس سلسلے میں ملوث ہیں ۔ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے گندم انتہائی خراب ہو چکی ہے اور بہت سے ایسے ریلوے سٹیشن اور کھلے مقامات ہیں جہاں گندم اتنی متعفن ہے کہ لوگ اس کے قریب سے نہیں گزرتے ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ محکمے والے کمیشن اور ناجائز مفاد کے لئے ایسی گندم خرید رہے ہیں جس میں اس قسم کی ملاوٹ بے شمار ہے ۔ ابھی تک ہمارے سامنے کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ حکومت نے کسی آفیسر کے خلاف تادیبی کارروائی کی ہو جس سے دوسرے کو عبرت حاصل کرنے کا موقع ملے ۔ جناب والا ! گندم اور آٹا ہماری بنیادی ضرورت ہے اور اگر انسانی صحت کے لیے اس قسم کی زہریلی اور ملاوٹ شدہ گندم فراہم کی جائیں تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں قومی صحت کس قدر ابتر ہو سکتی ہے ۔ اس لیے میں وزیر متعلقہ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر وہ آج اس تحریک التواء پر بحث کی اجازت دیں تاکہ رائے عامہ کی روشنی میں وہ تدارک کے لیے صحیح لائحہ عمل مرتب کر سکیں اور ان سینکڑوں افسران اور ملازمین کو سزا دے سکیں جو محض چند ٹکوں کی خاطر چند روپوں کی خاطر انسانی جانوں سے کھیل رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب کل آپ کی یہ رائے تھی کہ گندم کی سپلائی کے سلسلہ میں جنرل بحث کے لیے آپ کوئی دن مقرر کرنا چاہیں گے -

That is what you suggested to me.

مگر آپ نے یہ کہا تھا کہ آپ نے فائینل نہیں کیا ہے اگر یہ بات ہے -

Then I will keep it pending.

وزیر خزانہ : جیسے جناب والا مناسب سمجھیں - میں وزیر خوراک سے اس بارے میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں - وہ تشریف فرما نہیں ہیں مگر میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر وزیر اعظم صاحب کی توجہ ہے - انہوں نے تین رکنی کمیٹیاں اس سلسلے میں مقرر کی ہوئی ہیں جو کہ گندم کی انسپکشن کریں گی جب تک وہ پاس نہیں کریں گی کہ مل کو بھیجی جائے اور پسائی کر کے عوام کو دی جائے اس وقت تک یہ سپلائی نہ ہو گی - یہ ماضی کی بات ہے اس کے بعد حکومت نے نوٹس لیا ہے -

Mr. Speaker : Then I will keep it pending.

وزیر خزانہ : جیسے جناب والا ! کی مرضی -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! آٹے کی سپلائی پر سے عوام کا اعتماد مکمل طور پر اٹھ چکا ہے - اور عوام ڈپوؤں سے آٹا حاصل نہیں کرتے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب سینئر منسٹر کا یہ خیال نہایت سنجیدہ اور درست ہے کہ اسمبلی کے اندر خوراک کی کارکردگی اور گندم کی بہم رسانی اور اس کے اکٹھا کرنے کے سلسلہ میں ایک دن بحث کے لیے مقرر کیا جائے - یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ اس مسئلہ پر اور اس سے متعلقہ تمام شعبوں پر انشراح صدر کے ساتھ روشنی ڈالی جائے اور حکومت کو معلوم ہو جائے کہ کہاں کہاں نقائص ہیں اور کہاں کہاں کس کس شعبے کو درست کرنا ہے -

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس سلسلہ میں ہماری کارکردگی اتنی اچھی ہے کہ آٹے کی کوالٹی اور اس کی فراہمی سارے ملک سے پنجاب میں بہتر ہے - میں جناب والا سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر آپ وقت کا تعین کریں تو میں اپنے colleague سے بات کر کے یہ عرض کروں گا -

مسٹر سپیکر : بہت اچھا - 29 نمبر علامہ رحمت اللہ ارشد -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک تحریک التوائے کار تھی۔

مسٹر سپیکر : کل آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

چوہدری امان اللہ لک : میں موجود تھا شاید آپ کی نگاہ میں نہ آیا ہوں میں دروازے میں تھا۔

مسٹر سپیکر : ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے ایوان میں دو تین مرتبہ پوچھا۔ میں بڑا حیران تھا۔ میں یہ سمجھا کہ آپ غالباً نیتاً نہ آئے ہوں آپ دروازہ میں ہوتے تو میں ایسی جسارت نہ کرتا۔ آپ لابی میں ہوتے پھر بھی آپ غیر حاضر تصور نہ ہوتے میں نے لابی میں چیک کروایا۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے اگر آپ کے متعلق اطلاع ہوتی کہ آپ لیٹ ہیں تو میں اس تحریک کو pending رکھا لیتا۔

چوہدری امان اللہ لک : یہ جناب ہے بڑی حیرانی کی بات۔ پھر جناب والا ان کا کیا حشر ہوا کیا وہ سب مر گئیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ خود صاحب علم بھی ہیں اور صاحب قانون بھی ہیں۔ نمبر 29۔

لودھراں ضلع ملتان میں سرکاری اہلکاروں کا ایک گروہ کے ساتھ مل کر لاکھوں روپے کی اراضی فرضی ناموں پر الاٹ کروانا

مسٹر سپیکر علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز مورخہ 22 اکتوبر 1976ء کے مطابق لودھراں ضلع ملتان میں ساڑھے چھ ہزار ایکڑ اراضی کی ناجائز الاٹمنٹ کر دی گئی ہے سرکاری اہلکاروں نے ایک گروہ کے ساتھ مل کر لاکھوں روپے کی اراضی فرضی ناموں پر الاٹ کرائی ہے۔ بورڈ آف ریونیو کی منظور شدہ فہرست میں ردو بدل کر کے یہ جعلسازی کی گئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مزید ساڑھے پانچ ہزار ایکڑ اراضی کی مختلف سرکاری محکموں کے نام پر جعلی الاٹمنٹ ہوئی ہے اور اس جعلسازی کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ اہلکاروں نے کینال ریسٹ ہاؤس "لاگن بنا" ناجائز طور پر اپنے نام الاٹ

کرا لیا ہے اور ریسٹ ہاؤس کے کنوئیں میں اپنا ٹیوب ویل نصب کر لیا ہے ۔ اس سلسلہ میں ایک اور سکینڈل کا بھی پتا چلا ہے کہ ایک شخص کریم بخش اسسٹنٹ کمشنر کی کھلی کچہری میں پیش ہوا ۔ اس کے پاس 80 کے قریب نقول خسرہ گرداوری سب تحصیل کروڑ کی تھیں جن کی بنا پر وہ شخص چولستان ضلع بہاولپور میں سرکاری رقبہ الاٹ کرانا چاہتا تھا ۔ یہ پورا گروہ ہے جو کہ اپنے آپ کو بے دخل مزارعین ظاہر کر کے چولستان میں سرکاری رقبہ الاٹ کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہے ۔ اس صورت حال سے علاقہ کے زمینداروں اور مزارعین میں بے پناہ تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : لودھرن کی اراضی چولستان میں الاٹ کرالی ہے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : پیشتر اس کے کہ جناب سنیئر منسٹر اس سلسلہ میں جواب دیں میں یہ عرض کروں گا اس میں دو پوائنٹ ہیں ۔ جب سے چولستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی بنی ہے اس وقت سے کچھ لوگ جعلی کلیموں کی بنیاد پر بے دخلیاں بنوا کر چولستان کے مکینوں کے حقوق پر چھاپہ مار رہے ہیں دوسرے میں نے یہ نوٹ پیش کو دیا ہے اور 16 وکلا کی جانب سے جو تار موصول ہوا ہے وہ بھی پیش کر دیا گیا ہے ۔

وزیر مال : جناب والا ! یہ جو وقعات تحریک التوائے کار میں بیان کئے گئے ہیں یہ صحیح ہیں ۔ وہاں پر بے ضابطگیاں گیا ہوئی ہیں ۔ جن کے بارے میں حکومت نوٹس لے رہی ہے بلکہ یہ مقدمات عدالت میں دائر ہیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں کسی قسم کی غیر قانونی حرکت اگر کسی نے کی ہوگی تو اس کو معاف نہیں کیا جائے گا ۔ بلکہ سخت سے سخت سزا دی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : کیا حکومت نے 22 اکتوبر سے پہلے نوٹس لیا ہے ۔

وزیر مال : جی ہاں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں وزیر موصوف کی یقین دہانی کا خیر مقدم کرتا ہوں ۔ یہ معاملہ نہایت سنگین ہے ۔ رواروی میں اس معاملہ کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ کئی ہزار ایکڑ زمین کی الاٹمنٹ ہے اور پھر چولستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے ساتھ جو چولستان کی توقعات وابستہ ہیں ان کی تباہی اس میں مضمر ہے ۔ اس لیے وزیر موصوف خصوصی توجہ فرمائیں اور خود ہی انکوائری کی نگرانی کریں اور اس معاملہ میں یقین دلائیں ۔

وزیر مال : میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اس معاملہ میں کسی قسم کی کوتاہی یا بے ضابطگی نہیں ہو گی ۔ انکوائری کے بعد جو افسران ملوث ہوں گے انہیں سخت سے سخت سزا دی جائیں گی ۔ ان کے متعلق مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ قانون کے دائرہ اختیار میں آچکے ہیں وہ آپ سے یہ اشورنس چاہتے ہیں کہ آپ خود اس پر توجہ دیں ۔

وزیر مال : اگر فاضل ممبر یہ چاہتے ہیں تو میں خود اس پر غور کروں گا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the motion is not pressed.

صوبائی محکمہ صحت کی طرف سے سرکاری ہسپتالوں میں 400 روپے سے زائد آمدنی والے مریضوں کے داخلہ لینے پر یومیہ کرایہ وصول کرنے کا فیصلہ

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حال ہی میں صوبائی محکمہ صحت نے سرکاری ہسپتالوں میں داخل ہونے والے ان مریضوں سے یومیہ کرایہ وصول کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن کی آمدنی 400 روپے سے زائد ہوگی ۔ اس نئی پالیسی کے تحت جنرل وارڈ کے ان مریضوں کو یومیہ اخراجات مقررہ شرح کے مطابق ادا کرنا ہوں گے جن کے معالجین کی ماہانہ آمدنی 400 روپے سے زائد تصدیق کریں گے ۔ اس فیصلہ کے مطابق 400 روپے سے 500 روپے ماہانہ آمدنی والے مریضوں سے 5 روپے یومیہ وصول کئے جائیں گے اور 501 سے 1000 روپے ماہانہ آمدنی رکھنے والوں کو 10 روپے یومیہ جنرل وارڈ میں ادا کرنا ہوں گے ۔ صوبائی محکمہ صحت نے ہسپتالوں کے پرائیویٹ کمروں کے کرایہ میں بھی اضافہ کر دیا ہے اور نئی پالیسی کے تحت ان ہسپتالوں میں زائد شرح مقرر کر دی گئی ہے جن کے ساتھ میونسپل کارپوریشن منسلک ہے ۔ غسل خانہ کے بغیر پرائیویٹ کمروں کا یومیہ کرایہ 30 روپے وصول کیا جائے گا ۔ جب کہ غسل خانوں کی سہولت کی شرط میں 70 روپے یومیہ مریضوں سے وصول کیا جائے گا ۔

فیملی وارڈ کی شرح کرایہ 100 روپے یومیہ ہو گی - انڈر کنڈیشنڈ کی صورت میں مزید 35 روپے ادا کرنا ہوں گے - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے ہسپتالوں میں سائڈ روم کا یومیہ کرایہ 5 روپے سے بڑھا کر 25 روپے کر دیا گیا ہے - فیملی وارڈ کا کرایہ 8 روپے یومیہ سے بڑھا کر 40 روپے مقرر کر دیا گیا ہے - تحصیل ہیڈ کوارٹر کے ہسپتالوں میں سائڈ روم کا کرایہ 10 روپے اور فیملی وارڈ کا کرایہ 20 روپے ہو گا - اس سے کم اہمیت کے مقامات پر 10 روپے فی کمرہ کرایہ وصول کیا جائے گا - اس نئی شرح کرایہ سے مریضوں کے ورثا میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے - اس ہوشربا گرانی کے زمانہ میں کم آمدنی والے لوگوں کو پہلے ہی بہت سی پریشانیاں لاحق ہیں -

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس تحریک التوائے کار میں جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں - ان کو میں دو حصوں میں لیتا ہوں - جو changes جنرل وارڈ نے اب نافذ کئے گئے ہیں اور جن میں عام غریب آدمی داخل ہوتے ہیں ان کا اگر پہلے اخراجات سے مقابلہ کیا جائے تو ان میں کچھ زیادہ فرق نہیں یہ ایک انتہائی معمولی فرق ہے -

مسٹر سپیکر : کیا آپ پہلے بھی چارج کرتے تھے - ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں - لیکن چارج کرنے کا مسئلہ جناب والا ! میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر آپ کے سامنے بیان کروں گا کیوں کہ میں بھی ایک وقت میں ہسپتال میں ہاؤس فزیشن رہ چکا ہوں - مجھے معلوم ہے کہ کوئی آدمی کہتا ہی نہیں کہ اس کی آمدنی 400 روپے ہے اور جو ڈاکٹر یہ لکھتا ہے وہ کوئی انکم ٹیکس کا افسر نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے پاس مریض کے کاروبار اور آمدنی کی کوئی فہرست ہوتی ہے - جو کچھ بھی مریض کہتا ہے وہ مان لیا جاتا ہے - جناب والا ! میں اس کو دو حصوں میں تقسیم کر رہا ہوں - جناب والا ! جنرل وارڈ کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر عوام سے تقریباً نہ ہونے کے برابر فیس لی جاتی ہے - پرائیوٹ وارڈوں میں جو پیسے بڑھائے گئے ہیں وہ کافی اعداد و شمار اکٹھے کر کے بڑھائے گئے ہیں کہ وہ پرائیویٹ وارڈ جو ہمارے سرکاری ہسپتالوں سے باہر ہیں ان پر کتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! پرائیویٹ وارڈ اور چیز ہے اور جنرل وارڈ اور چیز ہے - آپ ان دونوں کو الگ الگ رکھیئے -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے تو یہی عرض کیا ہے - میں تو پرائیویٹ وارڈ الگ رکھ رہا ہوں اور جنرل وارڈ کو الگ لے رہا ہوں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں اس کی وضاحت کرتا ہوں - مثلاً آپ کے ہسپتال کے اے - بی - سی - کمرے ہیں اور وہ پرائیویٹ کمرے ہیں اور پرائیویٹ وارڈ بھی ہے - اس میں بھی داخلے کے پیسے لئے جاتے ہیں - لیکن ایک جنرل وارڈ ایسا ہے کہ جس میں مریض آتے ہیں اور ان کو داخل کیا جاتا ہے - میں تو اس کے متعلق آپ سے عرض کر رہا ہوں -

وزیر خزانہ : جی - جناب والا ! یہی میں نے عرض کی ہے اور جو آخر میں جناب رحمت اللہ ارشد صاحب نے بات فرمائی ہے - عوام اور غرباء کے لئے جو وارڈ ہے اس میں انتہائی معمولی اضافہ ہوا ہے - پہلے چار روپے تھا اور اب پانچ روپے ہوا ہے کیونکہ میں اس فیصلہ کرنے والی کمیٹی میں شامل تھا - تو اس لئے یہ بات تو میں واضح طور پر کہہ سکتا ہوں کہ جو عوام اور غرباء کے علاج کا وارڈ ہے اس میں بالکل معمولی اضافہ ہوا ہے لیکن پرائیویٹ وارڈ میں جہاں پر زیادہ آمدنی والے امیر لوگ آتے ہیں ان میں جناب والا ! ہم نے مقابلہ کیا ہے کہ ان پرائیویٹ وارڈوں پر ہمارے کتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں اور ہم نے یونائیٹڈ کرسچن ہسپتال اور دوسرے بھی جتنے پرائیویٹ کلینک لاہور میں ہیں ان کا حساب لگایا ہے - اس حساب سے اب بھی ہم نے پرائیویٹ کمروں کی روٹی اور ائیرکنڈیشننگ کا جو خرچہ لگایا ہے وہ یونائیٹڈ کرسچن ہسپتال کے مقابلے میں اور دیگر پرائیویٹ ہسپتالوں کے مقابلے میں پچاس فیصد سے کم ہے - لیکن یہ اضافہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اگر ہم پرائیویٹ وارڈوں کو اور امراء کے جو وارڈز ہیں ان کو subsidize کریں تو ہم غرباء کو کیسے دے سکیں گے - میں جناب والا ! ان کے جذبے کی قدر کرتا ہوں - اگر ان کا جذبہ یہ ہے کہ غرباء پر کوئی بوجھ نہیں پڑنا چاہئے - تو میں ان کی تعریف کرتا ہوں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب یہ ریٹس بڑھائے گئے تھے تو میں نے خود ان کا خیال رکھا تھا کہ غرباء پر کوئی بوجھ نہ پڑے - جو امیر لوگ پرائیویٹ وارڈوں میں داخل ہوتے ہیں ان کے پیسے ضرور بڑھائے گئے ہیں - لیکن جناب والا ! میں اس بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ rates دوسرے ہسپتالوں کے پرائیویٹ وارڈوں کی نسبت بہت کم بڑھے ہیں -

مسٹر سپیکر : ایک چھوٹی سی بات میں بھی پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ

یہ ہے کہ آپ نے کچھ categories بنائی ہیں لیکن 400 روپے سے نیچے کی category آپ نے بالکل چھوڑ دی ہے - کیا پہلے بھی 400 روپے سے نیچے والی category کو چھوڑا ہوا تھا ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! پہلے کم ریٹ تھا لیکن اب یہ زیادہ کئے گئے ہیں کیوں کہ اب inflation ہو گئی ہے - پہلے میرے خیال میں یہ دو سو اور کچھ روپے تھے اب یہ 400 روپے کر دیئے ہیں کیوں کہ اب 400 روپے تک کی آمدنی والوں کو خاص آمدنی والے نہیں سمجھا جاتا۔ جناب والا! میں اس جذبے کی قدر کرتا ہوں کہ غرباء پر کوئی بوجھ نہ پڑے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں اپنے تجربے اور علم و خبر کی بنیاد پر بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جناب سینئر منسٹر - جن کی میں بہت قدر اور احترام کرتا ہوں - کا بیان غلط بیانی پر مبنی ہے اور جنرل وارڈ کے مریضوں سے کبھی بھی پیسے نہیں لئے جاتے تھے - اب یہ معالجین سے تصدیق کرانا کہ ان کے ورثا کی - والد کی - یا ماں باپ کی آمدنی 400 روپے سے زیادہ ہے بالکل نامناسب ہے کیوں کہ جیسے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ معالجین کوئی انکم ٹیکس افسر نہیں ہوتے لیکن وہ خود ہی بڑھا دیتے ہیں - اس لئے کہ اس میں کچھ حصہ ان کو بھی ملتا ہے - یہ بات بالکل غلط ہے کہ پہلے جنرل وارڈ کے مریضوں سے ایک پیسہ بھی وصول نہیں کیا جاتا تھا -

مسٹر سپیکر : کیا پہلے بھی اس قسم کی کوئی پرنٹڈ چیزیں تھیں -

وزیر خزانہ : جی میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ پوائنٹ contention کا بنا لیتے ہیں - جناب والا ! یہ ریٹ میں نے خود ہی مقرر کئے ہیں اب علامہ صاحب میرے بیان کو غلط بیانی تو کہہ سکتے ہیں لیکن میں ان کے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا - لیکن یہ بات میں اس ہاؤس کے ریکارڈ کے لئے عرض کرتا ہوں کہ پہلے جنرل وارڈ میں 400 روپے سے تھوڑی آمدنی رکھنے والے لوگوں سے پیسے لئے جاتے تھے - یہ بات ریکارڈ پر ہے - آپ اس بات پر کل بحث کروا لیں کہ آیا میرا بیان غلط بیانی پر مبنی ہے - جناب والا ! میں علامہ صاحب کے متعلق تو کچھ نہیں کہنا چاہتا - کیوں کہ میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : نہیں - پہلے آپ مجھے دکھا دیں پھر میں کوئی فیصلہ کر سکوں گا -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں آپ کو دکھا دوں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کا فیصلہ بالکل صحیح ہے آپ کو اگر سینئر منسٹر صاحب مطمئن کر دیں کہ اس سے پہلے یہ وصول کئے جاتے تھے تو یہ ٹھیک بات ہے ۔ آپ اس کو ملتوی فرما دیں اور کل یہ بتا دیں گے کہ پہلے یہ بھی تھا اور اب اس میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ اور جناب والا ! اس میں مزید تعجب والی بات یہ ہے کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ امراء کے لئے ہم نے کچھ کرائے بڑھائے ہیں جو سائڈ روم میں داخل ہوتے ہیں اور جو چار سو سے زیادہ پانچ سو روپے تک آمدنی رکھنے والے آدمی ہیں ان کو آپ امراء کے طبقہ میں شمار نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ۔ آپ جانتے ہیں کہ جنرل وارڈ کے ساتھ بھی ایک علیحدہ کمرہ ہوتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ جنرل وارڈ کا حصہ سمجھا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اسی کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ جنرل وارڈ کے ساتھ ایک آدھ کمرہ ہوتا ہے جس میں خاص serious قسم کے مریض کو رکھا جاتا ہے اور یہ کمرہ عام طور پر ڈاکٹر کے کمرہ کے ساتھ ہوتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جو بیان کیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے ۔ ایسی لمبی چوڑی تحریک التوا بہت کم ہوتی ہے ۔ اس میں جو لکھا ہے ٹھیک ہی لکھا ہے لیکن اب جو contention ہے اور جس بات پر بحث ہو گی وہ یہ ہے کہ جنرل وارڈ میں اس سے پہلے بھی اسی آمدنی پر پیسے لئے جاتے تھے یا نہیں ۔ مجھے کہا گیا ہے کہ یہ غلط ہے ۔ میں کل یہ ثابت کروں گا کہ جنرل وارڈ میں اس سے پہلے 400 روپیہ سے کم آمدنی پر غالباً کچھ دو سو روپیہ تک پیسے لئے جاتے تھے ۔ میں میوہسپتال میں ڈاکٹر رہا ہوں ۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پیسے نہیں لئے جاتے تھے ؟ یہ الگ بات ہے کہ کہ لوگ نہیں دیتے تھے ۔ یہ تو میں نے خود کہا ہے کہ لوگ پیسے نہیں دیتے تھے ۔

مسٹر سپیکر : ایک بات تو یہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جنرل وارڈ کے ساتھ ایک علیحدہ کمرہ ہوتا ہے جو serious مریض ہو جائے اس کو اس میں لے جاتے ہیں ۔ اس کا کوئی سپیشل ریٹ مقرر ہو گا ؟

وزیر خزانہ : جی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ! کل آپ اس کو چیک کر لیں -

وزیر خزانہ : یہ جنرل وارڈ کا حصہ ہے -

مسٹر سپیکر : انہوں نے چونکہ لکھا ہے کہ یہ اس کا حصہ ہوتا ہے - آپ اس کو چیک کر لیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ کپڑا - روٹی اور مکان حکومتی جماعت نے کیا دینا ہے - دوائیاں ہسپتالوں میں نہیں ہیں - سیکرٹریٹ میں جو ہسپتال ہے اس میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہاں روٹی نہیں ہے - اے ہی سی کی گولیاں موجود نہیں ہیں - سر درد کی گولیاں موجود نہیں ہیں - آپ دوائیوں کی بات کرتے ہیں - کپڑا روٹی اور مکان آپ دے چکے اور یہ قوم آپ سے لے چکی - آپ رحم کریں - خدا کے لئے آپ خوف کریں - آپ نے جنرل وارڈ میں 500 روپے کی آمدنی والے کو امرا میں رکھ دیا ہے -

---

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسٹر سپیکر : اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کی طرف آتے ہیں اور اس کے حصہ اول میں مسودات قانون پیش کئے جائیں گے -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) ایج کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ دی پنجاب سیڈ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل
1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب سیڈ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں دی پنجاب سیڈ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : دی پنجاب سید کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ 90 دن کے اندر آئے گی ۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

چوہدری لال خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری لال خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ اس کی رپورٹ 60 دن کے اندر آئے گی ۔

P-14

مسودہ قانون (ترمیم) تحدید کرایہ جات شہری پنجاب مصدرہ 1976ء

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب اربن رینٹ ریسٹریکشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب اربن رینٹ ریسٹریکشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم) تحدید کرایہ جات شہری پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) تحدید کرایہ جات شہری پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ اب متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ اس کی رپورٹ 60 دن میں پیش ہو ۔

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم) زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) زرعی ترقیاتی و سیلاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ رپورٹ 60 دن میں پیش ہو۔

مسودہ قانون (ترمیم) جامعہ ملتان مصدرہ 1976ء

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی یونیورسٹی آف ملتان (امنڈمنٹ) بل 1976ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی یونیورسٹی آف دی ملتان (امنڈمنٹ) بل
1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں دی یونیورسٹی آف ملتان (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : دی یونیورسٹی آف ملتان (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ رپورٹ 60 دن میں پیش ہو۔

مسودہ قانون احترام رمضان المبارک پنجاب مصدرہ 1976ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب احترام رمضان المبارک بل 1976ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب احترام رمضان المبارک بل 1976ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں دی پنجاب احترام رمضان المبارک بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : دی پنجاب احترام رمضان المبارک بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ اب متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد ہوتا ہے ۔ رپورٹ 60 دن میں پیش ہو ۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ رپورٹ 60 دن میں پیش ہو ۔

مسودہ قانون (ترمیم) آرٹ کونسل پنجاب مصدرہ 1976ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (ترمیم) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (ترمیم) بل 1976ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (ترمیم) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کی رپورٹ 60 دن میں پیش ہو۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

ضلع سرگودھا میں یونیورسٹی کا قائم کیا جانا

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوہدری ممتاز احمد کاہلون۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع سرگودھا میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ ضلع سرگودھا میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! قواعد کی رو سے ملک محمد اعظم صاحب کی ترمیم خلاف ضابطہ ہے۔ کیونکہ ترمیم اصل قرارداد کی روح کی نفی کرتی ہے۔ اس لئے یہ ترمیم پیش نہیں کی جا سکتی۔

پہلے اس کا فیصلہ کریں ۔ جناب والا ! اس ترمیم میں ضلع کا لفظ ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم پیش ہو سکتی ہے ۔ پہلے مجھے غلط فہمی ہوگئی تھی ۔ میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :-

کہ قرارداد کی سطر ایک میں وارد ہونے والے الفاظ "ضلع سرگودھا" اور "میں" کے درمیان الفاظ "تحصیل خوشاب" ثبت کیے جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :-

کہ قرارداد کی سطر ایک میں ہونے والے الفاظ "ضلع سرگودھا" اور "میں" کے درمیان الفاظ "تحصیل خوشاب" ثبت کئے جائیں ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :-

کہ قرارداد کے الفاظ "ضلع سرگودھا" کے بعد الفاظ "جوہر آباد" ثبت کیے جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :-

کہ قرارداد کے الفاظ "ضلع سرگودھا" کے بعد الفاظ "جوہر آباد" ثبت کیے جائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : باقی کتنی تحصیلیں رہ گئی ہیں ؟

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! میں اس قرار داد میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ الفاظ "ضلع سرگودھا" کی بجائے الفاظ "شہر سرگودھا یا اس کے قرب و جوار" ثبت کئے جائیں ۔

جناب والا ! میں ایک حقیقی ترمیم پیش کر رہا ہوں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اپنی تحصیل کا نام لوں یا کسی اور جگہ کا نام لوں ۔ شہر سرگودھا ضلع

کا صدر مقام ہے اس لئے میرا مطالبہ ہے کہ یہ یونیورسٹی شہر سرگودھا یا اس کے قرب و جوار پانچ ، دس میل کے علاقے میں ' جہاں بھی زمین مل جائے ' قائم کی جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل مقررین یا جو فاضل ممبر تائید کرنے والے ہیں ' اگر ان کی ترامیم باضابطہ نہ بھی ہوں ، تب بھی انہیں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بہت اچھا ۔ سردار صاحب ! آپ یہ ترمیم تحریری طور پر بھیجیں ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں چوھدری ممتاز احمد کاہلوں کی پیش کردہ قرار داد میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ اس میں وارد ہونے والے لفظ ''ضلع'' کی بجائے لفظ''شہر'' اور لفظ ''سرگودھا'' کے بعد لفظ ''قرب و جوار'' کا اضافہ کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

> کہ اس قرار داد میں وارد ہونے والے لفظ ''ضلع'' کی بجائے لفظ ''شہر'' اور لفظ ''سرگودھا'' کے بعد لفظ ''قرب و جوار'' کا اضافہ کیا جائے ۔

یہ آپ تحریری طور پر بھیج دیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : میں اس کی مخالفت کرتی ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ اس قرار داد میں سے لفظ ''ضلع'' حذف کر کے لفظ ''سرگودھا'' کے بعد ''ڈویژن'' ایزاد کیا جائے ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : اس سے تو اصل قرار داد کی نفی ہو جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس میں میں نے ضلع کی بجائے ڈویژن کی ترمیم کی ہے کیونکہ آپ یونیورسٹی صرف ضلع سرگودھا کے لئے نہیں بنوانا چاہتے بلکہ پورے ڈویژن کے لئے جاتے ہیں ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! پہلے خود حاجی سیف اللہ خان صاحب نے اعتراض کیا تھا اور کہا تھا کہ اس قسم کی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔ ان کا خیال تھا کہ شاید تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں نہیں ۔ لیکن جب انہیں یہ علم ہو گیا کہ یہ تحصیل ضلع سرگودھا میں ہے تو انہوں نے وہ اعتراض واپس لے لیا ۔ اب چند منٹ پیشتر انہوں نے کہا ہے کہ اس میں ترمیم پیش نہیں ہو سکتی تو میرا خیال ہے کہ حاجی صاحب کی یہ ترمیم بھی پیش نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میاں ظہور احمد !

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مذکورہ قرار داد میں سے "ضلع" کا لفظ حذف کر کے "سرگودھا ڈویژن" کا لفظ ایزاد کیا جائے ۔

اس کے بعد میں درخواست کرتا ہوں کہ مجوزہ یونیورسٹی لائلپور شہر میں قائم کی جائے ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : اس سے تو میری پیش کردہ قرار داد کی نفی ہو جائے گی ۔ حاجی سیف اللہ خان صاحب کی ترمیم تو اس لئے درست ہے کہ انہوں نے سرگودھا ڈویژن کا لفظ تجویز کیا ہے لیکن آپ تو سرگودھا کا لفظ ہی حذف کرانا چاہتے ہیں ۔ اس سے تو اصل قرار داد ہی ختم ہو جائے گی ۔ اس لئے یہ ترمیم پیش نہیں کی جا سکتی ۔

میاں ظہور احمد : میں نے تجویز پیش کی ہے کہ یہ یونیورسٹی لائلپور شہر میں قائم کی جائے کیونکہ لائلپور شہر بھی سرگودھا ڈویژن میں ہے ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب سپیکر ! مجھے اس ترمیم پر اعتراض ہے ۔ فاضل ممبر میری اصل قرار داد کا احاطہ پڑھا سکتے ہیں لیکن اس میں لائلپور شہر ایزاد کرنے سے اور لفظ سرگودھا حذف کرنے سے میری قرار داد کی اصل روح ہی ختم ہو جائے گی ۔ اس لئے اس ترمیم کی اجازت نہ دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میاں ظہور احمد ! آپ اپنی یہ ترمیم لکھ کر بھیج دیں ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں میاں ظہور احمد کی اس ترمیم پر اعتراض کرتا ہوں کیونکہ اصل قرار داد میں ضلع سرگودھا میں یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے کہا گیا ہے ۔ اگر ضلع سرگودھا کے اندر کسی قصبہ میں قائم کرنے کے لئے کہا جاتا تو اس سے اس قرار داد کی نفی نہ ہوتی کیونکہ وہ جگہ ضلع سرگودھا کا ہی کوئی مقام ہوتا لیکن اس سے باہر کسی جگہ کا نام لیا جائے گا تو اس سے اس قرار داد کی نفی ہو گی ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی ترمیم پیش نہیں کی جا سکتی جس سے اصل قرار داد کی نفی ہوتی ہو ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جب یہ قرار داد ایوان میں پیش ہو گی تب اس پر بحث ہو سکتی ہے ۔ ڈاکٹر حلیم رضا !

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں میاں ظہور احمد کی ترمیم کی تائید کرتا ہوں اور چوہدری ممتاز احمد کاہلوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی قرار داد میں سرگودھا ڈویژن کے الفاظ ایزاد کر دیں اور اس کے بعد اس میں لائلپور شہر کے الفاظ بھی شامل کر لیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب سپیکر ! میں تو کہتا ہوں کہ سرگودھا کی جگہ میانوالی کا نام درج کر دیا جائے تا کہ یہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے اور ان فاضل ممبران کے درمیان صلح بھی ہو جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اگر ضلع میانوالی کی بجائے سرگودھا ڈویژن کی ترمیم منظور کر لی جائے تو اس طرح ضلع میانوالی خود بخود اس میں آ جاتا ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میری گذارش ہے کہ جب سرگودھا ڈویژن کی جگہ لائلپور شہر کا لفظ آ جائے گا تو پھر اس قرار داد کا اصل مفہوم ہی ختم ہو جائے گا ۔ جناب والا ! چونکہ لائل پور شہر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یونیورسٹی وہاں قائم کی جائے ، تو اصل قرار داد ختم ہو جاتی ہے ، اس لئے یہ پیش نہیں ہو سکتی ۔ یہ رولز کے خلاف ہے ۔ اس کی اجازت نہ دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سردار صغیر احمد ، آپ اپنی قرار داد باضابطہ طور پر پیش کریں ۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! جہاں تک اس قرار داد کا تعلق ہے ، بنیادی طور پر میں اپنی ترمیم کے ساتھ اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔ اگر آپ پنجاب کے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر نگاہ ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایک جنرل یونیورسٹی ہے ۔ ''جنرل'' میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ انجینئرنگ ، میڈیکل اور زراعت جو سپیشلائز سبجیکٹس ہیں ، ان کے متعلق یونیورسٹیاں ان مقامات پر قائم کی گئیں جہاں ان کے لئے سہولتیں مہیا تھیں ۔ لیکن عام تعلیم کے لئے تاکہ صوبہ پنجاب کے گوشے گوشے میں ، ہر حصے میں تعلیم عام ہو ۔ موجودہ عوامی حکومت نے پنجاب کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایک جنرل یونیورسٹی قائم کر رکھی ہے ۔ جناب والا ! آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ بہاول پور میں ، ملتان میں ، لاہور میں راولپنڈی میں اور مرکزی حکومت کی طرف سے اسلام آباد یونیورسٹی موجودہ ہے ۔ صرف ایک ایسا بد قسمت ڈویژن اس صوبے میں باقی رہ گیا ہے جسے ہم سرگودھا کہتے ہیں ۔ اور یہ علاقہ اپنی قربانیوں کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے کسی حصے سے کم نہیں ۔ یہاں کے لوگ اپنے خون پسینے سے محنت کر کے اس صوبے کے لئے ، اس ملک کے لئے گندم ، خوراک اور ایسی اشیاء پیدا کرتے ہیں جس سے آپ زرمبادلہ کماتے ہیں ۔ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے ۔ ۔ ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : پوائنٹ آف آرڈر ۔ آپ پہلے ترامیم پر تقاریر کرا رہے ہیں یا ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے تو ترمیم پیش کرنے کو کہا تھا ۔ لفظ ''باضابطہ'' بھی کہا تھا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : آپ اتنی مہربانی فرمائیں کہ منسٹرز کو بعد میں چیمبر میں بلائیں ۔ سارے ہاؤس کی کارروائی غلط ہو رہی ہے ۔ انہوں نے سمجھا کہ آپ نے انہیں تقریر کرنے کے لئے کہا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ان کو میں نے ترمیم کے لئے کہا تھا ، یہ جتنی تقریر ہوئی ہے ، وہ قواعد کے خلاف ہے ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ چوھدری ممتاز احمد ہلوں صاحب کی قرار داد میں وارد ہونے والے لفظ "ضلع" کی بجائے "شہر" تبدیل کیا جائے اور "سرگودھا" کے بعد "یا اس کے قرب و جوار" کے الفاظ ایزاد کئے جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ چوھدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی قرار داد میں وارد ہونے والے لفظ ''ضلع'' کی بجائے ''شہر'' تبدیل کیا جائے اور ''سرگودھا'' کے بعد ''یا اس کے قرب و جوار'' کے الفاظ ایزاد کئے جائیں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ چوھدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی قرار داد برائے قیام یونیورسٹی ضلع سرگودھا میں سے ''ضلع'' کا لفظ حذف کیا جائے اور اس کی بجائے ''ڈویژن'' کے لفظ کا اضافہ کیا جائے ۔

اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ لائل پور بھی چونکہ سرگودھا ڈویژن میں شامل ہے ، عین ممکن ہے کہ لائل پور کے لوگوں کی بھی حق رسی ہو سکے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ چوھدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی قرار داد برائے قیام یونیورسٹی ضلع سرگودھا میں سے "ضلع" کا لفظ حذف کیا جائے اور اس کی بجائے ''ڈویژن'' کے لفظ کا اضافہ کیا جائے ۔

چوھدری ظہور احمد

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ چوھدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی

قرار داد میں ''ضلع'' کا لفظ حذف کر کے سرگودھا
کے بعد ''ڈویژن'' کا لفظ ایزاد کیا جائے اور اس کے
ساتھ ہی ''لائل پور'' کا لفظ بھی ایزاد کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ چوھدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی قرار داد
میں ''ضلع'' کا لفظ حذف کر کے سرگودھا کے بعد
''ڈویژن'' کا لفظ ایزاد کیا جائے اور اس کے ساتھ
ہی ''لائل پور'' کا لفظ بھی ایزاد کیا جائے ۔

سردار صغیر احمد : قرار داد پر میرا ایک ٹیکنیکل اعتراض ہے ۔ اگر آپ قرار داد کو اس ترمیم کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو اس کا کوئی مقصد نہیں نکلتا ۔ ''سرگودھا ڈویژن لائل پور میں قائم کی جائے'' ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب تک جتنی ترامیم آئی ہیں ، انہوں نے سوائے قرار داد کا حلیہ بگاڑنے کے کچھ نہیں کیا ۔ آپ تقریر کر لینے دیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! جناب سینئر وزیر نے کہا ہے کہ اس میں بہاول پور کا لفظ بھی ایزاد کیا جائے ، اس لئے میں احتجاجاً یہاں سے جا رہا ہوں ۔ اس اہم ترین غیر سرکاری دن کو اور اس ضروری قرار داد کو مضحکہ خیز بنا دیا گیا ہے اور نہایت غیر سنجیدگی کے ساتھ کارروائی ہو رہی ہے ۔

(اس مرحلہ پر سید تابش الوری ایوان سے چلے گئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق ، سینئر منسٹر ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ چوھدری ممتاز احمدکاھلون صاحب کی پیش کردہ
قرار داد کی بجائے مندرجہ ذیل قرار داد پڑھی
جائے ۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں
تعلیمی منصوبہ بندی کرتے وقت سرگودھا ڈویژن
میں ایک یونیورسٹی قائم کرنے کی گنجائش رکھی
جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ موجودہ قرار داد کی بجائے مندرجہ ذیل قرار داد پڑھی جائے :

اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں تعلیمی منصوبہ بندی کرتے وقت سرگودھا ڈویژن میں ایک یونیورسٹی قائم کرنے کی گنجائش رکھی جائے۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وہ قائد ایوان ہیں۔ انہیں یہ حق حاصل ہے کہ جب ڈیبیٹ وائنڈ اپ کریں، تو حکومت کا نقطہ نظر بیان فرمائیں۔ اب ہم نہیں، انہوں نے کس حیثیت میں یہ ترمیم پیش کر دی۔ ہم مجبور ہیں کہ ان کی تائید کریں۔ کیونکہ وہ قائد ایوان اور ہاؤس کے لیڈر ہیں۔ اور اگر یہ فیل ہو جاتی ہے تو پھر پتہ نہیں، کابینہ کا کیا حشر ہو۔ اس لئے میرا خیال ہے، ان سے وضاحت طلب کر لیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کابینہ کا کوئی حشر نہیں ہوتا، آپ اپنی تقریر کریں۔

وزیر خزانہ : یہ بے ضابطہ تو نہیں ہے؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ یہ بالکل باضابطہ ہے۔

سردار صغیر احمد : کیا یہ قرار داد آ سکتی ہے؟

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : یہ قرار داد ہے اور ترمیم نہیں تو یہ پیش نہیں ہو سکتی۔

وزیر خزانہ : ترمیم شدہ صورت میں قرار داد کی یہ حالت ہو گی۔۔۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : اس میں تو کچھ گڑ بڑ ہے۔ یہ غالباً جناب سپیکر کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔ اتنی بے ضابطہ یہ کارروائی! یہ قرار داد نہیں آ سکتی۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ترمیم ہی ہے۔ جیسے کلاز substitute ہوتی ہے، سیکشن ہوتا ہے، اس طرح قرارداد بھی substitute ہو گئی ہے۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : بالکل نہیں ۔ قرارداد کے الفاظ کارروائی میں آ چکے ہیں ، اس لئے آپ اس کو دوبارہ پیش کریں اور یہ کہ یہ ترمیم انہوں نے بحیثیت پرائیویٹ ممبر کے پیش کی ہے ۔ یہ دو چیزیں ریکارڈ پر جانی چاہئیں ۔

وزیر خزانہ : نہیں ، بطور سینیر منسٹر کے پیش کی ہے ۔ اکثر قراردادوں میں ہم ترمیم کرتے ہیں ۔ اس میں ایسی کیا بات ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : قرارداد سالم contents پر مشتمل ہوتی ہے ۔ بل تمام کلاززز پر مشتمل ہوتا ہے ۔ یہ تو ہوتا ہے کہ اس بل کی کوئی کلاز substitute کر دی جائے ، قرارداد کا کوئی لفظ substitute کر دیا جائے ۔ اگر قرارداد substitute ہو سکتی ہے تو بل بھی مثال ، کے طور پر آپ سول سرونٹس ایکٹ دیتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں اس کو کسی اور ایکٹ کے تحت substitute کر دیں ۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے ؟ میں اس پر رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا قرارداد سالم substitute ہو سکتی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : قرارداد ہو سکتی ہے ، بل نہیں ہو سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ایک قرارداد پیش ہوتی ہے تو ہم اس کے بارے میں کہیں کہ یہ حذف کر کے اس کی بجائے یہ قرارداد لے آئیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کیونکہ اس کا مفہوم بنیادی طور پر تبدیل نہیں ہوا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر آپ الفاظ بدلیں ، ویسے قرارداد وہی رہے ، آگے پیچھے اس کی ترمیم بھی یہ ہوتی ہے کہ فلاں لفظ کے آگے یہ لفظ ایزاد کیا جائے فلاں حذف کیا جائے ۔ اگر ساری قرارداد ہی آپ substitute کر دیں تو پھر اس قرارداد کے بدلے میں جو بھی قرارداد ہم ترمیم کے ذریعے سے دیں ، وہ آپ ایڈمٹ کر لیں گے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کے مفہوم میں تبدیلی نہ ہو اس کے مقصدیت میں تبدیلی نہ ہو ۔

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ پہلے اس بات کا فیصلہ ہونا ہے کہ یہ قرارداد آسکتی ہے یا نہیں ۔ جناب والا! میں حاجی سیف اللہ صاحب کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرارداد میں ترمیم تو ہو سکتی ہے ۔ متبادل قرارداد کسی صورت میں نہیں آ سکتی ۔ اس طرح پھر مثال کے طور پر جیسا کہ حاجی صاحب نے کہا ہے کہ سول سرونٹ ایکٹ اسمبلی میں پیش کیا گیا تو ہم یہ کہیں گے کہ اس کو substitute کر کے اینمل ھسبنڈری ایکٹ پیش کرنا چاہتے ہیں ۔کیا یہ ہو سکے گا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے تو اسی پر کہہ دیا ہے کہ بل substitute نہیں ہو سکتا قراداد کو substitute کیا جا سکتا ہے بشرط کہ جو بنیادی مفہوم ہے اس میں تبدیلی نہ ہو ۔ Therefore, I accept it.

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب سپیکر ! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ موجودہ عوامی حکومت تعلیم کو فروغ دینے کے لئے کوشاں ہے اور اس نے تقریباً تمام ڈویژنل ھیڈ کوارٹرز پر یعنی ملتان ۔ بہاولپور ۔ راولپنڈی ۔ لاہور میں یونیورسٹیوں کے قیام اور فروغ کے لئے پروگرام بنائے ہیں اور ان پر عمل درامد ہو رہا ہے ۔ لیکن یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ آج تک ضلع سرگودھا جو کہ سرگودھا ڈویژن کا صدر مقام ہے اس کو نظر انداز کیا گیا ہے حالانکہ 1969ء میں جب نور خان صاحب اس صوبہ کے گورنر تھے اسوقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ پنجاب میں مزید دو یونیورسٹیاں قائم کی جائیں گی ایک ملتان میں اور دوسری سرگودھا میں ۔ ملتان کی یونیورسٹی قائم ہو چکی ہے اور اس نے کام شروع کر دیا ہے اور اس کے لئے موجودہ عوامی حکومت مبارک باد کی مستحق ہے ۔ لیکن سرگودھا میں جو کہ تمام پسماندہ علاقہ کے درمیان واقع ہے جھنگ ۔ میانوالی ۔ جہلم اور دوسرے اضلاع جو لاہور کے مقابلہ میں اس ضلع کے قریب ترین ہیں اور اس سے بہتر سہولتیں اٹھا سکتے ہیں وہاں اس یونیورسٹی کے قیام کے لئے کوئی تحریک ابھی تک نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی ایسی سکیم منظر عام پر آئی ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ حکومت سنجیدگی کے ساتھ وہاں یونیورسٹی کے قیام کے لئے غور کر رہی ہے ۔

جناب سپیکر : سرگودھا ضلع بالخصوص میانوالی اور جھنگ کے قریب ہے اس کے مقابلہ میں لائلپور میانوالی سے بہت دور ہے اور ایک سرے پر

چلا جاتا ہے اور نسبتاً سرگودھا ڈویژن میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ضلع ہے وہاں پہلے ہی زرعی یونیورسٹی اور میڈیکل کالج بخیر و خوبی چل رہے ہیں ۔ میڈیکل کالج موجودہ عوامی حکومت نے شروع کروایا ہے اور ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی کے انسٹیٹیوٹ بھی وہاں جاری و ساری ہیں ۔ جناب سپیکر میں آپ سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اسوقت آپ سپیکر کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں اور لائلپور کے ایم-پی-اے- کی حیثیت سے صدارت نہیں کر رہے ۔ تو اس لحاظ سے جناب سپیکر لفظ "لائلپور" لکھنے میں بہت کم افادیت ہے ۔ اگر یہ ترمیم پیش کی جاتی کہ میانوالی کو مد نظر رکھا جائے جھنگ کو مد نظر رکھا جائے تو اس پر غور ہو سکتا تھا ۔ جناب سپیکر ! اس پسماندہ علاقے نے بڑے بڑے قابل لوگ پیدا کئے ہیں جنہوں نے ہماری ادبی تاریخ اور صحافت کی دنیا میں بہت سے کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ جناب نے خود ترمیم پیش کی ہوئی ہے یعنی میری قرارداد کی مخالفت کی ہوئی ہے ۔ اس لئے مہربانی فرما کر کسی اور کو موقع دیں جو صدارت کرے ۔

اس مرحلہ پر حاجی سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

جناب سپیکر ! وہاں پر غریب لوگ بستے ہیں جن میں اتنی استطاعت نہیں کہ دور دراز کے فاصلے طے کر کے اخراجات برداشت کر سکیں اور تعلیم حاصل کر سکیں ۔ دوسری وجہ جناب والا جو سب سے زیادہ توجہ کی مستحق ہے وہ یہ ہے کہ یونیورسٹی میں داخلے بھی نہیں ملتے ۔ اور اگر پنجاب یونیورسٹی کے داخلوں کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں تقریباً ستر فیصد سے زیادہ طلباء وہ ہیں جن کا تعلق لاہور شہر سے ہے اور باقی تیس فیصد ایسے ہیں جو نسبتاً اس علاقے سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں ان کو داخلہ ملتا ہے اور سرگودھا کے ان اضلاع میانوالی ۔ جھنگ سرگودھا سے تقریباً آپ کو ایک دو فیصد طلباء نظر آئیں گے جو یونیورسٹی کی سطح پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ ان لوگوں کے لئے یونیورسٹی کے دروازے بند ہیں ۔ نہ تو وہ مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی یونیورسٹی میں اتنی گنجائش ہے کہ اتنے طلبا کو داخلہ دیا جا سکے ۔ جناب سپیکر ! سرگودھا میں یونیوسٹی بنانا ضروری ہے تا کہ تعلیم کے فروغ کی جو پالیسی ہے اس پر ہم عمل کر سکیں ۔

جناب سپیکر! میڈیکل کالجز کے سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیں وہ بھی تقریباً ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر قائم کئے گئے ہیں لیکن سرگودھا کو اس بنیاد پر بھی نظر انداز کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! جو طلباء سرگودھا ڈویژن سے امتحان دے رہے ہیں ان کی تعداد سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہاں یونیورسٹی کی سطح پر تعلیم انتہائی ضروری ہے۔ لاہور ڈویژن میں بہت رش ہے اور یہ thickly populated ہے۔ پنجاب یونیورسٹی بمشکل اپنے علاقے کے لوگوں کی ضروریات پوری کر سکتی ہے۔ جناب والا! ملتان کو یہ سہولت حاصل ہے۔ بہاولپور ڈویژن کو یہ سہولت حاصل ہے۔ لاہور کو یہ سہولت حاصل ہے۔ راولپنڈی میں بھی یونیورسٹی قائم ہو چکی ہے۔ صرف سرگودھا ہی بد قسمت علاقہ ایسا ہے جو نظر انداز ہو رہا ہے اور لوگ بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ان وجوہات کے پیش نظر میں مودبانہ التماس کروں گا کہ یہ جو ترامیم پیش کی گئی ہیں کہ اس کے دائرہ کو وسیع کر دیا جائے۔ آپ ان کو مسترد فرما دیں اس میں لائلپور کا ضلع شامل کرنے کا جہاں تک تعلق ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں تو پہلے ہی ایک زرعی یونیورسٹی اور میڈیکل کالج موجود ہے۔ وہاں ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی کا انسٹیٹیوٹ ہے۔ اس لئے مہربانی فرما کر ان ترامیم کو مسترد کیا جائے۔ اور جناب سینئر منسٹر جو خود نہ صرف سینئر منسٹر ہیں بلکہ وزیر خزانہ بھی ہیں۔ میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنی ہی ترمیم پر جب وضاحت کے لئے ایوان کو خطاب فرمائیں تو اس میں کوئی واضح یقین دہانی عطا فرمائیں اور اس میں بھی میانوالی سرگودھا اور جھنگ کو سامنے رکھیں بجائے اس کے کہ وہ سرگودھا ڈویژن کے سارے احاطے کو وسیع کریں اور پھر لائلپور والے جتنے اہم گورنمنٹ کے عہدے ہیں ان پر وہ فائز ہیں۔ انڈسٹریز پر وہ قابض ہیں۔ تعلیم پر وہ قابض ہیں۔ اس حساب سے بھی ان اضلاع کا استحصال ضلع لائلپور کرتا ہے۔ آپ اتنی مہربانی ضرور فرمائیں کہ یہاں یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے آئندہ جو پالیسی بنائی جائے اس میں میانوالی، جھنگ اور سرگودھا کو اہمیت دی جائے اور اس صوبہ میں آج سے بعد جو سب سے پہلی یونیورسٹی قائم کی جائے ان تین اضلاع میں سے کسی بھی جگہ بنائی جائے۔

جناب سپیکر! ان الفاظ کے ساتھ میں مودبانہ التماس کروں گا۔ جناب سینئر منسٹر صاحب کی خدمت میں کیوں کہ انہوں نے بطور سینئر منسٹر

ایک ترمیم پیش کی ہے اور میں ان کی ترمیم کو اس حد تک قبول کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ان تین اضلاع کا نام رکھیں لائلپور کو اس میں شامل نہ کریں۔ سرگودھا کا جو مفہوم ہے وہ پسماندہ علاقہ ہے تو میں استدعا کروں گا کہ اس قرارداد کو پاس کر دیا جائے اور سب سے پہلی یونیورسٹی ان تین اضلاع میں سے کسی جگہ پر قائم کر دی جائے۔ اور بطور وزیر خزانہ وہ جو پہلی پالیسی بنائیں اس میں اس کی واضح یقین دہانی کروا دیں۔ شکریہ۔

سردار صفیر احمد : جناب سپیکر۔ میں چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے پہلے بھی یہ گذارش کر چکا ہوں کہ سرگودھا ڈویژن کا وہ علاقہ جو جھنگ میانوالی اور سرگودھا پر مشتمل ہے یہاں کے لوگ اس ملک کے لئے کافی تگ و دو کرتے ہیں، نہ صرف یہ کہ اس ملک کی اقتصادی ضروریات پوری کرنے کے لئے وہاں کے لوگ بڑی محنت، ہمت اور جفا کشی سے قوم کی خدمت کرتے ہیں بلکہ آپ کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے بھی اس علاقہ کے لوگوں سے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ جب بھی اس ملک کو کسی قربانی کی ضرورت پیش آئی ہے تو سب سے پہلے اس علاقہ کے لوگوں نے سب سے بڑھ کر قربانیاں دی ہیں۔ اگر آپ پنجاب کے نقشہ پر نظر ڈالیں تو جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ہر ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر پر ایک نہ ایک جنرل یونیورسٹی قائم ہے۔ صرف سرگودھا ہی ایک ایسا بد قسمت علاقہ ہے جو ایسی تعلیم گاہ سے محروم ہے۔ جہاں تک اس عوامی حکومت کے تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کا تعلق ہے تو گورنمنٹ نے ہر جگہ تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کی ہے۔ عوامی حکومت کی طرف سے جگہ جگہ سیکنڈری بورڈ اور یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ کالجز سکولز اور ہائی سکول قائم کئے گئے ہیں اور تعلیم کے فروغ کے لئے کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب والا۔ اس بھی گنگا سے سرگودھا ڈویژن ایک یونیورسٹی سے محروم رہا ہے۔ اس لئے اگر ہم تھوڑا سا گلہ بھی کریں تو وہ بے جا نہ ہو گا۔ میں جناب فنانس منسٹر سے عرض کروں گا کہ آپ نے اپنے 4 سالہ دور میں تعلیم کے فروغ کے لئے جتنے کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں اگر آپ غور کریں، تھوڑی سی کمی اس بات کی رہ جاتی ہے کہ اگر آپ سرگودھا ڈویژن میں ایک یونیورسٹی یا میڈیکل کالج قائم کر دیتے تو پنجاب پر نگاہ ڈالنے کے بعد آپ کے تعلیمی منصوبہ جات یقیناً مکمل دکھائی دیتے۔

جناب والا ! جہاں تک میں نے اس قرارداد میں سرگودھا شہر یا اس کے قرب و جوار کا ذکر کیا ہے۔ یہ اپنے لحاظ سے نہایت ہی ضروری اور موزوں ہے۔ آپ جب بھی کوئی ادارہ قائم کرتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ اس ادارہ سے استفادہ کرنے والے کون لوگ ہیں اگر آپ یونیورسٹی سرگودھا میں قائم کریں گے تو اس میں میانوالی ، جہلم ، کیمبل پور ، جھنگ اور گجرات کے لوگ اس سے برابر استفادہ کریں گے۔ حتیٰ کہ جناب والا ۔ لائل پور کے لوگ بھی جو کہ اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ لائل پور میں یونیورسٹی قائم کی جائے وہ بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں ، جہاں تک ان ترامیم کا تعلق ہے ، کسی نے کہا کہ یونیورسٹی لائل پور میں قائم کی جائے۔ کسی نے کہا کہ ماموں کانجن اور خوشاب میں قائم کریں ، یہ تو تمسخر اڑانے والی بات ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ یونیورسٹی قائم کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جناب سینئر منسٹر جو کہ آج قائد ایوان بھی ہیں اور اس صوبہ کے فنانس منسٹر بھی ، انہوں نے خود یہ قرارداد move کی ہے کہ سرگودھا میں ایک یونیورسٹی کے قیام کی گنجائش رکھی جائے۔ جب حکومت کی طرف سے ایسا تحرک ہوتا ہے۔ تو پھر یقیناً اس کو یقین دہانی پر محمول کیا جائے گا کہ حکومت یقیناً ایسا کرے گی اور سرگودھا ڈویژن میں ایک یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے گنجائش رکھے گی جب سرگودھا ڈویژن میں یونیورسٹی کے قیام کی گنجائش حکومت خود رکھنا چاہتی ہے۔ اور ہمارے اس مطالبے کو جو کہ میں نے اور اور جناب چوھدری ممتاز احمد کاھلوں نے پیش کیا ہے تسلیم کرتی ہے تو پھر ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم واضح کریں کہ جب آپ نے یونیورسٹی کی گنجائش رکھی ہے تو اس کے لئے موزوں مرکز مقام سرگودھا ہی ہے۔ زمین کے لحاظ سے اگر آپ 8 ، 10 میل کے فاصلے پر سرگودھا کے قرب و جوار میں یونیورسٹی کی عمارت قائم کریں تو بے جا نہ ہوگا۔ لیکن مرکزی مقام کے تعین کا صحیح فیصلہ سرگودھا شہر کے لئے ہی ہونا چاہیئے۔ مثلاً جیسے اور ترامیم آئی ہیں ، کہ لائل پور میں یونیورسٹی قائم کی جائے تو میں یہ عرض کروں گا کہ لائل پور میں تو یونیورسٹی کی ضرورت نہیں ہے وہاں گنجان آبادی ہو گئی ہے۔ زرعی یونیورسٹی ، میڈیکل کالج ، اور ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی کا سنٹر موجود

ہے۔ ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور بے شمار ایسے ادارے لائل پور میں کام کر رہے ہیں، یہاں تک کہ لائل پور میں یونیورسٹی کے قیام کے لئے زمین کا حصول بھی مشکل ترین کام ہوگا۔ جناب والا۔ وہ ایک صنعتی شہر ہے اور وہاں پر لیبر اور طلباء کو ایک جگہ اکٹھا کرنا اچھا نہیں ہے کیونکہ وہاں ماحول سازگار نہیں ہوگا۔ یونیورسٹی کے قیام کے بارے میں میری استدعا یہ ہے کہ اگر آپ کو سرگودھا ڈویژن کے لوگوں سے ہمدردی ہے تو صرف سرگودھا شہر میں یونیورسٹی قائم کرنے سے آپ اس مقصد کو پورا کر سکتے ہیں۔ اگر آپ لائل پور میں یونیورسٹی قائم کریں، اس سے ساہیوال کے لوگ تو استفادہ حاصل کر سکتے ہیں، اس سے شیخوپورہ کے لوگ تو فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس سے لاہور کے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن کسی بھی صورت میں سرگودھا کے لوگ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر آپ واقعی میانوالی، بھکر اور دور دراز مقامات کے باشندہ لوگوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ یونیورسٹی مرکزی مقام سرگودھا میں قائم کرنا ہوگی۔ اور جناب والا۔ ویسے بھی ہر لحاظ سے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ ملتان میں یونیورسٹی کے قیام کے وقت یہ مطالبہ نہیں کیا گیا تھا کہ یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان یا مظفر گڑھ میں یا ساہیوال میں قائم کی جائے۔ بہاولپور ڈویژن میں قیام کے دوران کسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ یہ رحیم یار خان میں قائم ہو جو کہ 300/400 میل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن جب سرگودھا کی بات آتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ یونیورسٹی لائل پور میں قائم کی جائے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سرگودھا کے مرکزی مقام کو ڈویژن ہیڈکوارٹر تسلیم کرتے ہوئے یہاں یونیورسٹی قائم کرنے میں حکومت کو کیا عار ہے۔ آپ نے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز کو ترقی دی ہے مثلاً بہاولپور کے دور دراز علاقوں کے لوگوں نے بہاولپور کی مرکزیت کو تسلیم کیا ہے۔ وہاں یونیورسٹی اور دیگر اداروں کے قیام میں حکومت کی مدد کی ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کی رہنمائی کی ہے میں وہاں کے فاضل نمائندوں سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ہمارے مطالبہ کی اعانت کریں، ہماری امداد کریں پنجاب میں صرف ایک ڈویژنل ہیڈکوارٹر ایسا رہ گیا ہے جہاں پر جہاں یونیورسٹی نہیں ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے مطالبہ کرتا ہوں

کہ وہ ہماری امداد اور اعانت فرمائیں تا کہ پنجاب کے نقشہ پر جہاں پر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر یہ ادارے موجود ہیں وہاں ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر محرومی کی صورت میں باقی نہ رہے۔ جناب والا۔ میری پارٹی کا یہ منشور ہے کہ ہم نے محرومیاں ختم کرنی ہیں، اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب سینئر منسٹر سے میں یہ مطالبہ کروں گا اور پرزور استدعا کروں گا کہ خدا کے لئے جہاں آپ نے دوسرے ڈویژنل ہیڈ کوارٹروں کی محرومیاں دور کی ہیں، وہاں سرگودھا کی اس محرومی کو دور کر کے ہم پر احسان کریں، شکریہ

ملک محمد اعظم: جناب والا! میں نے چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی لیک قرارداد میں ترمیم پیش کی ہے۔ وہ میں نے اس لئے پیش کی کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ یہ یونیورسٹی کہاں قائم کی جائے۔ سرگودھا میں کس جگہ بنائی جائے۔ خوشاب کا میں نے اس لئے کہا تھا کہ خوشاب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ میانوالی اور جھنگ کے درمیان واقع ہے۔ میں سردار صاحب کی تجویز سے اس لئے اتفاق نہیں کرتا کہ سرگودھا شہر خاصا گنجان ہے وہاں پر دیگر دفاتر کے قیام میں اکثر مشکلات در پیش ہوتی ہیں اور قرب و جوار کا مقصد یہ ہو گا کہ وہاں پر بیش قیمت زرعی اراضیات ختم ہو جائیں گی۔ میں تحصیل خوشاب کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر بہت سی عمارات بھی موجود ہیں جن کو کام میں لایا جا سکتا ہے عوامی حکومت نے جیسا کہ اس معزز ایوان میں پہلے بھی کہا جا چکا ہے بے حد تعلیمی اصلاحات کیں اور اس سلسلہ میں یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ جناب والا۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے یونیورسٹیاں جہالت کے اندھیروں میں روشنی کا مینار ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ ضلع سرگودھا کو محروم رکھا گیا ہے۔ لہٰذا میں جناب سینئر وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ جو یونیورسٹی بنائی جائے وہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں بنائی جائے۔ جناب والا۔ پہلے تو میرا یہ خیال تھا کہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب ناراض ہوں گے کہ تحصیل خوشاب کا میں نے کیوں نام لیا جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے۔

خواب تیرا بھی ہے خواب میرا بھی۔

لیکن اب خواب پریشان ہوتا نظر آتا ہے اور پھر یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہم نے تو اپنی مرض بتائی تھی لیکن لائل پور والوں نے بھی

وہی مرض بتائی اور انہوں نے بھی یہی کہنا شروع کر دیا کہ وہاں یونیورسٹی قائم کی جائے حالانکہ وہ بے حد ترقی یافتہ علاقہ ہے - وہاں پر پہلے سے بہت سارے تعلیمی ادارے چلے آ رہے ہیں - اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ضلع سرگودھا تحصیل خوشاب میں یہ یونیورسٹی قائم کی جائے -

مسٹر چیئرمین : بیگم ریحانہ سرور (شہید) -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب سپیکر ! جب موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی اس وقت قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی پہلی نشری تقریر میں یہ فرمایا کہ ہم اس ملک سے ناخواندگی دور کرنا چاہتے ہیں - جناب سپیکر ! آپ جانتے ہیں کہ موجودہ عوامی حکومت نے جس قدر اصلاحات تعلیم کے شعبے میں نافذ کی ہیں وہ کسی اور شعبے میں نہیں کیں کیونکہ حکومت یہی چاہتی تھی کہ عوام میں جو ناخواندگی ہے اسے دور کیا جائے - نہ صرف یہ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دسویں جماعت تک تعلیم مفت کی گئی اور گورنمنٹ نے بہت سارے سکول نیشنلائز کئے - بہت سے سکولوں کو اپ - گریڈ کیا گیا - نئے کالجز کھولے گئے اور کالجز میں سیٹوں کا اضافہ کیا گیا - تعلیم کا معیار بلند کیا گیا - اس کے علاوہ فنی اور سائنسی تعلیم کی طرف حکومت خاص طور پر توجہ دے رہی ہے - اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ ناخواندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے حکومت دن رات کوشاں ہے کیونکہ کوئی ملک بھی اس وقت تک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوتا جب تک اس کے شہری پڑھ لکھ نہ جائیں -

جناب والا ! ایک بات جو یہاں کہی گئی ہے کہ ڈسٹرک لیول پر یا ضلعی سطح پر یونیورسٹی قائم کی جائے - میں اس کے حق میں نہیں ہوں کیونکہ پنجاب میں بہت سارے ایسے اضلاع ہیں جو پسماندہ ہیں - اگر ضلع کے لیول پر یونیورسٹی کا قیام کیا جائے تو میرے خیال میں اس کی ہمارے پاس گنجائش نہیں - کیونکہ پاکستان ایک غریب ملک ہے اور ہمیں اپنے وسائل کو بھی مدنظر رکھنا ہے لیکن جو ترمیم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے یہاں پر پیش کی ہے میں اس کی تائید کرتی ہوں کہ آئندہ مستقبل میں جب حکومت پالیسی بنائے گی تو بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈویژنل لیول پر یونیورسٹی کا قیام کیا جائے - میں اس تجویز سے متفق ہوں اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی تائید کرتی ہوں -

مسٹر چیئرمین : ملک محمد اکرم اعوان -

ملک محمد اکرم اعوان : جناب سپیکر ! چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی قرار داد سے مجھے کلی طور پر اتفاق ہے کہ ضلع سرگودھا میں ایک یونیورسٹی ضرور قائم کی جانی چاہئے اور اس سلسلہ میں میں نے صرف اتنی عرض کی تھی کہ اس میں یہ ترمیم فرما لی جائے کہ ضلع سرگودھا میں بمقام جوہر آباد یہ یونیورسٹی قائم کی جائے ۔ اس سلسلہ سے فاضل اراکین نے پہلے ہی کافی دلائل دیئے ہیں ۔ کچھ جذباتی باتیں بھی کی ہیں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کا معاملہ جذبات سے کھیلنے والی بات نہیں ہے کیونکہ یہ قوم کے مستقبل کے لئے انتہائی ضروری کام ہے ۔ جناب والا ! تعلیم کے لحاظ سے جوہر آباد کا ماحول بہترین ہے ۔ یہاں عمارات میسر ہیں ۔ یہاں کھیلنے کے میدان کافی مقدار میں میسر ہیں ۔ کیمپس قائم کرنے کے لئے کوئی بھی مشکلات راہ میں حائل نہیں ہوں گی ۔ آب و ہوا نہایت موزوں ہے ۔ پانی وافر مقدار میں موجود ہے اور وہ جگہ چاروں طرف ریل اور سڑک سے ملی ہوئی ہے اور یہ جھنگ ۔ لائلپور ۔ سرگودھا ۔ کیمبلپور ۔ میانوالی تمام اضلاع کے لئے مرکزی جگہ ہے ۔ اس لئے میں نے یہ عرض کی ہے کہ یہ یونیورسٹی جوہر آباد کے مقام پر قائم کی جائے ۔

جناب والا ! میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ تحصیل خوشاب پسماندہ ہے ان کا کہنا بجا ہے ۔ تو جناب والا! میں پسماندگی کے اصول پر یہ بات عرض کر سکتا ہوں کہ جوہر آباد کو ترجیح ملنی چاہئے کیونکہ تعلیم ہمارا بنیادی حق ہے اور موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ عوام کے گھروں کے دروازوں تک تعلیم پہنچا دی جائے تا کہ حصول علم کے لئے انہیں دور دراز علاقوں تک جانا اور سرگرداں نہ ہونا پڑے ۔ ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ غریب عوام جو لاہور میں نہیں پڑھ سکتے اور جو لائلپور کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ان کے لئے جس جگہ پر رہن سہن آسان ہو اور جہاں آسانی سے ہر چیز میسر ہو اور جہاں ان کے اخراجات بھی بہت کم ہوں وہاں پر یہ یونیورسٹی قائم کی جائے تا کہ عوام کا اس میں فائدہ ہو ، وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں اور ملک و ملت کی خدمت کر سکیں ۔ تو جناب والا ! ان حالات میں میرے فاضل دوست یہ فرماتے ہیں کہ نہیں جناب اگر ڈویژن کا لفظ استعمال کیا جائے تو یہ جذبات کی بات لگتی ہے لیکن اس میں مجھے کوئی زیادہ وزن یا دلائل یا معقولیت کی بات نہیں لگتی ۔ ہمیں تعلیم کا سنٹر یا مرکز وہاں رکھنا چاہئے جہاں زیادہ سے زیادہ فائدہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پہنچے ۔ تو ایسا مقام وہی

ہو سکتا ہے جو میں نے تجویز کیا ہے کہ ضلع سرگودھا میں جوہر آباد کے مقام پر یہ یونیورسٹی قائم کی جائے کیونکہ اس جگہ گورنمنٹ کی عمارتیں اس مقصد کے لئے وافر مقدار میں میسر ہیں ۔ حکومت کو زیادہ خرچ بھی نہیں کرنا پڑے گا اور میانوالی ۔ جھنگ ۔ کیمبلپور ۔ سرگودھا کے اردگرد علاقوں کی ضروریات یہ یونیورسٹی احسن طریقہ سے پوری کر سکے گی ۔ اس لئے جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرار داد کو منظور فرما لیا جائے اور میری ترمیم کے مطابق اس کو جوہر آباد کے مقام کے لئے منظور فرمایا جائے کیونکہ یہ عوام کے مفاد میں ہو گا اور یہ کسی individual کے مفاد کی بات نہیں ہے ۔

مسٹر چیئرمین : سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں اس قرارداد کو اصل صورت میں منظور کرنے کے خلاف ہوں اور یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس قرار داد میں ترمیم کر کے ضلع سرگودھا کی بجائے سرگودھا ڈویژن اور سرگودھا ڈویژن کے شہر لائلپور میں ایک یونیورسٹی قائم کی جانے کی صورت میں یہ قرار داد منظور کی جائے ۔ اس سلسلے میں میرے دلائل یہ ہیں کہ سرگودھا پہلے ہی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور اس لحاظ سے سرگودھا کو پورے ڈویژن میں ایک خاص قسم کی اہمیت حاصل ہے ۔ دوسرے جناب والا ! سرگودھا میں پی ۔ اے ۔ ایف کا بہت بڑا اڈہ بیس موجود ہے ۔ اس لحاظ سے بھی سرگودھا ایک اہم ترین شہر کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس کے علاوہ آپ جانتے ہیں کہ سرگودھا میں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن بھی پہلے سے موجود ہے ۔ تعلیمی نقطہ نظر سے آپ نے دیکھا ہے کہ ہر حکومت وقت کی پالیسیاں اس طرح سے چلتی رہی ہیں کہ تعلیمی ادارے ۔ تعلیمی کالجز اور تعلیمی یونیورسٹیاں ایسے مقام پر قائم کی جائیں جہاں زیادہ سے زیادہ آبادی ہو اور اس آبادی کے زیادہ سے زیادہ اشخاص اور افراد تعلیمی سہولتوں سے بہرہ ور ہو سکیں ۔ جناب والا ! لائل پور شہر کو مانچسٹر آف پاکستان بھی کہا جاتا ہے ۔ یہ خدا وند کریم کا عطیہ ہے اور اس شہر کے محنت کش عوام کی محنتوں کا شہر ہے ۔ ڈویژن کے باقی اضلاع کی نسبت لائلپور زیادہ ترقی یافتہ ہے ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے یہاں زرعی کالج تھا جو اب ایشیا میں سب سے بڑا کالج سمجھا جاتا ہے وہ کالج بھی لائل پور میں قائم کیا گیا تھا ۔ اس کے علاوہ اس ایوان کا کوئی بھی معزز رکن اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ لائل پور

میں بہت بڑی انڈسٹریز ہیں اور لائل پور میں جتنے مزدور کام کرتے ہیں ۔ اگر تینوں اضلاع کے مزدوروں کو اکٹھا کر لیا جائے تو پھر بھی لائل پور میں کام کرنے والے مزدوروں اور محنت کشوں کی تعداد ان سے کہیں زیادہ بن جاتی ہے ۔ جناب والا ! اس لحاظ سے آپ دیکھیں گے کہ لائل پور شہر کی آبادی دس لاکھ سے بھی زیادہ ہے ۔ اور لائل پور ضلع کی آبادی 40 لاکھ سے بھی تجاوز کر چکی ہے ۔ آبادی کے تناسب کے لحاظ سے اور اپنے محنت کشوں کی محنت کے ثمر کے صلے میں ہم لائل پور کے ارکان اس بات کا مطالبہ کرنے میں قطعی طور پر حق بجانب ہیں کہ بجائے سرگودھا ضلع کے اور ہیڈ کوارٹر کے لائل پور شہر میں یونیورسٹی قائم کی جائے جہاں کالجوں کی تعداد بھی زیادہ ہے ۔ کالجوں میں فارغ التحصیل طالب علم بھی زیادہ ہیں اور ان کو یہاں یونیورسٹی کھل جانے کے باعث دوسری جگہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بے جا اخراجات برداشت نہیں کرنے پڑیں گے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں آبادی کے لحاظ سے اور تعلیمی درس گاہوں سے فارغ التحصیل ہونے والے طالب علموں کی تعداد کے تناسب کے لحاظ سے بھی اور لائل پور شہر کے محنت کشوں اور مزدوروں کی تعداد کے تناسب کے لحاظ سے بھی کسی صورت میں ہمارا یہ مطالبہ ہماری یہ ترمیم بے جا نہیں کہی جا سکتی ۔ اس لئے ضلع سرگودھا کی بجائے لائل پور شہر میں یہ یونیورسٹی قائم کی جائے ۔

میرے فاضل دوست ملک محمد اکرم اعوان صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کے ضلع اور ان کے علاقہ میں زمین بڑی آسانی سے میسر آ سکتی ہے اور آب و ہوا بھی بہت اچھی ہے ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ لائل پور شہر مری ہل کے نزدیک نہیں ہے مگر وہاں کی آب و ہوا بھی کوئی خاص قسم کی نہیں ہے جو لائل پور سے بہتر اور صحت مند ثابت ہو ۔ وہاں تو پانی بھی آسانی سے میسر نہیں ہے ۔ انہوں نے جتنی دلیلیں دی ہیں اس لحاظ سے بھی تمام کا تمام لائل پور ضلع وسائل اور حالات کے مطابق کسی صورت میں بھی کم نہیں ۔ اس لئے میں ایوان کا زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا اور آپ کی وساطت سے جناب ڈاکٹر عبدالخالق اور اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے استدعا کروں گا کہ اس قرار داد کو ترمیم شدہ صورت میں جس طرح اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع سرگودھا کی بجائے سرگودھا ڈویژن اور سرگودھا ڈویژن کی بجائے لائل پور شہر میں یہ یونیورسٹی قائم کی جانے منظور کر لیا جائے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی قرار داد کہ ضلع سرگودھا میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے کی بجائے سرگودھا ڈویژن کا لفظ ایزاد کیا جائے اور پھر سرگودھا ڈویژن میں لائلپور کا لفظ ایزاد کیا جائے،، کی حمایت کرتا ہوں ۔ لائل پور بہت بڑا تجارتی مرکز ہے ۔ اس کی آبادی دس لاکھ کے قریب ہے ۔ اس ضلع کی آبادی تمام اضلاع سے زیادہ ہے ۔ اس میں تعلیمی سہولتیں بھی موجود ہیں ۔ جب سے عوامی حکومت معرض وجود میں آئی ہے صنعتی پیداوار کی وجہ سے یہاں آبادی میں اضافہ ہوا ہے ۔ دوسرے اس ضلع میں کالجز زیادہ ہیں ۔ یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وسائل اور طالب علم ہوں ۔ وسائل اور طالب علم وہاں کہاں سے آئیں گے کہ سرگودھا یا کسی اور مقام پر یونیورسٹی قائم کر دی جائے ۔ آپ پر یہ لازم ہے کہ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ آیا اس یونیورسٹی کو فیڈ کرنے کے لئے طالب علم کہاں سے آئیں گے ۔ میں مثال دیتا ہوں کہ عیسیٰ خیل میں ایک کالج قائم کیا گیا ۔ یہ ایک اچھی بات ہے کہ گورنمنٹ نے عوام کی سہولت کے لئے کالج قائم کیا مگر وہاں طالب علم کم ہیں اور اساتذہ زیادہ ۔ یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا مطلوبہ تعداد میں طلبا اور وسائل اس جگہ میسر ہوں گے ۔ سرگودھا میں طالب علم اتنے نہیں ہیں ۔ کیا 70 فیصدی طالب علم لائل پور سے سرگودھا جاکر تعلیم حاصل کریں گے ؟ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہاں زیادہ طالب علم یہاں سے جائیں گے اور اخراجات بھی وہاں زیادہ ہوں گے ۔ اخراجات کم کرنے کے لئے جو ضروری سہولتیں مہیا ہونی چاہئیں وہ وہاں نہیں ہیں ۔ وہاں اخراجات کا بوجھ گھٹنے کی بجائے غریب والدین پر زیادہ پڑے گا ۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ میری اس ترمیم شدہ قرار داد کو منظور کیا جائے ۔

مسٹر ای ۔ ڈلشا : جناب سپیکر ! میں اس قرار داد کی مخالفت تو نہیں کر رہا ہوں مگر چند جملے جو یونیورسٹی کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہیں ۔ ان کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرواتا ہوں ۔ جتنی تقاریر کی گئیں ہیں ان سب میں یہ کہا گیا ہے کہ یونیورسٹی صرف ایک امتحان لینے والا ادارہ ہوتا ہے ۔ اور یہ کہ طالب علموں کا امتحان یونیورسٹی کے اولین فرائض میں شامل ہے ۔ یہ غلط تصور ہے کیونکہ یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم دینے اور ریسرچ کے لئے ہوتی ہے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یونیورسٹی صرف

امتحان لینے کے لئے نہیں ہوتی ۔ اس کا اصل مقصد ریسرچ کرنا اور اعلیٰ تعلیم مہیا کرنا ہے ۔ میں ملتان یونیورسٹی میں چانسلر کمیٹی کا ممبر ہوں اور مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ وہاں پہلی مرتبہ ایمانداری سے امتحان لیا گیا ہے لیکن وہاں صرف 8% ریزلٹ رہا ۔ کیا یہ افسوس ناک اور درد ناک بات نہیں ہے کہ جس یونیورسٹی پر کروڑوں روپیہ اس کی عمارت اور دیگر مصارف پر خرچ ہو ۔ اس یونیورسٹی کا ریزلٹ 8% ہو اور اسطرح سے قوم کا 92% of the re- soures should go down the drain یہ بہت بڑا بنیادی نقص ہے جہاں پر اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے اس کا ریزلٹ صرف 8% نکلے ۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے اور پنجاب یونیورسٹی کا نتیجہ 20% یا 22% نکلتا ہے ۔ اگرچہ اس میں ناجائز ذرائع بھی استعمال کئے جاتے ہیں ۔ یہ یونیورسٹی سو سال پرانی یونیورسٹی ہے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وسائل محدود ہیں اس لئے ہماری یونیورسٹیاں صرف امتحانات کے لئے نہ ہوں بلکہ ریسرچ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے ہوں چنانچہ ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم ملک سے جہالت کو ختم کریں ۔ عوامی حکومت کا مقصد بھی یہی ہے اور اعلان بھی ۔ آپ ضلع سرگودھا ۔ ضلع لائل پور خوشاب میں یونیورسٹیاں کھولیں لیکن سب سے پہلے اپنے وسائل کو دیکھیں سب سے پہلے جہالت کو دور کریں ۔ اور سب سے پہلے سیکنڈری ایجوکیشن کو لیں ۔ اور تعلیم کی کوالٹی کی طرف توجہ دیں ۔ تا کہ جو سائنسسٹ اور فنی ماہرین ان یونیورسٹیوں سے نکلیں وہ ملک کے لئے کام کر سکیں ۔ ایک لفظ جو یہاں استعمال کیا گیا ہے وہ جنرل یونیورسٹی کا ہے ۔ انگریز نے یہ یونیورسٹیاں صرف کلرک بنانے کے لئے بنائی تھیں ۔ ہمیں کلرک نہیں چاہئیں ۔ ہمیں سائنسسٹ اور فنی ماہرین چاہئیں ۔ ہمیں ڈاکٹر چاہئیں ۔ اس لئے ان خطوط پر یونیورسٹی قائم کرنی چاہئے ۔ یونیورسٹی صرف شہر اور آبادی کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئے ۔ یہ ساہوں کالجز میں بھی ہو سکتی ہے اگر اس میں قابل قدر تعلیم ہو ۔ میں اس قرار داد کی مخالفت نہیں کرتا میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یونیورسٹی کے لئے ان تمام چیزوں کی مکمل تسلی کر لینی چاہئے ۔ یہ نہیں کہ کروڑوں روپے خرچ کر کے اس کا نتیجہ صرف 8% نکلے یہ ٹھیک نہیں ہے ملتان یونیورسٹی دو تین سال سے بن رہی ہے لیکن وہاں ابھی ایک اینٹ تک نہیں لگی ۔ میں اس قرار داد سے متفق ہوں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ سب سے پہلے جہالت کو ختم کیا جانا چاہئے ۔

مسٹر چیئرمین : جمیل حسن منج -

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب سپیکر ! یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں کاہلوں صاحب نے قرار داد پیش کی ہے - لائل پور اور خوشاب میں بھی یونیورسٹی قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے - سوال یہ ہے کہ ہم سب سے پہلے خواندگی اور ناخواندگی کا موازنہ کریں - میں سرگودھا ڈویژن میں یونیورسٹی قائم کرنے کے سلسلے میں کہوں گا کہ یہ ایسے علاقے اور ایسی جگہ قائم کی جائے جہاں سے ناخواندگی دور ہو سکے اور لوگوں میں زیادہ سے زیادہ تعلیم کی کشش پیدا ہو سکے - انہیں معلوم ہو کہ انہوں نے ان اداروں میں جانا ہے اور وہاں جا کر پڑھنا ہے - اگر یہ یونیورسٹی سرگودھا یا خوشاب میں قائم کریں تو اس کو اندرون شہر قائم نہ کریں کیونکہ شہروں کی آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے اور آبادی گنجان ہوتی جا رہی ہے - اس لئے یونیورسٹی شہر کے اندر نہیں ہونی چاہئے - میں گورنمنٹ پنجاب سے عرض کروں گا کہ جب یہ منصوبہ زیر غور آئے تو اس وقت ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھا جائے مثلاً جوہر آباد میں اگر یہ سہولتیں میسر آ سکیں تو اس کو وہاں قائم کیا جائے - ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے - جیسا کہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے اگر ہمیں عمارت کی سہولت میسر آ سکتی ہو تو اس صورت میں یہ یونیورسٹی جوہرآباد میں قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں - خوشاب میں ہو جائے یا خوشاب کے قریب ہو جائے - لیکن ایسی جگہ ہو جہاں طلبا کو پڑھائی میں اور ریسرچ کے کام میں آسانی ہو -

مسٹر چیئرمین : مہر نوازش علی خان -

مسٹر نوازش علی خان (پنجابی) : حضور والا ! میں نہایت مختصر گذارش کروں گا - میری زبان پنجابی ہے اس لئے آپ اس کو سمجھنے میں مشکل محسوس کریں گے لیکن میں مجبور ہوں - ضلع جھنگ ایک تاریخی شہر ہے اور لائل پور - ساہیوال - میانوالی - مظفر گڑھ وغیرہ تمام ضلع جھنگ سے نکلے ہیں - جیسے ملتان سے وہاڑی اور لاہور سے قصور شیخوپورہ وغیرہ - اس طرح ضلع جھنگ ان سب ضلعوں کا دادا ہے - لائل پور اور سرگودھا جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے مہربانی فرما کر ضلع جھنگ میں یونیورسٹی بنائی جائے - کیونکہ جھنگ سے زیادہ سے زیادہ موزوں مقام اور کوئی نہیں ہو سکتا -

مسٹر چیئرمین : ڈاکٹر حلیم رضا -

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب سپیکر ! میں قائد ایوان ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی ترمیم شدہ قرار داد کی بھرپور تائید کرتا ہوں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ۔ یہ ڈویژن کا صدر مقام ہے اس لئے وہاں یونیورسٹی کا اجرا کیا جائے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع سرگودھا کے ساتھ ڈویژن کا لفظ ایزاد کیا جائے تا کہ تمام ضلع استفادہ کر سکے ۔ میں قائد ایوان کی ترمیم کی بھرپور اور مکمل حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : سینئر وزیر ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! 15 مارچ 1972ء کو اس وقت کے صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا تھا اس تعلیمی پالیسی کے بہت سے مقاصد ہیں ۔ ایک مقصد یہ ہے کہ تعلیم عام کی جائے گی اس کو با مقصد بنایا جائے گا اور مفت کیا جائے گا ۔ یہ نہایت اہم قومی کام ہے جس کی طرف فاضل مقررین نے اشارہ بھی کیا ہے ۔ 1972ء سے لے کر 1980ء تک کے لئے کچھ ٹارگیٹ مقرر تھے جن میں ملتان میں یونیورسٹی بنانا اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو جنرل یونیورسٹی کا درجہ دیا جانا بھی تھا ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک حد تک یہ شروع ہو گئے ہیں ۔ اور دونوں یونیورسٹیوں نے امتحان بھی لئے ہیں ان کے لئے عمارات کا اضافہ کیا جا رہا ہے دوسری یونیورسٹی کی عمارات کا کام شروع ہو گیا ہے کیونکہ ہماری پالیسی پر 1972ء 1980 تک عمل درآمد ہوتا رہے گا ۔ میں نے اپنی ترمیم شدہ قرار داد میں جو اب پڑھی جائے گی ، "مستقبل کی منصوبہ بندی" کہا ہے ۔ اس سے میرا مطلب بڑا واضح ہے کہ وہ منصوبہ بندی جو 1980ء کے بعد ہو گی ۔ مستقبل کی منصوبہ بندی سے میرا یہ مقصد قطعاً نہیں کہ اگلے سال کی منصوبہ بندی میں کام شامل ہو جائے گا کیونکہ اس وقت ہمارے پاس تعلیمی پالیسی موجود ہے جو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے 15 مارچ 1972ء کو دی تھی اور جس کا انہوں نے اعلان کیا تھا ۔ یہ پالیسی 1972ء سے لے کر 1980ء تک کی ہے ۔ تو 1980ء کے بعد جب نئی تعلیمی منصوبہ بندی کی جائے گی یا اگر ملک کے وسائل میں اضافہ ہو جائے جیسے کہ اگلے مالی سال 1978 1977ء ۔ سے چھ سالہ منصوبہ بندی کا ایک نیا دور شروع ہوگا ۔ تو ممکن ہے کہ ملک میں ایسے مالی وسائل مہیا ہو جائیں تو 1980ء سے پہلے بھی حکومت یہ سمجھے کہ ایسے مزید کوئی تعلیمی ادارہ قائم کرنا چاہئے ، پنجاب

کے کسی علاقے میں ، پاکستان کے کسی علاقے میں ، تو ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن میں یہ بات واضح کرنی چاہتا ہوں کہ میری نظر میں یونیورسٹیوں کی حد تک ہماری منصوبہ بندی 1980ء تک ہو چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ 1980ء تک کوئی اور نئی یونیورسٹی پنجاب میں کھولنے کا پروگرام نہیں ۔ ہاں انجینئرنگ یونیورسٹی کا نیا کیمپس کھولنے کا بندوبست ہے جو ٹیکسلا کے پاس کھولا جا رہا ہے ۔ اس کی عمارت کی تعمیر کا کام بڑی تیزی سے شروع ہے ۔ اس لئے میں اس قرار داد کی یہ کہتے ہوئے وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اگرچہ فاضل محرک اس وقت موجود نہیں لیکن مستقبل میں وہ ہمیشہ یہ کہا کریں گے کہ یہ قرار داد یہاں پاس کی گئی تھی اور سنیئر منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی تو اس لئے میں اپنے الفاظ کی دوبارہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ مستقبل کی منصوبہ بندی سے میری مراد وہ منصوبہ بندی ہے جو 1980ء کے بعد لمبے عرصے کی تعلیمی منصوبہ بندی ہوگی ۔ اس کے متعلق میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو اس وقت کے ماہرین منصوبہ بندی ہوں گے وہ یقیناً سرگودھا ڈویژن کو مد نظر رکھیں گے ، باقی یہ کہ وہ کونسا مقام چنیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی میں مستقبل کے ماہرین منصوبہ بندی کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں کہ وہ خود اس بات کا اندازہ لگائیں کہ جو یونیورسٹی قائم کی جائے وہ کس نوعیت کی ہو ، وہ صرف سائنس کی یونیورسٹی ہو یا اس کے ساتھ کچھ Humanities کے مضامین بھی ہیں ہوں ۔ یا یہ کہ جو یونیورسٹی پہلے سے موجود ہے مثلاً ایک یونیورسٹی لائلپور میں موجود ہے جس میں نہ صرف زراعت کے مضامین ہیں بلکہ اس میں جنرل سائنس اور اب تو اس میں میڈیکل سائنس بھی پڑھائی جاتی ہے کیونکہ میڈیکل کالج بھی اس کے کیمپس میں موجود ہے اس کے علاوہ وہاں اکنامکس اور سوشیالوجی بھی پڑھائی جاتی ہے اور بہت سے ایسے مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں جو خصوصی طور پر سائنس نہیں کہلاتے ۔ تو ممکن ہے کہ مستقبل کے ماہرین منصوبہ بندی یہ سمجھیں کہ اس یونیورسٹی کو جنرل یونیورسٹی بنا دیا جائے یا اس میں دوسرے مضامین کا اضافہ کر دیا جائے کیونکہ اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ یونیورسٹی کی لائبریری ہے ، لیبارٹریز ہیں ، ہال ہے اور زمین ہے ۔ تو اس سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ۔ اس لئے میں یہ کوئی جذباتی بات نہیں کر رہا بلکہ حقیقت

پسندانہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم مستقبل کی منصوبہ بندی میں اس بات کا ضرور خیال رکھیں گے کہ سرگودھا ڈویژن میں اور پنجاب کے باقی علاقوں میں جو پسماندہ ہیں اور جہاں اعلیٰ تعلیمی ادارے موجود نہیں وہاں ایسے ادارے قائم کئے جائیں اور حکومت نے اتنی ضرور کوشش کی ہے۔

جناب والا۔ میں چند ایک باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب ہم حکومت میں آئے تھے اس وقت تعلیمی بجٹ 36.35 کروڑ کا تھا جو اب بڑھ کر 114 کروڑ تک آ پہنچا ہے اور غریب اور ہونہار طلباء کو جو وظائف کسی زمانے میں 50 لاکھ روپے تک دیے جاتے تھے اس سال اڑھائی کڑور روپے تک دیے جائیں گے صرف یونیورسٹیوں پر 9 کروڑ روپے اس سال خرچ کیے جائیں گے اور اس کے مقابلے میں پرائمری تعلیم پر 47 کروڑ روپے خرچ کیے جائیں گے۔ تو یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ حکومت کا مقصد قوم کو بنیادی تعلیم دینے پر زیادہ زور دیتا ہے تا کہ عوام وسیع پیمانہ پر تعلیم حاصل کر سکیں جہالت سے چھٹکارا حاصل کر سکیں اور اچھے شہری بن سکیں۔ تو میں ایک بار پھر اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا مستقبل کی منصوبہ بندی سے مطلب 1980ء کے بعد لمبے عرصے کی منصوبہ بندی ہے اور میرا اس سے مطلب اگلا سال نہیں۔

دوسرے یہ کہ یہ یونیورسٹی کہاں قائم کی جائے تو اس کے متعلق ابھی میں تعین نے نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرگودھا ڈویژن میں جو ماہرین منصوبہ بندی ہوں گے وہ بہت سی باتوں کو مد نظر رکھیں گے اور اس کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ کونسا ضلع یا کونسا مقام اس کے لئے نہایت موزوں ہے۔ تو میں جناب والا سے اور فاضل ارکان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو اس صورت میں پاس کیا جائے تا کہ یہ قرارداد اور یہ ایوان ایک باعزت ایوان سمجھا جائے، یہ نہیں کہ ہم یہاں پر جذبات کے تحت حقیقت سے دور ہٹ کر کوئی ایسی بات پاس کر دیں کہ بس جی پاس کر دی اور حکومت اس پر عمل کرے یا نہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک رویہ نہیں ہو گا۔ تو میں نہایت ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اس قرارداد میں میں نے جو ترمیم کی ہے وہ نہایت ذمہ داری سے کی ہے کیونکہ حکومت

اس اسمبلی کو نہایت ہی اعلیٰ اسمبلی سمجھتی ہے ، اس صوبے میں سب سے زیادہ با اختیار ادارہ پنجاب اسمبلی ہے اور اس اسمبلی کے فاضل ممبر ایک بہت با اختیار ادارے کے ممبر ہیں ۔ اس لئے ہماری بات جذبات پر نہیں بلکہ حقائق پر مبنی ہونی چاہیے ۔ ہمیں بات کرتے وقت معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے وسائل کیا ہیں اور ہمارے مسائل کیا ہیں اور ہم نے ان وسائل اور مسائل کو اکٹھا کیسے کرنا ہے ۔ ان سے عوام اور ملک کی خوشحالی کا بہترین پروگرام کیسے بنانا ہے ۔ بہت شکریہ !

مسٹر چیئرمین ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ موجودہ قرارداد کی بجائے مندرجہ ذیل قرارداد پڑھی جائے :۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں تعلیمی منصوبہ بندی کرتے وقت سرگودھا ڈویژن میں ایک یونیورسٹی قائم کرنے کی کوشش کی جائے ۔

(قرارداد ترمیم شدہ صورت میں منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین ۔ باقی ترامیم اب ختم ہو گئی ہیں ۔ رانا پھول محمد خان !

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ! میری ایک قرارداد ہے ۔ شاید میرے لکھنے میں غلطی ہوئی ہے یا اس کے چھاپنے والوں نے غلط چھاپ دی ہے ۔ اس سے اس قرارداد کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں صحیح صورت میں قرارداد پڑھ دوں ۔ اس میں راجباہ نیاز بیگ ، ضلع لاہور کی بجائے اب ضلع قصور ہوگا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ پہلے آپ وہی قرارداد پیش کریں جو ایجنڈے میں درج ہے ۔ اس کے بعد ترمیم پیش کریں ۔

راجباہ نیاز بیگ ضلع لاہور کی ٹیل پر واقع دیہات کو بذریعہ لفٹ پانی مہیا کرنا ۔

رانا پھول محمد خان : میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ راجباہ نیاز بیگ ،

ضلع لاہور، کی ٹیل پر جو دیہات واقع ہیں ان
کو بذریعہ لفٹ پانی مہیا کیا جائے۔

مسٹر چیئرمین : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ راجباہ نیاز بیگ،
ضلع لاہور، کی ٹیل پر جو دیہات واقع ہیں ان
کو بذریعہ لفٹ پانی مہیا کیا جائے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میں خود ہی اس قرارداد میں ایک ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ اس کی سطر نمبر 2 میں الفاظ "جو دیہات واقع
ہیں" سے آگے الفاظ "ان کو بلوکی سلیانکی لنک
سے" ایزاد کیے جائیں۔

مسٹر چیئرمین - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ قرار داد کی سطر نمبر 2 میں الفاظ "جو دیہات
واقع ہیں" سے آگے الفاظ "ان کو بلوکی سلیانکی
لنک سے" ایزاد کیے جائیں۔ رانا
پھول محمد خان

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میری یہ قرارداد کوئی ایسی قرارداد نہیں جسے ہم یہ کہہ سکیں کہ یہ جذبات کے تحت ہے، یا یہ قرارداد اس لئے دی ہے کہ ہمارے وسائل بہت کم ہیں اور مسائل بہت زیادہ یا ہمارے وسائل کی کن کن وجہ سے اس مسئلے کو حل کیا جانا مشکل ہے۔ میری قرارداد تو رحم کی اپیل ہے۔ اس سے پہلے مغربی پاکستان اسمبلی میں بھی میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی اور وہ منظور کر لی گئی تھی، لیکن میری بد قسمتی، کہ وہ اسمبلی ٹوٹ گئی، مارشل لاء کا نفاذ ہو گیا اور اس قرارداد پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ میں جناب قائد ایوان کے بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کا مقصد کیا ہے۔ میری قرارداد کا مقصد یہ ہے کہ ضلع لاہور کو جو نہر سیراب کرتی ہے وہ راجباہ نیاز بیگ کہلاتی ہے۔ جو لاہور شہر سے گزرتی ہے۔ چونیاں تحصیل کے آٹھ دیہات اس کے ٹیل پر واقع ہیں۔ ان میں پانی کی کمی واقع ہو گئی ہے۔ لیکن قیام پاکستان سے پہلے

موضع بلوکی ، موضع سندھو ، موضع خان کے ، بھیڑوال ، موضع بھومی کے اور یہ بہت سارے دیہات چونیاں تحصیل کے فی ایکڑ پیداوار کے سب سے اعلیٰ گاؤں شمار ہوتے تھے ۔ لیکن پارٹیشن کے بعد حکومتیں آئیں ، چلی گئیں ۔ اب ہماری حکومت نے بنجر زمینوں کو آباد کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اور پیدا وار میں جو اضافہ کیا ہے ، وہ قابل قدر ہے ۔ لیکن شہر لاہور سے جو موضع جات بنجر زمینوں میں تھے وہ آباد ہو گئے ۔ ان کے رقبہ جات فصلیں اگ رہی ہیں ، پیداوار بڑھ گئی ہے لیکن ان بارہ دیہات کی زمینیں اول کی بجائے اب بنجر کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہیں ۔ جناب والا ! اصل وجوہات یہ ہیں کہ بلوکی سلیمانکی نہر جس وقت بنائی گئی ، اس وقت راجباہ نیاز بیگ اوپر سے گزارا گیا ۔ ایک پل تعمیر ہوا ۔ اس پل کو تعمیر کرتے وقت یہ غلطی ہو گئی کہ اس پل میں کچھ اونچائی رہ گئی اور اگلے دیہات کو پورا پانی نہیں پہنچ سکتا ۔ اب اگر اس پل کو چوڑا کیا جائے یا اسے دوبارہ بنایا جائے تو اس پر بہت زیادہ رقم خرچ آئے گی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پل پر جو رقم خرچ آئے گی ، وہ لفٹ اریگیشن سے بیس ، بلکہ پچاس گنا زیادہ ہو گی ۔ آپ اگر ان دیہات کو آباد رکھنا چاہیں اور ان میں بسنے والے لوگوں کا احساس کریں تو یہاں بلوکی سلیمانکی لنک سے بذریعہ لفٹ اس نہر کے اگلے حصے کو ، جو ٹیل کا ہے ، پانی دیا جا سکتا ہے اور یہ ایک ایسی سکیم ہے جس پر کروڑ روپیہ نہیں لگے گا ، چند لاکھ روپے کی بات ہے ۔ اگر آپ چار پانچ لفٹیں وہاں لگا دیں تو اس سے پانی پورا ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ! اس سے بیشتر بھی ایک سرکاری رکھ کو بلوکی سلیمانکی لنک سے پانی دیا گیا ہے حقیقت یہ ہے ۔ کہ بلوکی سلیمانکی لنک کا پل اگر صحیح تعمیر ہوتا اور پانی اس کے سائفین میں سے گزر کر جاتا تو یہ دیہات بنجر نہ ہوتے ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ محکمہ نہر نے بھی ایک سکیم بنائی ہے اور یہ زیر غور ہے اگر آپ مہربانی فرما کر اس کی منظوری دے دیں تو ہمارے وہ دیہات آباد ہو سکتے ہیں اور جس علاقے میں پانی کی کمی ہے ، اس پانی سے دوسری طرف ان دیہات کا پانی بھی بڑھایا جا سکتا ہے ۔ ہمارے پاس پانی وافر ہے ۔ یہاں پانی کی کمی نہیں ۔ کیونکہ یہاں بلوکی سے یہ نہر نکلتی ہے یہ اس مقام پر واقعہ ہے ۔ اس پل کی وجہ سے یہ دیہات بنجر ہوئے ۔ پل کی شکل ایسی

بنا دی گئی کہ سائیفن جو بنایا ہے، اس میں سے پانی جاتا ہے۔ لیکن بہت تھوڑا۔ حالانکہ پاکستان بننے سے پہلے ان دیہاتوں کو پورا پانی ملتا تھا۔ لیکن پاکستان میں بلوکی سلیمانکی لنک بننے کے بعد یہ بیچارے پانی سے محروم ہو گئے اور ان کی زمینیں بنجر ہو گئیں۔ اس لیے یہ قرارداد ایک رحم کی اپیل ہے، وقت کی پکار ہے۔ میں جناب سپیکر کی وساطت سے اس معزز ایوان کے اراکین سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر میری اس قرارداد کو با اتفاق رائے منظور کر لیں تو میرے ان بھوکے بھائیوں پر ایک احسان عظیم ہو گا۔ السلام علیکم۔

مسٹر چیئرمین : جناب سینیٹر مسٹر ترمیم پیش کریں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ میری قرارداد میں لفظ ''لاہور'' کے بجائے ''قصور'' ثبت کیا جائے۔

مسٹر چیئرمین : تقریر کے بعد ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ویسٹ پاکستان کی اس وقت اسمبلی میں بھی یہ قرارداد منظور کی گئی تھی۔ مگر بد قسمتی سے وہ ٹوٹ گئی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی انہوں نے بے وقت یہ قرارداد اس ایوان میں پیش کی ہے۔ کیونکہ آئینی مدت کے لحاظ سے یہ اسمبلی بھی اپنے آخری مراحل سے گزر رہی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ قرارداد اس وقت تو منظور ہو جائے اور اس کے بعد اسمبلی ٹوٹ جائے۔

مسٹر چیئرمین : پھر تو یہ ''بروقت'' لائی گئی ہے۔ وقت سے پہلے نہیں دی گئی۔

سید طاہر احمد شاہ : میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بے وقت لائی گئی ہے۔

مسٹر چیئرمین : تب بھی تو اس وقت پیش کی گئی تھی جب یہ اسمبلی ٹوٹنے والی تھی۔

سید طاہر احمد شاہ : اس لحاظ سے بے وقت لائی گئی ہے۔

مسٹر چیئرمین : اس لحاظ سے تو بروقت ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے فاضل محرک سے یہ عرض کی ہے کہ چونکہ فاضل وزیر انہار اور ان کے محکمے کا کوئی افسر موجود نہیں اور یہ کافی ٹیکنیکل ہے ۔ اس لئے یہ قرارداد اگلی جمعرات ، یا جو اگلا نان آفیشل ڈے ہو پر ملتوی کی جائے ۔ اگر جناب والا یہ منظور فرمائیں اور فاضل رکن کی خواہش کے مطابق اس کو نمبر ایک پر رکھ دیں تو میں بہت شکر گزار ہوں گا ۔

مسٹر چیئرمین : عام طور پر جو چیز ڈیفر ہوتی ہے ، وہ لازماً نمبر ایک پر آتی ہے ۔

وزیر خزانہ : بہت شکریہ ۔

رانا پھول محمد خان : جو انہوں نے فرمایا ہے ، مجھے قبول ہے ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن شرط یہی ہے کہ نمبر ون ہو ۔ یہ نہ ہو کہ ردی کی ٹوکری میں چلی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : اصولی طور پر بھی جو ڈیفر ہوتی ہے ، وہ نمبر ون پر آتی ہے ۔ تو کیا ایوان اس تحریک سے اتفاق کرتا ہے ؟

آوازیں : ہمیں اتفاق ہے ۔

مسٹر چیئرمین : ریزولیوشن اگلے نان آفیشل ڈے تک ڈیفر کیا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ : اور یہ نمبر ایک پر آئے گا ۔

مسٹر چیئرمین : وہ تو لازمی طور پر نمبر ایک پر آتا ہے ۔

حکومت کا قرآن حکیم کی با ترجمہ تعلیم دینے کے لئے صوبے کے تمام سکولوں میں پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک اہتمام کرنا ۔

چوہدری جمیل حسین خان منج : جناب سپیکر ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت قرآن حکیم

کی با ترجمہ تعلیم دینے کے لئے صوبے کے تمام
سکولوں میں پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت
تک اس طرح اہتمام کرے کہ دسویں جماعت پاس
کرنے تک طلبا اور طالبات قرآن مجید کو
سمجھ سکیں۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میں اس قرارداد میں چھوٹی سی ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں ، آپ کی اجازت سے

کہ جہاں یہ لکھا گیا ہے کہ "تمام سکولوں میں
پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک" اس کے
ساتھ "اور صوبے کے تمام دینی درسگاہوں
میں بھی" کے الفاظ ایزاد کیے جائیں ۔

(قطع کلامیاں)

میں اپنی ترمیم کی وضاحت کرتا ہوں ۔ تمام دینی درسگاہوں میں باترجمہ قرآن کی تعلیم نہیں دی جاتی ۔ میری مراد با ترجمہ سے ہے ۔ تمام دینی مدارس میں بھی با ترجمہ قرآن حکیم کی تعلیم دی جائے ، تا کہ قوم کے بچے قرآن پاک کی تعلیم سے پوری طرح سے آگاہ ہو سکیں ۔ میرے خیال میں آپ سب اس سے اتفاق فرمائیں گے ۔

(قطع کلامیاں)

اگر آپ اتفاق نہیں کرتے تو میں اپنے واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت قرآن حکیم
کی باترجمہ تعلیم دینے کے لیے صوبے کے تمام
سکولوں میں پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت
تک اس طرح اہتمام کرے کہ دسویں جماعت پاس
کرنے تک طلبا و طالبات قرآن مجید کو
سمجھ سکیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

صوبائی حکومت کا پنجاب میں نیشنل ہائی وے پر واقع جملہ ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ نصب کرنا اور انہیں بہترین طبی سہولیات مہیا کرنا

مسٹر چیئرمین : حافظ علی اسد اللہ ۔

حافظ علی اسد اللہ : حاجی محمد سیف اللہ خان کی قرارداد پیش کی جاتی ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب میں نیشنل ہائی وے پر واقع جملہ ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ نصب کرے اور انہیں بہترین طبی سہولیات سے آراستہ کرے ۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب میں نیشنل ہائی وے پر واقع جملہ ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ نصب کرے اور انہیں بہترین طبی سہولیات سے آراستہ کرے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Chairman : The House is adjourned till to-morrow 9.00 a. m.

(اسمبلی کا اجلاس 5 نومبر 1976ء بروز جمعۃ المبارک 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اکیسواں اجلاس

جمعۃ المبارک ۔ 5 نومبر 1976ء

(جمعۃ المبارک ۔ 12 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى
الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي
الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝
ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پ ۱۱ ۔ سورۃ یونس ۱۰ ۔ رکوع ۱۵ ۔ آیت ۱۰۰ تا ۱۰۳

کسی شخص کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے اور جو لوگ بے عقل ہیں ان پر وہ نجاست مسلط کر دیتا ہے (منکرین حق) سے کہو کہ دیکھو آسمان اور زمین میں کیا کچھ نہیں ہے مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے تو نشانیاں اور ڈراوے ان کے کچھ کام نہیں آتے تو جیسے (برے) دن ان سے پہلے لوگوں پر گزر چکے ہیں اسی طرح کے دنوں کے یہ منتظر ہیں ۔ کہدو کہ تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں اور ہم تو اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کو نجات دیتے رہے ہیں اس طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی نجات دیں گے ،

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! کل جناب سینئر منسٹر صاحب نے اس معزز ایوان میں فرمایا تھا کہ پریس گیلری کے سیکرٹری سے ملاقات کرکے آج اس ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میری بات پی ۔ ایف ۔ یو ۔ جے کے جنرل سیکرٹری اور اسمبلی کی پریس گیلری کے سیکرٹری سے ہوئی ہے ۔ جو بات انہوں نے کہی وہ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچا دی ہے ۔ وزیر اعلیٰ نے یقین دلایا ہے اور وزیر اطلاعات کو کچھ ہدایات دی ہیں ان سے مزید گفت و شنید کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ ایک آدھ روز میں اس کا کوئی مثبت حل ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : آج وقفہ سوالات نہیں ہے ۔ کوئی اور رپورٹ بھی پیش نہیں ہوئی ہے تو آج تحریک التواء کار سے کارروائی شروع کرتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! مجھے ایک تحریک التوا کے سلسلے میں کچھ کوائف مہیا کرنے تھے ۔

مسٹر سپیکر : اس کے متعلق بھی کرتے ہیں ۔ پہلے سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر 13 کو لیتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں ان کے آنے پر پیش کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : وہ پیش ہو چکی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پہلے وزیر خزانہ نے جو کوائف مہیا کرنے ہیں اس کو کر لیتے ہیں ۔

تحاریک التوائے کار

سرکاری ہسپتالوں میں داخل مریضوں سے یومیہ اخراجات وصول کرنے سے متعلق وزیر خزانہ کا وضاحتی بیان

وزیر خزانہ : جناب والا ! محترم علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے فرمایا تھا کہ پہلے علاج بالکل مفت تھا تو میں نے عرض کی تھی کہ نہیں تھا ۔ اس

کے لئے میں نے اعداد و شمار اکٹھے کئے ہیں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ٹائپ شدہ کاپی جناب والا ! کو دے رہا ہوں اور ایک کاپی علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کو مل جائے گی ۔ میں زبانی آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں ۔

12 اکتوبر 1976 تک یہ پوزیشن تھی کہ diet charges تھے۔ کھانے کے چارجز تھے ۔ اخبارات میں بھی آج علاج معالجے کے اخراجات کے متعلق لکھا گیا ہے کہ علاج معالجے کے اخراجات ہسپتال میں نہیں لئے جاتے تھے ۔ وارڈ میں تو علاج مفت ہے وہاں علاج معالجے کا کوئی خرچ نہیں لیا جاتا ۔ عام ہسپتال میں علاج معالجے کا کوئی خرچ نہیں لیا جاتا ہے ۔ 12 اکتوبر 1976 تک یہ پوزیشن تھی کہ 150 روپے ماہوار آمدنی والے کے لئے علاج مفت تھا ۔ 150 روپے سے 250 روپے آمدنی والے سے ایک روپیہ یومیہ تھا ۔ 250 سے 350 روپے ماہوار آمدنی والے کے لئے دو روپیہ یومیہ تھا ۔ 350 سے 400 روپیہ ماہوار آمدنی والے کے لئے تین روپیہ یومیہ تھا ۔ اب ان تینوں کیٹیگریز کو کوئی پیسہ نہیں دینا پڑے گا ۔

مسٹر سپیکر : ہسپتال میں داخل ہونے کے لئے کوئی چارجز نہیں ہوں گے ۔

وزیر خزانہ : یہ 12 اکتوبر 1976 سے ڈیڑھ سو روپے تک اخراجات مفت یعنی خوراک کے چارجز نہیں لئے جائیں گے اس کے بعد ۔

150	سے	250 روپے تک	ایک روپیہ یومیہ
250	سے	350 روپے تک	دو روپے یومیہ
350 روپے سے		400 روپے تک	تین روپے یومیہ

12 اکتوبر سے پہلے ان لوگوں کو ایک ۔ دو ۔ تین روپے دینے پڑتے تھے اب ان کو یہ بھی نہیں دینے پڑیں گے لیکن جن لوگوں کی چار سو روپے سے زائد آمدنی ہے وہ 5 روپے دیں گے ۔ پانچ سو سے ہزار روپے تک دس روپے۔ اس طرح عوام کی ایک بہت بڑی تعداد کو یہ چھوٹ مل گئی ہے پانچ سو سے زائد آمدنی رکھنے والوں کو صرف خوراک کے اخراجات دینے پڑیں گے ۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ کیا علاج مفت نہیں کر دیا گیا کیونکہ ان سے دوائیوں کا کوئی پیسہ نہیں لیا جائے گا ۔ جنرل وارڈ میں غریبوں کے لئے چھوٹ مل گئی ہے لیکن میں پرائیویٹ وارڈ کے لئے معذرت نہیں پیش کرتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میرے پاس یہ دستاویزی ثبوت ہے ۔ جو کچھ ڈاکٹر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے اس کے متعلق میں عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ 21 جون 1971 کو مارشل لاء کے وقت کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیا جاتا تھا ۔ یہ 21 جون 1971 کو طے ہوا ۔

For all kinds of teaching hospitals and Services Hospitals
—Private Room with attached bath ...Rs. 15/-

مسٹر سپیکر : آپ پہلے ہی پرائیویٹ پر آ گئے ہیں اور اس کا پہلا حصہ چھوڑ دیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : انہوں نے فرمایا ہے کہ 1-2-3 روپے دینے پڑتے تھے لیکن 21 جون 1971 کو مارشل لاء کے زمانہ میں جو تعین کیا گیا تھا اس میں کسی سے کوئی پیسہ چارج نہیں کیا جاتا تھا ۔ ان کے بیان کے مطابق پہلے 250 روپے والے اور اور 150 روپے والے تک کے تنخواہ داروں سے لیا جاتا تھا ۔ میں اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں ۔ صورت حال یہ ہے اور میرے پاس باقاعدہ دستاویزی ثبوت موجود ہے کہ کسی سے آٹھ آنے اور کسی سے روپیہ یا دو روپے لئے جاتے تھے ۔ 21 جون کو یہ طے ہوا کہ چار سو پانچ سو روپے والوں کے لئے کوئی چارجز نہ ہوں صرف پرائیویٹ روم ۔ غسل خانوں کے ساتھ پندرہ روپے بغیر غسل خانے سے دس روپے ۔ فیملی روم تیس روپے لیڈی ایچسن ہسپتال میں فیملی روم دس روپے ۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال کے لئے فیملی روم آٹھ روپے ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے آٹھ روپے خوراک کے چارجز لئے جاتے تھے اور جنرل وارڈ تمام ہسپتال میں ایک روپیہ خوراک کا لیا جاتا تھا ۔

Mr. Speaker : General Hospitals or other hospitals ?

علامہ رحمت اللہ ارشد : Other Hospitals اب انہوں نے یہ جو روٹی کپڑا مکان مہیا فرمایا ہے اب 12 اکتوبر 1976 کو جو نوٹیفیکیشن کیا ہے اس کا فرق ملاحظہ فرمائیے ۔ ٹیچنگ ہسپتال پرائیویٹ روم بغیر غسل خانہ 30 روپے ۔ پرائیویٹ روم غسل خانے کے ساتھ 70 روپے ۔ فیملی روم سو روپے ایرکنڈیشنڈ چارجز 35 روپے ۔ لیڈی ایچسن ہسپتال ۔ پرائیویٹ روم 25 روپے ۔ فیملی روم 50 روپے ۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال پرائیویٹ روم 25 روپے ۔ فیملی روم 40 روپے ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر پرائیویٹ روم دس روپے ۔ ٹیچنگ ہسپتال فیملی روم 20 روپے ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر پرائیویٹ روم دس روپے ۔ دیگر ہسپتالوں میں پرائیویٹ روم دس روپے ۔ جنرل وارڈ چار سو روپے تک

مفت ۔ 401 سے 500 روپے تک 5 روپے ۔ آؤٹ ڈور ٹکٹ کے دس پیسے سے بڑھا کر 25 پیسے کر دئے ہیں ۔ یہ کتنا بڑا فرق ہے اور ملاحظہ کرنے والی دو باتیں ہیں ۔ پہلی بات یہ ہے کہ عذاب اس صوبے پر مسلط ہوا ہے کسی اور صوبے پر یہ نہیں ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : Let us restrict ourselves to the Punjab یہ کہ سندھ گورنمنٹ لگا سکتی ہے یا نہیں یا فرنٹیر میں ہے یا نہیں ۔ ایک طرف آپ پروانشل اٹانومی کی بات کرتے ہیں او دن میں دو تین مرتبہ ضرور یہ بات ہوتی ہے ۔ اور پھر دوسرے صوبوں کا ذکر کرتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جو صوبائی خود مختاری کا مسئلہ ہے وہ کسی حد تک اس طرف بیٹھنے والے اور اس طرف بیٹھنے والے ممبران کو معلوم ہے اور میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی دل آزادی نہیں کروں گا اس کا علم آپ کو بھی ہے ۔ اس صوبے کی جرنلسٹ دانشوروں کو بھی علم ہے ۔ یہ میں نے مثال کے طور پر کہا تھا کہ اس صوبے کے عوام نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دئے تھے ۔ اس کا صلہ اس صورت میں دیا ہے ۔ میں یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ آج کل مزدور لاہور میں 20 روپے یومیہ لیتا ہے اور ہمارے ہاں 15 روپے یومیہ لیتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مزدور کی آمدنی 450 روپے ہے تو آپ نے اس پر کیا احسان کیا جب کہ اس کو دوائیاں بازار سے لینی پڑیں ۔ تیسری بات جو میں عرض کرنی چاہتا ہوں اور ڈاکٹر صاحب مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ جہاں تک بہاولپور کے علاقے کا تعلق ہے وہاں ہر آدمی کو دوائی مفت ملتی تھی ۔ اس کے لئے کوئی چارجز نہیں تھے ۔ 12 اکتوبر 1976 سے نئے حکم کا اطلاق بہاولپور پر بھی ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب میری تحریک التوا نمبر 54 میں یہ نکتہ اٹھایا گیا تھا کہ سرکاری ہسپتالوں کو خالصتاً تجارتی اداروں کی صورت دی جا رہی ہے جنرل وارڈ میں مفت علاج معالجے کو ختم کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو deny ہو گیا کہ جنرل وارڈ میں علاج کے کوئی چارجز نہیں لئے جاتے ۔ انہوں نے یہ سب کے لئے کہا ہے

That has been categorically denied.

When the statement was made it was denied in so many words. It is said that only diet charges are being paid. When this statement was made, probably you were not

present in the House at that time. It was categorically stated that the charges in the general ward only relate to the diet and do not relate to the treatment or the medicines supplied.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جنرل وارڈ میں تو دوائیاں مہیا ہی نہیں کی جاتیں ۔ وہاں تو ڈاکٹر صاحب نسخہ لکھتے ہیں اور پھر شفا میڈیکو سے جا کر مریض دوائیاں لاتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اگر جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا بھی ہے کہ وہاں علاج معالجہ کی کوئی فیس نہیں لی جاتی تو ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ ہم اس ایوان کو یہ بتا سکیں کہ وہاں چارجز لئے جاتے ہیں ۔

Mr. Speaker : Then I won't allow the discussion. I will take a decision.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ایک بات کی وضاحت چاہ رہا ہوں ۔ آپ مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ بحث کہ انہوں نے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : It has not been admitted so far. We can't treat it something as that has been admitted in the House.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ یہ درست فرماتے ہیں لیکن اگر آپ وزیر موصوف کو صفائی کا موقع دیں تو ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I have to ask for a statement to decide the matter.

اس پر اگر آپ نے further qualify کرنا ہے then I can understand مگر یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کہا ہی نہیں ۔

It was stated in so many words. He repeated it twice. This is the point.

میں فاضل ممبر کو بتا رہا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے ۔ اگر تو آپ سمجھتے ہیں ۔

I made a wrong statement and the senior Minister did not say, then your interference is justified in the matter as the Leader of the Opposition.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اگر آپ نے بات ختم کر لی ہو تو میں اپنا فقرہ مکمل کر لوں ۔ جناب والا ! میں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ سینیر وزیر صاحب کو اجازت دیں گے کہ اس ایوان میں یہ تاثر پیدا کریں کہ ابھی جو انہوں نے موجودہ ترمیم کی ہے ۔ علاج معالجہ کے اخراجات سے متعلق کہ اس سے غریب عوام کو فائدہ پہنچا ہے ۔ تو ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ ہم اس ایوان کو یہ بتا سکیں کہ اس سے عوام کو فائدہ نہیں پہنچا ۔

مسٹر سپیکر : یہ نہیں ۔ وہ تو جب ایوان اجازت دے گا ۔ تب آپ کچھ کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن ابھی تک اس پر بحث کی اجازت نہیں دی گئی ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! فاضل وزیر نے اپنی تقریر میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کے اس اقدام سے غریب عوام کو فائدہ پہنچا ہے ۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کی یہ بات درست نہیں اور ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔

Mr. Speaker : With utmost respect to the Leader of the Opposition
پہلی بات تو ممبر کی طرف سے پیش ہوتی ہے ۔ اس لئے اگر یہ prejudice ہوتا ہے by any statement, that is by a member.

I don't accept that the matter is prejudiced.

وہ ایک الزام لگاتے ہیں اور ایوان میں ایک بیان دیتے ہیں in the form of a printed paper. تو میں وزیر متعلقہ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا کیا جواب ہے ۔ تو اس میں prejudice کی کیا بات ہے ۔

چوہدری طالب حسین : میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے ایک تحریک التوائے کار پیش ہوئی ہے اور آپ نے یہ تحریک پڑھنے کے بعد وزیر موصوف کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنا بیان دیں ۔ اس تحریک میں کچھ الزامات لگائے گئے ہیں ۔ ان الزامات کا جواب تو وزیر صاحب دے سکتے ہیں کہ آیا یہ الزامات درست ہیں یا غلط ہیں ۔ اگر آپ وزیر صاحب کو اس بات کی اجازت نہ دیتے کہ وہ ایسا بیان دے کر یہ تاثر پیدا کرنے

کی کوشش کریں کہ ان کے اس اقدام سے غریب عوام کو فائدہ پہنچا ہے تو ہمیں بھی یہ حق حاصل نہ ہوتا کہ ہم اس تاثر کو دور کرنے کے لئے کچھ کہہ سکیں جو غلط طور پر پیدا کیا جا رہا ہے۔

مسٹر سپیکر : یہ بات نہیں۔ وہ تو اگر ایوان اجازت دے گا تب آپ کر سکتے ہیں۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ تو پھر یک طرفہ بات ہوتی ہے کہ آپ حکومتی پارٹی کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ ایک تحریک التوائے کار پر ایسا بیان دیں جس سے نہ صرف اس تحریک میں بیان کی گئی اصل بات ہی ختم ہو جائے بلکہ الٹا ایک ایسا تاثر پیدا ہو جائے کہ حکومت غریب عوام کے لئے بہت کچھ کر رہی ہے۔ جناب والا ! یہ بات درست نہیں یا تو آپ ان کا بیان صرف الزامات تک محدود رکھیں کہ وہ ان الزامات کے جواب میں یہ کہیں کہ یہ درست ہیں یا غلط ہیں اور یا پھر اگر آپ ان کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں تو پھر ہمیں یہ حق ملنا چاہئے کہ ہم اس کی تردید میں کچھ کہہ سکیں۔

Mr. Speaker : Should I decide this adjournment motion in my chamber or should I decide it in the House ?

Chaudary Talib Hussain : No, I don't say that. All that I want to say is.....

مسٹر سپیکر : آپ کی تجویز تو یہ معلوم ہوتی ہے۔

that the matter should not be decided in the House and it should be decided in my Chamber.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وہ تو آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ جس تحریک التوائے کار کو جس وقت چاہیں زیر بحث لا سکتے ہیں یا رول آؤٹ کر سکتے ہیں اور یہ آپ ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ میں اس بات پر آپ کے اختیارات کو چیلنج کرنے کی حیثیت میں نہیں۔

Mr. Speaker : I am talking about the suggestion that is being made.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ میری تجویز نہ تھی۔ اس کو آپ نے misinterpret کیا ہے۔ میں نے صرف یہ عرض کی تھی کہ یا تو آپ وزیر موصوف کو اس بات تک محدود رکھیں کہ وہ اس تحریک التوائے کار میں

درج الزامات کے جواب میں ہاں یا نہ کہیں اور اگر آپ انہیں اس بات کی اجازت دیتے ہیں تو اس سے side track کرکے ایک خاص تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

Mr. Speaker : I am very sorry. What is being suggested will be against all the precedents and the practices of all the Assemblies and Chambers.

Chaudhary Talib Hussain : It may be against precedents created by the learned Speaker but not against the precedents already existing in the Assembly.

مسٹر سپیکر : بالکل نہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔

چوہدری طالب حسین : تو ٹھیک ہے جناب ! پھر آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ حکومت کو یہ موقع دیں کہ وہ ایک غلط تاثر پیدا کرنے تو ہمیں بھی یہ حق حاصل ہوگا کہ ہم اس کی تردید میں کچھ کہہ سکیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تردید والی بات نہیں ۔ آپ کا ایک بیان آتا ہے ۔

You can make an accusation, then the case and the matter ends. Government comes with a reply and the matter ends.

Chaudhary Talib Hussain : In reply to the adjournment motion given by the Learned Senior Minister.

مسٹر سپیکر : اب تو میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ کوئی نئی بات نہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے کہا ہے کہ علاج معالجہ کے اخراجات لئے جاتے ہیں ۔ وزیر موصوف نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ جنرل وارڈ میں علاج معالجہ کے اخراجات نہیں لئے جاتے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ جہاں تک پرائیویٹ اور فیملی وارڈ کا تعلق ہے ۔

He accepts the charge and he has no apology to offer and this is what he has stated.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ہمیں پوچھنا یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب یہ فرمائیں کہ اگر کوئی مریض اپنے گھر کا کھانا کھائے تو اس ۔ ۔

بستر کے پانچ روپے لئے جاتے ہیں یا نہیں ؟ یہ 400 روپے تک تنخواہ پانے والوں سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : 400 روپے تک تو کچھ لیا ہی نہیں جاتا ۔ ان کا یہی بیان ہے کہ ان سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا جاتا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ! پتا نہیں آج غلط فہمی کیوں پیدا ہو گئی ہے ۔ میں نے کہا ہے کہ علاج معالجے کے ، بستر کے ، سرہانے کے ، چادر کے جنرل وارڈ میں کوئی پیسے نہیں لئے جاتے ، صرف کھانے کے پیسے لئے جاتے ہیں ۔ اگر اس کے باوجود اور میرے نہایت واضح طور پر کہنے کے باوجود یہ کہا جا رہا ہے کہ جنرل وارڈ میں بستر کے، سرہانے کے یا چادر کے یا صابن کے یا منہ دھونے کے پیسے لئے جاتے ہیں ۔ کون کہتا ہے کہ پیسے لئے جاتے ہیں ؟ صرف خوراک کے اخراجات وصول کئے جاتے ہیں ۔ آپ کے پاس جو لسٹ ہے اس میں لکھا ہے diet کے اخراجات ہیں ۔ یہ 'بی' ہیڈنگ ہے ۔ پھر بھی یہ اصرار کیا جا رہا ہے ۔ آپ کے پاس انگریزی میں چھپا ہوا موجود ہے اور اس میں diet کا مطلب صرف کھانا ہے ۔

سید ظاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی مریض ہسپتال میں اپنی خوراک کھائے تو کیا اس سے بھی کچھ وصول کیا جاتا ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ اس سے کچھ چارج نہیں کیا جاتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس سے کچھ نہیں لیا جاتا ۔ میں تو چوہدری طالب حسین سے یہ توقع کر رہا تھا کہ غالباً سید تابش الواری صاحب کو کہیں گے کہ اس مسئلہ پر بیان ہو چکا ہے کہ صرف خوراک کے اخراجات لئے جاتے ہیں ۔

I was really surprised. to see. I just informed him because he was not present in the House at that time. This is a statement that has been made by the Minister and the hon'able Leader of the Opposition has taken objection to that. The statement has been made by the Minister twice.

میں توقع کر رہا تھا کہ آپ سید تابش الواری صاحب کو یہ بتائیں گے کہ جب آپ دو ، چار منٹ کے لئے اس ایوان میں موجود نہ تھے ۔

That was the statement that was really made. I am really surprised to see this. I only informed him of that.

میں نے انہیں اتنی ہی اطلاع دی ہے کہ وہ اس بیان کی تردید کر چکے ہیں اور اس کے متعلق یہ کہہ چکے ہیں ۔

I am really at a loss to understand.

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ! جو الفاظ میں نے ایوان میں کہے ہیں اگر آپ ان کی طرف توجہ فرمائیں تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ جو بیان آج سینیر وزیر صاحب نے ان اخراجات کے متعلق دیا ہے میں نے اس کے خلاف قطعاً کوئی بات نہیں کی ، میں نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ وہ اعداد و شمار یا وہ بیان غلط ہے ۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ یہ اخراجات وصول کر رہے ہیں ، میں نے ان کے اس بیان کی قطعاً تردید نہیں کی ۔ میں نے صرف اور صرف یہ کہا ہے کہ سینیر وزیر صاحب نے اپنے بیان میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کے اس اقدام سے غریب عوام کو فائدہ پہنچا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو کیا ان کو نقصان ہوا ہے ؟

چوہدری طالب حسین ۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ انہوں نے جو تاثر دینے کی کوشش کی ہے ہم اس کے بر خلاف یہ ثابت کر سکیں کہ ان کی یہ بات درست نہیں ۔ میں نے یہ قطعاً نہیں کہا ، میں اب بھی اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ جو اعداد و شمار انہوں نے دیئے ہیں وہ درست ہوں گے ۔

Mr. Speaker : Then there was no occasion for that,

چوہدری طالب حسین ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ درست ہوں گے ، میں ان پر کوئی شک نہیں کرتا ، میں ان کو چیلنج نہیں کرتا اور نہ ہی میں نے کیا ہے ۔ میں تو اس تاثر کی بات کر رہا تھا جو سینیر وزیر صاحب نے پیدا کی ہے ۔

Mr. Speaker : I want to make it very clear that there is no right of replication to the mover of the motion. I am very clear. There may be occasion when I may permit.

کہ کوئی ایسی بات ہے ، کسی نے کوئی واقعات نوٹس میں لانے ہیں یا کسی نے کوئی خاص بات کرنی ہے ۔

there is no general right of replication.

سید تابش الوری - یہ صحیح ہے لیکن جناب والا آپ خود پانچ سالوں سے یہی طریقہ کار اختیار کئے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - یہ لازمی نہیں ، ایسی کوئی بات نہیں ۔

سید تابش الوری : میں اپنی اس تحریک کی وضاحت کر رہا تھا جس کی آپ نے ہمیشہ اجازت دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کو اس سلسلے میں یہ بتایا تھا کہ جو چیز آپ کہہ رہے ہیں ، اس کے متعلق فاضل وزیر بڑا **categorically** واضح طور پر بیان دے چکے ہیں جو غالباً آپ کے علم نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : بجا ہے - تو آپ نے اس کے بعد میری بات سنی ہی نہیں اور بحث بالکل دوسری طرف چلی گئی ۔

مسٹر سپیکر : اس کے بعد تو لیڈر آف دی اپوزیشن نے آپ کی بات نہیں سنی میں تو سننے کے لئے تیار تھا ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں نے اپنی تحریک میں جس بات کو موضوع بنایا ہے ، وہ یہ ہے کہ سرکاری ہسپتال رفاہی ادارے کی حیثیت رکھتے ہیں اور ایک ویلفیئر سٹیٹ کا فرض ہے اور یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عوام کو چاہے وہ غریب ہوں یا امیر ، طبی معالجے کی سہولتیں زیادہ سے زیادہ فراہم کرے - یہ ہمارے دستور کا تقاضا بھی ہے اور سماجی ضرورت بھی - لیکن موجودہ حکومت نے اپنے تمام تر عوامیت کے نام نہاد دعوؤں کے باوجود جو صورت حال اختیار کی ہے وہ یہ ہے کہ غریب عوام کے لئے پہلے دس پیسے لیتے تھے اوز اب اسے چار آنے کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا تو اس میں کہیں ذکر ہی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : میں بتانا چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : I am not permitting discussion on the general policy of health.

سید تابش الوری : میں نے یہ عرض کی ہے کہ عوام کو مفت معالجے کی سہولتوں سے محروم کیا جا رہا ہے - دس پیسے کی بجائے پچیس پیسے کر دیئے ہیں

علامہ رحمت اللہ ارشد : ہمیں یہاں بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے ۔

Mr. Speaker : That is very unfair.

علامہ رحمت اللہ ارشد : آپ جانتے ہیں کہ ہم تعداد میں اتنے قلیل ہیں کہ ہم اپنی ایڈجرن منٹ موشن ایلسٹ نہیں کرا سکتے ۔ اس کے باوجود اگر آپ اپنا حوصلہ چھوڑ دیتے ہیں ۔

Mr. Speaker : I permit him to be relevant.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کے رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

(اس مرحلے پر علامہ رحمت اللہ ارشد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

سید تابش الوری : جناب والا ! میں relevant ہوں ۔ آپ نے میری تحریک التوائے کو ملاحظہ نہیں فرمایا ۔ جو ڈائریکٹو انہوں نے جاری کیا ہے اس میں مشترکہ طور پر یہ بات درج کی گئی ہے کہ چارجز بڑھائے جا رہے ہیں ۔ ان چارجز میں دس پیسے کی بجائے اب ہر مریض سے پچیس پیسے وصول کئے جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تحریک میں یہ بات کہیں ہے ہی نہیں ۔ میں ان سے کیوں کہوں کہ اس بات کی justification کیا ہے ۔

سید تابش الوری : میں نے اسی لئے پہلے اپنی تحریک التوائے کا فقرہ پڑھا ہے کہ اس نئے فیصلے نے سرکاری ہسپتالوں کو خالصتاً تجارتی اداروں کی صورت دے دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ آپ نے حقائق بیان کئے ہیں ۔ جس میں آپ نے یومیہ چارجز کی بات کی ہے ۔ پہلے چارجز کی بات نہیں کی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! جناب سینیر وزیر نے بھی اس میں نئے حقائق متعارف کئے ہیں ۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ چار آنے کر دیئے ہیں ۔ یہ انہوں نے بتایا ہے ۔

وزیر خزانہ : کہاں کہا ہے کہ چار آنے کر دیئے گئے ہیں ؟ میں نے یہ بات نہیں کہی اور ویسے یہ بھی غلط ہے کہ یہ اب بڑھائے گئے ہیں ۔ چار آنے اب نہیں کئے گئے ۔ یہ پہلے کے ہیں ۔

سید تابش الوری : اس کے جواب میں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ غریب آدمی کو جو سہولت دی گئی ہے ، وہ یہ دی گئی ہے ؟

Mr. Speaker : Let us be relevant.

سید تابش الوری : دس پیسے کی بجائے پچیس کر دیئے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ پچیس پیسے کب ہوا ہے ؟

سید تابش الوری : یہ اسی کے ساتھ ، چوبیس اکتوبر کو ۔ یہ ڈائریکٹو ہے ۔

وزیر خزانہ : یہ 24 اکتوبر کو نہیں ہوا ، یہ پہلے سے چلا آ رہا ہے ۔

Syed Tabish Alwari : "The Governor is pleased....."

وزیر خزانہ : یہ پہلے سے چلا آ رہا ہے ۔

Mr. Speaker : It can only mean that there is no change in that.

وزیر خزانہ : اس میں یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ بڑھا دیا گیا ہے ۔ یہ آپ پڑھیں ۔ مجھے آپ انگریزی پڑھ کر بتائیں کہ دس پیسے کے پچیس پیسے کر دیئے گئے ہیں ۔

Syed Tabish Alwari : "Fee for the....."

Mr. Speaker : It only contains a statement of facts.

وزیر خزانہ : یہ پڑھیں ذرا ۔ کہاں لکھا ہوا ہے کہ دس پیسے کے پچیس پیسے کر دیئے گئے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ فیس جو ہے ، اب پچیس پیسے ہے ۔

وزیر خزانہ : "اب" کیا ؟ یہ لکھا ہوا ہے کہ دس سے پچیس پیسے کی گئی ؟

سید تابش الوری : پہلے دس پیسے تھے جناب ۔

وزیر خزانہ : کس نے کہا ہے کہ پہلے دس پیسے فیس تھی ؟

سید تابش الوری : یہ میں کہتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : آج اپوزیشن اس قدر confusion میں ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی ۔ اتنی واضح ہے ، اتنی سادہ بات ہے ۔ انگریزی میں ٹائپ کیا ہوا پرچہ ان کے پاس ہے ۔ اگر انگریزی زبان میں ٹائپ کیا ہوا پرچہ بھی نہیں سمجھ سکتے تو اس سے زیادہ اور کیا حکومت ان کو دے سکتی ہے ؟

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس کے اندر یہ کہیں نہیں لکھا کہ پہلے روم کا اتنا تھا اور اب اتنا کر دیا گیا ہے ، پہلے جنرل وارڈ کے diet کے اتنے تھے اب اتنے ہیں ۔ اس میں صرف نئے چارجز لکھے ہوئے ہیں اور ان کے مطابق انہوں نے یہ کہا ہے کہ پرائیویٹ روم کا کرایہ آئندہ یہ ہوگا ۔ اس میں پہلے والی بات ہے ہی نہیں تو میں کہاں سے پڑھوں ؟

Mr. Speaker : That is not a statement made in the House.

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ کو اوریجنل کاپی کی نقل پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : That is immaterial.

جو کاغذ آپ کے ہاتھ میں آ جائے گا ، وہ آپ پڑھنا شروع کر دیں گے ۔

And this is not something that has been circulated to the members.

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ تو کوئی بھی چیز ممبران کے پاس نہیں ہے ۔ یہ پرائیویٹ روم کا کرایہ بھی ممبران کے پاس نہیں ہے ؟ اور جہاں تک پرائیویٹ روم کا تعلق ہے اس کے متعلق آپ کو خود معلوم ہے ۔

Mr. Speaker : Please either restrict yourself to your adjournment motion or to the statement of the Minister. You should not introduce those things which are not either in your adjuornment motion or in the statement of the Minister. Let us not discuss those matters.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کے دو پہلو ہیں ۔ دوسرا پہلو جس کے متعلق انہوں نے خود کہا ہے کہ مجھے اعتراف ہے کہ پرائیویٹ روم اور فیملی وارڈز کا کرایہ ہم نے واقعی بڑھایا ہے ۔ تو جناب والا ! اس کے تناسب

کا اندازہ فرمائیے ۔ پہلے آٹھ روپے تھا اور اب وہ تیس روپے ہے ۔ پہلے تیس روپے تھا ، اور اب اس کا کرایہ سو روپے کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ! کوئی تناسب تو ہونا چاہیئے ۔ حکومت ہمیشہ دوسرے اداروں کو یہ کہتی ہے کہ وہ اپنی قیمتیں مقرر کرتے وقت ، ہوٹلوں کے کرائے میں اضافہ کرتے وقت ایک تناسب کو برقرار رکھیں ۔ لیکن جب وہ خود اپنے لئے ایک طریق کار وضع کرتی ہے تو اس میں کوئی ریشو مقرر نہیں کرتی ۔ بلکہ دو سو فی صد تک اضافہ ۔ تین سو فی صد اضافہ کر دیا جاتا ہے ۔ یہ ایسی صورت حال ہے جس کی وجہ سے عوام" اور اس میں جناب والا ، "عوام" کا بڑا واضح اور جامع لفظ ہے ۔ اس میں ہزار روپیہ تنخواہ لینے والا آدمی بھی آج کل مڈل کلاس سے تعلق رکھتا ہے اور وہ سب سے زیادہ عذاب میں ہے ۔ اس کی سفید پوشی کی وجہ سے اس کے ماہانہ اخراجات اور اس کی آمدنی میں کسی قسم کا توازن برقرار نہیں رہ سکتا ۔ اس لئے اس کا زیادہ اثر مڈل کلاس اور سفید پوش لوگوں پر پڑے گا ۔ اس کا اثر ایسے لوگوں پر پڑے گا جن کی آمدنیاں تنخواہوں کے ساتھ وابستہ ہیں اور وہ ایسی صورت حال میں اپنے علاج معالجے سے بھی محروم ہو کر رہ جائیں گے ۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ پرائیویٹ روم میں عام طور پر ایسے لوگوں کو رکھا جاتا ہے جن کو جنرل وارڈز سے علیحدہ رکھنا بھی مقصود ہوتا ہے ۔ ان کو اب تیس روپے روزانہ ادا کرنے پڑیں گے اور اگر اس میں غسل خانہ ہو تو پرائیویٹ روم کا ستر روپے ۔ آپ اندازہ کریں یہ تو کسی سیکنڈ کلاس ہوٹل کے کرائے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے ۔ جب کہ ان کے پرائیویٹ روم اور فیملی وارڈ کی حالت یہ ہے کہ نہ وہاں فرش ہے ، نہ وہاں انتظامات ہیں اور نہ وہاں صحت و صفائی کا معقول انتظام ہے ۔ ایسی صورت میں اتنا ہوشربا کرایوں کا مقرر کیا جانا ایک فلاحی مملکت کے لئے ایک انتہائی شرم ناک اور افسوس ناک فعل ہے ۔ اور اس طرح سے عوام کو دستور کے تحت جو بنیادی حقوق حاصل ہیں ، ان کو پامال کیا جا رہا ہے ۔ میں اس بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلے میں ان اقدامات اور ان فیصلوں پر نظر ثانی کرے تاکہ جو مڈل کلاس کے اور سفید پوش لوگ ہیں وہ ان اخراجات کو برداشت کر سکیں ۔

Mr. Speaker : Before I decide this adjournment motion, I would like to know what is the percentage of the patients who were admitted in the family wards and private rooms with the number of patients which are admitted in general wards?

اعداد و شمار آج دے سکیں تو ٹھیک ہے ۔ اگر آپ کے پاس آج دستیاب نہیں تو کل بتا دیں ۔ اگر دو چار فی صد ہوئے ، پھر تو عوام والی بات نہیں ہے ۔

If the rate is higher, then I will consider.

وزیر خزانہ : اسی فی صد میں ہوں گے جناب بہت کم ہیں ۔

Mr. Speaker : I would like to know the facts.

وزیر خزانہ : facts پتا کر دوں گا ۔ آپ یہی چاہتے ہیں کہ پرائیویٹ وارڈز اور جنرل وارڈز میں داخل ہونے والے مریضوں کا تناسب کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : پرائیویٹ اور فیملی وارڈز ایک طرف اور جنرل وارڈز میں داخل ہونے والے مریض ایک طرف ۔

وزیر خزانہ : ان کا تناسب کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : ایک مہینے یا ایک سال میں کتنے مریض جنرل وارڈز میں آتے ہیں اور کتنے مریض پرائیویٹ وارڈز میں آتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : میں کل نہیں ، تو چند روز میں یہ اعداد و شمار بتا سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ایک تو چار فیصد آبادی کا مسئلہ ہے ۔

Probably they are very well off persons.

سید قابش الوری : جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ پرائیویٹ رومز میں serious مریضوں کو بھی رکھا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جس کمرے کی بحث کرتے ہیں ، کل اس کی وضاحت ہوگئی تھی ۔ وہ کہتے ہیں کہ جنرل وارڈ کے ساتھ ۔ جو علیحدہ کمرے ہوتے ہیں ، ڈاکٹر کے ساتھ دو علیحدہ کمرے ، اس کو ہم پرائیویٹ وارڈ نہیں ، جنرل وارڈ میں treat کرتے ہیں ۔

This was the statement made yesterday.

سید تابش الوری : وہ پرائیویٹ رومز کہلاتے ہیں ۔

وزیر قانون : وہ پرائیویٹ رومز نہیں کہلاتے تابش صاحب ۔

سید تابش الوری : پرائیویٹ رومز کہلاتے ہیں : جناب میں خود رہا ہوں ۔ ان میں سے ایک دو ڈاکٹر نے اپنے لئے مخصوص کئے ہوئے ہوں ، ایمرجنسی روم ،لیکن جو پرائیویٹ روم ہیں ان کا باقاعدہ کرایہ چارج کیا جاتا ہے ۔ ان کی بالکل پرائیوٹ فیس چارج کی جاتی ہے اور فیملی وارڈز وہ ہیں جس میں کچن بھی ہوتا ہے اور باتھ روم بھی ۔ اور وہ ایک separate کوارٹر کی طرح ہوتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جو پوچھ رہے تھے ، جنرل وارڈ کے ساتھ جو سائیڈ روم ہوتا ہے ، وہ پرائیویٹ کمرہ نہیں ہوتا ۔ وہ پرائیویٹ روم میں شمار نہیں ہوتا جو جنرل وارڈ کے ساتھ سائیڈ روم ہوتا ہے ، وہ پرائیویٹ نہیں شمار ہوتا ۔ آج بہت confusion ہے اس ہاؤس میں جو جنرل وارڈ کے ساتھ سائیڈ روم ہوتا ہے ، وہ پرائیویٹ روم نہیں شمار ہوتا اور اس کا کوئی کرایہ نہیں لیا جاتا ۔

سید تابش الوری : تو جناب ! اس کی وضاحت کر دی جائے ، کیونکہ پریکٹس یہی ہے ۔

وزیر خزانہ : تو اس کی وضاحت پھر سنسکرت زبان میں کی جائے ؟ آفیشل زبان اردو میں وضاحت کر رہا ہوں ، اور کون سی زبان میں اس کی وضاحت کی جائے ؟

مسٹر سپیکر : ان کا مطلب یہ نہیں ہے ۔ ان کا مطلب ہے کہ ایوان میں تو ٹھیک ہے ۔

but the instructions should go. This is what the Member means that instructions should go.

سید تابش الوری : جی ۔ یہ کہ پرائیویٹ روم کی "تعریف" ہو جائے ۔ کیوں کہ وہاں چارج ہو رہا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کی اطلاع درست ہو گی ، لیکن وہ اطلاع کاغذی ہے ۔

Mr. Speaker : When I should expect ?

پیر کو یہ ہو سکے گا ؟

وزیر خزانہ : اس سلسلے میں جناب والا ! میں صحت کے سیکرٹری کو کہتا ہوں ۔ آپ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ تناسب کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : ایک مہینے کا ہو جائے ، چھ مہینے کا ہو جائے کہ تناسب کیا ہے ۔

وزیر خزانہ : میں پتہ کر دوں گا ۔ وقت کے لئے میں نہیں کہہ سکتا ۔ میرے خیال میں ایک ہفتہ ان کے لئے کافی ہونا چاہئے ۔

سید تابش الوری : اور یہ کہ جنرل وارڈ کے ساتھ جو پرائیویٹ رومز ہیں ، بہاول پور اور دوسرے مقامات پر ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Then I kept it pending.

سید تابش الوری : جی ہاں ، بہاول پور اور دوسرے مقامات پر ، وہ پرائیویٹ روم کے طور پر چارج ہوتے ہیں یا نہیں ؟ یہ پتہ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : اب تحریک التوا کا وقت ختم ہو گیا ؟

We go on to the next item.

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میری 73 نمبر تحریک التوائے کو چلے لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : اب میں کیا کر سکتا ہوں ۔ 25 منٹ تو ہو چکے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس کے متعلق آپ کوئی وعدہ تو فرما سکتے ہیں وہ نہایت اہم تحریک التوائے ہے ۔

مسٹر سپیکر : نمبر کیا ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! بینک ملازمین کے متعلق ہے کہ انڈسٹریل بینک کے ملازمین کو فارغ کیا جا رہا ہے ۔ اس میں جلدی مداخلت کی ضرورت ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوموار سے پہلے تو نہیں ہو سکتی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر - براہ مہربانی یہ بھی فرما دیں جو میں نے تحاریک التوائے کار پیش کی ہیں کس تاریخ کو آپ لیں گے -

مسٹر سپیکر : کل بھی میں نے آپ سے عرض کی تھی آپ توجہ نہیں کرتے - آپ مجھے کسی ایک کے متعلق لکھ کر بھیج دیں - جو حال 38 نمبر تحریک التوائے سوموار کو لیں گے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر - میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ تمام اسمبلی کا دیگر کاروبار چھوڑ کر اس پر بحث کی جائے اور تحریک التوائے کار اپنی ترتیب سے آتی ہیں - اور اس میں سے بھی اگر کوئی نہایت اہم تحریک التوائے ہے جس طرح چوہدری طالب حسین قائد حزب اختلاف یا اپوزیشن کے دوسرے دوست کہتے ہیں کہ باقی تحریک التوائے چھوڑ کر یہ لے لیں وہ لے لیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تو پھر immediate نہیں رہتیں - جناب کو اس بابت کا فیصلہ کرنا چاہئے کہ اگر immediate موشن میں سے ایک immediate موشن لے لی جائے تو باقی تو پھر ختم ہو کر رہ جاتی - مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتا -

مسٹر سپیکر : ان سے آپ بات کر لیں - آپ نے یہاں ایک روایت قائم کی ہوئی ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا - کنونشن تو ضرور ہے -

مسٹر سپیکر : ابھی تک تو آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! کوئی معاملہ ایسا ہوتا ہے جو فوری توجہ کا مستحق ہوتا ہے - اکثر تحاریک التوائے کار جو کم از کم میری طرف سے آتی ہیں ان کی اکثریت اٹینشن موشن کی ہوتی ہے - تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پر حکومت فوری طور پر متوجہ ہو - اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جیسے آپ پانچ سال سے یہ کر رہے ہیں - اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے -

مسٹر سپیکر : میرے ساتھ ایک دفعہ علامہ صاحب بات کر رہے تھے - چوہدری طالب حسین صاحب کو تو اس کا موقع نہیں ملا - ان کی رائے یہ تھی کہ جن اسمبلیوں میں اپوزیشن کی تعداد کم ہو وہاں ایک اور چیز بھی ہونی چاہئے - یعنی اٹینشن موشن - تاکہ گورنمنٹ کی اٹینشن اس کی طرف دلائی جائے

اور اس میں فاضل محرک کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وزیر صاحب اس کی تفصیل حاصل کرنے کے لئے یا کچھ سمجھنے کے لئے اگر اپنی کوئی بات کرتے ہیں تو وہ کچھ جواباً بھی کہہ سکیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! علامہ صاحب نے اپنی کئی تحاریک التوائے کار کو اٹینشن موشن پچھلے اجلاسوں میں قرار دیا ہے ۔ لیکن کبھی کبھی وہ اٹینشن موشن پر پھر تحریک استحقاق بھی پیش کر دیتے ہیں ۔ (قہقہہ) تو یہ ہمارے لئے کبھی کبھی مشکل پیش کر دیتے ہیں ۔ ویسے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔ اگر یہ فرق پیدا کر لیا کریں کہ یہ ہاؤس کی توجہ کے لئے ہے اور اس مسئلے کو اس لئے زیر بحث لایا جا رہا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! کیا وزیر قانون صاحب اپنے علم و فضل کی بنیاد پر اور قانون دانی کی بنیاد پر مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ رولز میں کہاں لکھا ہوا ہے ۔ اٹینشن موشن کے لئے تو کوئی پروویژن ہی نہیں ہے ۔ محرک خود ہی یہ کہتا ہے کہ یہ اٹینشن موشن ہے ۔ یعنی کیا تحریک التواء کے متن میں یہ لکھ دیا جائے کہ یہ اٹینشن موشن ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے متن کے متعلق نہیں کہا ۔ انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ اس پر کوئی تھوڑا سا نوٹ ہو جائے ۔ نشان ہو جائے جس سے یہ پتہ چل جائے کہ یہ اٹینشن موشن ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں اگر اس قسم کی کوئی رولز میں گنجائش ہو تو یہ مجھے بتا دیں ۔ میں قانون دان آدمی نہیں ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب رولز میں تو کوئی اٹینشن موشن ہے ہی نہیں ۔ لیکن اس کے باوجود آپ پیش کرتے رہے ہیں ۔ صرف کنونشن کو چلانے کے لئے ۔ اور میں اس طریقہ کار کو مقبول کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ اگر یہ کنونشن چلتی رہے اٹینشن کے طور پر ۔ لیکن اس میں ہمیں کچھ اندازہ ہو جائے کہ ٹیکنیکلی ہم نے اس کو اتنا قبول نہیں کرنا یا حکومت کی خاص توجہ کے لئے یہ پیش کی گئی ہے ۔ اور یہ تحریک التوائے کار کے دائرہ کار میں نہیں آتی ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ یہ میں کر لیا کروں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ٹھیک ہے شکریہ ۔ میں وزیر قانون صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی تحریک التوائے کار ہوتی ہیں ۔ یکم نومبر کو یہ اجلاس شروع ہوا ہے اور پانچ چھ دن ہوگئے ہیں ۔ تو اس پر اگر وہ اب تک یہ توجہ نہیں فرما سکے کہ کون سی اہم ہے ۔ کون سی ٹیکنیکل ہے ۔ کون سی نان ٹیکنیکل ہے ، کون سی غیر اہم ہے ۔ یہ تو پھر بڑی افسوس ناک بات ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ہم تو ہر ایک پر توجہ دیتے ہیں ۔ آپ ہی آج ان میں امتیاز پیدا کر رہے ہیں کہ اس کو زیادہ اہمیت دیجئے ۔ اس کو زیادہ اہمیت نہ دیجئے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ویسے تو تحاریک التوائے کار کا فائدہ ہمیں نظر نہیں آتا ۔ اگر رولز میں آپ ترمیم کر سکتے ہیں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ آپ کا وقت بھی بچے گا اور قانون سازی کا کام زیادہ ہو سکے گا ۔

مسٹر سپیکر : قانون سازی تو آپ جتنی کروائیں گے اتنی ہی ہوگی ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) شاہرات پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : اب وزیر قانون و پارلیمانی امور مسودہ قانون (ترمیم) شاہرات پنجاب مصدرہ 1976ء فی الفور زیر غور لانے کی تحریک پیش کریں گے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ The Punjab High-ways (Amendment) Bill, 1976 جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

> کہ The Punjab High-ways (Amendment)

Bill, 1976 جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد
سید تابش الوری
چوہدری طالب حسین
جناب والا ! ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) شاہرات پنجاب مصدرہ 1976ء کو رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے 7 جنوری 1977ء تک متداول کرایا جائے۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That the Punjab Highways (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 7th January, 1977.

Minister For Law : Opposed, Sir.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت ہمارے سامنے پنجاب ہائی ویز (امینڈمنٹ) 1976ء زیر غور ہے جس کا مقصد پنجاب ہائی ویز آرڈیننس 1959ء میں ترمیم کرنا ہے۔ اس ترمیمی بل کے ذریعے اغراض و مقاصد کو حاصل کرنا مقصود ہے اور اس کے اغراض و مقاصد میں حکومت کی طرف سے جو اظہار خیال کیا گیا ہے اس کے مطابق اس ترمیمی بل کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے کہ 1959ء کے آرڈیننس کی پیدائشی کمزوریوں کی وجہ سے یہ بات ممکن نہیں رہی کہ سڑکوں پر بڑھتے ہوئے ناجائز تجاوزات اور پھیلی ہوئی تعمیرات کی روک تھام کی جا سکے۔ اس بل کے ذریعے ترامیم کا مقصد حکومت کے نزدیک ان رکاوٹوں کو دور کرنا ہے جو اصل بل کے مقاصد میں حائل ہیں۔ جناب والا ! اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ صوبے کے طول و عرض

میں تجاوزات ایک مکروہ عفریت کی طرح سے ابھرے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ شہروں اور شاہرات کی بد صورتی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ آمد و رفت کے ذرائع کے لئے اور سفر کے سلسلہ میں بہت سے خطرات نے جنم لیا ہے۔ متعلقہ محکمہ نے بڑی سادگی اور معصومیت کے ساتھ اپنی عملی کمزوریوں کو چھپانے کی خاطر آرڈیننس کی پیدائشی کمزوریوں کا سہارا لینے کی کوشش کی ہے اور محکمہ نے بڑی آسانی سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ماضی میں سڑکوں کے ارد گرد تجاوزات کی موجودگی ان کی وجہ سے نہیں بلکہ قانون کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ہر قانون میں منظوری کے وقت بعض اوقات کچھ خامیاں رہ جاتی ہیں اور کچھ کمزوریاں موجود ہوتی ہیں اور انہیں وقتاً فوقتاً دور کر لیا جاتا ہے لیکن موجودہ صورت میں جناب والا! تجاوزات کی یہ بیماری قانون کی پیدائشی کمزوریوں کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ متعلقہ حکام کی پیدائشی کمزوریوں کی وجہ سے اور متعلقہ محکمہ کے نا اہل حکام کی پیدائشی کمزوریوں کی وجہ سے ہے۔ متعلقہ محکمہ کی نا اہلی اور غفلت شعاری کی وجہ سے ہے اور متعلقہ حکام کی مجرمانہ غفلت کا نتیجہ ہے۔ اسے محض قانون کی کمزوری کا نام دینا حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

جناب والا! رائج الوقت آرڈیننس میں اس بات کا پورا اختیار موجود ہے کہ تجاوزات کو قائم ہونے سے پہلے یا قائم ہونے بعد موثر طور پر ختم کیا جائے۔ اور اس میں یہ اختیار موجود ہے کہ تجاوزات کو جبراً ہٹایا جا سکے۔ اس میں پہلے ہی سے تفصیلاً یہ اختیارات موجود ہیں کہ قانون کی مختلف دفعات کے تحت قصور وار افراد کے خلاف فوری طور پر کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔ لیکن جناب والا! ایسا نہیں ہوتا رہا۔ کہیں چشم پوشی کی گئی۔ کبھی پردہ پوشی کی۔ اور کبھی بد عنوانی اور بے ایمانی کے نتیجہ میں اس قسم کے تجاوزات کو بڑھنے اور پھیلنے کا کھلا موقع دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان تجاوزات نے واقعتاً صوبے کی چھوٹی بڑی شاہراہوں کا حسن غارت کر دیا ہے۔ سڑکوں کے پھیلاؤ کی گنجائش محدود کر دی ہے۔ جگہ جگہ مختلف اقسام کی رکاوٹیں۔ چوکوں اور موڑوں پر تنصیبات اور تعمیرات نے ٹریفک کے لئے خطرات اور حادثات میں اضافہ کر دیا ہے اور ہماری خوبصورت شاہراہیں اور سڑکیں ہماری بدذوقی۔ بے تدبیری۔ نا اہلی اور غفلت کی علامت بن کر رہ گئی ہیں۔ حکومت اور اعمال

نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ نا جائز تجاوزات کے خلاف کاغذی احکام تو صادر کرتے ہیں ، لیکن اس پر عمل درآمد کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ تجاوزات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں اور اس کی کوئی روک تھام نہیں ہوتی - تجاوزات حکومت کے نچلے عملہ کی چشم پوشی اور اعانت کے ساتھ جنم لیتے ہیں اور چند سکوں کے عوض قانون اور قانون کی دفعات کو پس پشت حقارت سے ٹھکرا دیا جاتا ہے - جناب والا ! مرض کی ابتدا میں اگر احتیاط اور پرہیز سے کام لیا جائے تو اس پر قابو پانا آسان ہوتا ہے - لیکن ہمارے ہاں یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ مرض کی ابتدا میں اس پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی اور جب وہ سرطان کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور اس کی جڑیں پھیل چکی ہوتی ہیں تو پھر چاقو اور چھری لے کر اپریشن کی تیاری کر لی جاتی ہے - لیکن عملاً اس کا علاج ممکن نہیں ہوتا ہے اور وہ لاعلاج مریض دم توڑ دیتا ہے - تجاوزات کی حالت بھی بالکل سرطان کی سی ہے جو کہ ہمارے صوبے کی سڑکوں ، شہروں ، جنگلوں میں بری طرح سے پھیلا ہوا ہے اور ہم نے گزشتہ سالوں میں خاموش تماشائی کی حیثیت سے اس سرطان کو بڑھتے اور پھیلتے دیکھا ہے - لیکن عملاً کوئی کارروائی نہیں کی - اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے یہ تجاوزات ایک بہت بڑی لعنت کی صورت اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس لعنت میں اس کے پھیلانے میں حکمران پارٹی کا بہت بڑا ہاتھ ہے - میں الزام عائد کرتا ہوں کہ حکام کو ناکارہ ، بد عنوان ، بے بس اور بے چارہ بنانے میں حکمران پارٹی کے خدائی فوجداروں نے مختلف مقامات پر انتہائی مطلق العنان اختیارات حاصل کر رکھے ہیں - وہ چھوٹے بڑے مفادات کی خاطر سڑکوں کا حسن غارت کر رہے ہیں اور مسافروں کی سہولتیں بیچنے کا کاروبار ان کا شعار بن گیا ہے - جب بھی تجاوزات کے خلاف کارروائی ہوتی ہے تو ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ حکمران پارٹی کے کارکن حکام کو خوفزدہ کرنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں اور انہیں قانون پر عمل درآمد کے لئے عملاً روک دیتے ہیں - جناب والا ! تجاوزات پھیلنے کی اصل وجہ قانون کی کمزوری نہیں - بلکہ اس میں حکمران پارٹی کی کمزوری - اس کے کارکنوں کی سیاسی اور ذاتی مفادات کے لئے ہٹ دھرمی اور ضد کا بڑا دخل ہے - جناب والا ! ان کی مطلق العنانی ، جبری اور سینہ زوری حکام کو مجبور محض بنائے ہوئے ہے ، میرے علم میں ایسے واقعات بھی ہیں - جہاں پر حکام نے واقعی غفلت اور نا اہلی کا مظاہرہ کیا ہے - لیکن ایسے واقعات بھی ہیں کہ جب حکام نے ان تجاوزات کے خاتمے کے لئے عملاً

اقدامات کئے اور مقامی عدالتوں سے لے کر ہائی کورٹ تک تجاوزات کے لئے اپنے نقطہ نظر کو تسلیم کروایا تو جب یہ موقع آیا کہ تجاوزات ہٹا دی جائیں تو حکمران پارٹی کے بعض افراد نے ان افسروں کو ہٹا دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تجاوزات بدستور موجود رہیں اور آج بھی اسی طرح سے یہ ہماری نا اہلی کا شاہکار بنی ہوئی ہیں ۔

جناب والا ! اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں کہ تجاوزات کو ختم کیا جائے تو محض قانون کی ان معمولی ترامیم کے ذریعے ان کا خاتمہ ممکن نہیں ۔ اس کے لئے حکمران پارٹی کو اور حکومت کو اپنی اپنی سطح پر یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ وہ جن اقدامات کو عوامی فلاح و بہبود کے نقطہ نظر سے ضروری سمجھتے ہیں اور جو فیصلہ کرتے ہیں ۔ ان کو عملاً نافذ کرنے کا حوصلہ ۔ ہمت اور جرأت کا بھی مظاہرہ کرنا ہوگا ۔ جناب والا ! اس کی صورت یہ ہے کہ سڑکوں کے ارد گرد مختلف افراد سہاروں کی بنیاد پر تعمیرات و تنصیبات کر لیتے ہیں اور پھر ان ناجائز تجاوزات پر پیپلز پارٹی کا جھنڈا لہرا دیتے ہیں تاکہ انہیں ہر قسم کی قانون شکنی کا اختیار حاصل ہو جائے ۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہر قسم کی سڑکوں پر پھیلے ہوئے کھوکھے عام طور پر پیپلز پارٹی کا جھنڈا صرف اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ ان کو کوئی شخص ہاتھ نہ ڈال سکے ۔ جناب والا ! ہم ہر پارٹی کے جھنڈے کا احترام کرتے ہیں ۔ لیکن یہاں پیپلز پارٹی کے جھنڈے کی تحقیر کرنے والے کے خلاف حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پارٹی کا جھنڈا اپنے ناجائز کاموں کی علامت بنا رکھا ہے ۔ اس لئے جہاں قانون میں تبدیلی کریں ۔ وہاں عملاً اپنی سطح پر ذاتی سطح پر اس قسم کی قابل اعتراض حرکات کو ختم کرنے کے لئے بھی کوئی اقدام کیا جائے ۔ جناب والا ! یہ مسئلہ محض قانون بنانے یا ترمیم کرنے سے حل نہیں ہوگا ۔ بلکہ قانون پر سختی سے عمل درآمد کرنے کے بعد مثبت نتائج حاصل کر سکتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ..... گنتی کی گئی ۔ کورم پورا ہے سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ قوانین ضرور بنائیے ۔ لیکن اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان کی منظوری کے بعد ان پر عمل

بھی کیجئے اور عمل کے دوران اپنے اور پرائے کی تمیز ختم کیجئے ۔ کیونکہ یہ تمیز بھی یہ امتیاز بھی اصل میں قانون پر عمل درآمد پر سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے ۔ اپنی پسند اور ناپسند کے ذریعے جب آپ ایک خاص طبقہ یا خاص افراد کو مراعات یافتہ بنا دیتے ہیں تو وہ ہر قسم کی جائز و ناجائز حرکات کو اپنا فرض اور منصب سمجھ لیتے ہیں اور جب آپ ناپسند لوگوں کے خلاف ناجائز طریقے استعمال کرتے ہیں ۔ تو پھر انصاف اور قانون پر سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے ۔ اس لئے آپ کا بنیادی فرض یہ ہے کہ آپ نا اہل اور بددیانت حکام کے خلاف تادیبی کارروائی ضرور کریں ۔ کیونکہ ان کی نا اہلی کی وجہ سے قانون پر عمل درآمد میں بنیادی طور پر رکاوٹ پیدا ہوتی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جو حکام محنتی ہیں جو حکام دیانت دار ہیں اور جو حکام تندہی سے قانون پر عمل درآمد کرانا چاہتے ہیں ۔ ان کو تحفظ بھی فراہم کیجئے اور ان کے اچھے کام پر ان کو داد بھی دیجئے ۔ جناب والا ! صرف یہی طریقہ ہے ۔ جس سے آپ اپنے قوانین پر عمل درآمد ہی نہیں کرا سکتے ۔ بلکہ اپنے فیصلوں اور اپنے اقدامات کو صحیح صورت دے کر عوامی فلاح و بہبود کی راہیں ہموار کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ! ہائی ویز کے متعلق موجودہ بل میں چند ترامیم تجویز کی گئی ہیں اور جس آرڈیننس میں یہ ترامیم کی جا رہی ہیں ۔ وہ بنیادی طور پر ہائی ویز سے متعلق ہے ۔ جناب والا ! ہائی ویز کا نام آتے ہی ہمارے ذہن میں ایسی بڑی بڑی سڑکوں کا تصور ابھرتا ہے ۔ جو صوبے کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کے درمیان یا ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ کے درمیان جاری و ساری ہیں ۔ لیکن اصل پرنسپل آرڈیننس میں ہائی ویز کی جو تعریف کی گئی ہے ۔ وہ اس تصور سے خاص مختلف ہے اور ہائی ویز کو ایک بڑی وسیع صورت دے دی ہے ۔ جس کے تحت قصبے اور شہر شامل ہو جاتے ہیں ۔ جناب والا ! اصل آرڈیننس کے مطابق یہ ہے ۔ :

The West Pakistan Highways Ordinance, 1959.

Section 2—

"highways" includes a common and public highway and all roads, carriageways, streets and lanes, together with any bridle-ways, footpaths and pavements adjacent thereto, which have been constructed, or are maintained by Government or any local authority or any other authority em-

powered in that behalf, and are designed and intended for, or used by the general public for the passage of vehicles, and shal lfurther include-

(a) all culverts, bridges and works of every description built on under/or across any highways ;

جناب والا ! اس تعریف کی روشنی میں ہائی ویز صرف وہ ہائی ویز نہیں جو ایک صوبے سے دوسرے صوبے کے درمیان بڑی سڑک کے طور پر یا شاہراہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے ۔ بلکہ شہروں اور قصبوں کی وہ گلیاں اور lanes بھی ہائی ویز میں شامل ہیں ۔ جن کو عام پبلک روزمرہ استعمال کرتی ہے ۔ جناب والا ! ہائی ویز سے متعلقہ قوانین کے نفاذ کا محور اور مرکز ہائی ویز اتھارٹی کو قرار دیا گیا ہے اور ہائی ویز اتھارٹی سے ہمارا ذہن فوری طور پر محکمہ ہائی ویز کی طرف منتقل ہوتا ہے ۔ لیکن جب ہم اس پرنسپل آرڈیننس کے تحت ہائی ویز کی تعریف دیکھتے ہیں ۔ تو وہاں بھی وسعت اور جامعیت کے اعتبار سے یہ صرف محکمہ ہائی ویز تک محدود نہیں ۔ بلکہ اس کی تعریف لامحدود ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ سیکشن نمبر 3 کی طرف مبذول کراتا ہوں جس میں کہا گیا ہے :

Section 3—(1) Government may, by notification, appoint any person or persons to be Highway Authority for a part of a highway or for one or more highways and such authority shall be subject to such conditions and limitations as may be specified in the notification.

یہ تو جناب اس کی تعریف کا ایک پہلو ہے ۔ جس کے تحت حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ notify کر دے ۔ لیکن اس کے آگے سب سیکشن (2) میں ہے :

(2) Where no Highway Authority is appointed under the last preceding sub-section and the highway is not maintained by Government, the local authority in respect of all highways within its jurisdiction.

جناب والا ! اس تعریف کی روشنی میں وہ افراد اور محکمہ جسے حکومت ہائی ویز اتھارٹی کی حیثیت سے نامزد کرے ۔ اس بل کے تحت قانونی اختیارات

رکھتا ہے ۔ بلکہ شہروں کی میونسپل کمیٹیوں ۔ میونسپل کارپوریشنوں اب ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو بھی یہ اختیار ہو جاتا ہے کہ وہ خود بخود اس بل کے تحت ہائی ویز اتھارٹی بن جائیں ۔ جناب والا ! اگر صورت حال یہ ہے تو اتھارٹی ایک نہیں بہت سی ہو جاتی ہیں ۔ ان کی کوئی ایک سطح ۔ ایک معیار اور ایک مقام نہیں ۔ بلکہ وہ پورے صوبہ میں پھیلی ہوئی ہیں ۔ دیہات سے لے کر شہروں تک پھیلی ہوئی ہیں ۔ ان کے بے شمار حصے ہیں اور ہر حصہ ان بے پناہ اختیارات سے مامور ہے ۔ جو حکومت کی طرف سے نامزد کردہ ہائی ویز اتھارٹی کو ہوتے ہیں ۔ اس طرح اصل بل اور موجودہ ترمیمی بل کا دائرہ کار شہروں ۔ قصبوں اور ان کی گلیوں تک پہنچ جاتا ہے ۔ اس لئے ہمارے لئے یہ بات انتہائی اہم ہوگئی ہے کہ ہم اس ترمیمی بل پر زیادہ غور ۔ زیادہ احتیاط کے ساتھ منظور یا نامنظور کرنے کا فیصلہ کریں ۔

جناب والا ! اگر یہ بل صرف بڑی بڑی شاہراہوں تک محدود ہوتا تو ہمیں اس پر اعتراض کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی ۔ کیونکہ بڑی بڑی شاہراہوں کو کنٹرول کرنے والی ایک یا دو اتھارٹیز ہو سکتی ہیں ۔ مگر موجودہ صورت میں اس کا دائرہ کار لامحدود کر دیا گیا ہے ۔ پہلے سے موجودہ قوانین کا دائرہ اب صرف ایک محکمہ یا ایک اتھارٹی تک محدود نہیں ۔ اب اس کو میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں تک پھیلا دیا گیا ہے اور ہم اس کی جزویات اور نکات پر تفصیلی بحث کر رہے ہیں ۔

جناب والا ! اصل قانون اور موجودہ ترمیمی قانون میں بنیادی فرق ہے اور وہ بنیادی فرق ہی اصل قانون میں تجاوزات کرنے والوں کے خلاف ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کون سی کلاز ہے جس میں اتھارٹی کو extend کر دیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! پرنسپل ایکٹ کی کلاز 3 ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ پرنسپل ایکٹ پر attack کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : میں اس پر attack نہیں کر رہا ہوں ۔ اس ترمیمی کلاز کے تحت ہائی ویز اتھارٹی کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ کیا امور سرانجام دے سکے گا ۔ اور اس میں اس طریق کار کو بدل دیا گیا ہے جو ہائی ویز اتھارٹی پرنسپل آرڈیننس کے تحت اختیار کر سکتی تھی ۔ تو ہمارے لئے یہ ضروری ہوگیا کہ ہم ہائی ویز اتھارٹی کو define کریں ۔ جس کو یہ اختیار

منتقل کیا جا رہا ہے اور وہ اختیار بڑا غیر معمولی ہے ۔ اس لئے صرف میں نے حوالے کے طور پر یہ گزارش کی ہے کہ اگر ہم ہائی ویز اور ہائی ویز اتھارٹی کا صحیح تعین نہیں کریں گے ۔ تو اس ترمیمی بل پر غور کرنا ممکن نہیں ہوگا ۔ جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ترمیمی بل اور اصل بل میں فرق ہے ۔ اصل آرڈیننس کے تحت خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی میں اتھارٹی کو بعض ضروری اقدامات کرنے تھے مثلاً انہیں reasonable period کا نوٹس دینا تھا ۔ اس کی hearing کرنا تھا اور اس کے بعد کارروائی کرنی تھی ۔

مسٹر سپیکر : آپ خلاف ورزی کرنے والوں کی حمایت کر رہے ہیں یا violate کرنے والوں کی مخالفت کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : میں اس کے مقاصد کی حمایت کر رہا ہوں اور اس کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا جا رہا ہے ۔ اس کی مخالفت کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تک آپ کی تقریر یہ تھی کہ بہت سے لوگوں کو گورنمنٹ پارٹی نے خود encourage کیا ہے ۔ جو اس کو violate کرتے ہیں ان کو ختم ہونا چاہئے ۔ اب بھی آپ اس کی حمایت کر رہے ہیں ۔ جنہوں نے violate کیا یا اس کی مخالفت کر رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم اصولی طور پر اس بل کی مخالفت نہیں کر رہے ہیں ۔ بلکہ اس میں جو نئی بیماریاں وضع کر دی گئی ہیں ۔ اس کی ہم نشاندہی کر رہے ہیں ۔ جہاں ہائی ویز پر قریب قریب مکانات بنتے جائیں گے ۔ کسی وقت اگر اس کی توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس وقت مشکل پیش آئے گی ۔ ہمیشہ مہذب اور متمدن حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ long term دیکھے کہ آج سے پچاس سال بعد کون سی چیز پیش آ سکتی ہے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اختیارات حاصل کرے ۔ اس کے مطابق قانون سازی کرے ۔ اس کی ہم اصولی طور پر مخالفت نہیں کر رہے ہیں ۔ ہم اس میں بعض نقائص بتا رہے ہیں ۔ جو پہلے ہائی ویز کا آرڈیننس ان کے پاس موجود تھا ۔ اس پر انہوں نے عمل درآمد نہیں کیا اور اس وقت جو یہ قانون بنا رہے ہیں ۔ اس میں ہم کچھ خامیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پرنسپل آرڈیننس میں ہائی ویز اتھارٹی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اگر مناسب

سمجھے تو ہائی ویز پر ضرورت مند افراد کو movable یا immovable تنصیبات کی اجازت دے دے - ایسے سائن بورڈ کھڑا کرنے کی اجازت دے دے جیسے وہ ضروری سمجھتی ہے یا مناسب سمجھتی ہے لیکن موجودہ ترمیمی بل کے تحت یہ اختیار برقرار رکھا گیا ہے لیکن اس کی صورت اس طور پر بدل دی گئی ہے کہ ناجائز تجاوزات بنانے والوں کو reasonable period کا نوٹس دینے کی بجائے محض 24 گھنٹے کے نوٹس پر ہٹایا جا سکتا ہے - ایک اور ترمیم یہ کی گئی ہے کہ نوٹس کے لئے تعمیل کے تکلف کو بھی روا نہیں رکھا گیا ہے - پہلے جہاں نوٹس کے لئے ایک مناسب میعاد مقرر تھی وہاں اس میعاد کا خاتمہ کرکے 24 گھنٹے کے بعد تجاوزات ہٹانے کا اختیار حاصل کر لیا گیا ہے - اگر نوٹس کی تعمیل ممکن نہ سمجھی جائے محض نوٹس کو اس جگہ چسپاں کر دیا جائے پھر یہ اختیار بھی حاصل کر لیا گیا ہے کہ قصور وار افراد کو اس ٹرائل کے بعد حکم کی تعمیل ممکن نہیں ہے تو براہ راست خود ہی اس حکم کو عملی جامہ پہنا دیا جائے - اگر یہ حکم دیا جائے کہ اس تعمیل کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ختم کر دیا جائے اور یہ حکم اس شخص تک نہ پہنچے یا متعلقہ فرد یا افراد تک پہنچنا ممکن نہیں ہے پھر وہ اتھارٹی حکم کے عمل درآمد سے پہلے ان تجاوزات کو ختم کر سکتی ہے - پرنسپل آرڈیننس کے تحت یہ گنجائش موجود تھی - یہ گنجائش انصاف کے عین مطابق ہے کہ اگر ہائی ویز اتھارٹی اور قصور وار افراد کے درمیان کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے تو اس کے لئے دونوں فریقین کی رضا مندی سے arbitration ہو سکتی تھی ثالثی ہو سکتی تھی - مگر موجودہ ترمیمی بل کے ذریعے ثالثی کی اس گنجائش کے اختیارات کو ختم کر دیا گیا ہے - اس ترمیمی بل کے تحت اگر اس کا خلاصہ ایک جملہ میں بیان کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ ملزموں کے لئے صفائی کا موقع کم سے کم کر دیا گیا ہے اور سزا اور جرمانے کی حد بڑھا دی گئی ہے - جناب والا ! پھر یہ comfirm بھی ہے اور پہلے سے موجود آرڈیننس کے سیکشن 6 کے تحت جسے یکسر تبدیل کر دیا گیا ہے خود حکومت نے ہائی ویز اتھارٹیز کے ذریعے تنصیبات اور تجاوزات کی اجازت دے رکھی ہے اگر انہیں تنصیبات اور تجاوزات کو ناجائز قرار دیا جائے تو اس کی کیا حیثیت ہوگی جو خود ہائی ویز اتھارٹیز نے پہلے قانون کے تحت دے رکھی ہے - اس طرح سے تنازعوں مقدموں اور قانونی الجھنوں کے پیدا ہونے کا امکان ہے جسے حکومت کو خود سلجھانا ہوگا - جناب والا ! جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ تجاوزات کا

خاتمہ ایک انتہائی ضروری اور مستحسن اقدام ہے اور اس سلسلے میں جو بھی مساعی کی جائے ہم سب کی حمایت حاصل ہونی چاہئے۔ لیکن ایک بات کسی بھی مرحلے پر فراموش نہیں کی جاسکتی کہ ایک اچھا کام کرنے کے لئے برے طریق کار کو اپنانا کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہو سکتا ۔ اچھے کام کے لئے ہمیشہ اچھے طریق کار کو اپنانا شایان شان قرار پاتا ہے ۔ جناب والا ! مروجہ اصول عدل اور طریق انصاف یہ ہے کہ کسی بھی فرد کے خلاف کارروائی کرتے وقت اسے صفائی کا موقع دیا جائے اور اسے یہ سہولت دی جائے کہ وہ اپنے موقف کو کم از کم بیان کرنے کی اجازت پا سکے ۔ انسانی قتل سب سے بڑا جرم ہے اور معاشرے میں اس سے زیادہ کوئی بہیمانہ فعل نہیں ہو سکتا اسی لئے اس کے لئے سب سے بڑی اور کڑی سزا رکھی گئی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کورم ٹوٹ گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ گنتی کی گئی کورم پورا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں عرض کر رہا تھا کہ انسانی قتل کی بہیمیت کے باوجود قانون کے ذریعے ملزمان کو دفاع اور صفائی کا موقع دیا گیا ہے اور اسلامی اور مغربی اصول عدل میں بھی اگر گناہ گار بری ہو جائے تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن اگر بے گناہ سزایاب ہو جائے تو یہ معاشرہ کے لئے بہت بڑا داغ اور المیہ ہوتا ہے ۔ اس لئے ہماری گزارش یہ ہے کہ اس ترمیمی بل کو منظور کرتے وقت یہ بات مد نظر رکھنی چاہئے کہ بے شک تجاوزات کے خاتمے کے لئے آہنی ہاتھوں کو عمل میں لائیں ۔ لیکن ایسا طریقہ کار نہ اپنائیں جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ اور ہمارے مروجہ اصول عدل مجروح ہو کر رہ جائیں ۔ اور صفائی اور دفاع کا موقع دیئے بغیر حکام کو فیصلے کرنے کی مطلق العنانی بخش دیں ۔ موجودہ قانون کا اطلاق پورے صوبے پر ہوگا اور غالباً اس کا اطلاق موثر بہ ماضی ہوگا ۔ اس لئے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ سالہا سال سے جو تجاوزات جائز اور ناجائز طور پر موجود ہیں ان کو ختم کرنے کے لئے عمل کا دائرہ کار بہت وسیع ہو جائے گا اور اس کے نتیجے میں ہزاروں افراد متاثر ہوں گے اور سالہا سال کے کاروبار جو حکومت کی پوشیدہ اعانت سے چل رہے تھے متاثر ہوں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں قانون بناتے وقت اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ آیا اس قانون کا اطلاق عملی صورت میں ممکن بھی ہوگا یا نہیں ۔ اگر ہائی ویز کی موجودہ تاریخ کو سامنے رکھا جائے

چونکہ اس کا دائرہ کار بے پناہ وسیع ہے اس لئے اس کے عمل درآمد کا دائرہ کار بھی وسیع ہو جائے گا ۔ اس کے پیش نظر میری حتمی رائے ہے کہ اس بل کو از سر نو ترتیب دیا جائے اور عملی اور تصوراتی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھکر ایسی ترامیم کی جائیں جن کا عمل درآمد ممکن ہو ۔ ہم محض قانون بنا کر سستی شہرت حاصل کر سکتے ہیں ہم قانون منظور کرکے پراپیگنڈہ کا نیا سلسلہ شروع کر سکتے ہیں لیکن عملاً لوگوں کو اس وقت تک فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک اس قانون کو عملی دشواریوں کو سامنے رکھ کر نہ بنایا جائے ۔ جناب والا ! اگر واقعی موجودہ حکومت تجاوزات کو ختم کرنا چاہتی ہے تو پھر اسے ہماری ترامیم کی روشنی میں ۔ ہماری تجاویز کی روشنی میں ۔ ہماری سفارشات کی روشنی میں بحث و تمحیص کے بعد اس طور پر مرتب کرنا چاہئے جس کے تحت ایک طرف ہم تجاوزات کو ختم بھی کر سکیں اور دوسری طرف شہریوں کو بنیادی حقوق اور حصول عدل سے محروم کرنے کا باعث نہ بنیں ۔ میں نے اس لئے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس بل کو جو عوامی اہمیت کا حامل ہے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔ اس کے لئے میں نے کوئی طویل وقفہ متعین نہیں کیا ۔ میں نے صرف تیسری 1977 کی تاریخ دی ہے جس کے دوران رائے عامہ معلوم کی جا سکتی ہے ۔ چونکہ اس بل کا تعلق عوام کے بہت بڑے طبقے سے ہے ۔ عوام کی بہت بڑی تعداد سے ہے چونکہ وہ براہ راست متاثر ہونے والے ہیں اور موجودہ حکومت اپنے تمام فیصلوں کو عوام کے احساسات اور جذبات کے تابع قرار دینے کا دعویٰ کرتی ہے کہ طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں ۔ اس لئے میں اس اصول کی روشنی میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کرنے کے مطالبے میں ہمارے ہم آواز ہو جائیں ۔ کیونکہ اس طرح ہم اس دعویٰ کی دلیل فراہم کر سکتے ہیں ۔ پانچ سال کی تاریخ میں ہم نے بہت سے بلوں کے لئے رائے عامہ معلوم کرنے کی تجویز پیش کی لیکن کسی ایک بل پر بھی ، کسی ایک قانون پر بھی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اسے مشتہر کرنے کی تجویز منظور نہ کی گئی کیونکہ یہ حکومت اپنے دعوے ، اپنے قول اور اپنے عمل میں تضادات کا شکار ہے ۔ وہ عوام کا نام تو لیتی ہے لیکن عوام کا سامنا کرنے سے ، عوام کی رائے معلوم کرنے سے اور عوام میں جانے سے کتراتی ہے ۔ اگر وہ ایسا کرنے کی اہل ہے اور اپنے دعوے کو عملاً ثابت کرنا چاہتی ہے تو اسے کم از کم اس بل کے سلسلے میں میری اس ترمیم کو قبول کرنا چاہیے

کہ اس ترمیمی بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے سات جنوری تک متداول کرایا جائے۔

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! آج ہمارے سامنے مسودہ قانون (ترمیم) شاہرات پنجاب مصدرہ 1976ء زیر غور ہے جس کا ایک مقصد تو پنجاب شاہرات آرڈیننس 1959ء کی ترمیم کرنا ہے اور دوسرا مقصد شاہرات پر ٹریفک کی سہولت اور تحفظ کے سلسلے میں تجاوزات کو ختم کرنا ہے۔ جناب والا ! میرے فاضل دوست سید تابش الوری صاحب نے مفصل طور پر اس بل پر روشنی ڈالی ہے تاہم میں بھی مختصر الفاظ میں اس پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔

جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے سے موجود پنجاب شاہرات آرڈیننس 1959ء ایک مکمل، جامع قابل عمل اور درست ہنگامی قانون کی شکل میں تجاوزات کو ہٹانے، انہیں دور کرنے اور شاہرات کو محفوظ رکھنے کے لئے ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ ترمیمی بل جو اب لایا گیا ہے اس میں اگر کہیں پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کی بی اینڈ آر برانچ کو substitute کیا جانا مقصود ہوتا ہائی ویز کے نام سے تو اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ آج جب ہم اس بل کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ اس ترمیمی بل کے ذریعے حکومت تجاوزات کو ہٹانے کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل کرنا چاہتی ہے حالانکہ ہمارا ماضی کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ تجاوزات کو ہٹانے کے لئے جو ایک مؤثر قانون ہمارے پاس موجود تھا اگر حکومت وقت اس پر پوری طرح سے اپنی ایڈمنسٹریشن کے ذریعے عمل کرتی تو آج شہروں میں اور ان شاہرات پر جو جائز اور ناجائز بے پناہ اور لا علاج بیماری کی شکل میں تجاوزات موجود ہیں تو شاید یہ مسئلہ ایک ہنگامی شکل میں ہمارے سامنے پیش نہ آتا۔ اصل میں اگر حکومت واقعتاً اور خلوص نیت سے عوام کی خدمت کی دعویدار ہے اور وہ اس میں یقین بھی رکھتی ہے اور عمل بھی کرنا چاہتی ہے تو بجائے اس کے کہ وہ روزانہ زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل کرنے کے لئے نئے بلوں کی شکل میں قوانین بنانے کے لئے اس ایوان میں پیش کرے بلکہ پہلے سے جو مؤثر قوانین موجود ہیں ان کے ذریعے معاشرے کی خرابیاں اور عوام کے مسائل ختم کرنے کا اگر وہ تہیہ کر لے تو پھر ان بیجا قسم کی قانون سازی کرنے کی حکومت کو کوئی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ آج شہروں میں آپ بھی رہتے ہیں، دیکھتے ہیں، مشاہدہ کرتے ہیں اور شاہرات سے گزرتے ہیں۔ آج ہماری شاہراہیں موت کے پھندوں میں تبدیل ہو چکی ہیں اور جگہ جگہ

ہر رکاوٹیں اور بے پناہ قسم کی دشواریاں اور تجاوزات موجود ہیں ۔ ہاں ! ایک صورت میں حکومت کی انتظامیہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنے پورے جاہ جلال کے ساتھ لاؤ لشکر لے کر پوری تندہی سے عمل پیرا ہو جاتی ہے جہاں کہیں حکومت کی ہم نوائی کرنے والا کوئی شخص نہیں ہوتا ، جہاں حکومت کے پروردہ نام نہاد سماجی کارندے اور حکومتی پارٹی کے اہلکاران تجاوزات یا جرائم کرتے ہیں ان سے غیر اخلاقی طور پر حقائق سے پردہ پوشی کی جاتی ہے ۔ جناب والا ! ہم چاہتے ہیں کہ عوام کے مسائل حل ہوں اور یہاں پر بہتر سے بہتر قانون سازی کی جائے مگر اس میں امتیاز نہیں برتا جانا چاہیئے ۔ آج جو آرڈیننس پہلے سے موجود ہے یہ ایوبی آمریت کے دور کا بنا ہوا ہے ۔ اس میں بھی ایک آمر کی حکومت نے عوام کے لئے اس ہنگامی قانون کے ذریعے بہت سی سہولیات رکھی ہیں جو موجودہ حکومت نے ، جو اپنے آپ کو عوامی حکومت ہونے کی دعویدار کہتی ہے ، وہ مراعات جو ایک آمر کی حکومت نے انصاف کے دروازہ پر دستک دینے کے لئے رکھی تھیں ، آج وہ بھی سلب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جناب والا ! آپ غور فرمائیے کہ اس پہلے سے موجود ہنگامی قانون میں یہ شق موجود ہے کہ اگر ہائی ویز اتھارٹی کسی شاہراہ پر ، یا کسی شاہراہ کے اوپر یا نیچے یا دائیں یا بائیں یا اس کے ساتھ کوئی بجلی کی تار یا ٹیلیفون کی تار بچھانا چاہے یا کوئی پل بنانا چاہے یا کوئی دوسرا کام کرنا چاہے تو اس کے ذریعے سے اگر کسی فرد کو نجی طور پر یا اس کی جائداد یا بلڈنگ کو یا اس زمین کو کوئی نقصان پہنچے گا تو حکومت کا محکمہ ہائی ویز اس کو اس کا معاوضہ ادا کرے گا ۔ جناب والا ! یہ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ موجودہ بل کے ذریعے یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص حکومت کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس سے حکومت کی کسی عمارت کو یا کسی دیگر مفاد کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس کے لئے تو اس شخص کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کرکے سخت سے سخت سزا دی جاتی ہے اور اگر حکومت کے کسی محکمہ کی غلط کاریوں یا اس کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے قوم کے کسی فرد کی املاک کو نقصان پہنچتا ہے تو اس کو معاوضہ ادا کرنے کی پہلی کلاز کو بھی اس قانون سے حذف کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! یہ انصاف کے بنیادی تقاضوں کے خلاف ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور صحیح معنوں میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے ذریعے اس شق کو حذف کرنے کا کام نہیں ہونا چاہیے تھا ۔ اگر حکومت کی غلط

حکمت عملی سے کسی کی ملکیت کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس کو اس کا معاوضہ دیا جانا از حد ضروری اور انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ جناب والا! اس فوجی آمر کی حکومت کے بنائے ہوئے ہنگامی قانون کے ذریعے تجاوزات کے اس جرم کو قابل دست اندازی پولیس نہیں رکھا گیا۔ آج اس ترمیمی بل میں ہم دیکھتے ہیں کہ معمولی سا جرم سرزد ہونے پر بھی ایک شہری کو، جب کہ ہر شہری کی اصلاح کرنا حکومت کا فرض ہوا کرتا ہے، بجائے اصلاح کرنے کے اسے مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کرکے اس کے لئے چھ ماہ کی سزا تک کی شق اس ترمیمی بل میں رکھ دی گئی ہے۔ جناب والا! آج جیل خانے اصلاح خانے نہیں ہیں۔ جب کوئی سادہ لوح اور بے گناہ شہری ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر: آپ اس بل پر بحث کریں۔ جیلوں اور جیل کے قانون کی طرف نہ آئیں۔ یہ کوئی متعلقہ بات نہیں ہے۔

سید ظاہر احمد شاہ: جناب والا! میری گزارش سن لیجیے۔ میں دلیل پیش کر رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر: دلیل والی بات تو ٹھیک ہے۔ پھر آپ اس قانون کے متعلق ایک ترمیم لے آئیں۔

سید ظاہر احمد شاہ: میری گزارش سن لیجیے۔

مسٹر سپیکر: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہاں اصلاح نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ جیلوں کے قانون پر بحث نہیں ہو رہی ہے۔

سید ظاہر احمد شاہ: صرف میری گزارش سن لیں۔ آپ اجازت نہیں دیں گے تو میں بحث نہیں کروں گا۔

مسٹر سپیکر: وہ بات تو پھر آپ کر جائیں گے۔

سید ظاہر احمد شاہ: میں آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اگر دانستہ یا نا دانستہ کوئی جرم سرزد ہو جانے پر کوئی شہری جیل پہنچ جاتا ہے تو آج کے جیل خانے اس کی اصلاح نہیں کرتے، بلکہ وہ ایک عادی مجرم بن جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے۔ دلیل کے طور پر میں

پیش کرنا چاہتا تھا ۔ جناب والا ، میں کوئی جیل خانہ جات کی طرف نہیں جانا چاہتا ۔ وہ تو اقبال صاحب سے بات ہو کر اس کی خامیاں بھی بتائی جا سکتی ہیں ۔ جناب والا ! اس بل کے ذریعے تجاوزات کے ضمن میں اگر کوئی جرم سرزد کرتا ہے ، تو پہلے سے سزا رکھی گئی ہے کہ اسے سو روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور کوئی شخص دوبارہ وہی جرم سرزد کرے تو اسے دو سو روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے ۔ اور تجاوزات کے سلسلے میں اس کا سامان یا میٹیریل confiscate کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : تفاصیل تو جب کلاز پیش ہوں گی ۔ تب ڈسکس کریں گے ۔ آپ جنرلی بحث کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میری گزارشات یہ ہیں کہ آپ دیکھیں پنچائتی نظام بہت احسن اور بہتر نظام ہے ۔ arbitration بھی ایک ثالثی نظام ہے ، پہلے سے موجود ہے ۔ ہنگامی بل میں arbitration کی کلاز موجود ہے ۔ اگر کوئی محکمے کے خلاف درخواست دے ، اس کے خلاف کئے گئے فیصلے پر تو آپ دیکھیں گے کہ اس میں مسئلہ arbitration کے ذریعے طے ہو سکتا ہے ۔ مگر یہ کیا ستم ظریفی ہے حکومت وقت کو اپنے ہی نامزد کردہ ، اپنے ہی ملازمین پر ، جو ثالثی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں ، اعتماد نہیں رہا ۔ حضور والا ! یہ بہت اہم کلاز ہے ۔ آپ دیکھیں ، اس کے ذریعے ایک لامحدود قسم کا عدالتی چکر مقدمہ بازی پر شروع ہو جائے گا ۔ کیونکہ پہلے سے ہماری عدالتیں اپنے کام کو نمٹاتی نہیں ہیں ۔ صرف اپنی ملازمتوں کے تحفظ کے سلسلے میں لگی رہتی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمارے وزراء محترم اگر خلوص نیت کے ساتھ معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنے کا تہیہ کر لیں اور اس بات کو چھوڑ دیں کہ کیا وہ کل آنے والے وقت میں وزیر رہتے ہیں یا نہیں رہتے ۔ ان کی کرسیاں محفوظ رہتی ہیں یا نہیں ۔ تو پھر غیر ضروری لیجسلیشن کی کسی طرح سے کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ جناب والا ! آپ شہروں کو دیکھ لیجئے ۔ سڑکوں پر ٹریفک کا گزرنا محال ہے ، بے پناہ قسم کی دشواریاں ہیں ، پیچیدگیاں ہوگئی ہیں ۔ اس کا باعث آپ کا نظام ہے ۔ ایک طرف تو آپ نے خود ان پر خوف کی فضا مسلط کر رکھی ہے اور اس طرح غیر یقینی صورت حال پیدا کرکے انہیں بے بس کر دیا ہے ۔ دوسری طرف یہ جو ریٹ آف منی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ ایڈمنسٹریشن پر بحث کر رہے ہیں یا موجودہ بل پر ؟

سید طاہر احمد شاہ : ایڈمنسٹریشن جو اس بل پر عمل درآمد کرے گی ، اس کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی یہ تنقید تو پھر ہر بل پر ہے ۔ یہ بات تو پھر آپ ہر بل پر کیا کریں گے ۔ کیونکہ ہر بل میں کہیں نہ کہیں ایڈمنسٹریشن کا ذکر آتا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : میرا مقصد یہ ہے کہ اس بل پر عمل درآمد کرنے کے لئے جب تک حکومت وقت مؤثر طریقے سے اپنی انتظامیہ کو حرکت میں نہیں لائے گی ، اس بل کی غرض و غایت اور مقاصد ، جن سے ہم اتفاق نہیں کرتے ، وہ منظور ہونے کے باوجود ان پر عمل درآمد ممکن نہیں ہوگا اور معاشرے کی برائیاں جوں کی توں رہیں گی ۔

حضور والا ! میں جو بات کر رہا ہوں ، اس میں اس ایوان کا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔ یہ بہت قیمتی وقت ہے ۔ مگر جناب والا ! جو قومی مفاد میں بات جاتی ہے اور میں ایک عوام کا منتخب نمائندہ ہونے کی حیثیت سے جو محسوس کرتا ہوں ۔ وہ مجھے کہنے دیجئے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کروں گا کہ اگر اس بل کا پاس ہی کرنا، اسے منظور کرنا ہی مقصود ہے تو اس میں آپ اگر جائز اور معقول ترامیم اور سفارشات کے ذریعے مزید ترمیم کریں ۔ تو معاشرے کی برائیاں بہتر طریقے سے دور کرنے اور ختم کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہو جائیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک مرتبہ پھر اصرار کرتا ہوں کہ آپ جتنی مرضی لیجسلیشن کر لیجئے ، جب تک کوریشن کو بند نہیں کریں گے ، جب تک ریٹ آف منی کو بند نہیں کیا جائے گا ۔ اس وقت تک آپ اپنے کسی بھی مقصد میں ، خواہ آپ اس میں مخلص ہوں ۔ خواہ آپ کی صرف ہٹ دھرمی ہو ، آپ کسی طریقے سے بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے اور میں حکومت وقت سے آج یہ کہتا ہوں :

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں نے جناب سینئر منسٹر اور جناب محترم وزیر قانون سے بھی یہ درخواست کی ہے کہ اس قانون میں جو خامیاں ہیں ، انہیں وہ دور کریں ۔ اس پر وہ رضامند بھی ہوگئے ہیں ۔ انہوں

نے سیکرٹری کمیونیکیشن کو بھی بلایا ہوا ہے ۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ اس وقت آپ ٹی بریک کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : فرسٹ ریڈنگ میں تو اس کا کوئی موقع نہیں ۔ اب تو فرسٹ ریڈنگ ہو رہی ہے ۔ اس میں تو آپ نے فیصلہ نہیں کرنا کہ اس کو متداول کرایا جائے یا نہ کرایا جائے ؟ پہلی ریڈنگ تو مکمل کر لیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں یہی تو عرض کر رہا ہوں کہ پہلی ریڈنگ میں مجھے جو کچھ کہنا ہے ، وہی کچھ مجھے ترامیم میں بھی کہنا ہے ۔ اس لئے آپ انہیں یہ موقع فراہم کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ پہلی ریڈنگ تو ختم کریں ۔ پھر آپ بیٹھ جائیں گے تو ٹھیک ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : سید تابش الوری صاحب اور سید طاہر احمد شاہ صاحب اس پر مفصل گفتگو کر چکے ہیں ، میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔

مسٹر سپیکر : لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جب میرے دوست سید تابش الوری تقریر کر رہے تھے تو آپ کو ان کی تقریر کے دوران ایک تضاد معلوم ہوا ہے اور اس کی طرف آپ نے اشارہ کیا کہ ایک طرف تو آپ اپنی تقریر میں یہ فرما رہے ہیں کہ ناجائز تجاوزات اس حکومت کے دور میں بہت ہوئی ہیں اور اس میں سیاسی طور پر اس حکومت کی حمایت ان تجاوزات کرنے والوں کو حاصل رہی ہے ، اور دوسری طرف آپ یہ فرما رہے ہیں کہ بل جو اس وقت ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے ، اس میں ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کے خلاف تادیبی کارروائی سخت کی گئی ہے ۔ اور اس کی آپ مخالفت کر رہے ہیں ۔ اس طرح سے یہ تضاد سامنے آیا ہے ۔ جناب والا ! میں اسی سے اپنی تقریر کا آغاز کرتا ہوں کہ ہم ان ناجائز تجاوزات کے خلاف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کسی ہائی وے پر یا کسی سڑک پر یا کسی گلی میں کوئی ناجائز تجاوزات نہ ہوں ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر واقعی حکومت اس معاملے میں خلوص دل سے یہ خواہش رکھتی ہے کہ کسی ہائی وے یا کسی اور جگہ پر کوئی ناجائز تجاوزات نہ ہوں تو اس سلسلہ میں کیا حکومت کے

پاس ایسا کوئی قانون موجود نہیں تھا یا حکومت نے دیانتداری سے اس کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے ۔ جناب والا ! اس ترمیمی بل کے اغراض و مقاصد میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ناجائز تجاوزات کے متعلق ہائی ویز آرڈیننس 1959ء میں پیدائشی طور پر کچھ نقائص ہیں اور اسی بنیاد پر ناجائز تجاوزات کو ختم نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ وباء تیزی سے پھیلتی رہی ہے اور اس وباء کے خاتمے کے لئے موجود ترمیمی بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! مجھے اس سے اختلاف ہے ۔ اگر آپ ہائی ویز آرڈیننس 1959ء جس میں کہ آج ترمیم کی جانی مقصود ہے پر نظر ڈالیں گے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس قانون میں ہی وسیع اختیارات ہائی ویز اتھارٹی کے لئے موجود ہیں جس سے ان ناجائز تجاوزات کی روک تھام کی جا سکتی تھی اور ناجائز تجاوزات کرنے والوں کے خلاف مناسب اقدامات کئے جا سکتے تھے ۔ اس قانون کی موجودگی میں اور ان اختیارات کی موجودگی میں جو کہ اس قانون کے تحت حکومت کو حاصل تھے ۔ ناجائز تجاوزات میں اضافہ اس بات کی دلیل ہے کہ یا تو حکومت ان تجاوزات کو ہٹانا نہیں چاہتی تھی اور اگر چاہتی تھی تو ان کو اپنی نا اہلی کی بنیاد پر ختم نہیں کر سکی اور اب موجودہ ترمیمی بل پر اپنی نا اہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے پیش کیا گیا ہے ۔

جناب والا ! میں اسی نکتہ پر اپنی تقریر کا انحصار کرتا ہوں اور اس مقصد کے لئے آپ کی توجہ ان دفعات کی طرف دلاتا ہوں جو کہ پرنسپل آرڈیننس میں موجودہ ہیں اور جن میں اس ترمیمی بل کے ذریعہ ترمیم کیا جانا مقصود ہے ۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ پرنسپل آرڈیننس کے سیکشن 6 میں ناجائز تجاوزات کے متعلق واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ کوئی شخص ہائی ویز اتھارٹی کی منظوری کے بغیر کسی قسم کا تجاوز نہیں کر سکے گا ۔ ہائی ویز اتھارٹی چند شرائط جو کہ وہ مناسب خیال کرے اور مقررہ فیس ادا کرنے کے بعد اس بات کی اجازت دے سکتی ہے ۔ اور اگر اس طرح یہ بات واضح طور پر کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص ہائی ویز اتھارٹی کے بغیر کسی ایسے جرم کا مرتکب ہوتا ہے ۔ کوئی ناجائز تجاوز کرتا ہے تو ہائی ویز اتھارٹی اس کو جرمانہ کر سکتی ہے اور ساتھ ہی اس کو اس امر کا نوٹس دے سکتی ہے کہ اس ناجائز تجاوز کو اس مناسب عرصہ کے اندر ختم کر دے اور اگر ناجائز تجاوز کو اس جگہ سے نہ ہٹایا جائے تو ہائی ویز اتھارٹی کو پرنسپل آرڈیننس کے تحت یہ اختیار

موجود ہے کہ ہائی ویز اتھارٹی از خود اس تجاوز کو ختم کر سکتی ہے اور اس ناجائز تجاوز کو ختم کرنے میں اور اس میٹریل کو سٹور کرنے میں جو اخراجات ہائی ویز اتھارٹی کے آئیں - ان کو ناجائز تجاوز کرنے والے سے وصول کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ مقررہ مدت کے اندر ان اخراجات کی ادائیگی نہ کرے تو ہائی ویز اتھارٹی کا یہ اختیار پرنسپل آرڈیننس کے تحت موجود ہے کہ وہ اس میٹریل کو فروخت کر سکتی ہے اور جو اخراجات اس کو ہٹانے میں یا سٹور کرنے میں آئے ہوں - ان کو پورا کیا جا سکتا ہے - اگر پھر بھی وہ اخراجات پورے نہ ہوں تو بقایا جات کو بطور ایریر آف لینڈ ریونیو کے وصول کئے جا سکتے ہیں - پرنسپل آرڈیننس کے تحت نہ صرف یہ اختیارات حکومت کو حاصل ہیں - بلکہ ہائی ویز اتھارٹی کو حاصل ہیں اور یہاں تک پرنسپل آرڈیننس کی دفعات میں کہا گیا ہے کہ ہائی ویز اتھارٹی آرڈیننس 1959ء کی کسی پروویژن کی خلاف ورزی پر offender کو ایک سو روپیہ تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور اگر یہ پایا جائے کہ اس سے پہلے بھی یہ جرم کر چکا ہے تو وہ جرمانہ دو صد تک ہو سکتا ہے - اس کے ساتھ ہی عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ناجائز تجاوزات کرنے والے کو اس بات کی ہدایت دے کہ ایک مقرر میعاد کے اندر وہ اس ناجائز تجاوز کو ہٹا دے اور اگر اس مقررہ میعاد کے اندر اس ناجائز تجاوز کو نہ ہٹایا جائے تو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ اس پر continued offence کی حیثیت حاصل ہوگی اور سیکشن 291 کی definition کے مطابق اسے nuiasnce سمجھا جائے گا تو اس کے تحت اس کو prosecute کیا جائے گا۔

جناب والا ! میں نے بڑی تفصیل سے ان دفعات کا ذکر کیا ہے جو پرنسپل آرڈیننس میں اختیارات ہائی ویز اتھارٹی کو ناجائز تجاوزات کے سلسلے میں حاصل تھے - میں صرف ان دفعات کا ذکر کر رہا ہوں جن میں ترمیم کی جانا مقصود ہے - اور اگر کوئی اس قسم کا تنازعہ پیدا ہو جائے تو اس میں arbitration رکھی گئی ہے جو رولز کے مطابق ہے - جناب والا ! نہ صرف یہ کہ اس آرڈیننس کے تحت حکومت کے پاس ہائی ویز اتھارٹی کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ وہ اخراجات جو اس میٹریل اور اس ناجائز تجاوز کو ہٹانے کے لئے خرچ کرنے پڑی یا ان کو سٹور کرنے پر خرچ کرنے پڑی اس کے لئے بھی سرٹیفکیٹ ہائی ویز اتھارٹی کا کافی سمجھا جائے گا اور اس کے لئے نہ کسی arbitration fee کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی قانونی چارہ جوئی

کی ضرورت ہے - اور ہائی ویز اتھارٹی اس بات کی تصدیق کرے گی کہ اس تجاوز کو ہٹانے پر اتنے اخراجات آئے ہیں یا اس کو سٹور کرنے کے لئے اتنے اخراجات آئے ہیں اور وہ سرٹیفیکیٹ نوٹس آف ڈیمانڈ کے ساتھ جاری کر دیا جائے گا۔ اس امر کے لئے وہ کافی سمجھا جائے گا کہ یہ رقم اس شخص کے ذمہ واجب الادا ہے جس نے ناجائز تجاوز کی ہوگی - یہ اختیارت پرنسپل آرڈیننس کے تحت ہائی ویز اتھارٹی کے پاس موجود ہیں - لیکن ان اختیارات کے ہونے کے باوجود آج تک اس حکومت کے دور میں ناجائز تجاوزات میں جس تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا ہے - اس سے قبل اس کی کوئی مثال نہیں ملتی - اس کی وجوہات کیا ہیں جب کہ ہمارے پاس ایک قانون موجود ہے - جس میں مناسب اختیارات اور کافی اختیارات ہائی ویز اتھارٹی کو حاصل ہیں - کیا میرے دوست سید تابش الوری کی یہ بات درست نہیں کہ ان ناجائز تجاوزات کے پیچھے حکومت کا ہاتھ ہے ؟ کیا ان کا کہنا درست نہیں کہ حکومت چند لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ناجائز طور پر ناجائز تجاوزات کے لئے حوصلہ افزائی کرتی رہی ہے ؟ ورنہ اور کوئی دوسری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے - اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر انہیں اس بات کی جرأت ہونی چاہئے کہ وہ برملا اس ایوان میں تسلیم کریں کہ حکومت نا اہل تھی - اس لئے ان تجاوزات کو کنٹرول نہیں کر سکی ہے - صورت حال یہ ہے کہ ناجائز تجاوزات میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور حکومت کی طرف سے بار بار اعلانات آتے ہیں کہ ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں گے - لیکن اس قانون کے تحت جو کہ حکومت کے پاس موجود تھا - آج تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے - جناب والا ! ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اگر ہائی ویز اتھارٹی اس قانون پر صحیح طور پر عمل کرتی اور ہائی ویز اتھارٹی اپنے اہلکاران کو صحیح طور پر استعمال کرتی ، تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ ناجائز تجاوزات کی روک تھام نہ کر لی جاتی اور ناجائز تجاوزات میں اضافہ نہ ہوتا - اب اپنے ان فعلوں پر جو کہ ہائی ویز اتھارٹی کے افیسران کرتے تھے - انہوں نے ایک نیا بہانہ بنایا ہے کہ ہمارے پاس ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کے اختیارات موجود نہیں ہیں ، حالانکہ ہر بات ریکارڈ کے مطابق درست نہیں ہے - جناب والا ! اس بنا پر میرے دوست سید تابش الوری صاحب نے یہ دعویٰ کیا تھا - ہم نے اس بات کی اگر مخالفت کی ہے کہ ترمیمی بل میں جو اختیارات ہائی ویز اتھارٹی کو دیئے جا رہے ہیں - اس بنا پر ہم اس بات

کی مخالفت نہیں کرتے ہیں کہ ہم ناجائز تجاوزات کو ہٹانا نہیں چاہتے ہیں - بلکہ اس بنا پر مخالفت کر رہے ہیں کہ ان کے پاس پہلے سے اختیارات موجود ہیں اور اب جو اختیارات دیئے جا رہے ہیں ، وہ نامناسب اور غیر ضروری ہیں - ہماری تنقید کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے - جناب والا ! اب اگر آپ اس امر کو ملاحظہ فرمائیں کہ جو اختیارات اس بل کے ذریعہ دیئے جانے مقصود ہیں - کیا ان کے لئے کوئی جواز ہمارے پاس موجود ہے - کیا وہ متوازن اور مناسب اختیارات ہیں جو کہ ہائی ویز اتھارٹی کو دیئے جا رہے ہیں ؟ میرا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اختیارات نہ تو متوازن ہیں اور نہ مناسب ہیں . اس لئے کہ جوں جوں معاشرہ تہذیب کی طرف قدم بڑھاتا ہے اور تہذیب کی منازل طے کرتا ہے اسی لحاظ سے شہریوں کے حقوق میں اضافہ ہوتا ہے - اور جنگل کے قوانین کا خاتمہ ہونا شروع ہو جاتا ہے - جناب والا ! قانون سازی اس وقت کی حکومت کے ذہن کی عکاسی کرتی ہے کہ اس وقت کی حکومت کی کیا سوچ تھی اور کس قدر تھی - ہمارے پاس ہائی ویز اتھارٹی آرڈیننس 1959 موجود ہے اس میں وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے - کچھ اختیارات متعین کئے گئے ہے - لیکن آج ہم کئی سالوں کے بعد بجائے اس کے کہ ہم اپنے شہریوں کے حقوق کو تسلیم کرتے اور اس قانون سازی کے ذریعہ سے اس بات کا اعادہ کرتے کہ ہم تہذیب کی طرف قدم آگے بڑھائیں گے ہم اس قانون کے ذریعہ سے یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ ہمارا قدم پیچھے کی طرف ہے اس لئے کہ اس میں یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ پراپرٹی کا تحفظ کیپیٹلسٹ سوسائٹی کی سوچ ہے اور چونکہ موجودہ حکومت ایک سوشلسٹ اکانومی پر یقین رکھتی ہے - اس لئے پراپرٹی کے تحفظ کے متعلق اس میں کلاز کو حذف کرنے کی کوشش کی گئی ہے - اور اس میں واضح طور پر یہ کلاز حذف کی ہے - جس میں کہا گیا تھا کہ ہائی ویز اتھارٹی کو اس امر کا اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی ہائی وے کے نیچے - درمیان میں سے یا اوپر کسی قسم کی کوئی ٹیلیفون واٹر یا کیبل یا کسی بھی قسم کا کوئی کھال یا پائپ بچھانے کے لئے جو کارروائی کرے گا اس سے انہیں یہ اختیار حاصل ہے بشرطیکہ وہ اس سے ملحقہ زمین کے مالک جو کہ ہائی ویز اتھارٹی کے اندر آئی ہو کو نوٹس دے دیں ، اور اس قسم کے nuisance ضروری وقت سے زائد جاری نہیں ہوتے ہیں - اگر ایسا کرتے ہوئے کسی ایسے زمین کے مالک یا مکان کے مالک کا کوئی نقصان ہوا ہو تو اس کا معاوضہ ہائی ویز اتھارٹی اس کو ادا کرے گی -

جناب والا ! اس ترمیمی بل کے ذریعہ سے اس کلاز کو ختم کیا جا رہا ہے - اس سے غالباً یہ سوچا گیا ہے کہ ہم پراپرٹی کے تصور کو ختم کرنا چاہتے ہیں - لیکن جناب والا! کیا اس ترمیم کے لانے سے یا اس کلاز کے لانے سے اس تصور کو ختم کیا جا رہا ہے - یا وہ آئین جس کا دعویٰ روز کیا جاتا ہے کہ اس ملک کو پہلی دفعہ اس عوامی حکومت نے ایک جمہوری آئین دیا تھا - اس کے بنیادی حقوق کو violate کیا جا رہا ہے - کیا اس آئین کے تحت ہر شہری کو اختیار نہیں دیا گیا ہے جس کے لئے آج یہ پروویژن لائی جا رہی ہے یا اس کا حوالہ دیا جا رہا ہے - مجھے افسوس ہے کہ موجودہ حکومت نے اس امر پر غور نہیں کیا ہے ورنہ اس کو اس پروویژن کے اڑانے کی ضرورت نہیں تھی - کیا وہ چاہتے کہ یہ nuisance جسے ہائی ویز اتھارٹی کا محکمہ جتنا عرصہ چاہے وہاں پڑی رہے - اور اس کو کرنے کے لئے اس پر کوئی قدغن یا کوئی پابندی نہ لگائی جائے ؟ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہائی ویز اتھارٹی کا کوئی نا اہل آفیسر بلا وجہ نا جائز طور پر کسی کی زمین یا مکان جو اس سے ملحقہ ہو وہ اس کو ایسا کرتے ہوئے نقصان پہنچا دے وہ اس کے معاوضے کا حقدار نہیں ہے ؟ کیا وہ چاہتے ہیں کہ انہیں اس بات کا نوٹس بھی نہ دیا جائے کہ وہاں پر ہائی ویز اتھارٹی اس قسم کا erection کرنا چاہتی ہے - یا کھال وغیرہ نکالنا چاہتی ہے - یا کوئی پائپ بچھانا چاہتی ہے یا کوئی واٹر وہاں سے گزارنا چاہتی ہے - اس امر کے لئے انہیں اس مکان میں داخل ہونا پڑے گا - یا اس زمین میں داخل ہونا پڑے گا - یا اس میں سامان یا میٹریل اکٹھا کرنا پڑے گا ؟ جناب والا ! یہ جو پروویژن اڑائی گئی ہے کیا یہ ان اغراض و مقاصد کے لئے کی گئی ہے جو کہ اس ترمیمی بل کو لانے کے لئے پیش کئے گئے ہیں - اس ترمیمی بل کے اغراض و مقاصد تو یہ بیان کئے گئے ہیں کہ وہ ناجائز تجاوزات کو دور کرنے کے لئے پیدائشی نقائص جو کہ اس آرڈیننس میں موجود تھے ان کو دور کرنا چاہتے ہیں - لیکن اس پروویژن کے لانے سے کیا ان کا مقصد ان ناجائز تجاوزات کو دور کرنا ، پارکوں کی ذاتی ملکیت کو ناجائز نقصان پہنچانا ہے اور بغیر کسی پابندی کے - کیا اس لئے شہریوں کے حقوق میں اضافہ ہوا ہے - یا ان کو ایک جنگل کا قانون کہا گیا ہے - میں مانتا ہوں اور اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ وقت کے ساتھ ضروریات بھی تبدیل ہوئیں اور وقت بھی شاید تیزی سے گزرے گا - میں مانتا ہوں کہ جس کے لئے پہلے نوٹس کی میعاد 30 دن کی تھی ممکن ہے آج اس کے لئے تین دن کے نوٹس کی ضرورت ہو - اس

لئے کہ چیزیں تیزی سے move کر رہی ہیں ، لیکن یہ کہنا کہ نوٹس کی ضرورت ہی نہیں ہے - یہ کہاں کا انصاف ہے جس کا دعویٰ اس بل کے لانے میں کیا گیا ہے -

جناب والا ! اس بل میں ایسی پروویژنز رکھی گئی ہیں جن سے صحیح طور پر ان بنیادی حقوق کی نفی ہوتی ہے جس کا آئین میں تحفظ دیا گیا ہے - جناب والا ! نہ صرف یہ بلکہ حکومت غلط طور پر یہ سمجھتی ہے کہ اگر کسی جرم کی سزا میں اضافہ کر دیا جائے - تو شاید وہ جرم رک جاتا ہے - حالانکہ ہائی ویز اتھارٹی کو پورے اختیار دئے گئے ہیں کہ قطعاً کوئی آدمی ناجائز تجاوزات میں ملوث نہ ہو - آج اس کی بجائے اس قسم کا ایک ظالمانہ قانون لانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ہے - آپ کے اپنے آفیسرز صرف اپنی نا اہلی کی وجہ سے اور کرپشن کی وجہ سے ان ناجائز تجاوزات میں اضافے کا باعث بنے ہیں اور آج ان ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کا نام لے کر ایک ایسا قانون لانا چاہتے ہیں جو کہ ظالمانہ قانون ہے - ہمارا تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ اس میں آپ کو حالات کو بدلنا پڑتا ہے - objective conditions کے مطابق آپ کو قانون بنانا پڑتا ہے - میرا آج بھی یہ دعویٰ ہے کہ اگر واقعی حکومت ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اور خلوص دل سے ارادہ رکھتی ہے تو آپ آج ہی کسی ایکس - ای - این کو کسی ایک ایریا کا انچارج ذمہ دار بنا دیں اور اسے کہیں کہ اگر آپ کے ایریا میں کوئی ناجائز تجاوز ہوا - تو آپ اس کے ذمہ دار قرار پائیں گے - کوئی بھی ناجائز تجاوز نہ ہو گا - صرف ایک پروویژن کے لانے سے کیوں آپ عوام کو بلا وجہ اس بھٹی میں ڈال رہے ہیں ، اور اگر کوئی ناجائز تجاوزات ہوئے ہیں تو آپ کے پاس قانون موجود ہیں ، اس قانون سازی کا ترمیمی بل جو کہ آج اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے - اس کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہے - کیا آپ اس کو کوئی متوازن یا مناسب قانون کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کوئی exhaustive provisions ہیں جن میں عوام کے حقوق کا کوئی تحفظ کیا گیا ہو ؟ آج آپ ان ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کے نام سے ایک ایسا بل لانا چاہتے ہیں جو کہ ظالمانہ ہے اور ہمارے معاشرے کے ذہن کی عکاسی نہیں کرتا - جناب والا - ہمارا اور کچھ لوگوں کا یہی خیال تھا کہ صرف پولیٹیکل معاملات میں حکومت کی سوچ خاص طور پر اس طرح جاتی ہے کہ اس قسم کی قانون سازی کی جائے - لیکن جناب والا ! اس قانون سازی سے اس حکومت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کا trend of mind یہ ہے کہ وہ

قانون سازی کرتے وقت قطعاً یہ نہیں سوچتی کہ ان کے bureaucrats نے جو تجاویز ان کو بھیجی ہیں ان میں کہاں تک حقیقت ہے۔ اگر جناب والا ! انہوں نے اس بات پر غور کیا ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ یہ قطعاً یہ قانون اس معاملے میں پیش نہ کرتے۔

جناب والا ! جہاں تک اس کے پرنسپلز کا تعلق ہے میں نے اس main point پر آپ کی وساطت سے ٹریژری بنچز کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ اور مجھے یہ توقع ہے کہ اگر واقعی وہ خلوص دل سے اس پر غور کریں گے تو یقیناً وہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہماری گزارشات بے جا نہ تھیں بلکہ ہم نے جتنی تنقید اس بل پر کی ہے وہ نہایت ہی تعمیری ہے اور اگر یہ واقعہ ہے کہ ہماری اس بل کے بارے میں تمام تعمیری تنقید اس شکل میں آتی ہے تو حکومت کو قطعاً کوئی حجاب نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ اس میں ایسی ترامیم جو کہ ظالمانہ ہوں اور جن کا کوئی جواز نہ ہو ان کو ختم کر دیں اور اس اس بل کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق دوبارہ لائیں۔

مسٹر سپیکر : وزیر خزانہ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ بات حقیقت ہے کہ ہمارے صوبہ کی راہوں اور شاہراہوں پر تجاوزات کا مسئلہ ایسی صورت اختیار کر گیا ہے کہ اس سے وسیع تر عوامی مفاد کو نقصان پہنچتا ہے۔ سڑکوں کے چوڑا کرنے میں یا عوام کی خاطر کوئی منصوبہ بنانے کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے یا حادثات کی صورت میں رونما ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے اس لئے حزب اختلاف بھی اس حد تک تنقید کرتی ہے اس ترمیمی بل کا مقصد ان تجاوزات کو ختم کرنا اور اس طرح سے ختم کرنا ہے کہ عوام کے مفاد میں ہو اور کسی خاص شخص کو کسی انتقامی کارروائی کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ اس لئے میں جناب والا کی وساطت سے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان اصولوں پر حزب اختلاف کو اتفاق ہو تو سیکنڈ ریڈنگ کرنے سے پہلے میں ان کو دعوت دیتا ہوں اور وزیر قانون اور متعلقہ وزیر جو متعلقہ محکمہ کے ہیں وہ قائد حزب اختلاف سے اور ان کے ساتھیوں سے مل کر جہاں تک اس کی تفصیلات کا تعلق ہے ہم باہمی گفتگو کے ذریعے اور افہام و تفہیم کے ذریعے انشاءاللہ اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ اس ترمیمی بل کی صورت اس قسم کی ہو جائے کہ جس سے وہ مقصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ پورا ہو

جائے۔ تو اس لئے میں جناب والا سے گذارش کرونگا کہ میری ان گذارشات کے بعد اور آپ کے اعلانات کے بعد ہمیں وقت دیا جائے کہ ہم یہ بات چیت کر سکیں تا کہ دوسری ریڈنگ میں ہم طے شدہ ترامیم اس ایوان میں لائیں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Speaker : The question is :-

> That the Punjab Highways (Amendment) Bill, 1976 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 7th January, 1977.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے۔

> کہ دی پنجاب ہائی ویز (امنڈمنٹ) بل 1976ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : آپ کو یاد ہے کہ پرسوں فاضل سینئر وزیر نے میرے چیمبر میں آ کر مجھ سے بات کی تھی اور میں نے ایوان میں بھی اس کا اظہار کیا تھا تو اب اس سلسلہ میں حزب اختلاف کے راہنما قائد حزب اختلاف چوہدری طالب حسین صاحب سے مشورہ کر کے سینئر وزیر نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ جمعۃ المبارک کو ساڑھے دس بجے اور ساڑھے بارہ بجے کے درمیان صوبہ میں آٹے کی سپلائی کی صورتحال اور اس کے متعلق جو مسائل ہوں گے ان پر بحث کی جائے گی۔

اب ایوان کی کارروائی 8 نومبر 1976ء بروز سوموار ساڑھے تین بجے بعد از دوپہر تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 8 نومبر 1976ء بروز سوموار ساڑھے تین بجے بعد از دوپہر تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اکیسواں اجلاس

سوموار ۔ 8 نومبر 1976ء

(دوشنبہ ۔ 15 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے تین بجے سہ پہر منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرنلی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ
كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴿١٥﴾
فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ
ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ﴿١٦﴾ ذَٰلِكَ
جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ﴿١٧﴾

[illegible]

اس سبا کے لیے ان کے مقام بود و باش میں ایک (زبردست) نشانی تھی ۔ باغوں کی ایک ایسی طرف ایک داہنی طرف (واقع تھا) ۔ اپنے پروردگار کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو (بھلا) تمہارے لیے رہنے کو یہ پاکیزہ شہر ہے اور (وہاں) بخشنے کو خدا ستر غفار ۔ (انہوں نے) شکر گزاری سے منہ پھیر لیا ۔ پس ہم نے ان پر زبردست سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں ان کے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جن کے پھل بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ بیریاں ۔ یہ ہم نے ان کو ان کی ناشکری کی سزا دی اور ہم سزا تو ناشکرے کو ہی دیا کرتے ہیں ۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے لہذا گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائی گئیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب کورم ہوگیا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع جہلم میں انسداد تپ دق کے کلینکوں کی تعداد

***6165 ۔ مرزا فضل حق** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع جہلم میں اس وقت انسداد تپ دق کے کتنے کلینک ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : اس وقت ضلع جہلم میں تپ دق کے دو کلینک ہیں جو کہ مندرجہ ذیل مقامات پر واقع ہیں :

(1) ٹی بی کلینک ۔ جہلم

(2) ٹی بی کلینک کھیوڑہ

ضلع جہلم میں محکمہ انسداد ملیریا پر صرف شدہ رقوم

***6166 ۔ مرزا فضل حق** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 73-1972ء و 74-1973ء کے دوران ضلع جہلم میں محکمہ انسداد ملیریا پر ہر سال علیحدہ علیحدہ کل کتنی رقم صرف کی گئی ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) :

سال	خرچ کردہ رقم
1972-73	4,92,102 روپے
1973-74	5,36,904 روپے

مسٹر سپیکر : چودھری منظور احمد ۔

سید تابش الوری : سوال نمبر 7073 ۔

مسٹر سپیکر : یہ ٹھیک نہیں جی ۔ ممبر متعلقہ موجود ہیں ۔ اس کے علاوہ ان کی طرف سے آپ کے پاس کوئی اتھارٹی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : ممبر صاحب موجود نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں پہلے بھی request کر چکا ہوں ۔ اس میں presumption یہ ہوتی ہے کہ جس ممبر کو وہ اتھارٹی دیتے ہیں He calls the number on his behalf if the member is not present, but if the honourable member does not have the authority, I would request him not to exercise it in the absence of the member.

درجہ سوم اور چہارم کے سرکاری ملازمین کو سروسز ہسپتال لاہور سے دوائیوں کی فراہمی

*7073 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ درجہ سوم اور چہارم کے سرکاری ملازمین کو سروسز ہسپتال لاہور سے دوائیاں حاصل کرنے میں کافی دشواری پیش آتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں سرکاری ملازمین کی سہولت کی خاطر کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) یہ درست نہیں ہے کبھی کبھار ایسی دوائیاں جو ہسپتال کے سٹاک میں موجود نہ ہوں ان کے لئے بازار سے خرید کر دینی پڑتی ہیں ۔ ورنہ عام طور پر مریضوں کو وقت پر دوائی دی جا رہی ہے ۔

(ب) ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ مریضوں کو ہر وقت صحیح ادویات مہیا کی جائیں حقیقت یہ ہے کہ سروسز ہسپتال میں آنے والے ہر مریض کو خصوصاً جو وارڈ میں داخل ہوں ۔ ان کو ہر قسم کی مہنگی سے مہنگی دوائیاں بھی ہسپتال سے دی جا رہی ہیں ۔ بیرونی مریضوں کو بھی ہر قسم کی دوائی دی جاتی ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے کہ جنرک سکیم کے نفاذ کے بعد ادویات کا معیار گر گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں اس کے بعد اپنی بات دوسرے ضمنی سوال میں کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : پھر میں اگلے سوال پر جا رہا ہوں ۔

No one is going to wait for that.

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ادویات خرید کر مہیا کی جاتی ہیں وہ سب سٹینڈرڈ ادویات ہوتی ہیں اور مریض اس سے پوری طرح استفادہ نہیں کر پاتا ۔ کیا حکومت اس چیز کا سد باب کرنے کے لئے تیار ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ آپ کا ایک الگ سوال ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ اسی سوال سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ ادویات ملتی ہیں یا نہیں ملتی ہیں ۔

Quality is not in question.

ڈاکٹروں کے جاری کردہ ووچروں پر مریضوں کو دوائیوں کی عدم فراہمی

*7074 ۔ **چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور کے ڈاکٹر صاحبان مریضوں کو بازار سے دوائیاں حاصل کرنے کے لئے دوا فروشوں کے نام ووچر جاری کرتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دوا فروش متذکرہ ووچروں پر گھٹیا فرموں کی دوائیاں مریضوں کو مہیا کرتے ہیں مگر حکومت

کو ووچر بھیجتے وقت ان پر اچھی فرموں کی دوائیاں ظاہر کرکے زائد قیمت وصول کرتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ دوا فروش اکثر اوقات متذکرہ ڈاکٹروں کے جاری شدہ ووچروں پر مریضوں کو دوائیاں مہیا کرنے سے انکار بھی کر دیتے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کا سدباب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) یہ درست ہے لیکن اب ایسا بہت کم کیا جاتا ہے ۔

(ب) اس کے متعلق کسی مریض سے شاذو نادر شکایت موصول ہوئی تو اس کا فوری طور پو خاطر خواہ تدارک کر دیا گیا ۔

(ج) بعض دوائیاں مقررہ دوا فروش کے پاس دستیاب نہیں ہوتیں ۔ لیکن ان کا فرض ہے کہ وہ مذکورہ دوائیاں بازار سے حاصل کرکے مریضوں کو مہیا کریں جو کہ کیا جا رہا ہے ۔

(د) حکومت کوشش کر رہی ہے کہ تمام ادویات مریضوں کو ہسپتال سے ہی مہیا کی جایا کریں اور کسی بھی دوائی کے لئے مریض کو دوا فروش کے پاس نہ جانا پڑے اس کے لئے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : Mr. Tahir Ahmad Shah your earlier supplementary can now be relevant to this question.

سپیکر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر کی یقین دہانی کرا سکیں گے کہ جو غیر معیاری ادویات ہسپتالوں میں فراہم کی جاتی ہیں اس کا کوئی سدباب کر سکیں گے ؟

وزیر صحت : جناب والا ! غیر معیاری ادویات کو چیک کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے ڈرگ ایکٹ نافذ کیا ہوا ہے جس کے تحت مینوفیکچرر کو اپنے لائسنس کی تجدید کرانا پڑتی ہے اور دوبارہ تجدید کرنے سے پہلے ان کے فیکٹری کے premises کو دیکھا جاتا ہے ۔ ان کی مشینری کو دیکھا جاتا

ہے - ان کے پاس جو لوگ کام کرنے والے ہیں ان کی اتھارٹی کو دیکھا جاتا ہے اس کے بعد ان کے لائسنس کی تجدید ہوتی ہے - اس طریقے سے بہت سے لوگ جو غیر معیاری ادویات تیار کر رہے تھے خود بخود اپنا بزنس wind up کرکے چلے گئے - اس وقت جو سینو فیکچرز کام کر رہے ہیں وہ معیاری ادویات فراہم کر رہے ہیں -

---

ٹی بی ہسپتال سرگودھا میں مریضوں کو ادویات کی فراہمی

*7152 - **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ٹی - بی ہسپتال سرگودھا میں یکم جنوری 1973ء تا 31 جنوری 1975ء کل کتنے اندرونی اور بیرونی مریضوں کا علاج کیا گیا اور کتنی رقم کے ادویات مریضوں کو دی گئیں ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : اندرونی مریضاں 1490
بیرونی مریضاں 38633
ادویات کی مالیت 2,91,341 روپے

ٹی - بی ہسپتالوں کا قیام

*7152 (الف) - **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت تپ دق کے سدباب کے لئے صوبہ میں آئندہ مزید ٹی - بی ہسپتال قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : جی ہاں - ہر ڈسٹرکٹ کوارٹر ہسپتال میں ایک ٹی-بی وارڈ مرحلہ وار پروگرام کے ماتحت بنایا گیا ہے - ایسے وارڈ اب تک گجرات - سیالکوٹ - گوجرانوالہ - جھنگ - میانوالی - مظفر گڑھ - ڈیرہ غازی خان - بہاولنگر اور رحیم یار خان میں کام کر رہے ہیں - جہلم میں ٹی - بی وارڈ کی عمارت تقریباً مکمل ہو چکی ہے - اور محکمہ تعمیرات اس عمارت کو محکمہ صحت کے حوالے کرنے ہی والا ہے جونہی محکمہ تعمیرات اس وارڈ کی عمارت محکمہ صحت کو منتقل کرے گا یہ وارڈ بھی کام شروع کر دے گا - اس کے لئے رواں مالی سال کے بجٹ میں رقم مختص ہو چکی ہے - رواں مالی سال کے دوران کیمبلپور میں ایسے ہی ایک وارڈ کی تعمیر کا کام

شروع ہو جائے گا۔ راولپنڈی ۔ شیخوپورہ ۔ لاہور ۔ لائلپور ۔ سرگودھا ۔ ملتان اور بہاولپور میں پہلے ہی ٹی بی ہسپتال/وارڈ موجود ہیں ۔ کیمبلپور میں وارڈ کی تعمیر کے بعد ہر ضلع میں تپدق کے علاج معالجے کی اندرونی مریضوں کے لئے بھی سہولتیں میسر ہو جائیں گی ۔

ملک محمد اعظم : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ جو ہسپتال قائم کئے گئے ہیں ان میں علاج معالجے کی بہتر سہولتیں مہیا کرنے کے لئے کیا اقدامات کیے گئے ہیں ؟

وزیر صحت : جناب والا ! حکومت اپنے وسائل کے مطابق صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں بہتر سہولتیں بہم پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جن مقامات پر ٹی بی وارڈ قائم ہیں ۔ کیا مریضوں کی تعداد کے مقابلہ میں ان میں وسعت بہت کم ہے اور کیا حکومت ایسا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ ان وارڈوں میں توسیع کی جائے ؟

وزیر صحت : جناب والا ! حکومت پنجسالہ منصوبہ کے تحت ان تمام وارڈوں کی توسیع کر رہی ہے ۔ اب اس وقت 32 بستروں پر مشتمل وارڈ تھے جسے ہم 100 بستروں تک پہنچائیں گے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ لائل پور کے ٹی بی ہسپتال میں اس وقت کتنے بیڈز ہیں ؟

وزیر صحت : نیا سوال کیا جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : یہ اس کے متعلق سوال ہے اس کا جواب آنا چاہیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کا ضمنی سوال کیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لائل پور شہر کے ٹی بی ہسپتال میں اس وقت کتنے بیڈز ہیں ؟

وزیر صحت : اس وقت 40 بیڈز ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! لائل پور شہر کی آبادی تقریباً 14 لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے ۔ کیا 40 بیڈز لائل پور شہر کی آبادی کے لئے کافی ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کا ضمنی سوال غیر متعلق ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت کی جانب سے ٹی-بی کے لئے اتنی کوشش کے باوجود ٹی-بی کے مریضوں میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی واقع ہو رہی ہے ۔ مجموعی طور پر کیا ہو رہا ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کے لئے ریزولیوشن لے آئیں ۔

وزیر صحت : اس موضوع پر ایک مکمل سوال موجود ہے میں اس کا جواب دوں گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میرے سوال کا جواب آنا چاہیے کیونکہ بد قسمتی سے آپ بھی لائل پور شہر سے تعلق رکھتے ہیں ۔

وزیر صحت : محترم رکن کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ لائل پور کے بستر بڑھائے جا رہے ہیں ۔

موضع جھیڑی خورد (سیالکوٹ) کے ہیلتھ انسپکٹر کی ڈیوٹی سے غیر حاضری

*7247 ۔ **چوہدری مشتاق احمد :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع جھیڑی خورد تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ کی ڈسپنسری میں ایک ہیلتھ انسپکٹر عرصہ تقریباً 7 سال سے متعین ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکور ہیلتھ انسپکٹر ہسپتال کے اوقات میں تھانہ تحصیل کے چکر لگاتا رہتا ہے اور اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر رہتا ہے جس سے مریضوں کو دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیلتھ انسپکٹر مذکورہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ڈاکٹروں کی تعیناتی

*7248 ۔ **چوھدری مشتاق احمد** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ نینان ہیلتھ سنٹر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ میں ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وہاں ڈاکٹروں کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) دیہی ہیلتھ سینٹر کوٹ نینان میں ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر دونوں نہیں ہیں ۔ لیکن تحصیل ہیڈکوارٹر شکرگڑھ میں ڈاکٹر موجود ہے ۔ لیکن لیڈی ڈاکٹر کی آسامی خالی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ جیسے ہی مزید ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر دستیاب ہوں گے ۔

میڈیکل کالج راولپنڈی میں طلباء و طالبات کی تعداد

*7401 ۔ **میاں منظور احمد موہل** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں امسال میڈیکل کالج کا اجراء ہو چکا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج میں طلباء و طالبات کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) راولپنڈی میڈیکل کالج کا اجراء سال 74-1973ء (تاریخ 18 ۔ مارچ 1974ء) کے دوران ہوا تھا ۔ پہلے اس کالج کو عارضی طور پر لائل پور میں کھولا گیا تھا ۔ 5 نومبر 1974ء سے اسے راولپنڈی منتقل کر دیا گیا ہے ۔

(ب) اس وقت طلباء اور طالبات کی تعداد حسب ذیل ہے :

طلباء	457
طالبات	98

سید ظاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ چونکہ ملک میں ڈاکٹروں کی اشد کمی ہے ۔کیا حکومت میڈیکل کالج راولپنڈی میں طلبا کی تعداد کو بڑھانے کا مزید ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت : فوری طور پر اضافے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر سول ہسپتال کھاریاں کے ڈاکٹر کے خلاف کارروائی

*7710 ۔ **رانا رب نواز لون** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صفدر حسین ولد سلطان احمد سکنہ کھوہار تحصیل کھاریاں ضلع گجرات آگ سے جھلسنے کی وجہ سے مورخہ 24 جنوری 1975ء کو تحصیل ہیڈ کوارٹر سول ہسپتال کھاریاں میں داخل ہوا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مریضوں کو سردی سے بچانے کے لئے سرکاری ہیٹر نصب ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اگر کوئی مریض مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹر انچارج کی اجازت کے بغیر ہیٹر استعمال کرے تو ڈاکٹر اسے 50 روپے جرمانہ کر دیتا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ جزو (الف) میں درج مریض نے سردی سے بچنے کے لئے مذکورہ ہیٹر استعمال کیا تھا جس کی وجہ سے مذکورہ ہسپتال کے ڈاکٹر غیور عالم نے اسے 50 روپے جرمانہ کیا اگر ایسا ہے تو یہ جرمانہ کس ضابطے کے تحت وصول کیا گیا ۔

(ھ) اگر مندرجہ بالا جرمانہ ڈاکٹر موصوف نے غیر قانونی طور پر وصول کیا تو کیا وزیر موصوف اس کے خلاف کارروائی کریں گے اور اگر قانونی طور پر وصول کیا تو وہ رقم حکومت کے کون سے کھاتہ میں جمع کرائی گئی اگر نہیں کی گئی تو کیوں ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ سردیوں میں وارڈ میں کوئلہ استعمال کیا جاتا ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) جی نہیں ۔

(ھ) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

قالین بافی مراکز میں مزدور بچوں کو معاوضہ کی عطائیگی

*7752 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی :** کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں قالین بافی کے مراکز میں جو مزدور کام کرتے ہیں ان میں اکثریت ایسے بچوں کی ہوتی ہے جن کی عمر 16 و 17 سال سے کم ہوتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کو معقول معاوضہ نہیں دیا جاتا اور ان کی صحت بحال رکھنے کی جانب کوئی توجہ نہیں دی جاتی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان بچوں کو معقول معاوضہ دلانے اور ان کی طبی دیکھ بھال کے سلسلے میں کوئی اقدام کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر محنت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔ قانون کے تحت 14 سال سے زائد عمر کے بچے فیکٹری میں کام کر سکتے ہیں ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ ملازمین کو معاوضہ قانون رائج الوقت کے تحت ادا کیا جاتا ہے اور ان کی طبی دیکھ بھال کے لئے قانون کے مطابق اقدام کئے جاتے ہیں ۔

(ج) جوابات جزو (الف) و (ب) کے پیش نظر اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : کیا یہ بات وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ قالین بافی کے مراکز کو بیگار کیمپوں کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے اور خاص طور پر لائل پور اور جھنگ میں اس کے خلاف ایک تحریک بھی جاری ہے ؟

وزیر صحت : 14 سال کی عمر کے بچوں کو کام کرنے کی اجازت ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

صوبہ میں تپ دق کی روک تھام

*7822 ۔ **بیگم ریحانہ سرور :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ میں تپ دق کے مریضوں میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت اس کی روک تھام کے سلسلے میں کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : حکومت کے پاس مکمل مناسب اعداد و شمار موجود نہیں ہیں ۔ اس لئے پورے وثوق سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صوبے میں تپ دق کے مریضوں میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں ۔ ویسے پچھلے پانچ سالوں میں صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں آنے والے مریضوں کے اعداد و شمار سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ تپ دق کے مریضوں میں کوئی اضافہ ہوا ہے ۔ ٹی بی کے علاج میں گذشتہ 20 سالوں میں جو آسانیاں پیدا ہوئی ہیں ۔ ان کی بنا پر جو کوئی مریض اپنا علاج اپنے گھر کرانا چاہتا ہو کرا سکتا ہے ۔ جو مریض اپنا علاج پرائیویٹ طور پر کراتے ہیں ان کے متعلق اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں ۔

جناب والا ! تپ دق ایک معاشی اور معاشرتی بیماری ہے ۔ اس کے پھیلنے کی وجوہات غربت اور بیروزگاری ہے ۔ ان میں کثیر آبادی کی غیر موزوں

رہائشی جگہ اور نامناسب خوراک ۔ ناخواندگی اور اس کے ساتھ حفظان صحت کے اصولوں سے ناواقفیت ہے ۔ عوامی حکومت ان مسائل سے پوری طرح باخبر ہے ۔ اور ان کا حل کرنے میں سرگرم عمل ہے ۔ عوامی حکومت جو کچھ اس سلسلے میں کر رہی ہے وہ محکمہ صحت تک محدود نہیں ہے ۔ جہاں تک محکمہ صحت کا تعلق ہے اس وقت صوبے میں تیرہ ٹیمیں کام کر رہی ہیں ۔ ہر ٹیم دس اسسٹنٹ اور ایک سینٹری انسپکٹر پر مشتمل ہے ۔ یہ ٹیمیں شہری اور دیہی آبادی میں ایک مقررہ پروگرام کے مطابق کام کرتی ہیں اور یہ ٹیمیں شہری اور دیہی آبادی میں پندرہ سال تک کے بچوں کو بی سی جی کے ٹیکے لگاتی ہیں ۔ گذشتہ پانچ سالوں میں 42 لاکھ افراد کو بی سی جی کے ٹیکے لگائے گئے ہیں ۔ یہ ٹیکہ تپ دق کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتا ہے ۔ اس پروگرام میں مزید وسعت کی جا رہی ہے تاکہ مستقبل قریب میں کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے یہ ٹیکہ نہ لگایا جائے ۔ تپ دق اب قابل علاج مرض ہے اور یہ سہل بھی ہے ۔ اور اس کا علاج گھر پر بھی کرایا جا سکتا ہے ۔ تپ دق کے مریضوں کو ان کے گھر پر علاج کرنے کے سلسلے میں جو متعدد اقدامات اٹھائے ہیں ان میں ٹی بی کلینک قائم کرنا ہے ۔ اس وقت صوبے میں 22 ٹی بی کلینک کام کر رہے ہیں ۔ یہ کلینک صوبے اور ڈسٹرکٹ ہسپتالوں اور میڈیکل کالجوں کے علاوہ ہیں ۔ رواں مالی سال میں دو مزید ٹی بی کلینک اور پانچ ٹی بی ہسپتالوں میں ٹی بی کے بیرونی مریضوں کے شعبہ جات قائم کئے جا رہے ہیں ۔ ان ٹی بی کلینکوں کے قیام سے مریضوں کو علاج معالجے کی مزید سہولتیں میسر آ جائیں گی ۔ یہ بات اب پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اگر تشخیص درست ہو اور علاج کی نگرانی کا بندوبست کیا جائے تو مریض کا علاج اس کے گھر سے نزدیک ترین عام ہسپتال ، ڈسپنسری ، دیہی مرکز صحت اور بنیادی مرکز صحت کے بیرونی مریض کے طور پر بھی کیا جا سکتا ہے ۔ اس مقصد کے لئے عالمی ادارہ صحت اور عالمی ادارہ اطفال کے تعاون سے ایک مرحلہ وار ضلعی پروگرام شروع کیا گیا ہے اور اب تک پنجاب کے 21 میں سے 17 اضلاع اس پروگرام کے تحت لائے جا چکے ہیں جن میں سے ہر ایک ضلع میں ایک ٹی بی کنٹرول سنٹر قائم کیا جا چکا ہے ۔ اس طرح تقریباً 200 طبی اداروں میں تپ دق کے علاج کی اضافی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں ۔

جناب والا ! جب مرض اس قدر بڑھ جائے کہ بیرونی شعبہ میں علاج تسلی بخش نہ ہو سکے ، ان حالات میں مریض کا ہسپتال میں داخلہ برائے اقامت علاج ضروری ہو جاتا ہے ۔ کچھ عرصہ پہلے تک صوبے میں دو ٹی بی ہسپتال تھے اور چار ہسپتال تھے اور چار ہسپتالوں میں ٹی بی وارڈ تھے ، ٹی بی ہسپتال

سرگودھا اور ساہلی ، ضلع راولپنڈی ، ٹی بی وارڈ میوہسپتال ، لاہور جنرل ہسپتال ، نشتر ہسپتال ملتان اور وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور تھے ۔ جن اضلاع میں یہ کچھ سہولت پہلے سے موجود نہ تھی ان میں ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت حکومت نے ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں 36 بستروں پر مشتمل ٹی بی وارڈ بنانے کا فیصلہ کیا ہے ۔ ایسے وارڈ اب تک 11 اضلاع میں قائم کئے جا چکے ہیں ۔ اس کے علاوہ ضلع شیخوپورہ میں 40 بستروں کا ایک ٹی بی ہسپتال قائم کیا گیا ہے ۔ اب صرف کیمبلپور ایسا ضلع ہے جہاں اقامتی مریضوں کے علاج کے لئے وارڈ نہیں اس وارڈ کی تعمیر کی منظوری دی جا چکی ہے اور رواں مالی سال میں اس کے لئے 10 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ مستقبل میں ایسے وارڈوں کی ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت 100 بستروں تک توسیع کر دی جائے گی ۔

جناب والا ! جیسے کہ میں پہلے بتا چکا ہوں ، تپ دق ایک معاشی اور معاشرتی بیماری ہے اور یہ غربت ، بے روزگاری اور ان سے پیدا شدہ مسائل سے پھیلتی ہے ۔ عوامی حکومت ان عوامل سے پوری طرح باخبر ہے اور ایسے متعدد اقدامات کئے جا رہے ہیں جن سے ان مسائل پر قابو پایا جا سکے ۔ ترقی یافتہ ممالک میں بھی اس بیماری پر انہیں اقدامات سے مؤثر قابو پایا گیا ہے ۔ حکومت نے ملک سے بے روزگاری دور کرنے کے لئے ملک میں اور بیرون ملک میں بھی متعدد اقدامات کئے ہیں ۔ ملک میں صنعتی ترقی پر بہت زیادہ زور دیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو مناسب روزگار کی سہولتیں میسر آسکیں ۔ ساتھ ہی حکومت نے زرعی اصلاحات کے ذریعے سابقہ مزارعین کو موروثہ زمینوں کا مالک بنا کر اور چھوٹے کاشتکاروں کا مالیہ معاف کرکے اور دیگر زرعی مراعات دے کر ان کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے بہت دور رس فیصلے کئے ہیں ۔ زرعی اجناس کی کم سے کم قیمت مقرر کرکے نہ صرف چھوٹے کاشتکار کو اس کی محنت اور پیداوار کے مناسب معاوضے کا بندوبست کیا ہے بلکہ پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھا کر معقول آمدنی حاصل کرنے کی ترغیب بھی دی ہے ۔ حکومت اب ایک جامع منصوبے کے تحت عوام کو فنی تربیت دینے کا بندوبست کر رہی ہے تاکہ وہ اندرون ملک اور دوست ممالک میں جا کر زیادہ سے زیادہ آمدنی کے مواقع حاصل کر سکیں ۔ اسی طرح حکومت ذرائع مواصلات کو بہتر بنا رہی ہے اور سڑکوں کا جال بچھا رہی ہے تاکہ لوگوں کو ایک طرف تو ملازمت اور کام کے مواقع حاصل ہوں اور دوسری طرف کاشتکار اپنی اجناس منڈیوں تک پہنچا کر بہتر قیمت حاصل کر سکیں ۔ جوں جوں عوام کی مالی حالت بہتر

ہوگی اور ان کی قیمت خرید میں اضافہ ہوگا وہ بہتر رہائش ، بہتر خوراک اور علاج کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں گے ۔

جناب والا ! پچھلی حکومتوں نے دیہی آبادی تو درکنار شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے بھی مناسب رہائشی سہولتوں کے لئے ماسوائے معدودے چند شہروں کے ، کوئی عملی اقدام نہ اٹھائے ۔ اس وقت صوبائی محکمہ صحت وفزیکل پلاننگ کی 86 سکیموں پر صوبے کے مختلف اضلاع میں کام ہو رہا ہے ۔ گزشتہ سال تک 50 ہزار رہائشی پلاٹ مہیا کیے گئے اور 3 ہزار سے زیادہ فلیٹ یا مکانات ان سکیموں کے تحت تکمیل ہوئے ۔ جب یہ سکیمیں 55 کروڑ روپے کے خرچ سے مکمل ہوں گی تو ایک لاکھ کے قریب خاندانوں کے لئے بہتر رہائشی سہولتیں مہیا ہو جائیں گی ۔ یہ سکیمیں نہ صرف ضلعی صدر مقاموں پر ہیں بلکہ تحصیل ہیڈ کوارٹروں اور ایسے دوسرے شہروں میں بھی ہیں جہاں پر شہری آبادی کا دباؤ ہے ۔ حکومت سرکاری ملازمین ، نیم سرکاری اداروں کے ملازمین اور صنعتی مزدوروں کی رہائش کے لئے جن سکیموں پر عمل کر رہی ہے وہ اس کے علاوہ ہیں ۔ اس سال کے آخر تک صرف صنعتی مزدوروں کو 8600 پلاٹ بلا معاوضہ دیے جائیں گے ۔ رہائشی سہولتوں کے معاملے میں دیہی علاقوں کو بھی عوامی حکومت نے نظر انداز نہیں کیا ۔ ایک اندازے کے مطابق دیہی علاقوں میں 12 لاکھ خاندانوں کے لئے رہائشی پلاٹوں کی ضرورت ہے ۔ ان میں سے اب تک تقریباً ساڑھے سات لاکھ مستحق افراد نے پلاٹوں کے لئے درخواستیں دی ہیں اور تقریباً سات لاکھ افراد کو 5/5 مرلے کے پلاٹ الاٹ کئے جا چکے ہیں اور ساڑھے پانچ لاکھ سے زائد افراد الاٹ شدہ پلاٹوں کا قبضہ بھی حاصل کر چکے ہیں ۔ ان پلاٹوں کے لئے حتی الوسع سرکاری زمین استعمال کی گئی ہے ، جہاں سرکاری زمین میسر نہ تھی وہاں زمین خریدی گئی اور گذشتہ سال زمین کی خریداری پر دو کروڑ روپے خرچ کئے گئے ۔ موجودہ مالی سال میں اس مد کے لئے تین کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔

عوام کو مناسب اور متوازن خوراک مہیا کرنے کے لئے بھی حکومت نے چند اقدامات کئے ہیں ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ! اگر کسی سوال کا جواب غیر متعلقہ ہو تو کیا اس سلسلہ میں آپ کو کوئی اختیار ہے ؟

مسٹر سپیکر : در اصل سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ تپ دق کی روک تھام کے لئے کیا اقدام کئے گئے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سوال فلیٹ بنانے سے کیا تعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ بتا رہے ہیں کہ تپ دق کی روک تھام کے لئے رہائش کا اچھا انتظام کیا گیا ہے تا کہ لوگ اچھی آب و ہوا میں اور روشنی کے ماحول میں رہ سکیں ۔

وزیر صحت : جناب والا ! چونکہ انہوں نے تپ دق کی روک تھام کے لئے اقدامات پوچھے ہیں اس لئے میں ایوان کی اطلاع کے لئے یہ بتا رہا ہوں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جی ہاں ، وزیر صحت درست فرما رہے ہیں ۔ میں نے یہی سوال پوچھا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! تپ دق کا علاج بڑا صبر آزما ہو گیا ہے - - - (قہقہے)

وزیر صحت : - - - ان میں گھی اور چاول کی ملوں کو قومی ملکیت میں لینا بھی شامل ہے ۔ اب عوام کو یہ اشیاء پاک و صاف اور ملاوٹ کے بغیر مہیا ہوتی ہیں ۔ گھی کی پیداوار میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے اور معیاری آٹا ڈپوؤں سے نسبتاً کم قیمت پر دستیاب ہے ۔ حکومت زراعت کے شعبے میں بھی بہت سے ایسے اقدام کر رہی ہے جن سے خوراک کی پیداوار میں اضافہ ہو گا تا کہ ملک اس سلسلے میں نہ صرف خود کفیل ہو بلکہ دوست ممالک کو بھی خوراک برآمد کر سکے ۔ جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں ، غیر متوازن اور کم خوراک تپ دق کے پھیلنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے ۔ اگر خوارک کم ہوگی بالخصوص اگر اس میں لحمیات اور چربی والے اجزا کی کمی ہو تو قوت مدافعت کم ہو جائے گی اور بیماری کے پھیلنے کے امکانات کئی گنا بڑھ جائیں گے ۔ اس کے ساتھ ہی علاج سے آفاقہ ہونے کی رفتار میں کمی واقع ہو گی اور مکمل صحت یابی کے امکانات کم ہوں گے ۔ ان مسائل کی اہمیت کو جانتے ہوئے موجودہ حکومت ہر طرح کے اقدام اٹھا رہی ہے جن سے نہ صرف ملک زرعی اجناس میں خود کفیل ہو بلکہ یہ عوام کو آسانی سے ضرورت کے مطابق ہوں ، جب کہ لحمیات کی کمی کو دور کرنے کے لئے مرغ بانی اور افزائش حیوانات پر بھی حکومت خصوصی توجہ دے رہی ہے اور اس

کے لئے علیحدہ ادارے قائم کئے گئے ہیں ۔ ان اقدامات سے نہ صرف گوشت ، انڈے اور دودھ کی اندرون ملک موجودہ کم یابی دور ہو گی بلکہ دوست ممالک کو بھی ان اشیاء کی برآمد بڑھائی جا سکتی ہے ۔ ان اقدامات کے لئے دوست ممالک سے گراں قدر امداد بھی حاصل ہوئی ہے ۔ زرعی اجناس کی ترقی کے لئے بہتر بیج اور کیمیائی کھاد کی با آسانی دستیابی کے لئے بھی حکومت نے علیحدہ ادارہ قائم کیا ہے اور کاشتکاروں کی بہبود کے لئے زرعی قرضہ جات دینے کا انتظام بھی کیا ہے ۔ ساتھ ہی پانی کا وافر اور بر وقت انتظام بھی کیا گیا ہے ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : اس ہنسی میں مجھے بھی شامل کر لیں ۔

وزیر صحت : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں بقیہ جواب ایوان کی میز پر رکھ دوں ۔

مسٹر سپیکر : کیا ابھی کافی تفصیل ہے ؟

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ اتنا طویل جواب ہے کہ اس سے خود فاضل ممبران تپ دق میں مبتلا ہو سکتے ہیں ۔ (قہقہہ)

وزیر صحت : جناب والا ! میں ڈاکٹر نہیں لیکن مجھے علم ہے کہ تپ دق دو اقسام کی ہوتی ہے ۔ ایک وہ جس میں لوگ جسمانی طور پر مبتلا ہوتے ہیں اور دوسری وہ جو ذہنی ہوتی ہے ۔ اگر کوئی شخص ذہنی طور پر تپ دق میں مبتلا ہے تو میں اس کی برین واشنگ کے لئے یہاں حاضر ہوں ۔ ۔ ۔ (قہقہہ)

سید تابش الوری : میرے خیال میں وزیر موصوف خود اس پر عمل فرما رہے ہیں ۔

وزیر صحت : جناب والا ! میں جلد ختم کر رہا ہوں ۔

جناب والا ! عوامی حکومت نے ملک میں تعلیم عام کرنے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھایا ہے ۔ دسویں جماعت تک تعلیم مفت کر دی ہے اور کالج کی تعلیم کے لئے گراں قدر رقوم وظیفے کے لئے مختص کی ہیں ۔ ان اقدامات سے ملک سے جہالت دور ہو گی اور حفظان صحت کے اصولوں سے واقفیت اور ان پر عمل کرنے سے نہ صرف تپ دق ، بلکہ دیگر متعدی امراض کے قلع

قمع میں مدد ملے گی ۔ تعلیم کے لئے موجودہ مالی سال میں عوامی حکومت نے صوبہ پنجاب میں ایک ارب چودہ کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے ۔ اس کے علاوہ تعلیم بالغاں کا بھی انتظام کیا گیا ہے ۔ یہ تمام اقدامات ایسے ہیں جن سے نہ صرف تپ دق بلکہ تمام دوسری بیماریوں کو ختم کرنے میں موثر مدد ملے گی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! میں وزیر صاحب کی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ میرے سوال کا جواب دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : میں باقی تمام وزراء سے گزارش کروں گی کہ وہ بھی اپنے جوابات اس طرح وضاحت سے دیا کریں تا کہ ضمنی سوال کرنے کی کوئی ضرورت ہی پیش نہ آئے ۔

سید طاہر احمد شاہ : ضمنی سوال ۔ جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے بڑی وضاحت کے ساتھ تپ دق کے انسداد کے متعلق فرمایا ہے اور اس میں حکومت کی پالیسیوں پر بھی بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ سوال کے جواب میں انہوں نے جتنے کارہائے نمایاں کا ذکر کیا ہے ' کیا وہ صرف پیپر ورک ہیں ' کیا صرف کاغذوں کی زینت ہیں یا عملی طور پر بھی فیلڈ میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں ؟

وزیر صحت : آنکھیں رکھنے والے تمام انسان انہیں دیکھ سکتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! عملی طور پر ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ کوئی ٹھوس نتائج برآمد نہیں ہو رہے ۔ یہ کاغذوں ، الماریوں ، دفاتر اور وزراء کے ٹیبلوں کی زینت بنے ہوئے ہیں ۔

وزیر صحت : جناب والا ! یہ ان کا مشاہدہ ہے یا ضمنی سوال ؟

چک نمبر 22 ۔ ڈبلیو ۔ بی وہاڑی میں پرائمری ہیلتھ سنٹر کی عمارت کی تعمیر

***7946 ۔ میاں خورشید انور :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال رواں کے بجٹ میں وہاڑی کے

چک نمبر 22 ڈبلیو - بی میں پرائمری ہیلتھ سنٹر کی عمارت تعمیر کرنے کے لئے رقم رکھی گئی ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سنٹر کی عمارت کی تعمیر کی کے لئے - چک مذکور میں مطلوبہ زمین مل چکی ہے -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں اب تک کیا کام ہوا ہے اور یہ سنٹر کب تک مکمل ہو جائے گا ؟

وزیر صحت - (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی ہاں۔ چک نمبر 22۔ ڈبلیو - بی میں ایک بنیادی مرکز صحت کی تعمیر کے لئے رقم مخصوص ہو چکی ہے -

(ب) جی ہاں -

(ج) اس مرکز کی تعمیر کا کام ستمبر 1976ء میں شروع ہو چکا ہے - توقع ہے کہ اگلے سال میں عمارت مکمل ہو جائے گی -

---

سول ہسپتال نوشہرہ و شاہ پور صدر میں ایکس رے پلانٹ کی تنصیب

*8331 - **ملک محمد اکرم اعوان** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سول ہسپتال نوشہرہ تحصیل خوشاب اور شاہ پور صدر میں کوئی لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں جس کی وجہ سے عوام کو علاج معالجہ کے لئے بڑی مشکلات کا سامنا ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت کہ مذکورہ ہسپتالوں میں ایکس رے پلانٹ نصب نہیں اور اس کے لئے مریضوں کو پچاس ساٹھ میل کا سفر طے کر کے سرگودھا جانا پڑتا ہے -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا

حکومت مذکورہ تکالیف کے ازالہ کے لئے کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتالوں میں ایکس رے پلانٹ نصب نہیں ہیں ۔ لیکن یہ درست نہیں کہ مریضوں کو پچاس ساٹھ میل کا سفر طے کر کے سرگودھا جانا پڑتا ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : کتنے میلوں کا سفر کر کے سرگودھا جانا پڑتا ہے یا سرگودھا نہیں جانا پڑتا ؟

وزیر صحت : سرگودھا کے راستے میں ہی دو مقامات ایسے ہیں جہاں پر ایکس رے پلانٹ نصب ہیں ۔ سرگودھا کے فاصلے کے بارے میں نہیں ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب وزیر موصوف نے تسلیم کیا ہے کہ وہاں ڈاکٹر اور ایکس رے پلانٹ نہیں ہے لیکن فرماتے ہیں کہ لوگوں کو تکلیف نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، اس طرح نہیں ۔ میں نے اس لئے آپ سے پہلے پوچھ لیا تھا ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ راستے میں کہیں ایکس رے پلانٹ ہیں ۔

وزیر صحت : میں عرض کرتا ہوں کہ مریضوں کو ساٹھ میل کا سفر طے کر کے سرگودھا نہیں جانا پڑتا ۔ بلکہ سول ہسپتال قائد آباد میں ایکس رے مشین موجود ہے ۔ جس سے مریض استفادہ کر رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ سول ہسپتال خوشاب میں ایکس رے کا بندوبست موجود ہے ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! اس وقت تک بھی وہاں لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے ۔ بلکہ نوشہرہ میں تو مرد ڈاکٹر بھی نہیں ہے ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اس کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر صحت : حضور والا ! اس کی وجہ ' پورے ملک میں ڈاکٹروں کی شدید قلت ہے اور میں نے بار ہا اس ایوان میں عرض کیا ہے کہ ہم ملک میں زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر تیار کرنے کے لئے پورے اقدامات کر رہے ہیں اور یہ

ہماری ہی حکومت کو فخر حاصل ہے کہ ہم نے تین سال میں میڈیکل کالج صرف پنجاب میں کھولے ہیں - جب ہم نے اقتدار سنبھالا تھا تو میڈیکل کالجوں میں ساڑھے چار سو سیٹیں تھیں جن کی تعداد بڑھا کر اٹھاڑہ سو کر دی ہے - تو اس رفتار سے ہم یہاں پر ڈاکٹر بنا رہے ہیں - ایک دو سال تک انشاء اللہ یقینی طور پر کمی دور ہو جائے گی -

ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر موصوف یہ بھی فرما دیں گے کہ وہاں ایکس رے پلانٹ لگانے کے لئے کب تک انتظام ہو جائے گا ؟

وزیر صحت : انشاء اللہ ، بہت جلد -

میڈیکل کالجوں میں داخلہ

*8415 . **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** - کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) سالہائے 73-1972ء 74-1973ء 75-1974ء اور 76-1975ء میں کتنے طلباء و طالبات کو صوبہ میں کون کون سے میڈیکل کالجوں میں داخلہ دیا گیا -

(ب) مذکورہ بالا طلباء و طالبات میں سے کتنے اہلیت کی بناء پر اور کتنے نامزدگی کے ذریعے داخل کئے گئے اور وہ کن کن اضلاع کے سکونتی تھے -

(ج) مذکورہ بالا طلباء و طالبات میں سے کتنے سیکنڈ ڈویژن یا تھرڈ ڈویژن ایف-ایس-سی تھے - ان کے نام - ولدیت اور سکونتی ضلع بتایا جائے اور انہیں کس نے نامزد کیا تھا -

(د) مذکورہ بالا طلباء و طالبات میں سے کتنے دیہاتی تھے اور کتنے شہری تھے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) تفصیل حسب ذیل ہے :-

نام کالج	1972-73ء		1973-74ء		1974-75		1975-76	
	طلباء	طالبات	طلباء	طالبات	طلباء	طالبات	طلباء	طلبات
1- کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج ۔ لاہور	196	4	192	10	243	25	251	25
2- نشتر میڈیکل کالج ۔ ملتان	196	4	194	13	235	28	239	29
3- قائد اعظم میڈیکل کالج ۔ بہاول پور	146	4	193	13	220	28	226	28
4- راولپنڈی میڈیکل کالج ۔ راولپنڈی	—	—	93	12	196	35	204	35
5- پنجاب میڈیکل کالج ۔ لائلپور	—	—	94	11	216	26	216	26
6- لاہور میڈیکل کالج ۔ لاہور	—	—	—	—	200	100	214	100

7- فاطمہ جناح میڈیکل کالج ۔ لاہور	—	71	—	85	—	119	—	121

P-17

(ب) ضلع وار تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ۔

(ج) تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ۔

(د) چونکہ ~~داخلہ بلا امتیاز شہری~~/دیہاتی ہوتا ہے ۔ لہذا ایسا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا ۔

تفصیلات بابت سوال نمبر 8415 جزو (ب) و (ج)

(ب) اہلیت کی بنا پر داخل شدہ طلباء و طالبات کی تفصیل بمعہ سکونتی اضلاع

نام ضلع	1972-73		1973-74		1974-75		1975-76	
	طلباء	طالبات	طلباء	طالبات	طلباء	طالبات	طلباء	طالبات
لاہور	87	22	191	56	258	122	288	124
راولپنڈی	26	10	34	22	126	69	112	52

شیخوپورہ	9	—	27	2	35	7	32	4
گوجرانوالہ	25	—	57	10	123	16	76	14
سیالکوٹ	15	2	39	6	72	8	63	13
گجرات	21	5	26	3	51	5	54	9
جہلم	12	1	20	6	37	10	45	13
کیمبلپور	4	3	15	1	21	5	29	3
لائلپور	41	4	83	8	176	29	151	28
جھنگ	10	—	27	3	35	9	70	15
سرگودھا	12	1	34	4	46	8	45	15
میانوالی	3	1	16	3	24	2	21	2
ساہیوال	20	4	45	5	79	10	77	17

ملتان	45	6	96	6	163	28	191	27
مظفر گڑھ	9	1	22	3	34	4	39	2
ڈیرہ غازی خان	12	3	19	1	38	7	23	2
بہاولپور	14	4	23	1	31	11	39	10
بہاولنگر	13	1	17	2	30	2	32	6
رحیم یار خان	8	2	14	2	29	6	48	8

نامزدگی کی بنا پر داخل ہونے والے طلباء و طالبات کی تفصیل جزو (ج) کے ساتھ دی گئی ہے ۔

(ج) مختلف ذیل نامزد طلباء و طالبات کے کوائف ۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور

سال	نام طالب علم	ولدیت	سکونتی	نامزدگی
1972-73	غلام احمد ملک	محمد اکبر ملک	جہلم	گورنر

1974-75	مقصود حیات خاں	سردار محمد حیات	کیمبلپور	چیف منسٹر
1975-76	فرح انور چیمہ	محمد افضل چیمہ	لائلپور	چیف منسٹر

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور

1975-76	فہیم باری	غلام باری سلیمی	لاہور	چیف منسٹر
	عامر اقبال	محمد اقبال	,,	چیف منسٹر
	شاہد امین	خواجہ امین اللہ	,,	چیف منسٹر
	عارف محمود علوی	ایف آر ایم علوی	,,	چیف منسٹر

مندرجہ بالا کوائف کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ہیں یہ سبھی سیکنڈ ڈویژن ایف ایس سی تھے۔تھرڈ ڈویژن ایف ایس سی پاس کوئی طالب علم اہلیت نامزدگی کی بنا پر داخل نہ ہوا اور نہ ہی آزاد کشمیر گورنمنٹ سے کوئی سیکنڈ ڈویژن یا تھرڈ ڈویژن طالب علم داخل ہوا ۔

نشتر میڈیکل کالج ملتان ۔

سال	نام طالب علم	ولدیت	سکونتی	نامزدگی
1972-73	شیر باز خان	محمد خان	آزاد کشمیر	آزاد کشمیر گورنمنٹ
	محمد نسیم	قاضی محمد شریف	,,	,, ,, ,,
1973-74	مس عذرا یار محمد	سردار یار محمد		مرکزی حکومت
	مس گلشن آرا ٹرالی	غلام احمد ٹرالی		,, ,,
	احمد خان	سلام خان	آزاد کشمیر	آزاد کشمیر گورنمنٹ
	محمد نقیب	محمد امیر گل	,,	,, ,, ,,
1974-75	منصور سکندر	نصیر محمد	ڈیرہ غازی خان	ضلع کی سیٹ
	جوہر علی خان	محمد تقی	آزاد کشمیر	آزاد کشمیر گورنمنٹ
	محمد نذیر خان	قوت خان	,,	,, ,, ,,

سال	نام طالب علم	ولدیت	سکونتی	نامزدگی
	جمال ناصر	شیخ رشید احمد		بلوچستان کی سیٹ
	زین الدین	سید حاجی عبدالصمد		,, ,,
1975-76	شوکت علی	ولایت علی		آزاد کشمیر گورنمنٹ
	محمد حنیف	علی حسین		,, ,, ,,
	رخسانہ یاسمین	چوہدری اللہ داد		,, ,, ,,
	دلربا سرور	غلام سرور		,, ,, ,,
	سائمہ نذیر ملک	نزیر ملک		,, ,, ,,
	جلال خان	آزاد خان		ڈیرہ غازی خان کی سیٹ
	محمد خان	دین محمد		,, ,, ,,

مندرجہ بالا طالب علم سیکنڈ ڈویژن ایف ایس سی میں کوئی تھرڈ ڈویژن طالب علم داخل نہ ہوا ۔

قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور

1972-73	نذیر احمد خان	فتح بہادر خان	پونچھ	آزاد کشمیر گورنمنٹ
	امیر علی	شعبان علی	ہنزہ	,, ,, ,,
	بہادر خان	خورشید	سوات	گورنر پنجاب
1973-74	جاوید یوسف	محمد یوسف	بالتستان	آزاد کشمیر گورنمنٹ
	ہارون رشید	سردار حبیب اللہ		
	شمشاد علی	ذوالفقار علی	گلگت	فیڈرل گورنمنٹ
	فدا علی	محمد فقیر ایمان	گلگت	فیڈرل گورنمنٹ
	امین الحق	سید اکرم خان	باجور	,, ,,
1974-75	مس میڑی	جے ایس ملک	کیمبلپور	جی ایچ کیو راولپنڈی
	محبوب چنی	فضل غنی	لاہور	گورنر پنجاب

سال	نام طالب علم	ولدیت	سکونتی	نامزدگی
	طارق محمود	عبدالصمد	سکردو	آزاد کشمیر گورنمنٹ
1975-76	محمد شفیق رحمان	ڈاکٹر جمیل الرحمان	بہاول پور	چیئرمین سلیکشن کمیٹی
	محمد پرویز	ڈاکٹر محمد فتح عالم	کیمبلپور	,, ,, ,,
	ملک نسیم اللہ خاں	ڈاکٹر عطاء اللہ	چنیوٹ	,, ,, ,,
	عبدالمتین	ڈاکٹر حاجی حبیب الرحمان	جھنگ	,, ,, ,,
	محمد طارق بشیر	ڈاکٹر نسیم چوھدری	ملتان	,, ,, ,,
	غلام عباس	تیمور خاں	گلگت	آزاد کشمیر گورنمنٹ
	مس مسرت جبین	عبدالعزیز	بہاول نگر	چیف منسٹر پنجاب

مندرجہ بالا طلباء و طالبات سبھی سیکنڈ ڈویژن ایف ایس سی میں ماسوائے جاوید یوسف ولد محمد یوسف جو کہ تھرڈ ڈویژن ایف ایس سی پاس ہے اور گورنمنٹ آزاد کشمیر کی طرف سے نامزد ہوا ۔

مندرجہ ذیل طلباء و طالبات جو کہ سیکنڈ ڈویژن ایف ایس سی پاس نہیں (reserved) ریزرو سیٹ پر داخلہ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور میں ملا۔

سال	نام طالب علم	ولدیت	سکونتی	نامزدگی
1974-75	عتیق الرحمان	ڈاکٹر عزیزالرحمان	ملتان	چیئرمین سلیکشن کمیٹی
1975-76	مس نسرین ناز	چوہدری عبدالغفور	بہاولپور	,, ,, ,,
	مس پروین مطلوب	صابر مطلوب علی	بہاولپور	,, ,, ,,
	طاہرہ پروین	ایم اے غفور قریشی	رحیم یار خان	,, ,, ,,

قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور

1973-74	ناہید اختر	ایم اے غفور قریشی	رحیم یار خان	چیئرمین سلیکشن کمیٹی
	ریحانہ حق	عبدالحق	بہاولپور	"

سال	نام طالب علم	ولدیت	سکونتی	نامزدگی	ڈویژن
	صابرہ بشیر	بشیر احمد	رحیم یار خان	چیئرمین سلیکشن کمیٹی	
	عابدہ علی اصغر	محمد علی اصغر	بہاولپور	,,	
	نزہت گل	محمد مجیدالدین	بہاولپور	,,	

مندرجہ بالا طلبا و طالبات سیکنڈ ڈویژن ایف ایس سی پاس تھے اور (Resered) ریزروسیٹ پر میرٹ پر داخلہ مل سکا۔

راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی مندرجہ ذیل طلبا و طالبات جو نامزد ہونے یا ریزروسیٹ پر داخل کئے۔

1974-75	انعام الحق	محمد اکرم خان	ساہیوال	چیف منسٹر	I
	حبیب اللہ	نبی بخش	گوجرانوالہ	,,	I
	غلام محی الدین	ڈوسوندھی	ملتان	,,	I
	طارق حمید		لائلپور	,,	I

نصیر اختر	شیخ فضل کریم	کیمبلپور	”	I	
سید اشتیاق علی شاہ	محمود علی شاہ	پنڈی	گورنر پنجاب	I	
مس نسرین رشید	رشید احمد	ساہیوال	”	I	
مس غزالہ فاروق	طارق عثمانی	راولپنڈی	”	II	
مس تحما راحت اسلم	کرنل محمد سلیم چوہدری		”	II	
جلیل یاسین	محمد یاسین	راولپنڈی	”	II	
نسرین ملک	منصب ڈار خان	راولپنڈی	”	II	1974-75
مظہر اقبال	دوست محمد شبلی	جہلم	”	III	
اشتیاق احمد	چوہدری تاج محمد	ملتان	”	I	
محمد یونس	عبدالحق	لائلپور	”	I	
سید اشتیاق حسین	سید علی اصغر شاہ	پنڈی	”	II	

سال	نام طالب علم	ولدیت	سکونتی	نامزدگی	ڈویژن
	محمد امتیاز منصور	محمد حنیف	پنڈی	,,	I
راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی					
1975-76	واصف علی عباسی	محمد الیاس	راولپنڈی	چیف منسٹر	II
	مس زر افشاں	محمد عیسیٰ	جہلم	چیف منسٹر	II
	زرین عیسیٰ	,,	,,	,,	,
	شاداب احمد بٹ	منظور احمد بٹ	پنڈی	چیف منسٹر	II
	عدنان کمال	لفٹننٹ کرنل ظفر اقبال		چیف منسٹر	ابھی تک رپورٹ نہیں کیا
پنجاب میڈیکل کالج لاہور					
1973-74	سہیل کریم	عبدالکریم قریشی	مظفر گڑھ	گورنر پنجاب	II

1974-75	مس شہلا چوہان	ڈاکٹر ایم اے چوہان	پنڈی	ڈاکٹر سیٹ	II
	مس عائشہ نذیر	ڈاکٹر ریاض نذیر	لاہور	,,	II
	اظہر علی نبی	ڈاکٹر آر اے نبی	لاہور	,,	II
	افضل علی سید	ڈاکٹر رمضان علی سید	لاہور	,,	II
	متی اللہ	ہدایت اللہ خان	پشاور	فیڈرل گورنمنٹ	II
	خورشید احمد خان	ڈاکٹر عظمت خان زیدی	پشاور	,,	II
	ارشد محمود	کمال دین	گلگت	,,	II
	سجاد حسین	غلام سہندی	ملتان	آزاد کشمیر گورنمنٹ	III
	سنوت نبی	غلام نبی چوہدری	لائلپور	گورنر پنجاب	II
	عبدالحد	محمد عزیزالدین	لاہور	گورنر پنجاب	II
	مصباح بدر	ڈاکٹر بدرالدین	بہاولپور	ڈاکٹر سیٹ	II

مہدی رضا	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ	گوجرانوالا	ڈاکٹر سیٹ	II
سید محسن حسین	سید شبیر حسین شاہ	بہاولپور	,,	II
طارق انور قدیر	ڈاکٹر ریاض قدیر	لاہور	,,	II
محمد انور خالد	ڈاکٹر محمد خالد	لائلپور	,,	II
سید عابد حسین	سید یسین شاہ	مظفر آباد	گورنمنٹ آزاد کشمیر	II
جاوید حسین	واحد حسین		فیڈرل گورنمنٹ	II
ایوب خان	قلیم خان	خیبر ایجنسی	,,	II
عبدالرشید	عبدالرحمان	خیبر ایجنسی	,,	II

لاہور میڈیکل کالج لاہور

1974-75	خالد امتیاز خان	محمد انور بلوچ	لائلپور	گورنر پنجاب	II
	سہیل اکرام	اکرام اللہ سلیمی	گوجرانوالہ	گورنر پنجاب	II

مس ثمینہ اختر	عبدالکریم	پشاور	گورنر پنجاب	II
مس طاہرہ سلام	عبدالسلام شبلی	لاہور	ڈاکٹر سیٹ	II
شبلی				
جاوید قطب	ڈاکٹر سرفراز قطب	کیمبلپور	ڈاکٹر سیٹ	II

لاہور میڈیکل کالج لاہور

1975-76

فرح حسین بخاری	سید وزیر حسین بخاری	لائلپور	چیف منسٹر	II
غلام صابر صابری	قطب الدین صابری	ساہیوال	ڈاکٹر سیٹ	II
مقصود الحق صدیقی	فضل حسین	گوجرانوالہ	ڈاکٹر سیٹ	II
مس مارتھر اصاریا	سجاد بلیو اصاریا	لاہور	ڈاکٹر سیٹ	II
عبدالحفیظ	عبدالغنی	راولپنڈی	ڈاکٹر سیٹ	II

	فرزانہ کوثر جبیں	محمد صادق	راولپنڈی	آرمی سیٹ	II
	مس شمع ڈین	ڈی ایم ڈین	ملتان	اقلیتی سیٹ	II
فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور					
1972-73	مس رضیہ غفور	خواجہ عبدالغفور	ملتان	گورنر پنجاب	II
1973-74	مس طاہرہ بتول	ممتاز احمد کاہلوں	سرگودھا	گورنر پنجاب	I
1974-75	مس قدسیہ نیازی	مولانا کوثر نیازی	پنڈی	گورنر پنجاب	III
	مس نوشین رشید	چوہدری محمد رشید	لائلپور	گورنر پنجاب	II
1975-76	مس زاہدہ یاسمین	محمد حفیظ	جہلم	آرمی سیٹ	II
	مس ثمینہ سرور	محمد سرور خان	گجرات	,,	II
	سمیرہ صادق	شیخ صادق	لاہور	سلیکشن کمیٹی	II

عالشمیز دانی	غلام یزدانی	لاہور	چیف منسٹر	II
خدیجہ الکبرہ	ڈاکٹر جی ایم شاہ	بہاولپور	ہائی کورٹ کے آرڈرز	II
شاہدہ پروین	ڈاکٹر جی ایم شاہ	بہاولپور	ہائی کورٹ کے آرڈرز	II
نسرین ناز	چوہدری عبدالغفور	بہاولپور	سلیکشن کمیٹی	II
پروین مطوب	صابر مطلوب خان	بہاولپور	,, ,,	II
ریحانہ حق	عبدالحق	بہاولپور	,, ,,	II
ناہید اختر	ایم اے غفور قریشی	رحیم یار خان	,, ,,	II
صابرہ بشیر	بشیر احمد	رحیم یار خان	,, ,,	II
عابدہ علی اصغر	علی اصغر	رحیم یار خان	,, ,,	II
طاہرہ بیگم	محمد شریف	رحیم یار خان	,, ,,	II
نزہت گل	ایم ایم خان	بہاولنگر	,, ,,	II

P-18

سرکاری ڈاکٹروں کا ملتان میں سیال کلینک اور ملتان کلینک میں پرائیوٹ طور پر کام کرنا

*8451 . **میاں مصطفیٰ ظفر** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان شہر میں سیال کلینک اور ملتان کلینک کے ناموں سے پرائیوٹ کلینک کام کر رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا ہر دو کلینک میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے سرکاری ڈاکٹر بھی کام کرتے ہیں اور وہاں پر مریضوں سے علاج معالجہ کے لئے بھاری فیس وصول کرتے ہیں ۔ ایسے ڈاکٹروں کے نام کیا ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر مریضوں کو سرکاری ہسپتال میں علاج کرانے کی بجائے ان کلینکوں میں علاج کرانے پر مجبور کرتے ہیں ۔

(د) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ڈاکٹر مذکور ان کلینکوں میں کام کرنے کے مجاز ہیں اور بھاری فیس وصول کر سکتے ہیں ۔ اگر ایسا نہیں تو کیا حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے ۔

(ہ) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کے سدباب کے لئے کوئی اقدام کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) محکمہ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے ۔ نشتر میڈیکل کالج کے تمام ڈاکٹروں نے لکھ کر دیا ہے کہ وہ کسی پرائیویٹ کلینک میں کام نہیں کر رہے ۔

(ج) محکمہ کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے ۔

(د) جزو (ب) کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی خصوصی نوعیت کا معاملہ حکومت کے نوٹس میں لایا جائے تو اس پر ضرور کارروائی کی جائے گی ۔

(ھ) حکومت نے سرکاری ڈاکٹروں کو قاعدہ کے اندر رہ کر پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے اور اس سلسلے میں ان سے باقاعدہ سرٹیفیکیٹ لیا ہوا ہے کہ وہ حکومت کے قاعدہ کے تحت پرائیویٹ پریکٹس کریں گے ۔

سینیارٹی کے مطابق ڈاکٹروں کی ترقی

*8591 ۔ **میاں مصطفیٰ ظفر** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹروں کی ترقی سینیارٹی کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے بسرطیکہ ڈاکٹر کوالیفیکیشن پوری کرتا ہو اور اس کی سالانہ رپورٹیں درست ہوں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا کسی اور وجہ سے ترقی کے لئے سینیارٹی نظر انداز کی جا سکتی ہے ۔

(ج) کیا موجودہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسروں ، میڈیکل سپرنٹنڈنٹوں ، ڈپٹی ڈائریکٹروں ، ڈائریکٹروں اور سیکرٹری ہیلتھ کی ترقیاں اور تقرریاں درست طور پر کی گئی ہیں ؟

وزیر صحت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی ہاں ۔ لیکن اگر ترقی بذریعہ "Selection on merit" کرنا مقصود ہو تو سینئر ڈاکٹر نظرانداز بھی کیا جا سکتا ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ جیسا کے جزو (الف) کے جواب میں وضاحت کی گئی ہے ۔ سینئر ڈاکٹر کو "selection on merit" کے اصول پر نظرانداز کیا جا سکتا ہے ۔ علاوہ ازیں اگر سینئر ڈاکٹر کے خلاف انضباطی کارروائی ہو رہی ہو یا اس کے خلاف کوئی مقدمہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کے ہاں درج ہو یا وہ بغیر اجازت ڈیوٹی سے غیر حاضر ہو تو اس کی ترقی روک دی جاتی ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ سیکرٹری اور ڈائریکٹر کی آسامیوں پر تقرری محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن حکومت پنجاب کرتا ہے ۔

سید تابش الوری : جز ''ج'' میں یہ پوچھا گیا ہے :

کیا موجودہ ہیلتھ افسروں ، میڈیکل سپرنٹنڈنٹوں ، ڈپٹی ڈائرکٹروں ، ڈائرکٹروں ، اور سیکرٹری ہیلتھ کی ترقیاں اور تقرریاں درست طور پر کی گئی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : جواب ہے "جی ہاں" ۔ وقفہ سوالات ختم ہوا ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ہسپتالوں میں مریضوں کو علاج کی سہولتیں

146 ۔ ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری 1975ء تا 31 ۔ دسمبر 1975ء صوبہ کے ہر ہسپتال میں کتنے اہاتی اور بیرونی مریضوں کو داخل کیا گیا ۔

(ب) مذکورہ ہسپتالوں میں مریضوں کو دوران علاج کس قسم کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں ۔ اور کیا غریب مریضوں کو خوراک مفت دی جاتی ہے ؟

وزیر صحت ۔ (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) پنجاب حکومت کے زیر انتظام ہسپتالوں میں یکم جنوری 1975ء تا 31 دسمبر 1975ء 252767 اہاتی اور 3261738 بیرونی مریضوں کو داخل کیا گیا ۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے :۔

نام ضلع	نام ہسپتال	اہاتی	بیرونی
1 ۔ کیمبلپور	1 ۔ کیمبلپور	2689	36971
	2 ۔ سول ہسپتال حضرو	289	17080
	3 ۔ زنانہ ہسپتال حضرو	51	8568
	4 ۔ سول ہسپتال فتح جنگ	355	10091

نام ضلع	نام ہسپتال	اہالی	بیرونی
	5 ۔ سول ہسپتال تلہ گنگ	612	15084
	6 ۔ سول ہسپتال پنڈی گھیب	321	10475
	7 ۔ سول ہسپتال حسن ابدال	230	25645
	8 ۔ زنانہ ہسپتال مکھڈ	—	816
	9 ۔ پولیس ہسپتال کیمبلپور	34	1400
2 ۔ راولپنڈی	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال راولپنڈی	3205	77075
	2 ۔ ٹی بی سینی ٹوریم سامبلی	1049	9081
	3 ۔ سول ہسپتال مری	1016	6081
	4 ۔ سول ہسپتال کہوٹہ	624	14489
	5 ۔ پولیس ہسپتال گوجر خان	10619	26688
	6 ۔ پولیس ہسپتال راولپنڈی	286	10770
	7 ۔ پولیس ٹریننگ کالج ہسپتال سہالہ	60	8361
	8 ۔ لارنس کالج ہسپتال گھوڑا گلی	413	18540
3 ۔ جہلم	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال جہلم	3890	46329
	2 ۔ زچہ بچہ ہسپتال جہلم	354	7539
	3 ۔ سول ہسپتال پنڈ دادن خان	575	10278
	4 ۔ سول ہسپتال چکوال	1768	21183
	5 ۔ پولیس ہسپتال جہلم	30	5745
	6 ۔ سالٹ مائنز ہسپتال کھیوڑہ	259	25416
	7 ۔ کول مائنز ہسپتال چوبا سیدن شاہ	121	5564
4 ۔ گجرات	1 ۔ عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات	4410	26174

	2 ۔ سول ہسپتال پھالیہ	1841	18896
	3 ۔ سول ہسپتال جلالپور جٹاں	8	5512
	4 ۔ سول ہسپتال منڈی بہاؤالدین	1132	14709
	5 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کھاریاں	620	3560
	6 ۔ پولیس ہسپتال گجرات	—	738
5 ۔ گوجرانوالہ	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ	4557	44741
	2 ۔ سول ہسپتال حافظ آباد	2312	36935
	3 ۔ سول ہسپتال وزیر آباد	644	22646
	4 ۔ پولیس ہسپتال گوجرانوالہ	212	5914
6 ۔ سیالکوٹ	1 ۔ علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ	7391	55501
	2 ۔ زچہ بچہ ہسپتال سیالکوٹ	1202	11705
	3 ۔ سول ہسپتال نارووال	1491	29526
	4 ۔ سول ہسپتال ڈسکہ	4898	30990
	5 ۔ سول ہسپتال ظفروال	185	6263
	6 ۔ سول ہسپتال شکرگڑھ	1512	27423
	7 ۔ سول ہسپتال پسرور	1554	20637
	8 ۔ پولیس ہسپتال سیالکوٹ	167	5142
7 ۔ شیخوپورہ	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال شیخوپورہ	3924	63331
	2 ۔ ٹی ۔ بی ہسپتال شیخوپورہ	277	—
	3 ۔ سول ہسپتال ننکانہ صاحب	556	9377
	4 ۔ پولیس ہسپتال شیخوپورہ	8	4022

نام ضلع	نام ہسپتال	اندرونی	بیرونی
8 ۔ لاہور	1 ۔ میو ہسپتال لاہور	45745	286002
	2 ۔ لاہور جنرل ہسپتال لاہور	10009	32114
	3 ۔ گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور	2313	13892
	4 ۔ لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور	10139	27000
	5 ۔ لیڈی ایجیسن ہسپتال لاہور	5935	24016
	6 ۔ ڈینٹل ہسپتال لاہور	—	25615
	7 ۔ سول ہسپتال چونیاں	607	18247
	8 ۔ سروسز ہسپتال لاہور	5916	384931
	9 ۔ پولیس ہسپتال قلعہ گوجر سنگھ	576	10241
	10 ۔ ستلج رینجر ہسپتال لاہور	182	4458
	11 ۔ قربان لائنز ہسپتال لاہور	100	5916
	12 ۔ پی سی فورٹ ہسپتال لاہور	—	415
9 ۔ میانوالی	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی	2655	33196
	2 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال عیسیٰ خیل	360	11438
	3 ۔ سول ہسپتال کالا باغ	366	9849
	4 ۔ سول ہسپتال کلور کوٹ	230	8821
	5 ۔ تحصیل ہسپتال بھکر	596	24576
	6 ۔ بھکر ہسپتال بھکر	—	3577
	7 ۔ پولیس ہسپتال میانوالی	12	438
10 ۔ سرگودھا	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سرگودھا	5619	48492
	2 ۔ گورنمنٹ مولا بخش ٹرسٹ ہسپتال سرگودھا	226	6606
	3 ۔ سول ہسپتال جوہر آباد	254	16393

	4 ۔ سول ہسپتال خوشاب	339	19213
	5 ۔ سول ہسپتال نوشہرہ	181	11752
	6 ۔ سول ہسپتال قائد آباد	714	14302
	7 ۔ سول ہسپتال بھلوال	402	17516
	8 ۔ سول ہسپتال شاہ پور	383	13837
	9 ۔ سول ہسپتال پھلروان	122	4015
	10 ۔ پولیس ہسپتال سرگودھا	349	5545
11 ۔ لائلپور	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لائلپور	6223	17531
	2 ۔ سول ہسپتال گوجرہ	4646	45530
	3 ۔ سول ہسپتال کمالیہ	717	31304
	4 ۔ سول ہسپتال جڑانوالہ	395	14758
	5 ۔ سول ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ	594	20031
	6 ۔ سول ہسپتال سمندری	562	14558
	7 ۔ سول ہسپتال تاندلیانوالہ	1820	17701
	8 ۔ پولیس ہسپتال لائلپور	56	2039
12 ۔ جھنگ	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ	3997	32158
	2 ۔ سول ہسپتال شورکوٹ	683	13181
	3 ۔ سول ہسپتال چنیوٹ	875	25336
	4 ۔ پولیس ہسپتال جھنگ	69	1458
13 ۔ ساہیوال	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ساہیوال	5086	42194
	2 ۔ سول ہسپتال پاکپٹن	869	14959
	3 ۔ سول ہسپتال چیچاوطنی	588	17892
	4 ۔ سول ہسپتال دیپالپور	630	29965

نام ضلع	نام ہسپتال	اہاتی	بیرونی
	5 ۔ سول ہسپتال اوکاڑہ	2237	28386
	6 ۔ پولیس ہسپتال ساہیوال	11	685
14 ۔ مظفر گڑھ	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال مظفر گڑھ	4235	34514
	2 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیہ	849	14810
	3 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال علی پور	568	22300
	4 ۔ پولیس ہسپتال مظفر گڑھ	69	2957
15 ۔ ملتان	1 ۔ سول ہسپتال ملتان	1328	27428
	2 ۔ سول ہسپتال خانیوال	1567	32854
	3 ۔ سول ہسپتال شجاع آباد	2964	22864
	4 ۔ سول ہسپتال میلسی	598	18524
	5 ۔ سول ہسپتال لودھراں	353	14519
	6 ۔ سول ہسپتال وہاڑی	605	27710
	7 ۔ سول ہسپتال کبیر والہ	579	16781
	8 ۔ سول ہسپتال میاں چنوں	459	44550
	9 ۔ سول ہسپتال جلال پور پیروالہ	955	9926
	10 ۔ سول ہسپتال کہروڑ پکا	370	11998
	11 ۔ نشتر ہسپتال	21674	156932
	12 ۔ پولیس ہسپتال ملتان	126	3455
16 ۔ ڈیرہ غازی خان	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈی جی خان	3935	51741
	2 ۔ سول ہسپتال فورٹ منرو	112	4766
	3 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال راجن پور	608	19183

	4 ۔ سول ہسپتال تونسہ	273	14110
	5 ۔ پولیس ہسپتال ڈی جی خان	72	6842
17 ۔ بہاولپور	1 ۔ بی ۔ وی ہسپتال بہاولپور	12408	89322
	2 ۔ جے ایف ہسپتال بہاولپور	387	6836
	3 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال احمد پور ایسٹ	1092	14728
	4 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال حاصلپور	490	15763
	5 ۔ پولیس ہسپتال بہاولپور	223	4955
18 ۔ بہاول نگر	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر	2781	40550
	2 ۔ ہیڈ کوارٹر ہسپتال چشتیاں	907	17072
	3 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہارون آباد	1185	28652
	4 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر فورٹ عباس	401	7970
	5 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال منچن آباد	755	20375
19 ۔ رحیم یار خان	1 ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال رحیم یار خان	4412	45966
	2 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صادق آباد	850	26865
	3 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال خانپور	1089	23479
	4 ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور	310	12001
	5 ۔ گورنمنٹ سید الطاف حسین آئی ہسپتال خانپور	214	2855

(ب) پنجاب حکومت کے زیر انتظام ہسپتالوں میں مریضوں کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں ۔ ادویات جو ہسپتالوں میں موجود ہوں ۔ ہر قسم کے تجزیہ اور تشخیصی سہولتیں

خوراک وغیرہ ۔ نادار مریضوں کو یہ سہولتیں مفت مہیا کی جاتی ہیں ۔ عوامی حکومت نے نادار مریضوں کو مفت خوراک دینے کے سلسلے میں ماہوار آمدنی 150 روپے سے بڑھا کر 400 روپے ماہوار کر دی ہے ۔ اور اب 400 روپے ماہوار تک آمدن والے لوگ بھی ہسپتالوں میں مفت خوراک لے سکیں گے ۔ اور اس طرح اب زیادہ آمدنی والے مریض حکومت کی اس پالیسی سے مستفید ہو سکیں گے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! میں دی پنجاب ڈویلپمنٹ آف سیٹیز بل 1976ء (مسودہ ، قانون نمبر 90 ، بابت 1976ء) پیش کردہ وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ حکومت پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ ، سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ڈویلپمنٹ آف سیٹیز بل 1976ء پیش کردہ وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ حکومت پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ ، سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست عبدالحفیظ کاردار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> Mr. A.H. Kadar, M.P.A rang up to say that he is not feeling well and will not be able to attend the Assembly Session from 8th to 12th November, 1976. Mr. Speaker may kindly allow leave for the above period.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سی ایوب خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سی ایوب خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> With due respect I beg to state that I am going to attend Advisory Council meeting at Islamabad on 8th November, 1976. Therefore request for grant of leave for one day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محترمہ سیدہ عابدہ حسین صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> I would request leave of absence of the House for the current session as I am shortly due for hospitalization.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری مشتاق احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری مشتاق احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> گذارش ہے کہ بندہ مورخہ 3-11-76 اور 4-11-76 کو بوجہ بخار نزلہ زکام وغیرہ اسمبلی کی کارروائی میں شرکت نہ کر سکا۔ از راہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> Due to ulceration and Inffuries in my stomach and colons I have been advised complete bed treatment for this month. Therefore, I will not be able to attend the current session starting from Ist November, 1976. I will be be obliged if leave is granted by the House.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مزنگ روڈ پر کھلے مین ہول میں ایک بچے کا گر کر ہلاک ہونا

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ یکم اکتوبر 1976ء کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں مزنگ روڈ پر ایل ۔ ڈی ۔ اے کی غفلت کی وجہ سے ایک کھلے مین ہول میں دو بچے گر کر ہلاک ہو گئے ۔ مزنگ روڈ کے مکینوں نے ایل ۔ ڈی ۔ اے کے حکام کو اس موت کے کنوئیں کو بند کرنے پر توجہ مبذول کروائی لیکن بار بار یاد دھانی کے باوجود متعلقہ حکام نے کوئی نوٹس نہ لیا ۔ اور بالآخر دو بچے اس کھلے مین ہول کی بھینٹ چڑھ گئے ۔ ایل ۔ ڈی ۔ اے کی اس مجرمانہ غفلت کی وجہ سے شہریان لاہور میں اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : جناب والا ! یہ خبر درست نہیں ہے کہ گزشتہ ماہ کے آخر میں مزنگ روڈ یا سمن آباد کے علاقہ میں کوئی بچہ کھلے مین ہول میں گر کر ہلاک ہو گیا تھا ۔ 22 ستمبر 1976ء کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ چلڈرن پارک سمن آباد کے کھلے مین ہول میں ایک چار سالہ بچہ عدنان گر کر ہلاک ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک تو مزنگ کے متعلق ہے ۔

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : جناب والا ! اسی کا جواب دے رہا ہوں ۔ اس پر سمن آباد کے پورے علاقہ کا معائنہ کیا گیا ۔ چلڈرن پارک میں سرے سے کوئی مین ہول موجود نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ اردگرد کے علاقوں میں کوئی کھلا مین ہول نہیں پایا گیا ۔ اس کے پیش نظر کسی بچے کے گرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ہلاک ہونے والے بچے کے والدین بھی اس مین ہول کی نشاندھی نہیں کر سکے جہاں ان کے بیان کے مطابق بچہ گر کر ہلاک ہوا تھا ۔ چنانچہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے ایک تردیدی بیان جاری کیا گیا جو 23 ستمبر کے "نوائے وقت" امروز "اور پاکستان ٹائمز" میں شائع ہو چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ مزنگ روڈ کے متعلق ہے ۔ سمن آباد نہیں ہے ۔

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : جناب والا ! آپ چودہ نمبر کے متعلق پوچھ رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : جی ۔ 14 نمبر ۔

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : میں اسی کا ہی جواب دے رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مگر سمن آباد تو دوسری جگہ پر ہے ۔

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : جناب والا ! مزنگ روڈ یا سمن آباد دونوں کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسا کوئی مین ہول موجود ہی نہیں ہے جس میں بچہ گرا ہوا اور اخبار میں بھی تردید کہہ رہے ہیں کہ ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! سمن آباد کے لئے وہ کہہ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں وہ دونوں کے لئے کہہ رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب یہ تو ایک خاص مین ہول کا واقعہ ہے ۔ مگر ہمارے ہاں یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اگر سمن آباد اور اس کے ارد گرد کوئی ایسا واقعہ پیش ہوا ہوتا تو کم از کم وزیر قانون یا مجھے تو معلوم ہوتا کیونکہ ہم دونوں ادھر رہتے ہیں اور پھر بڑا کہرام سا مچ گیا ہوتا ۔ ہم تو خود مزنگ روڈ پر رہتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ خبر بڑے نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ کھلے مین ہول کا مسئلہ پورے شہر کا مسئلہ ہے اور کسی ایک علاقہ کا مسئلہ نہیں ہے ۔ اور خود آپ کے علم میں بھی ایسے واقعات ہوں گے کہ مین ہول کھلے ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ گرتے رہتے ہیں ، ٹانگیں ٹوٹتی رہتی ہیں اور اس سلسلہ میں ایل ۔ ڈی ۔ اے اور کارپوریشن اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی ۔ اس لئے یقین دہانی یہ ہونی چاہئے کہ سروے کیا جا رہا ہے اور جہاں جہاں ایسی شکایات موصول ہو رہی ہیں وہاں حکومت اقدامات کر رہی ہے یا اقدامات کرنے کے لئے تیار ہے ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے پورا شہر متاثر ہے ۔ کسی ایک گلی یا ایک سڑک کا مسئلہ نہیں ہے پورے شہر کا مسئلہ ہے ۔ اس لئے حکومت کا یہ فرض ہے کہ اس کے لئے موثر اقدامات کا اعلان کرے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس سلسلے میں کچھ کر رہے ہیں ؟

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : جناب والا ! موثر اقدامات کئے جا رہے ہیں اور منصوبے کیا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the motion is not pressed.

صوبائی دارالحکومت میں میونسپل کارپوریشن کے زیر انصرام پارکوں اور پارکوں کی ناگفتہ بہ حالت

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث

لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 7 اکتوبر 1976ء کے ادارتی نوٹ کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں میونسپل کارپوریشن کے زیر انصرام باغات اور پارکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ کارپوریشن نے ان باغات اور پارکوں کی نگہداشت کے لئے تقریباً پانچ سو مالی اور نگہبان رکھے ہوئے ہیں اور تیس لاکھ روپے سے لے کر 52 لاکھ روپے تک کی رقم ان باغات کی مد میں خرچ کی جاتی ہے لیکن ان تمام امور سے باوجود لاہور کے پارک اور باغات کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ قومی سرمایہ کے اس ضیاع پر شہریان لاہور میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن نے اس سال باغات کی دیکھ بھال کے لئے مبلغ 35 لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ ایل۔ ڈی۔ اے کے تعاون سے پارک اور باغات کی بہتر نگہداشت کے لئے 17 اہم باغات 1.7.76 سے ایل۔ ڈی۔ اے کو منتقل کر دیے ہیں۔ ان میں مال روڈ سرکلر روڈ۔ شاد باغ سکیم۔ نیو مسلم ٹاؤن سکیم۔ شاہ جمال سکیم۔ لبرٹی مارکیٹ پارک۔ مین گلبرگ۔ گلبرگ روڈ۔ ریواز گارڈن اور سمن آباد کے باغات شامل ہیں۔ کارپوریشن کے باغات میں اس وقت تقریباً 350 مالی تعینات ہیں جو 64 باغات اور پارکوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ حال ہی میں ایک لاکھ روپے کی لاگت سے پارکوں میں بچوں کے کھیلوں کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ساڑھے تین لاکھ روپے کی مزید رقم رکھی گئی ہے۔ گذشتہ قیامت خیز بارشوں کی وجہ سے شہر کے اندرونی پارکوں اور باغات کی صحیح طور پر نگہداشت نہیں ہو سکی۔ موسم کے بہتر ہونے کے بعد کارپوریشن کے تمام پارکوں اور باغات کو ہنگامی بنیادوں پر مزید بہتر بنانے کی سعی کی جا رہی ہے موجودہ مالی سال میں مندرجہ بالا 64 پارکوں کے علاوہ 20 نئے پارک اور باغات کے منصوبہ جات کا کام ہو رہا ہے اور توقع ہے کہ اس سال کے آخر تک یہ تمام منصوبہ جات کا کام ہو رہا ہے اور توقع ہے کہ اس سال کے آخر تک یہ تمام منصوبہ جات پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔

مسٹر سپیکر : وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم ہنگامی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ خوشگوار اعلان ہے کہ انہوں نے اس اہم ضرورت کا اور شہر کے باغات کی ابتری کو تسلیم کرتے ہوئے

منصوبہ بندی کا اعلان کیا ہے لیکن اصل میں یہ میونسپل کارپوریشن اور ایل ۔ ڈی ۔ اے کی عمومی ذمہ داری ہے کہ جو عملہ اس کام پر متعین کیا گیا ہے وہ مسلسل اپنی کارکردگی کے ذریعہ باغات اور پارکوں کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنائے ۔ ایک طرف تو حکومت کروڑوں روپے کے خرچ سے شہر لاہور کو ایشیا کا خوب صورت ترین شہر بنانے کے دعوؤں میں مصروف ہے اور دوسری طرف پہلے سے جو شہر کی خوبصورتی موجود ہے اسے خود اس کے عملے کی غفلت کی وجہ سے غارت کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے یہ مسئلہ حکومت کی سنجیدہ توجہ کا مستحق ہے اور اس پر بجا طور پر اخبارات نے بھی اداریے نوٹ لکھے ہیں اور مطالبہ کیا ہے کہ حکومت اپنے عملے کو کام پر صحیح طور پر مامور کرے اور آئندہ کے لئے ایسے اقدامات کرے کہ ان باغات اور پارکوں کو نہ صرف خوبصورت بنایا جا سکے بلکہ ان کی نگہداشت معمول کے مطابق ہوتی رہے ۔

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : جناب والا ۔ میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح سے یہ چاہتے ہیں اس طرح سے انشاء اللہ بہتر انتظامات ہوں گے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, it is not pressed.

چوہدری طالب حسین : میری بھی تحاریک التوائے کار تھیں ۔

مسٹر سپیکر : نمبر 29، 31، 54، 66.....

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ جب فاضل لیڈر حزب اختلاف کوئی بات کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں ، تو فوری طور پر ان کا مائیک چالو نہیں کیا جاتا کیونکہ آپ کے ڈیسک اس میں حائل ہوتی ہے ۔ اور ہمیں سنائی نہیں دیتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں ، اس لئے اس کا بندوبست کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سیکرٹری صاحب اسے درست کروائیں ۔ ممبران کو شکایت ہے ۔ اچھا جی یہ 53، 54، 66 ہو چکی ہیں ۔

سید نابش الوری : میری بھی تحریک التوائے کار ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میری تحریک التوائے کار لائل پور میں واٹر ورکس کے متعلق ہے ۔ آپ نے اس کے متعلق وعدہ فرمایا تھا کہ یہ 8 تاریخ کو لیں گے ۔

Mr. Speaker : I am not sure about it. Let me first locate it.

اچھا جی یہ نمبر 38 ہے اس پر لکھا ہے ۔

I will take up on the 10th.

چوہدری طالب حسین : کل جناب والا ۔ اسمبلی کا اجلاس نہیں ہوگا یا کیا پوزیشن ہے ؟ ویسے نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : قائد حزب اختلاف پوچھتے ہیں کہ کل کیا پوزیشن ہے ۔

ڈاکٹر عبدالخالق : کل گزیٹڈ ہالیڈے ہے ۔ علامہ اقبال کا یوم پیدائش ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کہا ہے کہ کل نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ کیا اجلاس ہوگا :

Mr. Speaker : Then it will be off day.

وزیر خزانہ : جی ہاں ۔

وزیر بلدیات و ہاؤسنگ : جناب والا ۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب میرے پاس موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ کے پاس جواب موجود ہے تو اسے آج لے لیتے ہیں ۔

لائل پور کے شہریوں کو مضر صحت پانی کی سپلائی

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کیا جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وقت لاہور مورخہ 30 ستمبر 1976 کے مطابق لائل پور شہر میں کارخانہ بازار ، مندر گلی ، غلہ منڈی اور لکڑ منڈی کے دیگر علاقوں میں شہریوں کو جو پینے کا پانی مہیا کیا جا رہا ہے اس میں سے تقریباً ڈیڑھ انچ لمبے کیڑے نکل رہے ہیں اور یہ سلسلہ کئی روز سے جاری ہے ۔ شہر میں کھلے احتجاج کے باوجود واٹر ورکس کے انجینئر اور مقامی بلدیہ نے مضر

صحت پانی کے سلسلہ میں کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے عوام نے شیشے کی بوتلوں میں کیڑے بند کرکے محکمہ کے ذمہ دار افسروں کے سامنے پیش کئے ہیں لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی ہے ۔ افسران کی غفلت کی وجہ سے لائل پور کے چار شہری اس مضر صحت پانی سے ہلاک ہو گئے ہیں ۔ اس خوفناک صورت حال نے شہریوں میں اضطراب پیدا کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کا حلقہ نیابت ہے ۔ آپ نے بھی اخبار پر انحصار کیا ہے ۔

وزیر بلدیات : جناب والا ۔ صورت حال یہ ہے کہ کارخانہ بازار لائل پور میں ایک شخص مسمی محمد رفیق کا پرائیویٹ پائپ لیک ہو گیا تھا جو کہ نالی کے پانی کے ساتھ مل کر گندا ہو گیا تھا اور اس کی مٹی کی کھدائی پر یہ نقص پایا گیا ۔ جو یہ نقص شکایت کنندہ کی موجودگی میں ہی درست کر دیا گیا ہے ۔ جس کی اس نے تحریری طور پر تردید کر دی ہے اس میں بلدیہ کا کوئی قصور نہ تھا کیونکہ جو پائپ لیک ہوا تھا وہ پرائیویٹ تھا اور نیا پائپ بھی انہوں نے خود خریدا تھا ۔ باقی کسی بھی آبادی سے اس قسم کی کوئی شکایت نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی آدمی اس سے ہلاک ہوا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں ذاتی طور پر وثوق کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کے سامنے میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ درست ہے اور جو جواب وزیر موصوف نے دیا ہے ۔ وہ کارپوریشن والوں نے اپنی بد اعمالیوں اور بد انتظامیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تحریر کرکے بھیجا ہے اور وزیر موصوف نے یہ پیش کر دیا ہے ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پانی کو مصفا کے لئے لاکھوں روپے کے کلوریٹر حاصل کئے گئے ۔ اس کے علاوہ تالابوں کے لئے بلیچنگ پوڈر جو کہ روزانہ خریدا جاتا ہے وہ عملاً قطعی طور پر استعمال نہیں ہوتا ہے۔ آپ تحقیقات فرما لیں ۔ کوئی کمشن مقرر فرما لیں ۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں اور یہ بات ثابت کروں گا کہ جو کلوریٹرز خریدے گئے ہیں وہ استعمال نہیں ہوئے ہیں ۔ اس ہاؤس میں حکومتی پارٹی کے ممبر حلیم رضا صاحب ہیں جو کہ میونسپل ورکس کونسل کے ممبر ہیں اور ڈپٹی سپیکر مسٹر شمیم احمد خان صاحب ہیں جو کہ وہاں کے چیئرمین ہیں وہ بھی اس امر سے بخوبی واقف ہیں ۔ وہ میرے ان خیالات سے اتفاق کریں گے میں جو گزارشات کر رہا ہوں یہ عوام کے بہتر مفاد میں ہیں ۔ میں وزیر بلدیات کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں ۔

وزیر موصوف شریف آدمی ہیں - میں ان کی شرافت کا قائل ہوں ان کا احترام کرتا ہوں ، یہ ان کی آنکھوں میں بھی دھول جھونکنے کے مترادف ہے -

مسٹر سپیکر : ان کی آنکھوں میں کیوں دھول جھونک سکتا ہے ؟

سید ظاہر احمد شاہ : یہ حقائق پر پردہ پوشی ہے یہ بیوروکریسی کر رہی ہے -

وزیر بلدیات : جناب والا : یہ بد اعمالیاں اور بد انتظامیوں کی نشاندہی کریں میں انکوائری کرنے کے لئے تیار ہوں -

سید ظاہر احمد شاہ : جناب سپیکر : میری صرف گذارش یہ ہے کہ جو کارپوریشن نے جواب بھیجا ہے وہ اپنی بد اعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے بھیجا ہے -

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ آپ مجھے مل لیں اس کی مزید تحقیقات کرنے کے لئے بھی تیار ہوں -

وزیر بلدیات : جناب والا : انہوں نے بد اعمالیوں اور بد انتظامیوں کا فرمایا ہے - یہ ان کی نشاندہی کر دیں میں انکوائری کرانے کےلئے بھی تیار ہوں اور اگر اسے غلط ثابت کرتے ہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں -

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا : میں اس ایوان کے سامنے لائل پور کی بلدیہ کے اہلکاران اور آفسران کے خلاف یہ الزامات عائد کرتا ہوں کہ chlorination کے لئے پانی کو مصفیٰ کرنے کے لئے اور پانی کو صحت کے لئے بہتر بنانے کے لئے chlorination کا قطعی طور پر استعمال نہیں ہو رہا ہے -

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب : میں اس کو admit کرنے کے لئے بھی تیار ہوں مگر اس سے پہلے ایک - دو - باتیں سمجھنا چاہتا ہوں کہ کیا لائلپور میں آپ کے ٹینک میں اتنا پانی وافر ہوتا ہے کہ یہ کئی کئی دن spare پڑا رہتا ہے اور لائل پور کے لوگ اس پانی کو استعمال نہیں کرتے ؟

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا : میں اپنی اطلاع کے مطابق عرض کرتا ہوں کہ جو پانی عوام کو پینے کی غرض سے دیا جاتا ہے اگر اس کی

chlorination کی جائے تو وہ مصفی ہو جاتا ہے اور مضر صحت نہیں رہتا ۔ جناب والا ! آپ اس کے متعلق تحقیقات فرما لیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اپنی جگہ پر آپ کی بات صحیح ہے کیونکہ یہ ڈیڑھ انچ کیڑوں کی بات ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ بالکل درست ہے اور وزیر موصوف نے اس کو تسلیم بھی فرمایا ہے لیکن جناب والا ۔ انہوں نے یہ ایک individual شخص پر ڈال دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اس کا جواب تو انہوں نے یہ دیا ہے کہ کسی پرائیویٹ premises میں جو پائپ گزرہا تھا وہ leak کر رہا تھا اور جب اسے locate کیا گیا تو وہ گندے پانی سے mix up ہو رہا تھا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے میں اس کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ! وہاں پر نہر کا پانی سپلائی نہیں کیا جا رہا بلکہ وہاں ٹیوب ویل نصب ہیں اور انہی ٹیوب ویلوں کا پانی سپلائی کیا جا رہا ہے original tank سے پرانے شہر کو پانی سپلائی کیا جاتا ہے اور وہاں پر واقعی کئی کئی دن پانی پڑا رہتا ہے ۔ جناب والا ۔ پہلے بھی وزیر قانون نے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی کہ اخبار میں یہ خبر چھپی اور اس پر دلائل ہوئے لیکن یہ واقعہ غلط ثابت ہوا اور اب اس کے متعلق شاہ صاحب نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے ۔ لیکن اس کے متعلق بھی وزیر موصوف نے میونسپل کمیٹی یا بد عنوان افسروں کی رپورٹ کے مطابق اس ہاؤس میں بیان دیا ہے ۔ جناب والا ! میں ان مسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہر منسٹری کے پاس انفارمیشن افسر موجود ہے اور اخبارات کی کٹنگز ان کے پاس پہنچتی ہیں ۔ اگر یہ باتیں غلط پائی جاتی ہیں تو فوری طور پر اخبارات میں ان کی تردید آ جائے تاکہ بعد میں یہ نہ کہا جائے کہ اخبار میں یہ خبر چھپی تھی تب یہ مسئلہ ایوان میں زیر بحث آیا ۔ جناب والا ! یہ حکومت کی اپنی بہتری کے لئے ہے اور اسی لئے یہ انفارمیشنز اور یہ کٹنگز ان کو مہیا کی جاتی ہیں ۔

جہاں تک ہماری تحریک التوائے کار کا تعلق ہے اس میں جناب والا ! ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم حکومت کی توجہ ان مسائل کی جانب ان تحریک

ہائے التوائے کار کے ذریعے سے دلائیں تاکہ وہ چیزیں جو ان کے نوٹس میں نہ آئیں ان تحریک ہائے التوائے کار کے ذریعے ان کی توجہ مبذول کرائیں تاکہ یہ ایوان عوام کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر سکے ۔ اس لئے جناب والا ! ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ اس ایوان میں آ کر ان الزامات کی تردید کر دیں ۔ جو الزامات شاہ صاحب لگا رہے ہیں مجھے اعتماد ہے کہ وزیر موصوف نے نہایت خلوص سے یہ کہا ہے کہ وہ اس کی انکوائری کریں گے اور ہم اس چیز کو سراہتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ذمہ دار افسر کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں آپ کی اجازت سے وزیر موصوف کے علم میں یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میڈیکل ایسوی ایشن لائل پور کے کنسلٹنگ فزیشن حضرات نے لائل پور میونسپل کارپوریشن کے میونسپل افسر آف ہیلتھ کے سامنے یہ شکایت کی تھی کہ مضر صحت پانی مہیا کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو آپ کیڑوں کی بات کر رہے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وہ بھی تو مضر صحت میں آتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں یہ تحریک التوائے کار تو کیڑوں تک محدود ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں یہ استدعا کروں گا کہ وزیر اپنے ذرائع سے لائل پور سے از خود پانی کا نمونہ حاصل کر کے independent لیبارٹری سے ٹیسٹ کرا کے اس کا نتیجہ دیکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے آپ کو offer کیا ہے کہ آپ ان کو ملیں اور آپ ان کو بتائیں کہ what are the specific complaints. He is going to look into these complaints and give the proper relief.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا میری یہ تجویز مناسب نہیں ہے کہ وزیر موصوف independent ذرائع سے پانی کا نمونہ حاصل کر کے ایک independent لیبارٹری سے ٹیسٹ کروا لیں کہ کیا وہ پانی پینے کے لئے ٹھیک ہے ۔

وزیر بلدیات : جناب والا ! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے لیکن جناب والا ! شاہ صاحب نے میرے جواب کو چیلنج کیا ہے ۔ میں بھی

دوبارہ ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر بد اعمالیوں اور بد انتظامیوں کے بارے میں انکو کوئی شکایت ہے تو وہ نشاندہی کریں اور میں اس کی انکوائری کروانے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ یقین دہانی کرا رہے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : ٹھیک ہے جی ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) محصول جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب بھیدہ 1976

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۔

> کہ دی پنجاب اربن امووییبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈ امینڈ) بل 1976ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ بل اس ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ دستور کی آرٹیکل 115 کے تحت یہ ضروری ہے کہ ہر Money Bill کے لئے گورنمنٹ کی پیشگی منظوری حاصل کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : گورنمنٹ سے آپ کی کیا مراد ہے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کے لئے بھی definition موجود ہے ۔ میں آرٹیکل 115 کا حوالہ دے رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو آپ کی بات مان لی ہے ۔ اور وہ ضروری ہے مگر گورنمنٹ سے آپ کی کیا مراد ہے ؟

Syed Tabish Alwari :- Have you received consent of the Provincial Government for this purpose ?

مسٹر سپیکر : مگر آپ نے بغیر تصدیق کئے ہوئے یہ اعتراض کر دیا ۔

سید تابش الوری : ویسے تو جناب والا ! ہر بل گورنمنٹ کی طرف سے پیش ہوتا ہے اور اس کے لئے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کے لئے گورنمنٹ کی consent موجود ہے لیکن ہر Money Bill کے لئے گورنمنٹ کی علیحدہ consent ضروری ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر صاحب کے پاس consent موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں ۔ میرے پاس موجود ہے ۔

سید تابش الوری : اگر جناب والا ! یہ پڑھ کر ہمیں سنا دیں تو ہمیں قبول ہے ۔

Mr. Speaker :- The Chief Minister has done the required act.

Syed Tabish Alwari :- Under Article 115 ?

Mr. Speaker :- That is under Article 115. Otherwise he need not have written this.

یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی پنجاب اربن اموویبل پراپرٹی ٹیکس(اسٹمنٹ) بل 1976ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

Chaudhri Talib Hussain :- Opposed.
Syed Tabish Alwari :- Opposed.

وزیر خزانہ : جناب والا ! حالانکہ یہ بہت سیدھا بل ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ بات فاضل اراکین حزب اختلاف کو اچھی طرح سمجھ نہیں آسکی ۔ اس لئے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو دو چار منٹ میں اس کی وضاحت کئے دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کا حق ہے ۔

چوہدری طالب حسین : ضروری ہے کہ وزیر موصوف اس کی وضاحت فرما دیں ورنہ اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! مجھے اس میں یہ عرض کرنی ہے کہ اس بل کے ذریعہ سے کوئی نیا ٹیکس کنٹونمنٹ میں اربن امووبیل پراپرٹی پر نہیں لگایا جا رہا ہے۔ اس بل کے ذریعہ سے صرف وہ پوزیشن restore کی جا رہی ہے جو 1958ء سے پہلے تھی۔ جو اربن امووبیل پراپرٹی ٹیکس قیام پاکستان سے پہلے موجود تھا اور کنٹونمنٹ ایریا میں بھی جو اربن امووبیل پراپرٹی ہے 1958ء تک اس کی ٹیکس Collection پنجاب کا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کیا کرتا تھا۔ اس لئے کہ کنٹونمنٹ کا علاقہ اور شہر کے دوسرے علاقے بھی کارپوریشن کا علاقہ ہر شہر میں آپ خود جانتے ہیں ایک ساتھ ہوتا ہے۔ ایک نالی ایک سیوریج ایک طرف سے نکلتا ہے دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ پینے کے پانی کا بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ بجلی کی سپلائی بھی اسی طرح سے ہے اور دیگر سہولتیں جتنی کہ شہروں کو دینی ہوتی تھیں۔ حقیقت میں ان کے درمیان کوئی حد نہیں ہوتی۔ آپ ان کی تفریق نہیں کر سکیں گے اور جوں جوں حکومت ویلفیئر کا کام زیادہ کرنا چاہتی ہے۔ عوام کو زیادہ سہولتیں فراہم کرنا چاہتی ہے پینے کے پانی کی۔ نکاسی آب کی۔ بجلی کی فراہمی کی۔ سڑکوں کے بنانے کی حتیٰ کہ جتنی سہولتیں دینا چاہتی ہے اسی قدر حکومت شہریوں کے ترقیاتی کاموں کو ایک ادارے کے تحت دینا چاہتی ہے۔ اس لئے جو پرانی پوزیشن 1958ء سے پہلے تھی وہی پوزیشن جب ہم دوبارہ restore کرنا چاہتے ہیں۔ 1958ء میں تبدیلی اس لیے ہوئی جب مارشل لاء کے تحت 1958ء میں حکومت آئی اور دوسرا مارشل لاء ریگولیشن آیا۔ پہلے مارشل لاء ریگولیشن کا نہ جانے کیا ہوا۔ دوسرے مارشل لاء ریگولیشن کے تحت یہ تھا کہ کنٹونمنٹ بورڈ کے علاقے میں اربن امووبیل پراپرٹی پر ٹیکس پنجاب حکومت نہیں لے سکتی تھی بلکہ اس کی وصولی کنٹونمنٹ بورڈ کیا کرتا تھا۔ اب اس کی ضرورت پیش آئی ہے کہ نئے دستور کے مطابق صوبائی حکومتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کنٹونمنٹ بورڈ میں بھی جائدادوں پر ٹیکس لگا سکتی ہیں۔ اس قانون کی interpretation کرتے ہوئے تمام صوبوں نے یہ ٹیکس وصول کرنا شروع کردیا ہے۔ صوبہ سرحد اور سندھ میں 1974ء سے ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہم اگرچہ یہ قانون آج لا رہے ہیں لیکن یہ یکم جولائی 1975ء سے applicable سمجھا جائے گا اور یکم جولائی 1975ء اس لئے کہا ہے کہ یکم جولائی 1975ء سے

حقیقی طور پر پنجاب حکومت پہلے ہی ٹیکس وصول کر رہی ہے لیکن اس میں عملہ کنٹونمنٹ کا ہی استعمال کیا جا رہا تھا۔ اب یہ ہو گا کہ کنٹونمنٹ بورڈ کا جتنا عملہ ہوگا اس کو پنجاب حکومت کے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے عملہ میں کھپا دیا جائے گا۔ ان میں سے کوئی شخص بیکار نہیں ہو گا اور عوام پر کوئی زیادہ ٹیکس نہیں لگے گا۔ کوئی ٹیکس increase نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ جو وصول شدہ ٹیکس ہو گا اس میں 85 فیصد ہم کنٹونمنٹ بورڈ کو دیں گے۔ یہ بھی جناب والا میں بڑے زور سے کہنا چاہتا ہوں اس لئے کہ دوسرے صوبوں میں یعنی صوبہ سرحد میں کنٹونمنٹ بورڈ کو 50 فیصد دیا جا رہا ہے۔ صوبہ سندھ میں 40 فیصد دیا جا رہا ہے۔ اور ہم 85 فیصد واپس کنٹونمنٹ بورڈ کو دیں گے تا کہ کنٹونمنٹ بورڈ کے رہنے والے شہریوں کے لئے کنٹونمنٹ بورڈ جو دیگر سہولتیں مہیا کرتا ہے وہ مہیا کرتا رہے۔ اور ان کا معیار پہلے سے زیادہ بہتر ہو۔

جناب والا! دوسری ایک اور غلط فہمی اس میں پائی جاتی ہے کہ جب ہم ٹیکس collect کرنا شروع کریں گے اس کے ریٹ میں کوئی اضافہ ہو جائے گا۔ میں اس پر بڑا زور دینا چاہتا ہوں کہ جو موجودہ ریٹ اس وقت کنٹونمنٹ بورڈ لے رہا ہے اور جو نوٹس 77-1976 یا 76-1975 میں دیے جا چکے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ جناب والا کو معلوم ہے اور جناب ایک فاضل قانون دان ہیں ریٹ کو تبدیل کرنے کا بھی ایک خاص طریقہ ہوتا ہے۔ پانچ سال سے پہلے ریٹ کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ اس کے بعد نوٹس دیئے جاتے ہیں۔ assessment ہوتی ہے۔ پھر 30 دن کا پیریڈ ہوتا ہے جس میں وہ اپیل کر سکتے ہیں۔ اپیل پر جو فائنل فیصلہ ہوتا ہے پھر کہیں جا کر وہ assessment بن جاتی ہے لیکن ہم یہ excercise بھی نہیں کرنے والے۔ اب میں یہ categorical assurance دینا چاہتا ہوں کہ اس بل کے منظور ہونے سے کنٹونمنٹ بورڈ کے علاقوں میں اربن امووبل پراپرٹی پر ٹیکس میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ ان کے assessment کا جو criteria ہے ان میں تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ اس کے علاوہ کچھ سہولتیں بھی دی جائیں گی۔ مزید مراعات بھی دی جائیں گی۔ مثلاً جیسے ایک مکان میں کوئی یتیم یا کوئی بیوہ رہتی ہو اگر اس کا سالانہ کرایہ ایک ہزار روپیہ تک ہے تو اس پر پراپرٹی ٹیکس نہیں لگے گا۔ دوسری جس جائداد کی آمدنی مذہبی اور خیراتی مقاصد کے لئے استعمال ہوگی اس پر بھی کوئی ٹیکس نہیں لگے گا۔ تیسرے یہ ہے کہ جس

کرایہ داد کے کرایہ میں فرنیچر بھی شامل ہو۔ اگر گھروں میں فرنیچر شامل نہیں ہوتا کچھ سائز گھروں میں ایسا ہے کہ فرنیچر بھی مالک مکان کا ہوتا ہے اس پر 20 فی صد تک مزید چھوٹ دی جائے گی اور 10 فی صد مرمت کے لئے بھی اس میں چھوٹ دی جائے گی۔ اس طرح جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو میں پھر مختصراً بیان کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بہت ہی simaple بل ہے۔ اس میں عوام پر توجہ نہیں ہو رہا ہے۔ کوئی assessment کا criteria ہم revise نہیں کر رہے ہیں۔ اس سال کی جو assessment ہے اس کو بڑھایا نہیں جا رہا صرف کنٹونمنٹ بورڈ کی بجائے جناب حکومت کا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ collecting agency ہوگا۔ اب یہ کوئی سوال کر سکتا ہے کہ اس سے فائدہ کیا ہوگا۔ جناب والا۔ ہمیں ماضی کا یہ تجربہ ہے اور پارٹی حکومت کے آنے سے پہلے آپ کو یاد ہوگا اور آپ ہی کی مہربانی سے وہ قانون پاس ہوا تھا۔ اس سے پہلے میونسپل ایریا کا میونسپل کمیٹی ٹیکس وصول کرتی تھی۔ اس وقت ان کے ٹیکس وصول کرنے کی کیفیت جو تھی وہ یہ تھی کہ وہ 50 فی صد سے زیادہ ٹیکس وصول نہیں کر سکتی تھی۔ جس سال پہلی بار ہم نے اس قانون میں ترمیم کرائی یہ شاید 1972-73 کا سال ہے۔ مجھے اچھی طرح سال یاد نہیں ہے۔ اس وقت وصولی صرف 50 فی صد میونسپل کمیٹی کے سٹاف سے ہوتی تھی۔ اس کے بعد نتائج یہ ہیں کہ جاری سال کے notices میں recovery rate اب 90 فی صد ہوگیا ہے اور جو arrears ہیں ریٹ 85 فی صد ہے اور کئی جگہ اب recovery 100 فی صد ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اس تبدیلی سے میونسپل ایریا میں tax collection میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ اسی نتیجہ کا ہم کینٹ ایریا پر اطلاق کر سکتے ہیں۔

جناب والا! آج جس تبدیلی کے لئے میں معزز ایوان سے درخواست کر رہا ہوں اس تبدیلی کے ذریعہ سے recovay rate اور بہتر ہوگا کنٹونمنٹ بورڈز کو 85 فیصد amount واپس جائے گی جو پاکستان میں سب سے بڑی رقم ہے جو کوئی صوبہ نہیں دے رہا ہے تاکہ شہریوں کے لئے جو سہولتیں دینی ہیں ان کو بہتر بنا سکیں۔ جناب والا! کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جا رہا ہے۔ ٹیکس بڑھایا نہیں جا رہا ہے۔ صرف collection agency تبدیل کی جا رہی ہے اور اس میں بھی عوامی فائدہ کو مد نظر رکھا جا رہا ہے۔ بہت شکریہ

مسٹر سپیکر : مسٹر طاہر احمد شاہ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ترمیم کی سٹیج پر پرنسپل پر بحث کرنا پسند فرمائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : بحث اکٹھی کر لیتے ہیں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1977.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1977.

Minister for Finance : I oppose it Sir.

چودھری طالب حسین : جناب والا ! نماز کے لئے وقفہ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : نماز کا وقت تو گزر گیا ہے ۔ کچھ حضرات یہ تجویز کر رہے ہیں کہ دس منٹ کے لئے وقفہ کر لیں ۔

وزیر خزانہ : بعض دوست نماز پڑھ بھی آئے ہیں ۔ یہ چھوٹا سا بل ہے ۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ نکل جائے گا ۔

چوہدری طالب حسین : اگر آپ تقریر نہ فرماتے تو ہماری بھی تیاری نہیں تھی لیکن اب آپ کی تقریر کے بعد شاید ہم تقریر کر سکیں ۔

(قہقہہ)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے اس ترمیم سے یہ دیکھا ہے کہ شاید ہم کچھ باتیں سمجھا نہیں سکے ۔ اس بل میں بالکل کچھ نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین : اب آپ کی بات ہماری سمجھ میں آ گئی ہے ۔

(قہقہہ)

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین میاں خورشید انور صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیئرمین : سید تابش الوری ۔

سید طاہر احمد شاہ : کورم نہیں ہے ۔

مسٹر چیئرمین : کورم نہیں ہے ۔ گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائی گئیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی کورم پورا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ! کورم نہیں ۔ آپ گنتی کرا لیں ۔ ایوان میں اس وقت صرف 40 ممبر موجود ہیں ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم ہے ۔ سید تابش الوری ! اس وقت ایوان میں 48 ممبر موجود ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں نے خود گنتی کی ہے اگر تو 44 ممبر موجود ہیں پھر تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں تو کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے گنتی کرائی ہے ۔ کورم ہے ۔ سید تابش الوری !

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت ہمارے سامنے مسودہ قانون (ترمیم) محصول جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء زیر غور ہے جس کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ وہ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے طریقہ کار کو کنٹونمنٹ بورڈوں تک وسعت پذیر کرے گی اور اس کی خاطر وہ قانون محصول جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1958ء کی بعض دفعات میں اس ایوان سے ترمیم کی اجازت چاہتی ہے ۔ اس بل کے تحت بنیادی طور پر جو منظوری حاصل کی جا رہی ہے اس کے مطابق حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ کسی چھاؤنی کے علاقے میں واقع عمارتوں اور اراضیات کے سالانہ کرائے کی مالیت پر اس شرح سے ایک محصول وصول کرے جو مذکورہ سالانہ کرائے کی مالیت کے 20 فیصد سے زائد اور 10 فیصد سے کم نہ ہوگا ۔ اس سے پہلے جیسے کہ جناب سینیر وزیر نے اپنی تشریحی تقریر میں فرمایا ہے کہ یہاں دو طریقہ کار رائج ہیں ۔ میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں

کی حدود میں صوبائی حکومت کا محکمہ ایکسائز جائیداد ٹیکس وصول کرتا تھا چھاؤنیوں کے علاقوں میں کنٹونمنٹ بورڈوں کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اپنی تشخیص کے مطابق جائیداد ٹیکس وصول کریں ۔ موجودہ صورت میں جب کہ حکومت ایک ہی محکمے کے ذریعے صوبے کے تمام علاقوں میں چاہے وہ چھاؤنی کا علاقہ ہو ، چاہے شہر کا ، یکساں طور پر جائیداد ٹیکس وصول کرنے کا ارادہ کر رہی ہے ، بلکہ عملاً اس کا آغاز کر چکی ہے ۔ تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس قانون کے نتیجے میں عملاً خرابیاں پیدا ہوں گی یا خوبیاں ۔ جہاں تک ہم نے اس بل کا مطالبہ کیا ہے ، اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ حکومت وقت ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو طریق کار اپنا رہی ہے اور جس طرح کا بل اس ایوان میں لا رہی ہے وہ نہ صرف یہ کہ اخلاق ، قانونی اور سماجی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتا ، بلکہ ہمارے موجودہ دستور سے بھی متصادم اور متضاد ہے ۔ جناب والا ! میرا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اس بل کے ذریعے حکومت کنٹونمنٹ بورڈوں کے علاقے میں دس سے بیس فی صد تک جائیداد ٹیکس عائد کرنے کا اختیار حاصل کر رہی ہے، جب کہ رائج الوقت قانون کے تحت صوبے کے دوسرے تمام علاقوں میں جائیداد کی سالانہ ویلیو کا بیس فی صد جائیداد ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ! یہ ایک واضح امتیاز ہے یہ ایک واضح فرق ہے جو ایک ہی صوبے کی مختلف آبادیوں سے روا رکھا جا رہا ہے ۔ قانون اور دستور کے ماتحت تمام شہری یکساں سلوک کے مستحق ہیں اور دستور کی آرٹیکل 25 کے تحت یہ واضح ضمانت دی گئی ہے کہ ہر شخص ، ہر شہری قانون کی نظر میں مساوی حیثیت رکھے گا اور ظاہر ہے کہ اس ضمانت کی روشنی میں کوئی ایسا قانون منظور نہیں کیا جا سکتا ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر۔ جو امتیازی سلوک یا امتیازات جناب تابش الوری بل پر تقریر کرتے ہوئے بیان کر رہے ہیں اگر ان کی یہ contention تسلیم کر لیں تو ڈاکٹر صاحب نے جو بیواؤں کو مستثنیٰ کیا ہے وہ بھی اس میں شامل ہوں گی ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو interpretation وہ constitution کی کر رہے ہیں آپ اس سے متفق نہیں ۔

وزیر قانون : agree نہیں ۔ میں استفسار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی یہ interpretation مان لی جائے کہ تمام شہریوں پر ایک جیسا ٹیکس

اکائیں ۔ تو کیا جو دیہاتوں کو متشمول کیا گیا ہے ، وہ بھی ان میں شامل ہوں گی ؟

مسٹر سپیکر : ممکن ہے وہ یہ بھی کہنا چاہیں ۔ آپ کو کیا پتا ہے ؟ مگر اس میں کیا مسئلہ ہے ؟ شہر میں دس فی صد ہے ؟

سید تابش الوری : 20 فی صد ہے ۔

وزیر قانون : شہر میں بیس فی صد ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہاں کم کرنے گنجائش ہے ۔

سید تابش الوری : یہاں ہے دس سے بیس فی صد ۔

مسٹر سپیکر : یہاں کم کرنے کی گنجائش ہے ۔

سید تابش الوری : بلکہ کم وصول کیا جا رہا ہے ۔ جناب سینیر وزیر نے یہ کہا ہے کہ فوری طور پر ہم نے یہ عمل اختیار کیا ہے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Then what is the suggestion ?

کہ ان کو بڑھایا جائے ۔

سید تابش الوری : ہمارا یہ خیال ہے کہ گھٹایا جائے ۔ دس فی صد ہم چاہتے ہیں کہ ہونا چاہئے ۔ شہریوں کے لئے بھی اور کنٹونمنٹ کے علاقے کے لئے بھی ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ اس میں امنڈمنٹ لائیں ۔

سید تابش الوری : اس کلاز کو از سر نو substitute کر رہے ہیں اس لئے ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ اس میں اپنی طرف سے تجاویز پیش کریں ۔ جنابِ والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس قانون میں ایک واضح امتیاز موجود ہے ۔ اور وہ امتیاز اس اندیشے کا موجب بن سکتا ہے کہ شہریوں کے مختلف طبقوں اور مختلف علاقوں کے درمیان امتیاز کی دیواریں کھڑی کر دی جائیں جو کسی طور پر بھی کسی عوامی حکومت یا قانونی اور جمہوری حکومت کے شایانِ شان نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ! سینیر منسٹر نے فرمایا ہے کہ وہ موجودہ صورت میں کنٹونمنٹ

بورڈ کی assessment کو ہی برقرار رکھ کر ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈ دس سے پندرہ فی صد تک جائیداد ٹیکس کے تعین کرنے اور وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ موجودہ صورت میں شہر کے دو حصوں میں واضح تضاد ہوگا۔ شہر کا ایک حصہ بیس فی صد سالانہ مالیت کے حساب سے ٹیکس ادا کرے گا اور کر رہا ہے اور دوسرا حصہ دس سے پندرہ فی صد سالانہ مالیت کا ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت حال کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی اور دستور کے اعتبار سے اور دستور کے اس واضح آرٹیکل کی روشنی میں یہ بل ultra-vires اور عوام کو دیے ہوئے حقوق کو غصب کرنے اور ان کے درمیان امتیازات کی فصیلیں کھڑی کرنے کے مترادف ہے۔

جناب والا! کوئی بھی قانون اس وقت تک یا اس کی ترمیم اس وقت تک پسندیدہ نہیں ہوسکتی جب تک اس کے لئے کوئی گائیڈ لائن مہیا نہ کی جائے۔ جب تک کسی قانون یا ترمیم کے ذریعے کوئی اختیار دیتے وقت آپ کوئی اصول کوئی معیار اور کوئی criteria متعین نہیں کریں گے، وہ قانون اور وہ ترمیم ہمیشہ غلط طور پر استعمال کی جا سکتی ہے اور اس کی ہمیشہ غلط تعبیر اور تشریح کا امکان رہتا ہے۔ اگر آپ اس بل پر ایک نظر ڈالیں تو اس میں دس سے بیس فی صد ٹیکس لگانے کا اختیار کسی گائیڈ لائن کے بغیر دے دیا گیا ہے اور کوئی ایسا واضح اصول متعین نہیں کیا گیا جس کے نتیجے میں مختلف علاقوں، مختلف شہریوں اور مختلف عمارتوں کے سلسلے میں دس سے بیس فی صد تک جو اختیار حاصل ہے، اس کا صحیح استعمال کیا جا سکے۔ جناب والا! یہ میرا اعتراض اتنا بنیادی ہے کہ اگر آپ اس پر غور فرمائیں گے تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ abuse of powers کی بدترین صورتیں پیدا کر سکتا ہے۔ یہ کیا جا سکتا ہے کہ مختلف rating area assessment کرنے والے حکام کہیں تو دس فی صد ٹیکس وصول کرنے کا فیصلہ کر لیں، کہیں بارہ فی صد اور کہیں بیس فی صد وصول کرنے کا فیصلہ کر لیں۔ جناب والا! صرف rating area تک محدود نہیں، اس بل میں ایسی کوئی شرط عاید نہیں کی گئی جس کے تحت مختلف علاقوں میں مختلف شرح کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ اس بل میں یہ مطلق العنان اختیار دے دیا گیا ہے کہ assessment کرنے والا عملہ جس بنیاد پر بھی چاہے، جس عمارت کے لئے جس تشخیص کو جائز سمجھے، وہ روا رکھ سکے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس

میں یہ گنجائش موجود ہے کہ جولائی 1975ء سے پہلے کنٹونمنٹ بورڈ جس تشخیص کے مطابق جائیداد ٹیکس وصول کر رہا تھا موجودہ صورت میں فی الحال وہی تشخیص بر قرار رہے گی۔ لیکن جناب والا! یہ عارضی اختیار ہے۔ مستقل اختیار اسی طور پر رکھا گیا ہے کہ تشخیص کرنے والا عملہ دس سے بیس فیصد تک تشخیص کرنے کا اختیار رکھے گا جس کے لئے نہ جناب وزیر متعلقہ نے کوئی جواز فراہم کیا ہے اور نہ ہی اس بل میں اس کی کوئی وضاحت کی گئی ہے۔ آخر وہ کونسا اختیار ہوگا جس کے لئے وہ اتنی بڑی variation کو اپنے کسی اصول کے مطابق اپنانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

جناب والا! اس میں صرف یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ اس ٹیکس کا تعین اور تشخیص کرتے وقت حکومت علاقہ یا علاقہ جات محصول بندی میں معیار ترقی شہری سہولتوں کی بہم رسانی نیز مقامی آبادی کی عمومی اقتصادی حالت اور دیگر ذرائع سے کنٹونمنٹ کی آمدنی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کرے گی۔ اب جناب والا! اگر بنیاد یہ بنا دی جائے کہ کسی کنٹونمنٹ بورڈ کے ایریا میں 15 فیصد اس لئے ٹیکس وصول کیا جائے گا کہ اس کنٹونمنٹ بورڈ کی مالی حالت بہت اچھی ہے تو پھر جناب والا! یہ کس طرح سے کہا جا سکتا ہے اور آخر یہ معیار کون متعین کرے گا کہ جن کنٹونمنٹ کی حالت اچھی نہیں ہے وہاں کیا یہ تشخیص دس فیصد کی جائے گی۔ واضح طور پر اگر یہ متعین کر دیا جائے کہ اگر کسی کنٹونمنٹ بورڈ کی آمدنی اس حد تک ہو گی تو وہاں تشخیص کا معیار یہ ہو گا اور اگر کسی کنٹونمنٹ کی آمدنی اس حد تک کم ہو گی تو وہاں تشخیص کا معیار یہ ہوگا تو پھر صورت حال واضح ہو جاتی ہے اور اگر ایک گائڈ لائن بھی ہو جاتی۔ لیکن یہاں جناب والا! اس قسم کی کوئی گائڈ لائن موجود نہیں ہے جس کی عدم موجودگی میں یہ بل اصول قانون کی مبادیات سے بھی محروم ہو کر رہ جاتا ہے۔ جناب والا! اس طرح سے مجھے یہ کہنے کی بھی اجازت دی جائے کہ موجودہ صورت میں اس بل میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ فی الحال کنٹونمنٹ بورڈ کی تشخیص کے مطابق ٹیکس وصول کیا جائے گا لیکن اس کا تعین نہیں کیا گیا کہ آخر کب سے اور وہ مرحلہ کونسا ہوگا وہ یقینی وقت کونسا ہوگا جب حکومت تمام شہریوں کو یکساں طور پر ایک اصول کے مطابق اس ٹیکس کی ادائیگی کا ذمہ دار قرار دے گی۔ اس واضح پروویژن کی عدم موجودگی میں اس بات کا امکان موجود ہے کہ بعض موثر افراد اور

کنٹونمنٹ بورڈ کے ایسے سیاسی رہنما جو اپنے علاقے میں کم سے کم ٹیکس وصول کر کے لوگوں کو خوش کرنا چاہیں گے وہ تاریخ کے عدم تعین کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ عرصہ کے لئے موجودہ ٹیکس کی کم تشخیص کو برقرار رکھ سکیں گے۔ اور اس طرح سے شہریوں کے دو طبقوں کے درمیان ایک خلیج پیدا ہو جائے گی۔ ان کے درمیان جذبات اور احساسات کا تصادم ہو گا اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ حکومت ایک ہی شہر ایک ہی صوبہ کے مختلف علاقوں کو مختلف پیمانوں سے دیکھنے اور مختلف معیاروں سے ناپنے کی عادی ہو گئی ہے اور جس پسندیدہ علاقے کو وہ سمجھتی ہے وہاں کم ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے اور جس علاقہ کو وہ ناپسند کرتی ہے اس علاقہ سے زیادہ ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! اس صورت حال میں اس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ اس بل کو فوری طور پر واپس لیا جائے اور اس طور پر مرتب کیا جائے کہ اس میں شہریوں کے درمیان تضادات اور امتیازات کا خاتمہ کر کے ایسے دستور کے مطابق بنایا جا سکے۔ ورنہ موجودہ صورت میں یہ دستور کا مضحکہ اڑانے اور دستور کی صحیح خلاف ورزی کرنے کا باعث ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی جناب والا! اس قانون کے ذریعہ یہ اختیار حاصل کیا جا رہا ہے کہ ٹیکس کی وصولی کو یکم جولائی 1975ء سے منظوری دی جائے یعنی اس قانون کا اطلاق موثر بہ ماضی ہو گا۔ یہ قانون 1976ء میں منظور کیا جا رہا ہے مگر اس کا اطلاق جولائی 1975ء سے کیا جا رہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی منی بل میں کسی بھی ٹیکس عائد کرنے والے قانون میں اس قسم کی گنجائش رکھی جا سکتی ہے کہ وہ ٹیکس کو بھی موثر بہ ماضی قرار دے دے۔ اور ٹیکس عائد کرنے کے سلسلہ میں ماضی میں انہوں نے جو انتظامی فیصلے کئے تھے ان کو اس ایوان سے ریگولرائز کروانے کے لئے یا انگوٹھا لگوانے کے لئے پیش کر دیا جائے۔ جناب والا! یہ ایک ایسی جسارت ہے جسے کسی صورت میں پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ایوان اس صوبہ کا سب سے با اختیار اور بالا تر ایوان ہے اور بجٹ کی منظوری اور مالی بلوں کی منظوری اس ایوان کے تابع اس لئے کی گئی ہے کہ عوام کے نمائندوں کو اپنے صوبہ کی آمد و خرچ کے سلسلہ میں اور صرفے کے سلسلہ میں تمام تر کلی اختیارات حاصل رہے ہیں۔ لیکن اس قانون سے یہ احساس گہرا ہو رہا ہے کہ

حکومت اس ادارے کے اختیارات کو ختم کر کے انتظامیہ کے اختیارات کو بڑھا رہی ہے۔ اور یہ انتظامیہ کے اختیارات کا بڑا واضح ثبوت ہے کہ انتظامیہ نے کسی بھی علاقہ میں ٹیکس عائد کرنے۔ اس میں ترمیم کرنے یا اسے ریگولیٹ کرنے کا فیصلہ جولائی 1975ء سے کر لیا۔ اس پر عمل درآمد بھی کر دیا مگر اس ایوان میں آج 1976ء کو اس قانون کو پیش کر کے موثر بہ ماضی منظوری حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس طرح سے اس ایوان کے اختیارات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ جناب والا اگر انتظامیہ کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ خود ایک انتظامی حکم کے ذریعے کوئی بھی ٹیکس عائد کرتے رہیں اپنے انتظامی حکم کے ذریعے ٹیکس میں کمی بیشی کرتے رہیں یا اخراجات میں اضافہ یا کمی کرتے رہیں تو پھر یہ ایوان بالکل غیر موثر ہو کر رہ جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی : جناب والا ! میرے فاضل دوست چوہدری تاج الوری صاحب جو باتیں کر رہے ہیں ذرا کلاز نمبر 4 اٹھا کر دیکھیں۔

چوہدری تاج الوری : جناب والا ! کلاز نمبر 4 میں کہا گیا ہے "with retrospective effect"

"4 اصل قانون کی دفعہ 7 کی ذیلی دفعہ (2) کے بعد مندرجہ ذیل نئی ذیلی دفعہ ایزاد کی جائے گی۔

(3) قانون ہذا یا کسی دیگر رائج الوقت قانون میں مندرج کسی امر نقیض کے باوجود وہ فہرست جس کے مطابق کوئی کنٹونمنٹ بورڈ کسی علاقہ محصول بندی میں یکم جولائی 1975ء سے قبل عمارات اور اراضی پر محصول المعروف پراپرٹی ٹیکس وصول کر رہا ہو۔ جب تک کہ تشخیص مالیت کی کوئی دیگر فہرست تیار نہ کر لی جائے جو اس علاقہ محصول بندی کے لئے قانون ہذا کے تحت باقاعدہ مرتب کردہ فہرست تشخیص مالیت سمجھی جائے گی۔

مسٹر سپیکر : مگر وہ تو مستقبل کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! پہلے ہی ہو رہا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کے لئے آپ کلاز نمبر ایک دیکھیں - اس میں کہا گیا ہے کہ یہ فی الفور نافذ العمل ہو گا - لیکن اس کے بارے میں یہ تصور ہو گا کہ یہ یکم جولائی 1975ء سے اطلاق پذیر ہے - with retrospective effect آپ اسے کو نافذ کر رہے ہیں اور جناب سینئر وزیر صاحب نے یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ پہلے سے اس فیصلے پر عمل درآمد بھی کرا چکے ہیں اور اب پھر اس ایوان سے انگوٹھا لگوانا چاہتے ہیں -

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ یہ پہلے بھی وصول ہو رہا ہے - کیونکہ کنٹونمنٹ بورڈ پہلے ہی وصول کر رہا ہے اب صرف اس کی ایجنسی کو تبدیل کیا جا رہا ہے -

سید تابش الوری : نہیں جناب کنٹونمنٹ بورڈ وصول نہیں کر رہا گورنمنٹ وصول کر رہی ہے - 1975ء سے گورنمنٹ وصول کر رہی ہے -

مسٹر سپیکر : اس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ 85 فیصد ان کو دیں گے -

سید تابش الوری : جناب والا ! میرا تو پوائنٹ ہی بالکل مختلف ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ 1975ء کی مالی تاریخ سے لاگو ہے - لہذا آج یہ پیش کیا جا رہا ہے - لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ حکومت پہلے ہی سے یہ ٹیکس خود وصول کر رہی ہے اور عملہ مقامی کنٹونمنٹ بورڈ کا استعمال ہو رہا ہے - ہم نے وہ الفاظ پڑھ لئے ہیں - ابھی ابھی افسوس ہے کہ وزیر قانون نے جو مداخلت کی تھی انہوں نے سینئر منسٹر کی تقریر پر غور کئے بغیر کی ہے - جناب تابش الوری نے درست طور پر یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے -

سید تابش الوری : میں تو صرف آپ کی توجہ اس طرف مبذول کر رہا ہوں کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور اس ہاؤس کے اختیارات اور مراعات کا تحفظ آپ کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور میں اس ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے اس ہاؤس کے ان اختیارات کو جو کہ بنیادی اور دستوری حیثیت رکھتے ہیں مسلسل

پامال کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے اور اس کا واضح ثبوت یہ قانون ہے جسے آج پیش کر کے یکم جولائی 1975ء سے اطلاق پذیر کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ مالیاتی بل کے لئے حکومت کی منظوری اس لئے ضروری سمجھی گئی ہے حالانکہ ہر بل کی منظوری حکومت اور کیبنٹ کی منظوری کے ساتھ ہوتی ہے۔ سب سے پہلے کیبنٹ اس پر غور کرتی ہے اور اس کے بعد اسے اس ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اختیار اس لئے رکھا گیا ہے کہ مالیات کے سلسلہ میں خصوصی طور پر حکومت کو غور کرنا ہوگا۔ اگر ان بنیادی ضروریات کا جواز پیش کرنا ہوگا، جن کی وجہ سے کسی بھی ٹیکس میں کمی کیبنٹ یا پارلیمنٹ کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ جناب والا! یہی وجہ ہے کہ پیسہ کی بنیاد پر مالی بل کے لئے گورنمنٹ کی منظوری کی ضرورت ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے کہ جس کی وجہ سے اس ایوان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ نہ صرف بجٹ منظور کرے بلکہ جہاں جہاں کے مطالبات میں وہ اس کے ساتھ یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ کوئی بھی ٹیکس تجویز کا تصرف جب پیش کیا جائے اور کوئی بھی ٹیکس لگانے کا اختیار حاصل کیا جائے۔ تو یہ اسی ایوان سے حاصل کیا جائے تاکہ یہ ایوان فیصلہ کر سکے کہ آیا اس صوبہ کے غریب عوام کو اس ٹیکس سے کوئی فائدہ پہنچ گا یا نقصان پہنچے گا۔ اور اس کی وصولی کے ساتھ عوام کا بوجھ بڑھنے کا یا گھٹنے کا اور آیا اس ٹیکس کو صحیح مقاصد کے لئے استعمال بھی کیا جا سکے گا یا کہ [illegible] میں جناب والا! اس صورت حال میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ موجودہ حکومت نے یہ بل پیش کر کے یہ ماضی قرار دیتے کہ منظوری حاصل کرنے کے ایک ایسے چیلنج کا سامنا کر رہی ہے جو کہ اس ایوان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ میں اپنے کہ خیال میں یہ درخواست کرنے میں حق بجانب ہوں کہ اس بل کو پیش کرنے کا اختیار اس روایت کے خلاف ہے۔ جو کہ عوام کے مفاد کے خلاف ہے فوری طور پر واپس لیا جائے اور آئندہ اس طور پر [illegible] جائے کہ اس میں سے دو طریقوں اور صورتوں کے [illegible] کیا جا سکے۔ اور تمام صوبوں کے لئے یکساں طور پر ٹیکس کی وصولی کا اختیار حاصل کرنے کے عمل کے لئے ایسا اصولی اور معیاری طرز عمل اختیار کیا جائے جو وہ مختلف صوبوں کو مختلف اختیار اور مختلف اختیارات کی بنیاد پر ٹیکس عائد نہ کر سکیں، اور اس طرح سے یہ بدعنوانیوں اور رشوتوں کے [illegible]

دروازے نہ کھل سکیں ۔ جناب والا ! اگر ہم نے کسی اصول اور کسی معیار کے بغیر اس قانون کے تحت تشخیص کا اختیار دے دیا تو متعلقہ عملہ بے پناہ بد عنوانیوں کو جنم دینے کا باعث ہوگا کیونکہ ان کے سامنے ایک وسیع دائرہ کار ہوگا ۔ وسیع اختیارات ہوں گے اور جب وہ وسیع اختیارات ماتحت عملہ کو دے دئے جاتے ہیں اور بغیر کسی شرط اور قاعدے کے دے دیئے جاتے ہیں تو اس کا جس طرح سے استعمال اور بے جا مظاہرہ ہوتا ہے وہ ہم سب کا مشاہدہ ہے ۔ اس کی تفصیل مجھے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

ان حالات میں میں یہ گزارش کروں گا کہ میری یہ ترمیم اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ یہ بل چونکہ براہ راست عوام سے متعلق ہے ۔ عوام کے تمام طبقوں سے متعلق ہے اس لئے اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے 15 جنوری 1977ء تک مشتہر کیا جائے ۔ تاکہ عوام کی رائے کی روشنی میں آپ ان کے صحیح رد عمل ۔ ان کے صحیح احساسات اور جذبات سے آگاہ ہو کر قانون سازی کر سکیں اور آپ کو یہ معلوم ہو سکے کہ آپ اکثریت کے زعم میں اپنے ان سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جس طرح سے قانون اور دستور کی خلاف ورزی کر رہے ہیں وہ ہماری پارلیمانی تاریخ کا ایک المناک باب بن رہی ہے اس لئے میں اس ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ اس بل کو جو کہ عوام پر ایک نیا ٹیکس عائد کرنے سے متعلق ہے اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کرنے سے متعلق میری ترمیم کو منظور کرے تاکہ وسیع تر رائے عامہ کی روشنی میں اس بل کو نئے سرے سے مرتب کرکے اسے ایوان کی منظوری کے لئے پیش کیا جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! اس وقت ہمارے سامنے دی پنجاب اربن امووبل اربن پراپرٹی ٹیکس بل 1976ء زیر غور ہے ۔ میرے فاضل دوست سید تابش الوری صاحب نے بظاہر اس معمولی اور چھوٹے سے بل پر بڑی جامع اور مفصل روشنی ڈالی ہے تاہم جو میں محسوس کرتا ہوں اس بل کی غرض و غایت یہ ہے کہ کینٹونمنٹ بورڈوں کے ایریا میں بھی امووبل پراپرٹی ٹیکس پنجاب کے دوسرے سول ایریاز کی طرح نافذ کیا جائے گا ۔ جناب والا ! جناب منسٹر وزیر صاحب نے اس ہاؤس میں اس بل کی وضاحت کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ 1974ء سے قبل پراپرٹی ٹیکس کی شکل میں یہ ٹیکس میونسپل کمیٹی کارپوریشن اور لوکل باڈیز عائد کیا کرتی تھی ۔ مگر وہ پورے طریقہ پر یہ کام اور فریضہ احسن طریقہ سے سر انجام نہ دے سکے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ دیکھیئے

کہ evasion of tax ہر جگہ پر موجود ہے۔ جناب سپیکر وہاں پر مناسب کچھ چاہیئے کہ وہ evasion of tax کو روکیں اور پھر جن مقاصد کے لئے ٹیکسیشن کی جاتی ہے ۔ جن مقاصد کے لئے اس غریب صوبہ کے عوام کے کندھوں پر ٹیکس کا بار گراں ڈال دیا جاتا ہے اور جو پیسے ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوتے ہیں جناب والا ! میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں اور یہ میری معلومات ہیں ۔ میرا مشاہدہ ہے کہ غریب عوام پر ٹیکس لگا کر جو روپیہ حاصل کیا جاتا ہے اس میں سے 50 فی صد کمیشنوں کی صورت میں ٹھیکیداروں کی ناجائز اور غیر معیاری تعمیرات میں ضائع ہو جاتا ہے ۔ جناب والا ! یوں سمجھ لیجئے کہ اگر آپ ایک کروڑ روپے کی تعمیرات کا عوامی فلاح و بہبود کے لئے کوئی منصوبہ بناتے ہیں تو جناب والا ! میں اس ایوان میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کیونکہ یہ میرا آئینی ۔ اخلاقی سماجی اور دستوری فرض ہے کہ میں اس ایوان کے معزز ارکان کے علم میں یہ بات لاؤں کہ اس کا کم از کم پچاس فی صد حصہ ناجائز طریقوں سے لوگوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے اور ایک کروڑ روپے کے منصوبے میں عوام کے پیسے کو صحیح طور پر مصرف میں نہیں لایا جاتا ۔ جناب والا ! پچاس لاکھ روپے کا منصوبہ تو عملاً ان کے ہاتھ میں ہے ۔

Chaudhri Talib Hussain : Point of Order—There are only twenty members present in the House.

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ آپ نے جو اعتراض کرنا ہے وہ کریں ۔

Chaudhri Talib Hussain : There are only twenty members present in the House.

مسٹر سپیکر : نہیں یہ کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ آپ کا اعتراض کیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میرا اعتراض یہ ہے کہ ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ اعتراض تو ٹھیک ہے مگر یہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ

"Only twenty members are present in the House".

مجھے آپ کے اعتراض کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر اس کا طریقہ ہی صرف یہ ہے کہ You have to say that the House is not in quorum. گنتی کریں ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

The House is adjourned. It shall reassemble day after tomorrow at 9.00 A.M.

(اس مرحلہ پر اسمبلی کی کارروائی 10 نومبر 1976ء بروز بدھ نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گئی ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا انیسواں اجلاس

بدھ ۔ 10 نومبر 1976ء

(چہار شنبہ ۔ 17 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ
وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ
الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ
يَنْتَصِرُوْنَ ۝

پ ۲۵ ۔ س ۴۲ ۔ رکوع ۵ ۔ آیات ۳۶ تا ۳۹

ترجمہ: جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ صرف دنیا کی زندگی کا عارضی سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے، ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور جو بڑے بڑے گناہوں اور فحش باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں، اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے تمام کرتے ہیں، اور جو ایسے ہیں کہ جو مال و دولت ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ بھلائی کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں، اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم و زیادتی ہو تو ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔

صدق اللہ العظیم

قلیل المہت سوال اور اس کا جواب

مسٹر سپیکر : مسٹر منظور احمد موہل ۔ قلیل المہلت سوال نمبر 8794

تھانہ بھاگٹانوالہ کے سب انسپکٹر سعیدالحسن اور اے ایس آئی حق نواز کے خلاف کارروائی

*8794 ۔ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تھانہ بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا میں مقدمہ نمبر 30 مورخہ 76-2-8 کو مقدمہ نمبر 34 مورخہ 76-2-16 کو اور مقدمہ نمبر 210 مورخہ 76-7-5 کو درج ہوئے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مقدمات مذکورہ ضمن (الف) میں مقامی پولیس کی دھاندلی ، رشوت خوری ، بد دیانتی اور اختیارات کے ناجائز استعمال کے خلاف عبدالحمید خاں ایڈوکیٹ سرگودھا اور مسمی احمد بشیر سکنہ مانگنی نے درخواستیں افسران بالا اور وزیر اعظم پاکستان کو دیں جن پر ایس پی صاحب سرگودھا نے رانا عبدالرشید ڈسٹرکٹ انسپکٹر پولیس سرگودھا اور راجہ حامد نواز انسپکٹر سی آئی اے سرگودھا کو تفتیش پر مامور کیا جنہوں نے بعد از تفتیش تھانہ بھاگٹانوالا کے سب انسپکٹر سعید الحسن اور اے ایس آئی حق نواز کے خلاف رپورٹیں ایس پی صاحب کو پیش کر دیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایس پی صاحب سرگودھا نے سب انسپکٹر اور اے ایس آئی مذکورہ بالا کے خلاف کیا کارروائی کی ہے ۔ اور اگر کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر خزانہ (عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے ۔ مقدمات نمبر 30 ، 34 اور 210 بالترتیب 76-2-6 ، 76-2-16 اور 76-7-5 کو تھانہ بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا درج رجسٹر ہوئے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ افراد نے سب انسپکٹر سعید الحسن اور اے ایس آئی حق نواز کے خلاف وزیر اعظم پاکستان و دیگر حکام کو ان افسران کے اپنے اختیارات کے غلط استعمال وغیرہ کے بارے میں درخواستیں دیں۔ یہ بھی درست ہے کہ رانا عبدالرشید اور راجہ حامد نواز انسپکٹروں کو عائد شدہ الزامات کی انکوائری پر مقرر کیا گیا۔ انکوائری افسران کی رپورٹ کے مطابق اے ایس آئی حق نواز ان مقدمات کی تفتیش کے سلسلہ میں غفلت اور کوتاہی کا مرتکب ہوا اور سب انسپکٹر کا کنٹرول و نگرانی کمزور پائے گئے۔ البتہ ان کے خلاف دھاندلی، رشوت خوری اور بد دیانتی کا ثبوت نہ مل سکا۔

(ج) ایس پی سرگودھا کی جانب سے سب انسپکٹر سعیدالحسن کو پولیس Efficiency and Discipline Rules کے تحت شو کاز نوٹس جاری ہو چکا ہے۔ اے ایس آئی حق نواز کے خلاف محکمانہ انکوائری جاری ہے۔ اسے چارج شیٹ اور خلاصہ الزامات دیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں تھانہ بھاگٹانوالہ سے تبدیل بھی کر دیا گیا ہے۔ محکمانہ کارروائی مکمل ہونے پر ان دونوں ملازمین کو حسب قانون سزا دی جائے گی۔

چوہدری ممتاز احمد گھلوں: کیا جناب سینئر منسٹر صاحب اس بات کا یقین دلا سکتے ہیں کہ ایس آئی کو تھانہ سے تبدیل کر دیا جائے گا؟ اے ایس آئی کے متعلق تو انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اس کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! جب ظاہراً اس قسم کی چیز ملی اور جس کے خلاف ملی اس کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ دوسرے کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے تبدیل تو کیا اس کے خلاف اس سے بھی زیادہ تادیبی کارروائی کی جائے گی مگر یہ تو محکمانہ کارروائی مکمل ہونے پر ہے۔

چوہدری ممتاز احمد گھلوں: محکمانہ کارروائی کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ دونوں کے خلاف شروع کر دی گئی ہے۔ جب محکمانہ کارروائی اس سوال کے بھیجنے کے بعد شروع کر دی گئی ہے تو جب تک ان

افراد کو تھانہ سے شفٹ نہ کریں گے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کیسے چلے گی - جب اے ایس آئی کو شفٹ کیا گیا ہے تو ایس - آئی کو شفٹ کرنے میں کونسی چیز مانع ہے - جب آپ نے محکمانہ کارروائی شروع کر دی ہے جیسے آپ نے ابھی جواب میں فرمایا ہے - تو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کیا ان کو وہاں سے شفٹ کرنے پر غور کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : آپ یقیناً شفٹ کرنے پر غور کریں -

وزیر خزانہ : جی یقیناً -

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حوالاتیوں کے لئے تعلیمی سہولتیں

*7208 - **ملک محمد اعظم :** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں ایسے حوالاتی بھی ہیں جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر انہیں اس سلسلے میں کافی سہولتیں میسر نہیں ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت حوالاتیوں کو حصول تعلیم کے سلسلہ میں مزید سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کس طرح ؟

وزیر جیل خانہ جات (رانا اقبال احمد خان) : (الف) درست نہیں ہے - تمام جائز سہولتیں میسر ہیں - جن سے حوالاتی استفادہ کر رہے ہیں -

(ب) جواب (الف) بالا کی روشنی میں مزید سہولتیں دینے کا کوئی حیلہ نہیں -

ملک محمد اعظم : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ حوالاتیوں کو تعلیم کے حصول کے لئے کیا کیا سہولتیں میسر کی گئی ہیں - ان کی تفصیل بیان کریں گے ؟

وزیر جیل خانہ جات : سب سے پہلے جہاں وہ امتحان دینا چاہتے ہیں وہاں امتحانی سینٹر کا انتظام کیا جاتا ہے دوسرا کتابوں کا خرچ ۔ سٹیشنری کا خرچ اور لائبریری کا انتظام پرزن ایڈ سوسائٹی کرتی ہے ۔ علاوہ ازیں کوئی اور ضرورت ہو ہم پوری کرتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ وہاں پر پڑھانے کے لئے اساتذہ کا کیا انتظام ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا ! جیلوں میں اساتذہ کا انتظام یہ ہے کہ ہم نے بی ۔ ٹی ۔ سی ۔ اور جے ۔ وی ۔ گریڈ کے استاد رکھے ہوئے ہیں وہ وہاں پڑھاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ جو قیدی پڑھا لکھا ہوتا تھا وہ پڑھاتا تھا لیکن اب کیا آپ نے باقاعدہ انتظام کیا ہوا ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات : جی ہاں ؛ اب باقاعدہ انتظام ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرما سکیں گے کہ گزشتہ سالوں میں کتنے حوالاتیوں نے تعلیم حاصل کرکے امتحانات پاس کئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو فیکٹس اینڈ فیگرز کی بات ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وہ تو اس کا جواب دینے کے لئے تیار تھے مگر آپ نے انہیں اجازت نہیں دی ۔ میرے اس سوال کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ آیا واقعی وہاں سہولتیں میسر ہیں ۔ جناب والا ! جہاں تک مشاہدے اور تجربے کی بات ہے وہاں تک تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی معقول سہولتیں میسر نہیں ہیں ۔ اسی لئے جناب والا ! میں نے یہ سوال کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب آپ کا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے جن کا آپ یہاں ذکر کر رہے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ میری معلومات ہیں اور میرے مشاہدات ہیں ۔ میں نے اور دیکھے ہیں ۔ لوگوں سے پوچھے ہیں اور عوام آپ سے شکایت بھی بیان کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال ۔ میری یہ بات تو ٹھیک ہے کہ نہ آپ کا ان سے کوئی میل ملاپ ہے اور نہ ان سے کوئی تعلق ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اگر وہ میرے اس سوال کا جواب دے دیں تو مزید تائید ہو جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ؛ یہ سوال بالکل مختلف ہے ۔

سید ذاہد الوری : جناب والا ! وزیر موصوف نے یہ سہولتیں اتنی تفصیل سے بیان کی ہیں کہ لوگ جیلوں میں جانا پسند کریں گے کیونکہ باہر تو داخلے اور امتحانات کی بڑی مشکلات ہیں اور حوالات میں یہ سہولتیں آسانی سے میسر آ سکتی ہیں ۔

املاک کی واگذاری

*7210 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں آج تک کون کون سی درگاہیں محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لیں اور ان میں سے کون کون سی واگذار کی گئیں ۔

(ب) جو درگاہیں اور دیگر املاک واگذار کی گئیں وہ کن وجوہ کی بناء پر واگذار کی گئیں ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : (الف) جو درگاہیں محکمہ اوقاف نے تحویل میں لیں ان کی *فہرست معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(ب) جو درگاہیں اور دیگر املاک واگذار کی گئیں ان کی *فہرست بمعہ واگذاری کی وجوہات معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

ڈسٹرکٹ اور سنٹرل جیل ملتان میں تیار مصنوعات پر اخراجات اور آمدن

*7282 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ملتان ڈسٹرکٹ جیل اور ملتان سنٹرل جیل میں کون کون

*براہ مہربانی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

سی صنعتیں قائم ہیں اور ان میں کتنے قیدی کام کرتے ہیں ۔ نیز 73-1972ء اور 74-1973ء میں ان صنعتوں کے خرچ اور آمدنی کی سال وار تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر جیل خانہ جات (رانا اقبال احمد خان) : سنٹرل جیل ملتان اور ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں صنعتوں اور ان پر کام کرنے والے قیدیوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں :-

نیو سنٹرل جیل ملتان	تعداد قیدی	کل تعداد
1 ۔ ٹیکسٹائل	310	
2 ۔ کارپنٹری	300	660 قیدی ان پر کام
3 ۔ منج	30	کر رہے ہیں ۔
4 ۔ چمڑے کی مصنوعات	20	
ڈسٹرکٹ جیل ملتان		
1 ۔ دری باف	36	37 قیدی ان پر کام
2 ۔ لوہار خانہ	1	کر رہے ہیں ۔
3 ۔ منج	—	

مندرجہ بالا جیلوں کی آمدنی اور خرچ کا 73-1972ء اور 74-1973ء کا گوشوارہ درج ذیل ہے :

	1972-73ء		1973-74ء	
نیو سنٹرل جیل ملتان	آمدن	خرچ	آمدن	خرچ
	501017,35	238956.20	652303.57	313529.19
ڈسٹرکٹ جیل ملتان				
	46300	19289	56172	20188

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جہاں تک نیو سنٹرل جیل اور ڈسٹرکٹ جیل ملتان کا تعلق ہے وہ تو منافع میں جا رہی ہیں لیکن کیا یہی صورت حال مجموعی طور پر تمام جیلوں میں ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات : تقریباً یہی صورت ہے ۔

جیلوں میں قیدیوں کے لئے خوراک کی فراہمی

*7283 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جیلوں میں قیدیوں کو آج کل کیا خوراک مہیا کی جاتی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جیل کے حکام خوراک کے مقررہ معیار کو برقرار نہیں رکھتے ۔

(ج) 1972-73 ۔ اور 1973-74 میں ملتان سنٹرل جیل میں کل کتنے قیدی رہے اور ان کی خوراک پر کیا خرچ آیا ۔ تفصیل سال وار بتائی جائے ؟

وزیر جیل خانہ جات (رانا اقبال احمد خان) : (الف) جیلوں میں آج کل قیدیوں کو مندرجہ ذیل خوراک دستورالعمل جیل خانہ جات کے مطابق مہیا کی جاتی ہے :

ناشتہ اور دو وقت کا کھانا ۔

ناشتہ ہفتے میں چار مرتبہ میٹھا دلیہ ۔

	مقدار
گندم کا دلیہ	ایک چھٹانک
گڑ	ایک چھٹانک

ہفتے میں دو مرتبہ ابلے ہوئے

چنے ۔	چنے ۔	ایک چھٹانک
	نمک	1/25 چھٹانک
	تیل	1/50 چھٹانک
	مرچ	1/100 چھٹانک

ہفتے میں ایک مرتبہ بھنے ہوئے دو چھٹانک چنے ۔ ایک قیدی کے ایک وقت کے کھانے میں مندرجہ ذیل اشیا شامل ہوتی ہیں :-

آٹا	...	5 چھٹانک
دال	...	5/8 چھٹانک
سبزی	...	2 چھٹانک
نمک	...	1/8 چھٹانک
تیل	...	1/8 چھٹانک
مرچ	...	1/60 چھٹانک
ہلدی	...	1/120 چھٹانک
لہسن و پیاز	...	1/60 چھٹانک

اس کے علاوہ سپیشل خوراک دی جاتی ہے - ہفتے میں دو مرتبہ بڑا گوشت 3/4 چھٹانک

گھی 1/4 چھٹانک

یہ دال اور تیل کی بجائے مہیا کیا جاتا ہے ۔

ہفتے میں ایک مرتبہ چاول 4 چھٹانک

آٹے کی بجائے دیئے جاتے ہیں ۔

چاول میٹھے یا پلاؤ کی صورت میں دیئے جاتے ہیں ۔ پلاؤ کے لئے مزید اشیاء دی جاتی ہیں ۔

زیرہ	...	1/100 چھٹانک
دار چینی	...	1/100 چھٹانک
میٹھے چاول پکانے کے لئے گڑ	...	دو چھٹانک

عیدین کے موقع پر سپیشل خوراک دی جاتی ہے ۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے :-

(1) عیدالفطر صبح کا ناشتہ

سویاں 1 چھٹانک

	دودھ	4 چھٹانک
	شکر	1 چھٹانک
	دوپہر کا کھانا	
	بڑا گوشت	3/4 چھٹانک
	چاول	4 چھٹانک
	گھی	1/4 چھٹانک
	سبزی	2 چھٹانک
	مصالحے اوپر دی ہوئی مقدار کے مطابق	
(2) عیدالضحیٰ	صبح میٹھا دلیہ اوپر دی ہوئی مقدار کے مطابق	
	دوپہر کا کھانا مندرجہ بالا مقدار کے مطابق	
	شام کا کھانا مندرجہ بالا مقدار کے مطابق	

(ب) یہ حقیقت نہیں ہے -

(ج) 1972-73 میں ملتان جیل میں قیدیوں کی روزانہ اوسطاً نفری - 1407
1973-74 میں ملتان جیل میں قیدیوں کی روزانہ اوسطاً نفری - 1458
1972-73 ء میں ملتان سنٹرل جیل کے قیدیوں کی خوراک پر خرچ 450177/48
1973-74 ء ملتان سنٹرل جیل کے قیدیوں کی خوراک پر خرچ 571224/56

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ جیلوں میں اعشاری نظام نافذ نہ ہونے کی اب تک وجوہ کیا ہیں کیونکہ انہوں نے چھٹانکوں اور سیروں میں جواب دیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : سید غلام عباس بخاری -

(قطع کلامیاں)

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! اعشاری نظام چونکہ سارے ملک میں نافذ ہو چکا ہے تو جیلوں میں نافذ نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اب کیا ہو رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر : ان کا مطلب یہ ہے کہ کیا آپ بھی اعشاری نظام میں خوراک کی مقدار کو تبدیل کر رہے ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات : اعشاری نظام تبدیل کرنا ہمارا کام نہیں ہے ۔ جس وقت سارے ملک میں یا صوبہ میں اعشاری نظام نافذ ہو جائے گا ہم بھی کر دیں گے ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اچھے سے اچھا نظام آئے ۔

چوہدری امان اللہ لک : وہ تو ہو چکا ۔ ہو نہیں جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف کہہ رہے ہیں فوری طور پر نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں جناب کے توسط سے جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو اس وقت اس معزز ایوان میں تفصیلات مہیا کی ہیں کہ قیدیوں کو یہ یہ اشیاء بہم پہنچائی جاتی ہیں ان کے متعلق ان کو کوئی ذاتی علم بھی ہے ۔ اگر ان کو کوئی ذاتی علم نہیں ہے تو میں ان کے علم میں کوئی ذاتی چیز لاتا ہوں کہ وہاں کیا ہوتا ہے ۔ میں جیل کاٹ چکا ہوں ۔ میں اصل میں یہ جانتا ہوں کہ جیلوں میں بہت بد دیانتی ہوتی ہے مثلاً سنٹرل جیل بہاول پور میں یا دوسری جیلوں میں اگر دو ٹین گھی مہیا کیا جاتا ہے تو وہاں آٹھ سیر گھی پہنچتا ہے باقی کھا جاتے ہیں ۔ اس نظام میں ان کی ذاتی نظر کی ضرورت ہے ۔ وہ ذاتی طور پر متوجہ ہوں ۔ اس کو چیک کریں تا کہ غریب اور مزدور قیدیوں کو جو کچھ بھی آپ نے منظور کر رکھا ہے وہ صحیح طور پر مہیا ہو سکے ۔

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا ! میں نے پنجاب کی تمام جیلوں کی انسپکشن کی ہے ۔ میں جس جیل میں بھی گیا ہوں وہاں قیدیوں سے حوالاتیوں

سے اور پکانے والے اور جو تقسیم کرنے والے ہیں ان سے بار بار یہ سوال کیا ہے کہ جو جیل مینول میں لکھا ہے اس کے مطابق آپ کو خوراک مل رہی ہے یا نہیں ۔ ان سب کا positive جواب یہی تھا کہ کھانا بڑا اچھا ہے صرف ایک تکلیف ہے کہ روٹی گرم نہیں ہوتی ۔ اس کے لئے بھی ہم نے سکیم بنائی تھی کہ کس طریقے سے ان کو گرم روٹی مل سکے ۔ کیونکہ وہاں زیادہ افراد کا کھانا پکانا پڑتا ہے ۔ جیلوں میں جگہ تنگ ہے اس وجہ سے یہ انتظام نہیں کر سکے ۔ باقی میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ جیلوں کی حالت بہت اچھی ہے ۔ ان کو خوراک جیل مینول کے مطابق دی جاتی ہے ۔ اگر تھوڑی بہت کرپشن ہے تو علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب اس کی نشاندہی کریں ہم انکوائری کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ چھاپے اچانک ماریں ۔ خود جا کر دیکھیں کہ وہاں کیا حالت ہے ۔ تب اصلاح احوال ہو گی ۔ مجھے عتیق الرحمن گورنر صاحب نے یہ بات کہی تھی کہ جب میں جیل کے اندر قدم رکھتا ہوں تو سب کچھ ٹھیک ہوتا ہے جب جیل سے باہر قدم رکھتا ہوں اس وقت سب کچھ غلط ہو جاتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ جیلوں میں جو خوراک مہیا کی جاتی ہے وہ بذریعہ کنٹریکٹر دی جاتی ہے یا گورنمنٹ کا کوئی اپنا انتظام ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات : بذریعہ کنٹریکٹر بھی ہے اور گورنمنٹ کے ذریعہ سے بھی مہیا ہوتی ہے انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ دالیں دیتا ہے فوڈ ڈیپارٹمنٹ آٹا اور گورنمنٹ ڈپو گھی سپلائی کرتا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ جن شہروں میں پکی پکائی روٹی کے پلانٹ کام کر رہے ہیں وہاں قیدیوں اور حوالاتیوں کو پکی پکائی روٹی آٹے کی بجائے فراہم کرنے کے متعلق غور فرما سکتے ہیں ۔ کیونکہ اس میں گڑبڑ کا بھی کم امکان ہے ۔ ان کو روٹی بہتر معیار اور مقدار کے مطابق ملے گی ۔

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا ! پکی پکائی روٹی مہنگی پڑتی ہے ۔ دوسرے اتنی روٹیاں مل نہیں سکتیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے صوبہ کی تمام جیلوں کی انسپکشن کی ہے اور وہاں سے مجھے تسلی بخش جوابات ملے ہیں ۔ میں اپنے ذاتی علم ۔ مشاہدے اور تجربہ کی بنا پر یہ کہتا ہوں کہ جب ایک قیدی یا حوالاتی جیل میں پابند ہوتا ہے تو جیل کے حکام کے رحم و کرم پر اس کی زندگی ہوتی ہے ۔ جب تک وہ جیل میں قیدی رہتا ہے وہ جیل حکام کے خلاف زبان نہیں کھول سکتا ۔ خواہ اس کے ساتھ کتنا ہی ظلم اور تشدد نہ کیا جائے اور اس کے ساتھ دھاندلیاں کیوں نہ کی جائیں ۔ جناب والا ! اگر میں یہ تجویز پیش کروں اور وزیر موصوف اگر واقعتاً چاہتے ہیں کہ ان کو معیار اور مقدار کے مطابق خوراک دی جائے تو کیا وہ اس ضمن میں تحقیقات فرمانے کے لئے کوئی کمشن مقرر کریں گے یا کوئی آرڈر فرمائیں گے ؟ جب کوئی قیدی جیل سے باہر آ جاتا ہے تو اس سے صحیح تصدیق ہو سکتی ہے کہ واقعتاً معیار اور مقدار کے مطابق ان کو خوراک دی جا رہی ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگلا سوال دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میرے سوال کا جواب نہیں آیا ہے ۔ میں نے الزام لگایا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے کوئی ضمنی سوال نہیں کیا بلکہ آپ نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا غیر جانبدارانہ تحقیقات کرنے کے لئے کوئی کمشن یا کوئی حکم صادر فرمائیں گے ۔ اگر کوئی قیدی یا حوالاتی جیل سے سزا بھگت کر یا بری ہو کر باہر آ جائے تو اس سے صحیح معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف ایسا کوئی حکم دینے کے لئے تیار ہیں ؟

مسٹر سپیکر : سید صاحب سوال تو اس سے مختلف تھا ۔ اس سوال میں ایک ضمنی سوال ہوا کہ آپ نے کس طرح اس بات کی تسلی کی ہے کہ یہ خوراک انہیں ٹھیک مل رہی ہے اب اس پر آپ کی تسلی نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وہ خوف زدہ ہوتے ہیں ۔ قیدی اور حوالاتی بے چارے جیل حکام کے خلاف

ان سے کی گئی نا انصافیوں کے خلاف کوئی زبان نہیں کھول سکتے کیونکہ ان کی جان ان کے رحم و کرم پر ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب بات یہ ہے کہ جنرل تحقیقات یا جنرل کمشن کی بات تو سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جیلوں کی جنرل کنڈیشن کیا ہے ۔ یہ ایک specific سوال ہے کہ جو خوراک دی جا رہی ہے اس خوراک کا معیار کیا ہے ۔ اگر آپ سوال لکھ کر مجھے بھیج دیں تو میں اس کی اجازت دے دوں گا ۔ جیلوں میں معائنے کئے جاتے ہیں لیکن اس کے نتائج برآمد نہیں ہوتے ۔ اگر آپ اس کے متعلق لکھ کر بھیج دیں تو میں اس سوال کی اجازت دے دوں گا ۔ اس کا مداوا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک کمشن مقرر کیا جائے کہ جو جیل کے اندر سے آنے والے قیدیوں سے پوری تفتیش کرے ۔ اس سے آپ کے سوال کا scope بڑا wide ہو گیا ہے ۔

Syed Tahir Ahmad Shah : Thank you.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ روٹی نہ ہضم ہونے کی شکایات ہمیں جیلوں سے ملی ہیں اور اس کے لئے وہ گرم روٹی مہیا کرنے کا بندوبست کر رہے ہیں ۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ روٹی نہ ہضم ہونے کی صرف یہی وجہ ہے کہ ان کو گرم روٹی نہیں ملتی یا آٹے میں اور دیگر نقائص کی وجہ ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا ! میں نے اس سے پہلے بھی یہ کہا ہے کہ آٹے اور روٹی کی کوئی شکایات نہیں ہیں ۔ آٹا بھی گورنمنٹ ان کو دیتی ہے اور وہی آٹا ان کو مل رہا ہے جو عوام کو مل رہا ہے ۔ قیدیوں اور حوالاتیوں کو کوئی برا آٹا نہیں رہا ۔ اچھا آٹا مل رہا ہے۔ صرف یہ شکایت تھی کہ انہیں روٹی گرم نہیں ملتی ٹھنڈی ہو جاتی ہے ۔ جہاں بارہ چودہ سو آدمیوں کا کھانا پکے وہاں کھانا ٹھنڈا تو ہو جاتا ہے ۔ اس لئے ہم نے سوچا تھا کہ کسی طریقہ سے اس کا کوئی متبادل انتظام کر سکیں ۔ وہ بھی زیر غور ہے لیکن اس کا کوئی فائنل فیصلہ نہیں ہوا ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ کبھی انہوں نے قیدیوں اور حوالاتیوں کا بذات خود اچانک چھاپہ مار کر کھانا taste کیا ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات : کئی دفعہ کیا ہے ۔

حضرت پیر سلطان احمد قتال رحمت اللہ علیہ کی خانقاہ پر پینے کے پانی کی فراہمی

*7319 . **دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پور پیروالہ ضلع ملتان میں حضرت پیر سلطان احمد قتال رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں پینے کے پانی کا کوئی انتظام نہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حضرت پیر سلطان احمد قتال رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک 27 مارچ 1975ء کو منعقد ہوا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرس شریف کے موقع پر لاکھوں عقیدت مندوں اور زائرین کا اجتماع ہوتا ہے جو دربار میں پانی کی نایابی سے سخت پریشان ہوتے ہیں ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دربار میں پانی کی بہم رسانی کے لئے کوئی انتظام کرے گی ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) ۔ (الف) دربار شریف کی حدود میں 2 ہینڈ پمپ موجود ہیں ۔ ایک پمپ وضو کے لئے مسجد میں اور دوسرا زائرین کے پانی پینے کے لئے دربار میں نصب ہے ۔ اس کے علاوہ آئندہ عرس کے موقع پر پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی واٹر سپلائی سکیم سے پانی کا کنکشن حاصل کرنے کا بھی پروگرام ہے ۔ اس سے زائرین کو عرس کے موقع پر مزید پانی مہیا ہو سکے گا ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) دوران عرس ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مندوں اور زائرین کا اجتماع ہوتا ہے ۔ انہیں پینے کے پانی کے حصول میں کسی قسم کی کوئی دشواری نہیں ہوتی اور خاطر خواہ انتظام محکمہ کی طرف سے کیا جاتا ہے ۔

(د) اس کا جواب جزو (الف) میں دیا جا چکا ہے ۔

صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں سے مشقت لینا

7501 ۔ (الف) ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں سے مشقت کا کام مثلاً بان بٹائی اور موج کٹائی لینے کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر جیل خانہ جات (رانا اقبال احمد خان) : اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ ماسوائے چند ایک جیلوں کے جو محکمانہ ضروریات کو پوری کرتی ہیں ۔ باقی صوبہ کی تمام جیلوں میں موج کٹائی اور بان کٹائی کی مشقت بند کر دی گئی ہے ۔

صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں سے بیگار لینا

8158 ۔ (الف) ۔ ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں واقع جیل خانہ جات میں قیدیوں کو روزانہ کس قسم کی خوراک مہیا کی جاتی ہے ۔

(ب) مذکورہ جیلوں میں مقید قیدیوں سے کس قسم کی بیگار یا کام لیا جاتا ہے اور کیا ان کو اس کے صلے میں کوئی اجرت وغیرہ دی جاتی ہے ۔

(ج) کیا مذکورہ جیلوں میں مقید قیدیوں سے ان کی سزا کے لحاظ سے کام لیا جاتا ہے اور کیا جو قیدی جوڈیشنل حوالات میں ہوتے ہیں ان سے بھی کوئی کام لیا جاتا ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات (رانا اقبال احمد خان) : (الف) صوبہ میں واقع جیل خانہ جات میں قیدیوں کو روزانہ مندرجہ ذیل خوراک دی جاتی ہے :-

(1) صبح کا ناشتہ جو چنے اور گڑ یا دلیہ پر مشتمل ہوتا ہے ۔

(2) دوپہر کا کھانا ۔ سبزی دال اور روٹی دی جاتی ہے ۔

(3) شام کا کھانا۔ سبزی دال اور روٹی دی جاتی ہے۔ ہفتے میں دالوں کے بدلے دو مرتبہ بڑا گوشت پکایا جاتا ہے تمام قسم کی دالیں بدل بدل کر پکائی جاتی ہیں۔

(ب) قیدیوں سے جیل باغیچہ جیل مرمت اور جیل کے اندر قائم کردہ فیکٹریوں میں کام کرایا جاتا ہے۔ مگر اس کے بدلے اجرت نہیں دی جاتی کیوں کہ ایسی قانونی شق موجود نہیں ہے وہ یہ کام قید بامشقت کے سبب کرتے ہیں۔

(ج) (1) مشقت عرصہ قید کے کم یا زیادہ ہونے کے لحاظ سے نہیں لی جاتی بلکہ جسمانی تندرستی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(2) جوڈیشل حوالات میں قید حوالاتیوں سے کوئی مشقت نہیں لی جاتی۔

سید قابض الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ حکومت ایسی قانونی ترمیم پر غور کر رہی ہے جس کے تحت ان قیدیوں کو کچھ نہ کچھ معاوضہ دیا جا سکے تاکہ جب وہ رہا ہوں تو ان کے پاس ایسی معقول رقم موجود ہو کہ وہ معاشرے میں اپنے آپ کو adjust کر سکیں۔

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا : ابھی تک ہم نے کوئی لکھت جیل میں یہ شروع کیا ہے کہ ہم وہاں سے سرامک انڈسٹری لگا رہے ہیں۔ تو ان کے ساتھ ہمارا کنٹریکٹ یہ ہوا ہے کہ ہم اس سے دس روپے فی قیدی روزانہ وصول کریں گے اور دو روپے یومیہ فی قیدی اپنے کھاتے میں یا اکاؤنٹ میں جمع کروائے گا جو رہائی کے بعد اس کو ملیں گے۔

میئر سپیکر : اس کی experimental stage آ گئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات : جی ہاں!

سید قابض الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ اس تجربے کو دوسری جیلوں میں بھی کامیابی سے استعمال کر سکیں گے؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ تجرباتی سٹیج پر کام ہو رہا ہے - اگر کامیاب ہو گئے تو ایسا کریں گے -

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا ! ابھی تو تجرباتی سٹیج ہے - تجربہ تو کسی دوسری جگہ نہیں ہو سکتا -

سید تابش الوری : جناب والا ! جو اعداد و شمار دئے گئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں صنعتیں بڑے منافع میں جا رہی ہیں اور نیو سنٹرل جیل کے جو اعداد و شمار آئے ہیں اس سے اندازہ ہوا ہے کہ انہیں دو سو فیصد منافع ہو رہا ہے - تو اس لئے انہیں اس تجربے کو اپنانے میں ویسے کوئی ہچ نہیں ہونی چاہیے -

مسٹر سپیکر : اس میں capital investment کو ایسے calculate نہیں کرتے کہ بلڈنگ پر کتنا خرچ ہے - آفیسرز پر کتنا خرچ ہے - That is not calculated.

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر دوسروں کو پچیس روپے روزانہ ملتے ہیں اور انہیں پانچ روپے بھی دے دیئے جائیں تو وہ ایسی رقم ہوگی جو ان کی رہائی کے وقت انہیں معاشرے میں بحالی سے کام میں مددگار ثابت ہوگی -

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ وہ تجرباتی طور پر کر رہے ہیں -

دربار حضرت میراں شاہ صاحب بھیرہ کی واگذاری

*8210 - **چوہدری طالب حسین :** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دربار حضرت میراں شاہ صاحب بھیرہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا 1961ء سے 1974ء تک محکمہ اوقاف کی تحویل میں رہا اگر ایسا ہے تو دربار مذکورہ سے 1974ء تک ہر سال کتنی آمدنی ہوئی اور کس قدر خرچ ہوتا رہا -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دربار مذکورہ ستمبر 1974ء میں محکمہ اوقاف کی تحویل سے واگذار کر دیا گیا - اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ تھیں -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دسمبر 1975ء میں عوام کے پر زور مطالبات کے پیش نظر دربار مذکور دوبارہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں لے لیا گیا مگر فروری 1976ء میں دوبارہ دربار مذکور محکمہ اوقاف کی تحویل سے واگذار کر دیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اس بارے میں تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : (الف) دربار حضرت میراں شاہ صاحب بھیرہ 1961ء سے 1974ء تک محکمہ اوقاف کی تحویل میں رہا ۔ اس عرصہ میں آمدن 1,35,682.28 روپے ہوئی جبکہ خرچ 37'806.44 روپے ہوئے ۔ گوشوارہ آمدن و خرچ بابت سال 1960-61 ء تا 1973-74 ء لف ہے ۔

(ب) جی ہاں : یہ درست ہے کہ دربار ستمبر 1974ء میں واگذار کر دیا گیا تھا ۔ واگذاری کی وجوہات انتظامی تھیں ۔

(ج) یہ درست ہے کہ دسمبر 1975ء میں دربار دوبارہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں لے لیا گیا لیکن پھر انتظامی وجوہات کی بناء پر واگذار کر دیا گیا البتہ 2 جون 1976ء کو دربار پھر محکمہ کی تحویل میں لے لیا گیا ہے ۔

گوشوارہ آمدن و خرچ بابت سال 1960-61 ء تا سال 1973-74 ء

مالی سال	آمدن	خرچ
1960-61 ء	4385.00	- -
1961-62 ء	9495.00	1261.46
1962-63 ء	8852.04	2512.16
1963-64 ء	9306.00	2006.02
1964-65 ء	6004.00	2396.74
1965-66 ء	7367.79	2117.39
1966-67 ء	8063.03	2248.91
1967-68 ء	9659.17	2331.82

2561.72	9801.63	1968-69ء
2903-45	6945.52	1969-70ء
3443.38	7013.95	1970-71ء
3031.95	6760.18	1971-72ء
5409.04	16780.61	1972-73ء
5582.40	25548.71	1973-74ء
37,806.44	1,35,682.28	

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انتظامیہ کو جو شکایت ہے اس کی بنا پر دربار کو واگزار کرنا پڑا جو کہ ہر دو ماہ کے بعد پیدا ہوتی رہی ؟

وزیر اوقاف : جناب والا ! اس سے پہلے جب یہ دربار حکومت کی تحویل میں تھا تو اس کے جانشینوں یا مجاوروں نے یہ درخواست دی کہ ہم اب یہاں کسی قسم کی چرس ، بھنگ یا جو کچھ بھی یہ کرتے ہیں نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی قسم کی غنڈہ گردی ہوگی ۔ اس لئے دربار کو واگزار کر دیا جائے ۔ چنانچہ ہم نے تجربے کے طور پر یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہم ان درگاہوں کے تقدس کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں واگزار کیا ۔ لیکن اس کے بعد پھر انہوں نے اپنی حرکات کرنی شروع کر دیں اور ہم نے اپنے پھر take over کیا ۔ پھر کچھ دوست بیچ میں پڑے اور کہا کہ اب یہ ٹھیک ہو جائیں گے ۔ لیکن دو تین دفعہ ان کو موقع دیا ۔ فنڈز میں خورد برد ، لڑائی جھگڑے ، فساد اور یہ سب کچھ ہوتا تھا ۔ اس کی وجہ سے محکمہ کو پھر آخری دفعہ ایکشن لینا پڑا کہ یہ ہماری تحویل میں رہے تاکہ دربار کا تقدس برقرار رہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ اگر کوئی اور دربار جو کہ اوقاف کی تحویل میں آچکا ہو اس کے مجاور یہ درخواست دیں کہ اب وہ اس کا انتظام بہتر طور پر کر سکیں گے تو حکومت اس کو واگزار کرنے پر غور کرے گی ؟

وزیر اوقاف : جناب والا ! اس سے پہلے ہمارا تجربہ ناکام ہو چکا ہے اس لئے اب یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر : فیصلہ تو جو بھی آپ کا ہوگا لیکن غور تو آپ ہمیشہ کریں گے ۔

وزیر اوقاف : جناب والا ! غور تو ہمیشہ کریں گے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! سوال میں نے اتنی صورت میں دیا تھا لیکن آپ کے دفتر کو پسند نہ آیا اور اس میں ترمیم کر دی گئی ۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ ایک glaring case ہے جس میں واضح طور پر دھاندلی کی گئی ہے اور اسی افسانے کی بنا پر اس کو بار بار واگزار کیا جاتا رہا ہے تو اس میں وزیر موصوف کسی عدالتی تحقیقات فرمانے کا انتظام کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : اب تو وہ دربار take over ہو گیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! سوال یہ نہیں ہے کہ دربار take over ہو گیا ہے بلکہ سوال یہ ہے کہ بار بار کس طرح take over ہوتا رہا ۔ کون کون سے افسران اس میں ملوث ہیں ۔ کیا اس کی تحقیقات نہیں ہونی چاہیئے ؟

مسٹر سپیکر : ان کے سوال کا ultimate analysis یہ ہے کہ جن افسران نے اس کو واگزار کیا ہے وہ ان کے نقطۂ نظر سے اس میں ملوث ہیں اور ان کے خلاف تحقیقات کی جائے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ واضح طور پر ایسی بات ہے اور یہ کم از کم مشکوک نظر آتا ہے کہ دربار اس طرح واگزار ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس پر ذاتی طور پر تحقیقات فرمائیں گے ؟

وزیر اوقاف : جناب والا ! چوہدری صاحب خود انکوائری کریں ہم ان کی انکوائری کو مصدقہ جانیں گے ۔

Chaudhari Talib Hussain : No. I am sorry. I can't do that. You are the Incharge and it is your responsibility.

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ میں انکوائری کرنے کے لئے تیار ہوں ۔

وزیر اوقاف : جناب والا ! وہ پیشے ساتھ تعاون کریں تو میں انکوائری کرنے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے تو آپ پر اعتماد ہے اگر آپ انکوائری کریں۔
It is only a matter of gesture.

ضلع سرگودھا میں دیہی مزدور ورکشاپوں کا قیام

***8386 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صنعت پنجاب کی چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن نے صوبہ میں دیہی مزدور ورکشاپس قائم کی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو وہ کہاں کہاں اور کن مقاصد کے لئے قائم کی گئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں بھی مذکورہ ورکشاپس قائم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم مسعود) : (الف) یہ درست ہے کہ پنجاب کی چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن صوبہ پنجاب کے درج ذیل دس مقامات پر سال رواں کے دوران دیہی مزدور ورکشاپس قائم کر رہی ہے :-

نام جگہ	تحصیل	ضلع
1 ۔ کنگن پور	چونیاں	لاہور
2 ۔ ماناںوالہ	شیخوپورہ	شیخوپورہ
3 ۔ چونترہ	راولپنڈی	راولپنڈی
4 ۔ بھتر	فتح جنگ	کیمبلپور
5 ۔ گڑھ مہاراجہ	شور کوٹ	جھنگ
6 ۔ حجرا	دیپالپور	ساہیوال
7 ۔ کندیاں	میانوالی	میانوالی
8 ۔ شہر سلطان	علی پور	مظفر گڑھ
9 ۔ راہرانوالہ	چشتیاں	بہاولنگر
10 ۔ اللہ آباد	لیاقت پور	رحیم یار خان

ان ورکشاپس کے قیام کا مقصد دیہی علاقوں میں دستی ہنر کو فروغ دینا ہے تاکہ موجودہ ہنرمند دستکاروں کی عملی قابلیت کو جدید مشینری اور اوزاروں کے ذریعہ ترقی دی جا سکے اور اس طرح ہنرمند اپنے اور اپنے سے متصل دیہی علاقوں کی ضروریات پوری کر سکیں۔

(ب) موجودہ مالی سال میں جو ورکشاپس قائم کئے جا رہے ہیں ان میں سے ضلع سرگودھا میں کوئی پروگرام نہیں ہے۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ فی ورکشاپ کتنا بجٹ رکھا گیا ہے اور کسی ورکشاپ نے کام شروع کر دیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس وقت نہیں بتا سکیں گے۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! اگر ان کے پاس انفارمیشن ہے تو دے دیں اگر نہیں تو ٹھیک ہے کیونکہ ان کو صنعت کا شائد نیا نیا محکمہ ملا ہوگا۔

(قہقہہ)

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میرے پاس جو سکیم حکومت نے منظور کی ہے اس کا ضمیمہ موجود ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں بتا سکتا ہوں لیکن ایک ورکشاپ کے سلسلے میں اس وقت نہیں بتا سکتا۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو ورکشاپیں سال رواں میں قائم ہوئی ہیں۔ لیکن کتنا خرچ ہوا ہے یہ آپ نہیں بتا سکیں گے۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع سرگودھا میں یہ ورکشاپس کیوں قائم نہیں کی گئیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ہم نے یہ دیہی مراکز دور دراز علاقوں میں قائم کئے ہیں اور یہ مراکز ابھی تجرباتی طور پر قائم کئے ہیں۔ اگر ان سے خاطر خواہ ترقی ہوئی تو دیگر مقامات پر بھی مراکز کھولے جائیں گے۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا چونیاں ضلع سرگودھا سے دور ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : دور نہیں ہے لیکن پسماندہ ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر موصوف یقین دہانی کرائیں گے کہ آئندہ سال مراکز وہاں قائم کریں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جہاں انڈسٹریل ڈویلپمنٹ نہیں ہے ۔ یہ دیہی ترقیاتی مراکز وہاں قائم کئے ہیں اور ایسی دیگر جگہوں پر بھی قائم کئے جائیں گے ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ کامیابی کے ساتھ چلے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا پسماندہ علاقوں میں بھی مراکز قائم کئے جائیں گے ؟ میں ان کی توجہ ضلع سرگودھا کی طرف لانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ضلع نمبر 1 پر ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کی توجہ دلا رہے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ٹھیک ہے ۔ میں تو ان کی طرف ہر وقت توجہ دیتا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لائل پور ضلع کے عوام کو دیہی سہولتوں سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ اس کا جواب دے چکے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا مستقبل قریب میں لائل پور میں دیہی مراکز ورکشاپس کھولنے کی تجویز زیر غور ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہمارا مقصد دور دراز علاقوں اور دیہاتوں میں اس قسم کی ورکشاپیں قائم کرنا ہے اور ضلع لائل پور میں پہلے ہی صنعتی ترقی کافی ہے ۔ اس لئے وہاں اس قسم کی ٹیکنیکل ورکشاپوں کی ضرورت نہیں ہے ۔ جوں جوں ضرورت محسوس ہو گی یہ مراکز قائم کر دیے جائیں گے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں نے لائل پور ضلع کے رورل ایریا کی بات کی ہے وہ بھی اس سلسلے میں برابر کا مستحق ہے اور یہ ورکشاپیں دیہات کے علاقوں کے لئے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ بات ہو گئی ہے -

سید طاہر احمد شاہ : انہوں نے فرمایا ہے کہ ضلع لائل پور میں انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بہت ہے میں دیہی علاقوں کے لئے مطالبہ کر رہا ہوں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ ضروریات کے مطابق یہ مراکز بڑھا دیے جائیں گے -

سید تاجور الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتا سکیں گے کہ اب تک اس قسم کی ورکشاپیں کتنی قائم ہوئی ہیں - اور ان میں سے کوئی قائم ہوئی بھی ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں یہ اطلاع بھی دے سکتا ہوں کہ اس میں سے کون کون سی function کر رہی ہے -

ضلع سرگودھا میں صنعتی منصوبہ جات پر رقوم کا تصرف

*8386 (الف) - **چوہدری ممتاز احمد کاہنوں :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ صنعت نے ضلع سرگودھا کی صنعتی پسماندگی اور روز افزوں بیروزگاری دور کرنے کے لئے گذشتہ چار سالوں میں کتنے منصوبہ جات تیار کئے اور ان پر کس قدر رقم صرف ہوئی -

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ایم مسعود) : پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے گذشتہ چار سالوں میں سرگاری شعبہ میں مندرجہ ذیل منصوبے تیار کئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

نام منصوبہ جات	لاگت لاکھ روپے	تربیت دیئے گئے افراد کی تعداد
1 ۔ کارپٹ سنٹر سلانوالی	1.80	30
2 ۔ کارپٹ سنٹر ھکتانوالہ	1.71	30
3 ۔ کارپٹ سنٹر شاہ پور صدر	1.71	30

4 ۔ کارپٹ سنٹر بھلروان	0.64	30
5 ۔ کارپٹ سنٹر بھیرہ	0.70	30
6 ۔ کارپٹ سنٹر نوشہرہ	0.80	20
7 ۔ پاکستان ہینڈی کرافٹ شاپ سرگودھا	1.50	،،
8 ۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سرگودھا	106.75	یہ سکیم سال رواں میں شروع کی گئی ہے
	115. 61	

ان صنعتی تربیتی مراکز میں بالواسطہ ملحقہ اثرات (linkage effect) کے پیدا ہونے کی وجہ سے روزگار کے کثیر مواقع فراہم ہوں گے ۔

سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سرگودھا جو حال ہی میں منظور ہوئی ہے ۔ 50 ایکڑ پر مشتمل ہوگی اور اس میں 462 صنعتی پلاٹ تجویز کئے گئے ہیں ہمیں امید ہے کہ اس سے علاقے کی صنعتوں کو تقویت ملے گی اور روزگاری کے مواقع فراہم ہوں گے ۔

علاوہ ازیں سال رواں میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے قائد آباد اور خوشاب میں برتن سازی اور دری سازی کے دو منصوبے 6 لاکھ 70 ہزار روپے کی لاگت سے بنائے تھے ۔ جو مالی وجوہات کی بنا پر اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ کئے جا سکے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! یہ سات کارپٹ سنٹر جو کھولے گئے ہیں جن کے اوپر چار سال میں نو لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے ۔ کیا یہ بتا سکیں گے کہ اس کے لئے زمین کا سروے کب ہوگا اور یہ منصوبے کب شروع ہوں گے ؟

مسٹر سپیکر : ابھی تو سروے ہو رہا ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : میرا مطلب یہ ہے کہ یہ صرف کاغذات تک محدود نہ ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جلد از جلد کریں گے ۔

سید تابش الوری : انہوں نے فرمایا ہے کہ گذشتہ چار سالوں میں ہر ایک کارپٹ سنٹر میں 30-30 افراد کو ٹریننگ دی گئی ہے ۔ کیا یہ ٹریننگ ایک سال میں دی گئی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : یہ منصوبہ چار سالوں پر منحصر ہے اور مختلف جگہوں پر مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں یہ شروع کئے گئے ہیں ۔ ان میں سے اب تک تربیت یافتہ افراد کی تعداد یہی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : انہوں نے فرمایا ہے کہ کالا باغ خوشاب میں جو سنٹر بنائے گئے تھے وہ مالی وجوہات کی بنا پر اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کئے جا سکے ۔ کیا انہیں آئندہ سال میں رکھا جائے گا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : یہ تو وسائل پر منحصر ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کتنے مزدور کتنے دنوں میں تربیت حاصل کرکے فارغ التحصیل ہو جاتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : کیا آپ ورکشاپ کھولنا چاہتے ہیں ۔ اگر کھولنا چاہتے ہیں تو میں سمال انڈسٹریز کے ڈائریکٹر کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر دے کہ انہوں نے اس قسم کا سنٹر کھولنا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ہم یہ foreseen کر رہے ہیں کہ اگر جناب وزارت سے علیحدہ ہونے کے بعد ورکشاپ قائم کرنا چاہیں تو کر سکیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں خوشی سے قبول کروں گا ۔

سید تابش الوری : جواب میں بتایا گیا ہے کہ 30 افراد کی تربیت پر ایک لاکھ 80 ہزار روپے خرچ آئے ہیں ۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ایک لاکھ 80 ہزار روپے کے خرچ سے یہ جو تربیت دی جا رہی ہے اس پر اس خرچ کا کیا جواز ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : کبھی آپ میڈیکل کے طلبا کا خرچ دیکھیں تو معلوم ہو تو ٹرینڈ آدمیوں پر ہمیشہ خرچ زیادہ ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ صرف ٹریننگ کا مسئلہ نہیں جو عمارت بنے گی اس پر بھی خرچہ ہوگا This includes both recurring as well as capital expenditure. You can't calculate it in this way.

سید قابض الوری : جناب والا ! میں اس کی تفاصیل پوچھ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے وہ تمام اخراجات بتائے ہیں جو سارے منصوبے پر خرچ ہوئے ، یہ صرف recurring expenditure نہیں
It includes both recurring as well as capital expenditure.

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! جو جواب وزیر موصوف نے دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ خود اس سے مطمئن نہیں اور انہیں معلومات حاصل نہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون اور میں دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں اور ہم دونوں کو ہی علم نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! اگر آپ ان کی امداد کرتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ! یہ بات نہیں ۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ کتنا خرچ ہوا ہے ۔ I have to perform the functions of a presiding officer. اور میں نے بتایا ہے کہ یہ انہوں نے تمام منصوبے کا خرچ بتایا ہے ، صرف ٹریننگ کا خرچ نہیں بتایا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ہمارے دو وزراء ہیں ، ایک وزیر قانون اور دوسرے وزیر تعلیم صاحب جو ذاتیات پر اتر آتے ہیں اور آپ انہیں دلدل سے نکالنے کے لئے اس قسم کی امداد کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو بڑی خندہ پیشانی سے آپ کی بات کو سنا ہے ۔ آپ بھی اسی سپرٹ سے ان کی بات سنیں جس سپرٹ سے وہ سنتے ہیں ۔
He is a very competent and qualified Minister.

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! آپ جو کچھ بھی کہیں یا انہیں دلدل سے نکالیں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ اگر وزراء صاحبان غلط جواب دیں تو اس کے متعلق تو ہم کچھ کہہ سکتے ہیں لیکن اگر آپ جواب غلط دیں تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ایسی کوئی بات نہیں ۔ اگر کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے تو آپ اسی وقت پوائنٹ آؤٹ کر دیتے ہیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جواب میں درج کئے گئے کارپٹ مراکز نمبر ایک میں ایک لاکھ اسی ہزار اور مراکز نمبر 2 اور 3 میں الگ الگ ایک لاکھ اکہتر ہزار روپے کے خرچ سے 30 ، 30 افراد کو تربیت دی گئی ہے جب کہ کارپٹ سنٹر پھلروان میں اتنے ہی افراد کو 64 ہزار روپے کے اخراجات سے تربیت دی گئی ہے ۔ تو اس تفاوت کی کیا وجہ ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ خرچہ صرف تربیت کا نہیں اس میں دیگر اخراجات بھی شامل ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! پہلے تین مراکز میں بھی وہی ٹریننگ دی گئی ہے اور اتنے افراد کو دی گئی ہے جتنے افراد کو پھلروان میں دی گئی ہے تو پھر اتنا فرق کیوں ہے جب کہ کام اور تربیت کی نوعیت بھی ایک ہے ؟

(اس مرحلہ پر خاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! جب کام کی نوعیت بھی ایک ہی ہے اور ٹریننگ کی نوعیت ایک ہے تو پھر اخراجات میں اتنا فرق کیوں ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! مجھے علم نہیں کہ یہ سوال سنجیدگی سے کیا گیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : ہم یہ سوال نہایت سنجیدگی سے پوچھ رہے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! مختلف مراکز میں مختلف جگہوں پر مختلف اخراجات ہوتے ہیں ۔ جو ٹریننگ دی جاتی ہے اس کے اخراجات کم بھی ہو سکتے ہیں اور زیادہ بھی ہو سکتے ہیں ۔ لیکن یہ multi-purpose projects ہیں ۔ کسی جگہ پر عمارت کا کرایہ زیادہ ہے اور کسی جگہ پر کم ہے اور یہ ایسی بات نہیں جو انہوں نے ۔ میرے فاضل دوست جس طرف لے جانا چاہتے ہیں کہ standardization ہو ، کام بھی ایک

ہو اور ایک مرکز میں لازماً اتنے ہی افراد ہوں ۔ تو کہیں کم یا زیادہ بھی ہو جاتے ہیں اور یہ اخراجات وہاں کی ضروریات کے مطابق کئے جاتے ہیں ۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جو آپ کو ناگوار گذر رہی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! ہمارا روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ افسر حضرات اپنی جیبیں گرم کرنے لئے بازار میں موجود نرخوں سے زائد نرخوں پر forged طریقے سے چیزیں خرید کرتے ہیں ۔ تو میں چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس امر کی یقین دہانی کرائیں کہ اس نمایاں تفاوت کو ختم کرنے کے لئے اور قوم کا جو پیسہ زاید خرچ کیا گیا ہے اس کے متعلق تحقیقات کرائی جائے گی ۔ ہر مرکز میں تربیت پانے والوں کی تعداد برابر ہے تو پھر ہر مرکز میں ہونے والے خرچ میں فرق کیوں ہے ۔ یہ جو فرق ہے یہ وہاں پر رشوت کا بازار گرم کرکے کیا گیا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : شاہ صاحب آپ نے سوال کر دیا ہے ۔ اب آپ اس پر تقریر نہیں کر سکتے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس بات کی یقین دہانی کراؤں ۔ مجھے واضح طور پر بتایا جائے کہ فلاں مرکز کے اخراجات میں بد دیانتی ہو رہی ہے تو میں یقین دہانی کرا سکتا ہوں لیکن محض اس بات پر یقین دہانی کرانے کے لئے تیار نہیں ہوں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف اس بات سے اتفاق کریں گے کہ حکومت کفایت شعاری پر زیادہ سے زیادہ زور دیتی ہے ۔ اگر 30 افراد 64 ہزار روپے سے کسی ایک مرکز میں تربیت پا سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے مرکز میں وہی تربیت دینے پر اتنا زیادہ خرچ کیا گیا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میرے خیال میں انہیں غالباً اس بات کی سمجھ نہیں آئی ۔ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ یہ کثیرالمقاصد مراکز ہیں اور ان میں مختلف قسم کے کام ہوتے ہیں یا تو مجھے بتائیں کہ یہ جو کثیرالمقاصد مراکز قائم کئے گئے ہیں ان میں فلاں جگہ پر یا فلاں شعبہ میں دھاندلی ہو رہی ہے تو ہم تحقیقات کرانے کے لئے تیار ہیں ۔ لیکن محض یہ اعداد و شمار دیکھ کر کہہ دینا کہ وہاں پر بد دیانتی ہو رہی ہے یہ کوئی بات نہیں ۔

مسٹر چیئرمین : یہ بات تو واضح ہے کہ یہ مراکز محض ٹریننگ کے لئے نہیں ۔ ان پر جو اخراجات ہوئے ہیں وہ پورے منصوبے پر ہوئے ہیں اور ان میں عمارت اور مشینری وغیرہ کے اخراجات بھی شامل ہیں ۔

سید تابش الوری : یہ تو میں مانتا ہوں لیکن جس مشینری اور عملے کے اخراجات پر 30 افراد کو تربیت دی جا سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہی تجربہ دوسرے مراکز میں نہیں کیا گیا ؟

مسٹر چیئرمین : اگر آپ لاہور میں ٹریننگ کا انتظام کریں گے تو یہاں پر مکان ایک ہزار روپے پر ملے گا ۔ لیکن اگر ایسا ہی مکان بہاول پور میں لیا جائے تو 50 روپے پر مل جائے گا ۔ تو یہ اخراجات میں فرق والی بات تو درست ہے یا تو آپ خاص مثال دیں کہ فلاں بد دیانتی فلاں مرکز میں ہوئی ہے تو وہ تحقیقات کرائیں گے ۔ صرف یہ کہنا کہ فلاں خرچ کیوں زیادہ یا کیوں کم ہے تو یہ کوئی سوال نہیں بنتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ مراکز کثیرالمقاصد نہیں ، یہ تو صرف کارپٹ مراکز ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : یہ اخراجات تو تمام منصوبے کے ہیں یہ صرف ٹریننگ کے نہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وزیر موصوف کے جواب سے ایک بات واضح ہے کہ وہ definitely نہیں کہہ سکتے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں ۔ ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ اس تفاوت کو دور کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اس سے زیادہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ۔

مسٹر چیئرمین : ہاں ! اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس کے متعلق پتا کرا لیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ تو افراد کی بد دیانتی پر پردہ پوشی کے مترادف ہے ۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں ۔

گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں ملازمین کی تعداد

***8443 ۔ ملک منور خان :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 1970ء تا مئی 1976ء گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب میں ملازمین کی ہر سال تعداد کیا رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ پرنٹنگ پریس کے 90 فی صد ملازمین رخصتی آسامیوں پر کام کر رہے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پریس میں اتنا زیادہ عملہ ہوتے ہوئے بھی چھپائی کا کام پرائیویٹ پریسوں سے کرایا جا رہا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر قانون و پارلمانی امور (ایس ۔ ایم ۔ مسعود) : (الف) سال 1970ء تا مئی 1976ء گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور میں حکومت کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد حسب ذیل رہی ہے :-

	تعداد آسامی
1970 — 1971	1616
1971 — 1972	1616
1972 — 1973	1616
1973 — 1974	1616
1974 — 1975	1616
1975 — 1976	1721

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) جب سے عوامی حکومت برسر اقتدار آئی ہے ترقیاتی امور میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ صوبہ پنجاب کے تقریباً تمام محکموں میں توسیع ہوئی ہے ان وجوہ کی بناء پر اس پرنٹنگ پریس میں چھپائی کے کام میں بھی بہت اضافہ ہوا ہے اس کے علاوہ بسا اوقات محکموں کی جانب سے کام کی تکمیل مقررہ مدت میں مقصود ہوتی ہے تو ان کی ضرورت کے پیش نظر ضابطہ کے مطابق چھان بین کر کے باقاعدہ طور پر منظور شدہ پرائیویٹ پریسوں کو کام دیا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس مجموعی طور پر خسارے میں جا رہا ہے یا منافع میں ؟

وزیر قانون و پارلمانی امور : کیا یہ سوال کی حدود میں آتا ہے ؟

مسٹر چیئرمین : نہیں ، اس کے لئے الگ سوال چاہیئے ۔

گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں حاضری کے اوقات کار

*8444 ۔ ملک منور خان : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں حاضری کے اوقات کار کیا ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ 90 فیصد ملازمین روزانہ حاضری لگا کر ذمہ دار عملہ کی ساز باز سے گھروں کو چلے جاتے ہیں اور ہر ماہ پوری تنخواہ حاصل کر لیتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سے ملازمین ایسے بھی ہیں جو پورا ماہ حاضر نہیں ہوتے اور ان کی حاضری باقاعدہ لگتی ہے اور وہ تنخواہ اور اوور ٹائم بھی حاصل کرتے ہیں ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پریس کے معاملات کی چھان بین کر کے ذمہ دار عملہ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم مسعود) : (الف) پنجاب گورنمنٹ پریس میں اوقات کار مندرجہ ذیل ہیں :-

کلریکل سٹاف ۔

روزانہ صبح ساڑھے سات تا دو بجے بعد دوپہر ۔

جمعہ ۔ صبح ساڑھے سات تا بارہ بجے دوپہر ۔

ٹیکنیکل سٹاف (اوقات کار دن) ۔

روزانہ صبح ساڑھے سات تا تین بجے بعد دوپہر ۔

وقفہ ساڑھے گیارہ تا بارہ بجے دوپہر ۔

جمعہ ۔ صبح ساڑھے تا ساڑھے بارہ بجے ۔

ٹیکنیکل سٹاف (اوقات کار رات) ۔

روزانہ تین بجے بعد دوپہر تا ساڑھے دس بجے رات ۔

وقفہ ساڑھے چھ تا سات بجے شام ۔

جمعہ ۔ ہفتہ وار تعطیل ۔

اتوار ۔ صبح ساڑھے سات بجے تا ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر (بغیر وقفہ)

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔

(د) چونکہ جزوہائے بالا کا جواب نفی میں ہے لہذا اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! اس سلسلے میں میں ایک گزارش کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ جواب میں کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جی ہاں ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ مسائل پر حکومت کو شکایات وغیرہ موصول ہوئی تھیں۔ چیف منسٹرز انسپکشن ٹیم نے اس کی باقاعدہ تحقیقات کی ہے ۔ اس وقت مسئلہ چیف مسٹر صاحب کے پاس موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے

وزیر اوقاف : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

*8528 ۔ **سیدہ عابدہ حسین** ۔ کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) دربار عالیہ حضرت پیر شاہ جیونا تحصیل و ضلع جھنگ کی نگہداشت اور مرمت پر محکمہ اوقاف نے 1973ء سے اب تک کتنی رقم صرف کی ۔

(ب) حضرت پیر شاہ جیونا کے وارثوں کی جانب سے وقف کردہ جائیداد سے محکمہ اوقاف کو 1973ء سے اب تک کتنی آمدنی ہوئی اور اسے کس طرح خرچ کیا گیا ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : (الف) محکمہ اوقاف نے 1973ء سے اپریل 1976ء تک دربار عالیہ حضرت پیر شاہ جیونا تحصیل و ضلع جھنگ کی نگہداشت اور مرمت پر درج ذیل رقم صرف کی ہے :-

عرس گرانٹ	—	8040 روپے
تنخواہ عملہ	—	5231 روپے
متفرق	—	58 روپے
خرید صف	—	300 روپے
سالانہ مرمت	—	200 روپے
سپیشل مرمت	—	475 روپے
کل خرچ	—	14304 روپے

(ب) محکمہ اوقاف کو 1973ء سے اپریل 1976ء تک دربار عالیہ حضرت پیر شاہ جیونا سے کل 22679.65 روپے آمدنی ہوئی ۔ خرچ کی تفصیل جزو (الف) میں دی جا چکی ہے ۔

دربار حضرت سید حاجی شیخ احمد ولی کی سالانہ آمدنی

*8590 ۔ میاں احسان الحق پراچہ : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جب سے دربار حضرت سید حاجی شیخ احمد ولی ۔ کوٹلی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کو محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لیا ہے اس کی سالانہ آمدن اور خرچ کا تخمینہ کیا ہے ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : دربار حضرت سید حاجی شیخ احمد ولی کوٹلی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات جب سے محکمانہ تحویل میں ہے ۔ آمدن و خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے :-

مالی سال	آمدنی	خرچ
1972-73	469.63	———
1973-74	3726.18	4108.56
1974-75	2985.94	6128.38
1975-76	6750.00	8000.00
	13931.75	18236.94

وزیر خزانہ : مجھے جناب والا ! کی خدمت میں ایک گزارش کرنی ہے ۔ خوراک کے مسئلے پر جو بحث ہم نے کرنی تھی ، فاضل قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ ان کے کچھ ساتھیوں کے لئے جمعہ کا دن مناسب نہیں ہے ۔ انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ منگل کو ' یعنی اس سے اگلے ہفتے کے منگل کو یہ بحث کی جائے ۔ مجھے اس سے مکمل اتفاق ہے ۔ میں جناب والا کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس بحث کا دن اس جمعہ کی بجائے آئندہ ہفتے کا رکھ دیں اور وقت کا تعین آپ جیسے بھی مناسب سمجھیں کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : آخری دو گھنٹے رکھ لیں ؟

وزیر خزانہ : جیسے آپ مناسب سمجھیں کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : اب ہم اگلی آئیٹم پر جاتے ہیں ۔ درخواست ہائے رخصت پیش کی جائیں ۔ ویسے تو آدھا ایوان ہی چھٹی پر لگتا ہے ۔ (قہقہہ) ۔
آج صبح جب میں یہاں داخل ہوا تو میں نے باہر ملاقاتیوں کی بہت بڑی تعداد دیکھی ۔ وہ ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان سے ملنے آتے ہیں ، وزرا صاحبان سے یا

سمجھے ۔ ان کی اتنی چاہت ہوتی ہے کہ جو بھی کھلی جگہ اس اسمبلی میں نظر آتی ہے ، وہ ان سے بھری ہوتی ہے اور ممبر صاحبان نہیں ہوتے ۔ وہ کس کو ملنے آتے ہیں ؟

سید تابش الوری : وہ ممبر کی تلاش میں آتے ہیں اور ممبر فرار ہوتے ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے ایک دن پہلے بھی اس کو محسوس کیا ہے ۔ ایک عوامی دور ہے اور اس اسمبلی میں ملاقاتی آیا کرتے ہیں ۔ مگر اتنے تو نہیں آیا کرتے تھے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر ڈی پی سنگھا

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ڈی پی سنگھا صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> I had gone to Islamabad/Rawalpindi to attend the official meeting of the Ministers Advisory Council on the morning of 8th November, 1976. I had booked my return flight in the afternoon so as to be able to attend the scheduled session of the House. Due to the unexpected delay in the flight departure, I could not return in time and request to be excused.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I could not attend the Assembly meet-

ing on 8th November, 1976 as I was unable on that day.

Kindly grant me legve for that day and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ای ڈلشا

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ای ڈلشا صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Kindly grant me leave for 8th November, 1976, as I was to attend a meeting of the 6th Advisory Council for Ministries at Rawalpindi on that date.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ 1-11-76 تا 5-11-76 بوجہ بخار حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایس سیٹفن

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایس سیٹفن صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ 8-11-76 کو برائے شمولیت

مشاورتی کونسل اقلیتی امور (مرکزی) اسلام آباد گیا ہوا تھا ۔ لہذا اس دن اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ براہ مہربانی 76-11-8 کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly session from 3rd November to 5th November, due to illness. Leave may kindly be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک سرفراز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بوجہ ذاتی ضروری کام اجلاس منعقدہ 76-11-5 میں شرکت نہ کر سکا ۔ لہذا اس دن کی اجلاس سے رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ خود آپ نے بھی اس کا پہلے نوٹس لیا ہے ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ' پریس گیلری ہمارے ایوان کا اہم حصہ ہے اور وہ روزانہ گزشتہ ایک ڈیڑھ ہفتے سے ایک گھنٹے کے لئے علامتی واک آوٹ کر کے اسمبلی کی کارروائی کا بائیکاٹ کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ہم کو انٹرول کے ساتھ synchronize نہیں کر سکتے ۔

(قہقہہ)

سید تابش الوری : یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل سینیئر منسٹر صاحب نے اس کا نوٹس لیا تھا ۔

سید تابش الوری : ہم جاننا چاہتے ہیں کہ ان کی کوشش کہاں تک کامیاب ہوئی ؟ ان کے مطالبات کے سلسلے میں حکومت کا نقطہ نظر کیا ہے ؟ پولیس کا تشدد اتنا معمول بن گیا ہے کہ خود پریس بھی اس کی زد میں آ گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب سینیئر وزیر نے اس سلسلے میں گفتگو کی ہو گی اور وہ اس کے مثبت نتائج سے ہمیں آگاہ کریں گے ۔

وزیر خزانہ : میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ میں یہ بات لایا تھا کہ اس طرح اسمبلی میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہے ، بار بار اٹھایا گیا ہے اور اصرار سے اٹھایا گیا ہے اور میں نے صحافی صاحبان کے جذبات سے انہیں آگاہ کیا تھا ۔ انہوں نے مجھے کہا کہ فاضل وزیر اطلاعات کو کچھ ہدایات دے کر ان سے مزید گفت و شنید کرنے کو کہیں گے ۔ اب حقیقت میں فاضل وزیر اطلاعات اس سلسلے میں کچھ کہہ سکیں گے ۔ وہ شاید اس وقت ایوان میں نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ کسی وقت آ جائیں تو پھر دیکھ لیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ خود دلچسپی لے کر متعلقہ وزراء سے کہیں ۔ آپ کا براہ راست پریس سے واسطہ ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر سیشن کے آخر میں آپ پریس سے خطاب کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ معاونت کرتے ہیں اور یہ ہمارا فرض ہے کہ پریس پر جب کوئی مشکل پڑے تو ہم ان کے جائز مطالبات کے سلسلے میں ان سے تعاون کریں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے میں کروں گا۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم اگلی آئیٹم پر جاتے ہیں۔ سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 51 ہے۔ جو بہاول پور میں کچی کالونیشن سے متعلق ہے۔

وزیر قانون : اسے پینڈنگ کر دیجیے۔ یہ میرے نوٹس میں نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : اس کو پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ فاضل وزیر موصوف رانا شوکت محمود صاحب اور بریگیڈئر صاحب داد صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! بریگیڈئر صاحب کے سوالات کے جوابات تو میں دے دوں گا۔

مسٹر سپیکر : سوالات کے جوابات نہیں ہیں۔ تحریک التوائے کار ہیں۔ میرے خیال میں تحریک التوائے 63 اور 66 ایک جیسی ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! دونوں مختلف ہیں۔

بارشوں کے نتیجہ میں بہاول پور ڈویژن بالخصوص بہاول پور شہر میں نقصان ہونے پر قرضوں اور دوسری سہولتوں کا اہتمام نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حالیہ بارشوں کے نتیجہ میں بہاول پور ڈویژن بالخصوص بہاول پور شہر میں شدید نقصان ہوا اندرون شہر کے گنجان آباد محلوں اور کچی آبادیوں میں بہت سے مکانات منہدم اور شکستہ ہو گئے ہیں اور شہر کی نالیاں اور سڑکیں بڑے پیمانے پر ٹوٹ گئی ہیں۔ ان کے ساتھ ہی دیہات کے ساتھ کھڑی فصلوں کو بھی خاصا نقصان پہنچا لیکن حکومت نے متعدد اعلانات اور یقین دہانیوں کے باوجود بہاولپور کے لیے مناسب رقوم فراہم نہیں کیں اور نہ لوگوں کے لئے قرضوں اور دوسری سہولتوں

کے لئے اہتمام کیا اس امتیازی سلوک سے بہاولپور میں عوامی سطح پر اضطراب اور بے چینی کا اظہار ہو رہا ہے۔

"امتیازی" سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اس میں کسی اور کا تو آپ نے ذکر ہی نہیں کیا اگر آپ نے یہ کہا ہوتا کہ دوسرے شہروں میں ہو گیا ہے تو بہاول پور میں نہیں ہوا پھر تو امتیازی سلوک والی بات ہوتی۔

سید تابش الوری : جناب والا! یہ بڑی obvious ہے۔ یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ پورے صوبے میں کوئی کام ہی نہیں ہوا۔

وزیر خزانہ : جناب والا! عرض یہ ہے کہ نقصانات کی تلافی کے بہت سے ذریعے ہیں مثلاً یہ کہ اگر کہا گیا کہ تقاوی نہیں لی جائے گی تو سارے پنجاب سے اس کا یکساں سلوک ہوا ہے۔ اور بہاول پور سے کوئی امتیازی سلوک نہیں ہوا۔ اور اگر یہ کہا گیا کہ قرضے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن دے گی تو وہ بھی کسی ضلع کے منہدم ہونے والے مکانات کی تعداد کے مطابق مختص کی گئی ہے۔ اگرچہ یہ رقم مرکزی حکومت نے مختص کی ہے مگر ہماری رپورٹوں پر کی ہے کہ فلاں ضلع میں کتنے مکانات گرے ہیں۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ کیمبل پور کو شائد سب سے زیادہ رقم ملی ہے جو تین کروڑ روپے ہے اور باقی اضلاع کو لاکھوں میں ملی ہے۔ لیکن اس معاملے میں بہاول پور کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا گیا بلکہ اس کے لئے جو کسوٹی رکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کس ضلع میں کتنے مکانات ہیں جو گر گئے ہیں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ جو پبلک سیکٹر میں نقصانات ہوئے ہیں سڑکوں کو شاہراہوں کو پلوں کو بیلیوں کو بندوں کو یا نہروں کو اس کے لئے ہم نے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 23 کروڑ پینتالیس لاکھ روپے نکال کر دیے ہیں۔ یہ نقصانات کی تلافی کے لئے دیے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ نقصانات کی تلافی پہلے ہو چکی ہے کیوں کہ ہم نے ایک ٹائم ٹیبل مرتب کیا ہے کہ کون سی چیزیں ہیں جن کو پہلے مرتب ہونا چاہیے جیسے نہریں ہیں بیجائی شروع ہو چکی ہے۔ اور نہریں پہلے مرمت کر دی گئی ہیں اسی طرح سے پبلک سیکٹر کے ٹیوب ویل ہیں ان کی مرمت کو اہمیت دی گئی اور ان میں سے اکثر کی مرمت کر دی گئی ہے۔ پھر سڑکوں کی اور مواصلات کے نظام کی بھی مرمت تیزی سے ہو رہی ہے۔ کئی جگہوں پر صرف ٹیکنیکل مجبوریوں کی وجہ سے مرمت نہیں ہو سکی کیوں کہ وہاں سڑک بہت گہلی ہے یا میٹریل وہاں پر لایا

نہیں جا سکتا ۔ بعض جگہوں پر پانی کھڑا ہے اور انڈر گراؤنڈ واٹر ساتھ مل گیا ہے ۔ سوائے ان وجوہات کے پنجاب میں تمام مرمت کا کام بہت بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے اور ان کے لئے رقومات مختص کی گئی ہیں کسی بھی ضلع سے کوئی ایسا امتیازی سلوک نہیں کیا گیا کہ کسی جگہ پر نقصانات ہوئے ہوں اور اس کی تلافی کے لئے کوئی مناسب اقدامات نہ کئے گئے ہوں ۔ تو اس لئے میں فاضل رکن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ۔ لیکن اس کے باوجود فاضل رکن بہاول پور کے سلسلے میں کوئی مثال دیں تو میں متعلقہ محکمے کو ہدایت کروں گا کہ اس کا معقول بندوبست کرے ۔

صید تابش الوری : جناب والا ! سینئر وزیر موصوف نے اجتماعی صورت حال اور اجتماعی بیان کے سلسلے میں جو بیان دیا ہے وہ اپنی جگہ پر درست ہوگا ۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ بہاول پور کے جو نقصانات ہیں ان کی تلافی کے لئے کتنی رقوم مختص کی گئی ہیں ۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے بہاول پور شہر میں اور اس کی کچی آبادیوں میں بڑے پیمانے پر نقصانات ہوئے اور خود جناب وزیر اعلیٰ نے وہاں پہنچ کر یہ اعلان کیا کہ ان کو بڑے پیمانے پر مناسب مالی امداد دی جائے گی ۔ لیکن شہر کے مکینوں کو ان کے شکستہ مکانات اور منہدم شدہ مکانات کے سلسلہ میں ابھی تک ایک پائی کا نہ قرضہ دیا گیا ہے اور نہ امداد دی گئی ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ بارش اور سیلاب سے متاثرہ لوگوں کے لئے دوسرے مقامات پر گندم تقسیم ہوئی اور دوسری ضروری اشیاء حکومتی سطح پر ، ریڈ کراس کی سطح پر تقسیم کی گئیں لیکن بہاولپور میں اس قسم کا کوئی کام نہیں ہوا ۔تیسرق جناب والا ! اس کی صورت یہ ہے کہ دیہات میں بھی نقصانات کے تناسب سے رقم فراہم نہیں کی گئی اور ابھی تک قرضے وہاں نہیں جاری کئے جا رہے ۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس نے اضطراب پیدا کیا ہے اور میں ان کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ متعلقہ حکام کو نہ صرف یہ کہ اس سلسلے میں ہدایات دیں گے بلکہ وہ اس بات کا بھی جائزہ لیں گے کہ اب تک اس سلسلے میں کارروائی نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں ۔

جناب والا ! شہر بہاولپور کی میونسپل کمیٹی مالی اعتبار سے تقریباً دیوالیہ ہے اور وہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ کسی ایک نالی کی بھی مرمت کر سکے ۔ پچھلے دنوں وہاں جو بارشیں ہوئی ہیں اس سے بہت نقصان پہنچا ہے ۔ سال میں پہلے تین چار انچ بارش ہوتی تھی اب وہاں تقریباً 24 انچ بارش ہوئی

ہے ۔ اس کے نتیجے میں نالیاں اور شہر کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں اور کمیٹی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ ان کی مرمت کروا سکے ۔ اس لئے وزیر موصوف سے استدعا کروں گا کہ بہاول پور میونسپل کمیٹی کو بھی اگر کوئی خصوصی رقم عنائت کر سکیں تو شہر کی جو بگڑی ہوئی صورت حال ہے اسے بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اگر آپ بہتر سمجھیں تو میں بہاول پور کے متعلق خاص معلومات اکٹھی کر کے جناب والا کی خدمت میں اور ایوان میں پیش کر دوں ۔

Mr. Speaker : He can see you and the matter can be discussed.

اور اگر اس میں ایکسٹرا ریلیف دینے کی بات ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ یہ تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بہاولپور کے کمشنر کو آج ہی اس بارے میں کہوں گا کہ جو اعلانات جناب وزیر اعظم صاحب نے یا وزیر اعلیٰ صاحب نے کئے ہیں یا حکومت کے جو فیصلے ہیں ان کا اطلاق بہاول پور پر اس طرح سے ہونا چاہیے جیسے پنجاب کے دوسرے علاقوں میں ۔ میں آج ہی یہ یقین دہانی جناب کے ذریعہ سے فاضل ممبر کو دینی چاہتا ہوں کہ میں آج ہی کمشنر بہاول پور کو ہدایت دے دوں گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ ہدایت کمشنر بہاولپور کو نہیں ریلیف کمشنر پنجاب کو دینی چاہیے تاکہ رقوم فراہم کرے ۔ انتظامیہ تو مسلسل لکھ رہی ہے کہ ہمیں رقم دی جائے ۔

وزیر خزانہ : ریلیف کمشنر کا وہاں ڈویژن میں جو ایجنٹ ہے وہ کمشنر ہی ہے ۔ بہر حال ریلیف کمشنر کو بھی ہم کہہ دیں گے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister it tands disposed of.

سید تابش الوری : جناب والا : وزیر موصوف کی یقین دہانی پر میں اسے پریس نہیں کرتا ۔

حکومت کی سیلاب سے قبل احتیاطی تدابیر اختیار کرنے اور سیلاب کے بعد ہر وقت بحالی کے انتظامات کرنے میں ناکامی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کہ زیر بحث

لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حالیہ سیلاب نے حسب معمول پنجاب کے مختلف حصوں میں زبردست تباہی مچائی ہے اور جانی نقصان کے علاوہ کروڑوں روپے کا مالی نقصان ہوا اور صوبے کو زرعی اور معیشی سطح پر بحرانی کیفیت کا سامنا کرنا پڑا ۔ متعدد گاؤں نیست و نابود ہوگئے اور ہزار ہا افراد بے خانماں برباد ہوگئے ۔ عمومی تاثر یہ ہے کہ حکومت سیلاب کی روک تھام کے سلسلہ میں مستقل بنیادوں پر منصوبہ بندی کرنے سے سیلاب سے قبل احتیاطی تدابیر اختیار کرنے اور سیلاب کے بعد بروقت بحالی کے انتظامات کرنے میں ناکام رہی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ تحریک التوائے پہلی تحریک التوا سے بالکل مختلف نوعیت کی ہے اور اس میں جو تین نکات آخری لائن میں دیے ہیں وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ اس پر نہ صرف جواب دیں بلکہ ایک دن بحث کی جائے ۔ کیوں کہ سیلاب کے نقصانات اتنے عظیم ہیں اور ہر سال ان سے ہمیں دوچار ہونا پڑ رہا ہے ۔ اس سلسلے میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کو اعتماد میں لے کر اصل صورت حال سے آگاہ کرے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جہاں تک نقصانات کی اطلاعات فراہم کرنے کا تعلق ہے ۔ متعلقہ وزیر سیلاب کے دوران اور آخر میں اس قسم کی اطلاعات عوام کو دے چکے ہیں لیکن اگر جناب والا یہ ضروری سمجھیں کہ فاضل وزیر صاحب کو یہ اطلاعات اس ایوان میں بھی دینی چاہیں تو ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک فلڈ کنٹرول کا تعلق ہے ۔ اس کے لئے ہم نے مرکزی حکومت سے درخواست کی ہے اور مرکزی حکومت نے ہماری یہ درخواست قبول بھی کر لی ہے کہ فلڈ کے مسئلہ سے سارے پاکستان کی سطح پر نپٹا جائے ۔ کیوں کہ دریا ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں چلا جاتا ہے ۔ کئی بند ہیں جو ایک صوبے میں ہوتے ہیں وہ دوسرے صوبے سے بھی تعلق رکھتے ہیں ۔ تو جہاں تک سیلاب کا تعلق ہے اس سے پورے طور پر قابو پانے کے لیے مرکزی حکومت اس سلسلے میں اقدامات کرے گی ۔ ہم نے ان سے درخواست کی ہے اور انہوں نے یہ قبول بھی کر لی ہے ۔

دوسرے جہاں تک ریلیف کا تعلق ہے 1973ء کے سیلاب کی وجہ سے ہمیں بہت سے تجربات ہوئے ہیں اور اس کی وجہ سے ہم نے کشتیاں وغیرہ پہلے سے فراہم کی ہوئی تھیں ۔ ہدایات دی ہوئی تھیں ، اور کنسٹرکشن اینڈ سٹریٹیشن نے اس بارے میں ریجرسل وغیرہ کی ہوئی تھی ۔ اس وجہ سے اس سال جانی

نقصان بہت کم ہوا ہے۔ مکانات اور فصلوں کا نقصان زیادہ ہوا ہے لیکن وہ بھی بارشوں کی وجہ سے ہوا ہے جو کہ ہماری ان تدابیر سے روکی نہیں جا سکتی تھیں، اس کے لئے ڈرینیج کے بہت سے منصوبے بنائے جانے تھے جو میں نے عرض کی ہے کہ مرکزی حکومت کی منصوبہ بندی کے بعد ہونے تھے اور وہ اس کے لئے رضامند ہوتی۔ فاضل ریلیف منسٹر وقفہ سوالات میں سوالات کے جوابات کی صورت میں جواب دیتے رہتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو انہیں مزید کہہ سکتے ہیں یہ بات آپ کی صوابدید پر ہے۔

سید ناہید انوری : جناب والا! بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ سیلاب ایک مستقل فیچر بن گیا ہے۔ اور اس کے لئے ایک سیلاب کمشن قائم کیا گیا تھا۔ اس نے طویل عرصہ تک جائزہ لینے کے بعد اپنی سفارشات مرتب کیں، اور حکومت کی منصوبہ بندی کے نقائص کی نشاندھی کی اور آئیندہ کے لئے ایسی سفارشات کیں جن کی بنیاد پر سیلاب کی بنیادوں کی روک تھام مستقل طور پر کی جا سکے۔ لیکن سیلاب کمشن کی یہ رپورٹ بھی شائع نہ کی گئی اور نہ یہ بتایا گیا کہ ان کی سفارشات کو کس حد تک عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر سال ہم اس آفت سے دو چار ہیں اور کروڑوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ لاکھوں افراد خانماں برباد ہوتے ہیں۔ ہر سال ہمیں نئے سرے سے نئی یقین دہانی اور نئے وعدے کرانے پڑتے ہیں، لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا ہے۔ میرا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ یہاں حکومت یہ بتائے کہ سیلاب کے انسداد کے سلسلہ میں مستقل بنیاد پر کیا کارروائی کی جا رہی ہے یا کی گئی ہے۔ میرا الزام یہ ہے اور میری فرد جرم یہ ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے اور مستقل طور پر سیلاب کی منصوبہ بندی کرنے میں قطعی طور پر ناکام رہی ہے، اس وجہ سے ہماری معیشت اور ہماری زراعت مسلسل بحران کا شکار ہے۔

مسٹر سپیکر : قدرتی آفات کا جہاں تک تعلق ہے اس میں انسان کیا کر سکتا ہے۔

وزیر ریلیف : میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پراونشل فنڈ کمشن کوئی ایمرجنسی کمشن نہیں ہے۔ یہ ایک مستقل کمشن ہے جو کہ سارا سال کام کرتا ہے اور ہر سال کام کرتا ہے۔ اس کے سامنے ہر سیلاب کے بعد بہت سی تجاویز ہوتی ہیں، لیکن پراونشل فنڈ کمشن کتنی بھی تجاویز پیش کرے۔ اس کا انحصار پراونشل فنانسز پر ہوتا ہے کہ آیا وہ تجاویز پوری کی جا سکتی ہیں

یا کہ نہیں کی جا سکتی ہیں ۔ اس لئے میں نے یہ عرض کی ہے کہ صوبائی فلڈ کمشن جن تجاویز پر عمل کرانا چاہتا ہے اس کے لئے اس قدر رقوم چاہئیں ، اس کے لئے اتنا سرمایہ چاہئے اس میں تمام صوبوں کے لئے ایک مربوط پروگرام چاہئے ، اس لئے میں نے یہ عرض کی ہے کہ ہم نے مرکزی حکومت سے درخواست کی ہے اور جناب وزیر اعظم پاکستان نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ وہ کل پاکستان کی سطح پر سیلابوں کی روک تھام کے لئے منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور اس پر وفاقی حکومت عمل کرے گی ۔ کیونکہ صوبائی حکومت کے جو مالی وسائل ہیں ، اس سے یہ اخراجات بڑھ کر ہوں گے ۔

سید قابض الوری : جناب والا ! میں اصرار کرتا ہوں کہ اہمیت کے اعتبار سے یہ مسئلہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اس ایوان میں اسے زیر بحث لایا جائے اور اس کے لئے وقت مختص کیا جائے تا کہ دونوں طرف کے نقطہ ہائے نظر عوام کے سامنے آ سکیں اور ہم دیکھ سکیں کہ نقصان کی نوعیت کیا ہے اور حکومت کی تدابیر کے کیا نتائج برآمد ہوں ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ at any particular occasion ان سے بات کر سکتے ہیں ۔

وزیر قانون : جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے اس میں ایک بات یہ کہی گئی ہے کہ سیلابوں کے نتیجہ میں صوبے کی بڑی سڑکوں کو پنجاب میں نقصان پہنچا ہے ۔ لیکن جہاں تک ساہیوال اور لاہور کی سڑک کا تعلق ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ساہیوال والی سڑک کے متعلق تحریک التوا نمبر 65 ہے اس کو تو وہ شاید press نہیں کریں گے ۔ کیونکہ وہ جس تیزی سے سڑک بن رہی ہے جب تک یہ تحریک التوا آئے گی ۔ اس وقت تک وہ بن گئی ہو گی ۔

وزیر قانون : آپ نے پہلے اس کا نمبر بھی ساتھ ہی پکارا تھا ۔ کیا وہ اس کو press نہیں کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : نہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آج نہیں کر رہے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جہاں تک سیلاب کا تعلق ہے یہ ہماری قومی معیشت کو نہایت گہرے اثرات پر پہنچاتا ہے ۔ اور ہر دوسرے سال ہم مصیبت میں گر جاتے ہیں ۔ جس طرح سے ہماری ترقیاتی سکیمیں اور دوسرے پروگرام

ادھورے رہ جاتے ہیں اور ہر دوسرے سال یہ کہنا پڑتا ہے کہ سیلاب کی وجہ سے نقصانات ہوئے اور اس وجہ سے ہماری ترقیاتی سکیمیں پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر میں یہ سمجھتا ہوں کہ محض اس قدر بیان اس ایوان میں دینا کافی نہ ہوگا کہ اب سیلاب کو کنٹرول کرنے کے لئے ہماری صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت سے کہا ہے کہ اس کو تمام پاکستان کی بنیاد پر تجاویز مرتب کر کے کنٹرول کرنے۔ یہ مسئلہ ذاتی اہمیت کا حامل ہے کہ ہر لحاظ سے ہمارے لئے سب سے زیادہ اہمیت سیلاب کے نقصانات کی وجہ سے ان کو حاصل ہو گئی ہے۔ میں قائم مقام قائد ایوان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اس موجودہ سیشن میں کوئی دن اس پر بحث کے لئے مختص کیا جانا چاہئے تا کہ اس کے تمام پہلوؤں پر بحث کی جا سکے۔ اور حکومت اس ایوان کو آگاہ کر سکے کہ ہماری حکومت اس سیلاب کی مصیبت سے عوام کو چھٹکارا دینے کے لئے کیا کیا اقدامات کرتی رہی ہے۔ اور آئندہ کیا کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ کوئی بھی دن جو مناسب ہو اس موجودہ سیشن میں اس کے لئے مخصوص کریں تا کہ بحث کی جا سکے۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں بڑی خوشی سے یہ پیش کش کروں گا۔ کیونکہ حکومت کی اس سلسلہ میں کارکردگی اتنی اچھی ہے اور ہم نے ان سیلابوں میں اتنا اچھا کام کیا ہے۔ میں اس بحث کے لئے کسی روز بھی جس دن جناب والا ! مناسب سمجھیں تیار ہوں۔ لیکن میں اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ گزشتہ سیلابوں سے ہمارے ترقیاتی پروگرام متاثر ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس 189 کروڑ کے resources تھے۔ اور یہ ایک ریکارڈ ہے کہ پچھلے سال ہم نے 204 کروڑ روپے ترقیاتی پروگرام پر خرچ کئے۔ یعنی حکومت پنجاب نے اپنے cash balances سے 15 کروڑ روپے وسائل سے زیادہ خرچ کئے۔ مرکزی حکومت نے صرف 189 کروڑ روپے دیئے تھے ہم نے 204 کروڑ روپے ترقیاتی پروگراموں پر خرچ کئے۔ اور اس سال بھی کسی نہ کسی ذریعہ سے کچھ نہ کچھ وسائل مہیا ہوں گے تا کہ ترقیاتی کام متاثر نہ ہوں۔ حکومت پنجاب کی کارکردگی ترقیاتی کاموں میں بہت اچھی ہے۔ مجھے قائد حزب اختلاف کی یہ تجویز قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ کسی دن اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

مسٹر سپیکر : Next week آپ نے رکھ لیا ہے ۔ اس سے اگلے week آپ مشورہ کر کے وقت مقرر کر لیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ! میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 23 ہے اگر آپ اس کو ابھی deal کر لیں تو آپ کی بڑی نوازش ہوگی ۔

بھٹوں میں استعمال ہونے والے کوئلے کی قیمت میں سو فی صد اضافہ

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 6 اکتوبر 1976ء کے اداریہ کے مطابق بہاول پور ڈویژن کے خشت سازوں اور بھٹہ مالکان کی طرف سے ایک عرضداشت میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پچھلے چند ہفتوں سے بھٹوں میں استعمال ہونے والے کوئلے کی قیمت میں سو فی صد اضافہ ہو گیا ہے اس کا فوری طور پر انسداد کیا جائے ۔ اس مرتبہ بارشوں اور سیلاب سے ملک کے اکثر حصوں میں رہائشی مکانوں اور دوسری عمارات کو وسیع پیمانے پر نقصان پہنچا ہے جن کی مرمت اور تعمیر نو کے سلسلے میں تعمیراتی ساز و سامان (اینٹیں ۔ سیمنٹ اور سریا وغیرہ) کی ضرورت اور مانگ میں اضافہ ایک قدرتی بات ہے ۔ کوئلے کی کمیابی بلکہ نایابی کی وجہ سے اینٹوں کی قیمت دوگنی بلکہ تگنی ہوگئی ہے اس سے لوگوں میں پریشانی اور اضطراب پیدا ہوگیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! آپ دیکھیں کہ اس اخبار کو کافی مدت گزر چکی ہے جس سے یہ انفارمیشن لی گئی ہے اور آج کے حالات میں اب بڑی تبدیلی آچکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا اینٹیں مہنگی ہوگئی ہیں یا سستی ہوگئی ہیں ؟

وزیر قانون : جناب والا ! سستی ہوگئی ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! مہنگی ہوگئی ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس وقت کوئلے کی قیمت بہت نیچے آ گئی ہے اور اس وجہ سے اینٹوں کی قیمتیں بھی نیچے آ چکی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : قیمتیں نیچے ہو جانی چاہئیں یا ہوگئی ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! قیمتیں نیچے ہوگئی ہیں ۔ اور آپ یہ دیکھ لیں کہ آج کی صورت میں یہ تحریک التوائے کار بنتی بھی ہے یا نہیں ۔ کیونکہ یہ 16 ستمبر کے اخبار کا ریفرنس ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں فاضل وزیر کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور ابھی تک کوئلہ اور دوسرے مقامات سے ملک کے مختلف حصوں میں کوئلے کی بہم رسانی کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور اینٹوں وغیرہ کے نرخ پہلے سے زیادہ گراں ہیں اور گراں تر ہوتے جا رہے ہیں ۔ یہ میری پرسوں کی انفارمیشن ہے اور ذاتی انفارمیشن ہے تو جناب والا ! اس سلسلہ میں یہ کیا اقدامات کر پائیں گے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! در حقیقت اس کی جو وجوہات ہیں وہ یہ ہیں کہ چونکہ بارشیں بے شمار ہوئی ہیں اس لئے ان بارشوں کی وجہ سے مائنز کا بھی کافی نقصان ہوا ہے ۔ مائنز وغیرہ کے منہ بند ہو گئے ہیں ۔ ان میں پانی وغیرہ بھر گیا تھا اور اس وجہ سے کام کافی رکا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس بارے میں کیا آپ کچھ کریں گے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! پاکستان معدنیاتی ترقیاتی کارپوریشن کوئلہ نکالتی ہے اور وہی فراہم کرتی ہے لیکن حکومت نے اس سلسلہ میں پہلے بھی مرکزی حکومت سے کہا ہے کہ بلوچستان کو کوئلے کی سپلائی کے لئے زیادہ ویگنیں سپلائی کریں اور ہم منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو مجبور کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : One can understand کہ ایک مہینہ کے قریب جو dislocation ہوئی ہے ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : دوسری بات جناب والا ! یہ ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ اس وقت بے شمار repairs کی ڈیمانڈز بڑھ گئی ہیں اور اس کیپیٹلسٹ نظام میں ڈیمانڈ اگر بڑھ جائے تو قیمتیں زیادہ ہو جاتی ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس کو چاہے آپ کیپیٹلسٹ نظام کہیں یا نہ کہیں میرا تو صرف مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو فرمایا ہے کہ بارشوں کی وجہ سے کانوں کے دہانے بند ہو گئے ہیں اور کان کنی کے لئے کوئی صورت حال باقی نہیں رہی ۔

مسٹر سپیکر : کوئلہ تو بلوچستان میں کافی ہے وہ غالباً پانی کے متعلق بتا رہے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ویسے بھی پنجاب میں مائنز وغیرہ کے منہ تک پانی پہنچ گیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس کے بعد جناب دسمبر کے اندر بلوچستان میں کانوں کے منہ پھر برف باری کی وجہ سے بند ہو جائیں گے ۔ جناب والا ! یہ تو ایک تسلسل ہے یعنی حکومت اس سلسلہ میں بالکل ناکام رہی ہے ۔ جو بھی میسر ہے اس کو لا کر صوبہ کے مختلف علاقوں میں پھیلا دیا جائے اور خشت سازوں کو دیا جائے ۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں جیسا کہ فاضل وزیر نے فرمایا ہے کہ مکانوں کی مرمت وغیرہ میں مانگ زیادہ ہوگئی ہے اور سپلائی اس مانگ سے کم ہے ۔ اس لئے قیمتیں بڑھ گئی ہیں ۔ تو جناب والا ! اس لئے میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی کہ فاضل وزیر اس صورت حال پر توجہ فرمائیں اور آئندہ کے لئے کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کریں جس سے یہ تکالیف دور ہو جائیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ قیمتیں مناسب سطح پر آ جائیں ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وزیر قانون کو صحیح واقعات کا علم نہیں ہے کہ قیمتیں بڑھنے کی کون سی وجوہات ہیں ۔ کیا یہ بات درست ہے کہ کوئلے کی قیمتیں پہلے سے کم ہو گئی ہیں ۔ اس سے معاملے کی سنگینی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ اگر کوئلے کی قیمتیں کم ہوگئی ہیں تو پھر اینٹوں کی قیمتیں کم ہو جانی تھیں ۔ لیکن یہ تو پہلے سے زیادہ قیمتیں بڑھ گئی ہیں ۔ جناب والا ! اس میں ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ آئین کے تحت ایک صوبہ دوسرے صوبے کے ساتھ نین دین کر لیتا ہے اور مرکزی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اس میں بھی ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری صوبائی حکومت اس معاملہ میں ناکام رہی ہے کہ وہ مطلوبہ مقدار میں کوئلہ بلوچستان سے حاصل نہیں کر سکی اور تیسرے جتنا ان کانوں میں سے کوئلہ نکلتا ہے یہ ہماری صوبائی حکومت کی ذمہ داری تھی کہ اس میں سے صوبہ پنجاب کا جائز حصہ پنجاب کو میسر آتا ۔

مسٹر سپیکر : ویسے تو بلوچستان والے اس بات کے منتظر ہیں کہ دوسرے صوبے والے وہاں سے کوئلہ لے کر جائیں ۔ یہ اس میں کہاں سے نکتہ نکلتا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک کوئلے کو منتقل کرنے کا تعلق ہے اس میں ریلوے ویگنز کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو کہ سنٹرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے اور سنٹرل گورنمنٹ سے ویگنوں کا حاصل کرنا ہماری صوبائی حکومت کا فرض تھا ۔ یہ سنٹرل گورنمنٹ کو بروقت appreach کرتی کہ ان کی ڈیمانڈز اس قدر ہیں ان کو اس لئے ریلوے ویگنز مہیا کی جائیں اور اسی بنا پر کوئلے کی کمی اس صوبہ میں واقعہ ہوئی ہے ۔ لیکن ان کا یہ کہنا کہ بارشوں کی وجہ سے دھانے بند ہوگئے تھے یا کوئلہ مناسب مقدار میں نہیں نکالا جا سکا تو پھر اس بات سے یہ بات نکلتی ہے کہ کوئلہ وہاں فالتو مقدار میں موجود ہے لیکن اس کو منتقل کرنے کا سوال تو انہیں نہیں کہنا چاہیئے تھا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس کام کے لئے کافی مدت تک رسل و رسائل مہیا نہیں تھے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے یہ کہیں سے بھی ہمارے علم میں نہیں آیا کہ ریلوے communications بریک ڈاؤن ہوئی ہیں یا پھر کوئی اس قسم کا واقعہ ہوا ہے لیکن جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے میں اس کے بارے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں زیادہ تر ریلوے کی پٹری متاثر نہیں ہوئی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں حیران ہوں کہ چوہدری صاحب arguments کس طرح سے build up کر رہے ہیں کیونکہ یہ خود کہتے ہیں کہ پنجاب میں کہیں کہیں ایسا ہوا ہے اور بلوچستان سے ویگنیں پنجاب میں نہیں آ سکیں کیونکہ ریلوے کی پٹری خراب تھی ۔ پھر یہ کس طرح سے سپلائی ہو سکتی تھیں ۔ جناب والا ! وہاں سے ویگن کو لا کر اس پوائنٹ پر کھڑا کر دینا جہاں پر پٹری ٹوٹی ہوئی ہو ۔

This is the argument which is being build up by the Hon'ble Leader of the Opposition.

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر نے مجھے موقع ہی نہیں دیا کہ میں اس بات کا جواب دے سکتا ۔ میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ بلوچستان میں کہیں بھی ریلوے کی بریک ڈاؤن نہیں ہوئی لیکن جہاں تک پنجاب میں کہیں کہیں ریلوے پٹری کی بریک ڈاؤن ہوئی ہے اس کے لئے تو میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ پنجاب میں ریلوے بریک ڈاؤن ہونے کے بعد صورت

حال کیا رہی - جناب والا ! پنجاب میں ریلوے بریک ڈاؤن زیادہ سے زیادہ چند دنوں کے لئے رہی اور اس میں سے بھی diversion lines قائم رہی ہیں - آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ diversion lines اس وقت قائم نہیں تھیں - اگر آپ سیدھے سادے الفاظ میں یہ کہیں کہ لاہور کے لئے ریلوے بریک ڈاؤن تھا تو پھر مظفر گڑھ اور دوسرے علاقوں کے لئے ریلوے لائن کھلی رہی - مگر جناب والا ! یہ کہنا کہ ریلوے لائن قائم نہیں رہی ٹھیک نہیں ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے تو پھر وہ چند روز کے لئے تھی - اب تو ریلوے لائن کو بحال ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے - اس لئے اب حکومت کا یہ بہانہ کہ ہم ریلوے بریک ڈاؤن کی وجہ سے کوئلہ منتقل نہیں کر رہے یہ درست نہیں ہے - جناب والا ! اصل صورت حال یہی ہے کہ حکومت ریلوے ویگنز مطلوبہ مقدار میں اور صحیح وقت پر مرکزی حکومت سے حاصل نہیں کر سکی اور کوئلے کی مناسب مقدار صوبہ پنجاب میں منتقل نہیں ہو سکی - اسی بنا پر کوئلے کی کمی پیدا ہوئی ہے - اس میں شاید کسی کیپٹلسٹ سوسائٹی کی ذمہ داری نہ ہو بلکہ یہ تمام تر صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے -

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر - - - -

Mr. Speaker : It is not a debate. The Leader of the Opposition has spoken. There has to be some decorum in the House.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! آپ میری بات تو سنیں -

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں ہو سکتا -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! آپ میری بات تو سنیں -

مسٹر سپیکر : بات سننے کا کوئی موقع نہیں ہے -

There has to be some decorum in the House.

یہ تو میں سمجھ ہی نہیں سکا لیڈر آف دی اپوزیشن کے بولنے کے بعد کوئی رکن کھڑا ہو جائے اضافہ کرنے کے لئے جو کچھ انہوں نے کہا ہے -

I cannot actually appreciate this. He stands up and speaks the final word on behalf of the Opposition. At-least you should show respect to the Leader of the Opposition.

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اس بات کی تردید کر دینا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے ویگنیں کافی تعداد میں مہیا نہیں کیں ۔ جناب والا ! یہ بات ٹھیک نہیں ہے ۔ وفاقی حکومت کے پاس جتنی ویگنز ہیں ان کی تقسیم کے لئے حکومت پاکستان کے ساتھ ہمارا متواتر مطالبہ ہوتا رہتا ہے اور اسی طرح سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس کتنی ویگنز available ہیں ۔ کیونکہ اسی سال جب یہ سیلابوں کا موسم تھا اسی زمانے میں پنجاب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گندم کی اتنی پیداوار ہوئی ہے جو ایک ریکارڈ ہے اور اس سے پہلے اتنی پیداوار نہیں ہوئی تھی ۔ جناب والا ! فرنٹئر اور آزاد کشمیر کے لئے فوج کو یہاں سے بہت سا سٹور اٹھانا تھا لیکن وہ بھی متاثر ہوا ہے کیونکہ وہ بھی نہیں اٹھایا جا سکا ۔ جناب والا ! ریل کی خاص capacity ہے جو نہ صرف ویگنز پر انحصار کرتی ہے بلکہ اور بھی کافی چیزوں پر انحصار کرتی ہے ۔ تو جناب والا ! ویگنز کا اچھی طرح سے استعمال کیا جا رہا ہے ۔ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کا اس میں متواتر رابطہ ہے اور اس میں کوئی بھی کوتاہی نہیں برتی جا رہی ۔ لیکن جہاں تک اینٹوں کے بھاؤ اور کوئلے کی سپلائی کا تعلق ہے فاضل وزیر قانون صاحب نے پہلے بھی آپ کو یقین دہانی کرائی ہے اور اب میں بھی عرض کرتا ہوں کہ ہم سب مل کر اس مسئلہ پر از سر نو توجہ دیں گے اور اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہے تو ہم اس کو دور کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جناب وزیر خزانہ کا جواب تفصیلی ہے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مسئلہ پر سنجیدگی سے توجہ فرمائیں ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور یہ عوام کی رہائش سے متعلق ہے : اس کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی غور فرمائیں کہ جہاں سوئی گیس جا سکتی ہے ۔ جہاں سوئی گیس کا انتظام ہو سکتا ہے وہاں سوئی گیس بھی فراہم کی جائے اس سے اپنے آپ کوئلے کے نرخ نیچے آ جائیں گے اور اینٹوں کی بہم رسانی میں لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی ۔

Mr. Speaker : Then you are not pressing it.

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس یقین دہانی کے پیش نظر میں اس کو پریس نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker : Now, we take up legislation.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک بڑی اہم تحریک التوا تھی ۔

مسٹر سپیکر : وہ کل ہو جائے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ انتہائی اہم مسئلہ سے متعلق ہے ۔ یہ ملازمین سے متعلق ہے ۔ ان کو فارغ کیا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : Cooperative Bank has ceased to be a oblem of the Provincial Government.

چوہدری امان اللہ لک : ایکٹ بن گیا ہے ۔ ان کو پروونیشلائز کر دیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker : It will come up tomorrow at No. 1 amongst the adjournment motions.

چوہدری امان اللہ لک : جناب منسٹر صاحب سے پوچھ لیں کہ وہ کل تشریف لائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : لاشاری صاحب آپ کل تشریف لا رہے ہیں ؟

وزیر خوراک و باہمی امداد : جناب والا ! میں کل تشریف لاؤں گا ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) محصول جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 87 بابت 1976ء)

(جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی کی طرف آتے ہیں ۔ مسودہ قانون (ترمیم) محصول جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976 زیر غور ہے اور اس پر مسٹر طاہر احمد شاہ تقریر کر رہے تھے ۔ مسٹر طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں پرسوں پنجاب ارین اموویبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1976 پر اپنی گزارشات پیش کر رہا تھا اور اپنی

گزارشات کے سلسلے میں جو میں دلائل دے رہا تھا وہ کچھ اس قسم کے تھے - - - -

مسٹر سپیکر : دلائل تو ہو گئے ہیں آپ آگے چلیں -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں آگے ہی چل رہا ہوں - جناب سینئر منسٹر صاحب نے اپنی وضاحتی تقریر میں اس پوائنٹ کو elaborate کیا تھا کہ جب ہاؤس ٹیکس کی وصولی مقامی ادارے یعنی میونسپل کمیٹیوں یا کارپوریشنوں کی ذمہ داری تھی تو اس وقت تقریباً وصولی کی اوسط 50 فی صد تھی - جناب والا ! اگر آپ ماضی کی طرف نظر دوڑائیں تو آپ کو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ اس وقت شہروں میں تعمیراتی کاموں میں جو رفتار تھی وہ اتنی نہیں تھی جتنی آج ہے -

مسٹر سپیکر : اس وقت وصولی کی بات ہو رہی ہے شہروں میں تعمیراتی کاموں کی نہیں -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں ان کے جواب میں یہ عرض کر رہا ہوں - انہوں نے فرمایا تھا کہ اس وقت تو وصولی کی شرح 50 فی صد تھی - مگر جناب محترم اس وقت کام کی رفتار بھی آج کی نسبت جبکہ وصولی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ ان کے دعوے کے مطابق تقریباً 100 فی صد تک پہنچ چکی ہے - - - - -

Mr. Speaker : This is not under discussion. It is not a general debate on the affairs of the Local Government. Let us proceed further.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں بل کی مخالفت کرنے کی وجوہات بیان کرنی چاہتا ہوں کہ میں اس بل کی مخالفت کیوں کرنی چاہتا ہوں - جس طرح کہ میونسپل کارپوریشن کا جو ہاؤس ٹیکس ہے اس کی وصولی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ کی گئی تھی اب کنٹونمنٹ بورڈ کے ایریا میں جب پنجاب حکومت اربن اموویبل پراپرٹی ٹیکس جو impose کرنا چاہتی ہے اس کی بھی انہوں نے وضاحت کی تھی کہ یہ پہلے سے عائد شدہ ہے مگر کنٹونمنٹ بورڈ کے حکام یا عملہ اس کی پوری طرح سے وصولی نہیں کر پاتا - اس لئے اس ترمیمی بل کی ضرورت محسوس کی گئی ہے -

مسٹر سپیکر : سید صاحب ان دونوں میں کوئی مطابقت نہیں ہے ۔

Municipal Corporations are institutions which are subordinate to the Provincial Government but Cantonment Boards are the institutions which are not subordinate to the Provincial Govt.

سید ظاہر احمد شاہ : Sir, I do agree. جناب والا ! جب کنٹونمنٹ بورڈ پروانشل گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے ۔ جو پہلے سے پروزنل ٹیکسیشن موجود ہے اور وہ کنٹونمنٹ بورڈ کے ذریعہ وصول کی جاتی ہے تو بجائے ترمیمی بل لانے کے بہتر یہ تھا کہ اس ادارے کے حکام اور اہل کاروں کو موثر کیا جاتا کہ وہ پوری طرح سے وصولی کریں ۔ کیونکہ اگر ایکسائز اینڈ ٹیکشن کا محکمہ اس کنٹونمنٹ بورڈ کی پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کرے گا تو بے شک سینئر منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ وہ پہلے سے ایکٹ میں موجود بھی ہے اس کا 85 فی صد حصہ اس مقامی ادارے کو جس طریقے کے لوکل گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے کنٹونمنٹ بورڈ کو بھی دیا جائے گا ۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ کم سے کم کنٹونمنٹ بورڈ کو ان کے علاقوں میں ترقی کرنے کی جو رقم حاصل ہوتی ہیں 15 فی صد جو ریکوری چارجز مرکزی حکومت ان سے حاصل کرے گی اس سے کمی واقع ہو جائے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ کنٹونمنٹ بورڈ کے ایریا میں ترقی پر جو سرمایہ صرف ہوگا وہ زیادہ نہیں ہوگا ۔ 15 فی صد جو ریکوری چارجز کے طور پر حکومت پنجاب وضع کرے گی اس میں کمی آ جائے گی ۔

جناب والا ! اس بل کے سیکشن 3 (بی) میں ٹیکسیشن کا ریٹ 20 فی صد سے 10 فی صد ظاہر کیا گیا ہے ۔ آپ یہ دیکھیں گے کہ جب پہلے سے ایکٹ موجود ہے اس میں اور اس میں نمایاں تفاوت ہے ۔ اس میں باقاعدہ ٹیکشن کی کیٹیگریز کی گئی ہیں ۔ اگر کسی عمارت کی سالانہ ٹیکشن 1600 value روپے سے 6000 ہزار روپے تک بنتی ہے اس کے 50 فی صد annual value پر ٹیکسیشن ہوگی اسی طرح جو highest rate ہے اس کے متعلق میرے فاضل دوست سید تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے ۔ ان کو اسمبلی کی طرف سے جو ایکٹ کی کتاب مہیا کی گئی ہے اس میں 20 maximum فی صد تک جاتا ہے اور جو مجھے اسمبلی کی طرف سے کتاب مہیا کی گئی ہے اس میں highest rate of tax 25 فی صد تک جاتا ہے ۔ ایک ہی صوبہ کے رہنے والے عوام کے ساتھ

ایک ہی حکومت وقت نمایاں امتیازی سلوک برت رہی ہے ۔ اگر اس طریقے سے حکومتی پارٹی نے اپنی عددی اکثریت کی بنیاد پر اس کو بلڈوز کرتے ہوئے ضرور ہی پاس کرنا ہے تو کم سے کم جو پہلے اس بل کی شق 3 میں پروویژن موجود ہے یا جو کیٹیگریز موجود ہیں اس کے ہوتے ہوئے ایک ہی صوبہ کے رہنے والے عوام کو ایک ہی بل کے ذریعہ جو ٹیکسیشن کی جا رہی ہے اس میں امتیاز نہیں ہونا چاہیئے ۔ اس طریقے سے اگر بیس فی صد سے دس فی صد ہم اس کی اجازت دے دیں یا حکومت اس کو اسی طریقے سے پاس کر دے تو جناب والا ! اس سے کرپشن جو پہلے ہی ایک اژدھا کی طرح منہ کھولے ہوئے ہمارے صوبہ کو ہڑپ کرنے کے لئے تیار کھڑی ہے کے دروازے مزید کھل جائیں گے ۔ اہل کاران اور افسران کو ان کی صوابدید پر چھوڑا جا رہا ہے ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ اس معاشرے میں اس کرپٹ سوسائٹی میں کتنے اہل کاران ہیں جو پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی سر انجام دیتے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس بل کو پاس کرنا ہے تو اس میں جو تفاوت ہے اور جو نمایاں تفریق ہے اس کو ختم کرکے یکساں قسم کی ٹیکسیشن کی شرح عائد کرنی چاہیئے ۔

پھر یہ بھی ستم ظریفی ہے کہ قانون سازی یا قانون جو آج ہم پاس کر رہے ہیں جس پر آج ہم غور کر رہے ہیں یہ موثر بہ ماضی قرار دیا جائے گا ۔ کیوں ؟ جناب والا ! اس کی کوئی خاص وجوہات نہیں ہیں جبکہ annual assessments already موجود ہیں ۔ جب وصولی کے ادارے کے ارکان بھی موجود ہیں اور پہلے سے ٹیکسیشن کی شرح اور وصولی کا نظام بھی موجود ہے تو پھر یہ جو اس میں پروویژن کی گئی ہے from the first day of July, یہ کیوں enforce ہوگا ۔ جب یہ اسمبلی ۔ یہ معزز ایوان اس کو پاس کر دے گا تو اس وقت سے اس کو موثر کرنا چاہیئے ۔

جناب والا ! میں ان گزارشات کے ساتھ اپنے دلائل ختم کرتا ہوں ۔ اور مجھے یقین ہے کہ حکومت کے جو وزراء صاحبان ہیں وہ یہاں ہماری جائز گزارشات اور جائز ترامیم کو اس بل کے پاس کرنے سے قبل اپنے مد نظر رکھیں گے ۔

مسٹر سپیکر : قائد حزب اختلاف ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! اس بل کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے جناب سینئر وزیر جو کہ سابقہ ایک سال سے ہمارے مستقل

قائم مقام قائد ایوان ہیں انہوں نے دو تین وجوہات بیان فرمائی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ چونکہ تمام کنٹونمنٹ بورڈ ایریاز میونسپل کمیٹی ایریاز سے ملحقہ ہیں اس لئے سوریج سسٹم ۔ بجلی اور سرچارج کے معاملہ میں یہ تمام انتظامات ایک ہی ایجنسی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں ۔ دوسری وجہ انہوں نے یہ فرمائی تھی کہ اس سے قبل ہاؤس ٹیکس جب میونسپل کمیٹیاں اپنے ایریا میں وصول کیا کرتی تھیں تو ان کا rate of recovery پچاس فی صد سے زائد نہ تھا ۔ اسی بنا پر حکومت نے یہ اختیارات خود سنبھال لئے اور اب rate of recovery بہت زیادہ بہتر صورت اختیار کر چکا ہے اور یہ جواز ہے کہ نہ صرف میونسپل اور بورڈ کے ٹیکس کی وصولی بلکہ اس کی لیوی بھی اب کنٹونمنٹ بورڈ کو منتقل کرنے کا ارادہ ہے ۔

جناب والا ! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ فاضل سینئر وزیر کی یہ وجوہات میرے نزدیک کنٹونمنٹ بورڈ سے ٹیکس کے عائد کرنے یا وصولی کرنے کے اختیارات لینے کے لئے ناکافی ہیں اور ان کو معقول وجوہات کا نام نہیں دیا جا سکتا ۔ اگر وہ یہ فرماتے کہ کنٹونمنٹ بورڈ ان ٹیکسوں کی وصولی درست طریقے پر نہیں کر سکی اور ان کی حالت میونسپل کمیٹی کی وصولی سے مختلف ہے تو اس کا کوئی جواز کہا جا سکتا تھا کہ اس کی وصولی بہتر بنانے کے لئے اور ٹیکس کی ادائیگی موثر ہاتھوں میں دینے کے لئے یہ اقدام کیا جا رہا ہے ۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے اس معاملہ کو ایک دوسری سائڈ سے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ براہ راست اس وقت کنٹونمنٹ سے یہ اختیارات حکومت کو منتقل کئے جا رہے ہیں ۔ لیکن ان کی وضاحتی تقریر میں کہیں اس بات کا ذکر تک نہیں تھا کہ کنٹونمنٹ بورڈ ٹیکسوں کی وصولی تسلی بخش طریقے سے نہ کر سکی ۔

جناب والا ! جہاں تک ان کی دوسری وجہ کا تعلق تھا کہ چونکہ یہ ایریاز دوسرے ایریے سے ملحقہ ہیں ۔ اس لئے ہم میونسپل ایریاز اور کنٹونمنٹ بورڈ کے ایریاز میں سرچارج ، بجلی اور سوریج سسٹم اور دوسرے ایسے فلاحی کام جو ہیں ان کو ایک ہی ایجنسی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں ۔ اس سے نہ صرف یہ کہ اس کو ایک وجہ نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ مجھے خاص طور پر کنٹونمنٹ بورڈ کے ایریا کے مکینوں کے لئے ہمدردی پیدا ہوتی ہے ۔ آپ نے سید طاہر احمد شاہ کی تقریر کے دوران بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ یہ

معاملہ اس سلسلے میں relevant نہیں ہوگا کہ ہم میونسپل کمیٹی اور بورڈ کی کارکردگی کے متعلق کسی قسم کی کوئی اس بل کے متعلقہ بحث کر سکیں۔ جناب والا! شائد یہ بات درست ہوتی کیونکہ اس کا بل میں کہیں ذکر نہیں تھا اور ان مقاصد کی وجہ سے سرچارج، بجلی، سوریج سسٹم یا ایسے دیگر کاموں کی غرض کے لئے یہ بل پیش کیا جا رہا ہے کہ وہ ایک ایجنسی کے سپرد کئے جائیں۔ لیکن وزیر موصوف نے اپنی وضاحتی تقریر میں یہ مسئلہ پیدا کیا ہے کہ اس سلسلے میں اپنے جو خدشات ہیں ان کا اظہار کر سکیں۔ ورنہ ہمارے لئے اس مسئلہ پر بحث کرنے کا کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ جناب والا! میرے مشاہدے میں یہ بات ہے کہ اس وقت کنٹونمنٹ بورڈ کے ایریا میں سرچارج، سوریج سسٹم اور دوسری سہولتوں کی حالت میونسپل کارپوریشن کے ایریا کی نسبت بہت زیادہ بہتر ہے۔ ان کے پاس سرچارج بھی کشادہ ہیں۔ بہتر صفائی کا بندوبست موجود ہے اور وہاں ہمیں ناجائز تجاوزات نظر نہیں آ رہے۔ وزیر موصوف کی اس وضاحت کے بعد ہمیں یہ درست طور پر خدشہ پیدا ہوگیا ہے کہ اب کنٹونمنٹ بورڈ ایریاز بھی ان برائیوں سے پاک نہیں رہ سکیں گے۔ اب اس بل کے پاس ہونے کے بعد وہ بھی اسی طرح اس زد میں آئیں گے جس طرح کہ میونسپل کارپوریشن کے ایریاز آچکے ہیں۔ اس لئے اگر ہم یہ کہیں کہ یہ کنٹونمنٹ بورڈ سے ٹیکس کی وصولی یا عائد کرنے کے اختیارات محض ٹیکس کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے یا ٹیکس کی وصولی کو بہتر بنانے کے لئے نہیں کیا جا رہا بلکہ ان لوگوں کو بھی اس مصیبت میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب اسی لئے یہ موجودہ اقدامات بھی کئے جا رہے ہیں تو صحیح ہوگا۔ جناب والا! اس کا نہ اس بل میں کوئی ذکر موجود ہے اور نہ اس کے اغراض و مقاصد میں یہ بات موجود تھی۔ مگر جناب سینئر وزیر نے واضح طور پر اس طرف اشارہ کیا ہے جو کہ قانون میں موجود نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی غالباً اس مقصد سے یا تو آگاہ نہ تھے کہ اس بل کو یہاں پیش کرنے کے مقاصد کیا ہیں اور یا پھر دانستہ طور پر اس بل کو اس معزز ایوان کو دھوکہ دینے کے لئے پیش کیا گیا ہے ورنہ یہ نہایت ضروری تھا کہ ایسی دفعات رکھی جاتیں یا اغراض و مقاصد میں اس کا ذکر کیا جاتا کہ ہم یہ تمام اختیارات کنٹونمنٹ بورڈ سے لے کر ایک دوسری ایجنسی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔

جناب والا ! افسوس تو اس بات پر ہے اور میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں retrospective effect کے قوانین اس سے پہلے منظور ہوتے رہے ہیں لیکن کبھی بھی retrospective effect یا موثر بہ ماضی قوانین کی تعریف نہیں کی گئی ۔ اور ہمیشہ اس کی حوصلہ شکنی کو ترجیح دی گئی ۔ مجھے افسوس ہے کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اپنی تقریر میں واضح طور پر ارشاد فرمایا تھا کہ حقیقی معنوں میں ہم پہلے ہی وصول کر رہے ہیں اور کنٹونمنٹ بورڈ کا عملہ اور حکومت اس ٹیکس کو وصول کرتا ہے اور یہ واضح مثال ہے کہ حکومت نے ناجائز اختیارات ہتھیا رکھے ہیں ۔ حکومت دانستہ طور پر اس اسمبلی کو غیر موثر کرنا چاہتی ہے ۔ نہ صرف ممبران اسمبلی سے بہ خاص قسم کا سلوک کیا جا رہا ہے بلکہ ممبران اسمبلی کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کر کے قانون سازی کے ایسے اقدامات کئے جا رہے ہیں جس سے یہ اسمبلی غیر موثر ہو کر رہ جائے ۔ ان کا یہ بیان ثبوت مہیا کرتا ہے کہ اسی پالیسی کے تابع بغیر اسمبلی سے قانون پاس کرائے اس پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے ۔ کیا جواز ہے کہ اس اسمبلی کی موجودگی میں جو قانون سازی کا ایک اعلیٰ ادارہ ہے اس کے ہوتے ہوئے وہ خود کس طرح اختیارات کا استعمال کر سکتی ہے ؟ کس طرح کنٹونمنٹ بورڈ سے ٹیکس کی وصولی کے اختیارات ہتھیا سکتی ہے ؟

جناب والا ! ٹیکس لگانے کے لئے اور اس کی وصولی کے لئے کوئی واضح جواز موجود نہیں ہے کیونکہ اس کی imposition کے لئے تین باتوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے ۔ ایک Tax with the consent of the representatives of the Tax Payers دوسرے ان کی حیثیت سے زیادہ وصول نہ ہو ۔ تیسرے ان کے مفادات کا خیال رکھا جائے ۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ موجودہ بل ان تینوں چیزوں کی نفی کرتا ہے ۔ انہوں نے ان کی اجازت لئے بغیر یہ ٹیکس نافذ کر دیا ہے ۔ ان کے ریٹس میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے ۔ دوسرے یہ کہ ان کے مفادات میں ٹیکس کی ادائیگی نہیں ہو رہی ۔ جناب والا ! مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ انہوں نے اس ٹیکس کی وصولی کسی کی اجازت لئے بغیر شروع کر رکھی ہے اور یہ بات اس اسمبلی اور اس ایوان کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے ۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس بل کی تعریف کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا تھا کہ نہ صرف ٹیکس کے ریٹس میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہو گا ریٹس بھی بڑھائے نہیں جائیں گے ۔ بلکہ کچھ رعائتیں حکومت کی طرف سے دی جائیں گی ۔ یہ رعائتیں بیوگان کو دی جائیں گی اور کچھ

furnished مکانات جو کرایوں پر دئے جاتے ہیں اس سلسلے میں بھی مالکان کو چھوٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ جناب والا ! میری نظر میں دو باتیں ہیں ۔ اولاً کہ ریٹس بڑھایا نہیں جائے گا یہ کسی طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا اس لئے موجودہ بل میں جو اختیارات حکومت حاصل کر رہی ہے ان ریٹس سے زیادہ جو اس وقت کنٹونمنٹ کے مکینوں اور مالکان پر لاگو ہیں وہ اس سلسلے میں یہ یقین دہانی کرائیں کہ ان ریٹس کو بڑھانے کی کارروائی نہیں کرے گی ۔ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ کوئی اضافہ آئندہ سال یا کسی وقت بھی حکومت نہیں کرے گی ۔ لیکن یہ اختیارات جو حکومت لے رہی ہے ان کو وہ کسی وقت بھی بروئے کار لا سکتی ہے ۔ اس لئے ان کا یہ کہنا کہ ریٹس میں اضافہ نہیں کرے گی درست نہیں ہے ۔ فرنشڈ ہاؤس کے معاملے میں حکومت ان کو چھوٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ یہ ایسا اختیار محکمے کو دیا جا رہا ہے اور ان افسران کو پاورز دی جا رہی ہیں ۔ جن کی وجہ سے رشوت بڑھنے کا اندیشہ ہے ۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے محکمے کے پاس پہلے ہی وسیع اختیارات موجود ہیں۔ اور یہ اپنے اختیارات کے تحت ہر لحاظ سے لوگوں سے روپیہ وصول کرتے ہیں ۔ یہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا محکمہ رشوت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔ اس کے باوجود یہ ضروری خیال کیا گیا کہ انہی افسران کو ایسے اختیارات دیے جائیں جس پر حکومت کسی طرح بھی کنٹرول نہیں کر سکتی ۔ جس کو چاہے وہ فرنشڈ ہاؤس کی رعایت دے سکتے ہیں ، جس کو چاہیں محروم کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ! یہ محکمے کی کارکردگی ہے کہ لوگوں کا اس پر اعتماد اٹھ چکا ہے ۔ اس لئے وہ اس کے اہل نہیں ہیں کہ اس قسم کے اختیارات انہیں دیے جائیں ۔ لیکن اس بل کے ذریعے مزید اختیارات دینے کا سوچ رہے ہیں ۔ اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ موجودہ بل میں اس بات کا اختیار ان افسران کو دینا کہ فرنشڈ ہاؤس کی صورت میں کسی شخص کو رعایت دے سکتے ہیں وہ ناجائز طور پر استعمال ہوگا اور رشوت میں اضافے کا باعث بنے گا ۔ جناب والا ! مجھے یہ بھی جائز اندیشہ ہے کہ اگر یہ اختیارات کنٹونمنٹ بورڈ سے لے کر حکومت کے سپرد کر دیے گئے تو لازمی طور پر کنٹونمنٹ بورڈ کی کارکردگی متاثر ہو گی ۔ اس لئے جب کسی ادارے کو ٹیکس وصول کرنے اور عائد کرنے کے اختیارات حاصل نہ ہوں تو وہ اپنی ضروریات کے مطابق اپنے پروگراموں کے مطابق ان رقموں کو مہیا نہیں کر سکتا ۔ اور اپنے ارادوں کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا ۔ ابھی

تک حکومت کے پاس کوئی ایسا قانون نہیں ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ کو میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن کی طرح گرانٹ مہیا کر دیں ۔ اگر یہ صورت حال نہیں ہے تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ان سے یہ اختیار لے کر ایسے ادارے کو کیوں سونپ رہے ہیں جس کی کارکردگی کسی طرح بھی تسلی بخش نہیں ہے ۔ آپ کنٹونمنٹ بورڈ سے یہ اختیارات لے کر حکومت کے سپرد کر رہے ہیں جس سے قدرتی طور پر یہ اندیشہ ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ کی کارکردگی متاثر ہو گی ۔ اور جو وصولی کنٹونمنٹ بورڈ کے مکینوں سے اس وقت ہو رہی ہے اس پر عمل درآمد نہیں کر سکے گی۔ اس کے علاوہ آپ ٹیکس عائد کرنے کے اختیارات اس بورڈ سے لے کر حکومت کے سپرد کر رہے ہیں ۔ اس سے یہ اندیشہ لازمی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ حکومت کی نسبت چونکہ کنٹونمنٹ بورڈ بہتر جج ہے کہ اس کے مکینوں کے لئے کسقدر ٹیکس عائد ہونا چاہئے اور وہ ان کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہئے ۔ اس لئے حکومت اس ٹیکس کو جائز طور پر اور ان اصولوں کو قائم رکھتے ہوئے عائد نہیں کر سکے گی ۔ اور وصولیابی کے لئے ان اداروں کو ترجیح ہو گی جو اس ٹیکس کو استعمال کر سکتے ہیں ۔ اور ٹیکس کے مطابق اپنی سکیمیں وضع کرتے ہیں ۔ اس لئے اس کا کوئی جواز نہیں ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ سے یہ اختیارات لے کر حکومت کے سپرد کر دیئے جائیں ۔ ان گذارشات کے ساتھ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ بل بلا جواز ہے اس لئے یہ ایوان اس بل کو رد کر دے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! یوں محسوس ہوتا ہے کچھ باتیں غلط فہمی کی بنا پر کہی جا رہی ہیں ۔ جیسے کہ آپ کو معلوم ہے ٹیکس وفاقی حکومت وصول کرتی ہے کیونکہ کنٹونمنٹ بورڈ وفاقی حکومت کے تحت ہوتے ہیں ۔ تو اس بات کی ضرورت تھی کہ صوبائی حکومت جس کے پاس پہلے سے غیر منقولہ جائیداد ٹیکس ایکٹ کے تحت اختیارات موجود ہیں ، اب وہ مرکزی حکومت کی بجائے اپنے قوانین ان علاقوں پر نافذ کرے اور وہ خود ٹیکس وصول کرے۔ اب اگر یہ ٹیکس صوبائی حکومت وصول کرتی ہے تو یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے تھی کہ وہ لوگ جو ان علاقوں میں ٹیکس ادا کرتے ہیں ، صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں آنے کے بعد یہ محسوس نہ کریں کہ وہاں ٹیکس کی شرح بڑھا دی گئی ہے ۔ موجودہ قانون میں یہ پروویژن موجود ہے کہ پراپرٹی ٹیکس پراپرٹی کی قیمت کا 20 فیصد ہوگا۔ اس وقت کنٹونمنٹ بورڈوں کے علاقوں میں یہ ٹیکس پراپرٹی کی مالیت پر 10 فیصد کے حساب سے وصول کیا جاتا

ہے۔جب ہم نے اس میں توسیع کی تو اس فرق کو ختم کرنے کے لئے، جس کا ذکر میرے حزب اختلاف کے دوستوں نے کیا ہے کہ ایک علاقے میں ٹیکس کی شرح کچھ اور ہے اور دوسرے میں کچھ اور ، ہم نے اس میں اس کی گنجائش رکھی کہ صوبائی حکومت ان کی جائیداد کی مالیت 10 سے 20 فیصد تک ٹیکس وصول کر سکے گی ۔ لیکن ہم کنٹونمنٹ بورڈوں کے علاقوں میں رہنے والوں کو زیادہ ٹیکس میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے تھے لہذا ہم نے گنجائش رکھی کہ 10 سے 20 فیصد تک assessment کے مطابق ٹیکس لگایا جا سکے ۔

اس کے ساتھ ہی ہم نے کلاز 4 میں جو existing rating schedule ہے وہ بھی اس طرح رکھا ۔ existing rating schedule میں 10 فیصد کا ریٹ ہم نے قائم رکھا تاکہ ٹیکس کی شرح فوری طور پر بڑھائی نہ جا سکے ۔ اب یہ کہنا ہے کہ اسے موثر بہ ماضی کیوں کیا گیا ہے ۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے یہ رقوم موثر بہ ماضی کرکے لینا چاہتی ہے اور جس تاریخ کا تعین اس میں کیا گیا ہے اس تاریخ کے بعد اس ٹیکس کی رقم مرکزی حکومت کے پاس نہیں جائے گی بلکہ یہ صوبائی حکومت کے پاس جائے گی ۔ جو آمدن اور لین دین ہو گا وہ صوبائی حکومت کے خزانے میں جائے گا ۔ اس لیے تاریخ موثر بہ ماضی مقرر کی گئی ہے اور ہم نے اس کا تعین ایک خاص تاریخ سے کیا ہے ۔ اس کے باوجود ہم نے گنجائش رکھی ہے کہ ٹیکس کی موجودہ شرح کو بڑھایا جائے گا کیونکہ کلاز 4 میں جو بات رکھی گئی ہے وہ اس غرض سے رکھی گئی ہے کہ موجودہ شیڈول کے ریٹ وہی رہیں گے اور بڑھائے نہیں جائیں گے ۔ ابھی ان کو موثر بہ ماضی نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اگر حکومت ان کو کسی وقت بڑھانا چاہے گی تو اس کے لیے خاص طریقہ کار ہے، اس کے لئے ان لوگوں کو نوٹس دینا پڑتا ہے ۔ تو ہم اس کو موثر بہ ماضی نہیں کر سکتے ۔ تو یہ کہنا کہ ان کو موثر بہ ماضی کیوں کیا جا رہا ہے یہ قطعی طور پر غلط ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فہمی پر مبنی ہے ۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ٹیکس کی اس رقم سے 85 فیصد حصہ کنٹونمنٹ بورڈ اپنے پاس رکھیں گے تاکہ وہ اپنے ترقیاتی کاموں کے لئے پوری طرح سے رقوم خرچ کر سکیں ۔ تو ان کے لئے حکومت پنجاب ان کو رقم کا 85 فیصد دے گی ۔

ابھی جو بات ڈاکٹر صاحب کہہ رہے تھے اس کو بالکل غلط معنی پہنا کر اس ایوان میں بات کی گئی ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ جو ادارے پہلے ٹیکس وصول کرتے تھے ان میں دھاندلیاں ہوتی تھیں ، گڑبڑ ہوتی تھی۔ اب اس قانون کے ذریعے ، ان اداروں کے ذریعے ہم نے بعض چیزوں پر 100 فیصدی ٹیکس بھی وصول کیا ہے ۔ اب ان اداروں کے بجائے جب اس قانون کے تحت ٹیکس وصول کیے جائیں گے تو اس سے کارکردگی بہتر ہو جائے گی اور جب کارکردگی بہتر ہو جائے گی تو کنٹونمنٹ بورڈوں کو بھی زیادہ رقوم دی جا سکیں گی تاکہ وہ زیادہ ترقیاتی کام کر سکیں ۔ میرے دوست اچھی طرح جانتے ہیں کہ کنٹونمنٹ بورڈوں کے علاقوں میں ترقیاتی کام اس انداز میں نہیں ہو رہے جس انداز میں ہونے چاہئیں ۔ اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کی زیادہ امداد کرکے ان اداروں کو زیادہ اچھا بنایا جائے اور یہ جو ساری کی کی ساری باتیں کی گئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیر مناسب ہیں اور اس لحاظ سے imaginary ہیں کہ اس قانون میں تو یہ پروویژن رکھی ہی نہیں گئی کہ موجودہ شرح کو برقرار رکھا جا سکے ۔ تو ہم نے اسے جو موثر بہ ماضی کیا ہے یہ ہم نے اپنے حسابات کو وفاقی اکاؤنٹ سے پچھلی تاریخ سے adjust کرنے کے لئے کیا ہے ۔ اس میں ہم نے کسی علاقے کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھی کہ وہاں ریٹ بڑھائے جاتے رہیں کیونکہ ایک کنٹونمنٹ کے علاقے میں ایک ہی ریٹ چلے گا اور وہاں کے ریٹ ایک ہی شیڈول کے ہوں گے ، یہ نہیں کہ کہیں پر زیادہ اور کہیں پر کم ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میرے فاضل دوستوں نے یہ بات کس بنا پر کہی ہے ۔ باقی چھوٹ وغیرہ کے متعلق جو باتیں قائد حزب اختلاف نے کی ہیں یا ان کی طرف اشارہ کیا ہے تو یہ باتیں موجودہ قانون میں موجود ہیں اور یہی بات ڈاکٹر صاحب کر رہے تھے کہ یہ چیزیں موجودہ قانون میں موجود ہیں ۔ یہ مراعات اور یہ رعایات ان لوگوں کو بھی ملیں گی ۔ اگر ہم موجودہ قانون میں کوئی تبدیلی کرنا چاہتے تو پھر اس کے لئے جیسے جناب والا نے اشارہ بھی کیا تھا ، کوئی اور طریقہ کار رکھتے ۔ لیکن یہ بل صرف اور صرف اس حد تک ہے کہ حکومت کے پاس جو اختیارات ہیں وہ صوبائی حکومت لینا چاہتی ہے ۔ ہم ٹیکس کے ریٹ کو قطعاً زیادہ نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی اس قانون میں ایسی کوئی گنجائش ہے کہ اس کو موثر بہ ماضی کرکے بڑھایا جا سکے کیونکہ کلاز 4 میں واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ موجودہ شرح برقرار رہے گی

اور کسی وقت ان کو بڑھانا مقصود ہوا تو اس کے لئے خاص طریقہ کار ہے۔ یہ فوری طور پر نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے میعاد ہوگی اور یہ مستقبل میں ہو سکتا ہے۔ اور جو فرق مختلف شہروں میں ہے جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے بھی اس قانون میں گنجائش رکھی گئی ہے۔ بہت بہت شکریہ!

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1977.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے۔

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1976 as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.

(The motion was carried).

Mr. Speaker :- Now we go on to clause by clause consideration of the Bill.

آوازیں : اب چائے کا وقفہ ہو جانا چاہیے۔

مسٹر سپیکر : مجھے تو یہ بتایا گیا تھا کہ قائد حزب اختلاف اور جناب سینئر وزیر کا آپس میں کوئی مشورہ ہوا ہے۔ اب بارہ بج گئے ہیں، اگر آپ جلدی فارغ ہو جائیں تو میرے خیال میں یہ زیادہ اچھا ہوگا۔

چوہدری طالب حسین : ٹھیک ہے!

(کلاز۔ 2)

مسٹر سپیکر : اب کلاز نمبر 2 زیر غور ہے۔ اصل میں کلاز 2 اور 3 پر ہی یہ بل انحصار کرتا ہے، اس لئے آپ اسے حذف کرانے کی تحریک نہیں

کر سکتے ۔ مگر آپ اس پر بحث کر سکتے ہیں ۔ ویسے اس پر ساری بحث ہوگئی ہے ۔

اب سوال یہ ہے

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔ اس میں ترمیم ہے ، سید تابش الوری موجود نہیں ہیں ، علامہ رحمۃ اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ مسٹر نذر حسین منصور وہ بھی موجود نہیں ہیں ، چوہدری طالب حسین ، سید طاہر احمد شاہ ۔

چوہدری طالب حسین : یہ کوئی ضروری ترمیم نہیں ، ہم پیش نہیں کرتے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 4)

مسٹر سپیکر : کلاز 4 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 6 ، سید تابش الوری ، علامہ رحمت اللہ ارشد ، مسٹر نذر حسین منصور ۔ چوہدری طالب حسین ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس میں کوئی ضروری ترمیم نہیں ہے ۔ اس لیے ہم پیش نہیں کرتے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 5)

مسٹر سپیکر : اب کلاز نمبر 5 زیر غور ہے - اس میں بھی ترمیم پیش نہیں ہو رہی -

سوال یہ ہے -

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے - اس میں بھی کوئی ترمیم پیش نہیں ہو رہی -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ ہے :

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائیٹل زیر غور ہے - کیونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ، اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے -

اب ہم تیسری خواندگی شروع کرتے ہیں -

وزیر قانون : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) محصول جائداد غیر

منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء منظور کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) محصول جائداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : فرسٹ ریڈنگ کے لئے اگلا بل آپ پیش کر لیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) (بے دخلی ناجائز قابضین) جائداد غیر منقولہ خود مختار ادارہ جات پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 88 بابت 1976ء)

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ The Punjab Autonomous Bodies Immovable Property (Ejectment of unauthorised occupants) (Amendment) Bill, 1979.

جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز، جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ The Punjab Autonomous Bodies Immovable Property (Ejectment of unauthorised Occupants) (Amendment) Bill, 1976

جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈ منسٹریشن و اطلاعات نے سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

سید تابش الوری :
چوہدری طالب حسین : | ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں ،
سید طاہر احمد شاہ :

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

Syed Tabish Alwari : I beg to move.

> That the Punjab Autonomous Bodies Immovable Property (Ejectment of Unauthorised Occupants) (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 8th January, 1977.

Mr: Speaker : The motion is.

> That the Punjab Autonomous Bodies Immovable Property (Ejectment of Unauthorised Occupants) (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 8th January, 1977.

Minister for Finance : Opposed.

مسٹر سپیکر : چوہدری اعتزاز احسن تشریف لائے ہیں ۔ آپ کی غیر حاضری میں دو مرتبہ سوال پیش ہوا کہ پریس گیلری کے فاضل ارکان ، صحافی جو بائیکاٹ کر رہے ہیں ۔ فاضل سینئر منسٹر صاحب نے غالباً چیف منسٹر صاحب سے اس سلسلے میں بات کی ہے اور انہیں اگر موقع ملا ہوگا تو وہ آپ کے نوٹس میں یہ بات لائے ہوں گے ۔ اس میں پروگریس ہوئی ہے یا آپ کل بتانا مناسب سمجھیں گے ؟

وزیر اطلاعات : اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ جو latest instructions کی بات ہے ، تو چیف منسٹر صاحب لاہور سے باہر گئے ہوئے ہیں ، وہ مجھے instructions دیں گے ۔

Mr. Speaker : Tomorrow or day after tomorrow.

وزیر اطلاعات : ہم نے اس سلسلے میں اب تک جو کچھ کیا ہے اور صحافیوں کی خدمت میں جو کچھ گزارشات پیش کی ہیں ، اس سلسلے میں جو

کچھ تعاون کرنے کے لئے اور یہ کہ حکومت کیا کچھ ان کے لئے کرنا چاہتی ہے - کس طرح سے ان کی satisfaction کے لئے کرنا چاہتی ہے - وہ ابھی آپ چاہیں تو عرض کئے دیتا ہوں - نہیں تو بعد میں عرض کر دوں گا -

مسٹر سپیکر : کل مناسب رہے گا - آپ کی چیف منسٹر صاحب سے بات نہیں ہوئی - اگر آپ جاتے جاتے ذرا میری طرف سے گھوم جائیں تو مناسب رہے گا -

وزیر اطلاعات : یہ ٹھیک ہے -

Mr. Speaker : The House is adjourned till 9-00 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 11 نومبر 1976 بروز جمعرات 9 بجے صبح کے لئے ملتوی ہو گیا -)

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 7210)

(درگاہیں جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں)

نمبر شمار نام درگاہ

بہاول پور سرکل

1 ۔ درگاہ حضرت حکیم الدین

2 ۔ درگاہ حضرت جنن پیر

3 ۔ درگاہ حضرت خواجہ خدا بخش

4 ۔ درگاہ حضرت محبوب سبحانی

5 ۔ درگاہ حضرت جلال الدین

6 ۔ درگاہ حضرت مخدوم جہانیاں

7 ۔ درگاہ حضرت فضل دین

8 ۔ درگاہ حضرت راجن قتال

9 ۔ درگاہ حضرت ملوک شاہ

10 ۔ درگاہ حضرت محمد شاہ رنگیلا

چشتیاں سرکل

11 ۔ درگاہ بابا تاج

12 ۔ درگاہ حضرت سخی شوق الہی

رحیم یار خان سرکل

13 ۔ درگاہ حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن

14 ۔ درگاہ حضرت جنی سلطان

15 ۔ درگاہ حضرت عبدالستار

16 ۔ درگاہ پیر چنن

17 ۔ درگاہ حضرت غریب شاہ

نمبر شمار نام درگاہ

18 ۔ درگاہ حضرت رنگرتہ

19 ۔ درگاہ غوثیہ حضرت جمال دین

ملتان سرکلی

20 ۔ درگاہ حضرت شاہ شمس

21 ۔ درگاہ حضرت موسیٰ پاک

22 ۔ درگاہ حضرت شاہ بہرام

ملتان سیکٹر 2

23 ۔ درگاہ حضرت بہاول حق

24 ۔ درگاہ حضرت شاہ رکن عالم

25 ۔ درگاہ بی بی پاکدامنہ

ملتان سیکٹر 3

26 ۔ درگاہ مخدوم عبدالرشید حقانی

27 ۔ دربار سلطان احمد قتال

28 ۔ درگاہ حضرت میاں چنوں

29 ۔ درگاہ حضرت عبداللطیف شاہ

30 ۔ خانقاہ حضرت محمد رفیق

31 ۔ خانقاہ حضرت میاں اسحاق

32 ۔ درگاہ نوگزہ

33 ۔ وقف درگاہ بانکے شاہ

34 ۔ وقف خانقاہ حاجی رتن صاحب

35 ۔ درگاہ محمود باری

36 ۔ درگاہ حضرت ایوب قتال

37 ۔ درگاہ حضرت شیخ کبیر والا

نمبر شمار نام درگاہ

38 ۔ درگاہ حضرت زین العابدین

39 ۔ درگاہ پیر سکھا صاحب

40 ۔ خانقاہ باقر شاہ

بورہوالہ سرکل

41 ۔ دربار حضرت دیوان چاولی مشائخ

42 ۔ درگاہ حضرت شاہ عبدالشکور

43 ۔ درگاہ سروریہ اسلامیہ چک محمد شاہ

کوٹ ادو سرکل

44 ۔ درگاہ حضرت داؤد جہانیاں

45 ۔ درگاہ حضرت سخی عبدالوہاب

46 ۔ درگاہ حضرت لعل عیشن صاحب کروڑ

47 ۔ درگاہ حضرت عنایت علی شاہ

48 ۔ درگاہ حضرت محمد راجن شاہ

49 ۔ درگاہ حضرت محب علی شاہ

ڈیرہ غازی خان سرکل

50 ۔ دربار حضرت سخی سرور

51 ۔ درگاہ پیر عادل شاہ

52 ۔ درگاہ حضرت ملا قائد شاہ

53 ۔ درگاہ حضرت نور شاہ غازی

پاکپتن سرکل

54 ۔ دربار حضرت بابا فریدالدین

55 ۔ دربار حضرت مولانا بدرالدین اسحاق

56 ۔ دربار خواجہ محمد پناہ

نمبر شمار نام درگاہ

اوکاڑہ سرکل

57 ۔ درگاہ حضرت لابھے شاہ
58 ۔ درگاہ حضرت داؤد بندگی
59 ۔ درگاہ حضرت محمد غوث بالا پیر
60 ۔ درگاہ حضرت شاہ مقیم
61 ۔ درگاہ حضرت شاہ مدار
62 ۔ درگاہ حضرت میراں بھیک
63 ۔ درگاہ حضرت حافظ دائم
64 ۔ درگاہ حضرت بابا مست شاہ
65 ۔ درگاہ حضرت نظام الدین
66 ۔ درگاہ حضرت عبداللہ شاہ
67 ۔ درگاہ حضرت مظفر شاہ

سیکٹر لاہور

68 ۔ درگاہ حضرت پیر مکی صاحب
69 ۔ درگاہ حضرت شاہ ابوالمعالی
70 ۔ ملک ایاز صاحب
71 ۔ حضرت معصوم شاہ

سیکٹر 2 لاہور

72 ۔ حضرت شاہ جمال
73 ۔ شاہ کمال
74 ۔ بابا اکبر شہید
75 ۔ حضرت شاہ فرید
ڈھودس وال

نمبر شمار نام درگاہ

76 ۔ حضرت شاہ نور الٰہی سروپا

77 ۔ حضرت حضوری شاہ

78 ۔ حضرت شہاب الدین

79 ۔ خانقاہ اللہ بخش

80 ۔ حضرت شاہ بہاول غازی

81 ۔ حضرت بابا سالار

82 ۔ حضرت شاہ چراغ

83 ۔ حضرت موج دریا بخاری

سیکٹر 3 لاہور

84 ۔ حضرت شاہ شمس قاری

85 ۔ حضرت محمداسماعیل بخاری

86 ۔ حضرت بی بی پاک دامنہ

87 ۔ حضرت شاہ علی رنگریز

88 ۔ حضرت شاہ گدا

89 ۔ حضرت جان محمد حضوریؒ
(زیر مقدمہ)

90 ۔ درگاہ رسول شاہاں

91 ۔ حضرت چوھڑ شاہ بندگی

92 ۔ دربار حضرت موسی آھنگر

93 ۔ حضرت خواجہ غلام مرتضے

94 ۔ حضرت میراں حسین زنجانی

95 ۔ دربار حضرت موسی اکرم روڈ

96 ۔ حضرت شاہ محمد غوث

97 ۔ حضرت شیر شاہ ولی

98 ۔ پیر عبداللہ شاہ بخاری

نمبر شمار نام درگاہ

سیکٹر 5 لاہور

99 ۔ حضرت میاں میر صاحب
100 ۔ درس حضرت میاں وڈا
101 ۔ درس حضرت میاں چھوٹا
102 ۔ حضرت مادھو لال حسین
103 ۔ حضرت ایشاں صاحب
104 ۔ مقبرہ نواب عبدالصمد
105 ۔ دربار پیر گوہر شاہ

قصور سرکل

106 ۔ دربار حضرت بکو شاہ
107 ۔ دربار حضرت بلھے شاہ
108 ۔ حضرت عبدالخالق (زیر مقدمہ)
109 ۔ حضرت تاجاں صاحب

شیخوپورہ سرکل

110 ۔ حضرت پیر بہار شاہ
111 ۔ دربار داتا شاہ جمال
112 ۔ سید وارث شاہ
113 ۔ دربار حضرت شاہ میم
114 ۔ حضرت شاہ دیوان
115 ۔ حضرت پیر قلندر شاہ
116 ۔ حضرت میراں سید صاحب
117 ۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب
118 ۔ خانقاہ پنج پیراں

نمبر شمار نام درگاہ

شاہ کوٹ سرکل

119 ۔ دربار حضرت ابوالخیر نولکھ ہزاروی

120 ۔ دربار حضرت چپ شاہ

121 ۔ خانقاہ میاں غلام رسول

سیالکوٹ سرکل

122 ۔ دربار حضرت امام علی الحق

123 ۔ دربار حضرت عبدالسلام چشتی

124 ۔ دربار حضرت بابا گلو خان

125 ۔ دربار حضرت گلاب شاہ

126 ۔ دربار حضرت پیر شعلہ شریف

127 ۔ دربار حضرت پیر مرادیہ

128 ۔ دربار حضرت سید فدا حسین

گوجرانوالہ سرکل

129 ۔ دربار حضرت بھری شاہ رحمان

130 ۔ دربار حضرت بوٹے شاہ

131 ۔ دربار حضرت ثابت شاہ

132 ۔ دربار حضرت عنایت شاہ

133 ۔ دربار حضرت جتی شاہ سلیم

134 ۔ دربار حضرت احمد علی شاہ

135 ۔ دربار پیر گودڑی شریف

136 ۔ دربار حضرت شاہ چھٹہ

137 ۔ خانقاہ جواہر شاہ چک جید

سرگودھا سرکل

138 ۔ دربار حضرت میران شاہ بھیرہ

نمبر شمار نام درگاہ

139 ۔ دربار حضرت شاہ شابل
140 ۔ دربار حضرت بادشاہان
141 ۔ دربار شاہ محمد شاہ پیر
142 ۔ حضرت شاہ شمس
143 ۔ حضرت اودہم سلطان
144 ۔ حضرت اسید علی شاہ
145 ۔ درگاہ شاہ سولی
146 ۔ درگاہ حضرت محرم سلطان

چنیوٹ سرکل

147 ۔ دربار حضرت شاہ برہان
148 ۔ دربار حضرت محمد شاہ
149 ۔ دربار پیر فضل شاہ
150 ۔ دربار حضرت حبیب خان

جھنگ سرکل

151 ۔ دربار پیر عبدالقادر جیلانی
152 ۔ پیر سہر علیشاہ
153 ۔ دربار پیر عبدالرحمان
154 ۔ دربار حضرت لڈن امام شاہ جیون
155 ۔ دربار سلطان شہید
156 ۔ دربار پیر عبدالغفور
157 ۔ دربار غازی پیر
158 ۔ دربارہ حضرت سلطان شاہ
159 ۔ دربار حضرت سلطان پاکھرہ

نمبر شمار نام درگاہ

لائل پور سرکل

160 ۔ دربار حضرت نور شاہ ولی

161 ۔ دربار لسوری شاہ

162 ۔ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی

163 ۔ دربار حضرت قطب علیشاہ

راولپنڈی سرکل

164 ۔ درگاہ حضرت شاہ دی ٹالیاں

165 ۔ درگاہ حضرت چن چراغ

166 ۔ درگاہ حضرت داؤد حقانی

167 ۔ درگاہ حضرت بابا غلام صاحب
موضع ٹھٹی

168 ۔ درگاہ حضرت بابا سخی شاہ درویش

169 ۔ درگاہ حضرت بابا شہید فتح جنگ

170 ۔ درگاہ حضرت فیر علیشاہ

نور پور شاہاں سرکل

171 ۔ درگاہ حضرت امام بری شاہ لطیف

172 ۔ درگاہ حضرت ملک پوٹو شریف

173 ۔ درگاہ حضرت نانگا بابا صاحب

174 ۔ درگاہ حضرت بابا لال شاہ سراسی

175 ۔ حضرت سلطان آپیارہ

176 ۔ حضرت بدھو شاہ

جہلم سرکل

177 ۔ دربار حضرت سخی سیدن شاہ

نمبر شمار نام درگاہ

178 ۔ حضرت شاہ بہار
179 ۔ حضرت سلیمان پارسی
180 ۔ حضرت پیر اصحابہ
181 ۔ حضرت پیر عبدالکریم
182 ۔ حضرت پیر ہرا
183 ۔ حضرت پیر کرم شاہ دولہا آف پیر کھارہ

گجرات سرکل

184 ۔ درگاہ حضرت شاہ دولہ صاحب
185 ۔ حضرت کرم الٰہی
186 ۔ حضرت شاہ جہانگیر
187 ۔ حضرت حافظ محمد حیات
188 ۔ قاضی سلطان محمود
189 ۔ درگاہ حضرت نانکے شاہ
190 ۔ درگاہ حاجی شیخ ملکوال
191 ۔ درگاہ حضرت دھام شاہ والی
192 ۔ درگاہ حضرت اعتبار شاہ
193 ۔ حضرت عالیہ موضع کوراکرم

بقیہ لاہور سرکل

194 ۔ درگاہ حضرت داتا گنج بخشؒ

فہرست وقف

نمبر شمار نام وقف

بہاول پور سرکل

1 ۔ جامع مسجد الصادق

نمبر شمار نام وقف

2 ۔ مسجد بیکانیری گیٹ

3 ۔ مسجد گل حسن

4 ۔ مسجد ماچھی بٹہ

5 ۔ جامع مسجد احمد پور

6 ۔ مسجد اقصیٰ

7 ۔ مسجد بوستان عزیز

8 ۔ مسجد اہل حدیث احمد پور شرقیہ

9 ۔ مسجد ہائی سکول احمد پور شرقیہ

10 ۔ مدرسہ ہارونیہ تعلیم القرآن و مسجد مولوی محمد یار والی

11 ۔ مسجد شیشگران

12 ۔ وقف شیخ اللہ وسایا

13 ۔ مدرسہ اراٹیاں احمد پور شرقیہ

14 ۔ وقف زرعی اراضی موضع باقر پور

15 ۔ وقف اراضی چنن شاہ

16 ۔ وقف رباط مدینہ شریف

17 ۔ وقف اراضی ڈیرہ باکھا

18 ۔ جنازگاہ بہاول پور

19 ۔ الحاج سر صادق محمد خان ٹرسٹ ڈیرہ نواب صاحب

20 ۔ جامع مسجد حاصل پور

21 ۔ عیدگاہ حاصل پور

چشتیاں سرکل

22 ۔ جامع مسجد منڈی چشتیاں

23 ۔ عیدگاہ قبرستان

24 ۔ جامع مسجد ہارون آباد

نمبر شمار نام وقف

25 ۔ عید گاہ قبرستان

26 ۔ جامع مسجد ہارون آباد

27 ۔ جامع مسجد حسن والی

28 ۔ مسجد حضرت بابا فرید

29 ۔ وقف اراضی چک 285

رحیم یار خان سرکل

30 ۔ جامع مسجد نظامت

31 ۔ مسجد خواجگان

32 ۔ مسجد گامان

33 ۔ جامع مسجد صادق آباد

34 ۔ جامع مسجد غلہ منڈی صادق آباد

35 ۔ جامع مسجد و عید گاہ صادق آباد

36 ۔ جامع مسجد صادق آباد

37 ۔ مسجد کوٹھ الو

38 ۔ جامع مسجد مستری کمال دین

39 ۔ جامع مسجد بابا صاحب خان پور

40 ۔ جامع مسجد خانساماں

41 ۔ جامع مسجد غلہ منڈی خان پور

42 ۔ مسجد مائی صاحبہ خان پور

43 ۔ جامع اللہ آباد

44 ۔ وقف عیسیٰ خیل خان پور

45 ۔ وقف جیلانی موضع صمدانی صادق آباد

46 ۔ وقف پیر عبدالقادر

47 ۔ وقف مسجد احمد یار والی

نمبر شمار نام وقف

48 ۔ وقف پیر قطب علی شاہ

49 ۔ وقف مسماۃ غلام فاطمہ

50 ۔ وقف مسجد راجپوتان

ملتان سیکٹر نمبر 1

51 ۔ مسجد سراجان والی

52 ۔ مسجد نواب علی محمد خان

53 ۔ مسجد ملاں عبدالغفور

54 ۔ مسجد سرائے حاجی غلام رسول

55 ۔ مسجد پیر گوہر سلطان

56 ۔ مسجد جناز گاہ ملتان

57 ۔ امام باڑہ خونی برج ملتان

58 ۔ مسجد خواجگان والی

59 ۔ مسجد کمہار منڈی

60 ۔ مسجد بلوچاں والی

61 ۔ مسجد پیر عنایت والی

62 ۔ مسجد جلال کلکشت کالونی

63 ۔ مسجد گوشہ نشیں

64 ۔ مسجد اہل حدیث کرم خان والی

65 ۔ مخزن العلوم مدرسہ

66 ۔ مسجد نیل گراں والی

ملتان سیکٹر نمبر 2

67 ۔ شفاخانہ درگاہ غوث بہاول الحق

68 ۔ مسجد کبوتر منڈی

69 ۔ مسجد کانے منڈی

نمبر شمار نام وقف

70 ۔ مسجد کھنگرانوالی

71 ۔ مسجد رہرن والی

72 ۔ مسجد باقرہ آباد

73 ۔ مسجد اندرون بوہڑگیٹ

74 ۔ مسجد پونگران والی

75 ۔ مسجد پیپل والی

76 ۔ وقف دلدار بخش

77 ۔ مسجد پیر اسحاق

78 ۔ جامع مسجد ملتان کینٹ

79 ۔ مسجد مدینہ گل شاہ

80 ۔ مسجد مدینہ چونگی نمبر 16

ملتان سیکٹر نمبر 3

81 ۔ جامع مسجد جہانیاں منڈی

82 ۔ ایضاً ۔ مرکزی عید گاہ

83 ۔ ایضاً ۔ غلہ منڈی خانیوال

84 ۔ مسجد قاضیاں والی کروڑ پکا

85 ۔ مسجد بوٹا (انڈیا)

86 ۔ درگاہ حضرت عبداللطیف

87 ۔ درگاہ اراضی موضع جھوک اونٹس ملتان

88 ۔ وقف مسجد (انڈیا تلمبہ) موضع کوٹھ وال

لاہور سیکٹر

107 ۔ وقف اراضی چک نمبر 708 ایل آر میاں چنوں

128 ۔ وقف اراضی موضع حاجی برائے جملہ اہل اسلام

162 ۔ مسجد مومن پورہ

163 ۔ تکیہ جمو شاہ

164 ۔ برادری ککے زیاں

نمبر شمار نام وقف

165 ۔ وقف لمٹیڈ بیگم پورہ
166 ۔ چلہ حضرت بابا فرید
167 ۔ تکیہ پترنگہ
168 ۔ لال مسجد حنفیہ موہنی روڈ
169 ۔ تکیہ شادے شاہ
170 ۔ تکیہ معصوم شاہ (مکی مسجد)
171 ۔ مسجد اللہ جوایا
172 ۔ سرائے میاں محمد شفیع
173 ۔ تکیہ بلاقی شاہ
174 ۔ تکیہ قطب شاہ
175 ۔ مسجد تاجے شاہ
176 ۔ مسجد مائی لاڈو
177 ۔ مسجد نور
178 ۔ تکیہ سائیں عبدالقدوس
179 ۔ مسجد بوہڑ والی
180 ۔ مسجد پٹولیاں لوہاری
181 ۔ مسجد خراسیاں
182 ۔ لال مسجد شاہ عالمی
183 ۔ مسجد شو مارکیٹ
184 ۔ مسجد بزاز پٹہ
185 ۔ مسجد گمٹی بازار
186 ۔ امام باڑہ رضا شاہ
187 ۔ چلہ حضرت شاہ مردان
188 ۔ مسجد حاجی نورالدین
189 ۔ تھڑا کوچہ پیر گران

نمبر شمار نام وقف

190 ۔ مسجد حنفیہ فاروقیہ ریلوے روڈ

سیکٹر 2 لاہور

191 ۔ تکیہ سائیں لہری شاہ

192 ۔ وقف بلڈنگ شرقپور

193 ۔ عالی مسجد نواں کوٹ

194 ۔ مسجد طارق عبداللہ شاہ

195 ۔ وقف لینڈ حضرت بو علی قلندر

196 ۔ جامع مسجد مدینہ پرانی انارکلی

197 ۔ جامع مسجد شاہ چراغ

198 ۔ جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ

199 ۔ چلہ حضرت میاں میر

200 ۔ جامع مسجد نیلا گنبد

201 ۔ مسجد پشاوری

202 ۔ مسجد سانده کلاں

203 ۔ وقف نزد مہد ٹرسٹ

204 ۔ تکیہ سخی عبدالوہاب

205 ۔ تکیہ سائیں سردار

206 ۔ مسجد کھینکرانولی

207 ۔ تکیہ نور شاہ مزنگ

سیکٹر 3 لاہور

207 ۔ تکیہ یعقوب شاہ

208 ۔ پیر پادی راہنا

209 ۔ وقف حافظ محمود

210 ۔ مسجد مبارک قلعہ گوجر سنگھ

نمبر شمار نام وقف

211 ۔ جامع مسجد بیڈن روڈ

212 ۔ تکیہ پیر حسن شاہ ولی

213 ۔ تکیہ پیر حاکم شاہ

214 ۔ مسجد تکیہ والی

215 ۔ جامع مسجد دالگراں

216 ۔ مسجداڈا لاریاں

217 ۔ تکیہ حضوری شاہ

218 ۔ جامع مسجد کاچھو پورہ

سیکٹر 4 لاہور

219 ۔ مسجد پٹولیاں کناری بازار

220 ۔ جامعہ مسجد غوثیہ منی گیٹ

221 ۔ مسجد اکبری منڈی

222 ۔ سنہری مسجد

223 ۔ تکیہ کبوتر شاہ

224 ۔ مسجد نور ایمانوالی

225 ۔ مسجد حاجی مولا داد

226 ۔ مسجد وزیر خان

227 ۔ مسجد نور ایمانوالا

سیکٹر " 5 "لاہور

228 ۔ مسجد ماٹی والی

229 ۔ شاہی حمام

230 ۔ تکیہ سائیں لالو

231 ۔ شفا منزل

232 ۔ نیویں مسجد بھاٹی گیٹ

نمبر شمار نام وقف

233 ۔ اوغچی مسجد بھاٹی گیٹ

234 ۔ تکیہ صابر شاہ

235 ۔ امام باڑہ سید فقیر جمال الدین

236 ۔ جامع مسجد میاں کریم بخش

237 ۔ پیر عبداللہ شاہ بخاری

238 ۔ مسجد تکیہ سادھواں

239 ۔ اوغچی مسجد لال کھوہ

240 ۔ مسجد صالح محمد کمبوہ

سیکٹر نمبر " 6 " لاہور

241 ۔ مسجد شیخ سکندر

242 ۔ مسجد کلاں لال کرتی

253 ۔ مسجد نوروانی

244 ۔ مسجد والٹن ٹریننگ سکول

245 ۔ مسجد مولوی تاج الدین

246 ۔ مسجد صفدر سٹریٹ

247 ۔ درس حضرت میاں وڈا

248 ۔ درس حضرت میاں چھوٹا

249 ۔ تکیہ مستانی شاہ مسجد جلو موڑ

250 ۔ وقف لینڈ غلام مصطفےٰ

251 ۔ وقف لینڈ مولوی نذیر احمد

252 ۔ مسجد قادر (انڈیا)

253 ۔ مسجد جلو موڑ

قصور سرکل

254 ۔ جامع مسجد رائے ونڈ

255 ۔ جامع مسجد کوٹ رکن دین

نمبر شمار نام وقف

256 ۔ سرائے محمود کھڈیاں
257 ۔ جامع مسجد محمد خان چولیاں
258 ۔ وقف جھمیر کلاں
259 ۔ جامع مسجد اہل حدیث کھڈیاں
260 ۔ وقف اراضی فرید آباد
261 ۔ تکیہ مراثیاں
262 ۔ تکیہ پاوے شاہ
263 ۔ تکیہ بہار شاہ
264 ۔ وقف لینڈ حضرت دربار پیر
265 ۔ وقف لینڈ تکیہ گلاب شاہ
266 ۔ وقف لینڈ مسجد شریف ظفر کے
267 ۔ وقف لینڈ امام باڑہ چک 18
268 ۔ وقف لینڈ خانقاہ عیسے شریف
269 ۔ وقف لینڈ علیشاہ تلونڈی
270 ۔ وقف لینڈ حضرت شاہ جمال
271 ۔ وقف لینڈ مسجد شریف نتھ چک 22
272 ۔ وقف لینڈ مسجد جاگیر
273 ۔ مسجد لینڈ مخلص والی
274 ۔ وقف لینڈ دادو کے کلدا
275 ۔ وقف لینڈ
276 ۔ وقف لینڈ چاوان والی چروال نتھ جاگیر
277 ۔ وقف لینڈ شاہ جمال للیانی
278 ۔ وقف لینڈ تکیہ پھیری قادر آباد
279 ۔ وقف لینڈ حضرت حبیب شاہ
280 ۔ وقف لینڈ مسجد گگے والی

نمبر نام وقف

281 ۔ وقف لینڈ دربار شریف للیانی

282 ۔ وقف لینڈ دلیل شاہ

283 ۔ وقف لینڈ بھوئے اصل

284 ۔ وقف لینڈ پیر للیانی

285 ۔ جامع مسجد

شیخو پورہ سرکل

286 ۔ جامع مسجد عید گاہ شیخوپورہ

287 ۔ امام باڑہ کلاں شریف

288 ۔ وقف لینڈ مسجد اسلامیہ

289 ۔ وقف لینڈ خانقاہ محمد سعید

290 ۔ وقف لینڈ خانقاہ غلام پیر

291 ۔ وقف لینڈ مسجد رکھ

292 ۔ وقف لینڈ خانقاہ غریب اللہ شاہ

293 ۔ وقف لینڈ مسجد خورد کلاں

294 ۔ وقف لینڈ مسجد کالو کے

295 ۔ وقف لینڈ تکیہ کمے شاہ

296 ۔ وقف لینڈ (معافیدار انڈیا)

297 ۔ وقف لینڈ خانقاہ شیخ محمود

298 ۔ وقف لینڈ مسجد شریف

299 ۔ وقف لینڈ تکیہ کمالدین

300 ۔ وقف لینڈ چوکی تکیہ بھکی

301 ۔ وقف لینڈ مسجد ادم والی

302 ۔ جامع مسجد چوہڑکانہ

303 ۔ وقف لینڈ مسجد قادری

304 ۔ وقف لینڈ توکل شاہ

نمبر شمار نام وقف

305 ۔ وقف لینڈ خانقاہ میاں شیر شاہ

306 ۔ تکیہ سائیں رتن شاہ

307 ۔ مسجد جامعہ سعیدیہ سریدکے

308 ۔ وقف لینڈ خانقاہ جمے شاہ

309 ۔ وقف لینڈ مسجد نون

310 ۔ وقف لینڈ خانقاہ رمضان

311 ۔ وقف لینڈ خانقاہ شاہ نظام

312 ۔ وقف مکان الف شاہ

313 ۔ شبراتی شاہ ۔ (وقف)

314 ۔ وقف سہر علی شاہ

315 ۔ مدرسہ ریاض المسلمین

316 ۔ وقف لینڈ خانقاہ قلندر شاہ

317 ۔ وقف لینڈ پیر نوگزا

شاہکوٹ سرکل

318 ۔ مسجد امام کوٹ

319 ۔ وقف لینڈ تکیہ سوہنے شاہ

320 ۔ اونچی مسجد نتکانہ صاحب

321 ۔ جامع مسجد سانگلا ہل

322 ۔ جامع مسجد حضرت امام علی شاہ

323 ۔ وقف اراضی تکیہ معافید آر 177/آر بی

324 ۔ وقف لینڈ خانقاہ شاہ میران

325 ۔ وقف لینڈ مسجد حاجی کوھانہ

326 ۔ وقف اراضی کرپال سنگھ مانانوالہ

327 ۔ وقف اراضی شریف شاہ مانانوالا

328 ۔ وقف لینڈ پیر محبوب شاہ

نمبر شمار نام وقف

329 ۔ وقف لینڈ پیر انجمن اہل حدیث

330 ۔ وقف اراضی قبرستان اہل اسلام

331 ۔ لینڈ خانقاہ پیر رفاقت علی شاہ

332 ۔ وقف لینڈ ملحقہ موضع چک 7/ سی بی

333 ۔ وقف لینڈ خانقاہ میاں غلام رسول

334 ۔ وقف لینڈ حضرت فضل شاہ صاحب 12/ آر بی

335 ۔ وقف لینڈ خانقاہ موسیٰ شاہ 12/ آر بی

336 ۔ وقف لینڈ موضع خلیجیان

337 ۔ وقف لینڈ تکیہ فتح شاہ بخاری چک نمبر 283

338 ۔ لینڈ پیر فضل الٰہی صاحب

339 ۔ وقف اراضی مسجد موضع ککھ

340 ۔ وقف لینڈ خواجہ غلام مرتضیٰ

341 ۔ وقف لینڈ ماکیہ شاہ دولہ والی

342 ۔ وقف اراضی موضع بعدیکی جاگیر

343 ۔ وقف اراضی حضرت چپ شاہ

344 ۔ وقف لینڈ گدی کوہ کریانہ

345 ۔ وقف لینڈ مسجد سید والی

346 ۔ وقف اراضی چک 460/ سی بی

347 ۔ وقف لینڈ تکیہ سائیں دیوان

348 ۔ تکیہ خواجہ رگو شاہ

سیالکوٹ سرکل

349 ۔ ڈسپنسری امام صاحب

350 ۔ جامع مسجد دو دروازہ

351 ۔ اونچی مسجد سیالکوٹ

352 ۔ وقف حاجی محمد علی

نمبر شمار نام وقف

353 ۔ جامع مسجد نور شکر گڑھ

354 ۔ مسجد درزیاں والی سیالکوٹ

355 ۔ مسجد قبرستان ٹبہ ککے زئیاں

356 ۔ وقف لینڈ پیر امام علی شاہ

357 ۔ وقف لینڈ محمد امین انڈیا شتاب گڑھ

358 ۔ وقف لینڈ موضع جمن

359 ۔ وقف لینڈ چک بڈھا

360 ۔ وقف لینڈ کوٹ ڈسکہ

361 ۔ وقف لینڈ موضع منڈیکی ، بیریاں

362 ۔ وقف موضع گوکل

363 ۔ وقف لینڈ موضع اللہ پیر انڈیا

364 ۔ وقف لینڈ موضع دودا

گوجرانوالہ سرکل

365 ۔ مسجد اہلحدیث

366 ۔ مسجد لانگران والی

367 ۔ مسجد مولوی محمد حسین

368 ۔ مسجد مولوی محمد حسین

369 ۔ مسجد مغلانوالی

370 ۔ مسجد مائی لاڈو

371 ۔ مسجد اندرون لوہاری گیٹ

372 ۔ جلسہ گاہ سخی سرور دھونکل

373 ۔ وقف لینڈ خانپور انڈیا

374 ۔ وقف لینڈ لہری شاہ

375 ۔ وقف لینڈ ککے والی (زیر مقدمہ)

376 ۔ وقف لینڈ مسجد محمد رتی قادر

نمبر شمار نام وقف

377 ۔ وقف لینڈ مسجد فتح گڑھ انڈیا
378 ۔ وقف لینڈ پیر نو گزا
379 ۔ وقف لینڈ پیر مہر شاہ
380 ۔ وقف لینڈ علادل
381 ۔ وقف لینڈ بو علی قلندر
382 ۔ وقف لینڈ دربار احمد جی
383 ۔ وقف لینڈ دربار ترجان کناہ
384 ۔ وقف لینڈ مسجد ہٹی جانیاں
385 ۔ وقف لینڈ مسجد ظرف سرہندی
386 ۔ وقف اراضی میلو والہ تکیہ ۔ مافیدار
387 ۔ وقف لینڈ مسجد پتھراں والی
388 ۔ وقف لینڈ پیر درویش
389 ۔ مسجد کلن رام کے چشمہ
390 ۔ وقف اراضی شاہ اعلی انڈیا
391 ۔ وقف لینڈ شیخو شاہ
392 ۔ وقف لینڈ مسجد اشرفیہ حافظ آباد
393 ۔ وقف لینڈ مسجد نیا سہندی
394 ۔ وقف لینڈ مسجد صادق خان
395 ۔ وقف اراضی مسجد نیم والی
396 ۔ وقف اراضی پھلوکی
397 ۔ وقف اراضی ڈنڈے
398 ۔ وقف لینڈ مباہن شاہ والی
399 ۔ وقف اراضی مدرسہ تعلیم القرآن
400 ۔ وقف لینڈ شاہ جمال
401 ۔ وقف اراضی تکیہ ۔ مافیدار

نمبر شمار نام وقف

402 ۔ وقف تکیہ موضع جریان
403 ۔ وقف اراضی حضرت مستان شاہ
404 ۔ وقف لینڈ درگاہ میاں شاہ سکندر
405 ۔ وقف اراضی خانقاہ خواجگان
406 ۔ وقف لینڈ کریال کلاں
407 ۔ وقف لینڈ خانقاہ محمد شاہ (زیر سایہ)
408 ۔ وقف لینڈ حضرت دیوان چشتی
409 ۔ وقف لینڈ مسجد نند پور
410 ۔ وقف لینڈ تکیہ گورایہ
411 ۔ وقف لینڈ تکیہ بلھے شاہ
412 ۔ وقف اراضی مسجد انڈیا ٹوکری
413 ۔ وقف لینڈ چانن شاہ
414 ۔ وقف اراضی فضل شاہ
415 ۔ وقف تکیہ گلزار شاہ
416 ۔ وقف اراضی بابا فاضل شاہ
417 ۔ وقف لینڈ سید جلال شاہ
418 ۔ وقف لینڈ درگاہ ولی شاہ عنایت
419 ۔ وقف لینڈ دربار حضرت شاہ چند
420 ۔ وقف لینڈ جھنگی شاہ
421 ۔ مسجد پونڈان والی
422 ۔ وقف اراضی بودی شاہ
423 ۔ وقف اراضی بابا داران والی
424 ۔ جامع مسجد اہلحدیث چوک نیانین
425 ۔ وقف اراضی دہنی
426 ۔ وقف امام باڑہ قاضی غالب شاہ

نمبر شمار نام وقف

427 ۔ وقف اراضی خانقاہ شاہو شاہ

428 ۔ خانقاہ جواہر شاہ چک جید

429 ۔ وقف اراضی منڈیالہ وڑائچ

430 ۔ وقف لینڈ منصور شاہ

سرگودھا سرکل

431 ۔ جامع مسجد بلاک نمبر 1 سرگودھا

432 ۔ وقف مسجد گول چوک

433 ۔ جامع مسجد ملانوالی

434 ۔ جامع مسجد غلہ منڈی

435 ۔ جامع مسجد بھلوال

436 ۔ جامع مسجد توکلیا

437 ۔ جامع مسجد پھلروان

438 ۔ وقف اسٹیٹ نواب اللہ بخش ٹوانہ

439 ۔ وقف اراضی عید گاہ خوشاب

440 ۔ جامع مسجد دروازہ چکوالی

441 ۔ درگاہ حضرت اودہیم سلطان

442 ۔ جامع مسجد غلہ منڈی بھلوال

443 ۔ جامع مسجد مین بازار خوشاب

444 ۔ جامع مسجد کوٹ فرید

445 ۔ جامع مسجد اہلسنت والجماعت و مدرسہ دارالعلوم کمپنی باغ ۔ سرگودھا

446 ۔ وقف سکول عیسیٰ خیل میانوالی

447 ۔ جامع مسجد گلزار موضع درنا خان

448 ۔ وقف مکان نمبر 26 گلی نمبر 23 سرگودھا

446 ۔ وقف زرعی اراضی گدی کوہ کریانہ موضع چکوال

نمبر شمار نام وقف

450 ۔ وقف زرعی اراضی گدی کوہ کریانہ موضع بھابڑا

451 ۔ وقف زرعی اراضی گدی کوہ کریانہ گوندل

452 ۔ وقف زرعی اراضی گدی کوہ کریانہ سنگو راکہ زیر مقدمہ

453 ۔ وقف زرعی اراضی بو علی قلندر

454 ۔ وقف زرعی اراضی موضع پیران

455 ۔ وقف زرعی اراضی گدی کوہ کریانہ موضع جھاروان

456 ۔ وقف زرعی ازاضی موضع دلاور

457 ۔ وقف زرعی موضع داہر

458 ۔ وقف اراضی موضع ساہیوال

459 ۔ وقف اراضی چک نمبر 3 (انڈیا)

460 ۔ وقف اراضی موضع جاسک

461 ۔ وقف اراضی موضع جگت پیر

462 ۔ وقف اراضی موضع کوٹلہ رحمان

463 ۔ وقف اراضی موضع دھکر

464 ۔ وقف اراضی موضع کاری کوٹ

465 ۔ وقف اراضی ٹوبہ شاہ عالم

466 ۔ وقف اراضی درگاہ حضرت سلطان فقیر اللہ

467 ۔ وقف اراضی موضع چک نمبر 142

468 ۔ وقف اراضی موضع سبحان سنگھ چک نمبر 78

469 ۔ وقف موضع سبحان سنگھ چک نمبر 78 شمال

470 ۔ وقف اراضی موضع حضور پور

چنیوٹ سرکل

471 ۔ شاہی مسجد چنیوٹ

472 ۔ جامع مسجد قصابان

473 ۔ جامع مسجد کانگڑہ لنگر مخدوم

نمبر شمار نام وقف

474 ۔ جامع مسجد گڑھا

475 ۔ قبرستان ماچھیاں والہ

476 ۔ مدرسہ حنفیہ عربیہ رحیمیہ

477 ۔ وقف دربار پیر محمد شاہ

478 ۔ امام باڑہ کلاں

479 ۔ امام بارہ خوئی برج کورا مال

480 ۔ وقف اراضی گدی کوہ کریانہ نمبر 5

481 ۔ وقف گدی کوہ کریانہ کڑک محمدی

482 ۔ وقف گدی کریالہ لالیاں

483 ۔ وقف گدی کوہ کریانہ والا رائی

484 ۔ تکیہ رکن دین

485 ۔ مسجد موضع کولور

جھنگ سرکل

486 ۔ مسجد قاضیاں والی

487 ۔ جامع مسجد اہل حدیث

488 ۔ مسجد غلہ منڈی

489 ۔ مسجد بختیار بیگم

490 ۔ مسجد حاجی محمد دین

491 ۔ مسجد گڑھ مہاراجہ

492 ۔ وقف یاسینی

493 ۔ پیر مہر علی شاہ

494 ۔ وقف شاہ صادق جھنگ

495 ۔ وقف تربت شاہ

496 ۔ وقف قلب علی شاہ

497 ۔ دقف موضع کلقراری

نمبر شمار نام وقف

498 ۔ گامے شاہ روڑے شاہ

499 ۔ وقف تکیہ لال شاہ

500 ۔ وقف خواجہ روشن

501 ۔ وقف پیر قلندر

502 ۔ وقف موضع کوٹ رستم

502 ۔ وقف نکارولتادہ

503 ۔ وقف عبدالعزیز شاہ

504 ۔ وقف مسجد حاجیاں والی

505 ۔ وقف مدرسہ اسلامیہ

506 ۔ وقف حضرت سلطان شاہ

507 ۔ وقف روڈ سلطان

508 ۔ وقف قطب اعوان

509 ۔ تکیہ سراب والہ

510 ۔ وقف پیر کانگیہ

511 ۔ وقف املاک امام دین

512 ۔ وقف اراضی موضع کوٹ دہرمان

513 ۔ وقف سخی سرور

514 ۔ وقف اراضی موضع رشید پور

515 ۔ دربار حضرت سلطان پاکھرہ

516 ۔ وقف اراضی مدرسہ مرکزیہ اسلام احمد آباد

517 ۔ وقف اراضی موضع اصحابہ

لائل پور سرکل

518 ۔ مسجد حاجی محمد دین چک نمبر 125

519 ۔ جامع مسجد غلہ منڈی گوجرہ

520 ۔ جامع مسجد تعلیم القرآن گوجرہ

نمبر شمار نام وقف

521 ۔ جامع مسجد نور طارق آباد
522 ۔ جامع مسجد پرانی غلہ منڈی
523 ۔ جامع مسجد اسلام پورہ
524 ۔ جامع مسجد تحصیل والی
525 ۔ مسجد جھال خانوآنہ
526 ۔ جامع مسجد عید گاہ ٹوبہ ٹیک سنگھ
527 ۔ جامع مسجد نئی غلہ منڈی
528 ۔ مسجد غوثیہ برجن پورہ
529 ۔ جامع مسجد کلاں کچہری بازار
530 ۔ جامع مسجد گول کریانہ
531 ۔ مسجد غازی آباد
532 ۔ جامع مسجد امین آباد
533 ۔ جامع مسجد گنگاہ پور
534 ۔ جامع مسجد اہل سنت والجماعت سمندری
535 ۔ جامع مسجد شوکت اسلام
536 ۔ مسجد موضع چک نمبر 452
537 ۔ جامع مسجد مدینہ
538 ۔ وقف اراضی عبدالعزیز چک نمبر 125
539 ۔ وقف اراضی چک نمبر 206
540 ۔ وقف اراضی چک نمبر 26 جڑانوالہ
541 ۔ وقف آمینہ بی بی چک نمبر 201
542 ۔ وقف اراضی چک نمبر 68 (تکیہ)
543 ۔ وقف اراضی چک نمبر 237 تکیہ امام شاہ
544 ۔ وقف اراضی چک نمبر 441
545 ۔ وقف اراضی سائیں مراد علی شاہ

نمبر شمار نام وقف

546 ۔ وقف اراضی چک نمبر 248 آر بی دیوان چشتی

547 ۔ وقف اراضی چک نمبر 53 درگاہ رتن چند

548 ۔ وقف حاجی برکت علی چک نمبر 59 جی بی

549 ۔ وقف اراضی چک نمبر 365 جی بی

550 ۔ وقف شیر محمد چک نمبر 131

551 ۔ وقف اراضی چک نمبر 253

552 ۔ وقف اراضی چک نمبر 59 جی بی

553 ۔ وقف مسجد اہل حدیث چک نمبر 5

554 ۔ وقف اراضی چک نمبر 42

555 ۔ وقف اراضی چک نمبر 23 جی بی

556 ۔ وقف اراضی چک نمبر 119

راولپنڈی سرکل

557 ۔ جامع مسجد مرکزیہ راولپنڈی

558 ۔ جامع مسجد مدینہ مارکیٹ

559 ۔ جامع مسجد گوالمنڈی

560 ۔ جامع مسجد گنج منڈی

561 ۔ جامع مسجد سبزی منڈی

562 ۔ جامع مسجد قاضی نظام الدین

563 ۔ جامع مسجد گل سراج

564 ۔ جامع مسجد کباڑی مارکیٹ

565 ۔ مسجد جامن والی

566 ۔ جامع مسجد مہاجرین ہزارو ضلع کیمبل پور

567 ۔ وقف مسماۃ جوہری بیگم

568 ۔ وقف زرعی اراضی موضع اراضی موہری گوجر خان

569 ۔ چلہ گاہ زندہ پیر راولپنڈی

نمبر شمار نام وقف

570 ۔ وقف زرعی اراضی سید عبداللہ شاہ
571 ۔ وقف زرعی اراضی تکیہ گدہ گراں
572 ۔ وقف پلاٹ بلاک ٹی سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

نور پور شاہاں سرکل

573 ۔ جامع مسجد دی مال لاہور
574 ۔ وقف زرعی اراضی موضع بڑا مختار

جہلم سرکل

575 ۔ مسجد افغانان
576 ۔ جامع مسجد حافظ نور محمد
577 ۔ وقف زرعی اراضی غلام محی الدین
578 ۔ وقف زرعی اراضی چاٹلہ ضلع جہلم
579 ۔ وقف زرعی اراضی ضلع جہلم

گجرات سرکل

580 ۔ جامع مسجد حاجی محمد دین
581 ۔ جامع مسجد مرکزیہ بہاؤالدین
582 ۔ جامع مسجد غوثیہ چوک پاکستان
583 ۔ جامع مسجد اہل سنت والجماعت
584 ۔ مسجد پانڈے شاہ
585 ۔ جامع مسجد راجکے
586 ۔ جامع مسجد جھولان
587 ۔ جامع مسجد سید حسین شاہ
588 ۔ وقف زرعی اراضی محمد موسی موضع رکھا
589 ۔ قبرستان پھالیہ
590 ۔ مسجد اکال گڑھ

نمبر شمار	نام وقف
591	وقف زرعی اراضی میاں محمد اسماعیل
592	وقف زرعی اراضی امام ناصر
593	وقف زرعی اراضی غلام فضل
594	وقف زرعی موضع گھنایاں
595	وقف زرعی اراضی شاہ جمال علی
596	وقف زرعی اراضی وحیدالدین
597	وقف زرعی اراضی کورہ کرم
598	وقف زرعی اراضی موضع بھٹہ
599	وقف زرعی اراضی سلطان بن اہوز
600	وقف زرعی اراضی بنا بنائی

فہرست وقف املاک جو واگزار کی گئیں

نمبر شمار	نام وقف املاک	وجوہ واگزاری
	ضلع لاہور	
1	جامع مسجد خضرا سمن آباد لاہور	غیر کفیل
2	مسجد رحمانیہ پونچھ روڈ لاہور	,,
3	حضرت شاہ گدا (صرف زرعی زمین واگزار ہوئی)	فیصلہ عدالت
4	جامع مسجد نواب حسین خان	غیر کفیل
5	جامع مسجد حنفیہ ۔ بھائی پھیرو	,,
	ضلع شیخوپورہ	
6	خانقاہ ہاشم شاہ موضع سکھنوالی شیخوپورہ	غیر کفیل
7	تکیہ سنگو شاہ تھوتھیاں کلاں	وقف کنندہ زندہ ہے

ضلع گوجرانوالہ

8 ۔ مسجد میاں امام الدین گوجرانوالہ (آمدنی کیش بکس جو کہ غیر یقین ہے)	غیر کفیل
9 خانقاہ بابا پیر شاہ چک سنتا گوجرانوالہ	,,
10 ۔ جامع مسجد مائی لاڈو ۔ گوجرانوالہ	,,
11 ۔ جامع مسجد اہل حدیث ۔ گوجرانوالہ	,,

ضلع سیالکوٹ

12 ۔ مسجد درزیاں والی سیالکوٹ	غیر کفیل
13 ۔ وقف اراضی موضع لدھر	,,
14 ۔ مسجد مولوی مبارک سیالکوٹ	,,

ضلع راولپنڈی

15 ۔ درگاہ بابا چپ شاہ	غیر کفیل
16 ۔ جامع مسجد محلہ تیلیاں والی	,,
17 ۔ مسجد براچہ دو منزلہ	,,
18 ۔ مسجد کلیاں والی محلہ قلب دین	,,
19 ۔ مزار حضرت بابا بن شاہ کمال تحصیل گوجر خان	,,
20 ۔ درگاہ حضرت شاہ سفیر صاحب	حسب استدعا سابقہ انتظامیہ

ضلع جہلم

21 ۔ مزار صاحبزادگان محمد یعقوب ۔ محمد اسحاق آہو باہو صاحبان کار کہار	غیر کفیل

ضلع کیمبلپور

22 ۔ درگاہ سخی سلطان صاحب جبار	خود کفیل
23 ۔ بابا شہید	,,
24 ۔ درگاہ بابا جی صاحب	,,

ضلع گجرات

25 ۔ جامع مسجد و عیدگاہ ڈینگا تحصیل کھاریاں مرمت پر کافی اخراجات کی وجہ سے

26 ۔ جامع مسجد منڈی بہاؤالدین غیر کفیل

27 ۔ مقبرہ پانڈے شاہ گجرات ,,

ضلع سرگودھا

28 ۔ کربلا خوشاب ,,

29 ۔ درگاہ چپ سلطان ۔ موضع دھریمہ تحصیل سرگودھا ,,

30 ۔ جامع مسجد اہلحدیث نمبر 19 سرگودھا ,,

31 ۔ وقف اراضی سردار محمد حیات قریشی موضع سلطان پور تحصیل شاہ پور محمد ذاکر قریشی ایم این اے کے مطالبہ پر)

32 ۔ جامع مسجد مٹھ ٹوانہ تحصیل خوشاب وقف کنندہ حیات ہے

33 ۔ جامع مسجد توکلیہ رضویہ غیر کفیل

34 ۔ جامع مسجد اہلحدیث بلاک نمبر 1 سرگودھا ,,

35 ۔ جامع مسجد حنیفیہ ,,

36 ۔ جامع مسجد بغدادی ,,

37 ۔ جامع مسجد غوثیہ و دارالعلوم رضویہ ,,

38 ۔ دربار میراں شاہ ,,

ضلع میانوالی

39 ۔ درگاہ حضرت مہارم سلطان خود کفیل

ضلع لائلپور

40 ۔ مدرسہ ام المدارس گلبرگ اے لائلپور غیر کفیل

41 ۔ جامع مسجد نور پارک عبداللہ پیر ,,

24 ۔ جامع مسجد لائلپور ,,

ضلع جھنگ

43 ۔ مسجد کہان گران چنیوٹ غیر کفیل

44 ۔ جامع مسجد ٹاہلی والی چنیوٹ ,,

45 ۔ مسجد شیخ لاہوری جھنگ ,,

46 ۔ مزار پیر بھٹہ صاحب چنیوٹ ,,

ضلع ساہیوال

47 ۔ مزار حضرت کرما والہ چک نمبر 2/56 ایل تحصیل اوکاڑہ قیاصہ عدالت

48 ۔ درگاہ حضرت پیر عبدالعزیز مکی صاحب پاکپتن عوام کے مطالبہ پر

49 ۔ درگاہ خواجہ عبدالکریم صاحب چک نمبر 34/این سی تحصیل پاکپتن شریف غیر کفیل

ضلع ملتان

50 ۔ درگاہ حضرت جمال اللہ صاحب چشتی ملتان غیر کفیل

51 ۔ مسجد در والی ملتان ,,

52 ۔ مسجد حزب اللہ سلیم اختر روڈ میلسی ,,

ضلع مظفر گڑھ

53 ۔ مسجد بس سٹینڈ روبیلانوالی تحصیل مظفر گڑھ غیر کفیل

54 ۔ دربار سخی شاہ صاحب حبیب تحصیل لیہ عوامی مطالبہ پر پیش نظر

55 ۔ جامع مسجد سردار بہادر خان معلی پور غیر کفیل

ضلع بہاولپور

56 ۔ مسجد عباسیہ احمد پور شرقیہ	غیر کفیل
57 ۔ مسجد ملاں خواجہ بہاولپور	,,
58 ۔ مسجد جج محمد اکبر	,,
59 ۔ جامع مسجد کوٹ درا بہاولپور	,,
60 ۔ مسجد چبوترا بہاولپور شرقیہ	,,
61 ۔ مسجد محمد خان	,,

ضلع بہاولنگر

62 ۔ درگاہ حضرت خواجہ نور محمد صاحب چشتیاں مشائخ و علما کے مطالبہ پر	
63 ۔ جامع مسجد ڈونگا بونگا	غیر کفیل

صوبائی اسمبلی پنجاب

اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس

جمعرات ۔ 11 نومبر 1976ء

(پنجشنبہ ۔ 17 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا
هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ
اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۚ
فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ
اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور تم کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا۔ بیشک باطل تو نابود ہونے والا ہی ہے۔ اور ہم قرآن کے ذریعہ وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ایمان رکھنے والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔

اور جب ہم انسان کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ روگردان ہو جاتا ہے اور پہلو پھیر لیتا ہے۔ اور جب اسے سختی پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے۔ کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔ پس تمہارا پروردگار اس شخص کو خوب واقف ہے جو سب سے سیدھے راستے پر ہے۔ اور لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تم کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کا ایک حکم ہے (شان ہے) اور تم لوگوں کو اس کا بہت کم علم دیا گیا ہے۔

(وما علینا الا البلاغ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ تعلیم کے ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کے کاغذات کی تکمیل میں تاخیر

*7098 ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں یکم جنوری 1974ء سے 31 دسمبر 1974ء تک ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کی پنشن کے کاغذات کافی عرصہ سے نامکمل پڑے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین کن کن تواریخ کو ریٹائر ہوئے تھے اور ابھی تک ان کے کاغذات مکمل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ۔ اور کیا حکومت مذکورہ ملازمین کی پنشن کے کاغذات فی الفور مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : الف) جی نہیں ۔ محکمہ تعلیم کے دفاتر میں کسی ملازم کا کیس نامکمل نہیں ہے ۔

ب) آڈٹ آفس کے دفاتر میں زیر غور ہیں ۔

(ج) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر آڈٹ آفس متعلقہ کے احکام کی روشنی میں مزید محکمانہ کارروائی کی جا سکے گی ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں یہ عرض کر دوں کہ بہت سے سوالات ایسے ہیں جن کے متعلق سوال نامے میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ان کے جواب موصول نہیں ہوئے ۔ لیکن میں معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ سب سوالوں کے جوابات میں نے حاصل کر لئے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! جیسا کہ وزیر موصوف نے جواب میں فرمایا ہے محکمہ تعلیم سے ان کی مراد کون کون سے آفس ہیں کیا جن میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ڈی پی ۔ آئی اور سیکرٹری ہیں وہ دفاتر مراد ہیں ؟

چیئرمین سپیکر: اس طرح ضمنی سوال بنتا نہیں ہے۔ محکمہ تعلیم سے مراد تو محکمہ تعلیم ہی ہے لیکن اگر آپ کو اس بارے میں کوئی حصہ اس سے cover نہیں ہوتا تو وہ ان سے پوچھ لیں۔

چوہدری امان اللہ لک: جناب والا! محکمہ تعلیم کے متعلق انہوں نے بتایا ہے کہ کلرکی ملازم کا کیس مکمل نہیں ہے (یہاں تو چار آفس ایجوکیشن کے جہاں فائل جاتی ہے۔ ڈائریکٹر کے پاس جاتی ہے ڈی ای او کے پاس جاتی ہے پھر سیکرٹری کے پاس جاتی ہے پھر پنشن کاغذات مکمل ہوتے ہیں۔ تو کیا ان کا مطلب یہ ہے کہ کسی آفس میں کسی ملازم کا کیس پینڈنگ نہیں ہے؟

چیئرمین سپیکر: بالکل یہی مراد ہے۔

وزیر تعلیم: چوہدری صاحب آپ کا اپنا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں یکم جنوری 1974ء سے 21 دسمبر 1974ء تک ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کے کاغذات نامکمل پڑے ہیں یہ خود آپ فرما دیتے کہ کون کون سے سرکاری ملازمین آپ چاہتے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر ہیں۔ پرنسپل ہیں وہ کون لوگ ہیں۔ تاکہ میں ان کا آپ کو جواب دیتا اور اتنے کے باوجود بھی میں نے آپ کو جواب دے دیا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک: یعنی کام دفاتر میں کہیں بھی کاغذات بقایا نہیں ہیں؟

وزیر تعلیم: آپ اپنے سوال کی وضاحت کر دیں۔ میں نے جو آپ کا سوال تھا اس کا تو جواب دے دیا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ محکمہ تعلیم کے متعلق کاغذات چار دفتروں میں جاتے ہیں۔ کہیں فائل پڑی رہتی ہے۔

چیئرمین سپیکر: چوہدری صاحب جواب تو بڑا specific ہے کہ محکمہ تعلیم میں کوئی کیس نامکمل نہیں ہے۔ اور اگر آپ کو شکایت ہے کہ کسی ایک کلرکی کیس ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن آفیسر کے آفس میں پڑا ہوا ہے تو اس کے متعلق پوچھ لیجئے۔ اسے specific کر لیجئے۔

چوہدری امان اللہ لک: جناب والا! وزیر موصوف بتانا وضاحت فرما دیں کہ ڈائریکٹری ایجوکیشن کے آفس کے علاوہ بھی کسی اور دفتر میں کوئی کیس پینڈنگ نہیں ہے؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے تو واضح طور پر بتا دیا ہے کہ کسی ملازم کا کیس نا مکمل نہیں ہے ۔

صوبہ میں ووکیشنل انسٹیٹوٹ کا قیام

*7149 (الف) ۔ **ملک محمد اعظم :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں مزید ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور کہاں کہاں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : جی ہاں ۔ تیس ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (17 برائے طالبات اور 13 برائے طلباء) پہلے ہی موجود ہیں ۔ ان کے علاوہ حکومت اس قسم کے گیارہ نئے انسٹی ٹیوٹ مندرجہ ذیل مقامات پر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے :-

چھ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے طلباء

1 ۔ بہاول نگر ۔ 2 ۔ مظفر گڑھ ۔ 3 ۔ میانوالی ۔
4 ۔ سیالکوٹ ۔ 5 ۔ کیمبل پور ۔ 6 ۔ کھیوڑہ ۔

پانچ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے طالبات ۔

1 ۔ بہاول نگر ۔ 2 ۔ رحیم یار خان ۔ 3 ۔ مظفر گڑھ ۔
4 ۔ میانوالی ۔ 5 ۔ جھنگ ۔

اس سلسلے میں ایک سکیم حکومت کے زیر غور ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : حکومت میانوالی میں بڑی شفقت سے طلباء اور طالبات کو بھی ووکیشنل انسٹیٹیوٹ دے رہی ہیں ۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ طلباء کا انسٹیٹیوٹ عیسیٰ خیل میں ہو جو کہ دورو دراز اور پسماندہ تحصیل ہے اور یہ 80 میل ہیڈ کوارٹر سے دور ہے تو کیا وزیر موصوف اس میں ترمیم فرمائیں گے ؟ طالبات کے لئے ووکیشنل انسٹیٹیوٹ بے شک میانوالی میں ہی رکھا جائے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر معزز رکن میرے پاس تشریف لائیں تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔ اگر ان کے علاقہ کے لئے ایسا کرنا بہتر ہوگا تو ضرور کیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ ضرک کا سوال یہ تھا کہ یہ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کہاں کہاں ہیں اور کب تک حکومت کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ وزیر موصوف نے جواب یہ دیا ہے کہ اس سلسلے میں ایک سکیم زیر غور ہے تو یہ جواب نامکمل ہے ۔ یہ بتائیں کہ کب تک ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کھل جائیں گے ۔

وزیر تعلیم : اسی سیشن میں ہم کھولنا چاہتے ہیں ۔ کیس محکمہ خزانہ کے پاس ہے ۔ جیسے ہی فیصلہ ہوگیا اس پر عمل درآمد کیا جائے گا ۔

گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز کالج جوہر آباد کی استانی مس منصورا بھٹی کو تنخواہ کی ادائیگی

***7179 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز کالج جوہر آباد کی ٹیچر مس منصورا بھٹی کو یکم جنوری 1973ء تا 8 ۔ جنوری 1973ء اور 28 ۔ مئی 1973ء تا حال تنخواہ ادا نہیں کی گئی ۔ اگر ایسا ہے تو ایسے کب تک مذکورہ ایام کی تنخواہ کی ادائیگی کر دی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : جی نہیں ۔ مس منصورہ بھٹی کو تنخواہ کی ادائیگی باقاعدہ ہو رہی ہے ۔

لیکچراروں کی مستقلی

***7219 ۔ چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب کے لیکچراروں کی مستقلی محض اس وجہ سے رکی ہوئی ہے کہ بعض اعلیٰ افسران نے ان کی سالانہ رپورٹیں گذشتہ کئی سال سے نہیں لکھیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان افسران سے سالانہ رپورٹیں حاصل کرکے مذکورہ لیکچراروں کی مستقلی کے احکام کب جاری کئے جائیں گے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) ایسے لیکچراروں کی تعداد بہت ہی کم ہے جن کی رپورٹیں مکمل نہیں ہیں ۔

(ب) متعلقہ افسران سے رپورٹیں حاصل کرنے کے لئے ضروری اقدام کئے جا رہے ہیں۔ ریکارڈ کے مکمل ہونے پر ان کو مستقل کرنے کے سلسلے میں ضروری کارروائی کی جائے گی۔

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ ایسے لیکچرار جن کی مستقلی معلق ہے ان کی تعداد انہوں نے بہت کم فرمائی ہے۔ بہت کم سے ان کی مراد کتنی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ اس سال کے اندر ہم نے 371 لیکچراروں کو مستقل کیا ہے جن میں سے 229 مرد اور 142 خواتین ہیں ؛ باقی جو مستقل ہونے کے اہل ہیں اور وہ ابھی تک نہیں ہو سکے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ان کے کاغذات مکمل کئے جا رہے ہیں اور وہ جلد ہی مستقل کر دیئے جائیں گے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جو مستقل کر دیئے گئے ہیں ان کی تعداد دی گئی ہے۔ بقایا کی تعداد بہت کم ہے ان کی تعداد کتنی ہے ؟

وزیر تعلیم : آپ نے تو جو پہلے مستقل ہو گئے ہیں ان کی تعداد پوچھی نہیں پوچھی ہے اور ہم نے بتا دی ہے۔ باقی جو رہ گئے ہیں وہ بہت کم ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : کم سے ان کی مراد کتنی ہے۔ 2 ، 3 ، 4 یا کتنے ہیں۔

وزیر تعلیم : اس کے متعلق علیحدہ سوال پوچھیں میں بتا دوں گا۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ان کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ جو مستقل ہو گئے ہیں ان کی تعداد تو بتا دی گئی ہے اور جو نہیں ہوئے ان کی تعداد نہیں بتائی۔ اگر ان کے پاس تعداد نہیں ہے تو وہ یہ فرمائیں کہ میں پتا کر کے بتا دوں گا۔

Mr. Speaker : The Honourable Member is right to point it out to me. جو مستقل کر دیئے گئے ہیں ان کی تعداد تو وزیر موصوف نے بتا دی ہے۔ باقی کے متعلق انہوں نے بتایا ہے کہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ exact figure وہ نہیں بتا سکتے ہیں۔ (آپ ایک قلیل المدت سوال دے دیں ، میں اس کی اجازت دے دوں گا۔

گورنمنٹ ہائی سکول جلال پور پیروالہ کے ہوسٹل کی مرمت

*7708 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول جلال پور پیروالہ ضلع ملتان کے ہوسٹل کی پختہ تعمیر شدہ عمارت 1973ء کے سیلاب میں سخت متاثر ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے کمروں کی دیواریں سیلاب سے شکستہ ہوگئی تھیں جس سے کمرے ناقابل استعمال ہوگئے تھے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے ہوسٹل کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ درست ہے ۔

(ج) گورنمنٹ ہائی سکول جلال پور پیروالہ کی نئی عمارت زیر تعمیر ہے جو سال رواں میں مکمل ہو جائے گی ۔ (سوال) *80

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! وزیر موصوف نے جواب کے جزو (ب) میں فرمایا ہے کہ یہ درست ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ سکول کی عمارت کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے ۔ یہ ہوسٹل چند گز کے فاصلہ پر سکول سے باہر کی سڑک پر ہے ، جہاں 2 ، 3 ، 4 فٹ پانی کھڑا رہا ۔ یہ ناممکن ہے کہ سیلاب سکول کی عمارت کو نقصان پہنچائے اور ہوسٹل کو بخش دے ۔

مسٹر سپیکر : زور آور چیز ہے سیلاب ، اس کی مرضی ہے جس کو چاہے نقصان پہنچائے اور جس کو چاہے بخش دے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جی ہاں مگر وہ یہ تخصیص نہیں کرتا ہے کہ ہوسٹل کو نقصان نہیں پہنچانا اور سکول کو پہنچانا ہے ۔ ہوسٹل کو نقصان پہنچا ہے ۔ مجھے اس کی فکر ہے ۔ اس کے لئے بتایا جائے کہ کچھ کیا گیا ہے کہ نہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! ہم نے اس کے لئے فنڈز رکھے ہوئے ہیں ۔ جب وہ مرکزی حکومت سے واگزار ہوئے تمام مرمتیں اور یہ مسئلہ درست کر دیا جائے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! دیوان صاحب جیسا با وقار اور باوثوق آدمی بھی اگر یہاں اس قسم کے سوالات پوچھے تو مجھے افسوس ہے ۔ اگر یہ ایک چٹھی بھی لکھ دیتے تو محکمہ ہل سکتا تھا اور محکمہ وہاں کام سنبھال لیتا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ خود مرمت کرا سکتے تھے ؟

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں سید ہوں ، مجھے عوام کے لئے پانی کی سب سے زیادہ فکر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر بچوں کو پانی میسر نہ ہو تو یہ ملک تو ایک کربلا بن جائے گا ۔ پھر میں تو پانی کے لئے کہتا رہوں گا کیوں کہ یہ چھوٹی چیز نہیں ہے اور میرا اتنا اونچا وقار نہیں ہے کہ میں عوام کی تکالیف پیش کرنے میں کوئی شرم محسوس کروں ۔

گورنمنٹ ہائی سکول جلال پور پیروالہ کے ہوسٹل میں نصب شدہ ٹیوب ویل کی مرمت

*7708 (الف) ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول جلال پور پیروالہ ضلع ملتان کے ہوسٹل میں نصب شدہ ٹیوب ویل 1973ء کے سیلاب کے دوران ناکارہ ہوگیا تھا جس کی آج تک مرمت نہیں کرائی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے ہوسٹل میں نصب شدہ ٹیوب ویل کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) لیوب وال کی مرمت کرائی جا چکی ہے اور اب وہ ٹھیک حالت میں کام کر رہا ہے۔

گورنمنٹ نارمل سکول جہلم کے طلباء کے نتیجہ کے اعلان میں تاخیر

*7841 (الف) ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ نارمل سکول جہلم نے چودہ ایسے طلباء کا نتیجہ روک لیا ہے جن کی حاضریاں مطلوبہ تعداد سے کم تھیں ۔ حالانکہ وہ امتحان میں پاس تھے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ طلباء کے نتیجے کا کب تک اعلان کر دیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : جی ہاں ! یہ درست ہے کہ گورنمنٹ نارمل سکول جہلم کے ایسے چودہ طلباء کا نتیجہ روک لیا گیا تھا جنہوں نے سال 1973ء تا 1974ء میں داخلہ لیا تھا اور جن کی حاضریاں مطلوبہ تعداد سے کم تھیں ۔ داخلہ کے وقت طلباء نے تحریریں دی تھیں کہ ان کا پی ٹی سی کلاس میں داخلہ مشروط طریقہ پر کیا جائے اور حاضریاں کم ہونے کی صورت میں ان کا داخلہ روک لیا جائے تو ان کو کوئی اعتراض نہ ہوگا ۔

بعد میں طلباء کی درخواست پر کہ حاضریوں کی کمی معاف کر دی جائے ۔ حکومت نے ہمدردانہ غور کیا اور نہ صرف ان کی حاضریاں معاف کر دیں بلکہ فروری 1976ء میں ان کا نتیجہ بذریعہ رجسٹرڈ خطوط ان کو روانہ کر دیا گیا ۔

راولپنڈی اور سرگودھا ڈویژنوں کے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز اور فزیکل ٹریننگ سپروائزرز کو سلیکشن گریڈ کی عطائیگی

*8088 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی اور سرگودھا ڈویژن سے تعلق رکھنے والے سینئر انگلش ٹیچرز کیڈر کے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز (جسمانی تعلیم) اور نارمل سکولز کے فزیکل ٹریننگ سپروائزرز کو سلیکشن گریڈ دے دیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔

گورنمنٹ ہائی سکول جلال پور پیروالہ (برائے طلبا) کے ہوسٹل میں بجلی کی بہم رسانی

*8284 - **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پور پیروالہ ضلع ملتان کے گورنمنٹ ہائی سکول (برائے طلباء) کے ہوسٹل میں جو آب رسانی کا ٹیوب ویل نصب ہے وہ 1973ء کے سیلاب کے دوران متاثر ہو کر ناکارہ ہوگیا تھا -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیوب ویل کی آج تک مرمت نہیں کرائی گئی اور نہ ہی وہاں بجلی کی تنصیب کی گئی ہے -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہوسٹل میں نصب شدہ ٹیوب ویل کی مرمت اور بجلی کی بہم رسانی کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں -

(ب) جی نہیں -

(ج) ٹیوب ویل کی مرمت کرائی جا چکی ہے اور اب وہ ٹھیک حالت میں کام کر رہا ہے - نیز بجلی کی تنصیب ہو چکی ہے -

موضع دھنی کلاں ہائی سکول کو فرنیچر کی فراہمی

*8384 - **چوہدری لال خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع دھنی کلاں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں واقع ہائی سکول کی عمارت سیلاب کی وجہ سے گر گئی تھی جس کی وجہ سے طلباء اور اساتذہ کو سخت دقت کا سامنا ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول میں فرنیچر بھی نہیں اور اساتذہ بھی مقررہ سٹاف سے بہت کم ہیں -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی عمارت کی مرمت کرنے اور فرنیچر فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) وہاں ہائی سکول کے لئے کوئی علیحدہ عمارت نہیں ۔ موجودہ عمارت مڈل حصہ کے لئے تھی ۔ جسے نقصان پہنچا اور وہ قابل مرمت ہے ۔

(ب) سکول کو 75-1974 میں مڈل سے ہائی کا درجہ دیا گیا ۔ اور سابقہ سہولتوں کو ہی استعمال کیا گیا ۔ مالی وسائل میں کمی کی وجہ سے ترقیاتی پروگرام میں اس سکول کو تاحال رقم نہ مل سکی البتہ سٹاف مقررہ تعداد کے مطابق موجود ہے ۔

(ج) حکومت اس سکول کی تمام ضروریات کا جائزہ لے رہی ہے ۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام 77-1976ء کے لئے مختص رقم سے اس سکول کو عمارت اور فرنیچر کی فراہمی کے لئے سیکنڈری سکولوں کی بہتری کے لئے مناسب رقم فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! پہلے حصہ میں تو وزیر موصوف نے جواب بڑی محنت اور مروت سے دیا ہے لیکن جز (ج) کا جواب جو پڑھا گیا ہے ۔ اس کو خلط ملط کر دیا گیا ہے اور ہمیں عجیب مخمصے میں ڈال دیا گیا ہے کہ سکول کو عمارت اور فرنیچر کی فراہمی کے لئے سیکنڈری سکولوں کی بہتری کے لئے مناسب رقم فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کو جنرلائز کر دیا گیا ہے ۔ اس کو ذرا واضح کریں کہ یہ اس کے لئے ہے کہ تمام سکولوں کے لئے ہے ۔

وزیر تعلیم : تمام سکولوں کے متعلق کہا گیا ہے ۔ یہ سکول بھی اس میں شامل ہے لیکن میں نے اس کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے کہ جہاں جہاں ایسے سکولز ہیں وہاں پر ہم یہ کہہ رہے ہیں ۔

نیا علی گڑھ پبلک سکول مانگا کے اساتذہ کو پراویڈنٹ فنڈ کی سہولت

*8433 ۔ **چوہدری لال خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مانگا ضلع لاہور میں واقع نیا علی گڑھ

پبلک سکول کے اساتذہ کو پراویڈنٹ فنڈ کی سہولت سے برابر محروم رکھا جا رہا ہے۔ حالانکہ آرٹیکل نمبر 5 (جے) رول نمبر 2 اینڈکس نمبر 19 ایجوکیشن کوڈ برائے یورپین ٹائپ سکولز دو سال کی سروس مکمل ہونے پر انہیں مذکورہ فنڈ کی سہولت دینا ضروری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی اس واقعہ ہے کہ چٹھی نمبر آئی ای ایس 290-259 مورخہ 28 فروری 1972ء آمدہ از ڈائریکٹر آف ایجوکیشن و انسپکٹر یورپین ٹائپ سکولز لاہور کی رو سے بھی یہ ضروری ہے کہ منظور شدہ یورپین ٹائپ سکولز کے اساتذہ کو دو سال سروس ہونے پر مذکورہ فنڈ کی سہولت دی جائے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس بارے میں تحقیقات کر کے مذکورہ سکول کے اساتذہ کو پراویڈنٹ فنڈ کی سہولت دینے کے بارے میں احکامات جاری کریں گے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی): (الف) اساتذہ مذکورہ سکول کو پراویڈنٹ فنڈ کی سہولت جزوی طور پر دی جا رہی ہے۔

(ب) یہ ضروری ہے کہ دو سال مدت ملازمت مکمل ہونے پر پراویڈنٹ فنڈ کی سہولت دی جائے۔

(ج) اساتذہ جن کی مدت ملازمت دو سال مکمل ہو چکی ہے۔ ان کو پراویڈنٹ فنڈ کی سہولت دیئے جانے کے متعلق احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

انبالہ مسلم کالج سرگودھا کی عمارت کی تعمیر

***8460 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انبالہ مسلم کالج سرگودھا کو جب قومیایا گیا تو وہ زیر تعمیر تھا اور انجمن کے فنڈز بنک میں جمع تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کی انجمن نے مذکورہ

کالج کی تعمیر اور گراؤنڈوں کے لئے وسیع و عریض قطعات اراضی حاصل کر رکھے تھے اور عمارت کا ایک بلاک تکمیل کے قریب تھا اور بقیہ عمارت پر کام تیزی سے جاری تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے جب مذکورہ کالج کو اپنی تحویل میں لیا تو متعلقہ فنڈز منجمد کر دیئے گئے ؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دو سال سے مذکورہ کالج پر تعمیر کا کام بند ہے اور تعمیر شدہ حصہ آہستہ آہستہ گر رہا ہے ۔ اور اس کی اراضی پر ناجائز تجاوزات ہو رہے ہیں ۔

(ھ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج آج کل نہایت بوسیدہ متروکہ عمارت میں کام کر رہا ہے جو کہ اس کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے ۔

(و) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کی عمارت تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک نیز مذکورہ فنڈز کو کالج کی تعمیر کے لئے استعمال کرنے میں کیا امر مانع ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی ہاں ۔

(ھ) جی ہاں ۔

(و) گورنمنٹ انبالہ مسلم کالج سرگودھا کے واسطے نئی عمارت تعمیر کرنے کے لئے مبلغ 9.99 لاکھ روپے کی سکیم تیار کر کے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھیج دی گئی ہے ۔ اس سکیم کے منظور ہونے کے بعد کالج کی تعمیر کا کام جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔ قومیائے گئے اداروں کے فنڈز جو گورنمنٹ کی ملکیت بن گئے ہیں وہ براہ راست ان اداروں کی تعمیر کے کام میں نہیں لائے جا سکتے کیونکہ وہ گورنمنٹ کی آمدنی کا حصہ بن جاتے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ انہوں نے جس تیزی سے (الف) جزو سے لے کر (ہ) تک کا جواب " جی ہاں - جی ہاں" - میں دیا ہے کیا ان کے دل کو اس سے کوئی تکلیف پہنچی ہے -

وزیر تعلیم : جی ہاں - یہ مسئلہ ہی تکلیف والا ہے -

مسٹر سپیکر : اگر آپ کے دل کو بھی تکلیف ہے - ان کے دل کو بھی تکلیف ہے اور ہم سب کے دل کو تکلیف ہے تو پھر تو سوال حل ہو جائے گا -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : ٹھیک ہے - جناب والا ! یہ سوال ہی ایسا ہے -

وزیر تعلیم : جی ہاں - جناب والا ! یہ تو ایسا ہی ہے کہ اگر کسی آدمی کو قتل ہوتا دیکھ لیں تو پوچھ تو میں یہی جواب دوں گا کہ "جی ہاں" اور آپ یہ کہیں گے کہ میں نے جی ہاں کہہ دیا لیکن جناب والا - میں اور کیا کہوں - جس حالت کا انہوں نے نقشہ کھینچا ہے اس کا جواب تو "جی ہاں جی ہاں" ہی ہے - کیوں کہ ایسے ہی واقعات ہیں اور جہاں تک اس کی مرمت کا سوال ہے ہم نے اس کے لئے 99ء9 لاکھ روپے رکھ دیئے ہیں اور جناب والا ! اس کی cost of construction اتنی بڑھ گئی ہے کہ صرف کالج کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم ہم مختص کر رہے ہیں -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! یہ تو وہی فنڈز ہیں جن کے متعلق فاضل وزیر نے جزو (ج) میں "جی ہاں" فرمایا ہے اور یہ آج سے چار سال پہلے بنک میں منجمد کر دیئے گئے تھے اور چار سال سے اس کالج کی یہی حالت زار ہے - یعنی جب سے آپ کے پاس اس محکمہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چارج ہے - تو یہ حیرت ہے کہ آپ نے یہ ایکشن کیوں نہیں لیا اور ابھی بھی یہ سکیم پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے پاس بھیج دی ہے - اب یہ محکمہ مزید چار سال اور لگائے گا - پھر خدا جانے اس کالج کا کیا حشر ہوگا -

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! جب اس کالج کے پاس اتنے پیسے تھے تو کیا وہ ایسے ہی رکھ کر بیٹھے رہے - وہ ان کو استعمال نہیں کرتے تھے ؟

چوہدری ممتاز احمد کاہلون: جناب والا ! آپ اس وقت جناب سپیکر صاحب کی باتیں سن رہے تھے اور آپ نے سوال کو ان سنا ہی کر دیا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ میں جواب تو گھر سے بھی پڑھ کر آیا ہوں ۔ میں نے تو اس لئے پوچھا ہے کہ جب ایک کروڑ اس کالج کے ادارے کے پاس تھا تو کیا وہ ادارے والے ہی ایک کروڑ روپیہ رکھ کر بیٹھے رہے اور اس کو استعمال نہیں کر سکے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : جناب والا ! ایسا ہوا کہ انجمن ایک تھی اور اس نے ایک بڑا قطعہ اراضی یعنی 25 ایکڑ خریدا ۔ یہاں پر تعمیر کا کام شروع ہو گیا اور ایک بلاک تیار ہو گیا ۔ ابھی دوسرے بلاک پر تیزی سے کام شروع تھا کہ یہ کالج جناب ملک صاحب کی تحویل میں آگیا ۔ تو یہ ان کا جواب ہے کہ ''جی ہاں ۔ جی ہاں ۔''

وزیر تعلیم : جناب والا! میں تو 1975ء میں آیا ہوں اور یہ کالج تو بہت پہلے سے گورنمنٹ کی تحویل میں آ گیا تھا بلکہ میری اپنی انجمن کا کالج اور جس کے آپ سیکرٹری جنرل تھے ۔ اور اسی طرح کے اور بھی کئی سکول حکومت کی تحویل میں آ گئے ۔ تو جناب یہ تو آپ کا فرض تھا کہ آپ ان کو دیکھتے بجائے اس کے کہ آپ نے اپنی کوتاہیوں کو مجھ پر ٹھونستے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اب تو کام ہو رہا ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : جناب والا ! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ محکمہ تعلیم ان کے پاس ہے اور میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا کہ ایک تو یہ اس کالج کی حالت زار کا ملاحظہ فرمائیں اور دوسرے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے وہ فائل واپس منگوائیں تاکہ وہاں کام شروع ہو جائے ۔ کیا آپ یہ یقین دہانی کرا سکتے ہیں ؟

وزیر تعلیم : بہت اچھا ۔ آپ تشریف لائیں ہم دونوں مل کر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں جائیں گے اور یہ کام کریں گے ۔

گرلز ہائی سکول موضع طاہر میں استانی کی تقرری ۔

*8461 ۔ **چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موضع طاہر تحصیل کھاریاں ضلع

کجرات میں واقع گرلز سکول میں پچھلے ڈیڑھ ماہ سے کوئی استانی تعینات نہیں کی گئی -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں استانی کی تقرری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) درست ہے -

(ب) معلمات کی تقرری کر دی گئی ہے اور وہ مذکورہ سکول میں کام کر رہی ہیں -

استانی کی تعیناتی

*8476 - **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 135 جنوبی تحصیل سرگودھا میں واقع گرلز سکول میں گذشتہ ایک سال سے کوئی استانی تعینات نہ کرنے کی وجہ سے اسے بند کر دیا گیا ہے - اگر ایسا ہے تو اس کی تمام تر ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور کیا حکومت مذکورہ سکول میں استانی تعینات کرکے اسے دوبارہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : سابقہ معلمہ کو ایس وی کا گریڈ ملنے کی وجہ سے اس سکول سے تبدیل کر دیا گیا تھا تاہم اب وہاں ایک استانی کام کر رہی ہے -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! جناب وزیر موصوف نے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ سکول جس میں ایک ہی معلمہ تھی تین سال سے بغیر کسی معلمہ کے جاری ہے - جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ کیا وہ کوئی ایکشن لیں گے کہ اس میں کس کی کوتاہی ہے خواہ یہ کوتاہی ban لگانے والوں کی ہو یا ban پر عمل کرنے والوں کی کہ وہاں پر کوئی عملدرآمد نہیں کیا گیا - حالانکہ ban اس چیز پر تو نہیں ہے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر میرا اختیار ہو اور میں کارروائی کروں تو میں ان کے خلاف کارروائی کروں گا جن کے چک میں وہ سکول تھا اور جنہوں نے اس کی کوئی دیکھ بھال نہیں کی۔

چوہدری طالب حسین : کیا وزیر موصوف اس امر کی طرف توجہ دیں گے کہ بہت سے ایسے سکول ہیں جہاں پر معلمات تعینات نہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! فاضل رکن دوست فرماتے ہیں ۔ اس کے بارے میں پوری توجہ ہے ۔ میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں اور میں جناب قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ بے شک یہ حالت ہے کہ لوگ گاؤں میں جانا پسند نہیں کرتے اور ہمیں وہاں کی لڑکیاں میسر نہیں آتیں ۔ جناب والا ! پھر بھی میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ اگر اس گاؤں کی کوئی لڑکی ہو تو اس کو وہاں پر ہی لگا دیا جائے لیکن جب باہر سے ہم کسی کو وہاں پر بھیجتے ہیں تو وہ کچھ عرصہ کے لئے وہاں جاتی ہیں اور پھر وہ اپنی تکلیفیں بیان کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ جی ۔ ہمیں یہی مل جانا پڑتا ہے ۔ پھر یہ تبدیلیوں کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اس طرح سے پڑھائی رک جاتی ہے ۔ تو جناب والا ! میں پوری کوشش کروں گا کہ جن علاقوں میں معلمات نہیں ہیں وہاں پر ان کو بھیجنے کا اہتمام کیا جائے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ایسے حالات میں جب لوکل ٹرینڈ استانی موجود نہ ہو اور دوسری کوئی ٹرینڈ استانی وہاں جانا پسند نہ کرے تو کیا محکمہ تعلیم کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ میری ایک تجویز پر غور کرے کہ وہاں پر کوالیفیکیشن کو waive کرکے ان ٹرینڈ استانی کو تعینات کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں ! وہ یہی کچھ کہہ رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم : اس میں جناب والا ! کچھ غلط سی بات ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افیسر یہ کرتے ہیں کہ جو un-qualified ہوتے ہیں ان سے رقمیں وصول کر لیتے ہیں اور وہ کسی نہ کسی طریقہ سے ان کو نوکری دلا دیتے ہیں ۔ پھر وہ ایک مہینے یا دو مہینے کے بعد چلی جاتی ہیں اور وہاں پر کوئی ٹرینڈ استانی آ جاتی ہے ۔ اس طرح سے ایک نیا کیس میرے پاس آ جاتا ہے کہ جی ۔ ہم نے یہ پیسے لئے تھے ۔ پھر میں ان کا حساب کرتا رہتا ہوں اور پھر یہ ایک نیا سلسلہ چل نکلتا ہے۔

جناب والا ! فاضل رکن کی رائے تو ٹھیک ہے اور ہم نے اس پر تھوڑے عرصہ کے لئے عمل بھی کیا تھا مگر اس میں بہت سی قباحتیں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن اگر جائز اور ذمہ دار عناصر ہمارے سامنے آئیں اور ہمیں یہ بتائیں کہ فلاں فلاں جگہ پر unqualified استانیاں کام دے سکتی ہیں تو میں اس پر پوری توجہ دوں گا اور اس پر عمل کروں گا ۔

گورنمنٹ ہائی سکول لگرالی کے ہیڈ ماسٹر کو تنخواہ کی ادائیگی میں تاخیر

*8543 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شبیر حسین اعجاز ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول لگرالی ضلع گجرات تحصیل کھاریاں کو اپریل 1975ء سے مئی 1976ء تک تنخواہ نہیں ملی جس کی وجہ سے ہیڈ ماسٹر مذکور انتہائی ذہنی اور مالی پریشانیوں میں مبتلا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہیڈ ماسٹر مذکور کو ایک سال اور دو ماہ تک تنخواہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت ہیڈ ماسٹر مذکور کو تنخواہ ادا کرنے کے لئے تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کو تنخواہ کی ادائیگی کب تک ہو جائے گی ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہیڈ ماسٹر مذکور کو تنخواہ کی ادائیگی صرف محکمہ کے عملہ کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے نہیں ہوئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت متعلقہ عملہ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) درست ہے ۔

(ب) مسٹر شبیر حسین اعجاز کے خلاف 1971ء میں بورڈ کے امتحانات کی نگرانی کے دوران بے قاعدگیوں کی وجہ سے محکمانہ کارروائی کی گئی جس کے نتیجہ میں ان کی تنزلی ہو گئی ۔ ان کی ترقی بطور

ہیڈ ماسٹر کا کیس حکومت کے زیر غور ہے اور کوائف مہیا ہونے کے بعد مناسب احکام جاری کر دئے جائیں گے ۔ ان کی تنخواہ اپریل 1975ء سے مشروط طور پر ادا کرنے کی ہدایات ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر گجرات کو جاری کی جا چکی ہیں ۔

(ج) اس سلسلہ میں چھان بین کی جا رہی ہے ۔ حتمی فیصلہ کارروائی کے بعد کیا جائے گا ۔

جب میں چھان بین کہتا ہوں تو میں محکمہ کے متعلق بھی کہتا ہوں اور اس استاد کے متعلق بھی کہتا ہوں ۔ جس کی کوتاہی ہوگی اس کو سزا دی جائے گی ۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین لائل پور میں ایم ۔ اے اور ایم ۔ ایس ۔ سی کی کلاسوں کا اجراء

*8609 ۔ **سید طاہر احمد شاہ :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائل پور گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں ایم ۔ اے ۔ اور ایم ۔ ایس ۔ سی کی تعلیم حاصل کرنے کا ابھی تک کوئی بندوبست نہیں کیا گیا ۔ جس سے خواتین کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں بڑی دشواری پیش آ رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مستقبل قریب میں لائل پور میں لڑکیوں کے لئے ایم ۔ اے ۔ اور ایم ۔ ایس ۔ سی کی کلاسوں کے اجراء پر غور کرنے کے لئے تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؛ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ اس لئے کہ گورنمنٹ کالج برائے طلباء لائل پور میں ایم ۔ اے کی کلاسیں جاری ہیں ۔ جن سے طالبات بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں

گے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں بی - ایس - سی کی کلاسز کا اجرا ہوا ہے؟

مسٹر سپیکر : آپ نے بی - ایس - سی کے متعلق نہیں پوچھا ہے - آپ نے ایم - اے اور ایم - ایس - سی کے متعلق پوچھا ہے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! ویسے یہ متعلقہ سوال بنتا ہے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر آپ اجازت دے دیں تو میں ان کو جواب دیئے دیتا ہوں - پرنسپل نے اور وہاں کے لوگوں نے representation کی تھی - کہ یہاں پر بی - ایس - سی کلاسز کا انتظام کیا جائے - کیونکہ وہ عمارت بالکل ہی اختتام کو پہنچی ہوئی ہے اور وہ کسی وقت بھی ضائع ہو سکتی ہے - اس کے لئے نیا کالج بنا رہے ہیں - وہاں پر اتنی جگہ نہیں ہے جہاں پر لیبارٹریز وغیرہ کھول سکیں - اس لئے محکمہ نے ان کی درخواست کو turn down کر دیا تھا - ان سے درخواست کی تھی کہ اگر وہ بی - ایس - سی لینا چاہیں تو وہ لڑکوں کے کالج میں جا کر پریکٹیکل کر سکتی ہیں کیونکہ ہمارے ملک میں Co-education تو موجود تھی - لیکن میں پوری کوشش کر رہا ہوں اور میں کل وہاں جا بھی رہا ہوں - اسی کالج میں کنووکیشن ہے - ان کے بہت سے مطالبات بھی ہیں جو میرا خیال ہے وہ پیش کریں گی - یقین جانیے اس کالج کے لئے جو زیادہ سے زیادہ رقم ہو گی وہ بھی میں مختص کروں گا کیونکہ صوبہ پنجاب میں یہ نمبر دو کالج ہے - میری اس پر پوری نگاہیں لگی ہوئی ہیں اور میں پوری کوشش کروں گا کہ یہ کالج شایان شان طریقہ سے آگے بڑھے - یہ تکلیف ہے - مجھے اس کا خود احساس ہے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے میرے سوال کے جواب میں تفصیلی جواب دیا ہے مگر اس ضمن میں وہ اس سے متعلقہ نہیں ہے البتہ ان کے سوال کے جواب سے متعلق ضرور ہے - میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو مجوزہ نیا کالج ہے اس کے لئے میرے علم کے مطابق تقریباً 30 ایکڑ اراضی اور 3 کروڑ روپیہ کی سکیم منظور ہو چکی ہے - تو نئے کالج کی عمارت کی تعمیر حکومت کب سے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ پہلا کالج محکمہ اوقاف کی بلڈنگ میں ہے - اس کو ہم پہلی فرصت میں واگزار کرنا چاہتے ہیں - کیونکہ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ میں خود محسوس کر رہا ہوں کہ یہ اتنی بڑی درسگاہ ہے

جس کو ہم ضائع نہیں ہونے دیں گے - پھر یہ لائل پور جو پنجاب کی ایک بڑی زرخیز جگہ ہے اور سب سے زیادہ سیٹیں بھی آپکی ہیں - لائل پور ہر لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے - یہ نہیں ہو سکتا کہ وومن کالج جو آج صوبہ میں نمبر دو پر ہے اس کو ہم اس طرح نظر انداز کر دیں - میں پوری کوشش کروں گا کہ سب سے پہلے آنے والے سال میں یا آنے والے سیشن میں کالج کا اجرا کر دیا جائے اور ان کو اس موجودہ عمارت سے نجات مل جائے جو کہ گرنے والی ہے -

سید ظاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میرے علم اور یقین کے مطابق یہ سکیم 3 کروڑ روپے کی ہے - ایک کروڑ روپے سے زائد کی حکومت پنجاب کی کسی سکیم کے لئے غالباً ECNEC سے منظوری لینی پڑتی ہے اور میرے علم کے مطابق یہ مسئلہ ECNEC میں یہ pending ہے - کیا وزیر موصوف اس کی طرف توجہ دے کر اس کو جلدی expedite کرانے کی کوشش کریں گے ؟

وزیر تعلیم : میں پوری کوشش کروں گا - میں نے پہلے بھی عرض کی ہے - میرا بھی درد ایسا ہی ہے جیسا آپ کا ہے - پھر آپ کے شہر کے لئے جو میرا بھی شہر ہے اس کالج کو میں ضائع ہوتے نہیں دیکھ سکتا -

سید ظاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ جو طالبات اور ان کے والدین مذہبی رسم و رواج کے سختی سے پابند ہیں وہ Co-education کے قائل نہیں ہیں - وہ اپنی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانا چاہتے ہیں - ان کے لئے کچھ ایسے طریقے پر وزیر موصوف بندوبست کرنے کے احکامات صادر کر سکیں گے کہ وہ تعلیم کم سے کم ایم - ایس - سی تک نہیں تو کم سے کم بی - ایس - سی تک اسی کالج کی عمارت میں حاصل کریں اور ٹیکنیکل کا جو مسئلہ ہے جب لڑکوں کا اتوار کو چھٹی کا دن ہوتا ہے اس روز بھیاں گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء میں جا کر ٹیکنیکل استفادہ کر سکیں اور علیحدہ اپنے کالج میں بی - ایس - سی کی کلاسز کو جاری رکھ سکیں - کیا وزیر موصوف ان احکامات کو جاری کر سکیں گے ؟ جناب والا ! یہ بچیوں کا - بچیوں کے والدین کا - طالبات کا اور اساتذہ کا پر زور مطالبہ ہے کہ کم سے کم بی - ایس - سی تک خواتین کے کالج ہی میں کلاسز کے اجرا کی فوری طور پر اجازت دی جائے یا اس کا کوئی اور بندوبست کیا جائے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر ایسے خاندان اپنی روایات پر قائم رہنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے لاہور کالج ہے - اپوا کالج ہے - کینیرڈ کالج ہے -

گورنمنٹ کالج ہے اور بہت سے کالجز ہیں جو صرف بچوں کے لئے ہیں - کسی زمانے میں آپ کے پاس کچھ نہیں تھا - خدا جانے وہ کہاں پڑھنے کے لئے جاتے تھے - آج تو ساری سہولتیں آپ کو حاصل ہیں جو آج ہم فارغ البالی کے دن دیکھ رہے ہیں - اگر وہ والدین اپنے بچوں کو یہاں نہیں بھیج سکتے تو ان کالجوں میں جو صرف بچیوں کے کالج ہیں بھیج سکتے ہیں - میں نے عرض کی ہے کہ اس کالج کی ہم تعمیر کر رہے ہیں - ہماری خواہش ہے کہ تمام علاقے کے لوگ اپنی بچیوں کو اسی کالج میں ہی بھیجیں - تو اس کی تعمیر ہونے کے بعد - نیا کالج بننے کے بعد یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے - اگر وہ وہاں نہیں بھیجنا چاہتے تو لاہور میں بھیج دیں- اگر وہ یہاں بھی نہیں بھیجنا چاہتے تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے - ضروری ہے سائنس ہی پڑھنی ہے - اور مضمون پڑھ لیں - ہماری بچیاں آج تو بیرون ملک جا رہی ہیں - کوئی ڈاکٹر بن رہی ہے - کوئی انجینئر بن رہی ہے - وہ محکموں میں کام کر رہی ہیں - اس لئے وہ اس تجس اور فکر میں ہیں کہ ہمیں علم کو حاصل کرنا ہے -

مسٹر سپیکر : محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر -

سید طاہر احمد شاہ : اگر آپ اجازت دیں تو صرف ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : اس پر کافی ضمنی سوالات ہوئے ہیں -

ہیڈ معلمہ کی معطلی

8620- مسز حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسز اے افتخار 1952ء سے مسلم گرلز سکول عید گاہ روڈ لائلپور میں بطور ہیڈ معلمہ تعینات ہیں -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہیڈ معلمہ کو چار پانچ ماہ قبل معطل کر دیا گیا -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہیڈ معلمہ کو معطل کرنے کی وجوہ کیا تھیں اور اسے اب تک بحال نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) وہ معطلی سے پہلے مسلم گرلز سکول عیدگاہ روڈ لائلپور میں بطور ہیڈ معلمہ تعینات تھیں ۔

(ب) اسے 25 فروری 1976 کو معطل کیا گیا تھا ۔

(ج) اسے چند مبینہ بے قاعدگیوں کی بناء پر معطل کیا گیا تھا ۔ ان کی تحقیقات کروائی گئیں ۔ تحقیقاتی رپورٹ کی روشنی میں جلد ہی حکومت اپنا فیصلہ کر دے گی ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ اس خاتون نے کون سی بے قاعدگیاں کی ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ اتنی طویل فہرست ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ میں اتنی معزز ہیڈ مسٹرس کے خلاف یہاں سب کچھ پڑھوں کہ کس طرح انہوں نے اس انسٹیٹیوٹ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ۔ کس طرح ہائی کورٹ کے آرڈر کو defy کیا ۔ کس طرح انہوں نے محکمہ کی بے عزتی کی ۔ کس طرح انہوں نے اپنے نام پر کنٹین چلائی اور کس طرح تمام فنڈز کو خرد برد کیا ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں ویسے بھی مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی انکوائری ہو رہی ہے یا تحقیقاتی رپورٹ کا آپ نے ابھی finally فیصلہ نہیں کیا ۔ تو یہ کوئی اس وقت proper stage نہیں ہے کہ تمام تفصیل کو اس ہاؤس میں بتایا جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس حقیقت سے اتفاق فرمائیں گے کہ مسز افتخار مذکورہ ہیڈ مسٹرس اپنے سکول کی طالبات میں بے حد محنتی ۔ دیانت دار اور شریف ہونے کی وجہ سے بے حد مقبول ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ درست نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس حقیقت سے اتفاق فرمائیں گے کہ جب پچھلے سال کے آخری دنوں میں مذکورہ ہیڈ مسٹرس صاحبہ کو مسلم گرلز ہائی سکول سے تبدیل کیا گیا تھا تو احتجاجاً وہاں کی طالبات کی طرف سے تقریباً ایک ماہ سے زائد عرصہ تک ان کی تبدیلی منسوخ کرنے کے مطالبے کے لئے سکول میں ہڑتال رہی اور وہ یہاں [illegible] سمجھوتے [illegible]

آ سکیں ۔ صرف ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ مسز افتخار کو اسی سکول میں رہنے دیا جائے ۔

Mr. Speaker : This may not be relevant.

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہی ان کی سب سے بڑی سرزنش تھی کہ جو گورنمنٹ کے ملازم بھی ہوں اور لیڈری بھی کرنا چاہتے ہوں ۔ وہ ان معصوم بچیوں کو اس طرح استعمال کر رہی تھی ۔ خدا کی پناہ اگر وہاں پر نئی ہیڈ مسٹرس کو نہ بھیجتے اور سختی سے اقدام نہ کرتے تو اس سکول کی حالت کیا ہوتی ۔ میں کیا عرض کروں کہ کن کن لوگوں نے اس کے لئے سفارشیں کیں کہ انہیں واپس لیں ۔ اس کے لئے بڑے بڑے رکن ہیں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم خود انکوائری کرنے کے لئے تیار ہیں ؟ یہ باتیں بالکل غلط ہیں ۔ اگر وزیر تعلیم خود انکوائری کریں تو پھر ہم مطمئن ہو جائیں گے ۔

وزیر تعلیم : میں نے انکوائری کی ہے اور میں نے جتنا سخت نوٹ اس فائل پر لکھا ہے کسی اور فائل پر نہیں لکھا ۔ مجھے سب پتا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے کہ مذکورہ ہیڈ مسٹرس صاحبہ کو محض اور محض اس لئے معطل کیا گیا کہ ان کے حق میں طالبات نے ہڑتال کی تھی ؟

وزیر تعلیم : یہ بات درست نہیں ہے ۔ طالبات کا ہڑتال کرنے کا اپنا حق تھا ۔ جب ان کو روشنی دکھائی گئی ۔ ان کے سامنے حقائق رکھے گئے تو انہوں نے ہڑتال کو واپس لے لیا ۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ ہیڈ مسٹرس ہمارے ساتھ زیادتی کر رہی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ۔ انکوائری کے فیصلے کی کوئی حتمی تاریخ مقرر کی جا سکتی ہے کہ کب تک فیصلہ ہو جائے گا ۔ کیونکہ چھ ماہ سے زائد عرصہ تک حکومت کی پالیسی بھی نہیں ہے کہ کسی کو وہ معطل رکھ سکے ؟

وزیر تعلیم : حکومت کی پالیسی تو ڈسمس کرنے کی بھی ہے ۔ آپ معطل کرنے کو کہتے ہیں ۔ اس کے فیصلے کا ہم انتظار کر رہے ہیں ۔ جب اس کا

فیصلہ ہوگا ۔ باقاعدہ انشاء اللہ وہ جس قرار واقعی سزا کی مستحق ہوگی دی جائے گی ۔ پھر آپ کے سامنے صاف ہو جائے گا ۔ نئے سوال میں کہ انہوں نے کیا کچھ کیا تھا پھر میں ساری روئداد پڑھ کر سناؤں گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب ملک صاحب اس معزز خاتون کے ساتھ آپ کو matter of prestige نہیں بنایا چاہئے ۔

وزیر تعلیم : میری کوئی ذاتی prestige نہیں ہے ۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

مسز اقبال اختر ہیڈ معلمہ کو سکیل نمبر 17 کی عطائیگی

*8621 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسز اقبال اختر بی اے ۔ بی ایڈ گورنمنٹ ملت گرلز ہائی سکول گوجرہ ضلع لائل پور میں بطور ہیڈ معلمہ تعینات ہیں اور دو سو بیس روپے ماہوار تنخواہ حاصل کر رہی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے دوسرے نیشنلائزڈ ہائی سکولوں کی ہیڈ معلمات سکیل نمبر 17 حاصل کر رہی ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہیڈ معلمہ کے ساتھ اس امتیازی سلوک کی وجوہ کیا ہیں ۔ اور کیا ہیڈ معلمہ مذکور کو بھی سکیل نمبر 17 عطا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) یہ درست ہے کہ مسز اقبال اختر بی اے ۔ بی ایڈ گورنمنٹ ملت گرلز ہائی سکول گوجرہ ضلع لائل پور میں بطور ہیڈ معلمہ تعینات ہیں مگر وہ 120 روپے ماہوار تنخواہ وصول کر رہی ہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) ہیڈ مسٹریس مذکور کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا گیا ۔ کیونکہ ابھی تمام ہیڈ ماسٹر/ہیڈ مسٹریس صاحبان وہی

تنخواہ لے رہے ہیں - جو کہ نیشنلائزیشن سے پہلے لے رہے تھے۔ عدالت عالیہ نے جس کے زیر سماعت یہ معاملہ تھا اب فیصلہ دے دیا ہے جس کی روشنی میں حکومت مزید کارروائی کرے گی ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : جناب والا ! ابھی ابھی وزیر موصوف نے ارشاد فرمایا ہے کہ عدالت عالیہ نے فیصلہ دے دیا ہے - تو کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ عدالت عالیہ کا فیصلہ کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : جناب والا ! میں نے یہ کہا ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ عدالت عالیہ نے جو فیصلہ دیا ہے وہ کیا ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! عدالت عالیہ کا فیصلہ ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کے خلاف تھا - کوئی ہمارے پاس matter of reference تھا ہی جس پر ہمارا محکمہ بیٹھا ہوا ہے - تاکہ ہم ان ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریوں کی جائز خدمت کر سکیں ۔

ہیڈ کلرکوں اور مددگاروں کو وقفہ ہائے ملازمت کے بقایا جات کی ادائیگی

***8654 - سید قابض الوری :** کیا وزیر تعلیم میرے نشان زدہ سوال نمبر 7918 کے جواب کے جزو (ج) کے حوالہ سے جو مورخہ 31 - مارچ 1976ء کے کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا ۔

1 - رحمت علی ہیڈ کلرک گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کوپر روڈ لاہور -

2 - محمد اسلم مددگار ڈی - ای او آفس سیالکوٹ اور

3 - امتیاز حسین شاہ ہیڈ کلرک گورنمنٹ جامع ہائی سکول سیالکوٹ ۔

کے وقفہ ہائے سروس کو ریگولرائز کر دیا گیا ہے - اگر ایسا ہے تو کب سے اور کیا انہیں ان وقفہ ہائے سروس کے بقایا جات کی ادائیگی کر دی گئی ہے - اور اگر انہیں ابھی تک ریگولرائز نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : مندرجہ بالا ملازمین کے وقفہ ہائے سروس کو ریگولرائز کرنے کے لئے یہ معاملہ محکمہ مالیات کو بھیجا جا چکا ہے تاہم ابھی تک سروس کے بقایا جات کی ادائیگی نہیں کی گئی ہے ۔ عنقریب یہ معاملہ حل کر دیا جائے گا ۔

ضلع ملتان میں پرائمری سکولوں کا قیام

* **8658 ۔ چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم فرمائیں گے کہ مالی سال 1976.77ء میں حکومت ضلع ملتان میں تحصیل وار کس کس مڈل سکول کو ہائی اور کس کس پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اور طالبات کے مزید کتنے نئے پرائمری سکول قائم کئے جائیں گے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : ضلع ملتان میں مالی سال 1976.77ء کے دوران 10 پرائمری سکولوں کو مڈل اور 3 مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے اور 8 نئے پرائمری سکول برائے طلباء اور 8 پرائمری سکول برائے طالبات کھولنے کی تجویز زیر غور ہے ان سکولوں کے ناموں کے بارے میں ابھی فیصلہ نہیں ہوا ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ کب تک فیصلہ ہو جائے گا ۔ کیونکہ 1976.77ء میں یہ سکول کھلنے ہیں اور اب دسمبر آنے والا ہے ؟

وزیر تعلیم : حاجی صاحب ۔ یہ فیصلہ ہماری کابینہ کی میٹنگ میں ہوتا ہے ۔ ہم نے تعین بھی کر دیا ہے کہ کتنے نئے سکول آپ کو دیں گے ۔ جو سکول مستحق ہوں گے اور جن کو ہم پہلے فوقیت دینا چاہئیں گے وہ اس وقت ہو جائیں گے ۔ اگر آپ interested ہوں اور چاہتے ہوں کہ آپ کے علاقے کا بھی سکول ہو تو مجھے بتا دیں ۔ تاکہ وہاں پر میں آپ کی وکالت کر سکوں ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

گورنمنٹ ہائی سکول گڑھ (لائل پور) میں اساتذہ اور طلباء کی تعداد

*8705 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) موضع گڑھ تحصیل سمندری ضلع لائل پور کے گورنمنٹ ہائی سکول

کی عمارت کتنے کمرہ جات پر مشتمل ہے - نیز اس میں اساتذہ اور لڑکوں کی تعداد کیا ہے -

(ب) کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ طلباء کی تعداد کے مقابلہ میں مذکورہ سکول کی عمارت ، اساتذہ اور سائنس کا سامان ناکافی ہیں -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) مذکورہ سکول کی عمارت پانچ کمروں پر مشتمل ہے اور اس میں اساتذہ کی تعداد 9 اور طلبا کی تعداد 316 ہے -

(ب) طلباء کی تعداد کے لحاظ سے موجودہ سٹاف کافی ہے - صرف ایک ایس وی ٹیچر کی آسامی خالی ہے جسے عنقریب پر کیا جا رہا ہے - گذشتہ سال مذکورہ سکول کو -/1500 روپے کا سائنس کا سامان مہیا کر دیا گیا تھا البتہ عمارت قدرے ناکافی ہے -

(ج) سکول ہذا کی عمارت اور دیگر ضروریات کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور اگلے سال کے ترقیاتی بجٹ میں اگر مالی وسائل نے اجازت دی تو اس مقصد کے لئے فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی -

پی ٹی سی پاس امیدواروں کی بطور استاد تقرری

8708 - مسٹر ناصر علی خان بلوچ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ ضلع لائل پور میں 1972ء تا 1974ء کے پی ٹی سی امیدواروں کو نظر انداز کر کے 1975ء کے امیدواروں کی تقرریاں بطور اساتذہ کی گئی ہیں - نتیجتاً نظر انداز شدہ امیدوار کی عمر مقررہ حد سے تجاوز کر رہی ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت 1972ء تا 1974ء کے امیدواروں کو آئندہ تقرری میں ترجیح دینے کو تیار ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) پی ٹی سی ٹیچرز کی تقرری موجودہ پالیسی کے تحت جن امیدواروں نے 1972ء ، 1973ء ، 1974ء 1975ء میں پاس کیا ہے کے لئے 50 فی صد کوٹہ منظور ہے اور باقی 50 فی صد کوٹہ 1975ء ، 1976ء کے پاس شدہ امیدواروں کے لئے مخصوص ہے ۔

(ب) جن امیدواروں کی عمریں مقررہ حد سے تجاوز کر گئی ہیں ان کی عمر میں رعایت دینے کے لئے بھی ضروری کارروائی کی جاتی ہے ۔

جناب والا ! اس میں ایک ترمیم کی ہے ۔ چونکہ آج صوبے میں 37 ہزار یا 40 ہزار کے قریب پی ٹی سی بچے اور بچیاں موجود ہیں جن کے لئے نہ تو ہمارے ذرائع اجازت دیتے ہیں نہ ہمارے پاس اتنے سکول ہیں اور نہ ہم ان کو نوکریاں دے سکتے ہیں ۔ اس کے لئے میں نے تمام اساتذہ کے جو نمائندے ہیں ان سے ملنے کے بعد ایک فارمولا تیار کیا ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ 1971ء 1972ء ، 1973ء ، 1974ء ، 1975ء میں جہاں پر فرسٹ ڈویژن میٹرک اور فرسٹ ڈویژن پی ٹی سی ہیں ان کو آپ absorb کر دیں ۔ اس کے بعد ہم سیکنڈ ڈویژن کا مسئلہ لیں گے ۔ کیونکہ یہ نہ ہو کہ محکمہ گھپلا کر دے کہ کہیں سیکنڈ ڈویژن کو لے آئے اور کہیں فرسٹ ڈویژن کو لے آئے ۔ اس لئے میں نے ان کے ساتھ باہمی مشورے سے یہ فیصلہ کیا ہے یہ پچاس فی صد کا کوٹہ ہم نے رد کر دیا ہے ۔ کیونکہ اس میں پرانے جو 1971ء ، 1972ء ، 1973ء ، 1974ء اور 1975ء کے طلبہ ہیں ان کے ساتھ ناانصافی کی ایک تھوڑی سی صورت نکلتی ہے ۔ اس کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے جتنے بھی ہم absorb کر سکے فرسٹ کلاس میٹرک اور فرسٹ کلاس پی ٹی سی خواہ کسی سال کے بھی ہوں ان کو ہم نے absorb کرنا ہے ۔

مسٹر محمد حنیف خان : کیا وزیر تعلیم اس تجویز پر غور فرمائیں گے جیسے انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ استانیاں اور اساتذہ باہر نہیں جائے تو ان پسماندہ علاقوں میں اگر سیکنڈ ڈویژن اور تھرڈ ڈویژن جو لڑکے اور لڑکیاں پاس ہیں انہیں وہاں تعینات کیا جائے اور ان علاقوں کو exception دی جائے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر وہ لوگ جانے سے انکار کریں گے تو پھر میں خان صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس تجویز پر غور کریں گے کہ ان کے علاقوں میں سیکنڈ ڈویژن کا تعینات کیا جائے ۔

مسٹر محمد حنیف خان : جناب والا ! وہ جانے سے انکار اس طرح کرتے ہیں کہ وہ چھٹیوں کے لئے درخواستیں دیتے ہیں اور وہاں پر نہیں جاتے بعد میں چھٹیوں میں اپنا تبادلہ کروا لیتے ہیں ۔ اور اس طرح سکول بند رہتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ابھی تو ہمارے پاس عملہ ہی نہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ 1972ء اور 1973ء کے جو بی ٹی سی پاس شدہ اساتذہ ہیں ان پر پچاس فی صد کی پابندی کیوں لگائی گئی ہے ؟ کیا یہ نا انصافی نہیں ہے کہ ایک آدمی کے پاس سند ہوتی ہے اور اس کا بھی اتنا ہی حق ہوتا ہے جتنا 1975ء میں پاس ہونے والے کا ہوتا ہے ۔ تو ان پر یہ قدغن کیوں عائد کی گئی ہے کہ ان میں سے پچاس فی صد لئے جائیں گے ؟

مسٹر چیئرمین : اگر آپ کہتے ہیں کہ دونوں کا برابر کا حق ہے پھر تو ٹھیک ہے کہ پچاس فی صد ان کے لئے رکھا ہے اور پچاس فی صد ان کے لئے رکھا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جی نہیں ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ پہلے جن لوگوں نے پاس کیا ہے اگر وہ آ جاتے ہیں تو یہ ان کا قصور تو نہیں ہے ۔ اس وقت تو شائد اتنی آسامیاں بھی خالی نہ ہوں ۔ وہ بیچارے جب پاس کرتے ہیں تو ملازمت کی تلاش میں در در مارے پھرتے ہیں کیونکہ اس وقت ان کا ایسا بندوبست نہ ہو سکا ۔ تو یہ open کیوں نہیں ہو جاتا کہ جو بھی merit پر آئے وہ اپنا حق لے لے ۔

مسٹر چیئرمین : شاہ صاحب ۔ اس میں تو پھر حق تلفی ہوتی ہے کہ جو لوگ 1972ء کے پاس شدہ ہیں یا 1974ء کے پاس شدہ ہیں وہ کھڑے رہیں گے اور 1975ء ، 1976ء والے پہلے آ جائیں گے ۔ اگر اس طرح ایک ratio قائم ہو جائے تو دونوں کو برابر کا حصہ مل جائے گا ۔ میرے خیال میں تو یہ صحیح ہے ۔

خان پور میں ہائی سکول کا اجراء

*8716 ۔ چوہدری کلیم اللہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل خان پور کی آبادی چار لاکھ افراد سے زائد ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ تحصیل کی دیہاتی آبادی میں صرف دو ہائی سکول ہیں اور خان پور شہر میں بھی دو سکول ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تحصیل خان پور میں عرصہ چار سال سے کوئی نیا ہائی سکول نہیں کھولا گیا ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تحصیل خان پور میں کب تک نئے ہائی سکول کا اجراء ہوگا یا کسی موجودہ مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔ تحصیل خان پور کی آبادی تقریباً تین لاکھ ستر ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ تحصیل خان پور کی دیہاتی آبادی میں لڑکوں کے تین اور لڑکیوں کا ایک ہائی سکول ہے ۔ اور شہر خان پور میں لڑکوں کے دو اور لڑکیوں کا ایک ہائی سکول ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ دوران مالی سال 1973-74ء اور 1975-76ء تحصیل خان پور میں بالترتیب دو اور ایک مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیا گیا ۔

(د) موجودہ مالی سال کے دوران ترقیاتی منصوبہ میں نئے ہائی سکول کھولنے کی کوئی سکیم نہیں ہے ۔ البتہ صوبہ پنجاب میں 40 مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کا منصوبہ ہے ۔ ان سکولوں کے ناموں کے بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ۔ لہٰذا فی الحال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تحصیل خان پور میں کسی مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیا جائے گا ۔

محکمہ تعلیم کی جانب سے میونسپل کمیٹی خان پور کو رقم کی ادائیگی میں تاخیر

*8719 ۔ **چوہدری کلیم اللہ** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے 1954-55ء میں 1,20,437 مربع فٹ اراضی برائے تعمیر گرلز ہائی سکول بحساب ایک روپیہ فی مربع فٹ میونسپل کمیٹی خان پور ضلع رحیم یار خان سے خرید کی تھی مگر اراضی مذکورہ کی قیمت آج تک میونسپل کمیٹی خان پور کو ادا نہیں ہوئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعلیم مذکورہ میونسپلٹی کو مذکورہ قیمت کی ادائیگی کب تک کر دے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی نہیں ۔ یہ اراضی امیر آف بہاولپور نے برائے تعمیر گرلز ہائی سکول خان پور بغیر کسی قیمت مفاد عامہ کی خاطر محکمہ تعلیم کو دی تھی ۔

(ب) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت پور میں لیکچراروں کی منظور شدہ آسامیاں

*8739 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت پور میں لیکچراروں کی منظور شدہ آسامیوں کی تعداد کیا ہے اور ان میں سے اس وقت کتنی خالی ہیں ۔ تفصیل مضمون وار بتائی جائے ۔

(ب) مذکورہ بالا کالج میں خالی آسامیوں پر لیکچراروں کی تقرری کب تک کی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت پور میں لیکچراروں کی منظور شدہ آسامیوں کی تعداد اور مضمون وار خالی آسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے ۔

نمبر شمار	نام مضمون	منظور شدہ آسامیاں	خالی آسامیاں
1	بیالوجی	1	1
2	باٹونی	1	
3	سوکس	1	
4	کیمسٹری	2	
5	انگریزی	2	
6	تاریخ	2	1
7	اسلامیات	2	
8	حساب	2	
9	فزکس	2	
10	شماریات	2	1
11	اردو	2	
12	زوبالوجی	1	1
		20	4

(ب) امید ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر تمام خالی آسامیاں پُر کر دی جائیں گی ۔ کیونکہ بڑی شدت سے ہم اس کے پیچھے ہیں ۔ تاکہ جو پبلک سروس کمیشن سے سلیکٹ ہو کر آئیں ۔ ان کو پہلی فہرست میں ان جگہوں پر بھیجا جائے ۔ تھوڑی سی قباحت تھی کہ وہ جو ایڈہاک کی بنیاد پر لیکچرار تھے ۔ ان کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا ۔ اس کی ایک پالیسی کے لئے فائل چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے ۔ تو میرا خیال ہے اور میں نے کل ہی عرض کی تھی کہ ایک دو دن میں وہ فائل آ جائے گی ۔ لیکن میں نے محکمہ کو کہہ دیا ہے کہ ان آسامیوں کو جلد از جلد پُر کیا جائے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! ایسے بڑے باوقار لوگ تو چٹھی لکھ کر جواب منگوا لیتے ہیں ۔ یہ ایوان کے ساتھ کتنی زیادتی ہے کہ یہاں ایسے سوال کر رہے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ایک معزز رکن کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ ان کے ساتھ اس قسم کا مذاق دو مرتبہ کیا جا چکا ہے ۔ قبل اس کے جناب سپیکر صاحب اور دوسری مرتبہ آپ نے ۔ اگر آپ نے نیازی صاحب کے نازو نخرے دیکھے ہیں ۔ تو وہ کسی اور انداز میں دیکھیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : یہ جناب لک صاحب لکوں پڑ جاتے ہیں ۔ یہ ایسے سوالات کیوں کرتے ہیں ۔ ان کو منع کیا جائے ۔

Mr. Chairman : I uphold the objection raised by Chaudhri Amanullah Lak. Every member has a right to raise question whatever he thinks better for himself.

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اللہ آباد میں سینئر انگلش اساتذہ کی خالی آسامیاں

***8743 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اللہ آباد ضلع رحیم یار خان میں سینئر انگلش ٹیچرز کی تمام آسامیاں خالی پڑی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اللہ آباد ضلع رحیم یار خان میں سنئیر انگلش ٹیچرز کی کل تین آسامیاں ہیں ۔ ان میں سے ایک آسامی پر ایک ٹیچر کام کر رہی ہے ۔

(ب) دونوں آسامیاں کو پر کرنے کے لئے احکامات جاری کئے جا رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کیا یہ درست نہیں ہے کہ سینئر ٹیچر اس سکول میں کوئی تعینات نہیں ہے ۔ جبکہ کہا گیا ہے کہ موجود ہے؟

وزیر تعلیم : اگر آپ فرماتے ہیں تو آپ میرے پاس تشریف لائیں اس کی تحقیقات کرا لیتے ہیں ۔ لیکن جو جواب مجھے ملا ہے وہ تو یہی ہے ۔ اگر وہاں اس کا انتظام نہیں ہے تو اس کا انتظام کیا جائے گا ۔

موضع قمر تحصیل عیسیٰ خیل میں مڈل سکول کی عمارت کی تعمیر

*8750 ۔ **امیر عبداللہ خان روکڑی :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1970ء میں حکومت نے موضع قمر تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں مڈل سکول قائم کرنے کی منظوری دی تھی مگر ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں۔ اور حکومت کب تک مذکورہ سکول کی عمارت کی تعمیر کا کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) تحصیل عیسیٰ خیل میں موضع قمر کوئی گاؤں نہیں ہے ۔ بلکہ گاؤں کا اصل نام قمرسر ہے ۔ سال 1970ء میں حکومت پنجاب نے پرائمری سکول قمرسر کو مڈل سکول کا درجہ دیا ۔ اس سکول میں مورخہ یکم مارچ 1971ء سے مڈل کلاسز کا اجراء کیا گیا ۔ مڈل سکول مذکور تاحال باقاعدگی سے چل رہا ہے ۔

(ب) مڈل سکول قمرسر کی عمارت کو تعمیر کرنے کے لئے بلڈنگ ڈویژن سرگودھا نے متعدد بار ٹنڈر طلب کئے ۔ لیکن site مشکل ہونے کی وجہ سے کوئی ٹھیکیدار تعمیر کا کام لینے کے لئے تیار نہیں ۔

Mr. Speaker : The question hour is over. Now the leave applicatison.

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری دلاور خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری دلاور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بورخہ 8 نومبر 1976ء کو بوجہ ناسازی طبیعت اجلاس اسمبلی میں شرکت نہ کر سکا اس دن کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان تاج محمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان تاج محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں 8 سے 10 نومبر 1976ء تک بیمار رہا ہوں ۔ مجھے دو دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر بخشا رام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر بخشا رام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ مشاورتی کونسل برائے اقلیتی

امور میں شمولیت کے لئے راولپنڈی گیا ہوا تھا۔
لہذا براہ مہربانی مورخہ 8 نومبر 1976ء کی
رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری شبیر حسین چیمہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری شبیر حسین چیمہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری 8 نومبر 1976ء
کو حاضر نہ ہو سکا۔ اس لئے مہربانی فرما کر 8
نومبر 1976ء کی چھٹی دی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ بیگم بلقیس حبیب اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محترمہ بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں نزلہ بخار کی وجہ سے حاضر اسمبلی نہ ہو سکی۔
اس لئے مجھے مورخہ 10 نومبر 1976ء کی رخصت
عطا کی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ بخار اور گلے کی خرابی کی وجہ سے اسمبلی میں آنے سے قاصر ہے - مورخہ 8 نومبر 1976ء ، 11 نومبر 1976ء اور 12 نومبر 1976ء کی رخصت عطا کی جائے .

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کا پرائمری کوآپریٹو سوسائٹی میں تبدیل کر دیا جانا

مسٹر سپیکر : اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں - چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 30 اکتوبر 1976ء کی خبر کے مطابق نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ جس کی پچاس برانچیں پورے پنجاب میں پھیلی ہوئی تھیں کے بنک کی بد عنوان انتظامیہ نے اپنی بد عنوانیوں اور دھاندلیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے محکمہ امداد باہمی پنجاب سے مل کر پرائمری کوآپریٹو سوسائٹی میں تبدیل کرا لیا ہے - یہ بنک اپنا تقریباً تمام کاروبار عام کمرشل بنکاری کے طور طور پر 1964 سے کر رہا ہے - اس بنک میں عام گاہکوں کا تقریباً 12 کروڑ روپیہ جمع ہے اور اس بنک میں تقریباً 700 ملازمین ہیں جن کے زیر کفالت ہزاروں افراد ہیں - حکومت پنجاب کے محکمہ امداد باہمی کے اس غیر انسانی فعل اور دھاندلی سے پبلک کا 12 کروڑ روپیہ اور تقریباً 700 ملازمین کا مستقبل تاریک ہوگیا ہے - ایڈمنسٹریٹر بنک اور جنرل منیجر بنک نے اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لئے بنک کو بھی ختم کر دیا ہے -

اس کا نوٹس آپ نے 3 نومبر 1976 کو دیا ہے ۔ سیشن یکم نومبر 1976 کو شروع ہوا ہے آپ نے یہ خبر 30 اکتوبر 1976 کو پڑھی ہے ۔

How is this then covered by the rules ?

چوہدری امان اللہ لک : رولز کے مطابق میں نے اس کو verify کرنا مناسب سمجھا ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح تو یہ دس دن کے بعد بھی آسکتی ہے ۔ فاضل رکن اس کی تسلی کرتے رہیں اور بعد میں پیش کریں ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ تسلی فرمائیں ۔ اس میں تو یہ معمولی سی technicality ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ معمولی legal technicality نہیں ہے واقعہ تو اس سے پہلے کا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب میری گزارش سن لیں ۔ پوزیشن یہ ہے کہ یہ خبر 30 اکتوبر 1976 کو آئی ہے اور اس کے بعد کے واقعات اور حالات یہ ہیں ۔ اخبار کی کٹنگ بھی موجود ہے ۔ روزنامہ امروز نے اس کی 6 نومبر 1976 کو تردید کی ہے کہ یہ خبر شر انگیز ہے ۔ اس کا لیٹر میں نے دیا ہے یہ واقعات صحیح نہیں تو اور کیا ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح تو یہ تحریک التوائے کار 6 ماہ کے بعد بھی آسکتی ہے ۔

When it first comes to a member's notice. It should normally come when it is expected to come to the notice of a member.

اس کے بعد اس کو ارجنٹ کے لئے کتنا وقت چاہئے ؟

چوہدری امان اللہ لک : فوری طور پر آنی چاہئے اور میں نے اسی اجلاس میں دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں صرف فاضل رکن کو مشورہ دے سکتا ہوں کہ وہ اگر ایک سوال بنا کر بھیج دیں ۔

I will see that this reply comes during the session of the Assembly.

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! یہ نہایت اہمیت کا حامل مسئلہ ہے مجھے اس کو بیان کرنے کی اجازت دیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ نے اخبار کا ذکر نہ کیا ہوتا اور حالیہ بات نہ کی ہوتی تو یہ اور بات تھی لیکن آپ کو 30 اکتوبر 1976 کو اس بات کا پتہ چل گیا تھا پھر آپ نے 3 نومبر 1976 کو نوٹس دیا ۔

چوہدری امان اللہ لک : 4/5 تاریخ کو بھی نکلا تھا ۔

مسٹر سپیکر : چاہے وہ آج پھر اخبار میں نکلے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میری گذارش یہ ہے کہ یہ واقعات تھے یہ غلط نہیں تھے ۔

مسٹر سپیکر : مسئلے کی اہمیت اپنی جگہ ہے مگر یہ تحریک التوا کو entertain کرنے کے لئے qualify نہیں کرتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! پہلے آپ نے delay کا نکتہ اٹھایا اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ یہ qualify نہیں کرتا ۔ تو کیا یہ delay کی وجہ سے qualify نہیں کرتا ؟

Mr. Speaker : On the basis of delay, not on the basis of the substance.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! بات یہ ہے کہ میرے پاس دستاویزات تھیں اور میں نے ایک دو روز میں ان کے متعلق پتا کرنا تھا اور ان کی تصدیق کرنی تھی ۔ اس سے پیشتر کہ میں اسے ایوان میں لاؤں ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح اگر پانچ دنوں کے بعد justification ہو سکتی ہے تو پھر 15 دنوں کے بعد بھی ہو سکتی ہے اور مہینے کے بعد بھی ہو سکتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اگر دستاویزات اکٹھی کرنے میں اسی اجلاس کے دوران ایک دو روز لگ جائیں تو یہ کون سی ایسی بات ہے ۔ یہ کس mandate کی خلاف ورزی ہوئی ہے؟

مسٹر سپیکر : قانون تو یہی ہے اور ضابطہ بھی یہی ہے۔

چوہدری طالب حسین : ویسے یہ Limitation Act کی ضمن 5 کے تحت بھی جائز ہے۔

مسٹر سپیکر : Limitation Act یہاں لاگو نہیں ہوتا۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جتنی مدت عدالتوں میں delay کے لئے دی جاتی ہے اتنی تو دی جائے۔ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر کم از کم آپ تو اتنی سختی نہ کریں۔

مسٹر سپیکر : میں اس بات پر آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ اسی لئے میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اس کا ایک بہت عمدہ سوال بن سکتا ہے۔ ابھی اجلاس میں کافی دن ہیں۔ آپ وہ سوال دیں اور میں سمجھتا ہوں کہ فاضل وزیر غالباً اس بات پر بھی اتفاق کر لیں گے کہ اس سوال کو بطور short notice question لے لیں۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس طرح سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جس طرح آپ سوال کی صورت میں کہتے ہیں۔ میں خود یہ مسئلہ اور ان لوگوں کو لے کر وزیر موصوف کے پاس گیا تھا۔ وہ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس میں جو واقعات درج کئے گئے ہیں اور جو مطالبات کئے گئے ہیں وہ درست ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور یہ ناجائز طور پر ہوا ہے۔

مسٹر سپیکر : یہ باتیں آپ اپنے سوال میں بھی درج کر دیں۔

چوہدری طالب حسین : لیکن اس سے وہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اس مسئلہ میں محکمہ کی طرف سے زیادتی ہوئی ہے۔ اب اس پر بحث کے بغیر بات نہیں بنے گی اور سوال کی صورت میں وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ سوال خبر پڑھنے کے دو دنوں بعد دیا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر : یہ پانچویں دن دیا گیا ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ایسی تو کوئی بات نہیں کہ دو، تین یا چار روز لگ گئے ہیں تو اس مسئلہ کو اس طرح ختم کر دیں۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! اول تو فاضل ممبر کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں صوبے کے واقعات سے اتنا چوکنا اور باخبر رہنا چاہئے اور اتنا probing رہنا چاہئے کہ انہیں اخبار کی خبر سے پہلے خبر ہو جائے۔ لیکن فرض کیجئے کہ ایسا نہیں تو بہرحال اس میں ملازم ہیں ، اس میں دوسرے لوگ ہیں ، سینکڑوں لوگوں کو اس بات کا علم ہے ۔ بہرحال جب یہ بات اخبارات میں آ گئی ہے تو یہ تحریک دوسرے روز بھی آ سکتی تھی ۔

چوہدری طالب حسین : یہ ضروری نہیں ، ہو سکتا ہے کہ فاضل ممبر اس دن کسی مصروفیت یا کسی اور مجبوری کی بنا پر اس روز کا اخبار نہ پڑھ سکا ہو اور اس کو اس بات کا علم چوتھے روز ہوا ہو یا اس نے چار روز بعد اخبار پڑھا ہو ۔

مسٹر سپیکر : تو اب اس میں کیا کیا جا سکتا ہے ؟

چوہدری طالب حسین : کیا تو جا سکتا ہے جو کچھ ہم نے کیا ہے ۔ کسی ممبر پر یہ پابندی نہیں کہ جس روز وہ اخبار پڑھے اسی روز وہ تحریک پیش کر دے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، یہ پابندی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ مجھے دکھائیں کہ وہ پابندی کہاں ہے ۔ آپ اتنے اہم مسئلے کو صرف ایک ٹیکنیکل وجہ سے مسترد کر رہے ہیں ، یہ درست نہیں ۔

مسٹر سپیکر : یا تو آپ مجھے کوئی اور راستہ بتائیں ۔ میں نے تو ایک راستہ اس ایوان میں تجویز کر دیا ہے کہ اگر اس سلسلے میں سوال کیا جائے تو شاید اس سے زیادہ وضاحت سے جواب آ سکتا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارا آپ کا اور دوسری طرف بیٹھنے والے فاضل ممبران کا مقصد ایک ہی ہے کہ اس قسم کے واقعات اس ایوان میں زیر بحث لا کر ان کا تدارک کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : جہاں تک تو وزیر صاحب کے نوٹس میں لانے کا تعلق ہے وہ تو میں نے کر دیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : میں خود ان کے علم میں لایا ہوں ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں خود ان لوگوں کو ساتھ لے کر وزیر موصوف کے پاس گیا تھا اور انہوں نے مجھ سے اتفاق کیا تھا ۔ وہ خود ان مطالبات کو تسلیم کرتے ہیں ۔ اس وقت سوال صرف یہ ہے کہ محکمہ کے ان افسران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے ۔ جنہوں نے یہ سب کچھ کیا ہے اور جو دوسرے لوگ اس میں شریک ہیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! جناب قائد حزب اختلاف کی تقریر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح رولز کو ایک طرف رکھ کر اور آج تک جو روایات رہی ہیں ۔ ان سے ہٹ کر اس تحریک پر بحث کی جائے۔ اگر یہ روایت چلی تو پھر ہر تحریک التوائے کار اسی طرح entertain ہو سکتی ہے ۔ دوسری بات جس کی طرف میں قائد حزب اختلاف کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ اس میں بہت سے ایسے مسائل آتے ہیں کہ جب وہ ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں تو ہم اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں ۔ اس میں ایک understanding اس قسم کی بھی ہوتی ہے کہ وہ رائے جو ہم باہم exchange کرتے ہیں اس کو اس ایوان میں اس طرح بیان نہ کیا جائے کہ ابھی وزیر صاحب نے اپنا بیان نہیں دیا اور وہ ان کی جانب سے کہتے ہیں کہ وہ مجھ سے اتفاق کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں یہ بات آداب کے خلاف ہوتی ہے کہ اگر اس قسم کی کوئی understanding ہوئی ہے یا کوئی نقطہ نظر ہو تو ابھی وزیر صاحب کھڑے بھی نہ ہوئے ہوں اور وہ بات ان کے منہ میں ڈال دی جائے کہ وزیر صاحب بھی اتفاق کرتے ہیں ۔ ممکن ہے ان کی پالیسی کچھ اور ہو اور وہ کچھ اور کہنا چاہتے ہوں ۔ اس لئے میں قائد حزب اختلاف سے درخواست کروں گا کہ وہ یہ نئی روایت نہ ڈالیں ۔ کیونکہ اس سے کبھی بھی ہماری پوزیشن embarrass ہو سکتی ہے ۔

Mr. Speaker : There has to be some limitation.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وزیر موصوف نے اس سلسلے میں میرے متعلق کچھ کہا ہے ۔ ایک تو یہ کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ضابطے کو ایک طرف رکھ کر آپ اس قسم کی تحاریک التوائے کار entertain کر لیں ۔ یہ کوئی نئی مثال قائم نہیں ہو رہی ۔ اس سلسلے میں آپ کی پالیسی ہمیشہ یہ رہی ہے کہ کہ تحریک التواء کی اہمیت کے پیش نظر آپ اس قسم کی تحاریک اس سے قبل بھی لیتے رہے ہیں ۔ اگر کسی مسئلے میں کوئی اہم بات ہو تو آپ رولز کی

سختی سے پابندی نہیں کیا کرتے اور اس تحریک التواء کو پیش کرنے کی اجازت دے دیا کرتے ہیں ۔

دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ ہمارے درمیان اگر کسی قسم کی گفتگو ہوئی ہے تو اس کو اس ایوان میں نہیں لانا چاہئے ۔ میرا مقصد قطعاً یہ نہ تھا کہ ہم وزیر موصوف کی پوزیشن کو awkward کریں یا ان کو embarrass کریں ۔ میں یہ دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف نے مجھ سے جو بات کی تھی ۔ ان کی نیت قطعاً اس کے خلاف یہاں بات کرنے کی نہ تھی ۔ انہوں نے وہ بات خلوص دل سے کہی تھی اور ان کے مسائل پہلے وہ اچھی طرح سے سمجھ چکے تھے ۔ اس لئے میں نے ان کی پوزیشن کو embarrass کرنے کے لئے قطعاً کوئی بات نہیں کی ۔ اگر ان کا یہ خیال ہے کہ میں ان کو مجبور کر دوں گا یا ان کے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں ان کی پوزیشن کو embarrass کر رہا ہوں تو انہیں اس بات کو قطعاً سوچنا بھی نہیں چاہئے کہ میں اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہو سکتا ہوں ۔ میں نے تو محض اپنی بات پر زور دینے کے لئے یہ کہا تھا کہ میں یہ بات پہلے وزیر موصوف کے نوٹس میں لا چکا ہوں اور انہوں نے ان واقعات سے اتفاق کیا تھا ۔ اس میں حکومت کی کیا پالیسی ہے ، وہ اس سلسلے میں کیا اقدام کر چکی ہے یا کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ یہ مجھے قطعاً معلوم نہیں اور نہ ہی میں یہ بات ان کے منہ میں ڈال رہا ہوں کہ وہ اس میں کیا پوزیشن اختیار کریں گے ۔ میری مراد قطعاً یہ نہیں جو کہ کچھ میں نے کہا ہے وہ صرف یہ تھا کہ انہوں نے ان واقعات سے اتفاق کیا ہے کہ یہ اس طرح سے ہوا ہے اور میری سمجھ کے مطابق ان ملازمین کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور میں ان کے تدارک کے لئے پوری کوشش کروں گا اور اپنے پورے اختیارات کو استعمال کروں گا ۔ یہ ان کے الفاظ تھے ۔ تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ میں ان کی پوزیشن کو embarrass کر رہا ہوں ۔ یہ غلط ہے ۔ میں نے قطعاً ایسے کوئی الفاظ نہیں کہے اور نہ ہی اس سے کوئی غلط فہمی پیدا ہونی چاہئے ۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ان حالات میں جب کہ ان کا عمل اس قسم کا ہے اور وزیر موصوف خود ان واقعات کو تسلیم کر چکے ہیں ۔ اس سلسلے میں حکومت کی پوزیشن کیا ہے ، مجھے اس کا علم نہیں ۔ میں تو صرف اس بات کے لئے استدعا کر رہا ہوں کہ اس تحریک التواء پر وزیر موصوف کا بیان آنا چاہئے اور حکومت کی پوزیشن واضح ہونی چاہئے ۔ تاکہ اس اہمیت کے پیش نظر جو اس مسئلہ کو حاصل ہے ۔ حکومت اپنا موقف واضح کرے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! فاضل وزیر تو کسی وقت بھی کسی اہم مسئلے پر ایوان میں بیان دے سکتے ہیں ۔ ان کے لئے تو ضابطے میں گنجائش موجود ہے ۔ To admit it as an adjoument motion میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں یہ نہ لکھا ہوتا کہ یہ 30 اکتوبر کی اخبار میں چھپا ہے اور جس طرح وہ عام طور پر کرتے ہیں ۔ تو میرے لئے prima-facie اسے admit کرنے کی قانونی گنجائش ہوتی ہے کہ یہ ایک حالیہ واقعہ ہوا ہے جس میں یہ بات بیان کی گئی ہے ۔ اب اس میں انہوں نے دونوں تاریخیں دی ہیں ۔ ایک تاریخ تو انہوں نے اسے دفتر میں داخل کرتے وقت دینی تھی اور ایک تاریخ وہ ہے کہ جس دن انہیں پتہ چلا کہ آج اخبار میں یہ چھپا ہے ۔ اب اس میں پانچ دنوں کا وقفہ ہے ۔ تو فاضل وزیر صاحب کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ تحاریک التوائے کار کے لئے مقررہ وقت میں اس پر بیان دیں ۔ اگر وہ اس مسئلہ پر ایوان کو اعتماد میں لینا چاہیں تو کسی وقت بھی اپنے اس حق کو استعمال کر سکتے ہیں ۔ وہ کسی وقت بھی اس مسئلہ پر ایوان کو اعتماد میں لے سکتے ہیں ۔

وزیر خوراک : جناب سپیکر ! اگر آپ اس تحریک التواء کی ٹیکنیکل پوزیشن پر جانا چاہیں ۔ تو بے شک آپ اس کو admit نہ کریں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں فاضل محرک کی تسلی کرانے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اس میں آپ اس طرح کر سکتے ہیں کہ جب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو جائے گا ۔

Then you can just rise and take the House in confidence.

کہ میں ایک ایسے مسئلہ پر جو ٹیکنیکل طور پر اس ایوان میں تحریک التوائے کار کے طور پر پیش نہیں ہو سکا ، اس سلسلے میں ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں ، تو یہ ٹھیک ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! آپ سے کم از کم یہ توقع نہ تھی کہ اگر کچھ لوگ مرکزی حکومت کے کسی آرڈیننس کو دھوکہ دینے

کے مرتکب ہوتے ہیں تو انہیں اس ایوان میں shield کیا جائے گا۔ وہ آرڈیننس مرکزی حکومت نے نافذ کیا تھا، اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔ 12 کروڑ روپے سے دھوکہ کیا گیا ہے اور اس آرڈیننس کے مقابلے میں بائی لاز میں غلط طور پر ترمیم کی گئی ہے۔ وزیر موصوف اس امر کو جانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے مرکزی حکومت کو دھوکہ دیا تھا اور سپیکر صاحب بھی ان لوگوں کو سہارا دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ تحریک ایک دن delay ہوگئی ہے۔ دو دن delay ہوگئی ہے۔ اس سے بڑی اور کوئی دھاندلی ہو نہیں سکتی جو صوبائی حکومت نے کی ہے۔ جب یہ بات جناب قائد عوام، وزیر اعظم کے علم میں آئے گی تو میں دیکھوں گا کہ کیا حشر ہوتا ہے۔

مسٹر سپیکر : شاید آپ سے پہلے ہی یہ ان تک پہنچ چکی ہو۔

چوہدری امان اللہ لک : ابھی تک نہیں پہنچی۔ بات مخفی تھی۔ میں استدعا کروں گا آپ سے اور وزیر قانون سے کہ بات اوپر تک پہنچے گی۔ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ دھوکہ، پنجاب کے ساتھ پنجاب والے کر رہے ہیں۔ اس کا وزیر اور دیانت دار وزیر کرے وہ اسمبلی کرے جس میں پیپلز پارٹی کی اکثریت ہو۔ اس کو زیر بحث نہ لایا جائے اور اس کو خارج کرایا جائے۔

Minister of Law : I strongly protest against the attitude of the member of the Opposition.....

چوہدری امان اللہ لک : آپ protest کریں۔ آپ بات سنتے نہیں ہیں اور protest کرتے ہیں۔ آپ کے مفاد کی بات ہے۔

Minister of Law : Yesterday, he was giving us a sermon that I sometimes become personal although I never mentioned anything about his person, but today he is openly giving us threats that this matter will go to the higher authority.

(*interruptions*)

I don't understand how this sort of speech is being permitted.

(*interruptions*)

چوھدری امان اللہ لک : پرائم منسٹر صاحب نہیں دیتے ہیں ۔ threat میرا صحیح ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کے علم میں بات آئے گی تو آپ کا دامن تار تار ہوگا ۔ آپ کو شرم آئے گی کہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔

Minister for Law : Please ask him to withdraw.

مسٹر سپیکر : چوھدری صاحب ، اتنا تیز ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Colonel Muhammad Aslam Khan Niazi : He can't give us threats.

Mr. Speaker : I agree with you.

چوھدری امان اللہ لک : آپ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں ۔ بائی لاز میں تبدیلی کرتے ہیں ۔

I am giving threats to the Ministers that the things will be brought to notice of the Prime Minister and the Central Government, and the position of both the Ministers concerned will be very awkward.

جناب والا ! آپ نے دانستہ طور پر کیا ہے ۔ آپ نے کبھی آج تک دو دن کی تاخیر کا بہانہ نہیں بنایا تھا ۔

وزیر قانون : یہ آپ کو کہہ رہے ہیں کہ بہانہ بنا رہے ہیں ۔ آخر کچھ تو زبان کو لگام دینے کی ضرورت ہے ؟

مسٹر سپیکر : فاضل رکن کو اس ایوان میں تھوڑا سا لائسنس ہے ۔ آپ ان کا مزاج نہیں جانتے ۔ ان کا یہی انداز ہے ۔ وہ ایڈجرنمنٹ موشن بھی بڑی loose لکھتے ہیں ، وہ ایڈجرنمنٹ موشن ٹیکنیکلی نہیں ہوتی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مثلاً صرف ایک ٹیکنیکل وجہ کی بنا پر یہ مسترد ہو سکتی تھی ۔ حالیہ ہونے والے واقعے کے انہوں نے یہاں الفاظ استعمال نہیں کئے جو کسی تحریک التواء کو لکھنے کے لئے ایک خاص زبان ہے ، وہ تو اس کا بھی لحاظ نہیں کرتے ۔ رولز framed ہیں ، جن کی روایات ہیں ، وہ کبھی ان کے مطابق کام نہیں کرتے ۔ آج آپ کو ان کی تقریر پر اعتراض ہوگیا ہے ، میں بڑا حیران ہوں ۔ کیا میں فاضل وزیر امداد باہمی سے پوچھ سکتا ہوں کہ وہ تحریک التوا کے بعد ایوان کو اعتماد میں لے رہے ہیں ؟

وزیر امداد باہمی : جیسا آپ حکم کریں ۔

مسٹر سپیکر : میرا حکم تو نہیں ۔

وزیر امداد باہمی : میں بالکل اعتماد میں لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے اس میں کیا حکم دینا ہے ۔

وزیر امداد باہمی : میں بالکل ایوان کو اعتماد میں لینے کے لئے تیار ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میری تحریک التوا نمبر 25 لے لیں ۔

تھانہ صدر میانوالی میں فوت شدہ اور بیرون ضلع سکونت پذیر افراد کے خلاف اندیشہ نقص امن کے تحت مقدمات

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 20 ستمبر 1976ء کے اداریہ کے مطابق صوبہ کے مختلف تھانوں میں تشدد روا رکھنے کے الزام میں کئی افسران کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہے ۔ لیکن زیر تفتیش ملزمان کے ساتھ بہیمانہ تشدد ایک مہذب اور متمدن حکومت کے لئے بدنامی کا باعث ہے ۔ اب قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ تھانہ

حیدر میانوالی کی کارکردگی بے حد مضحکہ خیز ہو گئی ۔ بعض اہل کاروں نے اندیشہ نقص امن میں بعض ایسے افراد کا چالان کیا ہے جن سے دو افراد اس دنیا میں موجود نہیں ۔ ایک ملزم تقریباً ایک سال قبل قتل ہو گیا تھا اور مقدمہ قتل اس تھانے میں درج ہوا اور پولیس قاتل کو ہنوز تلاش کر رہی ہے اور کئی دوسرے افراد بسلسلہ ملازمت و کاروبار میانوالی سے باہر مقیم ہیں ۔ یہ صورت حال حکومت کے لئے لمحہ فکریہ کی دعوت ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے ، پہلے ہی متعلقہ ہیڈ کنسٹیبل کی منظور شدہ ملازمت حکومت نے اس سلسلے میں ضبط کر لی ہے اور ہمیں جس وقت پتا چلا کہ اس میں سے ایک شخص جس کا نام شامل کیا گیا ہے ، واقعی فوت ہو چکا تھا تو اس کے خلاف ڈسپلنری ایکشن ہو چکا ہے ۔ باقی جہاں تک اس قسم کے واقعات حکومت کے علم میں آتے ہیں ، تو محکمانہ طور پر اور دوسرے ذرائع سے ، حکومت اکثر ان پر کارروائی کرتی رہتی ہے اور باقاعدہ طور پر سرکلر بھی جاری کئے گئے ہیں جن کے ذریعے پولیس افسران کو ہمیشہ ہدایات ہوتی ہیں کہ اس قسم کے واقعات سے اجتناب کریں جن سے انسانی قدروں کو نقصان پہنچتا ہے ۔ اور جو لوگ ملوث ہوتے ہیں ، ان کے خلاف ڈسپلنری ایکشن لیا جاتا ہے ۔ اس خاص واقعے میں پہلے ہی ایکشن لیا جا چکا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! وزیر قانون نے ایک اچھی اور مستحسن بات فرمائی ہے ۔ اس سے پہلے جناب کو معلوم ہوگا کہ ساہیوال میں اس قسم کے تشدد کا واقعہ ہوا ، آئی ۔ جی وہاں پہنچے ، اور انہوں نے بہت سے آدمیوں کو وہاں معطل کیا ۔ یہ روز مرہ کی بات ہے ۔ پولیس کو تشدد کرنے کے اتنے وسیع اختیارات دے دیے گئے ہیں کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے یہ حکومت ان کو چیک کرنے سے عاجز ہے ۔ اور سزا کیا دی گئی ہے ؟ جو آدمی اندیشہ نقص امن کے تحت اندر رکھے گئے ہیں ، ان میں سے تقریباً دس آدمی وہاں موجود نہیں ہیں ۔ باہر رہائش پذیر ہیں ۔ ایک قتل

ہو چکا ہے - ایک مفرور ہے اور اس ہیڈ کنسٹیبل کی تین سال کی ملازمت ضبط کی گئی ہے !

مسٹر سپیکر : وہ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں عرض تو کر لوں - دوسری طرف ملازموں کی یہ حالت ہے کہ انہیں کو تحفظ حاصل نہیں - پچیس پچیس آدمی بیک وقت بغیر کسی نوٹس کے سکرین آؤٹ کر دیے جاتے ہیں - ایک طرف تو پولیس کو یہ تحفظ دیا جاتا ہے اور دوسری طرف ملازموں کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے - آپ اچھے ملازمین ، اچھا کام کرنے والوں کو تحفظ دیں ، ان کی حوصلہ افزائی کریں - جو اس قسم کے بہیمانہ اور درندگی کے اقدامات کرتے ہیں ، انسانی عزت نفس اور انسانیت کے ساتھ ہولی کھیل رہے ہیں ، آپ مہربانی فرما کر اس اس پر زیادہ توجہ مرکوز فرمائیں اور آپ سخت ہدایات جاری کریں -

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ! آپ نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے ، اس پر تو حکومت ایکشن لے چکی ہے اور باقی ایکشن لے رہی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں عرض کر رہا ہوں کہ تین سال کی ملازمت ضبط کرنے کا ایکشن نہایت خفیف ہے - ایسے آدمی کو تو کسمس کرنا چاہیے تھا - ایسے آدمی کے خلاف اس تھانے کے اندر مقدمہ رجسٹر ہونا چاہیے تھا - ایک آدمی کے خلاف اس تھانے میں قتل کا مقدمہ درج ہے اور پولیس اس کو بزمرہ ملزمان شامل کر رہی ہے ! اور اتنے بے وقوف ہیڈ کنسٹیبل کی صرف تین سال کی ملازمت ضبط ہوتی ہے - اور ادھر پچیس پچیس پی - سی - ایس ملازمین سکرین آؤٹ کر دیے جاتے ہیں -

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ! کیا کسی ایسے ملازم کے خلاف جس کے خلاف تادیبی کارروائی ہو رہی ہو ، حکومت کسی ایسے افسر کو ، جو افسر سزا دینے کا مجاز ہو ، یہ ہدایت کر سکتی ہے کہ فلاں افسر کو فلاں سزا دی جائے ؟ اس لئے علامہ صاحب جو اس معزز ایوان

کے قائد حزب اختلاف بھی رہے ہیں ، حکومت سے ایک ایسا مطالبہ کر رہے ہیں جو آئین کے خلاف ہے ۔ حکومت کے اختیار میں نہیں ہے ، بلکہ quasi - judicial proceedings بھی ہوتی ہیں ۔ ایک ایسے افسر کو کیسے ہدایت دی جا سکتی ہے کہ وہ کسی کو زیادہ سزا دے یا کم ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اللہ اکبر ، اللہ اکبر ۔ کیا بات کہی ہے ۔ جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ میں بہت سی چیزیں آپ کی خدمت میں جو عرض کرتا ہوں وہ اٹینشن موشنز ہوتی ہیں ۔ لیکن اس معاملے میں میرے جذبات بہت شدید ہیں ۔ یہ معاملہ نہایت سنگین ہے ۔ یہ کہنا کہ فلاں مقدمے میں اس کو نہیں دے سکتی ، میں نے تو آپ کو مثالیں دے دی ہیں ۔ آپ مجھے وقت دے دیجئے ، اس کو پینڈنگ کر دیجئے میں اسی سیکرٹریٹ کی آپ کو مثالیں لے دوں گا کہ پچیس پچیس آدمیوں کو بغیر چارج شیٹ کے نکال دیا گیا ہے ۔ اور جس آدمی نے یہ پرچہ درج کیا ، اس کی تین سال کی ملازمت ضبط ہوئی ہے —— میں جناب ، سردار صفیر صاحب کا بہت معتقد ہوں ۔ لیکن مجھے اب پتا چلا ہے کہ اس منسٹری میں انہیں منسٹر فارمولہ کیوں نہیں رکھا گیا ۔ (قہقہہ) ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ، دو باتیں فاضل وزیر نے کہی ہیں ۔ ایک تو انہوں نے کہا ہے کہ فوری ایکشن لیا گیا اور تین سال کی اس کی سروس ضبط کر لی گئی ، اور دوسرے محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں یہی عرض کر رہا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس سے زیادہ شدید اور سنگین ان کے خلاف کارروائی کریں ۔ وہ ذاتی طور پر اس بات کی نگرانی کریں ۔ پولیس میں جو آدمی جاتے ہیں ان میں بے گناہ بھی ہوتے ہیں اور گناہ گار بھی ۔

محکمہ خوراک کی طرف سے منجی چھڑنے کی چھوٹی چکیوں پر پابندی عائد کرکے سرٹیفکیٹ کرنا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت

طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پورے پنجاب میں محکمہ خوراک نے منجی چھڑنے کی چھوٹی چکیوں پر پابندی عائد کرتے ہوئے ان سب کو سربمہر کر دیا ہے۔ حکومت نے یہ مہم گذشتہ ہفتے میں شروع کی اور اب تمام مشینیں سربمہر کر دی گئی ہیں ان چکیوں کو سیل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ چاول کی تمام خریداری حکومت کی تحویل میں ہے اور صوبے کے اندر چاول کی نقل و حمل پر کوئی پابندی نہ ہے۔ ان حالات میں چھوٹی دیہاتی چکیوں کو سربمہر کرکے عوام کو چاول چھڑنے اور استعمال کرنے سے روک دینا رفاہ عامہ اور مفاد عامہ کے خلاف ہے۔ اس واقعہ سے پورے پنجاب میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پیدا ہوچکا ہے۔

وزیر خوراک : جناب سپیکر! فاضل محرک نے یہ تسلیم کیا ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب نے چکیاں سیل کی ہیں، میری اس سلسلہ میں یہ استدعا ہے کہ محکمہ خوراک ہر سال چکیاں سیل کرتا چلا آیا ہے۔ اس سال چاول کا تمام کاروبار رائس کارپوریشن کے پاس چلا گیا ہے اور محکمہ خوراک پنجاب نے اسی سال چکیاں ان کی اجازت سے، ان کے تعاون سے ان کی منشاء سے سیل کی ہیں۔ اس میں بے چینی والی ہرگز کوئی بات نہیں ہے اور مفاد عامہ کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے تاکہ چاول کی برآمد زیادہ سے زیادہ ہو سکے اور زیادہ سے زیادہ چھڑائی کو روکا جاسکے۔

مسٹر سپیکر : یہ ہر سال ایسا ہوتا ہے ؟

وزیر خوراک : ہر سال یہ کاروبار ہوتا چلا آرہا ہے اور اس سال یہ ذمہ داری مرکزی حکومت کی جو رائس کارپوریشن ہے اس کے ذمہ ہے۔ اس میں تشویش کی کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہے اور ان کا ضابطہ اور طریقہ کار یہ ہے کہ وہ ہر سال بطور rotation کے ہر یونین کونسل یا کوئی نہ کوئی چھوٹے لیول پر یونٹ مقرر کر دیتے ہیں اور ایک چکی کو اجازت دے دیتے ہیں کہ وہ علاقائی طور پر اس چھوٹے حصہ میں چھڑائی کا کاروبار کر سکیں۔

اس میں کسی قسم کی کوئی تشویش کی بات نہیں ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ چاول کا نظام اب رائس ملنگ کارپوریشن کے پاس ہے محکمہ خوراک پنجاب کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ان کے ملازمین جائیں اور جا کر ان چکیوں کو سیل کریں - کیونکہ ان سے وہ اختیار لے لیا گیا ہے - پہلا میرا اعتراض تو یہ تھا -

سپیکر سپیکر : اس میں اعتراض والی بات کون سی ہے - یہ کام ہر سال ہوتا ہے اور قومی مفاد کے پیش نظر ہوتا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! آپ میری گذارش پہلے سن لیں - وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ پہلی روایات کو برقرار رکھا جا رہا ہے - پہلے جناب والا ! چاول کی نقل و حمل پر پابندی تھی اور یہ رائس کنٹرول کے تحت کیا جا رہا تھا لیکن اس دفعہ گورنمنٹ نے پورے ملک کے اندر چاول کی نقل و حمل ، اس کے رکھنے پر سٹوریج پر پابندی ختم کر دی ہے - اس کے پیش نظر اب ذاتی مصلحت کے تحت چاول چھڑا جا سکتا ہے یا سوسائٹی پاس کے جس کی حکومت خود خریدار ہو - وہ چاول حکومت خود خریدے گی جو انہوں نے بیرون ملک بھیجنے ہیں - باقیوں کے لئے مکمل آزادی ہے - اور اب محکمہ خوراک کے لوگوں نے جو آ کر ٹانگ اڑائی ہے اور پچھلے ہفتے سے لوگوں کو جو آ کر پریشان کیا ہے اسی کا کوئی جواز نہیں بنتا - میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کو اس کے لئے یہ فرمانا چاہیے کہ اس کے لئے ہم سے غلطی ہوئی ہے - اگر رائس ملنگ کارپوریشن والے کرتے تو ٹھیک تھا - اور ایک قانون کے تحت وہ کرتے - محکمہ خوراک پنجاب کو کوئی حق نہیں کیونکہ ان کے پاس یہ محکمہ نہیں ہے اور اب یہ پابندی چاول کی نقل و حمل پر پاکستان بننے کے بعد پہلی دفعہ ہٹی تھی - اس کے باوجود یہ کیا جا رہا ہے - اس میں مفاد عامہ کی بات ہے - گورنمنٹ نے یہ specify کیا ہے کہ یہ

چاول ہم خریدیں گے اور اس کی چھڑائی بھی حکومت کے ذمہ ہوگی اور اب رائس ملنگ کارپوریشن کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the motion is not allowed.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وزیر قانون صاحب بھی اس کے قانونی پہلوؤں پر کچھ کہنا چاہتے تھے ۔

Minister for Law : Sir, in the motion he said that there is a complete ban on all the machinery and he himself stated in this House that some machines are allowed. This is clearly telling a lie in the House. Why it should not be referred to the Privileges Committee because he had made a wrong statement in the House.

Mr. Speaker : Please don't use his language.

Minister for Law : Why the matter should not go to the Privileges Committee for moving an adjournment motion and making a statement in the House which is in itself contradictory.

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میں جناب وزیر قانون کی حسین و جمیل تجویز کو قبول کرتا ہوں کہ اسے تحریک استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : Leshiri Sahib, would you like to avail this opportunity or not ?

وزیر خوراک و امداد باہمی : جناب سپیکر ! صبح فاضل ممبر جناب امان اللہ لک صاحب کی طرف سے جو تحریک التوا پیش ہوئی تھی وہ تحریک التواء کے معیار پر پوری نہیں اتری تھی ۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ آیا وزیر موصوف اس سلسلہ میں ایوان کو اعتماد میں لیں گے ۔ تو میں جناب سے اجازت چاہتا ہوں کہ جناب مجھے وقت دیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

وزیر خوراک و امداد باہمی : جناب سپیکر ! میں فاضل ممبر کی تحریک التواء کار کی روشنی میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی تحریک میں یہ الزامات لگائے ہیں :

(1) کہ نیشنل کوآپریٹو بنک کو محکمہ امداد باہمی پنجاب سے مل کر پرائمری کوآپریٹو سوسائٹی میں تبدیل کر لیا ہے ۔

(2) اس خدشہ کا بھی اظہار کیا گیا تھا کہ اس بنک میں 12 کروڑ روپے کا سرمایہ ہے اور سات سو ملازمین کا تعلق اسی بنک کے ساتھ ہے ۔

(3) ایڈمنسٹریٹر بنک اور جنرل مینیجر نے اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کارروائی کی ہے ۔

جناب والا ! قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں وزیر موصوف میرے ساتھ اتفاق کر چکے ہیں تو اس سلسلے میں میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ''لا تقربو الصلواۃ و انتم سکاریٰ'' والی بات ہے کہ ''نماز کے قریب مت جاؤ'' اور یہ شرط لگائی گئی ہے ''جب کہ تم نشہ میں ہو''۔ تو میں نے اتفاق اس بات سے کیا تھا کہ جو پرائمری سوسائٹی میں انہوں نے اپنے آپ کو منتقل کیا ہے وہ انہوں نے قانون کے مطابق کیا ہے ۔ یہ بات میں نے واضح طور پر تسلیم کی تھی اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس کی تفصیل اور اس کا پس منظر میں آپ کی وساطت سے اس فاضل ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر! آرڈیننس برائے قیام فیڈرل کوآپریٹو بنک اور انتظام وانصرام کوآپریٹو بنک بجریہ 16 اکتوبر 1976ء کی رو سے تمام ایسے کوآپریٹو بنک جو کوآپریٹو قانون کے تحت رجسٹر ہوئے تھے وہ dissolve ہو جائیں گے ۔

اور اس کے علاوہ ہر صوبہ میں ایک صوبائی کوآپریٹیو بنک ہوگا اور جو بنک dissolve ہوں گے ۔ ان بنکوں میں وہ بنک نہیں آئیں گے جو ایک پرائمری سوسائٹی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ مثلاً وہ بنک جن کی حیثیت سیکنڈری سوسائٹی کی نہیں ہے یعنی جن کی کوئی انجمن ہائے دیگر ان کے ممبر یا حصہ دار نہیں ہیں وہ بنک اس مد میں آئیں گے ۔ چنانچہ اسی بنک کے قیام کے بعد جب کہ یہ آرڈیننس 16 اکتوبر کو جاری ہوا تو اسی سلسلہ میں نیشنل کوآپریٹیو بنک کی جو پوزیشن تھی وہ یہ تھی کہ یہ جون 1963ء سے کام کر رہا ہے اور اس کی 58 شاخیں تھیں ۔ 54 شاخوں نے رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو اس بنک سے علیحدہ کر لیا ہوا تھا اور باقی چار شاخوں نے 29 ستمبر 1976ء کو ایک اجلاس عام کے ذریعے متفقہ طور پر علیحدہ کرنے کا ایک ریزولیشن منظور کیا وہ ریزولیوشن اور بنک کے بائی لاز کے بالکل عین مطابق تھا ۔ اس میں کسی قسم کی کوئی غلطی ، دھاندلی یا بے قاعدگی نہیں ہوئی ہے ۔ اس کے بعد قانونی طور پر بائی لاز کے مطابق یہ علیحدگی کا مجاز تھا اور انہوں نے یہ علیحدگی کی ۔ چنانچہ محکمہ قانون نے اس بات کی توثیق کی کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹیو بنک کی انتظامیہ نے جو کارروائی کی ہے وہ قانون قواعد اور ضوابط کے عین مطابق ہے چنانچہ محکمہ امداد باہمی کا بالواسطہ یا بلا واسطہ اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

جہاں تک 12 کروڑ روپے اور 700 ملازمین کی ملازمت کا تعلق ہے یہ حقیقت ہے کہ اس بنک کا سرمایہ 12 کروڑ روپیہ اور ملازمین کی تعداد 700 ہے جو کہ فارغ ہوئے ہیں لیکن ابھی سے یہ کہہ دینا کہ ان کا مستقبل تاریک ہوگیا ہے یہ ہرگز درست نہیں ہے ۔ کیونکہ حکومت پنجاب امانتوں اور ملازمین کے تحفظ کے بارے میں جو بھی قانون اختیار دیتا ہے وہ کرے گی ۔ اور میں اس ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کا مکمل طور پر تحفظ کیا جائے گا ۔ یہ جو 12 کروڑ روپے کا سرمایہ ہے جہاں تک کوآپریٹیو ڈیپارٹمنٹ اور صوبائی حکومت کا تعلق ہے وہ اس میں عمل دخل اور اثر و رسوخ استعمال کرکے اس کا تحفظ کر سکتی ہے ۔ جو وہ کر سکتی ہے وہ ضرور ہوگا اور اس میں کسی قسم کی دھاندلی اور بے قاعدگی برداشت نہیں کی جائے گی ۔

جناب والا ! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ تمام کارروائی بنک کے اجلاس عام میں متفقہ طور پر کی گئی اور صوبائی حکومت اس بات کی مجاز نہیں تھی کہ وہ اس کو وہ حیثیت دیتی جو کہ ایک سیکنڈری سوسائٹی کی ہوتی ہے - وہ بنک ایک ماہ یا ڈیڑھ ماہ پہلے اپنے آپ کو ایک پرائمری سوسائٹی میں تبدیل کر چکا تھا - اس لئے وہاں یہ کہنا کہ ایڈمنسٹریٹر بنک اور جنرل مینیجر بنک نے اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لئے کیا ہے - ٹھیک نہیں چنانچہ جو شخص بھی غلطی کرتا ہے : قانون شکنی کرتا ہے یا قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے - اس کے لئے قانون موجود ہے : اگر بنک کی انتظامیہ اور جنرل مینیجر نے کسی قسم کی کوئی بدعنوانی کی ہے تو اس کا قانون کے مطابق حساب لیا جائے گا - اور اگر آئندہ بھی اس قسم کی بے قاعدگیاں کریں گے تو وہ سزا کے مرتکب ہوں گے - انہیں حکومت پنجاب کسی قسم کی چھوٹ نہیں دے گی - ہمیں پوری طرح سے علم ہے اور احساس ہے کہ ہم نے اس بنک کا جو 12 کروڑ کا سرمایہ ہے - اسے ضائع نہیں ہونے دینا ہے اور جو 700 ملازمین جن کا مستقبل اس سے وابستہ ہے ان کا مستقبل بھی تاریک نہیں ہونے دیا جائے گا - جناب والا ! میں اس سلسلہ میں اس ایوان کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ جو کچھ ہوا قانون کے مطابق ہوا - قواعد اور ضوابط کے مطابق ہوا ہے لہذا تشویش کی کوئی بات نہیں ہے -

چوہدری امان اللہ خان : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ میں وزیر موصوف کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے نہایت تفصیل کے ساتھ اور ایک محب وطن کی حیثیت سے بیان دینے کی کوشش کی ہے - ان کی کوشش کو میں سراہتا ہوں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نوٹیفیکیشن 26-9-72 کا ہے : اس بنک کو اب پرائمری سوسائٹی نہیں کہا جاتا ہے - اس کو اسی قانون کے ساتھ کمرشل بنک treat کیا گیا تھا - اس کی مجلس انتظامیہ کو منسوخ کیا گیا تھا اور اسے بنک ڈیکلیئر کیا گیا تھا - وہ کاغذات آپ ملاحظہ کریں - دوسرے بائی لاز جو کہ ایک ماہ اس آرڈیننس سے پہلے ہوئے - اپنا جو کاغذات ہیں وہ Fabricated ہیں - وہ خود ساختہ ہیں - میں استدعا کرتا ہوں

ان کی تحقیقات فرمائیں کہ ایک ماہ آرڈیننس کے نفاذ سے قبل یہ تیار ہوئے جیسے جعلی انتقال ہوتے ہیں ، اس سلسلہ میں یہ کارروائی کی گئی ہے ۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ ان کی نیکی کی وجہ سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اس زر کثیر اور جو بانی لاز ہیں ان میں بد دیانتی کی ہے ۔

Mr. Speaker : He will take prompt and strong action.

چوہدری امان اللہ لک : بالکل جناب، میں آپ کی تائید کرتا ہوں جیسے آپ نے فرمایا ہے ۔ وہ ایسے ہی کریں گے ، لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کو دعوت دیں ۔

وزیر خوراک و امداد باہمی : جناب والا ! میں ہر وقت تیار ہوں ، فاضل رکن جب چاہیں ، جہاں چاہیں ، اور جس وقت چاہیں ، کوئی بے قاعدگی میرے نوٹس میں لائیں ، میں اس کا ازالہ کروں گا اور بے قاعدگی کرنے والے شخص کو قرار واقعی سزا دوں گا ۔ اس سے زیادہ یہ اور کیا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اسے اگلی جمعرات تک ملتوی کر دیں ، دوسرے میں جناب پوائنٹ آف پرولیج پر کچھ عرض کرنی چاہوں گا ۔ گزارش یہ ہے کہ پیپلز ہاؤس کا ٹیوب ویل جو 1952 میں لگایا گیا تھا ۔ وہ ایک مدت سے خراب ہے اور ایوان میں اس کا تذکرہ بھی ہوا ہے ۔ اب وہ اس سٹیج پر پہنچ گیا ہے کہ اس کی مرمتی نہیں ہو سکتی ہے ۔ اس کے لئے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ منظور کیا گیا تھا اور دوسر ٹیوب ویل بور ہو چکا ہے ۔ اس کے ٹربائن کے لئے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ رکھا گیا ہے ۔ میں آپ کے توسل سے جناب وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ دو چار روز سے پانی کے حصول میں مشکلات پیش آ رہی ہیں اس کا تدارک کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سردیوں میں بھی مشکل پیش آ رہی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ٹیوب ویل کا پانی بند ہے ۔ تین

چار راتیں گزر گئی ہیں۔ وہاں کے ملازم پرنٹنگ پریس سے پانی لاتے ہیں۔ کسی وقت ایک بلاک میں پانی ہوتا ہے۔ کسی وقت نہیں ہوتا ہے۔ اگر زیادہ جلدی سے ایڈمنسٹریٹیو اپروول دیں گے تو شاید جلدی کام ہو جائے گا۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! گزشتہ کل جناب فاضل رکن نے مجھے بتایا تھا۔ میں نے اسی وقت چیف انجینئر بلڈنگ کو جو کہ اس کام کے انچارج ہیں ، کہا تھا کہ وہ خود اس بات کا نوٹس لیں اور فراہمی آب میں جو رکاوٹ ہے۔ اس کو دور کریں ؛ میں یقین دلاتا ہوں کہ مالی وسائل اس میں حائل نہیں ہوں گے۔

مسٹر سپیکر : میں خود بھی اس میں ذاتی دلچسپی لوں گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : بڑی مہربانی ہوگی جناب ، ویسے سٹاف نے اس سلسلہ میں کافی کوشش کی ہے۔ رات پانی بالکل نہیں تھا۔ آج صبح بھی پانی اتنا کم تھا کہ اس سے انسان اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسٹر سپیکر : اب ایجنڈا کے حصہ دوم کو لیتے ہیں۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلون۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : جناب والا ! میں اس پر مزید غور کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اسے اگلی جمعرات تک ملتوی کر دیں۔

مسٹر سپیکر : اگلی جمعرات یا اس سے اگلی جمعرات۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : اس سے اگلی جمعرات جناب۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے۔ مرزا فضل حق۔

مسودہ قانون (ترمیم) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 77 بابت 1976ء)

مرزا فضل حق : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا فضل حق : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب سمال انڈسٹری کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the Concerned Standing Committee, the report to come within 60 days.

مسودہ قانون (ترمیم) انہار و نکاس آب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 80 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) انہار و نکاس آب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی کینال اینڈ ڈرینیج (امنڈمنٹ) بل 1976ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم) انہار و نکاس آب مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی کینال اینڈ ڈرینیج (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the Concerned Standing Committee, the report to come within 60 days.

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ
1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل
1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the Concerned Standing Committee, the report to come within 60 days.

مسودہ قانون (ترمیم) (مشاہرات ، مواجب و استحقاقات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 82 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پروونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پروونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! میں دی پنجاب پروونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پروونشل اسمبلی (سیلریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز آف ممبرز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

چوہدری صاحب ۔ آپ تو بیت اللہ شریف چلے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جی ہاں ۔ جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ مجھے بے شک 60 دن ہی دیئے جائیں ۔ لیکن یکم جنوری سے یہ دن دیئے جائیں ۔ تاکہ میں اپنے بل کے لئے خود پیش ہو سکوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کب تک متوقع ہیں ؟

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : میں انشاء اللہ 31 ۔ دسمبر تک حاضر ہو جاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر : 5-4 کو حج ہو جائے گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اس کا متبادل طریقہ یہ ہے کہ اس کے لئے 90 دن دیئے جائیں۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! اگر آپ نے 60 دن کا لفظ ہی رکھنا ہے تو پھر 60 دن ہی دے دیں۔

مسٹر سپیکر : ساٹھ دن کی مجھے کوئی قید نہیں ہے۔

It is referred to the Concerned Standing Committee, the report to come with 90 days.

چونکہ چوہدری ممتاز احمد احمد کاہلوں صاحب 20 دسمبر سے پہلے نہیں آ سکیں گے۔

Therefore the meeting will be held after the 20th of December, 1976.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 83 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the Concerned Standing Committee, the report to come within 60 days.

مسودہ قانون (ترمیم) معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 84 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب سپیکر ! میں مسودہ قانون (ترمیم) معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the Concerned Standing Committee, the report to come within 60 days.

مسودہ قانون (ترمیم) شہر داری و قصبہ ایجاد پنجاب مجریہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 85 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پلاننگ اینڈ مین ٹیننس آف ٹریز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پلاننگ اینڈ مین ٹیننس آف ٹریز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں دی پنجاب پلاننگ اینڈ مین ٹیننس آف ٹریز (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پلاننگ اینڈ مین ٹیننس آف ٹریز (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the Concerned Standing Committee, the report to come within 60 days.

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

مسٹر سپیکر : اب ہم ایجنڈا کے حصہ سوم کو لیتے ہیں ۔ اس میں مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں ۔ پہلی قرارداد رانا پھول محمد خاں کی ہے ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! میری یہ قرارداد پہلے پیش ہو چکی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس قرارداد کے متعلق یہ طے ہوا کہ فاضل وزیر انہار ان کے علاقہ میں تشریف لے جائیں گے اور وہ عوام کی موجودگی میں ۔

افسران کی موجودگی میں اور فاضل محرک کی موجودگی میں اس مسئلہ کا جائزہ لیں گے اور اس کو حل کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اس کے بعد فاضل رکن اس بات پر غور کریں گے کہ آیا اس مسئلہ کو ایوان میں پیش ہونا چاہئے یا نہیں ۔

رانا پھول محمد خان : ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : The Member has requested that in view of the statement of the Senior Minister this resolution may be kept Pending.

کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے ؟

آوازیں - اجازت ہے ۔

واہ کینٹ کے بے گھر اور حاجت مند محنت کشوں کو لوسر شرقو کے مقام پر رہائشی پلاٹ مہیا کرنا

مسٹر سپیکر : شیخ محمد انور اب قرارداد پیش کریں گے ۔

شیخ محمد انور : جناب والا ! میں یہ قرارداد اس ایوان میں پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ واہ کینٹ کے بے گھر اور حاجت مند محنت کشوں کو لوسر شرقو کے مقام پر ایک ہزار رہائشی پلاٹ مہیا کرنے کا بندوبست کرے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ واہ کینٹ کے بے گھر اور حاجت مند محنت کشوں کو لوسر شرقو کے مقام پر ایک ہزار رہائشی پلاٹ مہیا کرنے کا بندوبست کرے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس میں ایک ترمیم بھی ہے ۔

شیخ عبد الوز : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ حصہ سوم کی قرارداد نمبر 2 کی سطر 2 اور 3 میں وارد ہونے والے الفاظ "لوسر شرفو کے مقام پر ایک ہزار" حذف کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ حصہ سوم کی قرارداد نمبر 2 کی سطر 2 اور 3 میں وارد ہونے والے الفاظ "لوسر شرفو کے مقام پر ایک ہزار" حذف کئے جائیں ۔

یہی ترمیم جمیل حسین منج صاحب کی طرف سے بھی ہے ۔ شیخ صاحب آپ اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ بالکل واضح ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب میں پہلے ترمیم کو ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

سوال یہ ہے :

کہ حصہ سوم کی قرارداد نمبر 2 کی سطر 2 اور 3 میں وارد ہونے والے الفاظ "لوسر شرفو کے مقام پر ایک ہزار" حذف کئے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب یہ قرارداد ترمیم شدہ صورت میں ایوان میں برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ واہ

کینٹ کے بے گھر اور حاجت مند محنت کشوں کو رہائشی پلاٹ مہیا کرنے کا بندوبست کرنے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

منڈی بہاؤالدین پبلک کال آفس کو موجودہ ایکسچینج کے بجائے بہاول پور ٹیلیفون ایکسچینج سے ملانا

مسٹر سپیکر : چوہدری شبیر حسین چیمہ۔

چوہدری شبیر حسین چیمہ : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ منڈی بہاؤالدین پبلک کال آفس کو موجودہ ٹیلیفون ایکسچینج کے بجائے بہاول پور ٹیلیفون ایکسچینج سے ملایا جائے۔

مسٹر سپیکر : قرارداد پیش کی گئی ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ منڈی بہاؤالدین پبلک کال آفس کو موجودہ ٹیلیفون ایکسچینج کے بجائے بہاول پور ٹیلیفون ایکسچینج سے ملایا جائے۔

اب سوال یہ ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ منڈی بہاؤالدین پبلک کال آفس کی موجودہ ٹیلیفون ایکسچینج کے بجائے بہاول پور ٹیلیفون ایکسچینج سے ملایا جائے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

قصبہ مسن آباد تحصیل رحیم یار خان میں بجلی کی فراہمی

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت قصبہ مسن آباد تحصیل رحیم یار خان کو فوری طور پر بجلی فراہم کرنے کے لئے اقدامات کرے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت قصبہ مسن آباد تحصیل رحیم یار خان کو فوری طور پر بجلی فراہم کرنے کے لئے اقدامات کرے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس قرارداد میں میری ہی ایک ترمیم ہے ۔ اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : اجازت ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ میری قرارداد نمبر 4 میں وارد ہونے والے الفاظ ''فوری طور پر'' حذف کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ قرارداد نمبر 4 میں وارد ہونے والے الفاظ ''فوری طور پر'' حذف کئے جائیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی قرارداد نمبر 4 میں ترمیم پیش کرتا ہوں کہ موجودہ قرارداد اس طرح سے پڑھی جائے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت قصبہ مسن آباد تحصیل رحیم یار خان اور لائل پور شہر کے ان

علاقوں کو جن میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے کہ فوری طور پر بجلی فراہم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم کیسے پیش ہو سکتی ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ہے ۔ اس ترمیم سے اصل قرارداد کا دائرہ وسیع تر ہو جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی قرارداد نمبر 4 میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے کہ موجودہ قرارداد اس طرح سے پڑھی جائے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت قصبہ مسن آباد تحصیل رحیم یار خان اور لائل پور شہر کے ان علاقوں کو جن میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے کو فوری طور پر بجلی فراہم کرنے کے لئے اقدامات کرے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب والا ! یہ ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ میری قرارداد ایک خاص مقصد کے لئے ہے ۔ اس ترمیم کے پیش ہونے سے اصل قرارداد کا دائرہ وسیع تر ہو جاتا ہے ۔ میری استدعا یہ ہے کہ ان کا یہ ایک الگ مطالبہ ہے اور وہ اس کے لئے الگ قرارداد پیش کریں ۔ اگر قرارداد میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو وہ ترمیم اس طرح سے ہو کہ اصل قرارداد کا مفہوم تبدیل نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر : ان کو یہ ترمیم کرنی چاہئے تھی کہ اس مقام کو بجلی دی جائے یا نہ دی جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس طرح قرارداد کا دائرہ وسیع تر ہو جائے گا ۔ جیسے ایک دفعہ سوئی گیس کے متعلق قرارداد پیش ہوئی تھی اور ہر ممبر نے اس میں ترمیم پیش کرنے کی کوشش کی ۔ اس پر آپ نے تو رولنگ دی تھی کہ سکوپ کو widen نہیں کیا جا سکتا بلکہ محدود کیا جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! جہاں تک میں سمجھتا ہوں جو اس قرارداد کا اصل مفہوم ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آتی ۔

مسٹر سپیکر : یہاں تو ایک قصبہ میں دس گھروں کو یا بیس گھروں کو بجلی فراہم کرنا ہے ۔ لائل پور شہر میں تو لاکھوں گھروں کو بجلی فراہم کرنا ہوگی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! مسئلہ یہ ہے کہ بجلی فراہم کرنا ہے ان لوگوں کو جن کو بجلی ابھی تک فراہم نہیں کی جا رہی ہے ۔ ایک قصبہ کے متعلق قرارداد دی ہے کہ وہاں بجلی فراہم کی جائے ۔ لائل پور شہر کے بھی کئی علاقوں میں بجلی فراہم نہیں کی گئی ۔ اگر یہ ہاؤس قرارداد پاس کر دے کہ ان علاقوں میں بجلی فراہم کرنے کا بندوبست حکومت فوری طور پر کرے تو میرے خیال میں اس میں عوام کی بہتری ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب عوام کی بہتری اگر ضروری ہے تو آپ یہ ترمیم پیش کرتے کہ سارے صوبہ میں بجلی فراہم کی جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! مالی وسائل کے پیش نظر اور ٹیکنیکل وجوہات کے پیش نظر تمام صوبہ کے لئے اگرچہ یہ قرارداد پاس بھی کر دی جائے تو میرے خیال میں حکومت وقت کے لئے یہ فوری طور پر ممکن نہیں ہوگا ۔ کیونکہ جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ شہروں میں اور تقریباً تمام علاقوں میں بجلی کی وائر لائنز موجود ہیں ۔ تھوڑے علاقے باقی رہتے ہیں ۔ ان میں بجلی مہیا کرنا بہت آسان ہے اور اس سے حکومت کو ٹیکنیکل دشواریاں پیش نہیں آئیں گی ۔ مالی وسائل کا بوجھ بھی حکومت کے اخراجات پر کم پڑے گا ۔ تو جناب والا ! چونکہ مجھے لائل پور شہر کے عوام نے اپنی نمائندگی کا حق دیا ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی ترمیم پیش کرنے میں حق بجانب بھی ہوں اور مخلص بھی ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب! اس میں ایک زیادہ آسان طریقہ یہ تھا کہ آپ ایک independent قرارداد دے دیتے ۔ اس طرح آپ کا حلقہ اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاتے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں تو اب بھی اپنی اس رائے پر قائم ہوں ۔ اگر اس میں ترمیم قبول کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں عوام کا زیادہ فائدہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : ایک technical objection لے لی گئی ہے جس میں بڑا وزن ہے ۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس ترمیم کو واپس لے لیں اور ایک علیحدہ قرارداد پیش کر دیں جو کہ اگلی بار آ جائے گی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسے واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے ؟

آوازیں : اجازت ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ قرارداد نمبر 4 میں وارد ہونے والے الفاظ "فوری طور پر" حذف کئے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ترمیم شدہ قرارداد برائے منظوری ایوان میں پیش ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت قصبہ حسن آباد تحصیل رحیم یار خان کو بجلی فراہم کرنے کے لئے اقدامات کرے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : کورم نہیں ہے تو کورم ہو جائے گا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! کورم بھی نہیں ہے اور محرک بھی نہیں ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ہاؤس کو ملتوی کر دیا جائے کیونکہ چار قراردادیں ہو چکی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا ہاؤس کو کل تک ملتوی کر دیا جائے ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 9.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 12 نومبر 1976ء بروز جمعۃ المبارک 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب کا انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک ۔ 12 نومبر 1976ء

(جمعتہ المبارک ۔ 19 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ
الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ هُم بِهِ يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا
آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ
أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا
رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا
أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝

پ ۔ س ۲۸ ۔ آیت ۵۱ تا ۵۵

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس دین کی اچھی تعلیم پے در پے بھیجی تاکہ نصیحت حاصل کریں۔ جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جن لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس سے پہلے فرمانبردار ہیں۔ ان لوگوں کو اجر دیا جائے گا دو بار صبر کرنے کے سبب سے کہ یہ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال۔ تمہارے حق میں ہم جاہلوں کے خواہاں نہیں ہیں۔

صدق اللہ العظیم

اراکین اسمبلی کی رخصت

رائے فتح محمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے فتح محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں مورخہ 8 نومبر 1976ء کو بوجہ طبیعت کی ناسازی اسمبلی اجلاس کی کارروائی میں شرکت نہ کر سکا۔ از راہ کرم اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار صغیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار صغیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مورخہ 8 نومبر 1976ء اور 10 نومبر 1976ء کو بوجہ مصروفیت حاضر اجلاس نہ ہو سکا۔ براہ کرام ان ایام کی حاضری excuse فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر دوست محمد لالی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مہر دوست محمد لالی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مورخہ 8 نومبر 1976ء کو وزیر اعلیٰ کی چینوٹ

میں تشریف آوری کے موقع پر وہاں چلا گیا تھا۔
اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا اس دن کے
لئے رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : آج تو وقفہ سوالات نہیں۔ ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ایک تو ایوان کورم میں نہیں اور دوسرے یہ کہ وزیر متعلقہ بھی غیر حاضر ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں تحریک التوائے کار نہیں لی جا سکتی۔

مسٹر سپیکر : وزیر صاحب تو موجود ہیں۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ایوان کورم میں نہیں۔

مسٹر سپیکر : میرا تو خیال تھا کہ تحریک التوائے کار ہو جائیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو آپ کی مرضی ہے۔

چوہدری طالب حسین : میں نے تو اس سے قبل ہی کورم کا اعتراض کر دیا تھا۔ لیکن اگر آپ انہیں لینا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔ ممبران کی معقول تعداد تو ہے۔ کورم پورا ہے۔

چوہدری طالب حسین : ٹھیک ہے۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک صاحب ! آپ نے کوئی خاص نمبر تحریک التوائے کار بتایا تھا ، وہ کیا ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس کا نمبر 83 ہے ۔

ضلع گجرات سکارپ ایریا 2 میں سرکاری ٹیوب ویلوں کو محکمہ نہر کی طرف سے تاحکم ثانی بند کرنا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع گجرات سکارپ ایریا II میں واقع ہے ۔ سرکاری ٹیوب ویل مورخہ 4 نومبر 1976ء سے تاحکم ثانی محکمہ نہر نے بند کر دیئے ہیں ۔ ٹیوب ویلوں کی بندش عین ایسے موقع پر کی گئی ہے جبکہ کاشتکاران گندم کی فصل کاشت کر رہے ہیں ۔ اس بندش کی وجہ سے گندم کی کاشت برے طریقہ سے متاثر ہوئی ہے اور کاشتکاران ضلع گجرات میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے ۔ چونکہ ان اہم ایام میں سرکاری ٹیوب ویلوں کو بند کرنا کاشتکاران و حکومت کے خلاف ایک سنگین سازش ہے ۔

چوہدری صاحب آپ تو فرما رہے تھے کہ آپ نے اس سلسلے میں وزیر انہار کے ساتھ گفتگو کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں نے گفتگو کی تھی ۔ انہوں نے مجھے فرمایا تھا کہ جب میں اسے ایوان میں پیش کروں گا ۔ تو وہ تصدیق کرکے بتائیں گے کہ یہ ٹیوب ویل کیوں بند کئے گئے ہیں ۔ تو وہ بھی بڑی سبکی سی محسوس کر رہے ہیں کہ یہ ٹیوب ویل بند ہوگئے ہیں ۔ خاص طور پر ان ایام میں جب کہ گندم کی کاشت کی جا رہی ہے ۔ تو انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ صبح اس کے متعلق بیان دیں گے ۔

وزیر خزانہ : اس کے متعلق تو سردار نصر اللہ دریشک صاحب ہی بتا سکیں گے اور آج وہ دورے پر ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون اس پوزیشن میں نہیں کہ وہ اس کا جواب دے سکیں ۔ یہ ٹیکنیکل سی بات ہے اور وزیر متعلقہ لاہور میں نہیں ۔ غالباً یہ تحریک ان کے نوٹس میں نہیں آئی ۔ اس لئے کہ اس کا نمبر بڑا دور ہے ۔ وہ کب واپس آ رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ : وہ سوموار کو آئیں گے اور اس وقت تک معلومات بھی فراہم کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تو پھر میں اس تحریک کو التواء میں رکھ لیتا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! تو اب آپ تحاریک التوائے کار نمبر 36 اور 37 لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : تحریک نمبر 36 سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے اور نمبر 37 بھی انہی کی ہے ۔ تحریک نمبر 39 چوہدری محمد حنیف صاحب کی ہے اور اسی مضمون کی ہے ۔ وہ اس وقت ایوان میں نہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں حاضر ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اب میں سید طاہر احمد شاہ کی تحریک التواء نمبر 36 لیتا ہوں ۔ یہ 30 اکتوبر 1976ء کو آئی تھی اور اجلاس یکم نومبر کو شروع ہوا تھا ۔ یہ بروقت ہے ۔

لاہور میونسپل کارپوریشن کے سینٹری انسپکٹروں کی طرف سے خاکروبوں اور دوسرے عملہ صفائی کی تنخواہوں کے جعلی بل تیار کرنا

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 8 ستمبر 1976ء کے مطابق لاہور میونسپل کارپوریشن کے سینٹری انسپکٹر خاکروبوں اور دوسرے عملہ صفائی کی تنخواہوں کے جعلی بل تیار کرتے ہیں اور تنخواہ خود وصول کرتے ہیں ۔ مزید برآں خاکروبوں کی تنخواہوں میں سے 30 سے 40 فی صد رقم کٹوتی کرتے ہیں اور انہیں من مانی کرنے کا موقع دیتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر رہتے ہیں ۔ سینٹری انسپکٹرز کی ان مبینہ دھاندلیوں کے باعث شہر میں صفائی کی صورت حال ابتر ہو گئی ہے ۔ جس سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

یہ تحریک التواء بلک عبدالقیوم صاحب سے متعلق ہے ۔ دوسری تحریک کون سی ہے ؟

چوہدری طالب حسین : دوسری کا نمبر 87 ہے ۔

لاہور اومنی بس کی انتظامیہ کا روٹ نمبر 27 ۔ 28 اور 28 بی پر چلنے والی بسوں کو بند کرنا ۔

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور اومنی بس کی انتظامیہ نے نیو کیمپس سے رنگ محل اور ریلوے سٹیشن کے درمیان چلنے والی 28 ۔ 27 اور 28 بی روٹ کی تمام بسیں بند کر دی ہیں جس کی وجہ سے وحدت کالونی کوارٹرز ، پوسٹل کالونی ، نیو مسلم ٹاؤن ، پاک کالونی اور کلفٹن کالونی اور دوسری ملحقہ آبادیوں کے مکینوں کو آمد و رفت کی اس سستی سہولت سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ مذکورہ روٹوں پر پہلے ہی بسیں نہ ہونے کے برابر تھیں ۔ لیکن اومنی بس انتظامیہ کے اس حالیہ اقدام نے رہی سہی یہ سہولت بھی چھین لی ہے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر ! بہت سی بسیں سنا ہے ، مرمت طلب کھڑی ہیں ۔ جو کئی سو کی تعداد میں ہیں ۔ اگر متعلقہ وزیر توجہ فرما کر انہیں چالو فرما دیں تو عوام کو زیادہ سہولت مہیا ہو سکے گی ۔ کس قدر لوگوں کو دشواری ہے ۔ میرے پاس لوگ آتے ہیں اور کہانیاں سناتے ہیں کہ گھنٹوں بسیں نہیں ملتیں اور وہ بڑی مصیبتوں سے آتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب نہیں ہیں ؟ ان کی تحریک التوا نمبر 18 ہے ۔ میں اسے پہلے پڑھ چکا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : آج تین تحریکیں جناب والا نے پڑھی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے بھی نوٹ کیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : اور تینوں کے متعلقہ وزرا نہیں ہیں ۔ آپ ہی کا حکم تھا کہ ایک ہی وزیر ہو تو تمام حکومت کی طرف سے ذمہ دار ہوتا ہے اور اس نے جواب دینے ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب میں تحریکیں بالترتیب لے رہا ہوں ۔ نمبر 17 ۔ سید تابش الوری صاحب کی یہ تحریک میں پہلے پڑھ چکا ہوں ۔ اب میں دوبارہ پڑھ رہا ہوں چوہدری صاحب ! میں نے نوٹ کیا ہے اور میں آپ سے اتفاق کر رہا ہوں ۔ نمبر 17 اور 48 لے رہا ہوں ۔ فاضل وزیر جنگلات ! تحریک التوا نمبر17 شائد آپ کے محکمے سے متعلق ہے ۔

وزیر جنگلات : جناب والا ! میں دس منٹ کی اجازت چاہوں گا ۔ پھر ابھی آ کر جواب دیتا ہوں ۔ میں کاغذ لے آؤں ۔ میرے پاس جواب تیار ہے ۔

چوہدری طالب حسین ! کیا فائدہ ہے اس سارے ڈرامے کا ؟ کس لئے آپ لوگوں کو یہاں بلاتے ہیں ۔ سوا سال سے قائد ایوان اس ایوان میں حاضر نہیں ، سوائے دو دفعہ کے ، اور وہ بھی پانچ پانچ منٹ کے لئے ۔ قائم مقام قائد ایوان اس ایوان کو چلا رہے ہیں ۔ آج اس ایوان میں سوائے دو وزراء کے کوئی وزیر حاضر نہیں جو اپنے متعلقہ محکموں کا جواب دے سکے ۔ یہ اہمیت ہے اس اسمبلی کو حاصل ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! سارا مسئلہ اصل میں یہ ہے جو ہمارے حزب اختلاف کے دوست اپنی مرضی سے تحریک التوا رکھوا لیتے ہیں ۔ اگر یہ ترتیب سے چلتی رہیں تو ہم ہر محکمے کی ذمہ داری لیتے ہیں ، چاہے اس محکمے کے وزیر ہیں یا نہیں ۔ لیکن یہ اچانک کسی تحریک التوا کو ترجیح دلواتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اس لئے ان پہ تو کیا نہیں ۔ مگر اب تو بالترتیب آنے لگی ہیں ۔

وزیر قانون : بالترتیب آنے لگی ہیں تو اس لحاظ سے انشاءاللہ اب جواب بھی ملتے جائیں گے ۔ لیکن اگر اس طرح ترجیحات دلواتے رہیں کہ یہ پہلے لے لی جائے اور وہ پہلے لے لی جائے ۔

چوہدری طالب حسین : لیکن اس میں بھی کوئی ایسی تحریک نہیں ہے ، جس کے متعلق کم از کم ایک روز پہلے نوٹس نہ دیا گیا ہو ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! میں سمجھ سکتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ فاضل وزیر اگر دورے پر ہیں ، آپ نے چوبیس گھنٹے پہلے کا نوٹس بھی دے دیا

I can't recall him from his tour.

چوہدری طالب حسین : ہم ان کو مجبور نہیں کر سکتے کہ تمام وزراء اس ایوان میں حاضر ہوں ۔ نہ کوئی ایسا قانون ہے اور نہ ہم اس کا کوئی مطالبہ کرتے ہیں ۔

وزیر قانون : 87 نمبر کا جواب بھی موصول ہو چکا ہے ۔ اس وقت میرے پاس ہے میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مثلاً کل آپ نے 85 کا نوٹس دیا تھا ۔ منیئر منسٹر کو میں نے اس کا نوٹس تو دے دیا مگر جو فاضل وزیر اب اس ہاؤس میں ایک دن پہلے دورے پر گئے ہوئے ہیں ان کو 87 کا نوٹس نہیں مل سکتا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس ایوان میں تمام وزراء کی حاضری ممکن نہیں ہو گی اور نہ کبھی اس کا مطالبہ اس جانب سے ہوا ہے ۔ لیکن تمام وزراء تو دوروں پر نہیں ہوتے ۔

مسٹر سپیکر : 87 کے متعلق آپ کچھ فرما رہے تھے ۔

وزیر قانون : آپ پڑھیں گے یا میں جواب دینا شروع کردوں ؟

مسٹر سپیکر : میں نے تو اسے پڑھ دیا ہے ۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ میں دوبارہ پڑھ دوں ۔ کہیں پتہ ہی نہ چلے کہ کون سی تحریک ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور اومنی بس کی انتظامیہ نے نیو کیمپس سے رنگ محل اور ریلوے سٹیشن کے درمیان چلنے والی 27 ۔ 28 اور 28 بی روٹ کی تمام بسیں بند کر دی ہیں جس کی وجہ سے وحدت کالونی کوارٹرز ، پوسٹل کالونی ، نیو مسلم ٹاؤن ، پاک کالونی اور کلفٹن کالونی اور دوسری ملحقہ آبادیوں کے مکینوں کو آمد و رفت کی اس سستی سہولت سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ مذکورہ روٹوں پر پہلے ہی بسیں نہ ہونے کے برابر تھیں ۔ لیکن اومنی بس انتظامیہ کے اس جائز اقدام سے رہی سہی یہ سہولت بھی چھین لی گئی ہے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! واقعات اس طرح ہیں کہ روٹ 27 ۔ 28 اور 28 بی پر یونیورسٹی کیمپس اور اس سے ملحقہ آبادیوں کی سفری سہولت کو پورا کرنے کے لئے بسیں باقاعدگی سے چلتی رہی ہیں ۔ لیکن 30-10-76 کو ایسا نا خوشگوار واقعہ پیش آیا جس کے بعد لاہور اربن بس سروس کے ملازمین کی جان، عزت اور بسوں کی حفاظت خطرے میں پڑ گئی ۔ مندرجہ بالا تاریخ کو روٹ نمبر 28 اے پر چلنے والی بس نمبر ایل۔ای۔ایچ 9343 جو یونیورسٹی کیمپس سے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جا رہی تھی تو طلبہ نے اس نئی بس کو نذر آتش کر دیا ۔ اس واقعے سے نہ صرف حکومت کے سرمائے سے خرید کردہ بس تباہ ہوئی بلکہ لاہور اربن بس کے کنڈیکٹر اور ڈرائیور کے کام میں بھی خوف و ہراس پھیل گیا ۔ چنانچہ یونیورسٹی کیمپس تک بس لے جانا مخدوش سمجھا گیا ۔ اس لئے مندرجہ بالا تمام راستوں کی بسیں وحدت روڈ پر نقشہ سٹاپ تک محدود کر دی گئیں ۔ آج صبح سے روٹ 27 اور 28 کی تمام بسیں نقشہ سٹاپ سے بڑھا کر وحدت کالونی کی آخری حد یعنی بھیکے وال موڑ تک بڑھا دی گئی ہیں ۔ حالات سازگار ہونے پر امید ہے کہ یہ بسیں 13 نومبر سے یونیورسٹی کیمپس تک بھی جائیں گی ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ایک بڑی فزیکل مشکل ہے ۔

چوہدری طالب حسین : فزیکل مشکل جس کو آپ فرما رہے ہیں آپ اندازہ لگائیں کہ اگلے روز وزیر اطلاعات نے اور دوسرے روز وزیر قانون ، بلکہ وزیر تعلیم نے اس ایوان میں یہ بیان دیا تھا کہ وہاں صورت حال بالکل قابو میں ہے ۔ اور قطعاً کسی قسم کا نقص امن کا اندیشہ نہیں ۔ حالات بالکل نارمل ہیں ۔ لیکن دوسری طرف ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہاں صورت حال مخدوش تھی ۔ ایک بس کو چونکہ آگ لگا دی گئی اس لئے وہاں بسوں کا چلنا محفوظ نہ تھا ۔ جناب والا ! ان کی اپنی ایک حرکت کی وجہ سے طلبہ نے اس بس کو آگ لگائی ۔ بلکہ طلبہ کا یہ دعویٰ ہے کہ خود حکومت نے اپنے ایکشن کو justify کرنے کے لئے اس بس کو آگ لگائی ۔ لیکن یہ ایک علیحدہ پہلو ہے ۔ سوال صرف یہ ہے کہ ان آبادیوں کے مکینوں کا کیا گناہ ہے ۔ وہ نہ تو کاروں کے مالک ہیں ، نہ ان کے پاس وہاں کوئی رکشہ جاتا ہے ، نہ کوئی ٹیکسی اور نہ کوئی تانگہ ۔ محض ایک بس ہی ان کی آمد و رفت کا ذریعہ تھی ۔

کچھ لوگ اپنا روزگار کمانے کے لئے یہاں آتے تھے ، کچھ لوگ دفتروں میں آتے تھے - لیکن دس روز تک ان کو بغیر ان کے کسی گناہ کے اس سواری سے محروم رکھا گیا جس کی بنا پر انہیں اپنا روزگار کمانا مشکل ہو گیا - اور دفاتر میں وقت پر پہنچنا تو کجا ، پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ ہی نہ تھا - جناب والا ! کیا ایسی صورت حال میں یہ حکومت دعویٰ کر سکتی ہے کہ امن و امان کی صورت حال قابو میں تھی اور وہاں حالات نارمل تھے ؟ اگر یہ حکومت شہر کی کئی آبادیوں کے مکینوں کو ٹرانسپورٹ مہیا کرنے میں ناکام رہی ہے ، صرف اس بنا پر کہ وہاں اس امر کا خدشہ موجود ہے کہ کسی بس کو طلبہ گھیرے میں لے کر نقصان نہ پہنچائیں تو کیا یہ دعویٰ حکومت کر سکتی ہے کہ یہ حکومت اس صوبے پر حکمرانی کر رہی ہے ، یا حکومت اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے کس طرح انکار کر سکتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ کی کیا رائے ہے ، حکمرانی کر رہی ہے یا نہیں ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ حکومت صرف لوگوں کو ڈنڈوں سے ہانک رہی ہے - اور اپنے سیاسی مخالفین کو جیلوں میں بند کر رہی ہے ورنہ جہاں تک حکومت کرنے کا تعلق ہے ، نہ انہیں علم ہے کہ حکومت کس کو کہتے ہیں اور نہ انہیں حکومت کرنی آتی ہے - ورنہ لوگوں کی مشکلات کا ازالہ کرنا ہر حکومت کا فرض ہوتا ہے -

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میرا اپنا خیال ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف جذبات میں بہت ساری باتیں کہہ گئے ہیں - یہ علاقہ خود میرے حلقہ نیابت سے تعلق رکھتا ہے اور میں یہاں سے انتخاب میں کامیاب بھی ہوا تھا - مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ کیمپس بالکل ایک سائیڈ پر ہے اور دوسری آبادی بالکل دوسری سائڈ ہے - کیمپس میں جو روٹ مڑ کر جاتا ہے ، وہ اس آبادی پر اثر انداز نہیں ہوتا - جو آبادی ، میں نے کہا ہے کہ ہم بھیکے وال تک اس کو لے جا رہے ہیں - اس سے یونیورسٹی کیمپس تو متاثر ہو سکتا ہے - لیکن یہاں کی آبادی پر اس کا اثر نہیں ہوتا - لیکن یہ نہیں کہ مکمل طور پر اس کو بند کیا ہے - اس میں کچھ حصے تک بسیں چل رہی ہیں - اب جس صورت حال کی طرف قائد حزب اختلاف نے اشارہ

کیا ہے کہ اس دن وزیر تعلیم نے یہ کہا ہے کہ صورت حال قابو میں ہے اور آج یہ کہا جا رہا ہے کہ حالات مخدوش ہیں ، میرے خیال میں دونوں باتوں میں تضاد نظر نہیں آتا ۔ کنٹرول میں ہونا لاء اینڈ آرڈر کا ایک اور بات ہے ۔ لیکن مکمل طور پر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ایک بات یہ کہی ہے کہ ڈرائیور نہیں جاتا ۔ ایک مرتبہ ایک واقعہ ہو گیا ہے ، لاء اینڈ آرڈر ہونے کے باوجود بھی ،

He says that he would not go. There is a point that you have been able to make.

وزیر قانون : اور وحدت روڈ ، جس کا ذکر کر رہے ہیں ، اس کے آخری موڑ بھیکے وال تک تو آج سے بسیں چلنی شروع ہو گئی ہیں ۔ اس سے پہلے بھی جو ٹرن لیتی تھیں ، وہاں تک نہیں جاتی تھیں ۔ نقشہ سٹاپ پر جاتی تھیں ۔ اب انہوں نے نقشہ سٹاپ نہ دیکھا ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : انہوں نے کہا ہے کہ ڈرائیور نہیں جاتے ہیں ۔ تو کیا وہ گورنمنٹ کے ملازمین نہیں ہیں ؟ ان کے خلاف کیا اقدام کئے گئے ہیں ؟ کیا حکومت کے پاس اور ایسے ڈرائیور موجود نہیں ہیں ؟ یا کم از کم آپ مجھے یہ بتائیں کہ ڈرائیور کی جان کو کہاں خطرہ لاحق ہے ۔

Mr. Speaker : Every possible step is being taken.

وزیر قانون : 13 نومبر سے بسیں یونیورسٹی کیمپس تک چلنی شروع ہو جائیں گی ۔

مسٹر سپیکر : 13 نومبر ؟

وزیر قانون : جی ہاں ۔

چوہدری طالب حسین : تیرہ دن کی تکلیف لوگوں کو آپ کے خیال میں کوئی تکلیف نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر : اب ہوگئی جو تکلیف ہونی تھی ۔

چوہدری طالب حسین : ہو تو گئی ہے مگر اس حکومت کو کوئی احساس نہیں ہے کہ تکلیف بھی کوئی چیز ہوتی ہے ۔
because they don't represent the people now.

وزیر قانون : اور جو لوگ نمائندگی کر رہے ہیں وہ بھی ہمیں نظر آ رہے ہیں

چوہدری طالب حسین : نمائندگی وہ نہیں کرتے جن کے پاس ڈنڈا ہو ۔ وہ لوگوں کو جیلوں میں نہیں ڈالتے ۔

وزیر قانون : نمائندوں کی سیٹیں بھری ہوئی ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : سیٹیں لوگوں کو جیلوں میں بھیجنے سے اور اغواء کرنے سے خالی پڑی ہوئی ہیں ۔ اب آپ بات کرتے ہیں ۔ لوگوں کو جیلوں میں بھیج کر سیٹیں خالی کروا لی ہیں ۔

وزیر قانون : جو روایات آپ نے رکھی ہیں ان کا بھی ذرا ذکر کر دیا کریں ۔ اگر آپ اس صوبے میں کوئی اچھی روایات چھوڑ جاتے تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی ۔ جو روایات آپ نے چھوڑی ہیں وہ بھی اس صوبے کی تاریخ کا حصہ ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : یہ بات اب بہت پرانی ہو چکی ہے ۔ آپ ہی کوئی اچھی روایات قائم کریں ۔

Mr Speaker : Let us not enter into that controversy. I hope that the Hon'ble Minister as well as the Leader of the Opposition will measure swords on some other occasion.

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں اس تحریک التواء کے merits میں نہیں جانا چاہتا اور یہ نہیں بتانا چاہتا کہ اس کا پس منظر کیا ہے ۔ جناب سپیکر ! میرا جہاں تک مشاہدہ ہے اور آپ اس ایوان میں بھی محسوس کرتے ہیں کہ اکثر وزیروں کے بیانوں میں بڑا تضاد پایا جاتا ہے ۔ آج وزیر قانون صاحب نے جو یقین دہانی کروائی ہے کہ وہاں پر بسیں چلانا شروع کر دی گئی ہیں ۔ جناب والا ! جن دنوں کے لئے ان روٹوں پر بسیں بند کی گئی ہیں جب حکومت اپنے آپ کو ایک عوامی حکومت کہلاتی ہے اور عوام کے مسائل حل کرنے کا روزانہ ڈھنڈورا پیٹتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ

اپنے وعدوں میں مخلص نہیں ہیں بلکہ ان کے جو اعمال ہیں - ان کے افعال اور قول میں تضاد بھی ہے -

مسٹر سپیکر : سید صاحب تقریر کرنے کے اور بھی کافی مواقع ہیں -

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں یہ کہتا ہوں کہ غریب لوگوں کو ایک خاص عرصہ تک بسوں میں سفر کی سہولت سے محروم رکھا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : انہوں نے بتا دیا ہے کہ کل سے پوری بسیں چلنا شروع ہو جائیں گی - چند دنوں سے تقریباً تقریباً پوری بسیں چلنا شروع ہو گئی ہیں -

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ امن عامہ پوری طرح قابو میں ہے - ایک طرف تو حکومت کا دعویٰ ہے کہ امن عامہ پوری طرح ہمارے کنٹرول میں ہے دوسری طرف یہ ہے کہ بسوں کی حفاظت ان کے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کی حفاظت کرنے سے بھی یہ حکومت قاصر ہے - ان کے اپنے بیان کے مطابق انہیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ ان کی جان اور بسیں جو ہیں وہ محفوظ نہیں ہیں -

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 17 تھی جو چڑیا گھر میں پریس فوٹو گرافروں کی داخلے پر پابندی عائد کرنے کے متعلق تھی -

وزیر جنگلات و ڈیری ڈویلپمنٹ : جناب سپیکر ! یہ بات صحیح نہیں ہے کہ چڑیا گھر میں پریس کے فوٹو گرافروں پر کوئی پابندی ہے - اس کا ثبوت خود "لوائے وقت" کی اشاعت (ان کی خبر ہے 25 ستمبر کی) مورخہ 28 ستمبر 1976ء کے صفحہ نمبر 2 پر چڑیا گھر کی تصاویر سے واضح ہے - مزید براں روزنامہ "مشرق" کی اشاعت مورخہ 28 ستمبر صفحہ نمبر 4 پر ہے اس کے بعد "روزنامہ امروز" کی اشاعت مورخہ 28 ستمبر صفحہ نمبر 2 پر ہے - - -

Mr. Speaker : Your statement is that there are no such restrictions. The motion is not allowed.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) شاہرات پنجاب مصدرہ 1976

(مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1976ء)

(جاری)

(کلاز 3)

Mr. Speaker : Now we go on to legislation. Clause 3 is under consideration, yes, Chaudhri Talib Hussain.

Chaudhri Talib Hussain : I beg to move :

> That in Clause 3 of the Bill, in the proposed Section 6 of the Punjab Highways Ordinance, 1959, for the proposed subsection (2), the existing sub section (2) of Section 6 of the Principal Ordinance be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 3 of the Bill, in the proposed Section 6 of the Punjab Highways Ordinance, 1959, for the proposed sub-section (2), the existing sub-section (3) of Section 6 of the Principal Ordinance be substituted.

(At this stage Haji Muhammad Saifullah Khan occupied the Chair)

Chaudhri Talib Hussain : I beg to move :

> That in Clause 3 of the Bill, the proposed sub-section (4) of Section 6 of the Punjab Highways Ordinance, 1959, be deleted.

Mr. Chairman : The motion is :

> That in Clause 3 of the Bill, the proposed sub-section (4) of Section 6 of the Punjab Highways Ordinance 1959, be deleted.

Chaudhri Talib Hussain : I beg to move :

> That in Clause 3 of the Bill, in the proposed sub-section (4) of Section 6 of the Punjab Highways Ordinance 1959, the words "irrigation water", occurring in line 4, be deleted.

Mr. Chairman : The motion is :

> That in Clause 3 of the Bill, in the proposed sub-section (4) of Section 6 of the Punjab Highways Ordinance 1959, the words "irrigation water", occurring in line 4, be deleted.

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! یہ کلاز ہی موجودہ ترمیمی بل میں جو کہ اس وقت ایوان میں زیر غور ہے اس کے مطابق پرنسپل آرڈیننس کی دفعہ 6 کو تبدیل کر کے موجودہ دفعہ ایوان میں پیش کی گئی ہے۔ اور اس سے دفعہ 6 پرنسپل آرڈیننس میں چند تبدیلیاں کی جانی مقصود تھیں۔ جناب والا ! اگر ہم اس تبدیلی کی طرف جو کہ اس ترمیمی دفعہ کے تحت کی جانی مقصود ہے اور جس کا ذکر اس بل کی ابتدائی خواندگی کے وقت حکومت کی طرف سے کیا گیا تھا اس سے ایک ہی بات سامنے آتی ہے کہ حکومت کا دعویٰ اس بل کو پیش کرتے وقت اور اس موجودہ دفعہ کو تبدیل کرتے وقت یہ ہے کہ موجودہ دفعہ ناجائز انفورسمنٹ جو کہ ہائی ویز روز کا معمول بن گئی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے اور ان کا تدارک کرنے کے لئے یہ تبدیلی لازم سمجھی گئی ہے۔ جناب والا ! اگر ہم پرنسپل آرڈیننس کی دفعہ 6 کا تفصیل سے جائزہ لیں اور اس پر غور کریں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ پرنسپل آرڈیننس کی دفعہ 6 جس کی بجائے موجودہ دفعہ 3 کے ذریعے ترمیم کی جانی مقصود ہے اس میں تمام وہ اختیارات ہائی ویز اتھارٹی کے پاس موجود ہیں۔ جو کہ ہائی ویز پر کسی قسم کے تجاوزات کو روکنے کے لئے، ان کا تدارک کرنے کے لئے اور ان کو دور کرنے کے لئے حکومت کے پاس ہونے چاہئیں۔ اس دفعہ میں ہر بات موجود ہے کہ

کوئی بھی شخص ہائی ویز اتھارٹی کی تحریری اجازت کے بغیر ہائی ویز پر کسی قسم کی کوئی رکاوٹ یا ہائی ویز پر کوئی سائن بورڈ نصب نہیں کرے گا۔ اور ہائی ویز اتھارٹی کو اس قسم کے تجاوزات کی جو عارضی طور پر ہو گی، اجازت دینے کے خاص اختیارات اس دفعہ میں موجود ہیں جو کہ دفعہ 6 میں بیان کیا گیا ہے کہ ہائی ویز اتھارٹی کسی شخص کو عارضی تجاوزات کی مناسب شرائط پر جو شرائط حکومت مناسب خیال کرے۔ اور اس مقرر کردہ میعاد کے لئے جو کہ حکومت ایسی اجازت دیتے وقت مقرر کرے گی۔ اجازت دے سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی کسی تحریری اجازت کے بغیر کوئی تجاوز کرے گا تو اس کو دور کرے یا اس کا تدارک کرنے کے لئے طریقہ بھی اسی دفعہ میں واضح اور جامع طور پر بیان کیا گیا ہے۔ دفعہ 6 میں یہ کہا گیا ہے کہ ایسا کوئی شخص جو کہ بغیر اجازت کے تجاوز کرے گا تو حکومت ایک مناسب میعاد کے نوٹس کے ذریعہ اس کو اس قسم کے تجاوز کے دور کرنے کے لئے کہہ سکتی ہے اور اس کو پچاس روپے جرمانہ ہو سکتا ہے۔ اگر مقررہ میعاد کے اندر وہ شخص یہ تجاوز دور نہ کرے گا تو ہائی ویز اتھارٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اس میعاد کے گزرنے کے بعد وہ خود اس کو اپنے خرچہ پر ہٹا دے اور اس خرچہ کو پورا کرنے کے لئے جو کہ ہائی ویز اتھارٹی نے کیا ہو گا اس شخص کو مناسب نوٹس دے گی کہ وہ خرچہ ہائی ویز اتھارٹی کو فلاں میعاد تک ادا کر دیا جائے۔ اور اگر مقررہ میعاد تک وہ شخص وہ رقم جس کا سرٹیفیکیٹ ہائی ویز اتھارٹی خود دے گی کہ اس کے اٹھانے اور اس کے سٹور کرنے پر اس قدر خرچ ہائی ویز اتھارٹی کا آیا ہے وہ ادا نہ کرے تو اس دفعہ کے تحت ہائی ویز اتھارٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ایسا میٹیریل جو کہ وہاں سے ہٹایا گیا ہے، اس کو فروخت کر کے اپنے اخراجات پورے کرے۔ اگر وہ رقم ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو بقایا رقم بطور ایریرز آف لینڈ ریونیو ہائی ویز اتھارٹی وصول کر سکتی ہے۔ جناب والا! ان اختیارات کی

موجودگی میں جو کہ پرنسپل آرڈیننس کی دفعہ 6 میں موجود ہیں کسی قسم کے ناجائز تجاوز کا امکان موجود نہیں ہے بشرطیکہ ان اختیارات کو جائز، صحیح اور بروقت بائی ویز اتھارٹی استعمال کرے۔ ان اختیارات کی موجودگی میں ہمارے سامنے روز افزوں ناجائز تجاوزات کی وبا پھیلتی جا رہی ہے۔ جس سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ناجائز تجاوزات میں اضافہ اس لئے نہیں ہو رہا ہے کہ حکومت یا بائی ویز اتھارٹی کے پاس ان کو ہٹانے اور ان کا تدارک کرنے کے لئے اور ان کو روکنے کے لئے پورے اور مناسب اختیارات موجود نہیں ہیں، بلکہ اس کی صرف اور صرف ایک وجہ ہے کہ حکومت ان اختیارات کو جو کہ دفعہ 6 میں پہلے ہی سے موجود ہیں۔ مناسب وقت اور صحیح طریقہ سے درست طور پر استعمال نہیں کرتی ہے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ناجائز تجاوزات کا تدارک نہ ہو سکے۔

جناب والا! اگر ہمارے سامنے یہ تجویز موجود ہے کہ مناسب اختیارات کی موجودگی کے ہوتے ہوئے حکومت ایسے تجاوزات کو روکنے اور ہٹانے میں ناکام رہی ہے تو پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ان اختیارات میں اگر اضافہ بھی کیا جائے تو حکومت ایسے تجاوزات کا تدارک کر سکے گی، اس لئے میرا دلیل یہ ہے کہ ناجائز تجاوزات اختیارات نہ ہونے کی وجہ سے سرزد نہیں ہوتے ہیں بلکہ حکومت کی اپنی نا اہلی اور کمزوری کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں ورنہ ان اختیارات کی موجودگی میں جن کا میں نے ذکر کیا ہے جو کہ اس دفعہ کے تحت حکومت کے پاس پہلے ہی سے موجود ہیں کسی قسم کے ناجائز تجاوز کا امکان موجود نہیں ہے۔ اب جب کہ ناجائز تجاوزات کی وبا بہت حد تک بڑھ گئی ہے اس میں حکومت کی اپنی اعانت بھی موجود ہے اس لئے کہ ناجائز تجاوزات صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو حکومت کی مدد حاصل ہو اور حمایت حاصل ہو اور حکومت ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکے ورنہ ناجائز تجاوزات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے اگر

یہ صورت حال ہے تو اختیارات زیادہ دینے سے اس بات کا امکان نہیں ہے کہ زیادہ اختیارات میں ان کا تدارک ہو سکے گا ۔ بلکہ ان ناجائز تجاوزات کی رفتار کسی طرح سے بھی کم نہ ہوگی ۔ البتہ اس سے یہ امکان موجود ہے کہ ان اختیارات کو حکومت ایسے افراد پر جن کے چہرے ان کو پسند نہ ہوں یا جن کے فعل ان کو پسند نہ ہوں ، استعمال کرے ۔ اور ان اختیارات کو ان پر جانبدارانہ طور پر استعمال کرے ۔ اگر محض اختیارات کے حصول سے ان کا تدارک کیا جا سکتا تو موجودہ قانون کی اس دفعہ میں جو اختیارات کے حصول کی کوشش کی گئی ہے اس کے لانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہ ہوتی ۔

جناب والا ! اس میں دوسری دلیل یہ ہے کہ کسی قسم کے ناجائز فعل کے تدارک کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ کے پاس بہت زیادہ تعزیراتی اختیارات ہوں جیسا کہ موجودہ دفعہ کے تحت ان فوجداری اختیارات کے حصول کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اور اس میں جو ترامیم مقصود ہیں ان کے ذریعے excess اختیارات حاصل کرنا مقصود ہیں ۔ جناب والا ! اس میں دو ۔ تین چیزیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ایک تو نوٹس ہے جس کا پہلی دفعہ میں ذکر تھا اس میں reasonable notice کا لفظ استعمال کیا گیا تھا اور reasonable notice کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں کئے گئے تھے بلکہ اس کو discretion حالات کے مطابق ان اتھارٹیز کے پاس دے دیئے گئے تھے کہ فیصلہ کرتے وقت وہ خود اس بات کا بھی فیصلہ کریں کہ کتنے دن کا مناسب نوٹس ان معروضی حالات کے مطابق خیال کیا جائے گا ۔ لیکن موجودہ دفعہ میں یہ ترمیم کی گئی ہے کہ جہاں نوٹس کا ذکر موجود ہے اس میں minimum 24 hours درج کر دیئے گئے ہیں ۔ ہمارا تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ جہاں بھی آپ اس قسم کی قدغن لگائیں گے تو اس کا استعمال بالکل الٹ طریقہ سے کیا جاتا ہے ۔ اس موجودہ ترمیم کی وجہ سے اس بات کا امکان ہے کہ بجائے اس کے کہ نوٹس دہندہ اتھارٹی ان معروضی حالات کے مطابق

یہ فیصلہ کرے کہ کتنے دن کا نوٹس اس شخص کو ناجائز تجاوزات کے ہٹانے کے لئے مقصود ہے یا پھر ہائی ویز کے جو اخراجات آئے ہیں ان کو پورا کرنا مقصود ہے۔ جناب والا! ہمارا تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ 24 گھنٹے کا نوٹس ہی محض کافی ہے اور آئندہ ہر شخص جو بھی ناجائز تجاوزات کا مرتکب پایا جائے گا اس کو 24 گھنٹے سے زیادہ کا نوٹس کوئی بھی اتھارٹی دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرے گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چونکہ ان کا یہ نوٹس ان حالات کے مطابق نہیں ہو گا جو وقت ان ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کے لئے ضروری ہے اور وہ نوٹس چونکہ وقت کے ان تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اس لئے وہ یا تو بالکل ineffective ہوگا اس صورت میں کہ لوگ اس کی prosecution کو safe کریں گے جو کہ ہائی ویز اتھارٹی خود ان تجاوزات کو ہٹانے کے لئے جبری استعمال کرے گی اور یا پھر یہ ان افسروں کی رشوت ستانی کا ذریعہ ہو گا کہ گویا انہوں نے 24 گھنٹے کا نوٹس دے رکھا ہے۔ اگر ان کی مٹھی کسی طرح سے گرم کر دی جائے تو پھر دس دن بھی گزارے جا سکتے ہیں۔ تو جناب والا! میں نہیں سمجھتا کہ اس reasonable notice کے لفظ کے بعد جو کہ پہلی دفعہ میں بھی موجود تھا اب اس کو تبدیل کر کے کم از کم 24 گھنٹے کا نام دینے کی کونسی ضرورت محسوس ہوئی جب کہ reasonable notice کی discretion بھی ہائی ویز اتھارٹی کے پاس بھی موجود تھی اور جس افسر نے یہ نوٹس دینا تھا اس کے پاس بھی موجود تھی کہ وہ تجویز کرتا کہ کتنے دن کا نوٹس دینا مقصود ہے۔

جناب والا! دوسری تبدیلی جو اس دفعہ کے تحت کی جانی مقصود ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اب کسی ایسے شخص کو جو کہ ناجائز تجاوزات کا مرتکب ہوگا جس کے لئے اس نے ہائی ویز اتھارٹی سے تحریری طور پر اجازت نہیں لی ہو گی اس کی prosecution ہو سکے گی۔ جناب والا! اس میں بھی ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ محض جرم کی prosecution کرنے

ہے اس جرم کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا جب تک اس جرم کو ختم کرنے کے لئے ہر وقت اقدامات نہیں کئے جاتے جیسا کہ اس سے پہلے بھی میں نے ذکر کیا ہے۔ جناب والا! جب پہلے ہی ان کے پاس ایسی ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے اختیارات موجود ہیں اور اگر ان اختیارات کو صحیح طور پر بروئے کار لایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ناجائز تجاوزات کو نہ روکا جا سکے اور ناجائز تجاوزات ان اختیارات کے ہر وقت استعمال کرنے سے ممکن ہی نہیں رہتیں تو پھر ان کو یہ ضرورت کیوں محسوس ہوئی کہ ایسے شخص کی prosecution کی جائے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس میں یہ تفریق بھی ہمیں نظر نہیں آتی کہ کوئی تجاوزات کی prosecution کی جائے گی اور کونسی تجاوزات پر ان کی prosecution نہیں کی جائے گی اس لئے کہ تجاوزات معمولی قسم کی بھی ہو سکتی ہیں اور تجاوزات سنجیدہ قسم کی بھی ہو سکتی ہیں۔ اس دفعہ میں قطعاً اس بات کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ کس قسم کی تجاوزات کی prosecution ضروری سمجھی گئی ہے۔ اس سے تو ناجائز تجاوزات کے استعمال کا ایک وسیع ڈنڈا ان افسروں کے ہاتھ میں تھما دیا گیا ہے کہ کسی شخص کو اگر چاہیں گے تو وہ بلاوجہ یہ نوٹس دے سکتے ہیں کہ آپ نے فلاں جائی وے پر ناجائز تجاوزات کر رکھی ہیں اس لئے آپ کے خلاف prosecution کی جاتی ہے۔ اس کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی اور پھر ناجائز تجاوزات کے لئے اگر کوئی محض معمولی سی چیز بھی کسی جائی وے پر رکھ دیتا ہے تو اس میں منقولہ اور غیر منقولہ کا بھی ذکر نہیں کہ اگر ناجائز تجاوزات immoveable property کی صورت میں ہوں تو ان میں prosecution ہو گی یا moveable property کی صورت میں بھی یا temporary encroachment کی صورت میں بھی prosecution ہوگی۔ اس میں قطعاً کوئی distinction حکومت کے پاس موجود نہیں جس کی تفریق میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں کی جانی نہایت ضروری ہے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی تھی کہ اس قسم کا ڈنڈا یا اس قسم کے

اختیارات ناجائز تجاوزات کی روک تھام کے لئے نہایت ضروری ہیں تو کم از کم انہیں یہ فرق تو کر لینا چاہیئے تھا کہ permanent اور immoveable property کی صورت میں جو ناجائز تجاوزات ہیں اس کی prosecution کے متعلق اختیارات حاصل کرے نہ کہ ہر moveable اور ٹمپریری قسم کی تجاوزات کے متعلق اس قسم کے وسیع اختیارات ان افسروں کو دیئے جائیں - یہ ناانصافی اور harsh punishment کسی طرح سے بھی انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی -

جناب والا ! اسی دفعہ کے سلسلے میں جس طرح یہ اختیارات حاصل کئے گئے ہیں تیسری تبدیلی انہوں نے یہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ سامان یا encroachment جس کو حکومت خود دور کرے گی اس کو ضبط کرنے کا اختیار حکومت نے حاصل کر لیا ہے - جناب والا ! یہ ایک ایسا اختیار ہے جس کے متعلق میں یہ تو نہیں کہتا کہ کسی قسم کی encroachment کرنے والے کے ساتھ حکومت کو ہمدردی کا اظہار کرنا چاہیئے - مجھے کم از کم encroachment کرنے والوں کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہیں اس لئے کہ وہ نہ صرف مفاد عامہ کے خلاف ہے بلکہ عوام کی جان و مال اور ٹریفک کے حادثات میں اضافے کا باعث بنتی ہے لیکن جناب والا ! میں اس بات کے ساتھ ساتھ اس بات کی توقع بھی حکومت سے ضرور رکھتا ہوں کہ ہر شخص کو جس کے خلاف اس قسم کے الزامات لگا دیتے ہیں اور اس کو اس کی سزا دینا چاہتے ہیں کم از کم اس کو یہ موقع تو دیں کہ وہ اپنی بے گناہی کو ثابت کر سکے - آپ ایک افسر کی صوابدید پر اتنے اختیارات دے رہے ہیں کہ وہ جس شخص کا چاہے سامان ضبط کرلے خواہ وہ اس ہائی وے پر موجود ہو یا نہ ہو - اس کا محض انچارج وہ شخص ہے جس کو اس نے نوٹس دینا ہے اور جس نے اس سامان کو ضبط کرنا ہے اور اس کے خلاف قطعاً کسی قسم کا جرم جو اس شخص کے پاس موجود نہیں ہے - اس لئے پہلے قانون میں

سامان کو ضبط کرنے کی گنجائش نہیں رکھی گئی تھی بلکہ اس کے لئے یہ گنجائش رکھی گئی تھی کہ اس کے ہٹانے کے اخراجات اس سامان کو فروخت کر کے پورے کئے جا سکتے ہیں لیکن اب نہ صرف ایک افسر کو انہوں نے اس قسم کی discretion دے دی ہے کہ وہ جس کا چاہے سامان ضبط کر سکتا ہے بلکہ اس کے اخراجات بھی arrears of land revenue کی صورت میں پورے کئے جا سکتے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا کہ موجودہ حالات میں جو کہ اس وقت ہمارے سامنے ہیں اور کسی سے مخفی نہیں ہیں اور جس طرح اختیارات کا ناجائز استعمال چند افراد اپنے اپنے محکموں میں کر رہے ہیں اس سے اس بات کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ ان اختیارات کا استعمال جائز طور پر بہتر نہیں ہو گا۔

جناب والا! علاوہ ازیں جس وقت ہم قانون سازی کرتے ہیں اس وقت ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہ کونسے لوگ ہیں جن کو ہم یہ اختیارات دے رہے ہیں۔ کیا موجودہ معاشرہ ہے یا موجودہ حالات ہیں اور وہ شخص لوگوں میں یہ اعتماد پیدا کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے اختیارات کو جائز طور پر استعمال کر سکیں۔ جناب والا! یہ وہ محکمہ ہے جس کے متعلق اس ملک کے وزیر اعظم بھی کئی مرتبہ اپنے پبلک جلسوں میں ذکر کر چکے ہیں۔ اس محکمہ کو انتہائی کرپٹ محکمہ گردانا جا چکا ہے۔ جناب والا! exceptions ہر جگہ پر موجود ہیں میں اس محکمہ کے دیانتدار لوگوں کی exception کو رد نہیں کرتا لیکن by and large اس محکمہ کی شہرت تمام دوسرے محکموں سے بری ہے تو جب یہ صورت حال ہے تو کیا حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو ایسے اختیارات دے دیئے جائیں جس کو وہ لوگوں کو ناجائز طور پر تنگ کرنے کا ذریعہ بنا لیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ ترمیم کی کوئی جائز اور معقول وجہ نہیں ہے۔

جناب والا! حکومت کی طرف سے اس بل کی پہلی خواندگی پر ہم

اس بات کا اندازہ کرتے رہے ہیں اور مجھے خوشی اس امر کی ہے کہ پہلی خواندگی کو ختم کرتے ہوئے جناب سینئر منسٹر صاحب نے اس وقت یہ فرمایا تھا کہ ہماری گزارشات کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ اس بل میں غور کرنے کی کوشش کریں گے اور جو بھی وہ مناسب ترامیم اس سلسلے میں خیال کریں گے ان کو قبول کرنے میں ان کو قطعاً کوئی عار نہیں ہوگی۔ لیکن ابھی تک میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان ترامیم کے سلسلے میں جو ہم نے اس ہنگامی قانون میں پیش کی ہیں جن کا نوٹس حکومت کے پاس موجود ہے انہوں نے اپنا mind make up نہیں کیا کہ کون کون سی ترامیم موجودہ حالات کے مطابق اس قانون کو بہتر بنانے کے لئے وہ قابل قبول خیال کرتے ہیں۔ اس لئے مجھے دوبارہ اس بات کو stress کرنا پڑتا ہے کہ اس قسم کے اختیارات جب آپ کسی افسر کو تفویض کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ آپ کے لئے ان عوام کے اور ان لوگوں کے جو بے گناہ ہیں حقوق کا تحفظ کرنا لازمی ہو گا جو اس قانون میں اب مفقود ہے۔

جناب والا! ہر مہذب معاشرے میں لوگوں کے کچھ حقوق ہوتے ہیں آپ ان حقوق کو اس طرح govern نہیں کر سکتے کہ ان تمام حقوق کو کسی ڈیپارٹمنٹ کو بہتر چلانے کے بہانے ختم کر سکیں۔ اس بل کے ذریعے ان حقوق کو ختم کرنے کی یہ ایک بھونڈی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے میں اس بات کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ ہم نے اس بل میں جو ترامیم دی ہیں وہ اسی مقصد کے لئے دی ہیں۔ جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ سیکشن 6 سب سیکشن (4) میں یہ لکھا گیا ہے کہ۔

Sub-section (4) of Section 6 -

> No person shall cause or allow to be caused, dumping, collection or letting loose of rubbish, industrial waste water, sullage, industrial effluent, irrigation water or any other such matter on a highway.

جناب والا ! ہمارا تجربہ اس وقت یہ ہے کہ کوئی شخص بھی دانستہ طور پر اپنا ایریگیشن واٹر ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔ آج جب کہ ایریگیشن واٹر کی اس قدر کمی ہے وہ کونسا کسان یا وہ کونسا زمیندار اپنے پانی کو توڑ کر ہائی ویز میں چھوڑ دے گا ۔ اس کے علاوہ یہ بات تو ہو سکتی ہے کہ ایریگیشن واٹر یا breach کی وجہ سے یا کسی شرارت کے کٹ کی وجہ سے کسی ہائی وے پر چلا جائے یا کسی راستے کو بند کر دے لیکن اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ ہمارے ایریگیشن واٹر میں کمی ہے کہ کوئی شخص دانستہ طور پر ایریگیشن واٹر کو کسی ہائی وے پر کٹ کرے گا جس کی سزا چھ ماہ تک قید رکھی گئی ہے اور جرمانہ اس کے علاوہ ہے ۔

جناب والا ! ہمیں ان لوگوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے جو کہ دوسری چیزیں کسی ہائی وے کے ساتھ رکھتے ہیں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان اختیارات کا ناجائز استعمال کسی شخص پر کیا جا سکتا ہے ۔ اس لئے ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ کم از کم اس دفعہ سے ایریگیشن واٹر کے الفاظ حذف کر دیئے جائیں ۔ اس لئے کہ اس کا امکان ہی موجود نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنا ایریگیشن واٹر ہائی ویز پر چھوڑے ورنہ اگر کسی نے شرارتاً بھی ایریگیشن واٹر کھال کاٹ کر چھوڑ دیا تو وہ آدمی punish کیا جائے گا جس کا اس وقت پانی لگانے کا وقت ہوگا ۔ ہمارے پاس ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ جب بھی کسی جگہ کوئی ایسی breach ہوئی خواہ اس کے علم میں تھی یا نہیں لیکن پکڑا وہ گیا جس کو اس وقت پانی لگانا تھا ۔ جس کے کھیت میں پانی لگا ہے ۔ یہ صورت حال اس لفظ کے رکھے جانے سے پیدا ہوگی ۔ گو اس بات کو ہم رد نہیں کرتے کہ کسی جگہ یا کسی ہائی وے پر ایریگیشن واٹر نہیں جاتا ہے ۔ breach کی وجہ سے بھی جاتا ہے کٹ کی وجہ سے بھی جاتا ہے اور کٹ ہمیشہ شرارتاً کی جاتی ہے یا کسی سازش کے تحت کی جاتی ہے اور breach کسی کے بس کی بات نہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! اس بنا پر ہم نے نہایت ہی جائز ترامیم پیش کی ہیں اور ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ اس قسم کی معقول ترامیم جو ہماری طرف سے پیش کی گئی ہیں کم از کم حکومت ان کو قبول کر کے اس بل کو بہتر شکل میں پاس کرے گی ۔ اگر ان ترامیم کو قبول کر لیا جائے تو اس بل کی شکل زیادہ بہتر ہونے کے علاوہ لوگوں سے ناانصافی کے امکانات بھی کم ہو جائیں گے ۔ اس لئے میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ جو ترامیم ہم نے اس سیکشن میں پیش کی ہیں حکومت ان ترامیم کو کھلے دل سے قبول کرے گی اور اس میں یہ ترمیم کر کے اس بل کو ایک اچھی شکل دینے کی کوشش کرے گی ۔ شکریہ ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اس کلاز پر بولنے سے قبل میں آپ کی اجازت سے ایک پوائنٹ آف پرولیج پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ مجھے آج درد تھی آج جب میں اسمبلی میں آیا تو اسمبلی کے میڈیکل آفیسر وہاں موجود نہیں تھے ۔ ڈھینسر سے میں نے Ampicilin کے کیپسول اور Ascorbic کا مطالبہ کیا ۔ میں نے کہا کل نہیں چاہئیں آج ہی چاہئیں کیوں کہ مجھے درد زیادہ ہو رہا ہے ۔ انہوں نے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سے رابطہ قائم کیا اور مجھے باہر بلا کر اطلاع دی کہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے ادویات فوری طور پر فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ کسی میڈیکل آفیسر کی یا فزیشن کی prescription بھیجیں ۔ تو میں نے ان سے یہ request کی کہ آپ اپنے میڈیکل آفیسر کو بھیج کر مجھے یہاں پر check up کروا لیں کیوں کہ میں اسمبلی میں قانون سازی کے سلسلہ میں مصروف ہوں ۔ انہوں نے اس بات سے بھی اتفاق نہیں کیا ۔ یہ میرا استحقاق ہے ۔

مسٹر سپیکر : بالکل ہے کیوں نہیں ہے ۔ سیکرٹری صاحب آپ پتہ کروائیں کہ میڈیکل آفیسر اسمبلی میں نہیں آیا ہے ۔ شاہ صاحب آپ کچھ کہیں گے کیوں کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں تھوڑا سا کہنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ زیادہ کہیں ۔ کوئی حرج کی بات نہیں ہے ۔ میں تو صرف آپ کی طبیعت کے پیش نظر پوچھ رہا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : آپ کی نوازش ہے ۔ آج آپ کچھ زیادہ مہربان معلوم ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : مہربانی کی کوئی بات نہیں یہ تو آپ کا حق ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : کبھی کبھی آپ ناراض بھی ہو جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ ایسے ہو ہی جاتا ہے کیوں کہ ہم سب ایک ہی مجلس میں بیٹھتے ہیں ۔ وہ میری کوئی ذاتی ناراضگی نہیں ہوتی ۔

(قہقہہ)

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! بل زیر غور کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔ جہاں تک مجوزہ کلاز جو اس بل میں رکھی گئی ہے اس کے سیکشن 6 کا تعلق ہے اور جہاں تک میں نے سمجھا یا اس کو سمجھنے کی کوشش کی ہے ۔ میرے فاضل لیڈر چوہدری طالب حسین نے بڑی تفصیل سے اس کلاز پر روشنی ڈالی ہے اور اپنی ترامیم کو قبول کروانے کے لئے بڑے مدلل دلائل دیئے ہیں ۔ اس میں میں بھی دو تین چیزیں عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! سیکشن 6 سب سیکشن (2) میں prosecution کی addition کی گئی ہے اور پہلے سے جب ہم عدالتوں پر نظر ڈالتے ہیں تو عدالتوں کی کارروائی نہ ہونے کے برابر ہے ۔ بے شمار مقدمات عدالتوں میں pending پڑے ہوئے ہیں ۔ اور جو مجسٹریٹ صاحبان فوجداری مقدمات کے summary trial کرتے ہیں وہ بیچارے ملزمان کو بے شمار تاریخیں دے دیتے ہیں جس سے ان کو پریشانی کا سامنا کرنا ہوتا ہے ۔ چونکہ یہ ناجائز تجاوزات کا مسئلہ ہے اس لئے ہم بھی ناجائز تجاوزات کے حق میں نہیں ہیں ۔ اور جہاں تک سیکشن 6 میں پہلے سے موجود شرائط و قواعد

اور پابندیوں کا تعلق ہے اگر ان پر دیانتداری اور خلوص سے حکومت کی انتظامی مشینری عمل کرے اور بدعنوانی اور بددیانتی کا راستہ اختیار نہ کرے تو میں سمجھتا ہوں کوئی شخص بھی اس زیر غور آرڈیننس کے سیکشن 6 کے شرائط و قواعد کے تابع کوئی تجاوزات نہیں کر سکتا۔ اور صرف prosecution کا خوف دلانے اور سزاؤں کے بڑھانے سے میں سمجھتا ہوں کہ ناجائز تجاوزات کو پوری طرح قابو نہیں کیا جا سکتا۔ آپ اگر عملی طور پر دیکھیں تو آپ کو اس مشاہدے سے اتفاق کرنا پڑے گا کہ جہاں بھی انتظامیہ کی نااہلی ہوتی ہے یا ان کی اقربانوازی ہوتی ہے یا کسی مجرم کو کسی ناجائز تجاوزات کرنے والے کو جب وہ protection دیتے ہیں تو صرف اور صرف اسی صورت میں ہی کوئی ناجائز تجاوزات کر سکتا ہے۔ جہاں تک آرڈیننس میں پہلی پرویژن کی کلاز 6 کا تعلق ہے اس میں deletion کر دی گئی ہے۔ سیکشن 6 کی سب سیکشن (1) کے پیرا (بی) میں یہ کہا گیا ہے۔

.....to make a moveable structure
overhanging a highway...

شہروں میں ہائی ویز یا شاہراہوں کی بات نہیں ہے بلکہ شہروں کی سڑکوں اور گلیوں کے متعلق میں نے overhanging کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ ان پر جو لوگ اپنے مکان کا رقبہ کم ہونے کی وجہ سے فرسٹ فلور یا سیکنڈ فلور پر زیادہ گنجائش نکالنے کے لئے دریچہ کی صورت میں اضافہ کر لیتے ہیں اس کو overhanging ہی کہا جاتا ہے۔ تو اس مجوزہ کلاز میں اس لفظ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اور اس میں delettion سے میں سمجھتا ہوں کہ شہروں میں عمارتیں بنانے کے لئے جن لوگوں کے مکانوں کے رقبے کم ہوتے ہیں۔ ان کے لئے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر تو overhanging کا مطلب یہ ہے جو میں نے عرض کیا ہے یا جو میں یہ سمجھتا ہوں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم شہروں میں محلوں میں، گلیوں میں لوگوں کے پاس مکانات بنانے کے لئے رقبہ جات کم ہوتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ شہروں میں جہاں چھوٹے چھوٹے مکانات ہوتے ہیں ان کے اوپر بالکونیز بنی ہوتی ہوتی

ہیں - تو اس میں overhanging کے لفظ کی deletion سے آئندہ کے لئے لوگوں کو مکانات کی گنجائش میں دقت پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہے - جناب والا! میں انہی الفاظ کے ساتھ اپنی معروضات ختم کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے ترامیم برائے منظوری پیش کی جاتی ہیں -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ان سے دریافت کر لیا جائے شائد وہ اس کو منظور کرنا مناسب خیال کریں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں جہاں تک اریگیشن واٹر کا تعلق ہے وہ ہمارا جائز مطالبہ ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : وہ اس کلاز میں نہیں ہے -

چوہدری طالب حسین : اس میں ہے - آپ ملاحظہ فرما لیں - یہ کلاز 6 سب کلاز (4) ہے اس میں باقی چیزوں کے متعلق ہے -

> (4) No person shall cause or allow to be caused, dumping, collection or letting loose of rubbish, industrial waste, waste water, sullage. Industrial effluent, Irrigation water or any other such matter on a high way.

وزیر خزانہ : جناب والا! ٹھیک ہے - اس میں اریگیشن واٹر کی حد تک جو تجویز جناب قائد حزب اختلاف نے فرمائی ہے ہم اسے منظور کر لیتے ہیں - یہ ترمیم نمبر 4 ہو گئی -

Mr Speaker : Then the other amendments are not being pressed.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! پریس تو کرتے ہیں -

Mr. Speaker : Then your main controversy is over.

Now, the question before the House is :

> That in Clause 3 of the Bill, in the proposed Section 6 of the Punjab Highways Ordinance, 1959, for the proposed sub-section (2), the existing sub-section

(2) of Section 6 of the Principal Ordinance be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 3 of the Bill, the proposed sub-section (4) of Section 6 of the Punjab Highways Ordinance 1959, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 3 of the Bill, in the proposed sub-section (4) of Section 6 of the Punjab Highways Ordinance 1959, the words "irrigation water" occurring in line 4, be deleted.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 4)

مسٹر سپیکر : اب بل کی ضمن 4 زیر غور ہے - آج جمعہ ہے - ڈاکٹر صاحب آپ کچھ ڈسکس کرنا چاہتے ہیں -

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہم اس سلسلے میں بات چیت کرنا چاہتے ہیں اس لئے دس منٹ کا وقفہ ہو جائے تو ٹھیک ہے -

Mr. Speaker : The House is adjourned. We shall meet after 15 minutes.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker : We were on Clause 4.

Are the amendments being moved or they are withdrawn ?

Chaudhari Talib Hussain : Sir, some of the amendments are accepted. As regards those amendments which are not accepted, some of them will be moved and I think it will not take much time.

Mr. Speaker : Yes, Leader of the Opposition.

Chaudhari Talib Hussain : Sir, I beg to move :

> That in Clause 4 of the Bill, sub-clauses (1), (2) and (5) may be deleted and in sub-clause (3) the words "sub-section renumbered as sub-section (3)" ; be deleted and in the Principal Ordinance in Section 7, sub-section (6) the coma, words and brackets. "(2) and (3)" be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 4 of the Bill, sub-clauses (1) (2) and (5) may be deleted and in sub-clause (3) the words "sub-section renumbered as sub-section (3)," be deleted and in the Principal Ordinance in Section 7, sub-section (6) the coma, words and brackets," (2) and (3)" be deleted.

Minister For Law : Not opposed.

Mr. Speaker : Chaudhary Sahib, would you like to say any thing ?

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جو existing law ہے اس میں موجودہ ترمیمی بل کے ذریعے تین چار چیزیں تبدیل کی جانی مقصود ہیں ایک تو کلاز 7 کی سب کلاز (1) کے تحت proviso کے ذریعے پانی وبز اتھارٹی پر یہ پابندی عائد کی گئی تھی کہ کوئی کام کرتے وقت کوئی واٹر ٹیلی فون لائن کمونیکیشن یا کوئی پائپ وغیرہ گزارتے وقت کسی شخص کی زمین یا مکان میں داخل ہونا چاہے یا ایسا کوئی سامان رکھنا چاہے تو ضروری وقت

سے زیادہ عرصہ تک وہ سامان وہاں نہیں رکھا جا سکتا اور اگر ایسا کرتے وقت اس شخص کی زمین یا کسی چیز کو نقصان پہنچا ہو تو اس کا مناسب معاوضہ حکومت ادا کرے گی ۔ اس طرح ایسا کرنے سے پہلے اس کا نوٹس دیا جانا ضروری تھا ۔ لیکن موجودہ بل کے ذریعے یہ تمام چیزیں منسوخ کر دی گئی تھیں ۔ ہمیں خوشی ہے کہ حکومت نے ہماری ان معقول تجاویز کو قبول کر لیا ہے ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اپنی تجاویز کو بھی کوئی معقول تجاویز کہتا ہے ۔ (قہقہہ)

مسٹر سپیکر : آپ بتائیں کہ آپ غیر معقول کہیں گے ۔ (قہقہہ)

چوہدری طالب حسین : اس لئے ہم ہمیشہ معقول تجاویز پیش کرتے ہیں ۔ نا معقول ترامیم اس ایوان میں پیش نہیں کرتے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس کیٹیگری میں جو اشخاص آتے تھے وہ ایسے اشخاص تھے جو کہ ہائی ویز کے ان اقدامات سے متاثر ہو سکتے تھے ۔ ان کے مکان میں داخل ہونے سے پہلے ان کو نوٹس دے دیا جائے یا اگر سامان یا اور چیزیں رکھی جاتی ہیں اور nuisance جو اس سے پیدا ہوتی ہے اس کو ضروری وقت سے زائد عرصہ تک وہاں نہ رکھا جائے اور ایسا کرتے وقت کسی قسم کا اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اس کا معاوضہ دینا حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ اور عام شہری کے حقوق کا بحال رکھا جانا نہایت ہی ضروری ہے ۔ چنانچہ میری اسی ہی معقول تجویز پر انہوں نے اس کو مناسب سمجھتے ہوئے قبول کر لیا ۔ اس کے ساتھ ہی اس میں کچھ اور تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں جن کے متعلق میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ نہایت harsh ہیں اور ان کا کوئی جواز موجود نہیں ہے ۔ مگر حکومت اس بات پر بضد ہے کہ وہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ سب کلاز (2) میں یہ پروویژن رکھی گئی تھی کہ تمام تنازعات جو سب کلاز (1) (2) (3) کے تحت فریقین کے درمیان پیدا ہوں گے ان کو arbitration کے سپرد کیا جائے گا ۔ موجودہ قانون کے

تحت وہ کلاز بھی حذف کر دی گئی تھی لیکن اب حکومت اس بات پر رضا مند ہو گئی ہے کہ ذیلی کلاز (1) کے تحت جو بھی تنازعات فریقین کے درمیان پیدا ہوں گے ان کو arbitration کے سپرد کیا جائے گا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل جو ایوان کے زیر غور ہے اس میں کچھ بہتری پیدا ہو گئی ہے اور عام شہری کے حقوق کسی قدر محفوظ ہو گئے ہیں۔ اس بات پر میں ان کا شکر گزار ہوں کہ ہماری معقول تجاویز کو انہوں نے قبول کیا۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in Clause 4 of the Bill, sub-clauses (1) (2) and (5) may be deleted and in sub-clause (3) the words "sub-section renumbered as sub-section (3)", be deleted and in the Principal Ordinance in Section 7, sub-section (6) the coma, words and brackets,', (2) and (3)" be deleted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے

کہ کلاز 4 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز۔ 5)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے۔

چوہدری طالب حسین : اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

(کلاز - 6)

Mr. Speaker : Now, Clause 6 of the Bill is under consideration.

Chaudhri Talib Hussain : I beg to move -

> That for Clause 6 of the Bill, the following new clause be added, namely :-
>
> In the Principal Ordinance in Section 10, sub-section (6) for the word "apply", occurring between the words "may" and "to", the word "appeal" be substituted.

Mr. Speaker : It can't be moved here.

Chaudhri Talib Hussain : Yes. There is no section 10.

Mr. Speaker : This amendment shall be deemed to have been moved in Clause 7.

The question is -

That Clause 6 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 7)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 7 زیر غور ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! سب کلاز 6 میں یہ کہا گیا ہے کہ جو تنازعات اس دفعہ کے تحت پیدا ہوں گے انکو arbitrator کے سپرد کیا جائے۔ لیکن اب انہوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اس کو آپ حذف کر دیں۔ اب افہام و تفہیم کے بعد وہ اس بات پر اتفاق کر گئے ہیں کہ جو تنازعات ذیلی دفعہ (1) کے تحت ہوں ان کو تو arbitrator کے سپرد کیا جائے اور باقی کے متعلق arbitrator نہ ہوں گے۔

Mr. Speaker : Let it formally be moved.

Chaudhri Talib Hussain : I beg to move -

> That for Clause 7 of the Bill, the following new clause be added, namely :-
>
> In the Principal Ordinance in Section 16, sub-section (6) for the word "apply", occurring between the words "may" and "to", the word "appeal" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That for Clause 7 of the Bill, the following new clause be added, namely:-
>
> In the Principal Ordinance in section 16, sub-section (6) for the word "apply", occurring between the words "may" and "to", the word "appeal" be substituted.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس کلاز کے تحت یہ کہا گیا تھا کہ وہ تمام استحقاقات جو کہ ہائی ویز اتھارٹی کے فیصلہ کے خلاف aggrieved ہوں گے۔ وہ حکومت کو درخواست دیں گے اور وہ تنازعہ arbitration کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اب چوں کہ ہماری حکومت arbitration سے گھبراتی ہے اور کسی سے بھی تنازعہ کو arbitration کے لئے نہیں لے جانا چاہتی ہم نے اس بات کو قبول کر لیا ہے کہ ہی اس تنازعہ کے arbitrator ہوں گے اور ہم دیکھیں گے کہ ان کا مافی الضمیر کس طرح فیصلہ کرے گا۔ اس ترمیم کے ذریعہ یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ہائی ویز اتھارٹی کے فیصلہ سے نالاں ہوگا تو وہ گورنمنٹ کے پاس اپیل کرے گا۔

Mr. Speaker : The question is :

> That for Clause 7 of the Bill, the following new clause be added, namely:-
>
> In the Principal Ordinance in Section 16, sub-section (6) for the word "appl·", occurring between the words "may" and "to", the word "appeal" be substituted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 7, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(8 ـ کلاز)

Mr. Speaker : Clause 8. I think, there is no amendment.

Chaudhri Talib Hussain : There is an amendment. Although the Government has not agreed to it but I want to move the amendment.

Mr. Speaker : Alright. Please move your amendment.

Chaudhri Talib Hussain : I beg to move -

That Clause 8 of the Bill be deleted.

Mr. Speaker : The motion is -

That Clause 8 of the Bill be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Chaudhri Talib Hussain : I beg to move -

That in Clause 8 of the Bill, in the proposed Section 24 of the Punjab Highways Ordinance. 1959, between the words "will" and "be", occurring in last line, the word "not" be inserted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : How it can be moved ?

Chaudhri Talib Hussain : In the present case the offence will be cognizable. I say that it should not be cognizable.

Mr. Speaker : They themselves become non-cognizable.

Minister for Law : It is already non-cognizable.

Chaudhri Talib Hussain : I mean to say "will not be cognizable".

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 8 of the Bill, in the proposed Section 24 of the Punjab Highways Ordinance, 1959, between the words "will" and "be" occurring in last line, the word "not" be inserted.

Minister for Law Opposed.

Mr. Speaker : Chaudhary Talib Hussain.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جو ترمیمی بل پیش کیا گیا ہے اس میں ناجائز تجاوزات کے جرم کو قابل دست اندازی پولیس بنایا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اس شخص کی prosecution ہو گی ۔ جناب والا ! جہاں تک اس کی خاص تادیبی کارروائی کا تعلق ہے میں نے اس سے قبل بھی اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ قطعاً کوئی ہمدردی نہیں ہے جو ناجائز تجاوزات کے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں لیکن ان کے خلاف کسی قسم کے اقدامات اٹھانے سے قبل ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ جو شخص اس جرم کا مرتکب ہوتا ہے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اس شخص کے لئے کتنی سزا کافی ہو گی اور اس کے لئے کونسا طریقہ کار ہوگا ۔ جناب والا ! آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ تعزیرات پاکستان میں بہت سی ایسی دفعات موجود ہیں جن میں چھ ماہ سے زائد سزا رکھی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی انہیں ناقابل دست اندازی پولیس تصور کیا گیا ہے اور اس میں حکومت نے خاص طور پر اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ اس جرم کو قابل دست اندازی تصور کیا جائے ۔ ہمیں اس سے صرف یہ اندازہ ہے کہ اس جرم کو قابل دست اندازی پولیس بنا کر اس صوبہ کے عوام کو بالکل ہی پولیس کے سپرد کر دیا جانا مقصود ہے اور صحیح معنوں میں یہ پولیس سٹیٹ تصور ہو گی ۔ اس لئے کہ ہمارے سامنے اس قسم کے روزانہ واقعات آتے ہیں اور آج کل یہ ہمارا وطیرہ بن گیا ہے کہ جس کے پاس جو بھی اختیار ہے اس کو جب تک وہ ناجائز طور پر استعمال نہ کرے اس کی تسلی نہیں ہوتی اور اس کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ بھی آخر

انسان ہے ۔ جناب والا ! آج ایک سال میں ہماری حکومت نے اپنے اختیارات کو اس طریقہ سے ناجائز طور پر استعمال کیا ہے اور ایسے ایسے ریکارڈ قائم کئے ہیں کہ اس سے ہمیں صاف طور پر اندیشہ ہے کہ اس قانون کو بھی لوگوں کے خلاف ناجائز طور پر انہیں ہراساں کرنے کے لئے اور اپنے سیاسی مخالفین کو تنگ کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا حالانکہ قطعاً اس کا کوئی جواز موجود نہیں ہے کہ اس کو قابل دست اندازی پولیس بنایا جائے جب کہ آپ اس بل کے ذریعے زیادہ اختیارات حاصل کر چکے ہیں اور آپ ان ناجائز تجاوزات کی بروقت روک تھام کر سکتے ہیں ۔ دراصل آپ اس جرم کو cogni-zable بنا کر دو چیزوں کا اعتراف کر رہے ہیں ایک تو یہ کہ آپ ان اختیارات کو جائز طور پر استعمال کرنے کا ابھی کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور دوسرے یہ کہ آپ اس کو قابل دست اندازی پولیس اس لئے بنانا چاہتے ہیں کہ آپ کو اپنی عدالتوں کی کارکردگی پر قطعاً بھروسہ نہیں ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! کیا cognizable یا Non-cognizable سے عدالت کی کارکردگی پر کوئی اثر پڑتا ہے ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں وزیر قانون کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور مجھے یہ موقع دیا ہے کہ میں اس کی وضاحت کر سکوں ۔

جناب والا ! آج ہمارے سامنے بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ تمام وہ چیزیں جو کہ ناقابل دست اندازی پولیس ہیں اور اس میں مستغیث کی اپیل باقاعدہ طور پر کسی عدالت کے سامنے جاتی ہے تو اس کی قطعاً کوئی شنوائی نہیں ہوتی اور بجائے مستغیث ہونے کے وہ ملزم کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے ۔ جس طرح ان استغاثوں کی صورت حال ہوتی ہے یہ کسی سے مخفی نہیں بلکہ اس عدالت کا ریڈر ہمیشہ اس تلاش میں رہتا ہے کہ کس وقت موقع ملے کہ اسے آواز سنائی جائے اور استغاثہ عدم پیروی کی بنا پر خارج کر دیا جائے ۔ لیکن قابل دست اندازی پولیس میں یہ صورت حال پیش نہیں آتی ۔ جناب والا ! مجھے خوشی ہے کہ وزیر قانون کے نوٹس میں یہ بات آئی اس لئے کہ قانون

کا محکمہ ان کے سپرد ہے - یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ عدالتوں کی صورت حال کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کر سکتے یا انہیں اس بات کا علم نہیں ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ مجھے بیان کرنے میں قطعاً کسی قسم کی کوئی عار نہیں ہونی چاہئے - آپ اسے اس لئے قابل دست اندازی پولیس بنا رہے ہیں کہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اگر یہ قابل دست اندازی پولیس نہ رہے تو اس صورت میں ان مقدمات کی پیروی نہیں ہو سکے گی - اس لئے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اس معاملہ میں واقعی ناکام ہو چکے ہیں کہ جو جرائم ناقابل دست اندازی پولیس ہیں وہاں کوئی بھی شخص انصاف حاصل نہیں کر سکتا - آپ واقعی اس معاملہ میں حق بجانب ہیں اس لئے کہ آپ نے اپنی شکست کو تسلیم کر لیا ہے اور اب اپنی ناکامی اس قانون کے ذریعے سے تسلیم کر رہے ہیں -

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 8 of the Bill in the proposed Section 24 of the Punjab Highways Ordinance, 1959, between the words "will" and "be" occurring in last line, the word "not" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : Now, the question is :

> That Clause 8 of the Bill be deleted.

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 8 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 9)

Mr. Speaker : Now, Clause 9 is under consideration. Chaudhary Talib Hussain.

Chaudhri Talib Hussain : Sir, I move :

> That in Clause 9 of the Bill in the proposed sub-section (2), in line 4 for the word "six" the word "three" be substituted.

Mr Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 9 of the Bill in the proposed sub-section (2), in line 4 for the word "six" the word "three" be substituted.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں اس بات کا ذکر کر چکا ہوں کہ کسی جرم کو دست اندازی پولیس بنا کر یا اس میں excessive penalty رکھ کر آپ اس جرم کا قلع قمع نہیں کر سکتے ۔ اگر آپ لوگوں کی اقتصادی حالت کو بہتر نہیں بنائیں گے اور لوگوں کی تکلیف کی طرف پوری توجہ نہیں نہیں دیں گے اور ان کی تکالیف کا ازالہ نہیں کریں گے تو آپ ان جرائم کا جو کہ آج ایک سنگین صورت حال اختیار کر چکے ہیں قلع قمع نہیں کر سکتے ۔ اس طرح سزاؤں میں اضافہ کرنے سے کبھی بھی آج تک کسی بھی جرم کا تدارک نہیں ہو سکا ۔ انہوں نے جناب والا ! جہاں اس ترمیمی بل کے ذریعے اس جرم کو قابل دست اندازی پولیس بنایا ہے وہاں اس میں سزائیں بھی تجویز کی ہیں اور جرمانوں میں اضافہ کیا ہے ۔ penalties کی گنجائش رکھی ہے ۔ جناب والا ! جہاں تک ہماری اس میں ترامیم تھیں ان کے ذریعے سے ہمارے نزدیک ان سزاؤں میں اضافہ اور ان جرمانوں میں اضافے کا قطعاً کوئی جواز نہیں تھا اور اب اس ڈسکشن کے بعد جو کہ میری جناب سینئر وزیر اور وزیر قانون سے ہوئی ہے وہ کمال مہربانی سے چھ ماہ کی بجائے تین ماہ تک لانے پر رضا مند ہو گئے ہیں ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم اس سے ان excessive punishments میں کمی واقع ہو گی جو کہ حکومت کی طرف سے تجویز کی گئی تھیں ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in Clause 9 of the Bill in the

proposed sub-section (2), in line 4 for the word "six" the word "three" be substituted.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 9 ترمیم شدہ شکل میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 10)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 10 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 10 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر : اب کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(مسودہ)

مسٹر سپیکر : اب بل کا ہری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ہری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لئے خود بخود بل کا حصہ بنتا ہے ۔

اب ہم بل کی تیسری خواندگی کی طرف آئے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب ہائی ویز (امنڈمنٹ) بل 1976
منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی پنجاب ہائی ویز (امنڈمنٹ) بل 1976
منظور کیا جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ہائی ویز (امنڈمنٹ) بل 1976
منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب دی پنجاب اٹامس باڈیز امووایبل پراپرٹی بل کی چلی خواندگی شروع ہوگی ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جی ہاں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : It will be taken up on Monday.

اس میں پچھلی دفعہ سید تابش الوری کی طرف سے ترمیم بھی پیش ہوگئی ہے۔

چوہدری طالب حسین : سوموار کو کس وقت اجلاس ہوگا۔

Mr. Speaker : On monday we shall met at 3.30 p.m.

Mirza Tahir Beg : Sir, with your permission I want to move a Privilege Motion, wherein my privilege and the privilege of the House has been hampered. A "Jalsa" is being held tomorrow and I want that this should be stopped immediately.

مسٹر سپیکر : کیا یہ کوئی فوری نوعیت کی ہے ! ورنہ مجھے لکھ کر بھیج دیں پرسوں ہو جائے گی۔

Mirza Tahir Beg : Sir, the Jalsa is being held.

مسٹر سپیکر : جلسے کا اس ہاؤس کو کیا اختیار ہے وہ تو ایگزیکٹو اتھارٹی کر سکتی ہے۔

The House doesn't have the executive authority.

مرزا طاہر بیگ : ہاؤس کو یہ اختیار ہے۔

and I want to bring this to the notice of the House that there is an impersonator who has impersonated himself as a member of the Assembly in my place.

مسٹر سپیکر : یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ مرزا طاہر بیگ کی جگہ پر میں ہوں۔

مرزا طاہر بیگ : انہوں نے کہا ہے کہ میاں محمد ریاض ایم۔ پی۔ اے ہے۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ہو سکتا ہے۔

مرزا طاہر بیگ : یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

This is a breach of the privilege.

مسٹر سپیکر : آپ کی پرولیج اس میں کیسے آ گئی - ہاؤس کی پرولیج تو میں سمجھ سکتا ہوں -

Mirza Tahir Beg : Because hs was unseated and it was declared that no election has been held he is not a matter of this House.

مسٹر سپیکر : مگر یہ وہی ریاض ہے یا کہیں سندھ کا کوئی ایم - پی - اے تو نہیں -

مرزا طاہر بیگ : یہ وہی میاں محمد ریاض نائب صدر پنجاب ہے -

مسٹر سپیکر : اس کو آپ لکھ کر پیش کر دیں -

We will take it up on Monday.

مرزا طاہر بیگ : میٹنگ ہو رہی ہے -

مسٹر سپیکر : میٹنگ کو آپ ہاؤس میں پرولیج موشن کے ذریعہ کیسے روک سکتے ہیں -

Mirza Tahir Beg : This is a privilege. Sir, because the Jalsa is gonig to be held in my constitutency.

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے مگر جلسے کو روکنے کا ایوان کو کیا اختیار ہے -

Mirza Tahir Beg : Would the Hon'ble Speaker allow an impersonator to enter the House.

مسٹر سپیکر : وہ جب آئے گا تو اس ہاؤس کا پرولیج would be im-mediately violated. prima facie میں آپ سے اتفاق کر رہا ہوں کہ کوئی شخص جو ایم - پی - اے نہ ہو اور اپنے آپ کو ایم - پی - اے لکھتا ہے - It may amount to the violation of the Privilege of this House. مگر یہ بات آپ move نہیں کہ جلسہ بند ہو جائے میں اس کی کوئی co-relation نہیں سمجھ سکا -

مرزا طاہر بیگ : وہ جلسہ ایم - پی - اے کی حیثیت سے نہیں کر سکتے -

مسٹر سپیکر : مگر پروڈیج موشن سے جلسہ کیسے بند ہو جائے گا ۔ فاضل وزیر قانون صاحب موجود ہیں ۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کوئی اس کے متعلق روشنی ڈالیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ مرزا صاحب اس پر کچھ زیادہ اظہار کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : Every member of the House would be excited and will be very anxious.

ایک ایسا شخص جو اس ہاؤس کا ممبر نہیں ہے وہ اپنے آپ کو ممبر کہتا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : اگرچہ violation of the privilege of the member تو ہو چکی ہے ۔ اب تقریر میں وہ یہ ظاہر نہیں کرے گا کہ میں بطور ایم ۔ پی ۔ اے تقریر کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : یہ پوسٹر تازہ ہے ۔ کہیں اس تاریخ سے پہلے کا چھپا ہوا تو نہیں ہے ؟

مرزا طاہر بیگ : میں اس کا تحریری ثبوت آپ کو دے رہا ہوں ۔ اس میں جناب کوئی رعایت نہیں ہونی چاہیئے ۔

مسٹر سپیکر : leniency اور non leniency کی بات نہیں ہے ۔

We will act strictly in accordance with the Constitution, law and the rules.

مرزا طاہر بیگ : جناب یہ سیٹ مجھے بڑی مہنگی پڑی ہے ۔ میں نے اس کو بڑی جدو جہد سے حاصل کیا ہے ۔

I would not allow any person to impersonate as a member of this House in my place.

چوہدری طالب حسین : ان کے سر پر تلوار لٹک رہی ہے ۔ جو استعفے والا معاملہ ہے ۔

I think it is still pending decision.

مسٹر سپیکر : میں پتہ کرتا ہوں کہ کیا سٹیج ہے ۔ اس میں الیکشن کا کیا فیصلہ ہے ۔

Mirza Tahir Beg : This would amount to contempt of the Supreme Caurt.

سپریم کورٹ نے فیصلہ کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کے سر پر کیسی تلوار لٹک رہی ہے ؟

مرزا طاہر بیگ : جناب والا ! جس وقت تلوار تھی میں اس وقت بھی نہیں گھبرایا تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو بڑی واضح ہے کہ ان کا نام شیخ محمد ریاض ہے ۔ میاں محمد ریاض تو کوئی ایم ۔ پی ۔ اے نہیں ہے اس کو پرسوں take up کر لیں گے ۔

مرزا طاہر بیگ : آپ کی مرضی ہے ۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ابھی take up ہوجائے Let the cat be out of the bag کیوں کہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے ۔ یہ چھٹا ساتواں واقعہ ہے ۔ یا یہ بتایا جاتا ہے کہ مرزا طاہر بیگ کی سیٹ عارضی ہے اصل ایم ۔ پی ۔ اے میاں ریاض ہی ہے ۔

I want to see the cat out of the bag.

مسٹر سپیکر : وہ تو ممبر ہی نہیں ہے ۔

مرزا طاہر بیگ : یہ آپ کے پاس تحریری ثبوت ہے اور وہ اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں اس ہاؤس کا ممبر ہوں ۔ اس کے متعلق میں اور کیا کہہ سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : پوسٹر چھاپا تو کسی اور نے ہے جس میں میاں ریاض ایم ۔ پی ۔ اے نائب صدر پنجاب لکھا ہیں ۔ یہ تو وہی میاں ریاض ہے جو کچھ عرصہ کے لئے یہاں آیا تھا ۔

مرزا طاہر بیگ : بلکہ یہاں سے نکالا گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : مرزا صاحب کی طرف سے اس بات کو کس طرح بیان کیا گیا ہے ۔ میں نے کہا ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے یہاں آیا تھا ۔ یہ فرما رہے ہیں کہ ان کو یہاں سے نکالا گیا ہے ۔

مرزا طاہر بیگ : سپریم کورٹ کے حکم کے تحت یہاں کو نکالا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی بات ٹھیک ہے ۔

Mirza Tahir Beg : The Supreme Court held that there was no election.

وہ اپنے آپ کو Ex-MPA بھی نہیں لکھ سکتا ۔

Whereas he is impersonating as an MPA.

میں کہتا ہوں کہ اس کے خلاف 420 کا کیس رجسٹر کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : آپ دونوں باتیں تو نہیں کر سکتے ۔ ایک طرف آپ پرولیج موشن پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں ۔

مرزا طاہر بیگ : جناب سختی سے ایکشن لینا چاہیے ۔

Whatever the case is.

جو بھی پرولیج کمیٹی فیصلہ کرے اس کے متعلق سخت ایکشن ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : مگر میں اس تحریک استحقاق کو پڑھ بھی لوں کہ اس میں کیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس کو پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیں ۔

بیگم ریحانہ سرور : اس کو پرولیج کمیٹی کے پاس بھیج دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی پرولیج کو کس نے violate کیا ہے ؟

مرزا طاہر بیگ : میری اطلاع کے مطابق تین آدمی ہیں ۔ نمبر ایک ڈاکٹر مبشر حسن ۔ جنرل سیکرٹری ۔ پاکستان پیپلز پارٹی ۔ نمبر دو میاں محمد ریاض اور نمبر تین عنایت مسیح ۔

Mr. Speaker : I don't find that Dr. Mubashar Hassan or Mian Riaz has anything to do with the publication of this pamphlet.

Mirza Tahir Beg : This has been published under their instructions and under their supervision.

Sir, I seek your permission to move a Privilege Motion :

wherein my privilege has been usurped by a group of persons.

"A pamphlet has been circulated by one Inayat Masih of Kachi Abadi Bhabra P. S. Ichra, convening a public meeting on 13-11-1976 wherein Dr. Mobashir Hassan has been invited as Chief guest, and Mr. Sher Muhammad Bhatti, MPA, Mr. D.P. Singha, MPA, and Mr. Taj Muhammad Lungha are the speakers. In that pamphlet Mian Muhammad Riaz has also been mentioned as MPA. Thus my privilege has been breached. Further the prestige of the House is also involved when an outsider has been termed as member of this House."

I request the matter be referred to the Privileges Committee for action against the culprits.

مسٹر سپیکر : نہ میں کوئی جادوگر ہوں نہ میں کوئی غائب کا علم جانتا ہوں اور نعوذباللہ نہ کبھی اس کا تصور بھی کر سکتا ہوں ۔ نہ کوئی وحی اترتی ہے اور نہ کوئی ایسی بات ہوتی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : اس کا فیصلہ پرولیج کمیٹی کرے گی کہ اس میں کون کون سے آدمی ہیں ۔ اس طرح تو ججمنٹ پاس نہیں جا سکتی ۔

Mirza Tahir Beg : I have not held any body responsible.

لیکن جناب نے پوچھا ہے تو میں نے بتایا ہے ۔ جناب والا ! اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی کسی نے نہیں دیکھا ہے ۔ صرف کتاب میں پڑھا گیا ہے اور اس کی قدرت سے اس کو پہچانا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے ۔

مسٹر سپیکر : آخر میں یہ نہ نکل آئے کہ کہیں پوسٹر آپ نے چھپوا دیا ہو ۔ غائب کے علم کی بڑی وسیع ٹرم ہے ۔ کہیں یہ نہ ہو کہ اس مسئلہ کو ایوان میں اچھالنے کے لئے آپ خود پانچ روپے خرچ کر کے اس کو چھپوا لائے ہوں ۔

مرزا طاہر بیگ : جناب والا ! مجھے بڑا افسوس ہے ۔ آپ ہمارے حقوق کا تحفظ کرنے والے ہیں ۔ اگر آپ کا یہ خیال ہے تو مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ سپیکر ہوتے ہوئے غلط رائے قائم کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ آپ اپنے آپ کو ایک ایسی پارٹی کا رکن سمجھتے ہیں اور جس پارٹی کے سیکرٹری جنرل کے متعلق جس میں اس کی کوئی prima facie evidence نہیں ہے ایسی قسم کی بات کر سکتے۔

This has really shocked and surprised me.

Mirza Tahir Beg : I have not mentioned the same. It was your goodself who asked for my opinion and I have mentioned it.

Mr. Speaker : It was not a question of opinion. It was a question of fact. I don't ask for opinion on such subjects in this House.

Mirza Tahir Beg : And I declare on oath that this is a fact. If you do not consider it a fact you can investigate it immediately.

Mr. Speaker : I am sorry. Then it will come up on Monday. If this comes to a question of swearing, I will relax a little and then decide this issue.

The House is adjourned to re-assemble again on Monday, the 15th November, 1976, at 3-30 P.M.

(اسمبلی کا اجلاس 15 نومبر 1976 بروز سوموار ساڑھے تین بجے بعد دوپہر تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اکیسواں اجلاس

سوموار ۔ 15 نومبر 1976ء

(سوموار ۔ 22 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے تین بجے سہ پہر منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝

پ ۲۴، س ۳۹، رکوع ۱، آیات ۳۳ تا ۳۷

اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ پرہیزگار ہیں اور وہ جو چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس موجود ہے ایسے کام کرنے والوں کا یہی صلہ ہے تاکہ اللہ ان سے وہ برائیاں جو انہوں نے کی ہیں دور کرے اور اچھے کاموں کا جو وہ کرتے رہے ہیں ان کا صلہ عطا فرمائے کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں ہے ، اور یہ تم کو ان لوگوں سے ڈراتے ہیں جو اللہ کے علاوہ ہیں ، اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ، کیا اللہ غالب اور انتقام لینے والا نہیں ہے ۔

صدق اللہ العظیم

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

ضلع ملتان میں درختوں کو کاٹنے کی روک تھام

***5348 ۔ چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات کی عدم توجہی کی بناء پر ضلع ملتان میں بہت سے درخت کاٹے جا چکے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ جنگلات کی عدم توجہی کی وجہ سے ضلع ملتان میں بہت سے درخت کاٹے جا چکے ہیں ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ محکمہ جنگلات صرف منظور شدہ پروگرام کے مطابق درختوں کی کٹائی کرتا ہے ۔ مجرم قسم کے لوگ چوری چھپے بھی کبھی کبھار درخت کاٹ لیتے ہیں ۔ محکمہ ایسے لوگوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتا ہے ۔ مجسٹریٹوں کے پاس کام کی زیادتی قانون میں کم سزا کی گنجائش اور قانون کے مطابق مجوزہ سزا نہ دینا ایسی وجوہات ہیں جن سے درختوں کی غیر قانونی کٹائی نہ رک سکی ہے ۔ عوام میں پبلک پراپرٹی کے تحفظ کی خاطر زیادہ شعور کی ضرورت ہے ۔

حکومت قانون کو سخت بنانے اور فاسٹ مجسٹریٹوں کی تعیناتی پر غور کر رہی ہے ۔ عوام میں جنگلات کے متعلق زیادہ شعور پیدا کرنے کے لئے پبلسٹی ۔ نشرو اشاعت اور توسیع کا انتظام کرنے کے بارے میں بھی غور ہو رہا ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : یہ غور کتنی دیر تک ہوتا رہے گا ؟

وزیر جنگلات : یہ جلد ہی ہو جائے گا ۔

سید تابش لوری : وزیر موصوف نے کہا ہے کہ محکمہ جنگلات کی عدم توجہی کی وجہ سے درخت نہیں کاٹے جا رہے ہیں ۔ لیکن اعتراف کیا ہے کہ مجرم قسم کے لوگ چوری چھپے اور زبردستی درخت کاٹ لیتے ہیں ۔ کیا وہ بتائیں گے کہ محکمہ جنگلات کی توجہ کی وجہ سے کاٹ لیتے ہیں ؟

Mr. Speaker : It is a question of interpretation.

وزیر جنگلات : اس میں توجہ کی بات نہیں ہے - چوری چھپے کی وجہ سے ہے - جن کو بعد میں پکڑا جاتا ہے ان کو سزا دی جاتی ہے - کبھی کبھی کوئی چور خوبصورت کپڑے پہن کر بچ بھی جاتا ہے -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ اگر محکمہ اس سلسلے میں عشاش ہے تو اس نے اب تک کتنے لوگوں کے خلاف کتنے مقدمات قائم کئے ہیں ؟

وزیر جنگلات : ہمارے پاس تو ہائی کورٹ سے لے کر نیچے کی عدالتوں تک بے شمار مقدمات ہیں - آپ علیحدہ سوال دیں تو میں ساری تفصیلات مہیا کروں گا -

سید تابش الوری : کیا ملتان کی حد تک ان کے پاس اعداد و شمار ہیں ؟

وزیر جنگلات : آپ نے سوال میں اعداد و شمار پوچھے نہیں تھے - ورنہ میں یقیناً مہیا کر سکتا تھا - آپ علیحدہ سوال کریں گے تو میں مہیا کر دوں گا -

شجاع آباد کے جنگلات میں لکڑی کی خرد برد

*5349 - **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ جنگلات کے افسران کو جنگلات کے درخت کاٹنے کی اجازت دے رکھی ہے -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شجاع آباد ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کے ایک افسر کو جنگلات کے درخت کاٹتے پر موقع پر پکڑا گیا -

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ فارسٹ آفیسر ملتان کو مذکورہ بالا واقعہ کی تحقیقات کے لئے کہا گیا تھا - مگر چھ ماہ سے کوئی تحقیقات نہیں کی گئی اور مل جل کر درختوں کی لکڑی خرد برد کر لی گئی -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آفیسر اور ڈسٹرکٹ فارسٹ آفیسر ملتان کے خلاف تحقیقات کرانے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : (الف) درخت یا تو ورکنگ پلین یا منظور شدہ پروگرام کے تحت بمنظوری سرکار ہی کٹوائے جاتے ہیں ۔ کسی ملازم کو از خود کاٹنے یا کٹوانے کی قطعاً اجازت نہیں ۔

(ب) یہ غلط ہے کہ محکمہ جنگلات کا ایک افسر جنگلات کے درخت کاٹتے پر موقع پر پکڑا گیا ۔ حقیقت مندرجہ ذیل ہے :- 1973ء کے سیلاب کے دوران ڈیوٹی پر متعین فوج کے عملہ نے محکمہ انہار سے مشورہ کے بعد علاقے اور آبادی کے تحفظ کے لئے درخت کاٹ کر نہر کے ساتھ ساتھ بچھائے اور انہیں مشینوں کے ساتھ مٹی ڈال کر نہر کے کمزور کناروں کو مضبوط کیا ۔ ان میں سے کچھ درخت سیلاب ختم ہونے کے بعد سیکٹر افسروں نے سیلاب زدگان کے کیمپوں میں راشن پکانے کے لئے استعمال کئے ۔ جو درخت اس طرح مصرف میں آئے ان کی رسیدیں سیکٹر افسروں نے جاری کیں ۔ ایم پی اے صاحبان نے ان کی تصدیق کی اور بل برائے ادائیگی ڈپٹی کمشنر صاحب ملتان کو بھیجا گیا ۔

بلاک آفیسر شجاع آباد نے رپورٹ کی کہ ایم پی اے صاحب نے مورخہ 30 اکتوبر 1973ء کو ملزم محمد نواز کو گجو پٹہ نہر پر شاخیں کاٹتے ہوئے پکڑا تھا ۔ اس کے بعد بلاک آفیسر اور محافظ جنگل نے مورخہ 30 اکتوبر 1973ء کو موقع پر تفتیش کر کے ملزم کے خلاف رپورٹ چاک کی ملزم نے اقرار جرم کیا اور وعدہ کیا کہ وہ محکمہ کا عوضانہ ادا کر دے گا ۔ چنانچہ ملزم نے معاوضہ مبلغ تیس روپے ادا کر دیا جس کا اندراج رجسٹر میں کیا گیا ۔ وصولی معاوضہ کی اصل رسید بک سے پڑتال کر لی گئی ہے جو درست ہے ۔

(ج) بموجب رپورٹ بلاک آفیسر شجاع آباد ڈی ایف او صاحب نے بلاک آفیسر سے اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا تو بلاک آفیسر نے انہیں بتایا کہ بعد تفتیش اس نے ملزم کے خلاف رپورٹ چاک کر دی تھی ۔ ظاہر ہے کہ واقعہ کی تحقیقات فوری طور پر کی گئی تھی اور مناسب کارروائی ہوئی اس طرح سے درختوں کی کوئی لکڑی خرد برد نہیں کی گئی ۔

(د) جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں نہیں ہے ۔

تحصیل شکر گڑھ میں نسل کشی کے سنٹر کا قیام

*7254 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** : کیا وزیر امور حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تمام ضلع سیالکوٹ کے لئے صرف ایک مصنوعی نسل کشی کا سنٹر سیالکوٹ شہر میں واقع ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تحصیل شکر گڑھ میں مصنوعی نسل کشی کا کوئی انتظام نہیں ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل شکر گڑھ میں مصنوعی نسل کشی کا سنٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : (الف) جی نہیں ۔ فی الحال ضلع سیالکوٹ میں بلدیہ سیالکوٹ اور سترہ میں ایک ایک مرکز کام کر رہا ہے اور ذیلی مراکز سمبڑیال ۔ ڈسکہ ۔ شہر سیالکوٹ اور بڈھا گرایا کے مقامات پر کام کر رہے ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ تحصیل شکر گڑھ میں جدید طریقہ افزائش نسل حیوانات کا کوئی مرکز قائم نہیں ہے ۔

(ج) حکومت شکرگڑھ میں جدید طریقہ افزائش نسل حیوانات کا ایک مرکز 77-1976 میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

تحصیل شکرگڑھ میں سانڈوں کی تعداد

*7256 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** : کیا وزیر امور حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ شکرگڑھ تحصیل میں سرکاری سانڈوں کی تعداد کیا ہے اور کیا یہ تعداد تحصیل شکرگڑھ کی ضرورت کے لئے کافی ہے ۔ اگر نہیں تو مویشیوں کے فروغ کی خاطر اس میں مزید اضافہ کب تک کیا جائے گا ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تحصیل شکرگڑھ میں گائے اور بھینسوں کی تعداد درج ذیل ہے :-

(1) گائے 15794

(2) بھینس 38280

ان گائے اور بھینسوں کی نسل کشی کے لئے 157 سانڈ بیل اور 382 سانڈ جاموش کی ضرورت ہے - لیکن تحصیل شکرگڑھ میں فی الوقت صرف دو عدد سانڈ جاموش ہیں جو کہ ناکافی ہیں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے محکمہ ہذا نے مصنوعی نسل کشی کا ایک مرکز فوری طور پر شکرگڑھ میں کھول دیا ہے - تاکہ علاقہ کی ضرورت کو پورا کیا جا سکے - نیز حکومت جدید نسل کشی کے مراکز 77-1976ء میں قائم کر رہی ہے - جس سے بہتر قسم کا مادہ تولید فراہم کرکے مصنوعی تخم ریزی سے بہترین قسم کے جانور پیدا کئے جائیں گے - سرکاری سانڈوں کے علاوہ علاقہ میں زمینداروں کے پاس اپنے سانڈ بھی موجود ہیں -

صوبہ میں سرکاری مچھلی فارم

***7606 - میاں منظور احمد موہل** : کیا وزیر ماہی پروری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں سرکاری مچھلی فارموں کے لئے کتنا رقبہ زیر تصرف ہے اور وہ فارم کس کس جگہ پر قائم ہیں - مذکورہ فارموں پر اخراجات اور آمدن کی تفصیل ضلع وار بتائی جائے نیز ان فارموں کے ذرائع آب رسانی سے بھی مطلع کیا جائے ؟

وزیر ماہی پروری (مسٹر محمد اکبر منہاس) :

1 - سرکاری مچھلی فارموں کا کل رقبہ ... 2397 ایکڑ

2 - کس کس جگہ مچھلی فارم قائم ہیں ... فہرست الف ہذا ہے

3 - مذکورہ فارموں پر اخراجات اور آمدن کی تفصیل برائے سال 1973-74ء

اخراجات ... 42459 روپے

آمدن ... 38152 روپے

4 - ذرائع آب رسانی ... نہریں اور بارش

فہرست مچھلی فارم

نمبر شمار	نام مچھلی فارم
ضلع لاہور	
1	وارث روڈ (لاہور)
2	بنسی ساگر (لاہور)
3	راوی نیشنل پارک (لاہور)
4	گورنر ہاؤس (لاہور)
6	ڈھنڈ نمبر 7 (پتوکی)
ضلع شیخوپورہ	
6	ہرن مینار
7	سنت کٹیا
8	شرق پور نمبر 1
9	شرق پور نمبر 2
ضلع گوجرانوالہ	
10	بدوکی گھسائیاں
11	چھناوان مچھلی فارم
ضلع سیالکوٹ	
12	بابا بیری والا مچھلی فارم
ضلع سرگودھا	
13	بھلوال مچھلی فارم
ضلع جھنگ	
14	کوٹلہ مچھلی فارم
15	گھنیانہ مچھلی فارم
16	بھوانہ مچھلی فارم

نمبر شمار	نام مچھلی فارم
	ضلع لائلپور
17	بہت پورہ مچھلی فارم 1
18	کھڈیاں والا مچھلی فارم
	ضلع راولپنڈی
19	راول ڈیم
20	سربوٹ ڈیم
21	ڈنگی ڈیم
21	ترالی ڈیم
	ضلع کیمبلپور
23	فتح جنگ مچھلی فارم
24	رتی کسی ڈیم
25	سپیالہ ڈیم
26	بنگو ڈیم
27	قبلہ بندی ڈیم
28	گرب ڈیم
29	دھونول ڈیم
	ضلع جہلم
30	سوہاوہ مچھلی فارم
31	ڈھوک ٹاہلیاں
32	عثا مچھلی فارم
33	چالیسہ مچھلی فارم
	ضلع گجرات
34	گولیکی (نزد خالکی)

نمبر شمار	نام پھل فارم

35 ۔ کیلیانوالہ (نزد خانکی)

ضلع مظفر گڑھ

36 ۔ کوجا

37 ۔ ریلوے پانڈ تونسہ

38 ۔ توتل والا

39 ۔ دہوبی والا

40 ۔ اپرمیگشن فش فارم

ضلع ملتان

41 ۔ اولڈ حویلی

42 ۔ اولڈ سدنائی

ضلع بہاولپور

43 کھوتہ لشکر

ضلع بہاولنگر

44 ۔ ونکاہ بونگاہ

45 ۔ بودلہ فارم

46 ۔ مشین فارم

ضلع رحیم یار خان

47 ۔ منچھن

48 ۔ توراکی

49 ۔ بختاور نالہ

50 ۔ صادق آباد

51 ۔ مڈھ رانجھا

نمبر شمار	نام مچھلی فارم
52	چک نمبر 140
53	چک نمبر 121
54	پرانا دالس
55	فیروزہ مچھلی فارم
56	گولیانہ مچھلی فارم
57	چک نمبر 1138
58	چک نمبر 122 پی
59	کوٹ سنجھا پی
60	گولیانہ مچھلی فارم نمبر 2

میاں منظور احمد موحل : جناب والا ! میں نے سوال میں اخراجات اور آمدن کی تفصیل ضلع وار پوچھی ہے ۔ آپ ضلع بہاول نگر کی ہی تفصیل بتا دیں ۔

وزیر جنگلات : میرے پاس باقی ضلعوں کی بھی تفصیل موجود ہے ۔ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔

ضلع	اخراجات	آمدن
لاہور	7935 روپے	8721 روپے
شیخوپورہ	3855	4468
گوجرانوالہ	2518	2321
سیالکوٹ	2630	1835
سرگودھا	2795	3602
جھنگ	2640	5210
لائل پور	1380	1785
راولپنڈی	7674	9368
کیمبل پور	6354	12503

جہلم	2620	3810
گجرات	1272	1628
مظفر گڑھ	2728	6915
ملتان	2635	2910
بہاول پور	یہ نیا سیٹر ہے اس لئے دو سال کے بعد اس کی آمدن کا مسئلہ شروع ہوتا ہے ، اس سے پہلے نہیں	
بہاول نگر	2695	2326
رحیم یار خان	یہ بھی نیا ہے ۔ لیز وغیرہ پر نہیں دیا ہوا ۔ اس لئے اس کی آمدن نہیں دکھائی جا سکتی ۔	
ٹوٹل	51532	67395

گندم میں ریت ملانے والے اہلکاران اور افسران کے خلاف کارروائی

*7755 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی :** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جولائی 1975ء کے وسط میں لائلپور کی اکثر فلور ملوں نے سرکاری گندم اس لئے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا چونکہ اس میں پندرہ فیصد ریت ملا کر دی جاتی تھی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو گندم میں ریت ملانے والے اہلکاران یا افسران کے خلاف حکومت نے کیا کارروائی کی ہے ۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی تو کیوں ؟

وزیر خوراک (خان محمد یارخان لاشاری) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جزو (الف) کے مدنظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

صوبہ میں مچھلیوں کے فارم

*7819 ۔ **بیگم ریحانہ سرور :** کیا وزیر ماہی پروری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ بھر میں مچھلیوں کے کل کتنے فارم ہیں اور یہ کن کن

مقامات پر واقع ہیں نیز ان فارموں میں سے حکومت کے ملکیتی فارم کتنے ہیں اور نجی ملکیت میں ہیں ۔

(ب) مزکورہ بالا فارموں میں مزید توسیع کیلئے محکمہ کیا ضروری اقدامات کر رہا ہے ؟

وزیر ماہی پروری (مسٹر محمد اکبر منہاس) : (الف) صوبہ پنجاب میں 30 ۔ جون 1975ء تک زیر افزائش مچھلی فارموں کی مجموعی تعداد 693 ہے ان میں 60 سرکاری فارم ہیں جو کہ مختلف اضلاع میں ماسوائے ڈیرہ غازی خان و میانوالی میں واقع ہیں ۔ نیز 633 فارم نجی شعبہ کی ملکیت ہیں جو کہ صوبہ بھر کے تمام اضلاع میں قائم ہیں ۔

(ب) مزکورہ بالا مچھلی فارموں میں مزید توسیع کے لئے محکمہ ماہی پروری پنجاب مختلف ترقیاتی منصوبوں پر عمل پیرا ہے ۔ دوران سال 1975-76ء 250 دیہی جوہڑوں کو افزائش مچھلی کے لئے بروئے کار لایا جا رہا ہے نیز لوگوں میں مچھلی پالنے کے شوق کو فروغ دینے کے لئے چار تجارتی/نمائشی فارم (رقبہ فی فارم پانچ ایکڑ) اضلاع لاہور ۔ لائلپور ۔ سرگودھا اور ملتان میں قائم کئے جا رہے ہیں ۔ نجی سطح پر بھی منصوبہ برائے ترقی و ترویج ماہی پروری کے تحت 500 ایکڑ کے فارم قائم کئے جائیں گے اور اگلے پنجسالہ منصوبہ برائے سال 1976-80ء کے لئے مختلف ترقیاتی منصوبے مرتب کئے جا رہے ہیں ۔ تاکہ ہر ممکن آبی وسائل سے کما حقہ فائدہ اٹھایا جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وزیر موصوف نے جز (ب) کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ ضلع لاہور ، سرگودھا ، ملتان میں فارم قائم کئے جارہے ہیں ۔ تو یہ کب تک قائم ہو سکیں گے کیا وزیر موصوف اس کی وضاحت فرما سکیں گے ؟

وزیر ڈیری ڈیولپمنٹ و جنگلات : جناب والا ! آپ کی وساطت سے میں عرض کرتا ہوں کہ اگلے سال کے بجٹ میں انکو پورا کردیا جائے گا ۔

تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں راشن پر چینی اور گندم کی تقسیم

*8067 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ خوراک کی جانب سے تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں یکم اپریل 1975ء تا 31 ۔ جنوری 1976ء چینی اور گندم کی کتنی مقدار ڈپوؤں کے ذریعہ عوام میں تقسیم کی گئی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ تحصیل میں چینی اور گندم کی تقسیم وہاں کی آبادی کے مطابق مزکورہ مدت میں ضرورت سے بہت کم تھی ۔

(ج) اگر جز (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ تحصیل میں مذکورہ اشیاء کی مقدار میں اضافہ کرکے اور ان کی درست تقسیم کے لئے کوئی بہتر اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یارخان لاشاری) : (الف) یکم اپریل 1975ء تا 31 جنوری 1976ء چینی اور آٹے کی مندرجہ ذیل مقدار تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے عوام میں راشن ڈپوؤں کے زریعے تقسیم کی گئی :

	چھٹانک	سیر	من
آٹا	0	10	62444
چینی	3	0	38907

(ب) جی نہیں ۔ تحصیل خوشاب میں چینی مذکورہ مدت کے دوران حکومت کے منظور شدہ سکیل کے مطابق تقسیم کی گئی البتہ آٹے کا اجراء کھلی منڈی میں گندم کے نرخوں کے پیش نظر کیا گیا اس عرصہ کے دوران آٹا اور چینی کی کمیابی کی عوام کی طرف سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا البتہ حکومت ان اشیاء کی درست تقسیم کے لئے ہمیشہ کوشاں ہو گی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ جو چینی 38907 من تقریباً تحصیل خوشاب میں تقسیم کی گئی ہے اس میں سے کتنی مقدار براہ راست صارفین کو دی گئی ہے اور کتنی مقدار تجارتی اداروں کو دی گئی ہے ؟

وزیر خوراک : اس کے لئے علیحدہ سوال دے دیں تو تفصیل مہیا کر دی جائے گی ۔

تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں جنگلات کا رقبہ

*8137 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کا کل کتنا رقبہ جنگلات پر مشتمل ہے اور وہاں یکم جنوری 1975ء تا یکم مارچ 1976ء کل کتنے نئے درخت لگائے گئے نیز ان میں سے کتنے درخت ضائع ہوئے اور کتنے درخت باقی موجود ہیں ؟

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر سنہاس) ۔ کل رقبہ جنگلات خوشاب تحصیل ۔

1 ۔ کمپیکٹ رقبہ 95933 ایکڑ

2 ۔ نہری رقبہ 341.5 میل

3 ۔ سڑکات کا رقبہ 287.5 میل

4 ۔ ریلوے کا رقبہ 49.04 میل

شجر کاری از جنوری 1975ء تا یکم مارچ 1976ء

1 ۔ گورنمنٹ جنگلات 3،88،100 عدد

2 ۔ پرائیویٹ 84،223 عدد

میزان 4،72،323

کامیاب ہوئے

1 ۔ گورنمنٹ جنگلات 3،49،290 عدد

2 ۔ پرائیویٹ 42،529 عدد

میزان 3،91،819

ضائع ہونے

1 ۔ گورنمنٹ جنگلات	38،810
2 ۔ پرائیویٹ	41،694
میزان	80،504

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! جو پودے ضائع ہوئے ہیں ان کی وجوہات وزیر موصوف بیان فرما سکیں گے ؟

وزیر جنگلات : جب پودے نئے لگائے جاتے ہیں تو ان میں سے کچھ قدرتی طور پر نہیں پنپتے ، کچھ منچلے نوجوان جب قلمیں لگاتے ہیں ان کو اکھاڑ پھینکتے ہیں اور کچھ جانور خراب کر دیتے ہیں ۔ ان وجوہات کی وجہ سے وہ اموات کا شکار ہو جاتے ہیں ۔

ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ جنگلات کا ضیاع کس بناء پر ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تین وجوہات بتائی ہیں ۔

ملک محمد اکرم : جناب والا ! میں نے جنگلات کے متعلق ضمنی سوال کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو ان کا جواب پسند آیا ہو یا نہ آیا ہو انہوں نے جنگلات کے متعلق ہی کہا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وزیر موصوف نے جنگلات کے ضائع ہونے کی جو وجوہات بیان کی ہے ان کے مزید انسداد کے لئے حکومت کیا غور کر رہی ہے ؟

وزیر جنگلات : جناب سپیکر ! میں معزز رکن کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ جو وجوہات ضائع ہونے کی ہیں ان میں بہت سا ہاتھ ان کا اپنا بھی ہے ۔ وہ قومی سرمایہ کی طرف خود بھی توجہ دیں ۔

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ کا یا اور لوگوں کا ۔ (قہقہہ)

وزیر جنگلات : عام لوگوں کا جناب ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! یہ میری ذمہ داری نہیں ہے۔ اختیارات وزیر موصوف کے پاس ہیں۔ اگر اختیارات میرے پاس ہوتے تو کبھی کا انسداد کر دیا ہوتا یہ تمام تر ذمہداری وزیر جنگلات پر عائد ہوتی ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں محکمہ جنگلات کے رقبہ پر ناجائز قابضین

***8150 (الف)۔ چلک ثناءاللہ خان :** کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ جنگلات کے کس قدر رقبہ جات پر لوگ ناجائز قابض ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت مذکورہ قابضین کے خلاف قانونی اقدامات کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے بارے میں مقدمات کی تعداد کیا ہے اور یہ کن کن عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

(ج) مذکورہ رقبہ پر ناجائز قابضین کی تحصیل وار اور دیہہ وار فہرست ایوان میں پیش کی جائے ؟

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : (الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ جنگلات کا 11757 ایکڑ 4 کنال اور 10 مرلہ رقبہ مہاجرین کو ان کے کلیم کے عوض الاٹ کر دیا گیا ہے جس کی تفصیل نف ہذا فہرست *(الف) میں دی گئی ہے۔ گورنمنٹ (محکمہ جنگلات) نے ان الاٹمنٹوں کے خلاف سیکشن ڈسپلیسڈ پرسنز ایکٹ 11-10-1958 کے تحت مختلف عدالتوں میں اپیل دائر کی ہے۔

(ب) ہاں۔ یہ درست ہے کہ حکومت (محکمہ جنگلات) نے الاٹمنٹوں کی منسوخی کے لئے مقدمات دائر کر رکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے اور یہ مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

1۔ عدالت عالیہ لاہور = 33

*براہ مہربانی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

2 ۔ ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ = 2

3 ۔ سینئر سول جج سیالکوٹ = 12

4 ۔ سول جج سیالکوٹ = 4

5 ۔ اسسٹنٹ کمشنر سیالکوٹ، نارووال، پسرور، ڈسکہ، شکر گڑھ اور ریونیو عدالتیں = 707

میزان 758

(ج) ناجائز الاٹ شدہ رقبہ جات کی *فہرست (ڈی) لف ہے

تحصیل سیالکوٹ میں محکمہ جنگلات کے رقبہ جات

*8151 ۔ ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل و ضلع سیالکوٹ میں واقع مواقعات ہرناہ ۔ دود چک ۔ جوہڑ چک ۔ کوٹلی ارائیاں ۔ پیر سبز اور بلو کھیتی میں محکمہ جنگلات کا کل کتنا رقبہ ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مواضعات متذکرہ کے رقبہ جات سیم اور تھور زدہ ہیں اور ان میں سارا سال پانی کھڑا رہتا ہے جس سے وہ شجر کاری کے قابل نہیں رہے ۔

(ج) مذکورہ بالا مواضعات کے رقبہ جات پر کس قسم کے پودے لگائے گئے تھے اس میں سے کس قدر کامیاب ہوئے اور ان کی مالیت اور اخراجات کا تخمینہ کیا تھا ۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں جنگلات کی پیداوار بڑھانے کے لئے مذکورہ بالا مواضعات کے رقبہ جات ان کے اصل مالکان کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ رقبہ جات کن شرائط پر انہیں واپس کئے جائیں گے ؟

* راہ کرم فہرست آخر میں ملا خط فرمائیں

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : (الف) مواضعات ہرناہ ۔ دود چک ۔ کوٹلی آرائیاں اور پیر سبز میں محکمہ جنگلات کا 1082 ایکڑ 7 کنال 7 مرلہ رقبہ ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا مواضعات کا کچھ رقبہ ہر دو انہار میں واقع ہے ۔ اس میں سے کچھ رقبہ تھور زدہ ہے اور کچھ رقبہ سیم زدہ ہے ۔ لیکن یہ رقبہ درخت لگانے کے قابل ہے ۔

(ج) سلوا ریسرچ ڈویژن لاہور نے پچاس ایکڑ رقبہ پر تجرباتی شجر کاری کی تھی ۔ اور درخت اقسام سفیدہ اور بید رکھ پیر سبز میں لگائے گئے تھے ۔ اس تجربے پر تقریباً 20،000 روپے خرچ آئے اور فصل کی مالیت تقریباً 50،000 روپے ہے ۔

(د) یہ درست نہیں ہے ۔ محکمہ جنگلات کا ان رقبہ جات کو واپس دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے بلکہ ان میں شجر کاری کی جائے گی ۔

گنے کی سرکاری قیمت خرید

*8377 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں گنے کی سرکاری قیمت خرید ملز گیٹ پر پانچ روپے چھہتر پیسے مقرر ہے اور 76-1975ء میں فروری 1976ء تک تمام شوگر ملیں اسی نرخ پر گنا خرید کرتی رہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیشتر شوگر ملیں جن میں شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین ۔ نون شوگر ملز بھلوال ۔ لیہ شوگر ملز وغیرہ شامل ہیں ، نے امسال لائلپور ۔ لاہور ۔ سرگودھا شیخوپورہ اور ساہیوال کے اضلاع سے دس گیارہ روپے فی من گنا خریدا بلکہ اس قیمت پر گنا خریدنے کے لئے اخبارات میں اشتہارات بھی دیئے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ بعض شوگر ملوں نے گنا پانچ روپے چھتر پیسے فی من سے زائد نرخوں پر خرید کیا ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! سوال میں انہوں نے واضح طور پر پوچھا ہے کہ دس ۔ گیارہ روپے فی من گنا خریدا گیا اور اس قیمت پر گنا خریدنے کے لئے اخبارات میں اشتہارات بھی دیئے یہ دو باتیں (ب) جز میں پوچھی گئی ہیں تو وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے گنا 5 روپے 75 پیسے فی من سے زائد خرید کیا ۔ تو جناب والا ! پھر ایک پیسہ بھی لیا جائے تو زائد ہو جائے گا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ دس گیارہ روپے فی من گنا خریدا اور پھر پوچھا ہے کہ کیا اشتہارات بھی دیے گئے تھے ۔

جنگلی سوروں کی افزائش

*8530 ۔ **سیدہ عابدہ حسین** : کیا وزیر امور حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع جھنگ میں جنگلی سوروں کی افزائش پر قابو پانے کے لئے حکومت نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : (الف) ضلع جھنگ میں جنگلی سوروں کی تلفی کے لئے حکومت کا عملہ سرگرم عمل ہے ۔ سال 73-1972ء میں تریمو کے علاقہ میں زندہ سور پکڑے گئے اور انہیں سوائن فیور وائرس کا ٹیکہ لگا کر چھوڑ دیا گیا ۔ بعد ازاں علاقہ کا سروے کرنے پر معلوم ہوا کہ اس مہم کے نتائج حوصلہ افزا رہے ۔ علاقہ میں بے شمار جنگلی سوروں کے ٹھانچے پائے گئے ۔

(ب) سال 75-1974ء میں عمرانہ جنوبی ۔ 18 ہزاری ۔ کوٹ مرزا ۔ بستی ہمدانی ۔ لطیف شاہ ۔ احمد پور سیال ۔ ہیڈ تریمو ۔ رشید پور ۔ ھلکانہ ۔ موجی والا ۔ چک 213 ۔ چک 214 اور لالیاں کے علاقہ میں شکار پارٹیوں کی مدد سے زندہ جنگلی سور پکڑے گئے ۔ اور انہیں ٹیکہ لگا کر ان ہی علاقوں میں اور چند ایک کو چنیوٹ ۔ ٹھٹھی بالا راجہ ۔ بھوانہ ۔ چک بہادر شاہ ۔ کھیوہ ۔ کانک وال کے علاقوں میں چھوڑ گیا ۔

(ج) 1975-76 میں جھنگ ضلع میں دو سور پکڑ کر انہیں ٹیکہ لگا کر چھوڑا گیا اور 16 سوروں کو گولی سے مارا گیا ۔ بعد کی اطلاعات اور سروے کے مطابق لاتعداد جنگلی سوروں کے ڈھانچے پائے گئے ۔

حکومت جنگلی سوروں کی تلفی پر خاص توجہ دے رہی ہے اور مالی سال 1976-77ء میں اس مد پر 1.52 لاکھ روپے خرچ کر رہی ہے ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری سر ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت نے تشخیص کی ہے اور کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس ضلع میں جنگلی سوروں کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر امور حیوانات : اس سلسلہ میں کسی ماہر کی خدمت حاصل نہیں کی گئی ہیں جو یہ بتا سکے کہ کیا تعداد ہے ۔

گندم کی خریداری میں تعطل

*8574 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان میں گندم کی خریداری کا ایک مرکز قائم ہے جہاں علاقہ سے گندم کی فراہمی کا سلسلہ جاری ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فوڈ گرین انسپکٹر شجاع آباد نے جلالپور پیروالہ مرکز کے انچارج کو گندم کی مزید خریداری سے روک دیا ہے اور کاشتکاروں کو بوریاں مہیا کرنے کا کام بھی بند کر دیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گندم کی خریداری کے تعطل کی وجہ سے علاقہ کے زمینداروں کو سخت پریشانی کا سامنا ہے کیونکہ وہاں ہزاروں من گندم کے ذخائر موجود ہیں اور سیلاب کا خطرہ بھی ہے ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) علاقہ میں گندم کی خریداری میں کوئی تعطل نہیں ہوا اس لئے زمینداروں کی پریشانی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہ درست ہے کہ جلال پور پیروالہ کا علاقہ سیلاب کی زد میں آتا ہے ۔

(د) جزو (ب) اور (ج) کے جواب کے پیش نظر کسی مزید اقدام کی ضرورت نہیں ۔

گندم کی خرید

*8735 ۔ **میاں منظور احمد بوہل** : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب نے امسال صوبہ سے کس قدر گندم خرید کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور کس قدر گندم خرید کی گئی ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : سال 77-1976ء میں حکومت نے پندرہ لاکھ ٹن گندم خرید کرنے کا پروگرام بنایا تھا ۔ جس کے مقابلہ میں 27 ۔ اکتوبر 1976ء تک تقریباً (17,71,552) سترہ لاکھ اکہتر ہزار پانچ سو باسٹھ ٹن گندم خرید کی جا چکی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ گندم کی ضلع وار مقدار خرید کیا ہے ؟

وزیر خوراک : اگر ضلع وار سوال ہوگا اور ضلع وار جواب دیا جائے گا ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! 15 لاکھ کی بجائے 17 لاکھ 71 ہزار ٹن گندم خرید کرنے کا جو فیصلہ کیا گیا ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

مسٹر سپیکر : اگر یہ کم خرید ہوئی ہو تو آپ کہتے یہ تو زیادہ خریدی گئی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کے لئے بجٹ میں خاص رقم مختص کی جاتی ہے ۔ زیادہ خریدنے کی خاص وجوہ ہیں جن کا جاننا اس ایوان کے لئے مفید ہوگا ۔

وزیر خوراک : میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت سارا سال گندم کی خرید کا تہیہ کئے ہوئے ہے ۔ اور اس سلسلہ میں اب تک 17,83,000 ٹن گندم خریدی گئی ہے ۔ لیکن اب بھی کوئی کاشتکار حکومت کے ہاتھوں گندم بیچنا چاہے تو وہ بخوشی قبول کی جائے گی ۔ یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ کاشتکار کو اس کی جنس کا معاوضہ زیادہ سے زیادہ دیا جا سکے ۔

مسٹر نذر حسین منصور: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیرموصوف سے یہ کہوں گا کہ پہلے جو گندم خریدی گئی اس کے تحفظ کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے ۔ کوئی گودام وغیرہ نہیں ہے ۔ وہ باہر پڑی گل سڑ رہی ہے ۔ پہلی گندم سنبھالی نہیں جا رہی ہے مزید خرید کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو سوال نہیں ہے ۔ اگر تو سوال یہ ہوتا کہ گندم کی حالت خراب ہے پھر تو یہ سوال پیدا ہوتا ۔ وہ تو سوال خرید کا تھا ۔ اگر یہ ہوتا کہ 15 لاکھ ٹن کا انتظام نہیں ہے اور 17 لاکھ ٹن خریدی گئی تو پھر تو یہ سوال متعلقہ تھا وہ تو پالیسی کے متعلق ہے اس لئے یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ دوسرے صوبوں کو کتنی گندم فراہم کی گئی ہے ۔

وزیر خوراک : اس کے لئے علیحدہ سوال کریں ۔

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

رائے احمد حیات خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے احمد حیات خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 11/11/76 ، 12/11/76

کو بوجہ طبیعت کی ناسازی اجلاس میں شرکت
نہ کر سکا براہ کرم ان دو ایام کی رخصت ہاؤس
میں برائے منظوری پیش کر دی جائے

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بوجہ نا سازی طبیعت بندہ اجلاس
رواں میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔ اطلاعاً عرض ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

خان غلام احمد خان وردگ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان غلام احمد خان وردگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I would not attend the Assembly Session on 8th, 10th and 11th of this month due to illness, kindly move the House for grant of leave for the said days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالرؤف

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالرؤف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

With due respect. I beg to state that, I could not attend the Assembly session on November 11th, due to illness. Kindly grant me leave for that day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بندہ 10/11/76 اور 11/11/76 کو دو دن کے لئے اسمبلی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکا استدعا ہے کہ رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم محمد بخش

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم محمد بخش صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں 10/11/76 کو بوجہ بخار اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کرسکا براہ نوازش ایک دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس حسابات عامہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ملک شاہ محمد حسن : جناب والا ! میں حکومت پنجاب کے حسابات بابت 1975-76 کے متعلق پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

Mr. Speaker : Now we go on to the privilege motions.

مرزا طاہر بیگ صاحب ! آپ کی یہ تحریک استحقاق پرسوں پڑھ دی گئی تھی ۔

مرزا طاہر بیگ : جی ۔ جناب والا ! اس میں پوائنٹ تو بڑا ہی simple ہے اور میں اس کو پہلے ہی بیان کر چکا ہوں ۔ اب اگر آپ مزید کوئی وضاحت چاہتے ہیں تو میں بیان کرنے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اس کے بارے میں جو بھی کسی نے بیان حلفی دینا ہے یا کوئی سٹیٹمنٹ دینی ہے وہ پریویلج کمیٹی میں دے دیں ۔

مرزا طاہر بیگ : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ لیڈر آف دی ہاؤس کے مشورے کے مطابق میری اس تحریک استحقاق کو صبح کے لئے ملتوی کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ اس کو صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔ اب ہم تحریک التوائے کار کو ڈیل کرتے ہیں ۔

تحاریک التوائے کار

فیکٹری ایریا لائلپور کی سیوریج ڈسپوزل سکیم کے تعمیری کام میں ناقص میٹیریل استعمال کرنے سے اس پر عملدرآمد میں تاخیر

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث

لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیکٹری ایریا لائلپور کی سیوریج ڈسپوزل سکیم پر لاکھوں روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ اس سکیم کے مکمل ہونے کی معینہ مدت ختم ہونے کے بعد دوبارہ مزید وقت دیا گیا لیکن یہ مدت بھی ختم ہو چکی ہے لیکن تاحال اس ڈسپوزل سکیم نے کام شروع نہیں کیا۔ اس کے تعمیراتی کام میں بے پناہ دھاندلیاں کی گئی ہیں۔ ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے جو اس کے کام کرنے میں تاخیر کا سبب بنا ہوا ہے۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

سید صاحب! اس میں مجھے بہت سی باتوں کی سمجھ نہیں آ سکی۔ کیا لائلپور کے فیکٹری ایریا کی کوئی سیوریج سکیم بنائی گئی تھی؟

سید طاہر احمد شاہ: جی۔ جناب والا! بنائی گئی تھی۔

مسٹر سپیکر: پھر اس پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے۔ کیا اس کی کوئی مدت مقرر تھی۔ اگر کوئی مدت مقرر تھی تو وہ کون سی مدت مقرر تھی؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! غالباً 1973ء میں اسے مکمل ہونا تھا۔

مسٹر سپیکر: اور نہیں ہوئی؟

سید طاہر احمد شاہ: جی۔ نہیں ہوئی۔۔۔

مسٹر سپیکر: تو پھر اس میں immediate importance کہاں سے آ گئی جب ایک چیز 1973ء میں ہونی چاہیئے تھی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! یہ اس طرح آتی ہے کہ یہ ایک فیکٹری ایریا کی سیوریج ڈسپوزل سکیم ہے۔

مسٹر سپیکر: یعنی اس ایوان کے ہر ممبر کو اور ہر شہری کو دلچسپی ہو گی کہ یہ جلد سے جلد مکمل ہو۔

سید طاہر احمد شاہ: نہیں۔ جناب والا! اس میں میری استدعا یہ ہے کہ لاکھوں روپے کا ضیاع ہو رہا ہے مگر عوام کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ وہ آپ کی بات تو ٹھیک ہے کہ 1973-74 میں مکمل ہو گی مگر اب تو 76ء کے گیارہویں مہینے کا آخری پندرواڑہ ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ دسمبر 1970ء میں یہ سکیم شروع کی گئی تھی اور اس پر تقریباً 40 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں مگر ابھی تک اس سکیم کو مکمل کر کے چالو نہیں کیا جا سکا ۔ اگر جناب والا ! یہ سکیم شروع ہو جائے تو لائلپور میں وہ پانی جو کالونیز میں گندے جوہڑوں کی شکل اختیار کر چکا ہے صاف ہو جائے گا ۔ اس پانی کے کھڑے ہونے سے لائلپور کی بے پناہ سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں اور ان کے ٹوٹ جانے سے لائلپور کارپوریشن کے کروڑوں روپے جو ان سڑکوں کی تعمیر پر ہر سال خرچ آتے ہیں وہ ضائع ہو رہے ہیں ۔ اس سکیم سے شہر میں گندگی کے انبار لگے ہوئے ہیں ۔ ہر سال اس سکیم کے نامکمل ہونے کی وجہ سے فیکٹری ایریا کی کچی آبادی جو تقریباً ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ہے پانی میں ڈوب جاتی ہے اور عوام کے لاکھوں روپے امداد کے طور پر میونسپل کارپوریشن کے ذریعے سے خرچ ہوتے ہیں ۔ جناب والا ! اس میں public improrrtance کی بات یہ ہے کہ جتنے روپوں میں یہ سکیم تیار کی گئی تھی اس سے کئی گنا روپے خرچ ہو چکے ہیں اور جب وہی ٹھیکیدار مسینہ مدت میں کام ختم نہیں کرتا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب ! آپ کی بات سے پبلک امپورٹنس بڑی واضح ہے ۔ اسی لئے میں نے اس کو پڑھا بھی تھا ۔ لیکن اس کے متعلق یہ کہنا کہ ہر سال لاکھوں روپے خرچ ہو رہے ہیں یا ضائع ہو رہے ہیں ۔ ڈویلپنگ کنٹریز میں تو اتنے مسائل ہیں کہ آج سے سو سال پچھلے یا پچاس سال یا پانچ سال پچھلے مسائل جو چلتے چلے آ رہے ہیں ۔ آپ ان کو اگر تحریک التوائے کار کا باعث بنائیں گے تو خدا معلوم کتنے اور مسائل تحریک ہائے التوائے کار کا باعث بنیں گے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میری گذارش یہ ہے کہ یہ سکیم محض اس وجہ سے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی یا اس کو working order میں نہیں لیا جا سکا کہ اس میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی یہ بات ساری ٹھیک ہے مگر ناقص میٹریل کل تو استعمال نہیں کیا گیا ۔ وہ ایک سال پہلے استعمال کیا گیا ہوگا یا دو سال پہلے استعمال کیا گیا ہوگا ۔

مسٹر ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! مقصد یہ ہے کہ آج تک عوام کا لاکھوں روپیہ اس پر صرف ہوا ہے لیکن اس کو working condition میں نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے عوام میں سخت ہیجان اور اضطراب پایا جاتا ہے - اس میں public importance اور immediate occurrence بھی ہے -

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل محرک نے جو نکات اٹھائے ہیں ان میں تھوڑی سی ترمیم کی ضرورت ہے - اگرچہ کاغذ پر اس سکیم کی Administrative approval 24 نومبر 1970 کو ہوئی تھی لیکن actually سیوریج اور نالیوں کا کام اکتوبر 1971 میں شروع ہوا اور disposal work پر جو کہ آج تحریک التوا کا موضوع ہے - کام جنوری 1972 میں شروع ہوا - تین سال میں یہ کام مکمل ہونا تھا - اس حد تک فاضل رکن بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں کہ اس میں دیر ہو گئی تھی لیکن دیر ہونے کی دو وجوہ ہیں - ایک تو وجہ یہ تھی کہ 73-1972 میں جب کہ اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوا تمام ٹھیکداروں نے پنجاب میں کام بند کر دیا تھا صرف اس سکیم کی بات نہیں تھی - جناب والا کو اور فاضل اراکین کو بھی یہ معلوم ہے - پھر اس وقت گورنر صاحب نے ایک کمیٹی بنائی جس نے Rates میں اضافہ کیا - پھر ٹھیکیداروں نے کام شروع کیا - اس کام کے لئے دو ٹھیکیدار تھے - ایک ٹھیکیدار نے کام وقت پر پورا نہ کیا تو اس کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا بلکہ اس کی ضمانت بھی بحق سرکار ضبط کر لی گئی - دوسرے ٹھیکیدار جس کی توسیع کی درخواست میں زیادہ جواز پایا جاتا تھا اسے توسیع دے دی گئی - اس کے بعد دوسری وجہ رکاوٹ کی یہ ہوئی کہ جہاں اس نالی نے گزرنا تھا وہاں کے عوام کے کچھ لوگ جو اس سے متاثر ہوتے تھے- انہوں نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا - اس حکم امتناعی کے خلاف حکومت نے عدالت میں چارہ جوئی کی اور 22 اکتوبر 1976 کو وہ حکم امتناعی فاضل عدالت نے خارج کیا ہے - اب وہ کام بڑی تیزی سے چل رہا ہے - پیسے بھی موجود ہیں - میٹریل بھی موجود ہے اور کام تیزی سے ہو رہا ہے - مجھے یقین ہے کہ اب اس کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی -

جہاں تک اس میں ناقص میٹریل کے استعمال ہونے کی شکایت ہے اس سے پہلے بھی شکایت حکومت کو موصول ہوئی تھی اور حکومت نے ایک خاص

افسر کو مقرر کیا تھا ۔ اس کی رپورٹ حکومت کے پاس پہنچ چکی ہے کہ میٹریل جو ہے بالکل تسلی بخش ہے ۔ شکریہ !

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں جناب سینئر منسٹر صاحب کے علم میں آپ کی وساطت سے اپنی تحریک التوا کے سلسلے میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ اس تعمیراتی منصوبے پر دو فرموں کو کام الاٹ ہوا ۔ ایک فرم کا نام ایف ۔ ٹی کنسٹرکشن کمپنی تھا اور دوسری فرم کا نام میسرز غلام محمد مراد خان تھا ۔ دونوں فرموں نے معینہ مدت میں اپنا کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچایا اور اس کے بعد جب کام کی re-allotment ہوئی اور میسرز غلام محمد مراد خان جس کا پہلا ریٹ 28 روپے فی فٹ کے حساب سے quote کیا گیا تھا اس پر کنٹریکٹ کیا تھا ۔ دوسری اس کی sister concern جو اس کی بوگس کمپنی تھی اس کو محکمہ کی ملی بھگت سے 122 روپیہ فی فٹ کے حساب سے کام کا ٹھیکہ دوبارہ دے دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تحریک التوا کا موضوع یہ نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں روپے کے ضیاع کی بات کر رہا ہوں ۔ دو منٹ میں میں اپنی بات ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس گفتگو پر آ گئے ہیں جس گفتگو کا تحریک التوا سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! پبلک کے فنڈز ضائع ہو رہے ہیں ۔ میں اسی کے متعلق بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی بات بالکل صحیح ہے مگر یہاں کچھ طریقہ کار رائج ہے ۔ اس ایوان کی کچھ روایات ہیں ۔ اس کے کچھ قواعد و ضوابط ہیں ۔ اس معزز ایوان کی ایک تاریخ ہے ۔ آپ کی تحریک التوا ایسی ہے جیسے آپ کہیں کے راستے میں کوئی غلط چالان کر رہا ہو تو اس کے متعلق بھی بات کر سکتے ہیں کہ یہ بڑی پبلک کی اہمیت کی بات ہے ۔ یا کوئی چار آدمی آپس میں لڑ پڑتے ہیں اس پر بات آپ کر سکتے ہیں ۔ میں قواعد کے مطابق ان باتوں کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! آپ میری version سن لیں پھر آپ جیسے فرمائیں گے میں مان لوں گا ۔ جو بے پناہ دھاندلیاں کی گئی ہیں میں

ان کی نشان دہی کر رہا ہوں ۔ جناب والا ! از راہ کرم آپ یہ سوچیں کہ لاکھوں روپیہ عوام کا اس منصوبہ پر خرچ ہوا ہے ۔ اس میں جو دھاندلیاں کی گئی ہیں کم از کم اس ایوان کو معلوم ہونی چاہئیں اور جناب سینئر منسٹر صاحب بھی ان دھاندلیوں کی نشان دہی کرنے پر اتفاق فرمائیں گے ۔ اگر وہ اتفاق نہیں فرمائیں گے تو پھر میں مزید بات نہیں کرتا ۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ عوام کے مفاد کے لئے ان کے علم میں یہ دھاندلیاں لائی جائیں کہ حکومت کی مشینری اور افسران ٹھیکداروں سے مل کر کیا کرتے ہیں اور عوام کے فنڈز کا ناجائز ضیاع نہ ہو تو میں اس ہاؤس کے سامنے اور جناب سینئر منسٹر صاحب کے علم میں یہ بات ضرور لانی چاہتا ہوں ۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو اس کو سن لیں اگر وہ سننا نہیں چاہتے تو پھر میں جناب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بیٹھ جاتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اگر وہ سننا بھی چاہیں تو قواعد اس بات کی اجازت نہیں دیتے ۔

سید طاہر احمد شاہ جناب والا ! میں نے اپنی تحریک التوا میں clear cut اس سے متعلق لکھا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تو سننے کے لئے تیار ہوں لیکن جناب سپیکر صاحب کے حکم کے مطابق نہ میں کچھ سن سکتا ہوں نہ آپ سے کچھ کہہ سکتا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے اپنی تحریک التوا میں یہ لکھا ہے کہ تعمیراتی کام میں دھاندلیاں ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : تعمیراتی کام ٹینڈر کا دینا یا ٹینڈر کا قبول کرنا نہیں ہوتا بلکہ کام اس وقت شروع ہوتا ہے جب site پر ہوتا ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! دھاندلی یہ ہوتی ہے کہ اگر 10 روپیہ کی کوئی چیز ہوتی ہے تو پبلک فنڈ سے اس پر 30 روپے صرف کئے جاتے ہیں یا کوئی افسر خرچ کرتا ہے ۔ کیا یہ دھاندلی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : دھاندلی یقیناً ہوگی ۔ کسی context میں ہو گی ۔ کسی چیز کی دھاندلی ہوگی ۔

سید طاہراحمد شاہ : جناب والا ! یہ wastage of public money کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! اس میں اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : اگر آپ اجازت دیں تو صرف یہ بات ریکارڈ پر لے آتا ہوں ۔ صرف ایک دو منٹ کی بات ہے ۔ اگر آپ اجازت نہیں دیتے تو ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی بحث ہوگئی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میسرز غلام محمد مراد خان اپنا کام مکمل کرنے میں ناکام ہو گئے تھے ۔ اس نے دوسرے جعلی نام سے بالکل وہی کام 122 روپے فی فٹ کے حساب سے حاصل کیا ہے جب کہ اسی فرم نے جس کو اب محکمہ کی طرف سے 122 روپے فی فٹ کے حساب سے کام الاٹ ہوا اسی فرم نے لائل پور شہر میں دوسری سیوریج اینڈ ڈسپوزل سکیم اسی سائز کے چار انچ پائپ لائن بچھانے کا ٹھیکہ ساڑھے باسٹھ روپیہ فی فٹ کے حساب سے حاصل کیا جس کی لمبائی تقریباً سات ہزار فٹ بنتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! میں اس بات میں کوئی expert تو نہیں ہوں کہ اس کا terrain کیسا ہے ، اس کی depth کیسی ہے اور کس لیول پر انہوں نے وہ disposal بنانا ہے ۔ کس لیول پر انہوں نے پائپ کو بچھانا ہے These things may not be relevant ان کو آپ اس طرح abstract میں پیش کرتے ہیں تو آپ کی relevancy نہیں رہتی ۔ یا تو آپ کہیں کہ on all fours یہ parameter ہے ۔ اس کی اتنی گہرائی تھی اور اس قسم کی وہ زمین تھی ۔ اس لیول پر disposal بنا تھا اور اس قسم کی یہ باتیں تھیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں enhancement of rates کی ساری وجہ عرض کر چکا ہوں اور فاضل رکن بھی سن چکے ہیں کہ گورنمنٹ نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کی بات ذرا مکمل ہو جائے تاکہ پھر آپ تسلی سے جواب دے سکیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ اس کمیٹی کی وجہ سے امر کے ریٹ میں اضافہ ہوا تھا لیکن اس میں دھاندلی کی بات نہیں ہے ۔ ریٹ جس میں اضافہ ہوا ہے وہ اس طرح ہے کہ حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس کے سربراہ جاوید الرحمان صاحب تھے تو اس کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اس میں اضافہ ہوا ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : نہیں جناب ! میں وہی کہہ رہا ہوں کہ اس کمیٹی کی رپورٹ پر عمل درآمد کرنے کے بعد جب دوبارہ سکیم کا کام ایک فرم کے ذیلی ادارے کو دیا گیا تو اس وقت 122 روپے فی فٹ کے حساب سے اس پائپ لائن کے بچھانے کا کام الاٹ کیا گیا ۔ انہیں دنوں میں اسی فرم کو ساڑھے باسٹھ روپے فی فٹ کے حساب سے اتنے ہی ڈایا میٹر کا پائپ لائن بچھانے کا کام دیا گیا ۔ جناب والا ! میں ذاتی طور پر اس معزز ہاؤس کے سامنے یہ ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہوں کہ ان دونوں سکیموں کی جو depth ہے ان کا کام تقریباً ایک ہی نوعیت کا ہے اور ایک ہی قسم کا ہے ۔

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب ۔ ایک سیکنڈ کے لئے تشریف رکھیں ۔ یہ ریٹ کب بدلا گیا تھا ؟

What is the year ?

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ ریٹ 1973ء میں بدلا گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : This is not relevant. ۔ ایک کام جس کا ریٹ 1973ء میں بدلا گیا تھا ۔ It has no relevancy to the present.

سید طاہر احمد شاہ : نہیں جناب ! میں 1973ء کی بات نہیں کر رہا ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں ۔ یہ کوئی تقریر کا موقع تو نہیں ہوتا ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا کہنا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں فاضل رکن کی خدمت میں اور آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کام بہت تیزی سے ہو رہا ہے کچھ دیر کے لئے حکم امتناعی کی ۔

[illegible] : آپ کو کچھ duration کا پتہ ہے کہ یہ حکم امتناعی کتنا عرصہ رہا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! مجھے [illegible] کوئی سال سے زیادہ عرصہ رہا ہے۔ [illegible] کہ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اور 1977ء میں یہ drainage مکمل ہو جائے گی۔ اپریل 1977ء فیکٹری ایریا کی جو disposal work drain کی ہے یہ مکمل ہو جائے گی۔ اور میں فاضل ممبر کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس [illegible] کی کمی نہیں ہے اور کام بھی تیزی سے ہو رہا ہے۔ اس مسئلے کو خود وزیر اعظم صاحب جناب ذوالفقار علی بھٹو براہ راست اپنی توجہ کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔ بار بار وہ اپنی رپورٹیں طلب کرتے ہیں اور انشاء اللہ یہ کام اب جلد از جلد مکمل ہو جائے گا۔

سپیکر : آپ سیوریج اور disposal کے مسئلہ کے متعلق فرما رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ : جی۔ میں سارے فیکٹری ایریا کی بات کر رہا ہوں۔

Mr. Speaker : This should satisfy the mover.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں صرف ایک submission کروں گا جو 122 اور 162 روپے کا difference of rate ہے اس سلسلے میں جناب سینئر وزیر صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا کہ از راہ کرم اس کی تحقیقات کروا کے دیکھ لیں کہ میں نے جو allegation لگائے ہیں وہ درست ہیں یا نہیں ہیں۔ کیا اس طریقے سے پبلک کے لاکھوں روپے کا ضیاع نہیں کیا گیا ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میرے خیال میں اگر فاضل رکن لکھ کر دے دیں تو بہتر ہے کیونکہ مجھے ان کی تقریر سے اچھی طرح سمجھ نہیں آ سکی۔ خاص کر اگر dates کا لکھ کر دے دیں تو میں ضرور اس پر محکمے سے رپورٹ طلب کروں گا اور ان کی تسلی کرنے کی کوشش کروں گا۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! ٹھیک ہے۔ میں اس بات پر اتفاق کرتا ہوں۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, it is not pressed.

سید طاہر احمد شاہ : - جی -

سکارپ ایریا II میں ضلع گجرات میں سرکاری ٹیوب ویل بند ہونے سے گندم کی کاشت کا متاثر ہونا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع گجرات سکارپ ایریا 11 میں واقع ہے۔ سرکاری ٹیوب ویل مورخہ 4 نومبر 1976 سے تا حکم ثانی محکمہ نہری نے بند کر دئے ہیں - ٹیوب ویلوں کی بندش عین ایسے موقع پر کی گئی ہے جب کہ کاشتکاران گندم کی فصل کاشت کر رہے ہیں - اس بندش کی وجہ سے گندم کی کاشت برے طریقہ سے متاثر ہوئی ہے اور کاشتکاران ضلع گجرات میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے چونکہ ان ٹیوب ویلوں سرکاری ٹیوب ویلوں کو بند کرنا کاشتکاران و حکومت کے خلاف ایک سنگین سازش ہے۔

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : جناب والا یہ ٹیوب ویل دراصل سیم اور تھور پر قابو پانے کے لئے نصب کئے گئے ہیں - جس جگہ پر زیر زمین پانی میٹھا ہے وہاں انہیں multi-purpos کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور وہاں پر ان ٹیوب ویلوں کو کاشت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے - دراصل یہ ٹیوب ویل جس طریقے سے ڈیزائن کئے جاتے ہیں اس کا یہ مقصد پیش نظر ہوتا ہے کہ ان کو چوبیس گھنٹے نہیں چلانا بلکہ ان کو rotation پر چلایا جاتا ہے اور ان کی capacity اس طرح ہے کہ تقریباً پچاس فیصد ٹیوب ویل چلتے ہیں اور پچاس فیصد by rotation بند رہتے ہیں - چنانچہ اسی rotation کے تحت ضلع گجرات کے سکارپ ایریا 11 کے ٹیوب ویل مندرجہ ذیل تاریخوں کو بند رہنے چاہئے تھے۔ 15 اکتوبر سے 19 اکتوبر سے 13 اکتوبر سے 29 اکتوبر 6 نومبر سے 12 نومبر ، 20 نومبر سے 26 نومبر، 6 دسمبر سے 10 دسمبر اور 18 دسمبر سے 24 دسمبر - لیکن جیسا کہ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی خصوصی ہدایت ہیں کہ اناج زیادہ اگاؤ مہم کے پیش نظر ربیع کی کاشت کو کامیاب بنانا ہے - اس لئے وہاں کے کاشتکاران کے مطالبات کے پیش نظر ان کو 6 نومبر سے rotational پروگرام کا خیال کئے بغیر دوبارہ چلا دیا گیا ہے اور یہ ٹیوب ویل اس وقت چل رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التوا 10 نومبر 76ء کو آئی تھا اور آپ کہتے ہیں کہ ٹیوب ویل 6 نومبر سے چل رہے ہیں - کیوں جی کیا پوزیشن ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! 4 نومبر سے یہ ٹیوب ویل بند کئے گئے تھے -

مسٹر سپیکر : تا حکم ثانی تو 6 نومبر کو ہو گیا - یعنی آپ کی یہ تحریک التوا آنے سے پہلے حکم ہو گیا تھا -

چوہدری امان اللہ لک : نہیں جناب ! تحریک التوا کے آنے سے پہلے نہیں - ہر سال ہوتا ہے - وزیر موصوف پر مکمل یقین اور اعتماد ہے کہ وہ ہر چیز کا نوٹس لیتے ہیں - یقیناً انہوں نے کہا ہوگا - میں صرف یہ استدعا کرتا ہوں کہ پچھلے سال فصل ربیع کے موقع پر یہ واقعات ہوئے تھے اور جناب وزیر موصوف نے یہ یقین دہانی کرائی تھی -

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں غالباً ہر سال ایک ہوتے ہیں یعنی یہ ٹیوب ویل بند کرنے کا پروگرام اٹرول کے بعد ہر سال ہی ہوتا ہے -

وزیر آبپاشی : جناب والا ! ہر سال ہوتا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ہر سال نہیں ہوتا - جب بارشیں نہیں تو اس وقت چلتے تھے - لطف کی بات یہ ہے کہ جب بارشیں اور سیلاب تھے تو ٹیوب ویل مسلسل چلتے رہے -

مسٹر سپیکر : وہاں سے پانی بھی تو نکالنا ہوگا - object تو وہی ہے -

وزیر آبپاشی : جی ہاں -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اب خاص طور پر یہ دس پندرہ روز جو ہیں ان کے لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ محکمے کو دلکش ہدایت کریں - کیونکہ اس میں فصل ربیع کا تعلق ہے اور ان ایام میں ایک روز کا نقصان کاشتکار کے لئے بھی اور ملک کے لئے بھی بہت زیادہ نقصان عظیم ہے - اس لئے میں مستقل طور پر وزیر موصوف سے یہ یقین دہانی چاہتا ہوں -

He is Minister-in-charge and he should extend the assurance that during these 16 days up to 28 or 29th of November the water supplies will continue.

دو تین نومبر سے لے کر 28 یا 29 نومبر تک کے ایام بارے بڑے اہم ہیں - تو میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ مستقل یہ آثار اور نقش قدم چھوڑ جائیں کہ ان ایام میں کم از کم جب ڈریشک صاحب منسٹر تھے تو ٹیوب ویل بند نہیں ہوا کرتے تھے تا کہ فصل ربیع کی کاشت ہو سکے - بہر حال مجھے ان کی یقین دہانی پر پورا اعتماد ہے - لیکن اس یقین دہانی کو تھوڑا سا واضح کر دیں -

مسٹر سپیکر : کیوں جی - یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم اس پندرواڑہ میں آپ براہ نوازش ٹیوب ویل بند نہیں کریں گے -

Chaudhri Amanullah Lak : I hope that it is beneficial.

وزیر آبپاشی : جناب والا ! ٹھیک ہے - میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم فصل ربیع کاشت بنانا چاہتے ہیں - اور ہم کوشش کریں گے کہ جہاں ان ٹیوب ویلوں کی ضرورت ہے اس عرصہ میں ان کو چلایا جائے -

چوہدری امان اللہ لک : شکریہ -

Mr. Speaker : May I presume that it is not being pressed ?

چوہدری امان اللہ لک : جی ہاں -

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, it is not pressed.

مسٹر سپیکر : جو بقایا ہیں ان کے نمبر میں پڑھ دیتا ہوں - نمبر 82 رہ گئی ہے اور ان میں سے غالباً نمبر 69 بھی رہ گئی ہے -

وزیر خزانہ : جناب والا ! نمبر 70 اور 71 کی بھی رہ گئی ہیں -

مسٹر سپیکر : آپ نے کون سی بتائی ہیں ؟

وزیر خزانہ : 70 اور 71 بھی رہ گئی ہے - ان کے جواب موجود ہیں - اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کو لے لیں -

Mr. Speaker : We shall take these up tomorrow.

سید قابض الوری : پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہا ہوں کہ وزیر اطلاعات نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس

سلسلے میں ایوان کو اعتماد میں لیں گے ۔ کیا وہ بتائیں گے انہوں نے اخبار نویس برادری کے احتجاج کی صورت حال کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : کیا کچھ صحافی دوستوں سے پتہ چلا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آج سے اس ایوان کی کارروائی کا مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا ہے ۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پورے ملک میں ہڑتال کی گئی ہے اور صورت حال سنگین ہوگئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر اطلاعات کیا بتائیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ دوسرے دن ایوان کو اعتماد میں لیں گے ۔ اور اس سلسلے میں وہ ایک بیان دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اس کو کل دیکھ لیں گے ۔

سید تابش الوری : آپ دیکھ رہے ہیں کہ صحافیوں کی بہت بڑی تعداد احتجاج کا نمونہ بنی ہوئی ہے بلکہ اس ایوان کی پریس گیلری جو ایوان کے لئے بہت اہم سمجھا جاتا ہے کا حصہ ہے وہ خالی پڑی ہے اور عوام ایوان کی کارروائی سے محروم ہوگئے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ حکومت اس طرح صحافیوں کے اس احتجاج پر خاموش تماشائی بنی رہے اور اس سے پورا صوبہ پنجاب رسوا ہوتا رہے ۔ پاکستان کی صحافی برادری پنجاب کی حکومت پر نظریں لگائے ہوئے ہے اور یہ پہلی دفعہ ہے کہ 15 دن سے مسلسل ایوان کی کارروائی سے بائیکاٹ کیا ہوا ہے ۔ وہ احتجاج کر رہے ہیں اور حکومت کی طرف سے ان کے مطالبات کے جواب میں کوئی عملی اقدام نہیں ہو رہا ہے ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ذاتی دلچسپی لے کر اس میں مداخلت کریں ۔ ان کے مطالبات انتہائی جائز ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ اسمبلی کے متعلق ہوتا تو میں اس کو ایک منٹ میں حل کر لیتا ۔

سید تابش الوری : یہ اسمبلی کے متعلق ہے ۔ ایوان کی کارروائی سے تمام عوام کو مشترک طور پر حصہ ہوتا ہے اور حکومت کا عوام کو پتہ چلتا رہتا ہے کہ ایوان میں کیا ہو رہا ہے ۔ کیا قانون سازی ہو رہی ہے ۔ سوالات کے

جوابات کیا ہو رہے ہیں اور کس طرح حکومت کا محاسبہ ارکان اسمبلی کر رہے ہیں ۔ ان تمام چیزوں سے عوام محروم ہو کر رہ گئی ہے ۔ میں آپ سے براہ راست درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلے پر فوری طور پر توجہ بدول فرمائیں اور اس کو فوری طور پر حل کیا جانا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : یہ یونیورسٹی لاء بل ہے جو وزیر اطلاعات کے آنے پر بھی ہوگا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! قائد ایوان موجود ہیں اور وہ اس مسئلے کے متعلق یقین دہانی کرائیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے توجہ نہیں فرمائی ۔ اعتزاز حسین صاحب آ جاتے ہیں ۔

I will send him the message to make himself available.

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) محصول جائداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں دی پنجاب ارباں اسوسیبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1976 پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ارباں اسوسیبل پراپرٹی ٹیکس (امنڈمنٹ) بل 1976 پیش کر دیا گیا ہے ۔ اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اس کی رپورٹ ایک ہفتے میں پیش ہو ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون جامعاتی قوانین مصدرہ 1976

وزیر خزانہ : جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ دی یونیورسٹیز لاز بل 1976 جیسا کہ اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا کو فی الفور پر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

> کہ دی یونیورسٹیز لاز بل 1976 جیسا کہ اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

سید قابض الوری : میں مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : اس میں نذر حسین منصور صمد حنیف ۔ سید طاہر احمد شاہ کی ترامیم ہیں۔

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, I move the amendment :-

> That the Universities Laws Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 10th January, 1977.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

> That the Universities Laws Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 10th January, 1977.

Minister for Finance : Opposed.

وزیر خزانہ : جناب والا میں نے عرض کرنی ہے کہ فاضل قائد حزب اختلاف اور دوسرے ساتھیوں اور سید قابض الوری صاحب سے بات چیت ہوئی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ اس بل کو پیش ہونے کا ان کو علم نہیں تھا ۔ اس لئے وہ اس کا مطالعہ نہیں کر سکے اس لئے وہ وقت چاہتے ہیں اور میں بھی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ آج کے اجلاس کی کارروائی کو ملتوی فرمایا جائے ۔ تاکہ ہم اس بل پر غور کر سکیں ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 9.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 16 نومبر 1976 بروز منگل نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر . 8150 (الف))

اوٹ ڈکشن اے

تفصیل رقبہ جنگلات سیالکوٹ فارسٹ ڈویژن جو مختلف مہاجرین کو الاٹ کئے گئے ہیں ۔

نمبر شمار ۔	نام رینج ۔	رقبہ تعین شدہ ۔			رقبہ غیر تعین شدہ ۔			ممزان رقبہ تعین اور غیر تعین شدہ ۔		
		کل رقبہ ۔			الاٹ شدہ ۔			کل رقبہ ۔		الاٹ شدہ ۔
		مرلہ	کنال	ایکڑ	مرلہ	کنال	ایکڑ	مرلہ	کنال	ایکڑ
1 ۔	سیالکوٹ رینج	13	0	3683	7	2	3017	17	2	3190	0	6	2040	10	3	6873
2 ۔	ڈسکہ رینج	15	5	234	17	7	216	12	3	208	12	3	208	7	1	443
3 ۔	نارووال رینج	17	6	2506	19	3	1354	2	4	1206	0	6	678	19	2	3713

4 ۔	شکر گڑھ رینج	14 ۔ 0 ۔ 3976 19 ۔ 1155 12 ۔ 3 ۔ 5157 16 ۔ 0 ۔ 3085 6 ۔ 4 ۔ 9135
میزان کل ۔		19 ۔ 5 ۔ 10402 2 ۔ 4 ۔ 5744 3 ۔ 6 ۔ 9762 8 ۔ 0 ۔ 6013 2 ۔ 4 ۔ 20165

خلاصہ

1 ۔ میزان رقبہ جو جنگلات کے قبضے میں دیا گیا = 2 ۔ 4 ۔ 20165

2 ۔ مختلف مہاجرین کا الاٹ شدہ رقبہ = 10 ۔ 8 ۔ 11757

3 ۔ رقبہ بقایا جات غیر متنازعہ = 12 ۔ 7 ۔ 8407

(اینڈ کس ڈی)

فہرست مقدمات متنازعہ رقبہ محکمہ جنگلات سیالکوٹ فارسٹ کولونی سیالکوٹ

نام موضع ۔	کل رقبہ ۔	رقبہ متنازعہ	نام الاٹی	کیفیت ۔
ٹکا	12 - 4 - 90	0 - 7 - 84	1 ۔ برکت علی ولد ستار احمد ساکن کا کیوال تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	نوٹیفائیڈ
نانوکے	16 - 7 - 36	10 - 0 - 10	2 ۔ علم دین ولد جامون نانوکے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	۔
		9 - 0 - 27	3 ۔ گھنڈا ولد کریم بخش سکنہ نانوکے	

گلاب گڑھ	5 - 6 - 174	7 - 6 - 172	4 ۔ روشن ولد قاسم دین وغیر ساکنان محلہ شاہ سیداں مکان نمبر 16 سیالکوٹ شہر ۔	ان نولیفائیڈ
کشن گڑھ	11 - 2 - 52	11 - 2 - 52	5 ۔ مسمات اللہ رکھی دختر فضل دین وغیرہ ساکن ملکھانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	نولیفائیڈ
برکاہ	10 - 4 - 33	16 - 2 - 22	6 ۔ سائیں ولد شہاب دین ساکن جوھڑ چک تحصیل و ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	6 - 4 - 8	7 ۔ اللہ رکھا ولد چراغ ساکن لکھوائی کوٹلی لوہاراں تحصیل و ضلع سیالکوٹ	-
میل جٹاں	14 - 6 - 576	15 - 3 - 7	8 ۔ محمد شریف وغیرہ سکنہ بجھوالی تحصیل و ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	2 - 7 - 47	9 ۔ لال دین ولد میر ساکن تلواڑہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	6 - 5 - 55	10 ۔ صوبہ ولد غلام محمد کچہری روڈ سیالکوٹ	-
,,	,,	7 - 6 - 46	11 ۔ برکت علی ولد مالی ساکن پورن نگر سیالکوٹ	-
,,	,,	15 - 5 - 121	12 ۔ کالو ولد شیر محمد تحصیل و ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	9 - 6 - 67	13 ۔ عبدالرحمن ولد محمد جان ساکن دوکن تحصیل و ضلع سیالکوٹ	-

روڈیال	,,	13 - 4 - 34	14 ۔ بشیر شریف پسران حاکم دین ساکن روڈیال تحصیل و ضلع سیالکوٹ	-
کوہرہ	18 - 4 - 43	18 - 4 - 43	15 ۔ سلطان ریحان پسران کریم بخش موضع کوہرہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	-
دوبرجی چندا سنگھ	5 - 5 - 12	5 - 5 - 12	16 ۔ ولی حسین ولد معصوم علی شاہ سکنہ جرپال تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	ان نوٹیفائیڈ
ٹھاکرکے	7 - 5 - 33	7 - 5 - 33	17 ۔ بھلے خان ، احمد خان پسران سپاہی بشیر احمد وغیرہ ساکن دوبرجی چندا سنگھ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	-
پنجگرائیں	12 - 5 - 1282	13 - 1 - 128	18 ۔ عبدالرحمن ولد بھ جان ساکن ٹوٹی تحصیل و ضلع سیالکوٹ	نوٹیفائیڈ
,,	,,	16 - 6 - 97	19 ۔ اسماعیل ولد عبدا ساکن عدالت گڑھا تحصیل و ضلع سیالکوٹ	-
پنجگرائیں		16 - 1 - 180	20 ۔ عبدالغنی ولد منشی ساکن عدالت گڑھا تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	نوٹیفائڈ
,,	,,	11 - 5 - 74	21 ۔ حسن دین ولد حکم گڑھا	,,

پنجگرائیں	,,	5 . 4 . 124	22 ۔ سردار حسین ولد محمد حسین ساکن ڈنگہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	نوٹیفائڈ
,,	,,	7 . 0 . 243	23 ۔ احمد دین محمد دین پسران اللہ تودھایا ساکن گڑھی بھورا تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	,,
,,	12 . 5 . 1282	18 . 0 . 60	24 ۔ گلاب دین ولد ہاشم دین ساکن راول تحصیل ضلع سیالکوٹ ۔	,,
,,	,,	15 . 4 . 80	25 ۔ حسن محمد ولد رانجھا ساکن پن دیک سیالکوٹ ۔	,,
,,	,,	9 . 0 . 38	26 ۔ نور محمد ولد چراغدین ساکن جھومیاں دلاں تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	,,
,,	,,	16 . 5 . 160	27 ۔ نبی جان ولد محمد جان ساکن بوکن تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	,,
,,	,,	3 . 7 . 190	28 ۔ جمال دین ولد محمد ضلع ساکن کنگوال سیالکوٹ ۔	,,

سنگو برام	19 ـ 4 ـ 88	8 ـ 0 ـ 86	29 ـ مسمات عائشہ بی بی زوجہ خدا بخش ساکن کنک پور تحصیل و ضلع سیالکوٹ	,,
پنڈیاں	3 ـ 0 ـ 92	8 ـ 3 ـ 64	30 ـ عبدالغنی ولد پنشی ساکن عدالت گڑھا ۔ ۔ ۔	,,
,,	,,	6 ـ 7 ـ 28	31 ـ ابراہیم ولد قطب دین ساکن سکھیال ۔ ۔ ۔	,,
ڈھیلوالی	5 ـ 4 ـ 30	8 ـ 4 ـ 30	32 ـ غلام غوث ولد محمد علی ساکن خان پور ۔ ۔ ۔	,,
,,	2 ـ 5 ـ 1745	9 ـ 4 ـ 51	33 ـ محمد صادق ولد حیات محمد محلہ شاہ سیدان ۔ ۔ ۔	,,
,,	,,	15 ـ 1 ـ 351	34 ـ محمد صادق و عبدالجلیل پسران حیات محمد محلہ دھاریوال سیالکوٹ ۔	,,
,,	,,	17 ـ 3 ـ 175	35 ـ عبدالقیوم ولد خیر دین محلہ شاہ سیدان سیالکوٹ ۔	,,
,,	,,	30 ـ 6 ـ 149	36 ـ عبدالغنی ولد محمد علی ساکن تاوڑہ مغلاں ۔ ۔ ۔	,,
,,	,,		37 ـ محمد اقبال ولد تاجدین ساکن زندہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	,,
,,	,,	6 ـ 5 ـ 16	38 ـ عمر دین شکر دین پسران حکمدین ساکن جوھڑ چک تحصیل و ضلع سیالکوٹ	,,

سکنہ	,,	16 ۔ 3 ۔ 28	39 ۔ محمد شریف ولد نتھا ساکن کھدر محال تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	نوٹیفائڈ
,,	,,	0 ۔ 0 ۔ 12	40 ۔ احمد علی ولد جمال	,,
,,	,,	0 ۔ 0 ۔ 20	41 ۔ غلام حسین وغیرہ پسران چراغدین ۔	,,
,,	,,	0 ۔ 0 ۔ 8	42 ۔ سردار خان ولد فتح دین ۔	,,
,,	,,	7 ۔ 6 ۔ 198	43 ۔ محمد شفیع وغیرہ پسران سلطان علی ۔	,,
,,	,,	19 ۔ 4 ۔ 49	44 ۔ اللہ لوک ولد محمد بخش ۔	,,
	14 ۔ 4 ۔ 56	14 ۔ 4 ۔ 56	45 ۔ بوٹا ولد چراغ دین ساکن سمبڑیال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۔	,,
لدھیکے	4 ۔ 6 ۔ 35	12 ۔ 3 ۔ 36	46 ۔ سجاد حسین ولد دلدار حسین ساکن چٹی شیخاں تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	,,
کھندو چک	12 ۔ 2 ۔ 430	8 ۔ 2 ۔ 314	47 ۔ فیروز دین ولد نور محمد محلہ شہاب سیالکوٹ شہر ۔	,,

,,	,,	6 . 3 . 424	48 . نبی جان ولد محمد جان ساکن بوکن ضلع سیالکوٹ	,,
سالیانوالا	7 . 6 . 37	7 . 6 . 37	49 . جلال دین شہاب دین پسران میاں خان محلہ والٹر ورکس سیالکوٹ شہر ۔	,,
زندہ	10 . 3 . 139	12 . 5 . 109	50 . عبدالغنی ولد خوشی وغیرہ ساکن عدالت گڑھا (سیالکوٹ) ۔	,,
,,	,,	11 . 5 . 41	51 . محمد اقبال ولد حافظ تاج دین ۔	,,
کھدر محال	15 . 6 . 1343	13 . 4 . 58	52 . ابراہیم ولد ماہے ساکن چک کھوجہ تحصیل و ضلع ان نوٹیفائڈ سیالکوٹ ۔	
,,	,,	0 . 1 . 10	53 . منگتو خاں ولد منگلی	,,
,,	,,	0 . 1 . 168	54 . چوہدری نواب خاں ولد مراد بخش	,,
,,	,,	0 . 6 . 102	55 . بشیر احمد ۔ اقبال بی بی دختر احمد علی ساکن برپال تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	,,
,,	,,	13 . 4 . 62	56 . سراج دین ولد بھلا ساکن کلیوال	,,

کھدر جال	"	1 . 0 . 20	57 . مشتاق احمد ولد محمد خان ساکن چک انراہ	"
"	"	2 . 7 . 178	58 . کالو ولد خیر محمد سیالکوٹ شہر .	"
"	"	13 . 4 . 32	59 . ابراہیم عرف مبارک علی ولد خان اصغر علی ساکن پل بھیڈ .	"
"	"	5 . 2 . 57	60 . خان عطا محمد خان . . . . . سیالکوٹ	"
"	"	2 . 1 . 30	61 . خان ضیا اللہ خان عطا محمد خان	"
"	"	16 . 4 . 23	62 . عبدالرحمن ولد محمد جان ساکن بوکن تحصیل و ضلع سیالکوٹ .	"
"	"	11 . 4 . 107	63 . بشیر احمد ولد نواب ساکن لاہڑ	"
"	"	17 . 7 . 17	64 . محمد علی ولد موہڑ ساکن کان پور	"
"	"	1 . 1 . 19	65 . شہاب دین ولد موہڑ ساکن کان پور	"
"	"	15 . 4 . 104	66 . قاسم ولد گلاب دین محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ .	"

"	"	17	0	186	67 ۔ عبدالحمید عبدالجلیل بسراں احمد علی [illegible] والہ ورکس ۔	"
"	"	8	2	23	68 ۔ عبدالوحید ولد امید علی ۔	"
"	"	0	5	29	69 ۔ اللہ دتہ ولد [illegible] ساکن پنوال [illegible] ضلع سیالکوٹ ۔	"
"	"	19	1	20	70 ۔ بشیر احمد ولد [illegible] ساکن جھڈیال	"
"	"	14	0	14	71 ۔ فیروز دین ولد نانک محمد دین ولد صدر دین ساکن کھنگال	"
"	"	14	5	52	72 ۔ محمد حسین ولد حسن ساکن محلہ پریم نگر سیالکوٹ ۔	"
"	"	11	7	54	73 ۔ فیروز دین ولد نانکو محمد دین ولد صدر دین ساکن کھنگال ۔	"
"	"	6	0	19	74 ۔ اللہ وکھا ولد [illegible] بسراں لالہ دین [illegible]	"
کھدر جال	15	6	1343	19	0	8 75 ۔ عبداللہ ولد شمس دین ساکن بھرناہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔

کھدر جمال	کل رقبہ	8 ۔ 7 ۔ 19	76 ۔ رحمت اللہ والد چراغ دین ساکن چک کھوجہ ۔	-	"
		18 ۔ 1 ۔ 18	77 ۔		"
جھوبر بالی	8 ۔ 2 ۔ 87	0 ۔ 2 ۔ 84	78 ۔ برکت علی ولد چوہدری فیروز دین مکان نمبر 532 محکمہ والٹر ورکس سیالکوٹ شہر		"
دردو	4 ۔ 2 ۔ 34	1 ۔ 2 ۔ 32	79 ۔	نوٹیفائڈ	نوٹیفائڈ
چھ ھمنو	0 ۔ 4 ۔ 337	11 ۔ 1 ۔ 154	80 ۔ بارو ولد بالا خان گوہر ۔		نوٹیفائڈ
		9 ۔ 4 ۔ 188	81 ۔ غلام غوث ولد نہال	"	"
جوہڑ چک	1 ۔ 6 ۔ 133	7 ۔ 3 ۔ 38	82 ۔ عبدالغنی ولد منشی نذر حسین ولد نہال ساکن عدالت گڑھا تحصیل سیالکوٹ		"
		10 ۔ 6 ۔ 27	83 ۔ برکت علی والد شہاب دین ساکن نور پور	"	"
		16 ۔ 4 ۔ 22	84 ۔ غلام حیدر ولد اکبر علی ساکن نور پور	"	"
		10 ۔ 1 ۔ 48	85 ۔ فیروز دین ولد نصیر دین ساکن [illegible]	"	"

انڑیہاڑ	14 . 2 . 174	7 . 3 . 61	86	قربان علی ولد راج علی ساکن ڈھلیالہ ۔	,,	,,
,,	,,	11 . 5 . 17	87	حاکم [illegible]	,,	,,
,,	2 . 1 . 155	16 . 4 . 53	88	لال دین ولد گلاب دین ساکن گوندل تحصیل سیالکوٹ ۔	ان نوٹیفائڈ	
,,	,,	10 . 4 . 66	89	محمد دین ولد میراں بخش ۔	,,	,,
,,	,,	19 . 2 . 14	90	محمد خان فضل خان پسران حاکم ۔	,,	,,
,,	,,	0 . 1 . 46	91	علی احمد ولد محمد علی ۔	,,	,,
,,	,,	0 . 0 . 10	92	[illegible]	,,	,,
کلواوان	0 . 0 . 191	0 . 0 . 41	93	سلطان [illegible]	,,	,,
,,	,,	0 . 0 . 150	94	عبدالرحمن وغیرہم [illegible]	,,	,,
محال چھناواں	0 . 0 . 34	0 . 0 . 34	95	غلام حسین محمد حسین بشیر احمد پسران چوہدری کھیڑا ساکن بائے دو بیڑ سیالکوٹ ۔	ان نوٹیفائڈ	

کوٹ ستا	18 ۔ 5 ۔ 27	16 ۔ 4 ۔ 10	96 ۔ محمد انور ولد عنایت خان ساکن نوری ٹور گوجرانوالہ ۔	ان نوٹیفائڈ
"	"	15 ۔ 2 ۔ 8	97 ۔ محمد اسلم ولد نظام دین ۔	"
"	"	6 ۔ 6 ۔ 1	98 ۔ مسمات مسعود انور دختر بشیر احمد ساکن	"
جوج خضر پور	14 ۔ 1 ۔ 255	14 ۔ 1 ۔ 22	99 ۔ احمد خان ولد سپاہی	"
اچھاڑہ	16 ۔ 4 ۔ 88	15 ۔ 3 ۔ 63	100 ۔ محمد حسین غلام حسین پسران خواب دین گوجر ساکن نکہ کیلا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۔	"
"	"	7 ۔ 5 ۔ 10	101 ۔ ابراہیم محمد عالم پسران حیات ساکن اچھاڑہ ۔	"
"	"	10 ۔ 3 ۔ 2	102 ۔ چراغ دین ولد گھنا ۔	"
"	"	3 ۔ 3 ۔ 10	103 ۔ اللہ دتہ ولد اللہ رکھا ساکن اچھاڑہ	"
تلونڈی دیالپور	0 ۔ 3 ۔ 197	12 ۔ 7 ۔ 125	104 ۔ علی محمد ولد محمد دین سکنہ تلونڈی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ۔	"

تلونڈی دیالپور	,,	2	4	66	105	منگلی ولد نتیان قوم بھیو ساکن تلونڈی دیالپور
لالیوالی	18	0	320	10	2	34	106	شکر دین ولد سہر دین سکنہ لالیوالی
,,	,,	1	4	31	107	نور محمد ولد شاہ محمد
,,	,,	0	6	13	108	علی حیدر ولد کریم بخش
,,	,,	14	3	6	109	محمد اسلم ولد گلاب دین
,,	,,	0	7	14	110	علی حیدر ولد رحیم بخش
,,	,,	0	0	2	111	علی اکبر ولد شیرا
,,	,,	9	7	46	112	منگا ولد بھیو
,,	,,	7	6	78	113	منشی عبدالغنی ولد محمد دین محمد شریف
,,	,,	9	7	30	114	احمد دین ولد ہیسران کو مداد

ان نوٹیفائڈ

فہرست

783

115	خورشید ولد نوابد	10 . 4 . 13	,,	,,	,,	,,
116	مہو خان ولد جے خان	19 . 7 . 38	,,	,,	,,	,,
117	علی حیدر ولد رحیم بخش	0 . 5 . 28	,,	,,	,,	,,
118	محمد شفیع ولد فتح دین گوجر سکنہ گنہ کلاں تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	0 . 1 . 6	,,	,,	,,	,,
119	ولایت علی ولد اللہ دتہ سکنہ بیجا پور تحصیل نارووال ۔	12 . 2 . 22	,,	,,	,,	,,
120	,, ,, ,, ,,	7 . 5 . 43	,,	,,	,,	,,
121	سائیں غلام رسول ,, ,, ,,	0 . 4 . 4	,,	,,	,,	,,
122	محمد علی محمد شریف پسران غلام رسول	12 . 5 . 8	,,	,,	,,	,,
123	اللہ رکھا ولد کھیتو	0 . 0 . 24	,,	,,	,,	,,
124	السی ماہی ولد بڈھا موضع ہوڑ تحصیل سیالکوٹ ۔	0 . 6 . 55	0 . 6 . 55	جھاٹوکی ۔	ان نولیفائیڈ	

للیال ۔	3 ۔ 1 ۔ 153 ۔ 15 ۔ 5 ۔ 7	126 ۔ برکت علی وغیرہ پسران حیات علی ساکن للیال ۔		نولیفائڈ
,,	3 ۔ 1 ۔ 153 ۔ 2 ۔ 3 ۔ 35	126 ۔ سردار علی خان ولد روشن علی خان موضع حویال ۔		,,
,,	1 ۔ 0 ۔ 31	127 ۔ نور احمد ولد عالم دین ساکن ظفر وال تحصیل ناروال ضلع سیالکوٹ ۔		,,
کیگال ۔	33 ۔ 6 ۔ 88 ۔ 18 ۔ 32 ۔ 26	128 ۔ غلام محمد وغیرہ پسران لال دین ساکن شرق پور ۔		,,
,,	18 ۔ 18 ۔ 112 ۔ 15	129 ۔ دین محمد ولد قاسم دین ساکن کیگال تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ۔		,,
,,	18 ۔ 1 ۔ 14	130 ۔ محمد حسین محمد شریف پسران قطب دین علاوہ وارث ورکس ۔		,,
,,	0 ۔ 0 ۔ 0 ۔ 11	131 ۔ عبداللہ خان ولد باز خان		,,
پنڈی نہاسان ۔	15 ۔ 2 ۔ 229 ۔ 9 ۔ 3 ۔ 86	132 ۔ غلام علی ولد امیر بخش ساکن پنڈی نہاسان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ		نولیفائڈ

"	"	0 . 0 . 12	133 ۔ فتح دین ولد عبدالمجید ساکن چک لیماں تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ ۔	"
"	"	0 . 0 . 2	134 ۔ سراجدین ولد مروان علی ساکن پنڈی نہاساں	"
"	"	19 . 1 . 8	135 ۔ محمد صادق ولد محمد علی سیالکوٹ شہر	"
دریا تنگل	14 . 2 . 188	7 . 4 . 50	136 ۔ مسمات فضل بی بی دختر کریماں ساکن دریا تنگل	"
"	"	18 . 1 . 116	137 ۔ عیدو ولد نیاز خان "	"
بلہا خورد	11 . 2 . 112	1 . 2 . 33	138 ۔ فضل حسین ولد اللہ دتہ ساکن بدووال تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ ۔	"
"	"	10 . 2 . 34	139 ۔ ہاشم دین ولد اللہ دتہ بڈیانہ تحصیل پسرور ۔	"
"	"	3 . 3 . 12	140 ۔ طالب حسین ولد لال دین منڈیکی بیریاں ۔	"
"	"	7 . 1 . 20	141 ۔ نذیر احمد ولد میراں بخش ساکن گولیوالی ۔	"

چوہالی ۔	14 ۔ 6 ۔ 86	7 ۔ 4 ۔ 14	142 ۔ عبداللہ خان ولد مراد خان سکنہ چوہالی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ۔	نوٹیفائیڈ
"	"	2 ۔ 7 ۔ 12	143 ۔ گھنا ولد ڈھونڈا	"
کوٹلی عرر	8 ۔ 3 ۔ 93	10 ۔ 1 ۔ 50	144 ۔ نبی بخش ولد غلام دین پسران حاجی یاسین ۔	"
تاتاریور	14 ۔ 6 ۔ 160	14 ۔ 6 ۔ 160	145 ۔ تنگلی ولد نیناں تحصیل پسرور ۔ سیالکوٹ	"
پجنکے ۔	9 ۔ 0 ۔ 126	9 ۔ 0 ۔ 126	146 ۔ کنول خان ولد امام خان ساکن پجنکے ۔	"
ڈھڈو کوٹ	17 ۔ 7 ۔ 72	14 ۔ 0 ۔ 66	147 ۔ " "	"
"	9 ۔ 2 ۔ 21	"	148 ۔ لبھو وغیرہ پسران دین سکنہ سیووال	"
"	6 ۔ 7 ۔ 37	"	149 ۔ عبدل وغیرہ پسران کھڑا ڈھڈوکوٹ ۔	"
"	9 ۔ 5 ۔ 12	"	150 ۔ سائیں رمضان پسران چراغدین سکنہ بیشن پور ۔	"
سیووال	16 ۔ 2 ۔ 377	9 ۔ 6 ۔ 43	151 ۔ اللہ دتہ ولد نانک تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ ۔	"

سیووال	,,	8 . 5 . 56		152 . اللہ رکھا ولد عمر دین سیووال تحصیل پسرور .	,,
,,	,,	12 . 5 . 1		153 . لبھو وغیرہ پسران دلباغ	,,
,,	,,	0 . 3 . 18		154 . مسمات انور بیگم زوجہ فرید خان ساکن قلعہ گوجر سنگھ لاہور ۔	,,
منڈیکی بیریاں	3 . 7 . 65	3 . 7 . 65		155 . کرامت علی شاہ ولد قائم علی شاہ منڈیکی بیریاں	,,
ٹیٹرا	9 . 1 . 203	0 . 2 . 73	ان نوٹیفائڈ	156 . احمد دین ولد پنوں قوم گوجر سکنہ ٹیٹرا تحصیل نارووال ۔	,,
,,	,,	7 . 2 . 93		157 . نور دین ولد چراغدین	,,
,,	,,	14 . 3 . 0		158 . دل محمد ولد علی محمد قوم راجپوت سلیریا ۔	,,
,,	,,	16 . 0 . 0		159 . فتح محمد ولد وزیر قوم راجپوت سلیریا ۔	,,

لیڑا	9 - 1 - 203	8 - 2 - 1	160 ۔ سرداراں بیوہ متسی قوم سلیریا	ان نولیفائڈ
"	"	5 - 2 - 0	161 ۔ قربان علی ولد فقیر قوم راجپوت	"
"	"	3 - 1 - 1	162 ۔ لال دین ولد مہر دین ۔	"
شہزادہ	11 - 6 - 13	11 - 6 - 13	163 ۔ بشیر احمد ولد اسماعیل سکنہ شہزادہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ۔	"
فیروز پور بھاگ	15 - 2 - 118	1 - 3 - 7	164 ۔ شاہ بھ ولد اللہ دتہ قوم ملک ساکن چونلہ	ٹولیفائڈ
"	"	10 - 2 - 11	165 ۔ یعقوب خان ولد اکبر خان قوم راجپوت سکنہ بھکیاڑی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ۔	"
چرونڈ	15 - 1 - 132	8 - 2 - 13	166 ۔ چوغطہ ولد رحیم بخش قوم اعوان ساکنہ	ان نولیفائڈ
"	"	8 - 4 - 8	167 ۔ لاجمل ولد چاند خان سکنہ چرونڈ (سیالکوٹ) ۔	"
"	"	4 - 3 - 8	168 ۔ روشن دین ولد کھوچو سکنہ وینس ۔	"

چرونڈ	رقبہ متنازعہ	0 - 6 - 22	169 ۔ غلام عباس ولد گوہر شاہ قوم سید سکنہ رنگڑہ	ان نولیفائڈ
”	”	9 - 2 - 6	170 ۔ منگتو ولد نشر دین سکنہ شہزاد تحصیل پسرور ۔	”
”	”	16 - 3 - 0	171 ۔ نور ماہی ولد نظام دین ”	”
”	”	12 - 2 - 0	172 ۔ غلام محمد ولد نہال دین سکنہ میانہ پورہ سیالکوٹ ۔	”
ننگل شاہو	152 - 3 - 14	145 - 0 - 14	173 ۔ سردار محمد اسلم ولد محمد حیات سکنہ پاکپٹن ۔	”
پیڑا	158 - 7 - 14	15 - 3 - 11	174 ۔ خورشید علی ولد سوہنے شاہ ساکن جریال تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ ۔	”
”	”	27 - 6 - 10	175 ۔ محمد طفیل ولد رولچ علی سکنہ شہزادہ (سیالکوٹ) ۔	”
”	”	24 - 1 - 19	176 ۔ محمد شریف ولد ساکو ”	”
”	”	6 - 1 - 6	177 ۔ مظہر ولد برکت ساکن علی پور تحصیل پسرور	”
”	”	17 - 0 - 17	178 ۔ سلطان محمد ۔ رمضان پسران کریم بخش ساکن پیڑا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ۔	”

"	"	18 - 7 - 18	179	اصغر علی ولد فیروز دین مکان نمبر 523 سیالکوٹ -	"
"	"	15 - 7 - 43	180	روشن ولد وزیر ساکن وسن پورہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ -	"
چکری	16 - 0 - 39	13 - 3 - 27	181	غلام حیدر وغیرہ پیران ساکن چکری تحصیل نارووال سیالکوٹ -	نوٹیفائیڈ
دوگرانوالی	1 - 1 - 25	19 - 1 - 7	182	اسماعیل ولد خان قوم میو موضع ڈنگوالوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ -	"
"	1 - 1 - 25	7 - 6 - 6	183	" " "	"
"	1 - 1 - 25	17 - 1 - 7	184	" " "	"
"	1 - 1 - 25	19 - 1 - 7	185	" " "	"
ننگل چھیانہ	19 - 2 - 31	0 - 0 - 10	186	ننھا ولد خدا بخش ساکن ننگل پیران ساکن تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ -	نوٹیفائیڈ

ننگل چھانہ	,,	3 - 3 - 15	187	کملا ولد حسن ساکن ننگل	نوٹیفائیڈ
گرلہ	0 - 1 - 47	0 - 6 - 8	188	محمد اکبر وغیرہ پسران اللہ دتہ ساکن کھور تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ۔	
گل	,,	16 - 4 - 11	189	ولی محمد ولد فتح محمد ساکن گل تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ۔	
روچہ کلاں	8 - 3 - 116	0 - 3 - 1	190	حویلی ولد ساہی ساکن اوجگلاں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ۔	
,,	,,	12 - 6 - 8	191	محمد حسین ولد ظاہر شاہ ساکن ظفر وال تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ۔	
ہلو وال	17 - 0 - 15	0 - 2 - 1	129	محمد شفیع ولد ولی محمد تحصیل ہیلووال ضلع سیالکوٹ ۔	
,,	,,	14 - 7 - 7	193	عبدالحکیم ولد مسرے خان	
,,	,,	0 - 4 - 7	194	ولی محمد ولد اللہ دتہ	

-	-	195 ۔ محمد شفیع ولد اللہ دتہ	2 - 2 - 16	,,	,,
-	درہوڑہ	196 ۔ گلاب دین ولد شکری موضع دھڑہ تحصیل نارووال تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	18 - 3 - 8	219 - 2 - 17	درہوڑہ
-	-	197 ۔ نور دین ولد حاجی	1 - 2 - 0	,,	,,
نوٹیفائیڈ	-	198 ۔ عمرہ بیوہ چوہڑ	2 - 5 - 17	219 - 2 - 17	,,
-	-	199 ۔ شرف دین ولد میاں احمد ۔	3 - 1 - 7	,,	,,
-	-	200 ۔ دھور حسین وغیرہ پسران رسوندہ سکنہ باجہڑہ	4 - 1 - 4	,,	,,
-	-	201 ۔ بھولو ولد مغلو ساکن درہوڑہ تحصیل نارووال ۔	4 - 0 - 6	,,	,,
-	-	202 ۔ عباس علی ولد سرور	5 - 4 - 2	,,	,,
-	-	203 ۔ نہر احمد وغیرہ	5 - 7 - 11	,,	,,
-	-	204 ۔ شرف دین ولد جان محمد تحصیل نارووال ۔	2 - 7 - 4	,,	,,

مچھیانہ	7 - 2 - 155	7 - 4 - 12	205 ۔ ہارون رشید ولد حیات خان ساکن مچھیانہ ۔	نوٹیفائڈ
"	"	1 - 0 - 4	206 ۔ مسمات حمیدہ بیگم بیوہ محمد صادق ۔	۔
"	"	0 - 3 - 3	207 ۔ ہارون رشید ولد حیات خان ساکن مچھیانہ	۔
"	"	12 - 1 - 1	208 ۔ نور کمال ولد نوکیا ساکن مچھیانہ	۔
"	"	3 - 4 - 1	209 ۔ امراؤ ولد اسماعیلیہ ۔	۔
راہیر کلاں	12 - 2 - 86	7 - 5 - 0	210 ۔ مولا بخش ولد عمر بخش ساکن رعیہ	ان نوٹیفائیڈ
"	"	7 - 1 - 3	211 ۔ عبدالکریم ولد راسب ۔	۔
	"	0 - 0 - 4	212 ۔ شاہ محمد ولد اسماعیل ۔	۔
"	"	0 - 3 - 0	213 ۔ سائیں ولد نتھو ۔	۔
"	"	2 - 1 - 0	214 ۔ شاہ محمد ولد اسماعیل ۔	۔

,,	,,	0 - 4 - 0	215 ۔ غلام دین ۔ اسماعیل		-
,,	,,	2 - 2 - 3	216 ۔ محمد شفیع ولد لال دین		-
,,	,,	1 - 3 - 9	217 ۔ فوج دین ولد نذر دین		-
,,	,,	0 - 6 - 0	218 ۔ غلام قادر ساکن ریہ ۔		-
,,	,,	1 - 4 - 3	219 ۔ جانا ولد فضل دین		-
,,	,,	0 - 2 - 0	220 ۔ جٹ ولد منگتو		-
,,	,,	1 - 0 - 0	221 ۔ رمضان ولد لال دین		-
راجبڑی	84 - 0 - 0	0 - 0 - 13	222 ۔ مسمات سراج بی بی بیوہ احمد دین ساکن رعیہ		-
,,	,,	11 - 0 - 0	223 ۔ مسمات ۔ ایضاً		-
,,	,,	15 - 7 - 17	224 ۔ ممتاز بیگم ولد لبھو خان		-

رانجھڑی	,,	17 - 7 - 3	225 ۔ علی محمد ولد پیر بخش	-	ان نوٹیفائیڈ
,,	,,	3 - 4 - 29	226 ۔ مسمات سراج بی بی	-	-
,,	,,	0 - 0 - 1	227 ۔ مسمات حاجزاں بی بی	-	-
,,	,,	0 - 6 - 4	228 ۔ مسمات اسماء بیگم	-	-
,,	,,	19 - 3 - 6	229 ۔ راجہ سلطان علی ولد سعید احمد خان ۔		-
,,	,,	13 - 2 - 0	230 ۔ شاہ محمد ولد امام بخش	-	-
رانجھڑی	0 - 0 - 84	12 - 5 - 0	231 ۔ سائیں وغیرہ پسران حسین ساکن رہہ ۔		
,,	,,	8 - 4 - 0	232 ۔ ہیرا وغیرہ پسران فضل دین	-	-
,,	,,	8 - 4 - 0	233 ۔ کپاں ۔ فتا وغیرہ ولد بوٹا	-	-
,,	,,	8 - 6 - 2	234 ۔ اللہ داد ولد خزانہ ساکن دین پور		-

"	"	4 - 4 - 0	235 ۔ اللہ ماہی ولد نیک محمد ساکن رہیم	-
"	"	17 - 2 - 1	236 ۔ چراغ دین ولد جلال دین ساکن شہزاد پور	-
"	"	7 - 7 - 2	237 ۔ حسینا ولد بابو ساکن رہیم	-
"	"	2 - 1 - 5	238 ۔ روشن دین ولد بابو	-
"	"	0 - 3 - 1	239 ۔ شاہ محمد ولد امام دین ۔	-
"	"	4 - 6 - 2	240 ۔ عبدالغنی ولد مہتاب دین ۔	-
"	"	0 - 4 - 2	241 ۔ فضل الٰہی ولد مولا بخش سکنہ شہزاد پور	-
"	"	12 - 0 - 6	242 ۔ اللہ رکھا ولد علم دین سکنہ پروال	-
"	"	3 - 1 - 0	243 ۔ حسن دین ولد باب دین سکنہ رہیم	-
میہان کلاں	17 - 1 - 211	14 - 0 - 1	244 ۔ غلام غوث ولد عبدالواحد ۔	-

کسانہ	8 - 0 - 378	2 - 7 - 3	245 ۔ نذیر احمد ولد ساون	ان نوٹیفائیڈ
,,	,,	10 - 4 - 1	246 ۔ علم دین ولد نذیر ساکن کسانہ	-
,,	,,	7 - 2 - 4	247 ۔ نذیر احمد ساکن کسانہ	-
,,	,,	11 - 7 - 9	248 ۔ محمد منشی ولد نبی بخش ساکن ریہ	-
مسور	3 - 3 - 338	18 - 1 - 2	249 ۔ شیر محمد ولد کاکو	-
شکر گڑھ	16 - 0 - 331	17 - 1 - 6	250 ۔ عزیز دین محمد شریف ولد جھنڈا ساکن رعیہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ ۔	-
,,	,,	3 - 5 - 9	251 ۔ عبدالغنی ولد شہاب دین ساکن جانگری	-
,,	,,	12 - 2 - 0	252 ۔ منجاہ و حشمتے بیوہ اللہ دتہ کندیہ	-
,,	,,	7 - 4 - 2	253 ۔ محمد نواز ولد محمد خان	-
,,	,,	16 - 6 - 20	254 ۔ سردار خان پسر مسمات رمضان بی بی	-

,,	,,	3 - 7 - 5	255 ۔ خان محمد ولد چوہڑا		-
,,	,,	19 - 0 - 4	256 ۔ احمد خان ولد شاہ محمد		-
,,	,,	19 - 5 - 90	257 ۔ احمد خان ولد شاہ محمد		-
,,	,,	1 - 0 - 7	258 ۔ صوبہ بیگ ولد عزیز بیگ مغل ساکن دین پور		-
,,	,,	6 - 0 - 8	259 ۔ یوسف خان ولد شاہ محمد نواز خان پٹھان ساکن جوگیالی		نولیفائڈ
کولیان	1 - 1 - 57	0 - 7 - 0	260 ۔ بشیر احمد ولد محمد شفیع		-
,,	,,	0 - 4 - 10	261 ۔ محمد یوسف ولد فقیر محمد		-
,,	1 - 1 - 51	12 - 7 - 15	262 ۔ نواب دین ولد فقیر محمد		-
,,	,,	7 - 0 - 1	263 ۔ رحمت علی ولد سبھو		-
چاہڑ	19 - 1 - 56	12 - 5 - 6	264 ۔ جمعہ دین ولد قطب دین		-

چاہڑ	,,	3 - 2 - 2	265 ۔ رحمت علی ولد علی احمد	نوٹیفائڈ
,,	,,	0 - 2 - 6	266 ۔ امیر ولد اللہ دتہ گوجر بدر دین ولد قطب دین	ان نوٹیفائیڈ
گلاپڑ	241 - 1 - 19	3 - 1 - 67	267 ۔ مظہر حسین ولد محمد صابر	-
,,	,,	0 - 4 - 2	268 ۔ احمد دین ولد بھوجی	-
,,	,,	0 - 7 - 8	269 ۔ علی محمد ولد نبی بخش	-
,,	,,	10 - 0 - 20	270 ۔ رحم دین طوطو ساکن بھرہ خورد تحصیل شکر گڑھ	-
گلاپڑ	241 - 1 - 19	10 - 5 - 30	271 ۔ خان محمد ولد گوہرہ	-
,,	,,	5 - 4 - 34	272 ۔ شاہ محمد وغیرہ ولد فیروز دین	-
,,	,,	19 - 6 - 0	273 ۔ فضل دین جمال دین پسران دوھلو گوجر جوہانی ساکن میرہ کلاں	-
سکھو چک	366 - 6 - 1	7 - 1 - 14	274 ۔ اللہ دتہ ولد فضل دین کندیہ	نوٹیفائیڈ

,,	,,	2 - 3 - 6	275 ۔ بنیاد یجمہوریت یونین کونسل نمبر 119 سکھو چک	-
,,	,,	5 - 6 - 55	276 ۔ اللہ دتہ ولد فضل دین	-
,,	,,	13 - 1 - 21	277 ۔ راجو ولد کریم بخش گوجر ساکن نثلا	-
,,	,,	11 - 3 - 50	278 ۔ یاسین خان ولد سردار خان	-
چھجیاں	0 - 4 - 55	14 - 2 - 32	279 ۔ شکر دین ولد مہر گوجر ساکن دہبہ	-
,,	,,	0 - 0 - 1	280 ۔ ابراہیم ولد نبی بخش ساکن دہبہ	-
,,	,,	12 - 0 - 0	281 ۔ موجدین ولد سالک	-
,,	,,	12 - 1 - 0	282 ۔ محمد اشرف وغیرہ پسران مائشہ	-
,,	,,	10 - 1 - 4	283 ۔ رمضان ولد جانا	-
,,	,,	4 - 3 - 1	284 ۔ محمد بشیر وغیرہ پسران نور محمد	-

چیچیاں	,,	10 - 2 - 0	285 ۔ سردار ولد عنایت	نوٹیفائڈ
سانیلی	8 - 6 - 97	2 - 3 - 14	286 ۔ چراغ دین ولد کریم بخش	-
,,	,,	16 - 0 - 1	287 ۔ محمد دین ولد میر دین گوجر چوہانی ساکن فتو چک	-
,,	,,	8 - 7 - 0	288 ۔ تاجو ولد لبھو	-
,,	,,	0 - 3 - 0	289 ۔ بدر دین ولد کریمو	-
,,	,,	2 - 3 - 4	290 ۔ ریشو بیوہ چوہڑ	-
,,	,,	18 - 0 - 2	291 ۔ مسمات احمدہ بیوہ بگا ساکن سیال	-
,,	,,	14 - 4 - 1	292 ۔ رحمت علی ولد رحیم بخش ساکن قیس پور تحصیل سیالکوٹ ۔	-

سانیلی	8 - 1 - 97	11 - 4 - 1	293 ۔ دین محمد ولد مولو ساکن لتو چک	-
,,	,,	18 - 7 - 2	294 ۔ تاجو ولد امام دین	-
,,	,,	9 - 4 - 0	295 ۔ اللہ دتہ ولد خدا بخش	-
,,	,,	1 - 1 - 2	296 ۔ ابراہیم ولد صلاح محمد گوجر چوہان	-
,,	,,	15 - 4 - 1	297 ۔ عبدالغنی ولد غلام حیدر قوم گوجر	-
ڈھنڈر	0 - 0 - 181	15 - 1 - 2	298 ۔ ذوالفقار علی احمد پسران علم دین ساکنہ دیہہ عارضی آباد کار	-
,,	,,	15 - 7 - 6	299 ۔ سراجدین ولد لکھن قوم گوجر ساکنہ دیہہ عارضی مفصل الاٹی کیو ۔ پی ۔ آر جموں کشمیر	-
,,	,,	16 - 6 - 8	300 ۔ غلام دین ولد خوشی محمد قوم گوجر ساکنہ دیہہ	-
,,	,,	12 - 7 - 15	301 ۔ سادو ولد بابوں	-

گھموولہ	251 - 0 - 15	123 - 0 - 5	302 ۔ فضل دین قوم گوجر ساکن چھرالہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔	نوٹیفائڈ
,,	,,	58 - 3 - 19	303 ۔ رشیم بی بی بیوہ رستم علی قوم راجپوت	-
,,	,,	69 - 7 - 11	304 ۔ سردار علی شاہ ولد روشن علی شاہ ساکن جرپال	-
,,	,,	54 - 0 - 0	305 ۔ ریشم بی بی بیوہ رستم علی	-
,,	,,	9 - 0 - 17	306 ۔ ابراہیم ولد لکھن	-
چاہڑ	56 - 1 - 19	32 - 3 - 5	307 ۔ محمد خان ولد شاہ محمد ساکن شکر گڑھ	-
,,	,,	1 - 2 - 18	308 ۔ علم دین ولد سہتاب ساکن دیپور	-
چانڈہ	88 - 7 - 7	22 - 7 - 17	309 ۔ فیروز شاہ ولد خیر علی شاہ ساکن بروال	-
جتوال	46 - 0 - 14	38 - 3 - 7	310 ۔ پٹھنگی ولد کام	-
,,	,,	31 - 0 - 5	311 ۔ غلام علی غلام رسول پسران جلال دین قوم راجپوت ساکن ڈھنڈر	-

سیال ڈوگران	15 - 0 - 182	6 - 2 - 0	312 ۔ فضل دین ولد پیر بخش ساکنہ دیہہ	-
کھنڈ	16 - 5 - 67	6 - 7 - 7	313 ۔ محمد سرور خان ولد محمد ایوب خان قوم پٹھان	-
چوچھار	15 - 2 - 99	12 - 2 - 53	314 ۔ صابر حسین شاہ ناظر حسین شاہ ساکن باڑہ منگا	-
نمبر چک	2 - 0 - 270	11 - 2 - 6	315 ۔ قائم دین ولد فتح دین قوم گوجر کھٹانہ ساکنہ دیہہ عارضی آباد کار	-
بڑا پنڈ	0 - 2 - 289	2 - 7 - 0	316 ۔ روشن دین ولد جمال دین ساکندیہہ عارضی آباد کار	-
تولہ	3 - 2 - 111	0 - 5 - 2	317 ۔ سودا ولد نبی بخش ساکندیہہ	-
,,	,,	9 - 7 - 5	318 ۔ فتح محمد ولد بڈھا راجپوت ساکندیہہ	-
پیر وال	11 - 6 - 123	11 - 6 - 10	319 ۔ صادق ولد نواب گوجر ساکندیہہ	-
,,	,,	14 - 4 - 32	320 ۔ فیروز علی شاہ خیر علی شاہ ساکندیہہ	-
دوبھوپک	2 - 1 - 103	17 - 6 - 9	321 ۔ مہر دین ولد فقیر محمد	-

دورھوپک	,,	14 - 4 - 2	322 ۔ گل خان ولد کلو قوم میو دھینگل ساکن گوجرہ	نوٹیفائڈ
,,	,,	3 - 3 - 5	323 ۔ لطیف ولد ابراہیم قوم راجپوت کھوکھر ساکندیہہ	-
,,	,,	2 - 1 - 88	324 ۔ رحیم بخش ولد پیراللہ دتہ قوم راجپوت بھٹی ساکندیہہ	-
اولکھ	0 - 0 - 84	3 - 4 - 6	325 ۔ شہاب دین ولد حیات محمد گوجر مستقل الاٹی کیو پی آر	-
,,	,,	7 - 2 - 6	326 ۔ ایضاً ساکنہ کماٹوالہ تحصیل سیالکوٹ	-
,,	,,	17 - 0 - 2	327 ۔ علم دین ولد مولا بخش ساکن چھنی گوجراں	-
,,	,,	5 - 2 - 4	328 ۔ رستم علی ولد نواب	-
,,	,,	1 - 6 - 5	329 ۔ فاطمہ بی بی وغیرہ سکنہ گوجرہ تحصیل ڈسکہ حال مقیم سیولاں تحصیل شکر گڑھ	-
جھولیاں کلاں	9 - 2 - 265	9 - 0 - 1	330 ۔ سلیمان ولد چوھان ساکندیہہ	-
,,	,,	15 - 3 - 2	331 ۔ علم دین ولد فقیر دین گوجر ساکندیہہ	-

,,	,,	1 - 5 - 19	332 ۔ عیدل ولد سلیمان ساکندیہہ	-
,,	,,	4 - 1 - 0	333 ۔ جھلا ولد کاکا ساکندیہہ	-
جھنواباں کلاں	9 - 2 - 255	6 - 0 - 16	334 ۔ جمان ولد میراں ساکندیہہ	-
[illegible]	,,	3 - 6 - 16	335 ۔ فتح دین ولد اسماعیل آرائیں ساکندیہہ	-
,,	,,	5 - 3 - 9	336 ۔ دین محمد ولد سوھنا تیلی ساکندیہہ	-
,,	,,	2 - 7 - 9	337 ۔ فضل دین ولد چوہڑا آرائیں ساکندیہہ	-
نام جنگل				
جمیاں کلاں	,,	5 - 2 - 14	338 ۔ فضل دین ولد کریم بخش قوم آرائیں ساکندیہہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ ۔	ان نوٹیفائیڈ
,,	,,	2 - 3 - 16	339 ۔ کاکا ولد پنوں قوم راجپوت ساکن چھال تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ ۔	

جمپاں کلاں	,,	2 - 3 - 16	340 ۔ ولی محمد ساون گوجر ساکندیہہ تحصیل شکرگڑھ سیالکوٹ	ان نوٹیفائیڈ
,,	,,	2 - 6 - 11	341 ۔ مسمات کریم بی بی بیوہ اسماعیل قوم آرائیں -	-
,,	,,	3 - 6 - 0	342 ۔ رحمت علی ولد نواب قوم آرائیں -	-
,,	,,	3 - 0 - 0	343 ۔ صابر حسین ولد مہران بخش تحصیل شکرگڑھ سیالکوٹ	-
,,	,,	6 - 0 - 2	344 ۔ عبدالغنی ولد روشن دین - -	-
,,	,,	2 - 1 - 6	345 ۔ ۔ ایضا - -	-
,,	,,	5 - 4 - 8	346 ۔ عبداللہ ولد چرھا گوجر - -	-
,,	,,	1 - 4 - 7	347 ۔ خیر دین ولد کریم بخش - -	-
,,	,,	1 - 3 - 19	348 ۔ فضل دین ولد کریم بخش تحصیل شکرگڑھ سیالکوٹ	-
,,	,,	9 - 2 - 13	349 ۔ عبداللہ ولد چوھا قوم گوجر تحصیل شکرگڑھ سیالکوٹ	-

350 ۔ جمعہ خان ولد میراں قوم آرائیں نئی آباد کار ریاستی	2 - 5 - 16	,,	,,	-
351 ۔ فتح دین ولد چوہڑہ آرائیں ساکندیہہ	2 - 2 - 11	,,	,,	-
352 ۔ جھلا ولد کاکا قوم آرائیں ساکندیہہ عارضی آباد کار	3 - 1 - 9	,,	,,	-
353 ۔ خیر دین ولد کریم بخش قوم آرائیں ساکندیہہ عارضی آباد کار	0 - 1 - 4	,,	,,	-
354 ۔ فتح دین ولد چوہڑہ قوم آرائیں ساکندیہہ عارضی آباد کار	0 - 1 - 8	,,	,,	-
355 ۔ محمد تاج محمد پدر فتو پسران وغیرہ	1 - 3 - 19	,,	,,	-
356 ۔ خیر دین ولد کریم بخش قوم آرائیں ساکندیہہ عارضی آباد کار	0 - 4 - 6	,,	,,	-
357 ۔ سلطان محمد ولد حسین بخش قوم راجپوت ساکن سنبل	5 - 5 - 8	336 - 3 - 3	سرور	نوٹیفائیڈ
358 ۔ ابراہیم ولد ملی	7 - 6 - 18	,,	,,	-
359 ۔ عمر دین ولد بڈھا	6 - 7 - 8	,,	,,	-

سرور	,,	4 - 6 - 18	360 ۔ سراج دین ولد برکت علی قوم راجپوت ساکندیہہ	نوٹیفائیڈ
,,	,,	4 - 6 - 18	361 ۔ محمد اعظم ولد حسین بخش قوم راجپوت ساکن سنبل	-
,,	,,	3 - 1 - 19	362 ۔ لبھو ولد سوھنوں	-
,,	,,	0 - 1 - 15	363 ۔ گجراں دختر نور دین قوم گجر ساکندیہہ	-
,,	,,	4 - 2 - 19	364 ۔ صوبیدار میجر محمد شفیع ولد لال خان قوم راجپوت ساکن پنڈ دادن خان تحصیل و ضلع جہلم	-
,,	,,	2 - 1 - 2	365 ۔ روشن دین ولد خان محمد قوم گوجر ساکندیہہ	-
,,	,,	3 - 0 - 5	366 ۔ ابراہیم ولد علی	-
,,	,,	2 - 5 - 12	367 ۔ اللہ دتہ ولد منگتا قوم گوجر ساکندیہہ	-
,,	,,	0 - 5 - 6	368 ۔ نواب دین ولد روز دین قوم گوجر ساکنریہہ	-

,,	,,	6 - 2 - 0	369 ۔ اصغر علی ولد قائم دین		-
,,	,,	9 - 2 - 0	370 ۔ اللہ رکھا ولد اللہ دتہ قوم راجپوت		-
,,	,,	19 - 7 - 0	371 ۔ گلاب دین ولد ساون		-
,,	,,	28 - 2 - 0	372 ۔ خان محمد ولد منگتو		-
,,	,,	8 - 7 - 2	373 ۔ کالو ولد علیا		-
,,	,,	3 - 1 - 9	374 ۔ پیر بخش ولد علیا		-
,,	,,	4 - 6 - 0	375 ۔ صوبیدار محمد اکرم خان ولد عطا اللہ خان		-
,,	,,	11 - 3 - 0	376 ۔ غلام محمد ولد گوہر قوم بھرائی ساکنہ		-
,,	,,	4 - 1 - 1	377 ۔ سائیں ولد فقیر قوم راجپوت ساکنہ		-
تہرسال		7 - 3 - 243	8 - 7 - 1	378 ۔ روشن دین ولد ولی محمد گوجر ساکنہ	

ہرنال	7 - 3 - 243	0 - 0 - 2	379 ۔ اللہ دتہ ولد بنگا قوم گجر ساکنہ ہرنال	نوٹیفائیڈ
,,	,,	0 - 0 - 3	380 ۔ علم دین ولد صاحبدین قوم گوجر ساکنہ ہرنال	-
,,	,,	9 - 5 - 9	381 ۔ نوابدین ولد پیر بخش - -	-
,,	,,	18 - 2 - 1	382 ۔ روشن دین ولد جیون قوم گوجر ساکن نورنگا آباد تحصیل شکرگڑھ	-
,,	,,	11 - 1 - 7	383 ۔ حسین بخش ولد نور ماہی	-
,,	,,	0 - 5 - 3	384 ۔ ولی محمد ولد علی محمد قوم فقیر بھٹی ساکن ہرنال تحصیل شکرگڑھ	-
,,	,,	16 - 6 - 2	385 ۔ گلاب دین ولد حسینا قوم گوجر ساکن ہرنال تحصیل شکرگڑھ	-
,,	,,	16 - 4 - 0	386 ۔ ابھو ولد مانک قوم آرائیں ساکن ہرنال تحصیل شکرگڑھ	-
ہنسوالہ	7 - 0 - 52	2 - 7 - 37	387 ۔ علم دین ولد نانک سکنہ خانووال تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	-

,,	,,	0 - 5 - 15	388 ۔ نور احمد ولد بھلو قوم ملک ساکن بجار تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	0 - 6 - 12	389 ۔ علی احمد ولد جان محمد قوم گوجر ساکندیہہ	-
,,	,,	0 - 1 - 0	390 ۔ جان محمد ولد کالو قوم گوجر بسوال ۔	-
,,	,,	0 - 4 - 13	391 ۔ اللہ رکھا ولد نواب	-
,,	,,	1 - 1 - 15	392 ۔ اللہ دتہ وغیرہ	-
,,	,,	2 - 0 - 4	393 ۔ علی محمد ولد جان محمد	-
,,	,,	0 - 4 - 6	394 ۔ علم دین ولد نتھو	-
,,	,,	3 - 1 - 13	395 ۔ مختار احمد وغیرہ	-
,,	,,	1 - 0 - 17	396 ۔ موسیٰ ولد نور محمد	-

ہنسوالہ	,,	4 - 1 - 3	397 ۔ نائب ولد نبی بخش	نوٹیفائیڈ
,,	,,	2 - 2 - 0	398 ۔ اسماعیل ولد نواب دین	-
,,	,,	19 - 6 - 0	399 ۔ فیروز دین ولد نواب دین	-
,,	,,	8 - 7 - 0	400 ۔ عزیز دین ولد نواب دین	-
,,	,,	6 - 0 - 0	401 ۔ عبدالغنی ولد نواب	-
,,	,,	7 - 3 - 1	402 ۔ تاجدین ولد سلگھنو	-
,,	,,	12 - 5 - 0	403 ۔ حشمت علی ولد منشی	-
,,	,,	15 - 0 - 0	404 ۔ سہتاب بی بی	-
,,	,,	0 - 0 - 1	405 ۔ شیر محمد وغیرہ	-
,,	,,	11 - 7 - 0	406 ۔ محمد شریف ولد محمد یوسف	-

,,	,,	0 - 1 - 15	407 ۔ غلام فرید ولد نواب دین		-
,,	,,	2 - 5 - 17	408 ۔ نواب دختر کاکا		-
,,	,,	0 - 1 - 18	409 ۔ اللہ دین ولد دین		-
,,	,,	0 - 5 - 5	410 ۔ غلام رسول ولد نواب دین		-
,,	,,	0 - 3 - 8	411 ۔ عبدالرزاق ولد حسن محمد		-
,,	,,	0 - 1 - 4	412 ۔ رحم علی ولد نور محمد		-
,,	,,	0 - 2 - 4	413 ۔ بدر حسین ولد نتھو		-
,,	,,	0 - 5 - 14	414 ۔ فضل دین ولد لال دین		-
پبوچوھان	4 - 4 - 89	0 - 4 - 14	415 ۔ فضل الٰہی ولد وزیر قوم راجپوت بھٹی ساکنہ		ان نوٹیفائیڈ
,,	,,	2 - 6 - 3	416 ۔ میران بخش ولد نور دین قوم گوجر چوھان ساکنہ		-

پیوچوہان	,,	5 - 2 - 22	417 ۔ عنایت بیگ ولد موتیا قوم مغل ساکن چھجووال	ان نوٹیفائڈ
,,	,,	9 - 2 - 32	418 ۔ مسمات فاطمہ بی بی بشیر $\frac{7}{10}$ خورشید بیگم وغیرہ $\frac{7}{040}$ قوم جٹ	-
,,	,,	1 - 6 - 3	419 ۔ امانت بیگ ولد لٹھیا قوم مغل ساکن چھجووال چنان	-
,,	,,	19 - 5 - 35	420 ۔ محمد اقبال ولد رستم علی قوم گوجر ساکندیہہ	-
شاہ پور بھینگو 7 - 7 - 231		3 - 7 - 3	421 ۔ شکر دین ولد یلندا ساکن شاہ پور بھینگو تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	1 - 2 - 0	422 ۔ فیروز دین ولد نور دین قوم آرائیں ساکن شاہ پور شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	-
شاہ پور بھینگو 7 - 7 - 231		15 - 6 - 3	423 ۔ ڈی بی پرائمری سکول شاہ پور بھنگو تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	0 - 7 - 2	424 ۔ بابو پسرشکردین قوم آرائیں تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	-

,,	,,	0 - 0 - 2	425 ۔ قیم دین ولد ولی محمد قوم انصاری تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	15 - 3 - 0	426 ۔ قطب دین ولد فتو قوم آرائیں ساکن شاہ پور	-
,,	,,	11 - 6 - 2	427 ۔ محمد علی ولد احمد دین	-
,,	,,	11 - 3 - 0	428 ۔ بابو نذیر بشیر پسران جان محمد	-
,,	,,	11 - 5 - 0	429 ۔ ولی محمد ولد خیر قوم انصاری ساکن شاہ پورہ تحصیل شکرگڑھ	-
,,	,,	3 - 4 - 0	430 ۔ شاہ دین ولد شہاب دین قوم انصاری ساکن شاہ پورہ	-
,,	,,	0 - 3 - 1	431 ۔ انور دین ولد نانک قوم راجپوت ساکن چھنی	-
,,	,,	0 - 2 - 1	432 ۔ روشن دین ولد لال دین قوم راجپوت ساکن بھگای سنی آباد کار	-
,,	,,	19 - 3 - 1	433 ۔ غوث ولد رحیم بخش قوم انصاری ساکن دیہہ	-

شاہ پور بھینگو	,,	0 - 6 - 7	434	کمشنر صاحب بحالیات معرفت بابو ولد اللہ بخش قوم ترنہان	ان نوٹیفائڈ
,,	,,	0 - 4 - 19	435	کمشنر صاحب بحالیات معرفت عبدالغنی ولد اسماعیل	-
,,	,,	1 - 0 - 3	436	- - رحمت علی ولد محمد دین	-
,,	,,	3 - 5 - 5	437	- - ملک دین ولد نبی بخش	-
,,	,,	2 - 3 - 18	438	کمشنر صاحب بحالیات معرفت رحمت ولد مولا بخش	-
,,	,,	2 - 2 - 4	494	- - بابو ولد شکر دین	-
,,	,,	1 - 2 - 11	440	- - دوست محمد ولد نتھو	-
,,	,,	3 - 1 - 3	441	محمد منشی ولد مہردین قوم چوہان ساکن دیہہ عارضی الاٹی	-
,,	,,	6 - 6 . 15	442	رحمت اللہ ولد چند قوم راجپوت انصاری ساکن دیہہ	-
,,	,,	1 . 6 . 0	443	- - -	-
,,	,,	2 - 0 - 3	444	جلال دین ولد احمد قوم راجپوت انصاری	-

445 ۔ فتح دین ولد جلال دین قوم گوجر ساکن بھکا عارضی آباد کار	1 . 1 . 10	”	”
446 ۔ کمشنر صاحب بحالیات معرفت محمد قاسم ولد عبدالغنی ساکن دیہہ	0 . 4 . 15	”	”
447 ۔ محمد یحییٰ وغیرہ پسران نواب دین قوم جٹ ساکن دین پور شکر گڑھ	40 . 4 . 8	”	”
448 ۔ کمشنر صاحب بحالیات معرفت کاکا امام دین ساکن دیہہ	1 . 5 . 9	”	”
449 ۔ کمشنر صاحب بحالیات معرفت برکت علی ولد مولا بخش قوم ترکھان	4 . 7 . 17	”	”
450 ۔ کمشنر صاحب بحالیات معرفت فرزند علی ولد نور محمد عارضی آباد کار	2 . 6 . 3	”	”
451 ۔ محمد شفیع ولد منشی ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	3 . 2 . 0	”	”

شاہ پور بھیکو	,,	1 - 0 - 0	452 ۔ محمد شفیع ولد منشی ساکن دیہہ تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ	ان لوٹنفائڈ
,,	,,	2 - 5 - 7	453 ۔ عبدالغنی ولد دلو ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	3 - 0 - 1	454 ۔ عبدالغنی ولد اسماعیل ساکن دیہہ تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ	.
,,	,,	1 - 5 - 0	455 ۔ عبدالعزیز ولد خان محمد ساکن دیہہ تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	1 - 4 - 6	456 ۔ کرم دین ولد کریما ساکن دیہہ تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ	-
,,		4 - 1 - 6	457 ۔ فیروز دین ولد کریما ساکن دیہہ تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ	-
,,	,,	0 - 1 - 0	458 ۔ فرزند علی ولد نور محمد ساکن دیہہ تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ	-

459 ۔ جمال دین ولد انعام دین ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	3 . 0 . 5	,,	,,	
460 ۔ عالم بیگ ولد انور بیگ ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	2 . 4 . 2	,,	,,	
461 ۔ جان محمد ولد ولی محمد ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	2 . 6 . 4	,,	,,	
462 ۔ کاکا ولد ملک دین لوہار تحصیل شکرگڑھ	5 . 0 . 12	106 . 7 . 9	,,	
463 ۔ اصغر علی ولد ملک کھوڑی تحصیل شکرگڑھ	37 . 1 . 0	,,	,,	
464 ۔ فیروز دین ولد میلنگ	0 . 3 . 3	,,	,,	
465 ۔ ایضا	0 . 3 . 3	,,	,,	
466 ۔ فیروز دین ولد عالم ساکن بوال تحصیل شکرگڑھ	41 . 1 . 1	,,	,,	
467 ۔ شکر دین ولد چراغ دین	0 . 6 . 9	,,	,,	

جھنگ	19 - 3 - 112	3 - 0 - 51	468 - غلام مصطفیٰ	ان نوٹیفائڈ
	19 - 3 - 112	3 - 1 - 4	469 - فضل احمد امام دین	-
جھنگ	19 - 5 - 122	12 - 3 - 1	470 - اسماعیل ولد بھاگ وغیرہ ساکن دیہہ	-
,,	,,	12 - 6 - 18	471 - محمد خان ولد شاہ محمد	-
,,	,,	4 - 6 - 25	472 - محمد یحییٰ وغیرہ	-
ٹانے والی	8 - 3 - 40	0 - 7 - 3	473 - سید محمد ولد گلشن ساکن بنالہ	-
,,	,,	5 - 2 - 26	474 - علی محمد ولد جالندھر ساکن جاہوز ہنی	-
,,	,,	15 - 2 - 5	475 - سید احمد ولد اللہ دتہ ساکن شکر گڑھ دیہہ	-
بھلیاں	0 - 0 - 2د	5 - 4 - 6	476 - خورشید ولد شکر دین	-
,,	,,	19 - 2 - 1	477 - منشی ولد اللہ دتہ ساکن دیہہ	-

,,	,,	2 - 1 - 11	478 ۔ دیوان عرف محمد خان ولد خیر دین	
,,	,,	4 - 3 - 0	479 ۔ حاتم ولد جواہر ساکن دیہہ	
,,	,,	1 - 0 - 0	480 ۔ محمد امین ولد شکر دین	
,,	,,	5 - 1 - 11	481 ۔ باقر خان ولد کھوکھر	
,,	,,	0 - 4 - 0	482 ۔ چراغ دین ولد [illegible]	
,,	,,	13 - 5 - 15	483 ۔ حکیم ولد جلو	
,,	,,	1 - 4 - 6	484 ۔ فتح دین ولد شکر دین	
,,	,,	0 - 3 - 4	485 ۔ فضل اللہ خان ولد حاکم خان ساکن کنرگال	
کیمبرڈر	267 - 2 - 1	3 - 0 - 0	486 ۔ لطیف ولد سراج ساکن دیہہ	
,,	,,	4 - 1 - 3	487 ۔ مولا بخش ولد علم دین	

کمنبردر	,,	16 - 3 - 13	488 ۔ علی گوہر ولد خونی	ان نوٹیفائڈ
,,	,,	9 - 1 - 0	489 ۔ اللہ دتہ ولد جلال	-
,,	,,	3 - 0 - 3	490 ۔ فقیر دین ولد سراجو ساکن دیہہ	-
,,	,,	3 - 3 - 44	491 ۔ تاجی سہیرا حاکم خان ساکن دیہہ	-
,,	,,	0 - 6 - 4	492 ۔ فقیر محمد ولد شکر دین ساکن دیہہ	-
,,	,,	13 - 6 - 20	493 ۔ بوٹا خان ولد فوجدار خان	-
,,	,,	11 - 7 - 0	494 ۔ سائیرہ بیوہ عبدالحق ساکن دیہہ	-
,,	,,	9 - 4 - 1	495 ۔ بلند خان ولد رفاقت خان	-
,,	,,	14 - 3 - 2	496 ۔ محمد علی ولد جمال دین ساکن دیہہ	-
,,	,,	2 - 2 - 4	497 ۔ نظر دین ولد ابراہیم	-

		498 ۔ نسا[illegible] زوجہ شیر حسین	3 - 0 - 0	,,
		499 ۔ [illegible] ولد [illegible]	8 - 2 - 18	,,
		500 ۔ رزاق ولد شہاب	20 - 6 - 7	,,
		501 ۔ اسماعیل ولد فضل کریم	4 - 4 - 13	,,
		502 ۔ خان محمد ولد نور دین	65 - 04 - 9 - 180	,,
جھنگوال		503 ۔ لال دین ولد کیہو	2 - 2 - 0 189 - 6 - 7	
		504 ۔ روشن دین ولد کرم دین ساکن شال ٹھکر گڑھ	2 - 4 - 0	,,
		505 ۔ مولا بخش ولد حسنا ساکن دین پور	0 - 1 - 17	,,
		506 ۔ محمد ابراہیم ولد نور محمد	7 - 4 - 14	,,
		[illegible]	8 - 0 - 15	
		507 ۔ لال دین ولد نظام دین ساکن دیہہ	2 - 6 - 0	,,
		[illegible]	[illegible]	

جھنگوال	,,	4 - 0 - 3	508 ۔ معلم دین ولد جان محمد ساکن شہال		ان نوٹیفائیڈ
,,	,,	12 - 0 - 8	509 ۔ اللہ دتہ ولد لبھو ساکن شاہ پور جھنگھو		-
,,	,,	0 - 4 - 1	510 ۔ سائیں ولد کرم دین ساکن دیہہ		-
,,	,,	0 - 7 - 0	511 ۔ شبیر احمد ولد رسول بخش ساکن شہال		-
,,	,,	12 - 6 - 7	512 ۔ فیض ارزند حکم دین ساکن دیہہ		-
,,	,,	3 - 4 - 1	513 ۔ یوسف ہیرہ ساکن شہال		-
چنگڑوان	189 - 6 - 7	0 - 4 - 0	514 ۔ ماھی ولد غلام دین ساکندیہہ تحصیل شکرگڑھ		-
,,	,,	15 - 3 - 0	515 ۔ بابو ولد شیلو ساکن جھنی		-
,,	,,	0 - 7 - 0	516 ۔ فضل دین ولد لبھو ساکن جھنی تحصیل شکرگڑھ		-
,,	,,	5 - 4 - 2	517 ۔ عبداللہ ولد نصر دین زہر چک		-
,,	,,	0 - 1 - 4	518 ۔ رحمت علی ولد شکر دین ساکندیہہ		-

"	"	0 - 3 - 3	519 ۔ برسعدہ ولد کمال	-
توھارا	17 - 3 - 35	8 - 2 - 1	520 ۔ کاکا ولد شکر دین ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ	-
"	"	0 - 7 - 1	521 ۔ مسمات کنواں بیوہ وتو ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ	-
"	"	0 - 5 - 2	522 ۔ حسین ولد سونہو ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ	-
"	"	16 - 3 - 0	523 ۔ عبدالغنی ولد اللہ دتہ ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ	-
"	"	10 - 7 - 1	524 ۔ اسماعیل ولد کوڑا ساکن دیہہ	-
"	"	4 - 7 - 0	525 ۔ عاجز ولد پنوں	-
"	"	19 - 0 - 2	526 ۔ لکی ولد بلوچ قوم گوجر ساکن توھارا شکرگڑھ	-
"	"	10 - 7 - 0	527 ۔ روڑا ولد بھنگن قوم ملک	-
"	"	12 - 3 - 0	528 ۔ پیرا ولد صلاح محمد قوم گوجر ساکن توھارا شکرگڑھ	-

توھارا	,,	9 - 4 - 0	529 ۔ لال دین ولد بساور قوم ملک	-	نوٹیفائیڈ
,,	,,	10 - 4 - 0	530 ۔ قطب دین ولد بلو گوجر ساکن لوھارا شکرگڑھ		-
,,	,,	8 - 0 - 2	531 ۔ ابراہیم ولد مکھن	-	-
شاہپور بھکنو	0 - 7 - 231	18 - 7 - 20	532 ۔ کندی ولد غلام دین قوم راجپوت سلھریا ساکن شاہ پور تحصیل شکرگڑھ		-
شاہ پور چھجوڑا	18 - 3 - 420	17 - 6 - 6	533 ۔ نور دین ولد موق		-
,,	,,	5 - 4 - 2	534 ۔ قاسم دین ولد نور دین		-
,,	,,	0 - 3 - 0	535 ۔ احمد خان ولد شاہ محمد		-
,,	,,	13 - 7 - 0	536 ۔ محمد علی ولد ترتیب علی		-
,,	,,	5 - 5 - 0	537 ۔ محمد یونس جان محمد شمعون خان پسران احمد امر خان وغیرہ ساکن دیہہ تحصیل شکرگڑھ		-

"	"	1 - 3 - 45	538 ۔ محمد خان ولد شاہ محمد ساکن شکرگڑھ	-
"	"	1 - 2 - 4	539 ۔ روڑا ولد مہندو گوجر	-
"	"	15 - 0 - 3	540 ۔ نور دین ولد موتی قوم راجپوت جنجوعہ ساکن دیہہ	-
دیہہ کلاں	12 - 2 - 86	4 - 2 - 6	541 ۔ فتح محمد ولد مولو ساکن دیہہ	-
"	"	15 - 0 - 3	542 ۔ محمد علی ولد ترتیب علی قوم راجپوت	-
"	"	14 - 4 - 4	543 ۔ نور دین ولد موتی	-
"	"	13 - 0 - 3	544 ۔ خادم حسین ولد معصوم علی شاہ بخاری ساکن جرپال شکرگڑھ	-
"	"	1 - 4 - 1	545 ۔ سائیں ولد نور دین قوم راجپوت ساکن شاہ پور جھنجوڑا شکرگڑھ	-
"	"	19 - 6 - 0	546 ۔ محمد یونس خان محمد شمعون خان پسران احمد رو خان شکرگڑھ	-

دیہہ کلاں	,,	2 - 1 - 1	547 ۔ اکرم خان ولد بیرام خان ساکن شاہ پور جھنجوڑا شکرگڑھ	نوٹیفائیڈ
,,	,,	10 - 1 - 4	548 ۔ عبدالغنی ولد روشن دین ساکن شاہ پور جھنجھوڑا شکرگڑھ	-
,,	,,	15 - 7 - 0	549 ۔ محمد یونس وغیرہ پسران احمد روشان ساکنان بھائی	-
,,	,,	16 - 6 - 2	550 ۔ مسمات قدسیہ بی بی بیوہ فضل داد خان شاہ پور جھنجوڑا شکرگڑھ	-
,,	,,	18 - 2 - 3	551 ۔ محمد علی ولد ترقیب علی شاہ پور جھنجوڑا	-
,,	,,	10 - 7 - 3	552 ۔ محمد رمضان ولد فقیر محمد	-
,,	,,	19 - 5 - 52	553 ۔ قدسیہ بی بی ساکن شاہ پور جھنجوڑا	-
شہر	1 - 7 - 106	0 - 6 - 0	554 ۔ سردار ولد دوھادا قریشو مکنہ پنر شکرگڑھ	-
,,	,,	5 - 5 - 1	555 ۔ پیران دتہ ولد اللہ دتہ سکنہ پنر شکرگڑھ	-
,,	,,	0 - 0 - 1	556 ۔ شاہ محمد ولد اسماعیل گوجر سکنہ پنر شکرگڑھ	-

نہر	9 - 7 - 106	4 - 0 - 1	557 ۔ منشی ولد صاحب داد گوجر شاہ پور جھنجوڑا	-
,,	,,	0 - 1 - 0	558 ۔ مامن بیوہ شکراں آرائیں سکنہ ہنر شکرگڑھ	-
خانومہلی	10 - 1 - 101	5 - 6 - 0	559 ۔ سردارا ولد نظام دین گوجر ساکن خانومہلی	-
,,	,,	15 - 5 - 7	560 ۔ مہر دین ولد کشمیری	-
,,	,,	17 - 7 - 0	561 ۔ اللہ رکھا ولد نظام دین	-
,,	,,	11 - 2 - 1	562 ۔ فضل دین نظام دین ساکن خانومہلی	-
,,	,,	8 - 5 - 0	563 ۔ نواب دین ولد فضل دین ساکن خانومہلی	-
,,	,,	5 - 0 - 2	564 ۔ چراغ دین ولد احمد دین	-
,,	,,	18 - 7 - 4	565 ۔ جان محمد ولد بھلا ساکن خانومہلی	-
,,	,,	10 - 0 - 2	566 ۔ صدیق ولد نواب گوجر ساکن خانومہلی	-
,,	,,	0 - 0 - 2	567 ۔ نذیر احمد ولد نواب ساکن دیہہ	-

حاتومنہلی	,,	0 - 2 - 1	568 ۔ مطلوب حسین فقیر دین ساکن دیہہ	نوٹیفائیڈ
,,	,,	10 - 1 - 0	569 ۔ امیر ولد دولا تحصیل شکرگڑھ	-
,,	,,	12 - 4 - 0	570 ۔ میاں ولد علی محمد ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
,,	,,	14 - 6 - 1	571 ۔ لال دین ولد جھسبوا ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
,,	,,	7 - 4 - 6	572 ۔ کاکا ولد سراجدین - -	-
,,	,,	15 - 7 - 0	573 ۔ سائیں ولد شکر دین ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
,,	,,	3 - 6 - 4	574 ۔ نور احمد ولد سردار علی ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
,,	,,	19 - 7 - 9	575 ۔ سہنگا ولد گامون ساکن ڈھلیاں شکرگڑھ	-
,,	,,	12 - 2 - 3	576 ۔ محمد طفیل وغیرہ تاج دین ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
,,	,,	0 - 6 - 0	577 ۔ علم دین ولد موجو ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
,,	,,	11 - 5 - 0	578 ۔ ابراہیم ولد حبیب اختر ساکن دیہہ شکرگڑھ	-

"	"	11 - 4 - 6	579 ۔ غلام نبی ولد ٹھلا	-
"	"	18 - 1 - 6	580 ۔ عبدالکریم ولد جاسو	-
"	101 - 1 - 10	7 - 6 - 3	581 ۔ نور دین ولد فقیر ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
"	"	5 - 7 - 7	582 ۔ حسین ولد شرف دین ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
"	"	15 - 5 - 7	583 ۔ محمد دین ولد فقیر	-
"	"	16 - 1 - 716	584 ۔	
"	"	0 - 3 - 1	585 ۔ رمضان ولد نذر ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
"	"	19 - 4 - 5	586 ۔ ابرہیم ولد صاحب دین ساکن دیہہ شکرگڑھ	-
"	"	2 - 0 - 5	587 ۔ جان محمد ولد بھلا	-
"	"	11 - 7 - 1	588 ۔ علم دین ولد سنگتو	-

خانو مہلی	,,	6 - 2 - 2	589 ۔ محمد شفیع ولد احمد دین ساکن دیہہ شکرگڑھ	نوٹفائڈ
,,	,,	7 - 6 - 10	590 ۔ سائیں ولد فضل ۔ ۔	۔
,,	,,	10 - 0 - 2	591 ۔ فتح محمد ولد اللہ رکھا ۔ ۔	۔
,,	,,	11 - 4 - 10	592 ۔ چاند بی بی ولد اللہ رکھا ۔ ۔	۔
میانوالی	10 - 1 - 71	0 - 2 - 5	593 ۔ احمد دین ولد بلندا ساکن دیہہ شکرگڑھ	۔
,,	,,	14 - 1 - 0	594 ۔ طالب دین ولد محمد اسماعیل ساکن دیہہ شکرگڑھ	۔
,,	,,	1 - 0 - 2	595 ۔ مولا داد خان ولد مالی خان ۔ ۔	۔
,,	,,	6 - 6 - 0	596 ۔ شیر محمد ولد دوست محمد ۔ ۔	۔
,,	,,	6 - 1 - 4	597 ۔ مالک دین ولد بلندا ساکن دیہہ شکرگڑھ	۔
,,	,,	12 - 0 - 10	598 ۔ محمد حسین ولد سلطان خان ساکنہ میتی تحصیل تلہ گنگ کیمبلپور	۔

,,	,,	9 - 3 - 10	599 ۔ خدا بخش ولد رسول ساکن دیہہ شکرگڑھ		-
,,	,,	10 - 7 - 0	600 ۔ سودا ولد لبھاسو ساکن دیہہ ۔		-
,,	,,	0 - 6 - 1	601 ۔ چسنہ دار سہندی ساکن دیہہ شکرگڑھ		-
,,	,,	4 - 6 - 6	602 ۔ محمود خان وغیرہ ولد رب نواز ساکن دیہہ شکرگڑھ		-
,,	,,	13 - 5 - 1	603 ۔ ملول‌خان ولد باز خان ساکن دیہہ شکرگڑھ		-
سکہان	449 - 5 - 14	7 - 0 - 14	604 ۔ بشیر احمد ولد سلیمان خان ساکن دیہہ		-
,,	,,	8 - 5 - 42	605 ۔ فتح دین ولد دین محمد ساکن دیہہ		-
چھپانہ کلاں	211 - - 00	19 - 1 - 40	606 ۔ عبدالحمید ولد رحمت سکنہ ریہہ شکرگڑھ	ان نوٹیفائیڈ	
,,	,,	5 - 5 - 42	607 ۔ حبیب اللہ ولد اللہ دتہ سکنہ بمرہ کلاں		-
,,	,,	18 - 0 - 27	608 ۔ نواب دین ولد فقیر محمد سکنہ ریہہ		-
,,	,,	13 - 5 - 21	609 ۔ کرم دین ولد اسماعیل ۔		-

,,	,,	5 - 0 - 18	610 ۔ فتح محمد ولد جلال دین	نوٹیفائیڈ
,,	,,	22 - 4 - 2	611 ۔ غلام محمد ولد فتح محمد	۔
للوان	235 - 0 - 7	3 - 0 - 0	612 ۔ سنگتو ولد نور محمد سکنہ ریہ	۔
,,	,,	4 - 3 - 16	613 ۔ محمد فرید ولد تاج دین	۔
,,	,,	2 - 5 - 0	614 ۔ رحمت علی وغیرہ پسران اللہ دتہ	۔
,,	,,	2 - 3 - 2	615 ۔ یعقوب خان ولد اسماعیل	۔
,,	,,	6 - 0 - 0	616 ۔ سردار احمد ولد علم دین سکنہ ریہ	۔
,,	,,	3 - 4 - 17	617 ۔ محمد یوسف ولد شہاب دین	۔
,,	,,	1 - 7 - 2	618 ۔ اصغر علی ولد سلمی	۔
,,	,,	10 - 0 - 10	619 ۔ خورشیدالحسن ولد سلمی	۔

,,	,,	8 - 1 - 0	620 ۔ محمد طالب ولد نادر خان	-
,,	,,	13 - 2 - 0	621 ۔ حامد علی ولد دسوندھی	-
,,	,,	12 - 2 - 0	622 ۔ یتیم علی ولد دسوندھی	-
,,	,,	11 - 0 - 1	623 ۔ غلام رسول ولد سندھی	-
,,	,,	4 - 2 - 0	624 ۔ محمد لطیف ولد محمد شفیع	-
,,	,,	17 - 0 - 2	625 ۔ علی احمد ولد رانا	-
,,	,,	5 - 1 - 1	626 ۔ محمد امتیاز و محمد شفیع پسران کرم الٰہی	-
ابیالی ڈوگرہ	182 - 0 - 15	40 - 7 - 16	627 ۔ فتح دین ولد مہر بخش	-
,,	,,	0 - 1 - 0	628 ۔ غفوری بیوہ شکر دین	-
,,	,,	2 - 6 - 2	629 ۔ ولی محمد ولد احمد دین	-
,,	,,	11 - 3 - 8	630 ۔ تجمل جاوید وغیرہ ولد بشیر احمد سکنہ پنڈی عمرا	-

ابیالی ڈوگرہ	,,	8 - 5 - 7	631 ۔ بشیر احمد ولد دین محمد ساکن پسرور	نوٹیفائیڈ
,,	,,	0 - 0 - 2	632 ۔ عبدالغنی ولد محمد حنیف ساکن بھر والا	-
,,	,,	12 - 4 - 5	633 ۔ قائم دین ولد سہندو	-
,,	,,	11 - 3 - 2	634 ۔ مسمات کریم بی بی وغیرہ ساکن مرور	-
,,	,,	5 - 4 - 9	635 ۔ فیروز دین ولد عمر دین ساکن ریہ	-
,,	,,	7 - 4 - 8	636 ۔ فضل دین وغیرہ ساکن ریہ	-
,,	,,	8 - 5 - 7	637 ۔ غلام دین ولد امام دین ساکن ریہ	-
کھولی	18 - 3 - 59	8 - 5 - 0	638 ۔ صاحب دین ولد سوھنا سکنہ کھولی	-
,,	,,	0 - 1 - 1	639 ۔ اللہ دین ولد نانک ساکن ریہ	-
,,	,,	6 - 4 - 0	640 ۔ نذیر احمد ولد لال دین ساکن ریہ	-

,,	,,	3 - 3 - 0	641 ۔ جانا وغیرہ ساکن دیہہ	-
,,	,,	13 - 1 - 0	642 ۔ دین ولد کاکا وغیرہ	-
,,	,,	10 - 2 - 0	643 ۔ بلند خان ساکن دیہہ	-
,,	,,	5 - 2 - 0	644 ۔ امیر علی ولد مانک ساکن دیہہ	-
,,	,,	1 - 0 - 2	645 ۔ فیروز دین ولد مانک ساکن دیہہ	-
,,	,,	14 - 4 - 0	646 ۔ بلند خان ولد سرا ساکن دیہہ	-
,,	,,	2 - 2 - 0	647 ۔ محمد دین ولد ،انگ ساکن دیہہ	-
شکر گڑھ	16 - 0 - 334	3 - 0 - 1	648 ۔ محمد علی ولد راجپوت ساکن شکرگڑھ	ان نوٹیفائیڈ
,,	,,	17 - 0 - 11	649 ۔ مولا داد ولد نواب خان	-
,,	,,	5 - 0 - 3	650 ۔ عبدالغفور ولد بالا	-
,,	,,	12 - 6 - 5	651 ۔ محمد خان ولد بالا خان	-

شکر گڑھ	,,	7 - 0 - 0	652 ۔ محمد صدیق ولد علم دین	نوٹیفائیڈ
,,	,,	61 - 2 - 15	653 ۔ ممتاز بیگم زوجہ خان منظور الٰہی	-
سکھال	449 - 2 - 14	411 - 2 - 85	654 ۔ ہاشم ولد گولہو ساکن دیہہ	-
,,	,,	0 - 1 - 12	655 ۔ نور دین ولد پیراں دتہ ساکن جھیبل	-
,,	,,	2 - 4 - 13	656 ۔ ابراھیم ولد نور دین ساکن دیہہ	-
,,	,,	0 - 5 - 5	657 ۔ اللہ	-
نگروٹہ	450 - 1 - 14	1 - 1 - 0	658 ۔ دین محمد	-
,,	,,	5 - 5 - 9	659 ۔ جھلا ولد مراد	-
,,	,,	1 - 1 - 0	660 ۔ محمد رفیق وغیرہ	-
,,	,,	2 - 6 - 1	661 ۔ محمد رمضان وغیرہ	-

,,	,,	,,	3 - 1 - 12	662 ۔ محمد رفیق وغیرہ	-
,,	,,	,,	3 - 5 - 5	663 ۔ محمد لطیف وغیرہ	-
,,	,,	,,	4 - 3 - 19	664 ۔ ۔ ۔ ۔	-
بھیڑی نواز	8 - 5 - 320	,,	1 - 1 - 2	665 ۔ فضل بی بی عبدالمجید وغیرہ پسران اسماعیل ساکن دیہہ شکر گڑھ	-
,,		,,	0 - 3 - 0	666 ۔ غنی ولد تاج دین ساکن دیہہ	-
,,		,,	1 - 1 - 16	667 ۔ بشیر احمد ولد کرم داد ۔	-
,,		,,	0 - 2 - 8	668 ۔ دتاں ولد رحمت علی موضع جھگی	-
,,		,,	0 - 3 - 0	669 ۔ عدما ولد چراغ ساکن دیہہ	-
,,		,,	1 - 1 - 17	670 ۔ عبدالمجید ولد کرم داد ساکن دیہہ	-
,,		,,	1 - 1 - 16	671 ۔ نذیر احمد ولد کرم داد ۔	-

بھیڑی نواز	8 - 5 - 320	16 - 1 - 1	672 ۔ خالد پرویز ولد محمد رفیق ۔	نوٹیفائیڈ
	,,	13 - 0 - 1	673 ۔ محمد رمضان ولد نصیر دین ۔	۔
,,	,,	13 - 2 - 71	674 ۔ محمد ایوب وغیرہ ساکن پاچ و آزاد کشمیر	۔
,,	,,	8 - 1 - 7	675 ۔ روشن دین ولد اللہ دین سکنہ چوہرا	۔
,,	,,	10 - 4 - 1	676 ۔ مسمات ریشم بی بی دختر رحمت علی ساکن منو چک	۔
,,	,,	16 - 3 - 0	677 ۔ مسمات عالم بی بی دختر رحمت علی	۔
,,	,,	2 - 4 - 2	678 ۔ بانو ساکن	۔
منانڑی	5 - 5 - 92	10 - 1 - 3	679 ۔ جیون ولد اللہ بخش ساکن گساتہ ضلع سیالکوٹ	۔
,,	,,	8 - 3 - 1	680 ۔ محمد صدیق ولد مولا بخش ساکن دیہہ	۔
,,	,,	16 - 0 - 4	681 ۔ رمضان علی ولد حشمت علی ۔	۔

"	"	17 - 1 - 2	682 ۔ محمد صادق ولد محمد اسماعیل	-
"	"	5 - 5 - 2	683 ۔ غلام محمد ولد علی محمد ساکن دیہہ	-
دیہہ کلاں	11 - 2 - 86	1 - 4 - 8	684 ۔ نصیر دین ساکن دیہہ	-
"	"	0 - 2 - 3	685 ۔ رحمت علی ولد بدر دین	-
"	"	17 - 1 - 10	686 ۔ مولا بخش ولد عمر بخش	-
"	"	0 - 5 - 0	687 ۔ فرزند علی ولد جان محمد ساکن ٹھکریاں	-
"	"	6 - 3 - 20	688 ۔ حشمت علی ولد محمد دین ساکن پسواں	-
"	"	15 - 6 - 0	689 ۔ پھالو ولد فتو ساکن دیہہ	-
"	"	8 - 7 - 2	690 ۔ علم دین ولد عبداللہ ساکن دوسری	-
"	"	12 - 2 - 2	691 ۔ عاجز ولد علم دین ساکن دیہہ	-

دیہہ کلاں	,,	1 - 7 - 0	692 ۔ نور دین ولد علی محمد	-	نوٹیفائیڈ
,,	,,	7 - 0 - 2	693 ۔ عبدالغنی ولد شہاب دین	-	-
,,	,,	10 - 1 - 0	694 ۔ اللہ دتا وغیرہ	-	-
,,	,,	16 - 7 - 0	695 ۔ ماما ولد عظیم ساکن کالیاں	-	-
,,	,,	17 - 3 - 0	696 ۔ فضل دین ولد الہی بخش	-	-
,,	,,	13 - 5 - 0	697 ۔ عبدالغنی ولد شہاب دین	-	-
,,	,,	7 - 2 - 0	698 ۔ محمد شفیع ولد فضل دین	-	-
,,	,,	2 - 8 - 0	699 ۔ جٹ ولد منگو ساکن دیہہ	-	-
,,	,,	2 - 3 - 0	700 ۔ حبیب اللہ ولد خیر	-	-

701 ۔ محبوب اللہ ولد غیر ساکن دیہہ	0 - 3 - 2	,,	,,	-
702 ۔ محمد رمضان ولد سلو ساکن دیہہ	1 - 6 - 4	,,	,,	-
703 ۔ محمد یعقوب ولد دین محمد ساکن کالیاں	4 - 6 - 9	,,	,,	-
704 ۔ محمد شفیع ولد رحیم بخش	2 - 3 - 18	,,	,,	-
705 ۔ غلام محمد ولد مولا بخش ساکن دیہہ	13 - 6 - 16	,,	,,	-
706 ۔ علم دین ولد سوھنا ساکن دھوال	2 - 0 - 7	,,	,,	-
707 ۔ میر بی بی دختر میراں بخش ساکن دیہہ	2 - 0 - 1	,,	,,	-

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا افتتاحی اجلاس

منگل ۔ 16 نومبر 1976ء

(منگل ۔ 23 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ
مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ
اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝
وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا
عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَایَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ
بِعَظْمٍ ۚ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۚ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

پ ۸ ۔ س ۶ ۔ رکوع ۵ ۔ آیات ۱۴۵ ۔ ۱۴۶

(اے پیغمبر) کہدو کہ جو احکام مجھ پر نازل ہوئے ہیں میں ان میں سے کوئی چیز جسے کھانے والا کھائے حرام نہیں پاتا ہوں، سوائے اس کے کہ مردار جانور یا بہتا ہوا لہو ہو یا سور کا گوشت کہ یہ سب ناپاک ۔ ویسی چیزیں ہیں، یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام پکارا گیا ہو اور اگر کوئی دلی مجبور ہو جائے ، تو کوئی مضائقہ نہیں ، لیکن نہ تو نافرمانی مقصود ہو اور نہ سرکشی تو تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور ہم نے یہودیوں پر سب ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گایوں اور بکریوں سے ان کی چربی حرام کر دی تھی، سوائے اس کے جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو یا اوجھ میں ہو یا ہڈی سے چمٹی ہو یہ سزا ہم نے ان کی شرارت و بغاوت کے سبب سے دی تھی اور بلاشبہ ہم تو سچ کہنے والے ہیں ۔

کتاب الاجماع

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سید تابش الوری : ایوان میں کورم نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں (گنتی کی گئی) - کورم نہیں ہے - گھنٹیاں بجائی جائیں -

(کورم کے لئے گھنٹی بج رہی ہے -)

مسٹر سپیکر : کورم ہوگیا ہے -

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے - چوہدری امان اللہ لک -

"کیپٹن سندھیلہ شہید چلڈرن پارک" کے پائپ کی مرمت

***5284 - چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور شہر کے شمالی علاقوں کے بیشتر پارکوں اور گراؤنڈوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ شاد باغ لاہور میں واقع ''کیپٹن سندھیلہ شہید چلڈرن پارک،، کی حالت نہایت خستہ ہے -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پارک میں گذشتہ ایک سال سے پانی کا پائپ پھٹا ہوا ہے جس سے مذکورہ پاوک تباہ و برباد ہو رہا ہے -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ آبادی کے بچوں کے لئے پارک متذکرہ واحد تفریح گاہ ہے مگر یہاں جھولے اور دیگر سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں -

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پارک میں پھٹے ہوئے پائپ کو جلد از جلد مرمت کرانے یا نیا لگانے اور جھولوں وغیرہ کی مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) کسی حد تک درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) فروری 1974ء میں پائپ پھٹا ہوا تھا ۔ لیکن اسے درست کر دیا گیا ۔ اب پارک کی حالت بالکل ٹھیک ہے ۔

(د) منصوبہ مکمل ہو چکا ہے ۔ عنقریب پھول کی تفریح کا سامان مہیا کر دیا جائے گا ۔

(ہ) اوپر جواب دے دیا گیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ یہ پائپ کس تاریخ کو درست کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالب ۔

تو اب آپ کیوں پوچھتے ہیں کہ یہ کب مرمت ہوا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی :

خدا جانے کہا کیا ڈوبنے والے نے ساحل سے
کہ موجیں آج تک سر مار کر آتی ہیں ساحل پر

کری والا تا شاہ جیون منڈی سڑک کی پختگی

*5604 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ کری والا ضلع جھنگ کی آبادی بارہ ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قصبہ کو دیگر علاقوں سے ملانے کے لئے کری والا تا شاہ جیون منڈی صرف ایک کچی سڑک موجود ہے ۔

(ج) اگر جز (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ 1961ء کی مردم شماری کے مطابق موضع کری والا کی آبادی 2381 نفوس پر مشتمل تھی اور 1972ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار ضلع کو ابھی تک مہیا نہیں کئے گئے ۔

(ب) کری والا تا شاہ جیون بنڈی ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ کی کوئی کچی سڑک نہیں ہے ۔

(ج) سڑک ہذا کی تعمیر یا پختگی کے سلسلہ میں پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل میں عوامی نمائندگان کی طرف سے آج تک کوئی تجویز موصول نہیں ہوئی ۔ لہذا اس کی تعمیر کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔

مزدوروں پر عائد کردہ پیشہ ورانہ ٹیکس کو ختم کرنا

*6373 ۔ **ملک شاہ محمد حسین** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے حال ہی میں صوبہ کے دیہات میں مزدوروں پر ڈسٹرکٹ کونسلوں کے عائد کردہ پیشہ ورانہ ٹیکس کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب سے عمل درآمد ہوگا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جن لوگوں کے ذمہ مذکورہ ٹیکس کی رقم واجب الادا ہے ان کے بارے میں کیا کیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ اس پر عمل درآمد 19 نومبر 1974ء سے ہو چکا ہے ۔

(ب) مالی سال 75-1974ء سے قبل کے بقایا جات وصول کئے جائیں گے ۔

گلبرگ لاہور میں واقع پارک کی حفاظت و نگرانی پر متعین عملہ کی بے توجہی

*6926 - دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کی خوش نما و اعلیٰ کالونی گلبرگ کے وسط میں لبرٹی سینما کے نزدیک وسیع پارک بنایا گیا ہے جس کی آبیاشی کے لئے تین ٹیوب ویل نصب کئے گئے تھے جن پر عوام کا بذریعہ امپروومنٹ ٹرسٹ لاکھوں روپیہ صرف ہوا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پارک کی حفاظت و نگرانی پر متعین عملہ کی بے توجہی اور عدم نگرانی کی وجہ سے کئی پودے سوکھ چکے ہیں ۔ بینچ و فوارے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں اور اعلیٰ گھاس کی بجائے جنگلی پودے و جنگلی گھاس نمودار ہو رہے ہیں ۔ جس سے پارک کی خوبصورتی اور شان و شوکت ختم ہو چکی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پارک میں متعین ذمہ دار عملہ کے خلاف تحقیقات کرانے اور اس کی نئے سرے سے اصلاح و درستی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ درست ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ البتہ پارک کو مزید بہتر بنانے کے لئے منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

جلال پور پیروالہ تا شجاع آباد سڑک کی مرمت

*7305 - دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلال پور پیروالہ تا شجاع آباد ضلع ملتان

27 میل لمبی پختہ سڑک کو 1973ء کے سیلاب سے سخت نقصان پہنچا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک میں جابجا بجری اکھڑ جانے سے کھڈے پڑ چکے ہیں جس سے لوگوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک پر بسوں اور ٹرکوں کے کئی حادثات بھی رونما ہو چکے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) جی ہاں ۔ سڑک مذکورہ پر کام مرحلہ وار باقاعدہ شروع ہے ۔ سال 74-1973ء تا 76-1975ء مبلغ 4'75'000 (چار لاکھ پچھتر ہزار) روپے کی لاگت سے تقریباً 18 میل سڑک مکمل کی جا چکی ہے ۔ حال ہی میں برائے سال 77-1976ء میں مزید مبلغ (ایک لاکھ) 1'00'000 روپے کا تخمینہ تیار کرکے برائے انتظامی منظوری بھیج دیا گیا ہے بعد از منظوری ٹنڈر طلب کرکے کام شروع کرایا جائے گا ۔

قصبہ ڈونگہ بونگہ میں واٹر سپلائی اور ڈرینیج سکیموں کی تکمیل کے لئے رقوم کی تخصیص

***7667 ۔ راو مراتب علی خان :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر میں واٹر سپلائی اور ڈرینیج سکیم کی تعمیر کے لئے حکومت نے سات لاکھ روپے مختص کئے تھے جو کہ سال رواں میں خرچ کرنے تھے ۔ مگر اب وہ منصوبہ

روک دیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس منصوبہ کو ترک کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : قصبہ ڈونگہ بونگہ میں واٹر سپلائی سکیم مالی سال 1975.76ء میں شامل نہیں کی گئی تھیں ۔ اور نہ ہی اس کے لئے سات لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے ۔

اب 1976.77ء میں واٹر سپلائی اور نکاسی آب کی دونوں سکیمیں شامل کی گئی ہیں ۔ اور مبلغ دو لاکھ روپے واٹر سپلائی سکیم کے لئے اور 2 لاکھ روپے سیوریج سکیم کے لئے سال رواں کے بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں اور کام جلد شروع کر دیا جائے گا ۔

ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی سرگودھا کے دفتر میں جعل سازی

***8404 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اینٹی کرپشن پولیس نے اکتوبر 1975ء کو ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی سرگودھا کے دفتر پر چھاپہ مار کر مذکورہ دفتر کا ریکارڈ قبضہ میں لیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ریکارڈ سے ثابت ہوا کہ میونسپل کمیٹی کے عملہ نے ایک شخص مسمی پرویز کا انٹرویو لیکر ملازم رکھ لیا ہے حالانکہ ان تاریخوں میں پرویز جیل میں تھا اور یہ انٹرویو وغیرہ کی کارروائی جعل سازی اور فریب کاری تھی ۔ اگر ایسا ہے تو جن ملازمین نے یہ بددیانتی کی تھی ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اور اس میں کون کون سے افسران شامل تھے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ریڈ ہوا تھا مگر کوئی بھی ریکارڈ قبضہ میں نہ لیا گیا ۔

(ب) جی نہیں ۔ جمعداران کی تقرری کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں اور انٹرویو کے لئے تمام جمعداروں کو بلایا گیا تھا ۔ مسمی پرویز انٹرویو کے وقت حاضر نہ تھا ۔ لسٹ میں اسے

غیر حاضر تصور کیا گیا ۔ ناظم صحت کی سفارش پر اس کی تقرری کے احکام صادر کئے گئے ۔ لیکن جوں ہی یہ معلوم ہوا کہ مسمی نرویز جیل میں ہے ۔ اس کی تقرری منسوخ کر دی گئی متعلقہ اہلکاران کے خلاف کارروائی جاری ہے ۔

لائل پور شہر میں نشیبی گلیوں کی سطح کو اونچا کرنا

*8533 ۔ **سید طاہر احمد شاہ** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائلپور شہر میں مسجد تحصیل والی سرکلر روڈ کے عقب میں گلیاں نیچی ہیں جس کی وجہ سے محلہ کا گندہ پانی عام طور پر ان میں کھڑا رہتا ہے اور نمازیوں کو ان میں سے گذرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گلیوں کی سطح کو اونچا کر کے دوبارہ سولنگ لگانے کی تجویز موجودہ مالی سال میں کی گئی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلیوں کی سطح کو اونچا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ : (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ لیکن پانی صرف بارش کے دنوں میں کھڑا ہوتا ہے ۔ مگر ڈرین (Drains) کے ذریعے پانی کے اخراج کا معقول انتظام موجود ہے ۔ لہذا نمازیوں کو گزرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) فی الحال ایسی کوئی تجویز نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر پر اتفاق فرمائیں گے کہ میونسپل ایمپلائز ورکس کونسل لائلپور نے جون 76 میں کچھ

علاقائی ممبران کی صوابدید پر ان کے علاقوں میں عوامی تعمیراتی پروگرام کے سلسلے میں تجاویز طلب کی تھیں اور اس کام کے لئے میونسپل پیلز ورکس کونسل کے ارکان نے مذکورہ سال میں متعلقہ علاقوں کی بابت اپنی اپنی تجاویز دی تھیں جن کو منظور کر لیا گیا تھا ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ بات اس حد تک درست ہے کہ لاہور میونسپل پیلز ورکس کونسل نے ہر فاضل ممبر اور اس سوال کے محرک جناب طاہر احمد شاہ کے علاقوں کے لئے دو لاکھ ستر ہزار روپے (2,70,000) مختص کیے تھے اور طے کیا تھا کہ یہ منصوبہ جات اس کونسل میں پیش کریں تا کہ اس پر عمل کیا جا سکے ۔ میری اطلاع کے مطابق 12 اکتوبر 1976ء کو جناب طاہر احمد شاہ کی تجویز ذریعہ چٹھی نمبر 315 ایم موصول ہوئی لیکن اس میں تحصیل والی مسجد کے لئے فاضل رکن نے کوئی منصوبہ پیش نہ کیا ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آئندہ جو رقم مختص ہو اور وہ اپنے حصہ کی رقم کے مطابق کوئی منصوبہ پیش کریں تو اس پر ضرور عمل کیا جائے گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں جناب سینئر وزیر کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ رقم دو لاکھ کچھ ہزار روپے نہ تھی بلکہ تقریباً 40 لاکھ روپے میرے علاقے کے تعمیراتی کاموں کے سلسلے میں تجاویز دینے کے لئے مختص کئے گئے تھے اور میں نے 40 لاکھ روپے کے عوامی تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے ایک جامع منصوبہ پیش کیا تھا جو محض اور محض اس لئے پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا کیونکہ اپنی تجاویز پیش کرنے کے چند دنوں بعد میں نے رولنگ پارٹی سے مستعفی ہو کر حزب اختلاف میں شمولیت اختیار کر لی تھی ۔

ایک فاضل رکن : کیا یہ ضمنی سوال ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو مجھے سمجھ نہیں لگی ۔ ان کا یہ ایک بیان ہو سکتا ہے ۔ آپ کو اطلاع ہوگئی ؟ انہوں نے کہا تھا کہ یہ آپ کی اطلاع کے لئے ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے مالی سال 1976-77ء کے بارے میں یہ سوال نہیں پوچھا ۔ مالی سال 1975-76ء جو 30 جون 1976ء کو اختتام پذیر ہو چکا ہے ، اس میں میں نے پورے چالیس لاکھ روپے کے عوامی

تعمیراتی پروگرام کے متعلق اپنی تجاویز پیش کی تھیں اور میں نے اس پر بڑی محنت کی تھی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اسی لئے میں نے عرض کیا تھا کہ اگر تجاویز اس رقم سے زیادہ ہوں تو ان تجاویز پر عمل نہیں کیا جا سکتا ۔ یہی میں نے عرض کیا ہے ، فاضل رکن کی خدمت میں ، ان کی اپنی تجاویز ان کی توجہ میں لائی گئی ہیں کہ آپ اس میں سے دو لاکھ ستر ہزار روپے تک کی سکیموں کی نشان دہی کریں ، تو ہم فاضل رکن کی اس نشان دہی کا انتظار کر رہے ہیں ۔ میں انہیں ایوان کے فرش پر یقین دلاتا ہوں کہ اس رقم کے اندر جو منصوبے بھی فاضل رکن چاہیں ، اپنی صوابدید کے مطابق دیں ، اور اگر وہ منصوبے اس رقم کے اندر ہوئے تو ان پر عمل کیا جائے گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! سینئر منسٹر صاحب نے جو جواب فرمایا ہے ، وہ موجودہ مالی سال بابت 1975-76ء کے متعلق سوال کیا تھا ۔ اور اس میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر سینئر منسٹر صاحب کے علم میں نہیں ہے تو تحقیقات فرما لیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ دیکھ لیں ، پچھلے سالوں کی متعلق ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ڈاکٹر صاحب نے جناب طاہر احمد شاہ کے جواب میں فرمایا ہے کہ وہ اپنے علاقے میں جو بھی سکیمیں اس مخصوص رقم میں جو کہ ان کے حصے میں آئے گی ، دیں گے ، انہیں پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی ۔ میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ دوسرے ممبران جو کہ اسی طرح ڈسٹرکٹ کونسل پیپلز ورکس پروگرام کے ممبر ہیں ۔ پیپلز ورکس کے تحت جو آپ ڈسٹرکٹ کونسل کو ہر سال فنڈز مہیا کرتے ہیں ۔ ان سے بھی اسی طرح رقم تقسیم کرکے ان کے علاقے میں ترقیاتی پروگراموں کے لئے کوئی سکیمیں invite کریں گے ؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا ، جہاں تک میرے حلقے کا تعلق ہے ، اس میں بھی ترقیاتی سکیمیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو غالباً میونسپل کمیٹیوں کے متعلق ہے کہ حلقوں کی تخصیص کی جاتی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : صوبائی حکومت کی طرف سے میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ کونسل کو ایک ہی طرح کے فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں ۔ وہاں بھی ممبرز کو discretion دی جا رہی ہے ۔ تو کیا آپ پیپلز ورکس کونسل

کے ممبران کو ڈسٹرکٹ کے لئے بھی discretion دینے کے لئے تیار ہیں ؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا وہ ترقیاتی سکیمیں جو میرے حلقے میں زیر تجویز تھیں ، جن پر کام ہو رہا تھا ، ان کو تکمیل کرنے کے لئے بھی اقدامات پر غور فرمائیں گے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! حکومت کی طرف سے جو اختیارات تفویض کئے گئے ہیں ، ان میں میونسپل ایریا میں بنی ہوئی پیپلز ورکس کونسل اور ضلع کے علاقے میں بنی ہوئی پیپلز ورکس کونسل میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ اگر یہ کہ ہر ورکس کونسل کے اپنے جو فاضل رکن ہیں ، ان کی صوابدید پر ہے کہ وہ پیسے کو تقسیم کیسے کرتے ہیں ؟ اس سوال کے جواب سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ لائل پور کی میونسپل ورکس کونسل نے فی رکن کچھ رقم تقسیم کر لی ۔ اگر لائل پور کی ڈسٹرکٹ ورکس کونسل بھی ایسا کرے تو یہ خود مختار باڈی ہے ، ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ ہماری طرف سے جو فرائض انہیں تفویض کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ خود مختار ہیں اس کی منصوبہ بندی کرنے میں ۔ وہ تحصیل وار تقسیم کریں یا حلقہ وار تقسیم کریں ، یہ ان کی صوابدید پر ہے ۔

چوہدری طالب حسین : سپلمنٹری ۔ تو جناب والا ! کیا اس جواب سے یہ چیز مترشح نہیں ہوتی کہ اگر کسی ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبران ، جو کہ اسمبلی کے ممبر ہیں ، ان کی اکثریت ، ایک یا دو یا تین ممبران کو victimise کرنا چاہے کہ ان کے علاقے میں کسی قسم کی ترقیاتی سکیم کو پایہ تکمیل نہ پہنچایا جائے تو انہیں یہ اختیار حاصل ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ براہ راست تو یہ سوال اس میں پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وہ سینئر منسٹر ہیں اور حکومت کی پالیسی سے اچھی طرح آگاہ ہیں ۔ یہ چیز سوال کے ذریعے میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ایسا ہو رہا ہے ۔ میرے ساتھ خاص طور پر تین سال سے اور کوئی ترقیاتی سکیم جو وہاں تھی ، اسے پایہ تکمیل نہیں پہنچایا گیا ، بلکہ وہیں روک دیا گیا ۔ میں یہ ان کے نوٹس میں لانے کے لئے کہہ رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : وہ ان کے نوٹس میں آ گئی ہے ۔ کیوں نہیں آئے گی ؟

Chaudhri Talib Hussain : Sir, I wanted some assurance from the Senior Minister that he will take care of the schemes that are in progress in my constituency keeping in view the importance of those schemes.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! سپلمنٹری کی اجازت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : اگلا سوال بھی تو آپ ہی کا ہے ۔ اگلے سوالوں کی باری تو آئے ۔ کافی ہوگیا ہے ۔

لائل پور شہر میں سیوریج لائن کے مین ہولوں کے ڈھکنوں کی گم شدگی

***8579 ۔ سید طاہر احمد شاہ :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائل پور شہر میں سیوریج لائن کے بیشتر مین ہولوں کے ڈھکنے غائب ہیں جس میں کئی مرتبہ بچے اور جانور گر چکے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مین ہولوں پر دوبارہ ڈھکنے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سید طاہر احمد شاہ : سپلمنٹری ۔ جناب سپیکر ! میں جناب سینئر منسٹر کے علم میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ لانا چاہتا ہوں کہ جز "الف" کا جواب قطعی طور پر غلط بیانی پر مبنی ہے ۔ بلدیہ کے متعلقہ افسر نے انہیں غلط اطلاع دی ہے ۔ اگر سینئر منسٹر چاہیں تو کسی independent شخص یا افسر کے ذریعے تحقیقات کروا کے دیکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ، سوال یہ ہے کہ "بیشتر" کا مطلب ہوتا ہے پچاس فی صد سے زیادہ ۔ آپ کا یہ الزام ہے کہ نصف سے زیادہ ڈھکنے موجود نہیں ہیں ۔ اگر آپ یہ کہتے کہ بہت سی جگہوں پر ڈھکنے نہیں ہیں تو غالباً جواب مختلف ہوتا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! لائل پور شہر میں 8755 مین ہول تھے ، جن میں سے 90 کے ڈھکنے یا موجود نہ تھے یا مرمت طلب تھے اور وہ بھی اب ٹھیک کر دئے گئے ہیں ۔ جب اتنی تعداد میں ہول ہوں تو کچھ نہ کچھ ان کے ڈھکنوں کا نقصان ہوتا رہے گا ۔ میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ کسی جگہ کی نشان دہی کریں کہ فلاں چوک یا فلاں گلی میں ڈھکنے موجود نہیں تو اس کی طرف ہم خاص توجہ دیں گے ۔

سید طاہر احمد شاہ : تو میں آپ کے علم میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ پرسوں ہفتے کے دن میں لائل پور گیا تھا ۔ اس دن میں نے جناح کالونی اور غلام محمد آباد کے علاقے میں کئی مین ہولوں پر سے ڈھکنے غائب پائے ۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہدایات جاری کر دیں کہ کوئی مین ہول ڈھکنے کے بغیر نہ رہے ۔ یہ آپ کے انٹریسٹ کی بات ہے ، عوام کے انٹریسٹ کی بات ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میں حکومت سے درخواست کرتی ہوں کہ کسی ایسی چیز سے مین ہول کے ڈھکنے بنائے جائیں جو کسی کے کام نہ آ سکے ۔ لوہے کو لوگ بیچتے ہیں ، بے ایمانی پر تلے ہوئے ہیں اور مصیبت بن گئی ہے ۔ کوئی مین ہول ڈھکا نہیں رہتا ۔ ڈھکنے سیمنٹ یا کسی ایسی چیز سے بنانے کی کوشش کی جائے کہ آئندہ کوئی اٹھا نہ سکے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب سپیکر ! میں سینئر منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ڈھکنے دوبارہ مہیا کر دئے گئے ہیں ۔ لیکن میں ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ جتنے مہیا کئے گئے ہیں ۔ اس سے زیادہ پھر گم ہوگئے ہیں ۔ آپ ذرا مہربانی کریں اور کچھ اس کا انتظام کریں ۔ اس میں جان کا خطرہ ہے اور چند ایک مجھے بھی اپنی جان کھو چکے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : سپلمنٹری ۔ جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مین ہولوں پر جو ڈھکنے رکھے جاتے ہیں ، وہ غائب ہو جاتے ہیں یا ان کی شکست و ریخت ہو جاتی ہے تو اس کے تحفظ کا بندوبست وہ کس طرح سے کریں گے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ایسی کوئی بات نہیں ۔ یہ آپ مشورہ دے رہے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! آپ لائل پور میونسپل ورکس کونسل کے چیئرمین ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مجھے آپ involve نہ کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ : آپ بخوبی جانتے ہیں کہ روزانہ ڈھکنے چوری ہوتے ہیں ۔ ڈھلائی کے کارخانوں میں وہ ڈھلتے ہیں ۔ پھر pig iron کے طور پر وہ بیچے جاتے ہیں ۔ اس چوری اور اس شکست و ریخت کا بندوبست ہونا چاہئے ۔ عوام کے ٹیکسوں سے جو پیسہ ان پر صرف ہوتا ہے ، وہ ضائع ہو رہا ہے ۔ ایک دفعہ رکھنا دوسری دفعہ اٹھا لینا ، پھر رکھنا ، یہ تو مسائل کا کوئی حل نہیں ہے ۔ کوئی مستقل حل ہونا چاہئے تاکہ مین ہولوں کے ڈھکنے ضائع نہ ہو سکیں ۔ آپ خود بھی جانتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! اگر آپ یہاں تسلیم نہیں کرنا چاہتے تو وہ علیحدہ بات ہے کہ لائل پور شہر کے اکثر مین ہولوں کے ڈھکنے اب بھی موجود نہیں ہیں ۔ میں یہ پورے وثوق اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ڈھکنے روزانہ چوری ہوتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوری کا کوئی علاج نہیں ۔ ہر چیز چوری ہو سکتی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کی یہ نا اہلی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے یہ کہا ہے کہ جہاں تک چوری کا مسئلہ ہے یہ سوال اس سے پیدا نہیں ہوتا ۔

بیگم آباد احمد خان : ڈھکنے اس قسم کے بنائے جانے چاہئیں جو کوئی نہ اتار نہ سکے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! حکومت چوری کو ختم کرنے کے سلسلہ میں اپنی ناکامی کا اعتراف کر رہی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ حکومت مین ہولوں پر اپنی ڈھکنوں کی بجائے سیمنٹ کے ڈھکنے استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ چوری کی طرف زیادہ ترغیب نہ ہو ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! میں نے یہ تجویز نوٹ کر لی ہے اور ماہرین کو بھیج دی جائے گی ۔

رہائشی اور کمرشل پلاٹوں کی الاٹمنٹ

***8589 ۔ چوہدری نور احمد :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جنوری 1971ء سے تاحال صوبہ بھر میں امپروومنٹ ٹرسٹ اور ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کی سکیموں کے تحت (ماسوائے قرعہ اندازی کے) کن کن اشخاص کو 10 مرلے یا اس سے زیادہ رقبے کے رہائشی اور کمرشل پلاٹ الاٹ کئے گئے ۔ ان کے پتے بتائے جائیں ۔ نیز ہر سکیم کی تفصیل سال وار علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : کمرشل پلاٹ الاٹ نہیں کئے جاتے بلکہ نیلام کئے جاتے ہیں ۔ رہائشی پلاٹوں کے متعلق کوائف کی فہرست* ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

کچہری روڈ لاہور پر ناجائز کھوکھہ جات کی تعمیر

***8614 ۔ چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر بلدیات میرے نشان زدہ سوال نمبر 7927 کے جواب کے حوالہ سے جو ایوان میں مورخہ 8 جولائی 1976ء کو دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حافظ عبدالصمد نے جو مقدمہ لاہور میونسپل کارپوریشن کے خلاف عدالت میں دائر کر رکھا تھا ۔ اس کا فیصلہ حافظ عبدالصمد کے خلاف اپریل 1976ء میں ہوگیا تھا اور نتیجتاً حکم امتناعی اس تاریخ کو ختم ہوگیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حافظ عبدالصمد نے بعد میں ڈسٹرکٹ جج صاحب کی عدالت میں اپیل دائر کی لیکن اسے حکم امتناعی حاصل نہ ہوا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ناجائز تعمیر شدہ کھوکھے کو اب تک نہ گرانے کی کیا وجوہات ہیں اور کارپوریشن مذکورہ کھوکھے کو کب تک گرانے کا

---

* براہ کرم فہرست اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں ۔

ارادہ رکھتی ہے نیز متعلقہ عملے کی کوتاہی کے بارے میں کیا کارروائی عمل میں لائی جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ لیکن مدعی نے لوئر کورٹ کے فیصلہ کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اپیل کر دی تھی ۔

(ب) جی نہیں ۔ مدعی کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کی عدالت سے مورخہ 21 جون 1976ء کو حکم امتناعی مل گیا تھا ۔

(ج) حکم امتناعی خارج ہونے کے بعد مذکورہ ناجائز کھوکھے کو مسمار کر دیا گیا ہے اور موقع پر جگہ خالی کرا لی گئی ہے ۔

کچہری روڈ لاہور پر بیٹھنے والے ٹائپسٹوں کا انخلاء

*8615 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کچہری روڈ لاہور پر بیٹھنے والے ٹائپسٹوں میں سے کس کس نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے نیز کیا حکومت حکم امتناعی کی نقول ایوان کی میز پر رکھنے اور بقایا ٹائپسٹوں کو مذکورہ سڑک سے اٹھانے کے لئے تیار ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : کچہری روڈ پر بیٹھنے والے ٹائپسٹوں میں سے صرف ایک شخص مسمی نصیر احمد کے پاس حکم امتناعی موجود ہے اس کے علاوہ دیگر ناجائز طور پر بیٹھنے والے ٹائپسٹوں کو موقع پر سے اٹھا دیا گیا ہے ۔ مذکورہ حکم امتناعی کی نقل منسلک ہے ۔

نقل بمطابق اصل حکم امتناعی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن جج لاہور

نوٹس

بعدالت چوہدری محمد نسیم صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن جج لاہور نمبر مقدمہ اپیل بہ ناراضگی حکم بعدالت سول جج لاہور مورخہ 11 مارچ 1976ء بنام لاہور میونسپل کارپوریشن لاہور بذریعہ مقدمہ عنوان بالا میں آپ کے نام نوٹس جاری کیا جاتا ہے کہ آپ مورخہ 26 اپریل 1976ء بوقت 7 بجے کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جواب درخواست داخل کریں ورنہ آپ کے خلاف کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جائے گی ۔

Status quo to be maintained till further orders

Sd/-

Addl. Distt. Sessions Judge Lahore.

Dated 16-5-76

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف صاحب یہ فرما سکیں گے کہ مسمی نصیر احمد کا پیپلز پارٹی سے کوئی تعلق ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ سوال غیر متعلقہ ہے میں اسے رول آوٹ کرتا ہوں ۔ سینئر منسٹر صاحب پیپلز پارٹی کے صدر نہیں ہیں ۔

ماڈل ٹاؤن خان پور میں ڈرینیج اور واٹر سپلائی کی سکیم کی تکمیل میں تاخیر

*8714 ۔ **چوہدری کلیم اللہ :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماڈل ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان میں عرصہ دس سال سے رہائشی پلاٹوں کی تقسیم ہو چکی ہے مگر ابھی تک فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے وہاں واٹر سپلائی اور ڈرینیج کی سکیمیں نامکمل ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈرینیج اور واٹر سپلائی سکیم مکمل کرنے کے لئے فنڈز کب تک مہیا کر دیئے جائیں گے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ ماڈل ٹاؤن ضلع رحیم یار خان میں واٹر سپلائی سکیم 73-1972 میں شروع کر دی گئی تھی ۔ اور ستمبر 1975 سے ماڈل ٹاؤن میں پانی کی سپلائی باقاعدہ جاری ہے جہاں تک ڈرینیج سکیم کا تعلق ہے ''بلاک اے'' میں سیور پائپ لگ چکا ہے ۔ جو کہ کام کر رہا ہے البتہ ماڈل ٹاؤن میں پچاس ۔ ساٹھ فی صد سیور لگنا درکار ہے ۔

(ب) واٹر سپلائی سکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مبلغ 3½ لاکھ روپے کی رقم رواں مالی سال میں مختص کی جا چکی ہے ۔ اور سیوریج اور ڈرینیج سکیم کا بقایا کام مکمل کرنے کے لئے بلدیہ سے بقایا رقم حاصل کر کے منصوبہ کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

گلی کی پختگی

*8745 ۔ **چوہدری لال خان** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ باغبانپورہ لاہور کی تمام گلیاں ماسوائے گلی نمبر 21 درمن روڈ پختہ ہو چکی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ گلی کو پختہ نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت فوری طور پر مذکورہ گلی کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) علاقہ کے ایم ۔ پی ۔ اے کی طرف سے ترجیحی فہرست میں شامل کئے جانے پر گلی مذکورہ پختہ کی جا سکے گی ۔

کم آمدنی والے افراد کے لئے رہائشی سہولتیں

*8773 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں عوامی حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد صوبہ پنجاب میں کل کتنے کم آمدنی والے افراد کو رہائشی پلاٹ و فلیٹ مہیا کئے گئے نیز حکومت موجودہ مالی سال کے دوران کل کتنے کم آمدنی والے افراد کو رہائشی سہولتیں بہم پہنچانے کی غرض سے پلاٹ و فلیٹ تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : عوامی حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد صوبہ پنجاب میں 24966 پلاٹ 586 فلیٹ اور 2153 کوارٹر کم آمدنی والے افراد کو مہیا/الاٹ کئے گئے ۔ نیز حکومت موجودہ مالی سال کے دوران کم آمدنی والے افراد کو 26338 پلاٹ 746 فلیٹ اور 8809 کوارٹر مہیا/الاٹ کرنے کے لئے مختلف منصوبہ جات پر عمل درآمد کر رہی ہے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! کیا سینئر منسٹر صاحب فرما سکیں گے کہ منصوبہ جات جن پر عمل درآمد ہو رہا ہے کب تک مکمل ہو جائیں گے ۔

وزیر خزانہ : میں نے 1976-1977ء کے اعداد و شمار دیئے ہیں ۔ انشاء اللہ 1976-77ء کے مالی سال کے ختم ہونے تک منصوبہ جات مکمل ہو جائیں گے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ فرماسکیں گے کہ لائلپور میں جو کئی منزلہ فلیٹ بنائے گئے ہیں ان تمام فلیٹوں کو الاٹ کر دیا گیا ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال الاٹمنٹ کے متعلق نہیں ہے سوال تو یہ ہے کہ کنسٹرکشن ہوئی ہے یا نہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : نہیں یہ بات نہیں ہے سوال پر آپ غور فرمائیں اس میں ہے کہ فلیٹ و پلاٹ مہیا کئے گئے ہیں "جس کے جواب میں وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ مہیا الاٹ کئے گئے ہیں" ۔

وزیر خزانہ : یہ جنرل سوال ہے ۔ لائل پور سے متعلق نہیں ہے ۔ اگر فاضل رکن اس کے لئے الگ سوال دے دیں تو میں اس کا تفصیلی جواب دے دوں گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! لائل پور صوبہ پنجاب کا ایک حصہ ہے اور سوال بھی پنجاب کے متعلق ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اگر سوال لائل پور سے متعلق ہو تو پورے پنجاب کا اس میں ذکر نہیں آئے گا اور اس طرح جب پنجاب کے متعلق سوال ہوگا تو صرف لائل پور کا نہیں ہوگا ۔ اس کے لئے آپ علیحدہ سوال دے دیں ۔

قلیل آمدنی والے افراد کے لئے بستیوں کی تعمیر

***8775 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں اس وقت کن کن مقامات پر قلیل آمدنی والے افراد کے لئے بستیاں زیر تعمیر ہیں اور کتنے افراد کے لئے ان میں رہائش کی گنجائش موجود ہے ۔

(ب) کیا حکومت قلیل آمدنی والے افراد کے لئے مزید بستیاں تعمیر کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ بستیاں کہاں کہاں تعمیر کی جائیں گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ بھر میں قلیل آمدنی والے افراد کے لئے لاہور ۔ شیخوپورہ ۔ ننکانہ صاحب ۔ گوجرانوالہ ۔ وزیر آباد ۔ سیالکوٹ ۔ راولپنڈی ۔ مری ۔ ٹیکسلا ۔ جہلم ۔ چکوال ۔ کیمبلپور ۔ تلہ گنگ ۔ حسن ابدال ۔ گجرات ۔ منڈی بہاؤالدین ۔ سرگودھا ۔ جوہر آباد ۔ لائل پور ۔ کمالیہ ۔ شورکوٹ ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔ سمندری ۔ گوجرہ ۔ جھنگ ۔ چنیوٹ ۔ ربوہ ۔ میانوالی ۔ قائد آباد ۔ بھکر ۔ ملتان ۔ وہاڑی ۔ خانیوال ۔ بوریوالہ ۔ ساہیوال ۔ اوکاڑہ ۔ مظفر گڑھ ۔ لیہ ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ بہاولپور ۔ بہاولنگر ۔ فورٹ عباس ۔ ہارون آباد ۔ چشتیاں ۔ منچن آباد ۔ رحیم یار خان ۔ صادق آباد اور خانپور میں بستیاں زیر تعمیر ہیں اور مکمل ہونے پر ان میں تقریباً چھ لاکھ افراد کی رہائش کے لئے گنجائش موجود ہوگی ۔

(ب) جی ہاں !

(ج) قصور ۔ ڈسکہ ۔ گوجر خان ۔ راولپنڈی ۔ جہلم ۔ گجرات ۔ حضرو ۔ جڑانوالہ ۔ کلور کوٹ ۔ ملتان ۔ دنیا پور ۔ احمد پور شرقیہ اور رحیم یار خان میں بستیاں تعمیر کرنے کی نئی سکیمیں سالانہ ترقیاتی پروگرام 77-1976ء میں شامل ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ لائل پور میں قلیل آمدنی والے افراد کے لئے جو بستیاں زیر تعمیر ہیں ان میں کتنے خاندانوں کو آباد کرنے کی گنجائش موجود ہے ؟

وزیر خزانہ : اس کے لئے میری وہی عرض ہے کہ یہ کوئی مخصوص سوال نہیں تھا علیحدہ سوال دے دیں ۔

سید قابض الوری : جناب والا ! قلیل آمدنی والے افراد کے لئے پانچ مرلے اور 10 مرلے کے جو پلاٹ مخصوص کئے گئے ہیں ان کے لئے بعض مقامات پر یک مشت قیمت کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی ہے ۔ کیا وہ محسوس کرتے ہیں کہ قلیل آمدنی والے افراد یک مشت ادائیگی نہیں کر سکتے ؟ کیا حکومت انہیں قسطوں پر رقم کی ادائیگی کی سہولت دینے کے لئے تیار ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال تو اس سے متعلق نہیں ہے اگر سینئر منسٹر صاحب اسی کا جواب دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! تعمیر سے متعلق ہے اور میں نے صرف یہ کہا ہے کہ انہیں یک مشت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مگر یہ تو ادائیگی کا طریقہ کار پوچھا جا رہا ہے ۔

ماڈل ٹاؤن تا مولڈی مائنر سڑک کی تعمیر

***8791 ۔ چوہدری کلیم اللہ** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ خان پور ضلع رحیم یار خان میں ایک سڑک موسومہ ماڈل ٹاؤن تا مولڈی مائنر سال 1973ء میں منظور ہوئی تھی جس کا اسٹیمیٹ تقریباً 45,000 روپے کا تھا ؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سڑک مذکور کاغذات میں مکمل دکھا کر 38,000 روپے کی ادائیگی کر دی گئی تھی مگر موقع پر یہ سڑک نہیں بنائی گئی اور انکوائری میں یہ بات درست پائی گئی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کون کون عہدہ دار اس میں ملوث پائے گئے اور قصورواروں کو کیا سزا دی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست ہے ۔

(ب) ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کی ابتدائی انکوائری کے مطابق ٹھیکیدار کو مبلغ -/45,796 روپے کی ادائیگی ہوئی جبکہ موقع پر صرف 3421 روپے 26 پیسے کا کام ہوا تھا ۔

(ج) انکوائری آفیسر کی رپورٹ کے مطابق مندرجہ ذیل ملازمین ملوث پائے گئے ۔

(1) عبدالحمید شیخ اوویسی خان پور میونسپل کمیٹی ۔

(2) مسٹر انور بٹ سابق اوورسیر میونسپل کمیٹی خان پور
ہال ڈسٹرکٹ کونسل بہاول پور ۔

(3) مسٹر سعید الرحمن رانا سابق ایڈمنسٹریٹر ایم سی خان پور
جو اب ریٹائر ہوگئے ہیں ۔

(4) مسٹر اجمل علی خان کھیڑا سپروائزر ہیلتھ ورکس
پروگرام خان پور جو اب بیرون ملک رخصت پر ہیں ۔

(5) مسٹر محمد فیروز احمد خان سابق اسسٹنٹ کمشنر خان پور
حال ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی سرگودھا ۔

مسٹر اجمل علی خان کے خلاف بیرون ملک ہونے کی وجہ سے کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔ مسٹر محمد فیروز خان کے خلاف کارروائی کے لئے سروس اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کو لکھا گیا جب کہ دیگر ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی شروع کی گئی ۔ مگر تکمیل پر پہنچنے سے قبل محکمہ انسداد رشوت ستانی نے تحریک کیا کہ چونکہ محکمہ مذکورہ بھی اس مسئلہ میں انکوائری کر رہا ہے ۔ لہذا حکومت کی ہدایت کے مطابق محکمانہ کارروائی روک دی جائے ۔ اس لئے محکمانہ کارروائی روک دی گئی ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

سرکاری ملازمین کے لئے فلیٹوں کی الاٹمنٹ

150 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) حکومت پنجاب نے یکم جنوری 1972ء تا 31 مئی 1976ء کتنے وفاقی اور صوبائی ملازمین کو صوبہ میں تعمیر شدہ فلیٹ یا رہائشی یا کمرشل پلاٹ الاٹ کئے ۔

(ب) مذکورہ ملازمین کے نام و پتے بمع پلاٹ و مکانات کا محل وقوع و رقبہ بتایا جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) حکومت پنجاب نے یکم جنوری 1972ء تا 31 مئی 1976ء صوبہ میں وفاقی ملازمین کو 250 رہائشی پلاٹ اور صوبائی ملازمین کو 563 رہائشی پلاٹ و چار

تعمیر شدہ فلیٹ الاٹ کئے ۔ جہاں تک کمرشل پلاٹ کا تعلق ہے ۔ حکومت کی مجوزہ پالیسی کے تحت کمرشل پلاٹس نیلام کئے جاتے ہیں ۔

(ب) مذکورہ ملازمین کے مطلوبہ* کوائف کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(اس مرحلہ مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ ناسازیٔ طبیعت کل مورخہ 15 نومبر 1976ء کو حاضر اجلاس نہ ہو سکا لہذا 15 نومبر 1976ء کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں کل مورخہ 15 نومبر 1976ء کو بوجہ ناسازیٔ طبیعت اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ۔ براہ کرم ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

* براہ کرم فہرست اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : ایک تحریک استحقاق تھی مرزا طاہر بیگ کی ۔ یہ ملتوی ہوئی تھی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل محرک مجھے ملے تھے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے غلط فہمی کی بنا پر یہ تحریک دی تھی وہ اسے واپس لینا چاہتے تھے لیکن ان کا یہاں موجود ہونا ضروری تھا ۔ ذرا ایک دو منٹ توقف کر لیں ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب کے بچے کی طبیعت آج خراب تھی ۔ ان کی تحاریک کو پینڈنگ کیا جاتا ہے ۔ ان کی تحاریک کل لی جائے گی ۔

لائل پور شہر میں عملہ محصول چونگی کی ملی بھگت سے محصول چونگی کی آمدنی میں شدید کمی واقع ہونا

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ ! یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لائل پور شہر میں محصول چونگی کی آمدنی میں شدید کمی واقع ہوئی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ عملہ محصول چونگی سامان مالکان سے کم پیسے لے کر محصول کی رسید جاری نہیں کرتا ہے قومی خزانے کی اس طرح سے لوٹ کھسوٹ سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

آپ کی بات درست ہے ۔ تحریک التوائے کار کی کچھ ضروریات ہوتی ہیں ۔ اس میں آپ نے کہیں نہیں لکھا کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ آپ نے لکھ کر بھیجا ہے اور میں نے پڑھ دیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : وہ تو سمجھ لیا جاتا ہے جی ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہاں سمجھ لیا جاتا ہے ۔ ایسے نہیں ہوتا لکھنا ضروری ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے اس کے اوپر لکھ دیا ہے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : پہلے آپ اجازت طلب کرتے ہیں پھر ڈیمانڈ کرتے ہیں دونوں مرتبہ آپ کو دہرانا چاہیئے ۔

چوہدری طالب حسین : یہ applied ہے اور رولز آف پروسیجر میں specified ہے ۔ اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا ہے کہ اپنے کو دفعہ repeat کیا جائے ۔ اس میں یہ ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : مطلب یہ ہے کہ جب سے ہم ممبر ہوئے ہیں یہ تحریک التوائے کار کوئی پہلی دفعہ تو پیش نہیں کی جا رہی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ bail application والی بات ہے ۔ جیسے وہاں پر اگر ملزم اندر ہو تو کورٹ کو خوش کرنے کے لئے اس درخواست پر ٹکٹ لگا دیتے ہیں ۔

Just to please the court.

وہ تو آپ کو خوش کرنے کے لئے دو دفعہ لکھا ہے ۔ ویسے قانونی طور پر ایک دفعہ کافی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں مجھے خوش کرنے کے لئے نہیں لکھا گیا ہے ۔

It is a requirement.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں آپ کی توجہ رولز آف پروسیجر کی طرف دلاتا ہوں اس میں specifically یہ کہا گیا ہے ۔ کہ اسمبلی کی کارروائی فلاں لازمی مسئلہ کو discuss کرنے کے لئے ملتوی کی جائے ۔ اس میں کہیں نہیں ہے کہ وہ دو دفعہ repeat کیا جائے ۔ میں آپ کی توجہ اس لئے اس طرف مبذول کرا رہا ہوں کہ اگر ایک دفعہ لکھ دیا جائے ۔ تو وہ قانونی طور پر بالکل مکمل ہے ۔ اور اس میں کوئی سقم باقی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : I am not going to extend this concession again.

وزیر قانون : جناب سپیکر ! یہ بات کہ میونسپل کمیٹی لائل پور کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے غلط ہے ۔ واقعات یہ ہیں کہ 1-7-76 سے لے کر 31-10-76 تک سال 1975ء کے انہی ماہ کے مقابلہ میں 1255047 روپے زیادہ آمدنی ہوئی ہے ۔

حالانکہ اگست میں تمام ملک میں غیر معمولی سیلاب اور بارشوں کے باعث تمام ذرائع آمد و رفت بری طرح سے متاثر ہوئے اور اس کا اثر محصول چونگی پر ناگزیر تھا ۔ باقی یہ کہنا کہ کوئی ساز باز ہوئی ہے غلط ہے ۔ یہ جو فگرز میں نے بیان کی ہیں ۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آمدنی بڑھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ کوئی specific بات بتائیں ۔ تو ۔

You will take action accordingly.

وزیر قانون : جی بالکل ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف کے علم میں اپنی تحریک التوائے کار کے حق میں دلائل دیتا ہوں ، جو کہ بالکل relevent ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب یہ کوئی کیس نہیں ہے کہ جس پر بحث کی جائے relevant یا irrelevant ہونے کی بات نہیں ہے ۔ آپ اس اسمبلی کے ممبر ہیں ، آپ ان کو ملیں وزیر موصوف نے کہا ہے کہ یہ میرے پاس تشریف لائیں میں ان کی بات سننے کے لئے تیار ہوں آپ ان کو facts and figures سے قائل کر لیں ۔

He is willing to take action accordingly.

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ میری بات سن لیں آپ اس سے اتفاق کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : دیکھئے نا اس طرح سے تقریر نہیں ہو سکتی ۔ آپ نے اپنی بات کہہ دی ہے فاضل وزیر نے اپنی بات کہہ دی ہے ۔

I have to decide this.

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! مجھے تھوڑی سی statement دینے دیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو صرف پرولیج موشن کے سلسلہ میں ہوتی ہے ۔ تحریک التوائے کار پر کوئی short statement نہیں ہوتی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جواب واضح ہے یہ کوئی جواب الجواب یا کوئی مناظرہ نہیں ہے ۔ ان کا جواب بڑا واضح ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ چیز مفاد عامہ کے لئے ہے ، آپ اتفاق کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ چیز مفاد عامہ میں ہے مجھے اس بات سے اتفاق ہے ۔ نا متفق ہونے کی تو بات نہیں ہے ۔ ویسے میں دعا کرتا ہوں کہ ہر جگہ اتفاق رہے اور اتفاق میں برکت ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں humbly request کرتا ہوں کہ آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ وزیر موصوف سے مل لیں ۔

In view of the statement of the Minister it is not pressed.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وہ ریکارڈ پر نہیں آئے گی ۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ جو بھی جواب نیچے آتا ہے ۔ اس کو یہ protect کرتے ہیں اور وہاں واقعات اور حقائق کو مسخ کرکے پیش کیا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب اگلی تحریک بھی آپ کی ہے ۔ ذرا بیٹھ کر پھر اٹھیں نا ۔

لائل پور شہر میں سٹریٹ لائٹ کا مناسب انتظام کرنے میں بلدیہ لائل پور کی ناکامی

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لائل پور شہر میں سٹریٹ لائٹ کا انتظام انتہائی ناقص ہے شہر کا بیشتر حصہ تاریکی میں ڈوبا رہتا ہے بلدیہ لائل پور خراب بلبوں اور ٹیوبوں کو بدلنے کی طرف ہمیشہ بے توجہی کا مظاہرہ کرتی رہتی ہے ۔ رات کی تاریکی میں رہ گیروں کو چلنے میں شدید مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے روشنی کی اس ناقص صورت حال کے باعث عوام میں زبردست ہیجان و اضطراب پایا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث

لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لائل پور شہر میں سٹریٹ لائٹ کا انتظام انتہائی ناقص ہے شہر کا بیشتر حصہ تاریکی میں ڈوبا رہتا ہے بلدیہ لائل پور خراب بلبوں اور ٹیوبوں کو بدلنے کی طرف ہمیشہ بے توجہی کا مظاہرہ کرتی ہے رات کی تاریکی میں راہ گیروں کو چلنے میں شدید مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے روشنی کی اس ناقص صورت حال کے باعث عوام میں زبردست ہیجان و اضطراب پایا جاتا ہے۔ This may be true of many other as well. لیکن یہ کوئی ان کا جواب تو نہیں ہوگا۔

وزیر قانون : لیکن میں پھر بھی واقعات آپ کی خدمت میں اور اس ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ در اصل شاہ صاحب کی تحریک ہائے التوائے کار لائل پور کے بارے میں آ رہی ہیں ان میں بالکل vague سے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ جناب والا! اب حالات اس طرح ہیں کہ پچھلے دو ماہ میں 4500 بلب لائلپور میں تبدیل کئے گئے اور 195 مرکری بلب بھی لگائے گئے ہیں اور میں آپ کو ان بلبوں کی فگرز بتا دینا چاہتا ہوں جو پچھلے دو ماہ میں لگائے گئے ہیں۔ 60 واٹس کے 4463 بلب۔ 1153 بلب مرکری 122 مرکری لائٹس۔ اور 400 واٹس کی 46 مرکری لائٹس۔ اب اس وقت 90 فی صد شہر میں لائٹیں جل رہی ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بجلی کی خرابی کی وجہ سے کہیں کہیں نظام خراب ہو جاتا ہے یہ کہنا کہ ان میں بیشتر خراب رہتے ہیں قطعاً غلط ہے بلکہ جناب والا! لوکل پریس میں بہت improvement ہوئی ہے اور لائل پور میں اس بات کی تعریف بھی کی گئی ہے کہ لائٹس وغیرہ کا انتظام پچھلے دو ماہ میں بہتر کیا گیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! جہاں تک وزیر موصوف کا جواب ہے میں اس حد تک ان سے اتفاق کر سکتا ہوں کہ صرف امراء کی بستیوں میں اور شہنشاہوں کی گزر گاہوں پر مرکری بلب یا لائٹنگ کا بندوبست کر دیا ہوگا۔

وزیر قانون : جناب والا! ان شہنشاہوں میں تو جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کا بھی نام آتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : حضور والا! میں تو ایک درمیانے درجے کا تاجر ہوں۔

مسٹر سپیکر : میری طرح کے لوگوں کا کیا ہے جو نچلے درجے کے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! جن لوگوں نے پیپلز پارٹی کو یہ اقتدار اور یہ اختیار بخشا ہے اور جن لوگوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر پیپلز پارٹی کے لئے کام کیا تھا آج ان علاقوں میں (میں وزیر موصوف کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ چلیں میں ان کو لائل پور کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی غریب بستیوں میں لے چلتا ہوں) ایک بلب بھی نہیں ہوگا اور آپ کہتے ہیں کہ سرکری لائٹس کا انتظام کیا گیا ہے جناب والا ! میں مانتا ہوں کہ بلب ڈپٹی کمشنر ۔ سپرنٹینڈنٹ آف پولیس ۔ اے ۔ ڈی ۔ سی ۔ کے بنگلوں کے آس پاس لگا دیئے گئے ہوں گے ۔ جہاں سے آپ کے وزراء کی اور ریشموں کی کاریں گزرتی ہوں گی ۔ وہاں پر تو آپ نے لائٹنگ کی ہوگی مگر جہاں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب تقریر نہ کریں ۔ جو پوائنٹ آپ نے کہنا ہے وہ اطمینان سے کہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں کہتا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے اس وقت میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں اور بے شک اگر گورنمنٹ چاہے تحقیقات کروا لے کہ غریبوں کی بستیوں میں لائٹنگ کا کوئی انتظام نہیں ہے اور وہ علاقے اس وقت بھی تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور وہاں پر تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے چور اور ڈاکوؤں نے غریب انسانوں کی زندگی کو اجیرن بنا کر رکھ دیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! نقطہ وضاحت ۔

مسٹر سپیکر : ان کی بات بھی ٹھیک ہوگی ۔ میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جو آپ کی تمنائیں آپ کے اپنے پروگرام کے مطابق ہیں ان کو پورا کرنے میں کافی وقت لگے گا کہ ہر گلی میں اور باہر بازار میں اور ہر نئے محلے میں بجلی پورا کرنے میں کافی وقت لگے گا کہ ہر گلی میں اور ہر بازار میں اور نئے محلے میں بجلی دے سکیں اور یہ تحریک التوائے کار کا باعث نہیں بن سکتا ۔ کہ جی ایک نئی آبادی بنی ہے اور اس میں آپ نے اتنی جلدی بجلی کیوں نہیں لگا دی یہ تحریک التوائے کار کا باعث بن سکتا ہے کہ اس وقت ایک انتظام چل رہا ہے آپ لائلپور میں 200 یا 400 سڑکوں پر روشنی دے رہے ہیں لیکن اس میں اچانک بجلی کے خراب ہونے کی وجہ سے یا بلب خراب ہونے کی وجہ سے یا بلب چوری ہونے کی وجہ سے ان علاقوں میں بھی تاریکی آ جاتی ہے ۔ جہاں پر پہلے روشنی ہوا کرتی تھی ۔ **It will be a very good cause and basis** یعنی **for adjournment motion. What I want to know is**

کہ لائلپور کا جو سٹینڈرڈ تھا اس لحاظ سے situation پہلے سے improve ہوئی ہے یا اس سے کم ہوئی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! پیشتر اس کے کہ وزیر موصوف اس کا جواب دیں میں صرف ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ریکارڈ کے طور پر جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اتنے مرکری بلب اور اتنے دوسری چیزیں لگائی گئی ہیں وہ درست ہوگا ۔ ہمیں اس کے بارے میں کوئی شک نہیں اور ہم یہ نہیں کہتے کہ وزیر موصوف نے اس لحاظ سے جواب غلط دیا ہے کہ ریکارڈ میں وہ چیزیں خریدی نہیں گئیں یا لگائی نہیں گئیں ۔ جناب والا ! ہماری مشکل تو یہیں سے شروع ہوتی ہے اور ہوتا یہ ہے کہ ریکارڈ میں وہ چیزیں خریدی گئی ہیں اور لکھا بھی گیا ہے لیکن موقع پر کچھ بھی نہیں ہوتا تو جناب والا ! یہ دھاندلی ہے جو ہم حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں اس لئے ہم یہ تحریک ہائے التوائے کار دیتے ہیں تا کہ ان پر وزیر متعلقہ توجہ کریں اور یہاں پر جو وزیر متعلقہ جواب دیتے ہیں وہ موقع پر جا کر کسی ٹیم کے ذریعے سے چیک کروائیں کہ جو انہوں نے ہمیں اعداد و شمار مہیا کئے ہیں اور ریکارڈ میں یہ جو چیز کہی گئی ہے کہ اتنے بلب اور اتنی فلاں فلاں چیز لگائی گئی ہے ۔ آیا وہ موقع پر لگائی گئی ہے یا پھر محض ریکارڈ پر کر کے وہ سارے پیسے ہضم کئے گئے ہیں ۔ تو جناب والا ! ہمارا صرف یہی مقصد ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ بات جو چوہدری طالب حسین صاحب کہہ رہے ہیں اگر تو یہ بات ہو کہ جو فیگرز ہم نے سپلائی کئے ہیں یہ درست نہیں ہیں یا اس میں malpractice ہوئی ہے تو اس کا اور بھی کوئی طریقہ ہے ۔ اس کی پولیس انوسٹیگیشن ہو سکتی ہے کارروائی ہو سکتی ہے کیس ہو سکتا ہے اس طرف تو کوئی توجہ نہیں ۔ اب میں نے یہ فیگرز دیئے ہیں اور میں نے اس کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ جو انتظامات کئے گئے ہیں اس کی مقامی پریس میں بھی تعریف ہوئی ہے یعنی پچھلے دو ماہ میں existing system سے بجلی کی جو improvement ہے اس کی مقامی پریس میں تعریف بھی کی گئی ہے ۔ اور میں نے صرف بلبوں کا ہی نہیں بلکہ اس میں مرکری لیمپس اور دوسری لائٹس وغیرہ کا بھی ذکر کیا ہے کہ اتنے لگائے گئے ہیں اور اتنے درست کئے گئے ہیں ۔ اب سید طاہر احمد شاہ صاحب کا ایک جنرل allegation لگانا کہ غریبوں کی بستیاں اندھیرے میں ڈوبی رہتی ہیں درست ہیں ۔ جناب والا ! غریبوں کی

بستیوں کے بارے میں تو میں بھی کہہ سکتا ہوں اور میرا گھر بھی غریبوں کی بستیوں میں شمار ہوتا ہے جس کسی کا اپنا گھر نہ ہو وہ غریب کی category میں آسکتا ہے یہ الزام لگا دینا کہ غریبوں کی بستیاں بغیر روشنی کے ہیں حقیقت پر مبنی ہیں یا تو specifically کہا جائے کہ ان علاقوں میں بجلی تھی اور وہاں پر اس وقت بجلی کے بلبوں کا انتظام خراب ہو گیا ہے ۔ لیکن فاضل دوست یہ بات نہیں کہیں گے بلکہ ایک vague allegation لگا دیں گے تو پھر اس کا جواب تو میں یہی دے سکتا ہوں کہ یہ نصب کئے گئے ہیں اور مقامی پریس میں اس کی بڑی تعریف کی گئی ہے ۔ اب اس fact کو contradict کرنے کے لئے کوئی facts کی بات کریں ۔ allegations سے تو یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اور جناب والا ! جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ بلب نہیں لگائے گئے تو اس کے لئے کوئی complaint دیں ۔ میں اس کے لئے محکمہ انسداد رشوت ستانی کو ہی کہہ سکتا ہوں کہ اس میں جو پیسے کی bungling ہو رہی ہے اس کا نوٹس لیں اور اس کے متعلق تو کارروائی بھی ہو سکتی ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, this is not allowed.

اب تحریک التوائے کار نمبر 36 زیر بحث آتی ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں درخواست کروں گا کہ آپ اس کو کل پر رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔ وہ اپنے آپ کو مطمئن نہیں کر سکے ۔
Then we go on to the next business.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے پہلے بھی تحریک التوائے کار نمبر 51 کے متعلق آپ سے عرض کیا تھا اور میں نے ابھی بھی آپ سے عرض کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ویسے بھی pending ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جناب وزیر قانون صاحب میری تحریک التوا کے سلسلے میں کوئی وقت کا تعین کر دیں ۔ وہ بہت مصروف ہوتے ہیں ملیں گے نہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ کو ملیں گے ۔ سید صاحب کے متعلق آپ نہیں کہہ سکتے باقیوں کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ تحریک التوا کو نمبر 51 اب کل کر لیں گے ۔

وزیر قانون : ٹھیک ہے ۔

سید ثابش الوری : میری تحریک التوائے کار نمبر 53 اور 55 بھی ابھی باقی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے ان ناموں کی لسٹ بھجوا دیں ۔

مسودہ قانون

دی یونیورسٹیز لاز بل 1976ء (جاری)

مسٹر سپیکر : اب دی یونیورسٹیز لاز بل 1976 زیر غور ہے ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! جہاں تک زیر غور بل کی اس ترمیم کا تعلق ہے اس میں پنجاب کی مختلف یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ٹیچرز کی عمر کی حد 58 سے 60 سال کی گئی ہے ۔ میں صرف یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ایسے ادارے جو سنٹرل گورنمنٹ کے تحت چل رہے ہیں ان میں اساتذہ کی عمر کی حد 60 سال ہے ۔ یہاں پنجاب کی مختلف یونیورسٹیوں میں ملازمین لیکچرار اور اساتذہ کی عمر 58 سال سے 60 سال کرنے کے لئے یہ ترمیم لائی گئی ہے ۔ جہاں تک age extension کا تعلق ہے میں اس کی مخالفت نہیں کرتا مگر موجودہ بل میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ جو age کو extend کیا جا رہا ہے اس کو retrospective effect دینا چاہئے ۔ 1975 سے اگر اس بل میں گنجائش رکھی گئی ہے تو 58 سال کی عمر میں جو ریٹائر ہوگئے ہیں ان کو بھی فائدہ ہونا چاہئے ۔

Mr. Speaker : Make your amendment or your proposal reasonable.

مسٹر نذر حسین منصور : جنرل ڈسکشن میں دلائل کے طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم میں جو immediate effect دیا گیا ہے اس کے متعلق آپ کی وساطت سے متعلقہ وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا اس کو مارچ 1975 سے کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ڈیڑھ ماہ کی بات ہے ۔

مسٹر ڈاکٹر حسین منصور : اس طرح انصاف تو ہو سکتا ہے اگر ان کی حق تلفی ہوگی تو انصاف کے تقاضے کو سامنے رکھتے ہوئے اس ترمیم کا retros-pcotive effect ہونا چاہیے تاکہ صحیح طور پر متاثرین اور متعلقہ افراد جو ان اداروں کے ہیں اس بل کی افادیت سے بہرہ ور ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ ۔ موجود نہیں ہیں سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت ہمارے سامنے یونیورسٹیز لاز بل 1976 زیر غور ہے جس کے ذریعہ یہ اختیار حاصل کیا جا رہا ہے کہ یہ ہاؤس پنجاب کی پانچوں یونیورسٹیوں کے قوانین میں اس طور پر ترمیم کرے جس کے تحت یونیورسٹی میں ریٹائر ہونے والے اساتذہ کی عمر 58 سال سے 60 سال کر دی جائے اور عام ملازمین کی عمر 58 سال رکھی جائے ۔ یہ بنیادی تبدیلی ہے جس کے لئے آج کا یہ ترمیمی بل منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے ۔

جناب والا ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یونیورسٹی میں ایسے اساتذہ کا انتخاب کیا جاتا ہے اور ہمیشہ ان کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے جو اپنے علم تجربہ اور مطالعہ کی گہرائی کی وجہ سے ممتاز اور منفرد مقام رکھتے ہیں ۔ اس لئے یونیورسٹیوں اور عدلیہ کی سطح پر ریٹائرمنٹ کی عمر عام طور پر معمول سے زیادہ رکھی جاتی ہے کیونکہ عدلیہ میں بھی تجربہ اور پیشے کی مہارت اس منصب کے لئے ناگزیر ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح سے یونیورسٹی کے شعبوں میں مختلف مضامین پڑھانے کے لئے ایسے سینئر اساتذہ زیادہ ضروری اور ناگزیر ہوتے ہیں جنہوں نے سال ہا سال کی محنت شاقہ کے بعد اپنے اس مضمون میں کمال حاصل کیا ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک اور بالخصوص ہمارے صوبہ پنجاب میں مختلف یونیورسٹیوں میں تجربہ کار اساتذہ کی قلت محسوس کی جا رہی ہے ۔ ایسے اساتذہ کی ضرورت ہمیشہ مطالبہ بن گئی ہے جو ماضی کے اساتذہ کی طرح علم و فن کی گہرائیوں کے شناور ہوں اور ہماری موجودہ نسل کو علم و فن کے زیور سے آراستہ کر سکیں ۔ ہم اس وقت تجربے مہارت اور علم کی گہرائیوں میں قحط الرجال کا شکار ہیں اور مختلف یونیورسٹیاں اساتذہ سے محروم ہو کر اپنے معیار تعلیم کو برقرار رکھنے میں ناکام نظر آتی ہیں ۔ چنانچہ جب مختلف یونیورسٹیوں کے قوانین منظور کئے جا رہے تھے ہم نے اس وقت بھی اس بات پر زور دیا تھا اور اساتذہ کی انجمنوں نے بھی اس کا مطالبہ کیا تھا کہ کم از کم اساتذہ کی ریٹائرمنٹ کی عمر 60 سال ہونی چاہئے کیونکہ

ملک کے دوسرے تمام صوبوں میں اور فیڈرل یونیورسٹیوں میں اساتذہ کی ریٹائرمنٹ کی عمر 60 سال مقرر کی گئی ہے لیکن ہماری اس اہم گزارش کو ہمارے اس ضروری مطالبہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا گیا اور اساتذہ کی ایک بڑی تعداد کی اس تجویز کو پایہ حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تھا۔ لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اور اساتذہ کے متفقہ مطالبے کے نتیجہ میں حکومت پنجاب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ غلطی کا یہ احساس ایک طویل احتجاج کے بعد ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ غلطی کا یہ احساس مرکزی حکومت کی جائز مداخلت کے بعد ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ یہ احساس پورے ملک کی یونیورسٹیوں اور اساتذہ کے مسلسل مطالبے اور احتجاجی مہم کے نتیجے میں ہوا ہے جناب والا! اس لئے ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنی مثبت تجاویز کے ذریعے قانون سازی کے وقت ایسی ترامیم پیش کریں کہ جن کے نتیجے میں مختلف قوانین کو روزمرہ یا ہر سال ترمیم و تنسیخ کا شکار نہ ہونا پڑے۔ ہمیں خوشی ہے کہ دیر آئد درست آئد کے مصداق ہی سہی حکومت پنجاب نے ماضی کی ایسی اہم ترین غلطی کا احساس کرتے ہوئے آج یہ ترمیمی بل پیش کیا ہے۔ جہاں تک اس کی مقصدیت کا تعلق ہے اور جہاں تک اس کی افادیت کا تعلق ہے ہم چونکہ اس ایکٹ کی منظوری کے وقت بھی اس کے حامی تھے۔ اسی لئے آج بھی ہم ریٹائرمنٹ age کی توسیع کی اس ترمیم سے متفق ہیں اور اسے انتہائی ضروری خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا مدعا یہ ہے کہ اس ملک ہی میں نہیں دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں یہ طریقہ کار رائج ہے کہ ماہر اساتذہ جب تک پڑھانے کے قابل ہیں۔ جب تک ان کی صحت درس و تدریس کی اجازت دے انہیں عمومی طور پر ریٹائر نہیں کیا جاتا بلکہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اعزازی طور پر ان کی خدمات بدستور حاصل کی جاتی ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پنجاب جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور درس و تدریس کے اعتبار سے ہمیشہ امتیازی مقام کا حامل رہا ہے وہاں یونیورسٹیوں کو زیادہ سے زیادہ باوقار، زیادہ سے زیادہ ممتاز اور علمی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ منفرد بنانے میں ہمیں ماہر اساتذہ کی زیادہ سے زیادہ خدمات حاصل کرنا ہوں گی۔ لیکن جناب والا! اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ کہنا ہے کہ جب ایک غلطی کا اعتراف کیا جا رہا ہے اور اس کی تصحیح کی جا رہی ہے تو پھر یہ تصحیح اس وقت سے ہونی چاہئے جب سے یہ غلطی کی گئی ہے۔ کیونکہ اس کے جواز میں اس کے علاوہ کوئی اور

دلیل نہیں دی گئی کہ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں اور دوسری یونیورسٹیوں میں چونکہ ریٹائرمنٹ کی age پہلے سے ساٹھ سال ہے ۔ اس لئے یہاں بھی پنجاب کی تمام یونیورسٹیوں میں ساٹھ سال ہونی چاہئے ۔ جب یہ بات تسلیم کر لی گئی ، جب تک یہ حقیقت مان لی گئی تو پھر یہ غلطی کی تصحیح اس وقت سے ہونی چاہئے جب سے اس کا ارتکاب ہوا ہے ۔ جناب والا ! اس کے لئے اگر آپ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو نظر آئے گا کہ خود سٹینڈنگ کمیٹی نے بھی یہ سفارش کی ہے اور متفقہ طور پر سفارش کی ہے کہ اس کو مارچ 1975ء سے اطلاق پذیر ہونا چاہئے جبکہ موجودہ ترمیمی بل کے ذریعے اس کو فوری طور پر اطلاق پذیر کیا گیا ہے تو اس کا بنیادی طور پر نقصان یہ ہوگا کہ مارچ 1975ء سے لے کر اب تک حکومت کی ایک غلطی یا سہو کی وجہ سے جو حضرات ریٹائر کر دئے گئے ہیں یا ان کو ریٹائرمنٹ کا نوٹس دیا جا چکا ہے وہ اس سے بری طرح متاثر ہوں گے اور انہیں ناجائز طور پر اپنے اس حق سے محروم ہونا پڑے گا جو انہیں قانونی طور پر دوسرے صوبوں اور فیڈرل یونیورسٹیوں کی طرح پنجاب کی یونیورسٹیوں میں حاصل ہونا چاہئے ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم کی رپورٹ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جسے جناب وزیر متعلقہ نے قطعی طور نظر انداز کرتے ہوئے بل کو اس کی اصل صورت میں ایوان کو متعارف کرایا ہے حالانکہ طریقہ کار یہ رہا ہے کہ جب سٹینڈنگ کمیٹی میں کوئی بل پیش کر دیا جاتا ہے تو وہاں متفقہ طور پر ایسی تجاویز منظور کی جاتی ہیں کہ یہ ہاؤس عام طور پر انہیں تجاویز کی روشنی میں غور کرتا ہے ۔ لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی اس رپورٹ کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ میں آپ کی توجہ اس رپورٹ کے پیرا نمبر 4 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں یہ کہا گیا ہے ۔

The Deputy Secretary, Education Department explained the provisions of the Bill under consideration. Mrs. Hussina Begum Khokhar,MPA and Member of the Committee proposed that it should be made effective from the 1st of March, 1975. She added

that the Federal Minister for Education, while accepting the demands of the University teachers, had *inter alia* assured them on 12-6-1976 and 22-6-1976 that their upper-age limit for retirement would be raised to 60 years retrospectively and that the Prime Minister of Pakistan was pleased to confirm this assurance on the 3rd August, 1976.

The representative of the Education Department informed the Committee that the Chief Minister, Punjab was not pleased to agree to give retrospective effect to this Bill.

The Committee recommended that in view of the promise of the Federal Minister for Education and the confirmation of the promise by the Prime Minister of Pakistan, the Bill should be given retrospective effect from 1st March, 1975 and suggested the following amendment therein :—

اور وہ ترامیم یہ ہیں کہ اس کو مارچ 1975ء سے اطلاق پذیر ہونا چاہئے۔ جناب والا! یہی نہیں کہ اس سٹینڈنگ کمیٹی نے اس سلسلے میں متفقہ طور پر سفارش کی ہے بلکہ مرکزی حکومت نے ملک کی تمام یونیورسٹیوں کے قوانین کو ہم آہنگ کرنے اور 1975ء سے 1976ء تک اس پیریڈ کو جو حکومت پنجاب کی سہو کی وجہ سے اساتذہ کو نقصان پہنچانے کا باعث ہوئی ہے اس کی تصحیح کے لئے مرکزی سطح پر coordination committee کے ذریعے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پنجاب کی تمام یونیورسٹیوں کے لئے ریٹائرمنٹ کی age 1975ء سے ساٹھ سال کر دی جائے گی۔ اس سلسلے میں جناب والا! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی توجہ مرکزی حکومت کے ایک خط مورخہ 3-11-1976 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں اس کا یہ سبجیکٹ ہے۔

Issue of Ordinance Refixing Retirement Age of University Teachers at 60 with *effect from 1st March, 1975.*

I am directed to refer to this Ministry's letter of even number dated 12th October, 1976, on subject cited above.

It is requested that a compliance report on the matter may kindly be furnished to this Ministry immediately.

جناب والا ! یہ حکم یا ہدایت یا خواہش یا تجویز مرکزی حکومت نے تمام ملک کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ کی گزارشات سننے کے بعد جاری کیا تھا ۔ اور یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ان مذاکرات کے نتیجے میں جو فیصلے ہو رہے ہیں ان پر صوبہ پنجاب میں یکساں طور پر عمل کیا جائے گا ۔ لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ فیڈرل حکومت کی ہدایات اور جناب وزیراعظم کی یقین دہانی کے باوجود آج ترمیمی بل میں وہ ترمیم قبول نہیں کی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں مرکزی اور صوبائی حکومت نے درخواست کی تھی ۔ جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ حکومت جو عوامی حکومت کہلانے کی دعویدار ہے آخر وہ کس کی بات ماننے پر مجبور ہوں گے ۔ آخر وہ کون سے مطالبات ہیں اور کون سی ہدایات ہیں جو ان پر لاگو ہوتی ہیں اور جس کا یہ احترام کرتے ہیں ۔ جناب والا ! اساتذہ عوام کے بہت بڑے طبقے کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ ان کا مطالبہ اس حکومت کے لئے در خور اعتنا نہیں ہے تو پھر ان کو چاہیے کہ وہ سٹینڈنگ کمیٹی جو اس ہاؤس کے نمائندوں پر مشتمل ہے کہ متفقہ مطالبہ کو اس ترمیم کے طور پر قبول کرلیں ۔ کہ اسے 1975 سے اطلاق پذیر ہونا چاہیئے ۔ لیکن سٹینڈنگ کمیٹی کے عوامی نمائندوں کی اس سفارش کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ پھر جناب والا ہمارے مختلف صوبوں کے درمیان تعلیم و تدریس کے اعتبار سے یونیورسٹیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے اور یونیورسٹی کے نظام میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے رابطہ کمیٹی میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ تمام یونیورسٹیوں میں ریٹائرمنٹ کی عمر 60 سال ہو ۔ اس لئے پنجاب میں یہ ترمیم کرکے اس کا اطلاق 1975 سے ہوتا کہ اسے یکساں بنایا جائے اور یونیورسٹی کے اساتذہ کا آپس میں تبادلہ اور ڈیپوٹیشن میں آسانی ہو سکے ۔ لیکن موجودہ حکومت نے فیڈرل حکومت کی ہدایات پر عمل درآمد کرنا مناسب نہیں سمجھا ۔ یہاں تک کہ وزیر اعظم کی واضح یقین دہانی اور ہدایات کو قابل غور نہیں سمجھا جا رہا ہے ۔ اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جا رہی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سلسلے میں حکومت کے پاس ایسا کونسا جواز موجود ہے کہ اس قدر اہم مطالبے کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کے

گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ غلطی کی اصلاح اس تاریخ سے کی جائے جس تاریخ سے غلطی کا ارتکاب ہوا ہے - اور آج کے بعد انہیں 60 سال کی رعایت دے دیں - لیکن ان دو سال کے عرصے میں جو لوگ اس غلطی کی وجہ سے نقصان اٹھا چکے ہیں اور انہوں نے یہ نقصان اپنے قصور کی وجہ سے نہیں اٹھایا بلکہ حکومت کی وجہ سے اٹھایا ہے تو پھر حکومت کا فرض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عدل کے تقاضے کے پیش نظر اس غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے ان لوگوں کو اس حق سے محروم نہ کریں جو ان کے ساتھیوں کو دوسرے صوبوں میں بدستور حاصل ہیں - اگر ہماری یہ گذارش تسلیم نہ کی گئی اور سٹینڈنگ کمیٹی اور فیڈرل حکومت کی ہدایات کے مطابق یہ ترمیم قبول نہ کی گئی تو مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے اساتذہ کی بہت بڑی تعداد محروم ہو جائے گی جو اپنے فن اور اپنے مضمون اور مطالعہ کے اعتبار سے غیر معمولی مقام رکھتے ہیں - ان میں ایسے افراد ہیں جن کی شہرت پاکستان سے باہر کی ممتاز یونیورسٹیوں میں ہے اور ان میں ایسے لوگ ہیں جن کا بدل اس ملک میں نہیں ہے ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے فن اور مطالعہ میں یکتا ہیں - جناب والا ! ایسے لوگوں کی خدمات ہمارے ملک اور صوبے کے لئے انتہائی ضروری اور لازمی ہیں - لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا فرض ہے کہ وہ اس صوبے کی علمی تدریس کے لئے اور یونیورسٹی کا معیار بلند کرنے کے لئے اور ایسے اساتذہ کی خدمات سے محروم نہ کرنے کے لئے ان دستاویزات پر منظوری کے دستخط ثبت نہ کریں - اگر ہم نے اس ترمیم کو قبول نہ کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ نہ صرف ہمارے ماہر اساتذہ نا انصافی کے شکار ہوں گے بلکہ ہماری یونیورسٹیاں ان ماہر اساتذہ کی خدمات سے محروم ہو جائیں گی - اس طرح نئی نسل تعلیم و تدریس کے سلسلے میں غیر تربیت یافتہ اور نسبتاً کم تجربہ کار لوگوں سے تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہو گی - وہ تجربہ کار اساتذہ سے محروم ہو کر رہ جائیں گے اور مزید وہ تعلیمی انحطاط کا شکار ہو جائیں گے جہاں تجربہ اور مہارت ہمارے ملک میں ختم ہوتا جا رہا ہے تو وہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومت زندگی کے ہر شعبہ میں تجربہ کار لوگوں کی مہارت سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرے -

مسٹر سپیکر : اصولی طور پر ان سے اتفاق ہو گیا ہے - مسئلہ موثر بہ ماضی کا ہے -

سید تابش الوری : میں اسے ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ موثر بہ ماضی نہ دینا اس قانون کی بنیادی غلطی ہے جس کی آج تصحیح کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : The Government raised age from 58 to 60. اس میں کیا ہے کہ continuity برقرار رہ سکے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ 60 سال تھا اب 58 کر دی گئی ہے ۔ ہم نے اس وقت بھی کہا تھا تمام یونیورسٹیوں میں ملازمین کی ریٹائرمنٹ عمر 60 سال ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت ریٹائرمنٹ عمر 60 سال تھی اسے کم کر دی گئی تھی ۔

سید تابش الوری : اب بھی یونیورسٹی کے دوسرے ملازمین کے لئے 58 سال ہے ۔

مسٹر سپیکر : 60 سال سے 58 سال کی گئی تھی ۔ کیا اس میں مزدور بھی شامل تھے ۔

سید تابش الوری : مزدوروں کا مجھے معلوم نہیں ہے ۔ یونیورسٹی کے تمام ملازمین کے ریٹائرمنٹ کی عمر 58 سال حکومت پنجاب نے یکطرفہ کر دی تھی ۔ یہ وہ غلطی ہے جس کا آج اس ترمیم کے ذریعے ازالہ کیا جا رہا ہے ہماری گذارش ہے کہ اس غلطی کی تصحیح مارچ 1975 سے ہونی چاہئے ۔ تاکہ وہ continuity برقرار رہ سکے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہاؤس ان دلائل کی روشنی میں اور ہماری گذارشات اور استدلال پر اور سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کرکے اس ترمیمی بل کو مارچ 1975 سے اطلاق پذیر کریں گے تاکہ نہ صرف اساتذہ سے ہونے والی نا انصافیوں کا خاتمہ ہو سکے بلکہ یونیورسٹی کے تعلیمی اداروں کے تجربہ کار ماہر اساتذہ کی خدمات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جا سکے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! جہاں تک 58 اور 60 سال کا تعلق ہے حکومت نے محسوس کیا کہ جو اساتذہ یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں ان کی عمر

60 سال کر دی ہے تاکہ تجربہ کار اساتذہ درس گاہوں میں مل سکیں اور یہ آرڈیننس 17 ستمبر 1976 سے لاگو کر دیا ہے۔ اور وہ اساتذہ جو کسی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں ان کی ریٹائرمنٹ کی عمر 58 سے 60 سال کر دی گئی ہے۔ اب ان کا نقطہ نظر کو مارچ 1975 سے جو اساتذہ ریٹائر ہو چکے ہیں ان کے لئے بھی اس کو موثر بہ ماضی کر دیا جائے اور وہ لوگ جو ریٹائر ہو چکے ہیں حالانکہ ان کی عمر اس قانون کے مطابق پوری نہیں ہوئی تھی ان کو چند مہینوں کے لئے لایا جائے تو یہ نا مناسب ہے یہ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اتنا عرصہ تعلیم نہیں دی جب کوئی شخص تعلیم نہیں دیتا تو اس کو 8 یا 9 ماہ کے بعد بحال کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ اس کو حکومت مفت کی تنخواہ دے۔ یہ ایک قطعاً غلط روایت ہوگی کہ جو لوگ مارچ 75ء سے ستمبر 76ء تک ڈیوٹی پر حاضر ہی نہیں رہے اور انہوں تنخواہیں دی جائیں۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ان لوگوں کی جگہوں کو پر کر لیا ہے یا نہیں ؟

وزیر قانون : جی نہیں ! جو لوگ ریٹائر ہوگئے ہیں اس آرڈیننس کے تحت یا جن کی عمر 58 سال ہوگئی ہے۔ اگر انہیں پھر سے لے لیا جائے اور چند ماہ پڑھانے کے بعد انہیں پھر ریٹائر کیا جائے تو جس عرصے میں انہوں نے پڑھایا ہی نہیں۔ اس کے لئے انہیں سرکاری خزانے سے مفت کے پیسے دلائے جائیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیر مناسب ہے اور اسی لئے میں اس ترمیم کی مخالفت کر رہا ہوں کہ اگر کسی شخص نے تعلیم ہی نہیں دی تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے سرکاری خزانے سے پیسے دئے جائیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم صرف چند لوگوں کے لئے چند ماہ کے لئے یونیورسٹی کے ڈسپلن کو تہ و بالا نہیں کر سکتے۔ جو لوگ ریٹائر ہو چکے ہیں ان کی جگہوں پر دوسرے لوگ تعینات ہو چکے ہیں اور ان کی ترقیاں ہو چکی ہیں۔ تو پرانے لوگوں کو واپس بلانے سے یونیورسٹی کا ڈسپلن کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ ہم ان چند لوگوں کے لئے اپنا تمام نظام درہم برہم نہیں کر سکتے۔ اب یہ کہنا کہ یہ غلطی سے ہوا ہے۔ تو اس کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی مختلف اوقات میں مختلف پالیسیاں ہوتی ہیں جو اس کی ضروریات کے مطابق تعین کی جاتی ہیں۔ حکومت نے محسوس کیا کہ ہمیں تربیت یافتہ اساتذہ کی تعداد بڑھانی چاہئے۔ تو یہ کہنا کہ حکومت سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیر مناسب انداز ہے جو اختیار کیا گیا ہے۔ حکومت کی administrative پالیسی ان درسگاہوں کے ڈسپلن کے عین مطابق ہے کہ جو لوگ ان کی جگہوں

پر ترقی باب ہو چکے ہیں ۔ اگر انہیں واپس کر دیا جائے تو اس سے تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا ۔ جب ان لوگوں نے پڑھایا ہی نہیں تو ہم انہیں کیوں اس عرصے کی تنخواہیں دیں ۔ ان حالات کے پیش نظر میں اس ترمیم کی پرزور مخالفت کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ جس شکل میں بل پیش کیا گیا ہے اسے اسی شکل میں منظور کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The question is:—

> **That the Universities Law Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 10th January, 1977.**

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

> کہ دی یونیورسٹیز لاز بل مصدرہ 1976ء جیسے کہ یہ اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے ، فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

> کہ ضمن 2 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : ضمن 2 قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔ اب بل کی ضمن 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

> کہ ضمن 3 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : ضمن 3 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جاتی ہے ۔ اب بل کی ضمن 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ضمن 1 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کا شیڈول زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ شیڈول مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کا (پری ایمبل) preamble زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : شیڈول اور پری ایمبل بل کا جزو قرار دئے جاتے ہیں ۔ اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں اس لئے یہ بل کا جزو قرار پاتا ہے ۔ اب ہم تیسری خواندگی پر آتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی یونیورسٹیز لاز بل ، مصدرہ 1976ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی یونیورسٹیز لاز بل مصدرہ 1976ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The Bill stands adopted.

مسودہ قانون شہری ترقی مصدرہ 1976ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون شہری ترقی مصدرہ 1976ء ، جیسے کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ ، سماجی بہبود و اوقاف نے سفارش کی ہے ، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون شہری ترقی مصدرہ 1976ء ، جیسے کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ ، سماجی بہبود و اوقاف نے سفارش کی ہے ، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

چوہدری طالب حسین
سید تابش الوری
سید طاہر احمد شاہ
مسٹر نذر حسین منصور
مسٹر محمد اشرف
} میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall re-assemble at 12-00 noon and there shall be a debate over the situation of 'Atta.'

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

صوبے میں آٹے کی صورت حال پر بحث

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! آج ہم جس اہم مسئلے پر بحث کا آغاز کر رہے ہیں وہ گندم اور آٹے کی فراہمی اور حکومت کی حکمت عملی سے متعلق ہے ۔ گندم اور آٹا انسانی زندگی میں انتہائی بنیادی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس کی صحیح فراہمی اور اس کا صحیح معیار عوام کی سب سے بڑی ضرورت اور سب سے بڑا مطالبہ ہے ۔ ہمارے ہاں اشیائے خوراک میں گندم کو کلیدی حیثیت حاصل ہے ۔ ہم باقی مختلف اشیاء کے بغیر ان کے نعم البدل کے ساتھ اپنی غذائی ضروریات کو کسی نہ کسی حد تک پورا کر سکتے ہیں ۔ لیکن گندم

ایسی شے ہے جس کے بغیر ہمارے ملک کی غذائی ضرورت کی تکمیل کسی طور پر ممکن نہیں ۔ جناب والا ! آج کی بحث کے تین حصے ہیں ۔ ایک حصہ گندم کی خریداری سے متعلق ہے ۔ دوسرا حصہ اس کی پسائی سے متعلق ہے تیسرا حصہ عوام تک اس کی فراہمی سے متعلق ہے ۔ یہ تینوں حصے ایک دوسرے سے لازم ملزوم ہیں ۔ اس لئے میں نے یہ تحریک التوا اس معزز ایوان میں پیش کی تھی ۔ اس میں یہ تینوں نکتے یکجا طور پر موجود ہیں ۔ ہمارا الزام یہ تھا کہ حکومت ان تینوں مرحلوں میں اپنی ذمہ داری کماحقہ' پوری کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ میری یہ تحریک التوا آج کی بحث کی بنیاد بنی ہے ۔ تو ہمیں خوشی ہے کہ حزب اقتدار نے اس اہم ترین غذائی صورت حال کے سلسلے میں آج ایوان کو عام بحث کا موقع فراہم کیا ہے ۔ جناب والا ! جہاں تک گندم کی خریداری کا تعلق ہے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حکومت پنجاب نے اس سال 15 لاکھ ٹن گندم کی خرید کا فیصلہ کیا تھا ۔ اب تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق یہ خریداری 18 لاکھ ٹن سے بڑھ چکی ہے ۔ لیکن جیسا کہ ہم نے بجٹ کی منظوری کے وقت عرض کیا تھا کہ گندم کی خریداری کا ٹارگیٹ اپنی جگہ درست سہی لیکن چونکہ حکومت پنجاب کے پاس گودام موجود نہیں ہیں اور ذخیرہ کرنے کا انتظام نہیں ہے اس لئے ماضی کے تجربات کے مطابق ہمارا یہ اندیشہ غلط نہیں کہ زیادہ سے زیادہ گندم کی خریداری گندم کو زیادہ سے زیادہ نقصان کی صورت میں منتج ہوگی ۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہے صوبہ پنجاب میں مجموعی طور پر 6 لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے گودام موجود ہیں ۔ اس کے مقابلے میں 18 لاکھ ٹن گندم جمع کی جا چکی ہے جو مختلف کھلے میدانوں میں ریلوے سٹیشنوں پر اور پبلک کے مقامات پر کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ گذشتہ سیلاب اور بارشوں کے نتیجہ میں گندم کا بہت بڑا حصہ ضائع ہوگیا ۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ گندم جسے نقصان پہنچ چکا ہے دو اور تین لاکھ ٹن کے قریب ہے جس کی مجموعی قیمت تقریباً بیس اور تیس کروڑ روپے کے درمیان بنتی ہے ۔ پنجاب جو زرعی معیشت کا حامل ہے جس کی بنیاد زرعی ترقی پر ہے اور زرعی پیداوار پر ہے اگر اس کے اندر ایک سال کے اندر اندر دو تین لاکھ ٹن گندم ضائع ہو جائے گی تو یہ قیمتی سرمائے کا نقصان ہی نہیں بلکہ ہماری زرعی معیشت کے لئے بھی ایک مستقل چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے ۔ جناب والا ! ہمارے احتجاج اور مطالبے کے باوجود حکومت نے توجہ نہیں دی ۔ اور نہ صرف

یہ کہ ذخیرہ کے لئے گوداموں کا انتظام نہیں کیا بلکہ ایسے اقدامات بھی نہیں کئے جن کے نتیجہ میں اس گندم کو دوسرے صوبوں میں بروقت فراہم کیا جانا ممکن ہوتا ۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ہاؤس میں یہ انکشاف کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے اندازے کے مطابق حکومت پنجاب کی ضرورت کے لئے صرف 8 اور 9 لاکھ ٹن گندم کافی تھی اور باقی 8 اور 9 لاکھ ٹن کو دوسرے صوبوں کو فراہم کیا جانا تھا لیکن 8 اور 9 لاکھ ٹن گندم دوسرے صوبوں نے ابھی تک حاصل نہیں کی ۔ اور حاصل نہ کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ حکومت پنجاب نے فی من گندم کے اس قدر اخراجات کر دئے ہیں کہ اب دوسرے صوبوں کے لئے یہ گندم سستی نہیں رہی ۔ جناب والا ! ہم گندم 37 روپے 25 پیسے فی من کے حساب سے خرید رہے ہیں ۔ اس پر تقریباً 9 روپے فی من کے حساب سے صوبائی حکومت اور 5 روپے فی من کے حساب سے مرکزی حکومت سب سڈی دے رہی ہے ۔ اس اعتبار سے تقریباً 14 روپے فی من گندم پر حکومت کو سب سڈی مل رہی ہے ۔ لیکن عملی صورت یہ ہے کہ دوسرے صوبوں کے لئے یہ choice موجود ہے کہ وہ پنجاب کی گندم خریدیں یا درآمدی گندم خریدیں ۔ باہر سے درآمد شدہ گندم پنجاب کی گندم کے مقابلے میں سستی ہے کیونکہ مرکزی حکومت کے سب سڈی ریٹ کے مطابق imported گندم تیس سے چالیس روپے فی من کے حساب سے پڑتی ہے ۔ اس کے مقابلے میں حکومت پنجاب انہیں تقریباً 46 روپے فی من کے حساب سے گندم فراہم کر رہی ہے ۔ اسی طرح انہیں واضح طور پر imported گندم کی خریداری کی طرف رجوع کرنا پڑ رہا ہے اور وہ سنٹرل گورنمنٹ اور پروونشل گورنمنٹ کی ہدایت اور درخواستوں کے باوجود ابھی تک اپنی ضرورت کے مطابق یا اپنا مختص شدہ کوٹہ پنجاب سے اٹھانے میں پس و پیش محسوس کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! اس کا نقصان براہ راست پنجاب حکومت کو پہنچ رہا ہے اور ان کے حصے کی گندم مختلف ریلوے سٹیشنوں اور کھلے میدانوں میں پڑی سڑ رہی ہے ۔ نہ صرف یہ کہ وہ گندم محفوظ نہیں ہے بلکہ اس کا بڑا حصہ سڑ گل چکا ہے ۔ مختلف مقامات پر ان کے ذخیروں کے قریب سے گزرنا ممکن نہیں رہا کیونکہ وہاں اس قدر تعفن موجود ہے کہ کوئی شخص اس کے قریب سے گزرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔ یہ صورت حال اس اعتبار سے سنگین ہو جاتی ہے کہ گندم کے ذخائر غیر محفوظ ہونے کے باوجود حکومت بدستور خرید رہی ہے ۔ نہ صرف یہ کہ حکومت کی حکمت عملی کے نتیجہ میں کروڑوں

روپے کا نقصان ہو چکا ہے بلکہ خریداری کے سلسلہ میں جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے اس میں بھی انتہائی بدعنوانیاں پائی جاتی ہیں ۔ حکومت نے بلا شبہ 37 روپے 25 پیسے فی من قیمت مقرر کی ہے لیکن عملاً اس پورے ہاؤس کے ارکان کا مشاہدہ ہوگا کہ کاشت کار کو 35 روپے اور 34 روپے فی من کے حساب سے بھی پیسے نہیں مل رہے کیونکہ جن مقامات پر خریداری کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ وہاں آڑھتیوں اور حکام کے درمیان ایک مفاہمت موجود ہے اس کے نتیجے میں مختلف حیلے بہانے سے وہ براہ راست گندم لینے سے انکار کر دیتے ہیں ۔ گندم کی خریداری اسی وقت ممکن ہوتی ہے جب وہ 34 ، 35 روپے کے حساب سے آڑھتی کے ہاتھوں فروخت کر دے اور متعلقہ عملہ براہ راست اس کی خریداری سے دو روپے من منافع کمائے ۔ یہ ہر جگہ اور ہر شہر میں نہیں بلکہ پورے صوبے کا عام مشاہدہ ہے کہ حکومت وقت نے کاشت کاروں کے لئے جو رعایت دینے کا اعلان کیا تھا عملاً ان کو فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے اس طرح سے نہ صرف کاشت کاروں کو نقصان بلکہ خزانے کو بھی بے پناہ خسارے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ گندم کی تجارت پہلے ہی خسارے کا سودا ہے اور حکومت کے ناکافی انتظامات اور غلط حکمت عملی کی وجہ سے یہ نقصان اس قدر گھمبیر ہوگیا ہے یہ نقصان اس قدر شدید ہوگیا ہے آئندہ کے لئے میں نہیں سمجھتا کہ تجارت کی یہ پالیسی کس طور پر کامیابی سے ہمکنار ہو سکے گی ۔ جناب والا ! دوسرا مسئلہ گندم کی پسائی سے متعلق ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے حکومت نے بعض خاص قسم کی فلور ملوں کو اپنی تحویل میں لیا ہے اور ان کے ذریعے گندم کی پسائی کا کام کیا جا رہا ہے ہماری اطلاع کے مطابق پورے صوبے میں غالباً 120 کے قریب فلور ملیں ہیں ۔ ان میں سے 48 حکومت نے اپنی تحویل میں لے لی ہیں اور باقی ملیں چھوٹے پیمانے پر کام کر رہی ہیں اس لئے انہیں نجی طور پر کام کرنے کی آزادی حاصل ہے ۔ حکومت کے تمام ذرائع ابلاغ سے یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ فلور ملوں کو حکومت تحویل میں لینے کے بعد نہ صرف یہ کہ آٹے کا معیار بہتر ہوگیا ہے بلکہ اس سلسلے میں جو بد عنوانیاں اور دھاندلیاں پرائیویٹ مالکان کیا کرتے تھے ان کا یکسر خاتمہ کر دیا گیا ہے ۔ لیکن حقیقت میں اس دعوے کے مشاہدہ سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ محض کاغذی دعویٰ ہے محض پروپیگنڈہ ہے محض ایک اعلان ہے اور عملاً ان فلور ملوں میں آٹے کے معیار کو قائم نہیں رکھا جا سکا یا پیدا نہیں کیا جا سکا جس کی ملک کے لئے اور

صوبے کے لئے اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے جناب والا ! اس کے مقابلے میں چھوٹی ملیں جو نجی ملکیت ہیں وہ زیادہ بہتر طور پر کام کر رہی ہیں ۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ جب سے یہ ملیں حکومت کی تحویل میں آئی ہیں ۔ آٹے کی کوالٹی اور گر گئی ہے ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ بعض پچھلے مالکان اپنے ذاتی مفادات کے لئے بد عنوانیاں کیا کرتے تھے میں یہ مانتا ہوں ان میں سے بعض لوگ نفع خوری کے عادی تھے ۔ لیکن موجودہ صورت میں ہمیں جو توقعات تھیں عملاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان توقعات کو پورا کرنے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے پانچ منٹ رہ گئے ہیں ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا نئے اقدام اور نئے نظام میں آٹے کے نمونے حاصل کرنے کا پرانا طریقہ ختم کر دیا گیا ہے ان کا وہ عملہ جو اس کام پر نجی ملوں میں تعینات تھا انہیں اب ان فرائض سے سبک دوش کر دیا گیا ہے ۔ بلکہ فوڈ انسپکٹرز اور فوڈ سپروائیزرز جو مختلف ملوں میں موجود ہوتے تھے ان کو واپس بلا لیا گیا ہے اب عملاً ان فلور ملوں میں محکمہ خوراک کی براہ راست نگرانی نہیں ہے جس کے نتیجے میں ایک خاص معیار قائم رکھنے کے لئے جو خوف موجود تھا وہ ختم ہو کر رہ گیا ہے ۔ جناب والا ! اس طرح یہ شکایت بھی کی جا رہی ہے کہ یہ ملیں گندم کو اتنی نمی دے رہی ہیں جس کی وجہ سے آٹے کی قوت ختم ہو جاتی ہے اور آٹا اگر دو تین دن تک پڑا رہے تو وہ جم جاتا ہے اور اس میں کسی حد تک بدبو پیدا ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ! ان بد عنوانیوں میں جو پہلے موجود تھیں اضافہ ہو رہا ہے ۔ نہ صرف اضافہ ہو رہا ہے بلکہ خرد برد اور غبن کے مقدمات اور مختلف کیسز علم میں آئے ہیں ۔ آٹے کی کوالٹی کے گر جانے سے عوام نے ڈپوؤں سے آٹا لینا کم کر دیا ہے اور صرف لاہور شہر میں 35 ہزار آٹے کی بوری کم ہو گئی ہے اگر یہی حالت رہی تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس حد تک فلور ملوں کی کارکردگی انحطاط پذیر ہوگی اور لوگ کس طرح ڈپوؤں پر سے آٹا لینے کی بجائے پرائیویٹ آٹا لینے کا انتظام کرنے پر مجبور ہیں بلکہ خود حکومت کے سبارڈینیٹ ادارہ یا خود مختار ادارہ روٹی پلانٹ ان فلور ملوں پر اعتبار کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اس نے نجی طور پر ایک الگ فلور مل ٹھیکہ پر لے کر آٹے کی فراہمی کا اہتمام کیا اور اپنے طرز پر آٹا پسوانے

کی تیاری کا انتظام کر رہا ہے - جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود حکومت کا sponsored ادارہ بھی ان کے معیار کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے - اس صورت حال کے پیش نظر اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومت اپنی اس پالیسی پر نظر ثانی کرے اور فلور ملوں کو اپنے دعووں اور نعروں کے مطابق صحیح معیار پر چلانے کے لئے اقدامات عمل میں لائے - اور ان ملوں کو سرکاریت اور سرکاری طور طریق کے تحت مزید خراب کرنے کی بجائے ان کو تجارتی بنیادوں پر چلانے کے لئے نئی حکمت عملی تیار کرے - جناب والا ! اس کے ساتھ تیسرا شعبہ آٹے کا ڈپوؤں پر فراہمی کے متعلق ہے - آپ کو معلوم ہے کہ آٹا راشن کارڈوں کے ذریعے فراہم کیا جاتا ہے لیکن گذشتہ چھ ماہ میں مختلف شہروں میں راشن کارڈ بنانے کے لئے جو عملہ متعین کیا گیا تھا اس کی کارگذاری یہ ہے کہ وہ محدود تعداد میں راشن کارڈ بنانے میں کامیاب ہوا ہے اور اس کا عذر یہ بتایا گیا ہے کہ چھپے ہوئے راشن کارڈ موجود نہیں ہیں اور دوسرا عذر یہ بتایا گیا ہے کہ راشن کارڈ بنانے کے لئے اتنا عملہ موجود نہیں ہے جو لوگوں کو راشن کارڈ ان کے گھروں پر فراہم کر سکے - حالانکہ وعدہ کیا گیا تھا کہ سروے کے بعد گھروں پر راشن کارڈ پہنچا دئے جائیں گے - اس طرح جعلی راشن کارڈوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور لوگوں کو ان کے گھروں پر بیٹھے بٹھائے راشن کی سہولت میسر آجائے گی - ان حالات میں میں یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں کہ گندم کی خریداری اور گندم کی پسائی اور آٹے کی عوام میں فراہمی میں حکومت قطعی طور پر ناکام رہی ہے - اور اس کے نتیجے میں صوبے کو جس معاشی بحران کا سامنا ہے اس سے نجات پانے کے لئے ہمیں از سر نو حکمت عملی تیار کرنا ہوگی تاکہ لوگوں کو یہ سہولت فراہم کر سکیں - اور آئندہ کے لئے گندم کی خریداری اور اس کی تجارت کو کامیاب بنانے میں نئے اقدامات کر سکیں -

مسٹر سپیکر : جناب رستم خان بلوچ ، ملک محمد اعظم ، ملک محمد اکرم ، جناب رب نواز کھتران ، حاجی محمد سیف اللہ خان ، - - - نہیں ہیں - میاں منظور احمد موہل -

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ! گندم کی خریداری ، پسائی اور اس کی عوام میں تقسیم کے بارے میں فاضل ممبر جناب الوری نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ انہوں نے ایک تحریک التواء کار دی تھی جس پر بحث کے لئے آج کا وقت مقرر کیا گیا ہے - جناب والا ! سب سے پہلے

میں یہ کہوں گا کہ انہیں اس بات سے اندازہ ہو جانا چاہئے تھا کہ اگر اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے ناکامی ہوتی تو میرے خیال میں آج یہ دعوت عام نہ دی جاتی کہ وہ اس ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں ۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ اگر کوئی ایسی ناکامی کی بات ہوتی تو میرے خیال میں اس وقت اپوزیشن کے لیڈر ضرور موجود ہوتے اور باقی ممبران بھی ہوتے ۔ تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں بھی اس میں کوئی خاص دلچسپی نہیں کیونکہ انہوں نے جو تحریک التواء کار دی تھی اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی ۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں حکومت کا موقف یہ ہے کہ ۔ آں را کہ حساب پاک است ، از محاسبہ چہ باک است ۔ جناب والا ! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ میرے فاضل دوست نے یہ فرمایا ہے کہ یہ بہت بڑا بنیادی اور نہایت اہم مسئلہ ہے ۔ تو سب سے پہلے انہیں اندازہ ہونا چاہئے کہ یہ ملک کی تمام آبادی کا مسئلہ ہے ، گندم تو ہر فرد کا مسئلہ ہے اور حکومت اس سلسلے میں پوری تندہی ، پوری محنت اور پوری جانفشانی سے کام لے رہی ہے ۔ میں یہ ضرور مانتا ، جیسے کہ انہوں نے ابتدا میں کہا تھا کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ حکومت کا حقہ ، اپنے فرائض انجام نہیں دے سکی ، تو یہ بات درست ہوتی لیکن جب انہوں نے اپنی تقریر کا اختتام کیا تو کہا کہ حکومت اس سلسلے میں قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے ، یعنی ان کی اپنی بات میں ہی بہت بڑا تضاد موجود ہے ۔ پہلے وہ کہتے ہیں کہ حقہ ، اس بات سے تو کسی حد تک میں بھی اتفاق کرتا ہوں لیکن جب انہوں نے اپنی تقریر کا اختتام کیا تو کہا کہ حکومت قطعی طور پر ناکام ہو گئی ہے ، تو میں اس سے بالکل اختلاف کرتا ہوا یہ کہوں گا کہ آپ یہ اندازہ کیجیے کہ ان سے پہلے جتنی بھی حکومتیں آئیں ان کے دور میں کیا کیا گیا حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت مہنگائی کا یہ عالم نہ تھا جو آج ہے ۔ ہم پوری دنیا کی مہنگائی کے phenomenon سے لا تعلق نہیں رہ سکتے ، ہم بیرونی دنیا کے عوامل اور اثرات سے اپنے آپ کو ہرگز نہیں بچا سکتے اور ان کا لازمی طور پر پاکستان پر بھی اثر پڑے گا ۔ تو جناب والا ! یہ مہنگائی کا دور ہے اور اس دور میں یہ حکومت پاکستان عوام تک گندم نہایت مناسب داموں میں پہنچانے میں کامیاب ہوئی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ 15 لاکھ ٹن گندم کی جو حد مقرر کی گئی تھی وہ پوری نہیں ہوئی ۔ میں کہتا ہوں کہ حکومت عوام کی خاطر 12 لاکھ ٹن سے بھی زیادہ گندم فراہم کر چکی ہے ۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے

تا کہ حکومت عوام کے اس بنیادی مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام نہ ہو جائے اور یہ بنیادی خوراک عوام تک پہنچا سکے ۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ سٹوریج کا صرف پانچ لاکھ ٹن تک کا انتظام ہے ، اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کے سامنے دو باتیں ہیں ۔ ایک یہ کہ وہ سٹوریج پہلے بناتی اور عوام کو بھوکا مرنے پر مجبور کرتی ، اور دوسری یہ کہ چاہے گندم خراب ہو جائے لیکن عوام کی جانیں ضائع نہ ہوں ۔ تو حکومت نے دوسری بات کو ترجیح دی اور سوچا کہ ہم اپنے عوام میں سے کسی کی جان ضائع نہ ہونے دیں گے ، اگر سٹوریج نہ بننے سے گندم ضائع ہوتی ہے تو ہونے دیں ۔ تو یہ بات تھی کہ اگر حکومت سٹوریج بنانے لگتی تو ہم عوام کو گندم فراہم نہیں کر سکتے تھے ۔ لہذا حکومت نے اپنے وسائل کو دیکھتے ہوئے اور مسائل کی موجودگی میں پوری پوری کوشش کی کہ اپنے عوام کو گندم مہیا کرنے میں کامیاب ہو سکے ۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم ایک سال میں تمام مسائل پر قابو پا سکیں ۔ دوسری بات انہوں نے یہ فرمائی ہے کہ کاشتکاروں سے 34/35 روپے من گندم خریدی جا رہی ہے ۔ میں اس بات کی بالکل نفی کرتا ہوں کیونکہ میں دیہاتی علاقے کا رہنے والا ہوں ، میں ایک دیہاتی انتخابی حلقے سے کامیاب ہو کر آیا ہوں ، میں زمیندار ہوں اور کاشتکاری میرا پیشہ ہے ۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جو میرے فاضل دوست کی طرح شہروں میں رہتے ہیں اور کسی اور جگہ کاشتکاری کرتے ہیں ، وہ خود تکلیف کر کے گندم فروخت کرنے نہیں جاتے اور یہ تصور کر لیتے ہیں کہ چلو دو روپے من اگر کم بھی ملتے ہیں تو وہ شہر میں بیٹھ کر حکم دے دیں کہ فروخت کر دو ۔ ہم اپنے آپ کو یہ گندم مرکز میں پہنچانے کی تکلیف میں مبتلا نہیں کرتے ۔ اگر اس قسم کی کوئی ایک دو مثالیں نظر آئی ہوں تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ 37 روپے فی من کے حساب سے مرکزوں پر گندم خریدی جاتی ہے ۔ جب آپ رات دن محنت کر کے اور پانی لگا کر گندم پیدا کرتے ہیں تو آپ کا یہ بھی فرض ہے کہ آپ اسے مرکز تک پہنچائیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا جب تک ہم اپنے آرام و آسائش کو نہ چھوڑیں ۔ ہمیں آڑھتیوں کے چکر میں نہیں آنا چاہئے ۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ مڈل میں استحصال کر رہے ہیں اور دوسری طرف جب حکومت اس پر پابندی لگاتی ہے تو پھر شور و غوغا اٹھتا ہے کہ یہ کیوں کیا گیا ہے ۔ یہ آڑھتی اپنے فن میں ماہر ہیں وہ ضرور ایسے کریں گے ۔ یہ تو کاشتکاروں کو سوچنا چاہئے

کہ وہ اپنی اجناس ان مراکز میں لے جائیں ۔ اگر وہاں پر کم قیمت ملتی ہے تو حکومت اس کی ذمہ دار ہو گی ۔ اسی طرح میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو بات راشن کارڈوں کے سلسلے میں کہی گئی ہے ، ہم اپنے ملک کے معاشرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے ۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ کس حالت میں ہے ۔ جس طرف بھی نظر اٹھائیں ہمارا معاشرہ انحطاط پذیر ہے ۔ میں راشن کارڈوں کے سلسلے میں آپ سے متفق ہوں لیکن ساتھ ہی یہ کہتا ہوں کہ اگر راشن کارڈوں کو شمار کیا جائے تو یہ ہمارے ملک کی آبادی سے بھی زیادہ ہیں ۔ ہم بھی اسی میں آتے ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں باہر ہوں ۔ ہم بھی ان میں شامل ہیں ۔ جس وقت راشن کارڈ بنانے کے سلسلے میں سروے کیا گیا تھا تو اس کام کو بڑی احتیاط سے سر انجام دیا گیا تھا ۔ میں اپنے شہر چاولنگر کا ذکر کروں گا کہ وہاں پارٹی کے کارکنوں نے گھر گھر جا کر بڑی جانفشانی سے راشن کارڈ بنائے اور تقسیم کیے اور بڑی محنت سے صحیح اعداد و شمار اکٹھے کیے ۔ میں یہ کہوں گا کہ پہلے کے مقابلے میں بڑی حد تک اچھا کام ہوا ہے ۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ 100 فیصدی درست ہوا ہے کیونکہ جب تک دنیا قائم ہے اس طرح کی باتیں ضرور ہوتی رہیں گی ۔

سپیکر : چودھری محمد یعقوب اعوان !

Chaudhri Muhammad Yaqub Awan : Mr. Speaker, the present debate relates to the provision of flour from the ration depots and I must concede with an open heart that the quality of flour has improved a lot since the taking over of the flour-mills in Punjab and elsewhere but I will also submit to the Senior Minister that this improvement is not cent per cent. The Atta supplied at the ration depots cannot compete with the flour which is available in the open market. This is a fact which can be verified at any time by the Government, if it so likes. Sir, I think, due attention must be paid by the Government to the supervision of these flour-mills. We cannot deny now that the comparatively defective quality of flour is due to some corrupt tendencies with the officials running those flour-mills and in this connection I must submit to the Government that instead of depending on the officials they must depend on checking committees from amongst the general public and the public-spirited people must be made to join and help the Government in checking the flour supplied by the flour-mills. Then, Sir, there are reasons for this corruption and the corrupt tendency. I think the *bona-fides* of the Government cannot be denied. The Government is trying its best to improve the

for improvement in all fields and in all directions but we must not forget that we are passing through a transitional stage. The capitalist economy is being converted and changed into a secialist economy and during this ttansitional stage these cerrupt tendencies cannot be dispensed with in tetc. There will come a time, and definitely this time may be quite short as compared to the time which we normally expect, when this transition will be complete and when this transition is complete. I must assure you, these difficulties will autematically disappear. After all it is a super-ficial sort of default. We can improve the standard of honesty of the officials so working and in a secialist economy, I think, there is no chance for corrupt people. They must either quit their officer or they should work in a honest manner.

Lastly, so far storage facilities are concerned, I would point out to the honourable Senior Minister that these storage facilities are lacking and we are falling short of these storage facilities. Only a week back while I was going to Toba Tek Singh, I saw hundreds of wheat bags lying in open at the Jani Wala railway station. If rains come the wheat lying there will be damaged and there are so many other factors which could cause damage to the wheat lying in open over there. I think, in the next budget, due provision should be made for improving the storage facilities to the extent that is required in this Province where the wheat production is at hignest as compared with other Provinces. With these submissions, I resume my seat.

مسٹر سپیکر : رانے سخاوت علی خان !

رانے سخاوت علی خان : جناب سپیکر ! حزب اختلاف نے خوراک کے موضوع کا انتخاب کیا ہے ۔ نہایت اعلیٰ موضوع کا انتخاب کیا ہے ۔ میں ان کے ذہنوں کی داد دیتا ہوں ۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس صوبے سے ہمارا تعلق ہے وہ باقی صوبوں میں باقی خوراک کی کمی کو پورا کرنے والا صوبہ ہے ۔ جس علاقے میں بھی خوراک کی ضرورت ہو ، ہمارا صوبہ پورا کرتا ہے اور جس وقت سے پہلے پارٹی برسر اقتدار آئی ہے ، کمی صوبے کی جانب سے یہ شکایت سننے میں نہیں آئی کہ وہاں خوراک کی کمی ہے ۔ جہاں تک کمی محسوس کی گئی ، ہم نے دل کھول کر اپنی جانب سے لیوں خوراک مہیا کی ۔ حزب اختلاف سے گزارش ہے کہ وہ اس امر کی نشاندہی کریں کہ فلاں علاقے یا فلاں سڑک پر کوئی بھوکا انسان خوراک نہ ملنے کی وجہ سے بے ہوش پڑا ہے یا اپنی جان سے ہاتھ دھو چکا ہے ۔ خدا کے فضل سے کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! مجھے ایک آبزرویشن دینی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تقریر کرنی ہے ؟

مسٹر نذر حسین منصور : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : تو آپ یہ بات اس وقت کر لیں ورنہ آپ کی تقریر میں بھی کوئی کھڑا ہو جائے گا ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! خوراک کی کمی کو پورا کرنا ہماری پوری ذمہ داری ہے اور ہم اس کو نباہ رہے ہیں ۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اگر صبح لائل پور میں گندم کی کٹائی میں زمینداروں کے ساتھ شامل ہوتے ہیں ، تو شام کو ملتان کے کسی کونے میں زمینداروں سے بغل گیر ہو رہے ہوتے ہیں تا کہ گندم کی کٹائی میں زمینداروں کے ساتھ رابطہ رکھ کر پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جا سکے ۔ جہاں کہیں بھی ہم زمینداروں کو کوئی تکلیف پیش آئی تو اسی وقت توجہ دی گئی اور اس کا ازالہ اس وقت کیا گیا تا کہ زمیندار کو تکلیف نہ ہو ۔ 80 فی صد آبادی دیہات پر انحصار رکھتی ہے اور وہ آپ شہری لوگوں کو خوراک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے ۔ اس ذریعے کے لئے صبح سے شام تک ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب مصروف ہیں ۔ اب آپ ریڈیو پر دھنیں کم سنتے ہیں لیکن زراعت ، خوراک ، کھیتی ، جانوروں کے پالنے اور ان کی بیماریوں کے بارے میں صبح شام روزانہ پروگرام سنتے ہیں ۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ حزب اختلاف کے دوست صبح اخبار کے اوراق ادھر ادھر سے پلٹ اس جگہ دیکھتے ہیں جہاں اعتراض کی کوئی گنجائش انہیں نظر آتی ہے ۔ ہم پر شہری اور باہر بسنے والے کو صبح سے شام تک یہ کہتے ہیں کہ جانوروں کو نقصان نہیں ہونا چاہیئے ، جانور بہت مفید ہوتے ہیں ، جانور آپ کو گوشت مہیا کرتے ہیں ، انڈے دیتے ہیں ، پروفیٹ دیتے ہیں ، ضروریات پوری کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور : انڈے جانور نہیں دیتے ۔

رائے سخاوت علی خان : کیوں نہیں ۔

مسٹر سپیکر : جانور جانور پر اس کا انحصار ہے ۔ زور آور جانور ہو تو اس کی مرضی ہے ۔

(قہقہے)

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! گندم کے مختلف قسم کے بیج منگوائے گئے تاکہ پیداوار بڑھ جائے اور بیج کو تقسیم کرنے کے بارے میں حکومت نے خاص طور پر بڑے معیاری انتظامات کئے ۔ لوگوں کو فری بیج دیا ۔ خاتون اول نے اپنے ہاتھوں سے غریب لوگوں میں گندم فری تقسیم کی تاکہ غریب لوگوں تک بھی گندم پہنچے ۔ جہاں تک گندم سٹور کرنے کا تعلق ہے ، اب ملک میں پہلے کی نسبت زیادہ سٹور ہوگئے ہیں ۔ جگہ جگہ سٹور کھولے گئے ہیں ۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کسی سٹور میں جا کر دیکھ لیں ، خراب گندم کہیں نہیں ۔ ہم معیار دکھا سکتے ہیں ۔ البتہ زمیندار کو یہ شکایت ہو سکتی ہے کہ گندم لیتے وقت دو دفعہ چھاننا لگایا گیا لیکن کس لئے ؟ اس لئے کہ ہمیں آپ لوگوں کی ، شہریوں کی ، سب کی صحت بہت زیادہ عزیز ہے تاکہ آپ صحت مند ہوں اور ملک کی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں ۔ جہاں تک ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹنگ کا تعلق ہے ، تو ہم نے ان کی بیخ کنی کے لئے پورے اقدامات کئے ۔ جہاں سے بھی ہمیں اطلاع ملی کہ فلاں شخص بلیک کر رہا ہے تو ہم نے اسی وقت وہاں پولیس کو بھیجا ۔ جہاں سے بھی اطلاع ملی کہ فلاں شخص ملاوٹ کرتا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اپنی بحث کو آٹے تک ہی محدود رکھیں ۔

رائے سخاوت علی خان : بازار میں جو آٹا ملتا ہے ، وہ اعلیٰ معیار کا ہے ۔ کسی ڈپو سے معیار کے بارے میں شکایت نہیں آئی ۔ ڈپو ہولڈر کی تو شکایت ہو سکتی ہے کہ وہ کم ریٹ پر دیتا ہے ، لیکن معیار کے بارے میں کسی قسم کا شبہ نہیں ۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ اعتراض کیا تو گندم پر جس کا آٹا ہر جگہ ہر کونے پر مل سکتا ہے ۔ تازہ روٹی کے بارے میں الوری صاحب نے فرمایا کہ ان کو بھی شک ہوا کہ ملنگ صحیح نہیں کریں گے ۔

یہ بھی تو اس لئے کیا گیا کہ لوگوں کو سستی اور معیاری روٹی ملے۔ برے لوگ تو ہر معاشرے میں ہوتے ہیں۔ ممکن ہے بعض جگہ ایسا ہوا ہو کہ آٹے میں مٹی ملا دی ہو۔ حکومت کی کوشش ہے کہ پلانٹ سے روٹی ملے تو سستی ہو۔ آپ کی صحت برقرار رہے، قد بڑھے، موٹے تازے ہوں۔ اس لحاظ سے اس کا معیار برقرار رکھا گیا ہے۔ گندم کے ریٹ بڑے معقول ہیں۔ ہر شہری آسانی سے خرید سکتا ہے۔ گندم ہر شہری کی قوت خرید میں ہے۔ قوت خرید بڑھ گئی ہے۔ کسی جگہ سے شکایت نہیں آئی کہ آج فلاں شخص کھانا نہ خرید سکا، کیونکہ اس کے پاس پیسے نہ تھے۔ لوگوں کی قوت خرید بڑھا دی گئی ہے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر نذر حسین منصور: جناب سپیکر! آج کا موضوع اپنی اہمیت کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کی زندگی اس سے متاثر ہوتی ہے اور غریب سے لے کر امیر تک ہر شہری کا اس مسئلے سے گہرا تعلق ہے کیونکہ صحت کا مسئلہ ہر قوم کا سب سے بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ اگر خوراک عام شہری کو اچھی نہ ملے اور ملاوٹ شدہ اجزا شامل ہوں تو وہ قوم چاہے جتنے بھی بلند بانگ دعویٰ کرے یقیناً ایک بیمار قوم کی حیثیت اختیار کرتی رہے گی اور جس قوم کی صحت اچھی نہیں ہوگی وہ کسی صورت ترقی نہیں کر سکتی۔ اچھی صحت کے لئے اچھی خوراک اچھا آٹا نہایت ضروری ہے اور یہ ایک بنیادی امر ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد میں حکومت پنجاب کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ باوجود اپنی بے بہا کوششوں کے، باوجود جناب وزیر خوراک لاشاری صاحب کی شرافت اور تندہی سے کام کرنے کے، حکومت اس مسئلے کو بہترین طریقے سے حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس کا سب سے پہلا اور بنیادی سبب یہ ہے کہ حکومت جب پالیسی بناتی ہے۔۔۔۔

مسٹر سپیکر: آپ نے ڈگری کا لفظ استعمال کیا ہے ایک "بہتر" ہوتا ہے اور ایک "بہترین" ہوتا ہے یعنی حکومت نے بہترین طریقے سے اس مسئلے کو حل نہیں کیا بہتر ہے۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں نے جو کہا ہے ٹھیک کہا ہے ۔ جناب سپیکر ! میں نہایت سنجیدگی سے اس مسئلے پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ہم اس ایوان میں کس لئے آئے ہیں ؟ ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ کوئی بات کسی طریقے سے کسی شعور سے کہیں ۔ ہم رائے شہادت صاحب تو نہیں کہ قصیدہ گوئی سے کام لیں ۔ تو جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ محکمہ خوراک محکمہ زراعت اور ملنگ کارپوریشن ایک دوسرے سے لازم ملزوم ہیں ۔ محکمہ خوراک کے ذمہ ہے گندم کی خریداری سٹوریج اور صحیح آٹے کی فراہمی اور اب محکمہ خوراک اور محکمہ زراعت کو الگ کرکے حکومت نے بنیادی غلطی کی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ کب سے ہوا ہے ؟

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! اگر پہلے بھی ہوا ہے تو میں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سننے والے اور اخباروں والے بھی جب دیکھیں تو وہ یہ سمجھیں کہ کوئی کام کی بات کہی گئی ہے ۔ کیونکہ میں نے پچھلے اجلاس میں یہ دیکھا تھا کہ نذر حسین منصور صاحب کی تقریر ہر آنے والے دن میں پچھلے دن سے بہتر ہوا کرتی تھی ۔ تو میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ معیار ختم ہو کر رہ جائے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! آپ کا شکریہ پریس والے یہاں موجودہ نہیں ہیں اور اگر پریس والے موجود نہ ہوں تو آپ کو معلوم ہے کہ مقرر ذہنی طور پر اتنا تیزی سے نہیں چل سکتا جتنا کہ ان کی موجودگی میں ۔ بہر حال جو میں گذارش کروں گا ۔ اس میں بڑا وزن ہے کہ محکمہ زراعت کو محکمہ خوراک سے الگ کرکے پالیسی کے تحت حکومت غلط کر رہی ہے ۔ حالانکہ محکمہ خوراک اور زراعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ لیکن نامعلوم وجوہات کی وجہ سے ان دو محکموں کو علیحدہ کرکے نہ تو محکمہ خوراک کی کارکردگی اچھی رہی ہے اور نہ ہی محکمہ زراعت کی جو اب زیر بحث نہیں ہے ۔ سب سے پہلی اور بنیادی چیز یہ ہے کہ مختلف محکموں میں صحیح رابطہ نہیں

ہے ۔ مثال کے طور پر اعلیٰ بیج محکمہ زراعت فراہم کرتا ہے اور گندم کی خریداری محکمہ خوراک کرتا ہے ۔ اگر محکمہ زراعت اور محکمہ خوراک مل کر مثالی طور پر کام کریں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ بہتر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! اس کے بعد میں یہ عرض کرتا ہوں کہ سرکاری گندم کی خریداری میں اتنی دھاندلیاں ہو رہی ہیں کہ کسانوں کو مشکلات اور مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے اور یہ نہایت ہی پریشان کن مسائل ہیں ۔ ایک آدمی گندم دینے کے لئے جاتا ہے تو اس کو کہا جاتا ہے کہ گندم خراب ہے اور پھر گندم کے لئے چھاننا لگتا ہے اور پھر دو دو تین تین دن اس کو چھاننا نہیں لگتا ۔ اگر اس مرحلے سے بھی گذر جائیں تو ادائیگی کا مرحلہ آ جاتا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ گندم کی خریداری کا مسئلہ نہایت پریشان کن ہے اور یقیناً جو گندم کاشت کرنے والے زمیندار ہیں ۔ ان میں حکومت کی پالیسی کی وجہ سے بددلی اور بے چینی پھیل چکی ہے ۔ رائے سخاوت علی خان صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے میں اعلان کرتا ہوں کہ اس حکومت کے آنے کے بعد اپوزیشن کو کسی سڑک پر کسی کوچے میں اگر کوئی آدمی بھوکا نظر آئے تو مجھے بتائیں ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت سے پہلے بلکہ کسی کی حکومت میں بھی جانے وہ فاروق کی ہو یا نمرود کی ۔ کوئی آدمی بھوکا مرا ہو تو وہ مجھے بتائیں ۔

رائے سخاوت علی خان : بنگال میں کیا ہوا ہے ؟

مسٹر لئیق حسین منصور : یہاں قحط تو نہیں ہوا کہ آپ بنگالیوں کی طرح یہاں بھی مارنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بنگال تو اسی ملک کا ایک حصہ تھا ۔

مسٹر لئیق حسین منصور : میں یہ کہتا ہوں کہ بھوک سے آدمی نہیں مرتا بلکہ ملاوٹ شدہ غذا سے مرتا ہے ۔

سید ظفر [illegible] : جناب والا ! بنگالی چاول کھاتے تھے گا تو نہیں کھاتے تھے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! بات یہ ہے کہ انسان کو آخر مرنا ہے ۔ لیکن یہ موت جو خوراک کی ملاوٹ کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے ، جس طریقے سے اب بیماریاں ملاوٹ شدہ خوراک سے پھیل رہی ہیں ۔ ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں تو یہ موت اور حیات کا سلسلہ بہت لمبا نظر آتا ہے ۔ اس پر آپ کو غور کرنے کی ضرورت ہے ۔ اس کے بعد جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا ۔ جس طرح وزیر موصوف صاحب فرما رہے ہیں کہ آٹا تمام ڈپوؤں پر صحیح ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حکومت کے اپنے مفاد میں ہے ۔ جہاں جہاں ٹھیک نہیں وہاں بھی بڑی سرعت کے ساتھ آٹا صحیح سپلائی کرنا چاہئے اور ان ڈپوؤں پر فروخت ہونے والے آٹے کی نگرانی کرے اور میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ لاہور شہر میں گندم کی بوریوں میں ریت ملا دی جاتی ہے ۔ میں تمام ڈپوؤں کے متعلق تو نہیں کہتا کیونکہ بعض ڈپوؤں پر آٹا صحیح بھی ہے یا اگر کوئی ایسا آدمی ہے جو بااثر ہے تو اسے محکمہ صحیح آٹا فراہم کرتا ہے ۔ وہ صرف اس لئے کہ اس کے سوشل سٹیٹس کی وجہ سے ڈرتے ہیں اور وہاں حالت ٹھیک ہے ۔ مگر عام ڈپو ہولڈر اور عام غریب لوگ جو یہ کاروبار کرتے ہیں ۔ وہ غلط آٹا لیتے ہیں اور غریب لوگ مجبوراً وہی آٹا کھاتے ہیں اور اس حقیقت کو اگر آپ چھپا لیں گے ۔ اس حقیقت کو نہیں مانیں گے تو میں یہ کہوں گا کہ بالواسطہ یا بلا واسطہ رولنگ پارٹی کے آدمی محکمہ کے تحفظات کی بات کرتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! آخر میں میں یہ گذارش کروں گا کہ حکومت پنجاب کو بہترین آٹے کی سپلائی کے لئے از سر نو اپنی پالیسی مرتب کرنی چاہئے اور رات دن اس سب سے بڑے مسئلے پر توجہ دینی چاہئے کہ پنجاب اور پاکستان کے غریب عوام کو صحیح آٹا میسر آئے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب سپیکر! آج اس معزز ایوان میں گندم کی پیداوار گندم کی فراہمی اور گندم کی کوالٹی کے بارے میں بحث جاری ہے ۔ موجودہ عوامی حکومت عوام کی اپنی حکومت ہے اور اس طرح ہے عوام کی تکالیف کو دور کرنے کا عہد کئے ہوئے ہے ۔ گندم ہمارے ملک کا ایک stapple food ہے اور خوراک کا ایک اہم جزو ہے جس کے بغیر عوام کو

کافی حد تک تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے کاشتکاروں کو مفت بیج فراہمی کئے اور جو اچھی قسم کے بیج دیگر ممالک سے درآمد کئے گئے تھے وہ بھی فراہم کئے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قرضوں کا بندوبست بھی کیا گیا اور Subsidized rates پر بیج اور کھاد کاشتکاروں کو فراہم کئے گئے۔ جناب سپیکر! یہی وجہ ہے کہ گندم کی فصل پچھلے کی نسبت بہت اچھی ہوئی ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ اگر ہم خلوص نیت محنت اور جانفشانی کے ساتھ کام کریں اور حکومت کے ساتھ تعاون کریں تو ہمارا ملک زیادہ خود کفیل ہو سکتا ہے۔ آٹے کی فراہمی پسائی اور کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے حکومت نے فلور مل یا زرعی یونٹوں کو قومی تحویل میں لے لیا جس کے نتیجہ میں بہت سے فوائد سامنے آئے۔ مثلاً منافع خوروں، سرمایہ داروں کا جو صرف ایک رات میں امیر بننا چاہتے تھے اور زیادہ کمانے کی غرض سے انہوں نے ملیں لگا رکھی تھیں اور وہ ملاوٹ بھی کرتے تھے۔ کیونکہ انہیں زیادہ کمانا ہی عزیز تھا تو قلع قمع کرنے کے لئے حکومت نے ان زرعی یونٹوں کو اور فلور ملوں کو قومی تحویل میں لیا۔ کیونکہ عوام کی صحت کا اس حکومت کو بہت خیال ہے اور حکومت یہ چاہتی ہے کہ نہ صرف بہترین پسا ہوا آٹا عوام کو ملے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آٹے کی پسائی سائنٹیفک انداز میں کی جائے تاکہ اس میں کسی قسم کی مضر صحت اشیا شامل نہ ہو سکیں، بلکہ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ مڈل مین کو درمیان سے نکال دیا گیا کیونکہ زیادہ منافع وہ کما رہا تھا اس وہ بیچ میں بیٹھا ہوا کما رہا تھا۔ دیگر یورپین ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ وہاں پر کوئی مڈل مین نہیں ہوتا اور حکومت ڈائرکٹ عوام کو آٹا فراہم کرتی ہے اور بہترین طریقہ سے آٹے کی پسائی ہوتی ہے اور بڑے ہی سائنٹیفک طریقہ سے عوام کو آٹا فراہم کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں میں یہ بھی کہوں گی کہ ان تمام تر دھاندلیوں اور بدعنوانیوں کا سدباب ہو گیا اور تمام خرابیاں دور ہو گئیں اور آٹے کی کوالٹی یقینی طور پر بہتر کی جا چکی ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آٹے کی بلیک مارکیٹنگ اور شکایت کرنے والوں کو سخت ترین سزائیں دی جائیں بلکہ جہاں ملاوٹ کا اندیشہ ہو وہاں راشن ڈپوؤں پر جہاں ملاوٹ نظر آئے اور

انہیں سخت سزا دی جائے۔ جہاں تک قیمت کا ذکر ہوا ہے۔ مہنگائی کی بات ہوئی ہے تو میں کہوں گی کہ inflation دنیا کے تمام ممالک میں پائی جاتی ہے۔ 1975ء میں میں نے امریکہ کا دورہ کیا۔ تو آپ یقین کریں کہ جب میں نے لندن، جرمنی اور فرانس میں ایک ایک سو اور دو دو سو روپے میں ایک وقت کا کھانا کھایا تو اس وقت مجھے وطن عزیز بہت یاد آیا۔ میں نے کہا کہ ہمارے ملک میں تو ایک درمیانے ہوٹل میں اگر کھانا کھائیں تو اس میں 15 ۔ 20 روپے میں اچھا کھانا کھا سکتے ہیں اور ایک غریب آدمی تندور پر بیٹھ کر 2 ۔ 3 روپے میں اپنا پیٹ بھر سکتا ہے۔ یہ چیزیں کافی حیرت انگیز تھیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ بلکہ ہمارے حزب اختلاف کے دوستوں کو بھی چاہئے کہ یہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔ ۔ ۔ ۔

شیخ ظافر احمد شاہ : جب بیگم صاحبہ وہاں کے کھانے کی قیمتوں کی مثال دیتی ہیں۔ تو انہیں وہاں کی آمدنی کا تفاوت بھی بیان کرنا چاہئے۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ابھی تقریر کرنی ہے۔ یہ باتیں اس وقت کہہ لیں۔

بیگم رعنا سرور (شہید) : یہ جب آپ ملک سے باہر جائیں گے تو پھر آپ کو وہاں جا کر پتا چلے گا۔

Mr. Speaker : Do not pre-suppose that he has not been out of Pakistan. He has been more than once.

بیگم رعنا سرور (شہید) : جناب والا ! تو میں یہ عرض کر رہی تھی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرگزار رہنا چاہئے اور ہمارے حزب اختلاف کے دوستوں کو چاہئے کہ وہ بھی حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور نکتہ چینی کرنے کی بجائے اچھی تجاویز پیش کریں تاکہ ہمارے ملک میں ترقی اور خوشحالی ہو سکے۔ ہم اپنی پیداوار کو بڑھا کر ملک کو خود کفیل کر سکیں۔ جناب والا ! مجھے خوشی ہے کہ آج نایاب الوری صاحب نے بھی ملک کی روٹی کی تعریف کی ہے۔ ہمارے منشور میں جو کہا گیا تھا کہ ہم عوام کو روٹی مہیا کریں گے۔ تو مجھے خوشی ہے کہ وہ وعدہ پورا

کر دیا گیا ہے اور سید تابش الوری صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ پکی پکائی روٹی عوام میں مقبول ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا ہے۔ انہیں اپنی رائے دینے کا تو حق ہے۔ لیکن انہیں یہ حق نہیں ہے کہ وہ میری رائے کو اپنی رائے میں بدل دیں۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ روٹی پلانٹ والے بھی حکومت کے آٹے کو پسند نہیں کرتے۔ انہیں اپنا انتظام کرنا پڑا ہے اور انہوں نے آٹے کی مل لگائی ہے۔

بیگم رعنا سرور (شہید): انہیں زیادہ آٹا درکار ہوگا اس لئے انہوں نے آٹے کی مل لگائی ہے۔ زیادہ آٹا ملتا ہوگا تو زیادہ روٹی پکائی ہوگی۔ زیادہ روٹی پکتی ہے تو عوام میں مقبول ہے۔ یہ تو میں وکلاء والی بحث میں کہہ گئی۔ آٹا زیادہ فراہم کرنا ہوگا۔ اس لئے مل لگائی گئی ہوگی۔ آٹا زیادہ ہوگا تو روٹی زیادہ پکتی ہوگی اور جب روٹی زیادہ ہوگی تو لوگ بھی کھاتے ہوں گے supply and demand والی بات ہے۔

(اشکریہ)

مسٹر سپیکر: سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! صوبے میں آٹے کی صورت حال پر آج بحث جاری ہے اور یہ ہمارے لئے خوش آئند بات ہے کہ حکومت نے صوبے میں آٹے کی صورت حال پر بحث میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔ جناب محترم اس سے پیشتر کہ میں اپنے کچھ خیالات کا اظہار کروں میں خداوند کریم کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ میں آج اس موقع پر محض تنقید برائے تنقید کے نقطہ سے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کروں گا۔ بلکہ اپنی معلومات مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں تنقید برائے تعمیر کے نقطہ نظر سے اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ آپ اس پر عمل کریں یا نہ کریں۔ یہ آپ کے دائرہ اختیار میں ہے۔ لیکن عوام کی نمائندگی کا جو ہمارا حق ہے۔ ہم اس سے کسی صورت میں دستبردار نہیں ہو سکتے۔

(اس مرحلہ پر سید تابش الوری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! آٹے کے بہتر اور ناقص معیار کے متعلق ٹریژری بنچز کی طرف سے اور اپوزیشن کے اراکین کی طرف سے یہاں پر بہت سی باتیں کہی گئی ہیں ۔ میں کچھ زیادہ باتیں دہرانا نہیں چاہوں گا ۔ مگر پھر بھی میں حکومت کے علم میں چند باتیں لانے کے لئے گزارشات پیش کروں گا ۔ جناب محترم اگر آپ اس بات سے انکاری ہوں ۔ اگر ہماری جائز شکایات کو اور الزامات کو درست تسلیم نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ جھوٹ کی دنیا میں غوطہ زن ہوں گے اور آپ صحیح معنوں میں عوام کی بہتری اور بھلائی اور بہتر صحت کی طرف کوئی جامع قدم اٹھانے کا کوئی پروگرام نہیں رکھتے ۔ جہاں تک آٹے کے غلط معیار اور مضر صحت ہونے کا تعلق ہے ۔ اس کی بنیاد گندم کی فراہمی سے شروع ہوتی ہے ۔ یہاں پر منظور احمد موہل صاحب نے کہا ہے کہ محکمہ خوراک کے اہلکاران یا پروکیورمنٹ ایجنسیز کاشتکاروں سے کم قیمت پر کسی صورت میں گندم حاصل نہیں کرتے تو جناب والا ! یہ قطعی طور پر غلط ہے ۔ ہاں میں تسلیم کرتا ہوں کہ جو مراعات یافتہ طبقہ ہے اور جو کاشتکار یا فیوڈل لارڈز یا ارکان اسمبلی اپنی گندم دینا چاہتے ہیں ۔ اگر محکمہ خوراک والے ان سے بددیانتی کر کے کم نرخوں پر بھی خریدنا چاہیں تو وہ اس قدر influential ہیں اور وہ اس قدر مراعات یافتہ ہے کہ ان کے ساتھ وہ بددیانتی نہیں کر سکتے مگر عام کاشتکار کے ساتھ اور عام دیہاتوں میں اور دور دراز علاقوں میں بسنے والوں کے ساتھ ایسا سلوک قطعی طور پر نہیں ہوتا ۔ یہاں پر سید تابش الوری صاحب نے 34 سے 35 روپے فی من کا بھی ذکر کیا ہے ۔ میں دعویٰ اور وثوق سے یہ بات کہتا ہوں کہ نہ صرف 34 اور 35 بلکہ 32 اور 33 روپے کے عوض ایک من گندم دور دراز علاقوں سے خریدی گئی ہے اور پھر اس دھاندلی کو چھوڑ دیجئے گندم میں ناقص اجزاء کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں ۔ پھر گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے معقول بندوبست نہیں ہے ۔ جتنی اکٹھی کی گئی ہے کی تو جناب والا ! میں آپ خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ گندم کا کیوں ضیاع کر رہے ہیں ۔ گندم کو آپ عوام کے پاس پڑا رہنے دیں ۔ آج جب کہ گندم کی قیمت سرکاری مقررہ کردہ نرخوں سے زیادہ ہوگئی ہے تو آج ان بیچارے کسانوں کو ان محنت کشوں کو ان دہقانوں کو جو دھرتی کا سینہ چیر کر

اور جاڑوں کی راتوں میں اپنے کھیتوں کو پانی لگا کر آبیاری کر کے انہیں پروان چڑھاتے ہیں اور پھر گرمی کے تپتے موسم میں اپنے کھیتوں اور کھلیانوں میں گندم صاف کرتے ہیں۔ ان کی محنت کا صلہ ان تک پہنچنے دیں۔ گورنمنٹ کی جو پالیسی ہے کہ مڈل مین اور بلیک میلرز اور مڈل مین کو ختم کرنا چاہئے تو میں عرض کروں گا کہ یہ بلیک میلرز کا طبقہ جو استحصالی طبقہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ سرکار کے دلالوں کے روپ میں آج کیوں اس صوبہ میں موجود ہے؟ میں حکومت کے علم میں یہ بات لانے میں حق بجانب ہوں کہ سٹوریج کے ناکافی ہونے کی وجہ سے جب گندم کھلے آسمان کے نیچے اور میدانوں میں یا ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارموں پر یا کھلی چار دیواری کے اندر موسم کے تغیر و تبدل کی وجہ سے ناقص اور ناکارہ بلکہ انسانی زندگی کے لئے مضر حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ چاہئے تو یہ کہ اگر حکومت وقت عوام کی صحت کا صحیح خیال رکھتی ہے تو اس ناقص شدہ گندم کو destroy کر دینا چاہئے اور اپنی غلط پالیسیوں کو از سر نو مرتب کرنا چاہئے۔ تا کہ عوام کی زیادہ سے زیادہ بہتری ہو جب کہ گندم اب کارخانوں میں ملنگ purpose کے لئے جاتی ہے۔ پہلے پرائیویٹ اداروں کے پاس بھی اور نجی اشخاص کے پاس بھی انڈسٹری تھی۔ آج اس لمسیلی کے پاس کوئی پروسیسنگ نہیں ہے ادھر سے دعویٰ ہوگا کہ یہ انڈسٹری بہتر سے بہتر ہوگئی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ بد سے بدتر ہوگئی ہے اور ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر اس کی پہچان کا کوئی پروسیسر ہے تو آئیے اور ثابت کیجئے کہ آپ کا دعویٰ درست ہے اور ہم دعوت دیتے ہیں کہ اچانک چھاپے ماریئے ہم اپنے دعویٰ کو درست ثابت کرتے ہیں کیونکہ ہم اس ایوان میں عوام کی بہتری کے لئے آئے ہیں۔ عوام کی بنیادی ضرورت آٹا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ انسانی زندگی کے لئے ایک علم آدمی کے لئے اور ان انسانوں کے لئے جن انسانوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر اپنا تن ڈھانپ کر حکومت کو اس مقام پر پہنچایا۔ آپ انہیں اپنی تقدیر کو سیاہ و سفید کرنے کا موقع دیں۔

مسٹر چیئرمین: شاہ صاحب۔ اب آپ کے صرف دو منٹ باقی ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھے پانچ منٹ اور دے دیں ۔

مسٹر چیئرمین : نہیں ۔ ابھی تین ۔ چار مقرر باقی ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : تو پھر ۔ جناب والا ! چھوڑیئے ۔ میں لمبی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔

تو جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے جو پرائیویٹ ادارے کام کرتے تھے ۔ اس وقت ان کے آٹے کا معیار بہتر تھا ۔ لیکن آج bad ہے اور اس کا پروڈکشن ایک ہے ۔ آپ پروڈکشن دیکھ لیجئے ۔

مسٹر محمد حنیف لاڑو : جناب والا ! آٹے کے معیار کو تعین کرنے کے لئے کیا کسی پروسیٹر کی ضرورت ہے یا پھر کسی اور قسم کے میٹر کی ضرورت ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : آپ اسے پیمانہ کہہ لیں ۔

You may be a Law Graduate.....

Mr. Chairman : No personal remarks, please.

سید طاہر احمد شاہ : تو جناب والا ! میں اب پیمانے کا لفظ استعمال کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر پروسیٹر کو آپ نہیں سمجھنا چاہتے تو پیمانہ سب سے بڑا یہ ہے کہ آج جب کہ آٹا ۔ میدہ اور سوجی جو سرکاری ملیں بناتی ہیں ان کا ریٹ کم ہے اور دوسری طرف جو ادارے آج بھی نجی مالکان کے پاس ہیں ان کے آٹے ۔ سوجی ۔ میدے اور چوکر وغیرہ کے نرخ آج بھی زیادہ ہیں مگر عوام ان کو پسند کرتے ہیں اور سرکاری ڈپوؤں پر پنجاب ملنگ کارپوریشن کا آٹا ۔ آج بھی عوام خریدنے کے لئے تیار نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ آج گندم کا بھاؤ 41 روپے من تک پہنچ چکا ہے ۔ جناب محترم آپ اندازہ کیجئے کہ آٹے میں پانی کا moisture 10 فی صد تک ہونا چاہئے مگر ملنگ کارپوریشن کے افسران اور اہلکاران 10 فی صد سے 13 فی صد moisture استعمال کر رہے ہیں اور 3 فی صد پانی کی شکل میں عوام کو مہیا کرتے ہیں اور اس طرح سے وہ 3 فی صد بڑب

کر جاتے ہیں اور چور دروازوں سے باہر بیچ دیتے ہیں اور جو گندم سے سفید آٹا کو صاف کرنے کے لئے چھلنے لگے ہوئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین : آپ کے دو کے بجائے چار منٹ ہوگئے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! صرف دو منٹ اور بھی دے دیں ۔

مسٹر چیئرمین : بس اب آخری فقرہ فرما دیجئے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں چاہتا تو یہ تھا کہ کم از کم ایک گھنٹے تک اس موضوع پر بات کروں مگر پابندی کے باعث میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا ۔ میں جناب سینئر منسٹر کی خدمت میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ضرور کارپوریشنیں بنائیے آپ ضرور قانون سازی کیجئے ہم اس کی مخالفت کریں گے ۔ لیکن ہم آپ کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتے۔ آپ honest cadre اپنی حکومت میں پیدا کیجئے جب تک آپ دیانتداری کے اصولوں کو نہیں اپنائیں گے اور جب تک ان چوروں کو ان ڈاکوؤں کو ان سماج کے لٹیروں کو اپنی صفوں سے اور نوکر شاہی کی صفوں سے علیحدہ نہیں کریں گے تو آپ کسی بھی میدان میں صحیح معنوں میں اور خلوص نیت سے عوام کی جو خدمت کرنا چاہتے ہیں نہیں کر پائیں گے تو جناب والا ! میں آج اس موقع پر حکومت وقت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ آپ جو بھی پالیسی فریم کریں ۔ پہلے اس کے لئے ایک honest cader ایک دیانتدار جماعت ایک دیانتدار طبقہ اور دیانتدار اشخاص پیدا کریں جن کے ذمے آپ وہ کام سونپ سکیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسیٔ صدارت متمکن ہوئے)

اگر آپ دیانتدار اشخاص یا افسران یا اہلکاران پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ مثبت نتائج سامنے آ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سردار عبدالرحیم احمد ۔

سردار عبدالرحیم احمد : (سرگودھا ۔ 2) جناب سپیکر ! محترم فاضل رکن سید

تابش الوری صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے ۔ اس موضوع پر جب حکومت نے فراخ دلی کے ساتھ پوری طرح بحث کرنے کی پیش کش کی تو میرا خیال تھا کہ محرک کی طرف سے گندم کی پیداوار ۔ اس کی فراہمی اور خرید پر بحث ہوگی اور ساتھ ہی وہ اس بات کا بھی موازنہ کریں گے کہ موجودہ حکومت سے پہلے یعنی پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ آنے سے پہلے اس کا کیا حال تھا اور اس کے بعد کیا صورت حال موجود ہے ۔ جناب والا ! جب میں نے غور سے ان کی تقریروں کو سنا تو مجھے محسوس ہوا کہ جو بات پس پردہ ان کی تقریروں میں موجود ہے یہ آخر سب کی طرف سے انہوں نے وکالت کی ہے اور وکالت اس طبقہ کی کی ہے جسے انہوں نے خود ہی middle-man کا نام دیا ہے ۔ مڈل ایجنسی کا نام دیا ہے ۔ انہوں نے وکالت کرنے کی کوشش کی ہے ان لوگوں کی جو استحصال پسندوں کے ساتھ ہیں جن کے موجودہ حکومت نے زرعی یونٹوں کو اپنی تحویل میں لے کر خاتمہ کرنے کی کوشش کی ہے ۔ انہوں نے اپنی تقریروں میں ان لوگوں کا تحفظ کرنے کی کوشش کی ہے جو لوگ صدیوں سے اس ملک کے کاشتکاروں کو اس ملک کے consumer کو اس ملک کے عوام کو لوٹتے چلے آ رہے تھے ۔ ان کی وکالت کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

جناب سپیکر ! اگر یہ دیانتداری سے کام لیتے تو سب سے پہلے ہمیں اس بات پر بحث کرنی ہوگی کہ پیپلز پارٹی کی حکومت آنے سے پیشتر جو حکومتیں اس صوبہ/میں یا اس ملک میں برسر اقتدار رہی ہیں ۔ انہوں نے گندم کی پیداوار کے لئے کیا کیا اقدامات کئے ہیں ۔ جناب والا ! یہ نہیں جانتے ہیں ۔ یہ اس بات کو بھول/گئے ہیں کہ پیپلز پارٹی گورنمنٹ آنے سے پہلے جو بھی حکومتیں برسر اقتدار تھیں وہ امریکہ بہادر سے گندم حاصل کرکے یہاں لوگوں کو خوراک مہیا کیا کرتے تھے اور/کسی حکومت نے اس بات کی کوشش نہیں کی کہ یہ جو زرعی ملک ہے ۔ اس کو خوراک کے مسئلہ میں خود کفیل بنایا جائے یا گندم کی پیداوار بڑھائی جائے ۔

(1) جناب والا// آپ جانتے ہیں گندم ۔ خوراک اور اسلحہ اس صورت میں دوسرے ملکوں سے ملتا ہے ۔ جب چھوٹے ملک اپنی حمیت اور غیرت کو بڑے

ملکوں کے پاس فروخت کر دیتے ہیں - سب سے پہلے اس حکومت نے محسوس کیا کہ ہمیں اس بات میں خود کفیل ہونا چاہئے - ہمیں اپنی خوراک خود پیدا کرنی چاہئے - کیونکہ جب ہم خوراک کی بھیک مانگنے کے لئے کسی ملک کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں تو وہ ہماری پالیسیوں کو بھی متاثر کرتے ہیں اور ہماری غیرت کو بھی چیلنج ہوتا ہے - میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ سب سے پیشتر اس دیہات کے بسنے والے لوگوں کے لئے - گندم پیدا کرنے والے لوگوں کے لئے اس حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں - اس سے پیشتر وہ اقدامات کسی حکومت نے نہیں کئے - مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کسی بھی زرعی اکانومی میں حکومت کی طرف سے اتنے قرضوں کی فراہمی کا بندوبست نہیں کیا گیا - ایک ارب روپیہ صرف بیج اور کھاد کی خرید کے لئے کاشتکاروں کو اس صوبہ میں قرضے کے طور پر دیا گیا ہے - اگر آپ تمام حکومتوں کا ریکارڈ نکالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کسی حکومت نے بھی اس سے پیشتر زراعت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی - نہ انہوں نے ٹریکٹر منگوانے کی کوشش کی تھی، نہ انہوں نے بیجوں کو اچھا بنانے کی کوشش کی تھی - نہ کاشتکاروں کو وہ سہولتیں بہم پہنچائی تھیں جن سے وہ اس ملک کو خوراک میں خود کفیل بنا دیں - جناب والا ! انہیں اس بات پر فخر کرنا چاہئے تھا - انہیں تو اس بات پر حکومت کو داد دینی چاہئے تھی کہ اس سال اتنی گندم پیدا ہوئی ہے کہ ہم فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے صوبہ نے اتنی گندم پیدا کی ہے کہ اس کو رکھنے کے لئے جگہ میسر نہیں ہے - جیسا کہ میاں منظور احمد وٹو صاحب نے کہا ہے کہ سب سے پہلے ضرورت اس ملک کو گندم کے معاملہ میں خود کفیل بنانے کی تھی - جہاں تک سٹوریج کا مسئلہ ہے - میں اس بات کو بھی دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ میں نے حکومت کا ریکارڈ دیکھا ہے - سابقہ حکومتوں نے کبھی سٹوریج کی طرف پوری توجہ نہیں دی تھی - کیونکہ یہ جانتے تھے کہ مال حرام ہو جائے گا ~~حرام ہو جائے گا~~ چونکہ وہ مفت کی گندم بھیک مانگ کر حاصل کیا کرتے تھے اور انہیں گندم کی قدر نہیں ہوا کرتی تھی - اس لئے انہوں نے سٹوریج کی طرف توجہ نہیں دی تھی - تو جب سے پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی ہے وہ جانتی ہے کہ ہمارے کاشتکار خون پسینہ ایک

کرکے گندم پیدا کرتے ہیں اس کے لئے سٹوریج کی بھی ضرورت ہے ۔ اگر آپ چار پانچ سالوں کے بجٹ نکالیں تو آپ ان میں دیکھیں گے کہ ہر بجٹ میں ایک معقول رقم سٹوریج کے لئے مخصوص پائی گئی اور حکومت نے سٹوریج میں اضافہ کیا ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس وقت ہماری 100 فی صدی ضرورت کو بھی بتدریج پورا کیا جا رہا ہے اور ہم نے وہ اقدامات کئے ہیں جس کے لئے انہیں چاہئے تھا کہ وہ اس بات کی تعریف کرتے ۔ تحسین پیش کرتے ۔

جناب والا ! یہ تو پیداوار کا مسئلہ ہے ۔ میں نے ان کے ساتھ موازنہ کیا ہے ۔ انہیں بھی کرنا چاہئے ۔ پھر جناب والا ! فراہمی کا مسئلہ ہے ۔ پیپلز پارٹی کی حکومت آنے سے پیشتر اگر انہیں یاد ہو کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا ۔ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ ایک ایک سیر آٹے کے لئے لوگ لائنوں میں کھڑا ہوا کرتے تھے اور لوگوں کو صحیح آٹا میسر نہیں آیا کرتا تھا اور اس ملک میں غذائی بحران ہوا کرتے تھے جس کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے ۔ انہی بحرانوں کو ہم نے اپنے ذہنوں میں رکھ کر اس بات کی طرف اقدامات کئے ہیں کہ ملک کو ہر صورت میں خوراک کے معاملہ میں خود کفیل بنایا جائے ۔

جناب والا ! اس ملک میں اس صوبہ میں کسی بازار میں چلے جائیں کسی شہر میں چلے جائیں ۔ کسی علاقہ میں چلے جائیں اگر خوراک کی قلت ہو تو آپ مجھے جو سزا دینا چاہئیں میں وہ سزا قبول کر لوں گا ۔ صوبہ میں کسی صورت میں خوراک کی قلت نہیں ہے اور جہاں تک سپلائی کا تعلق ہے ۔ پہلی مرتبہ اس حکومت نے لوگوں کو علاقہ وار مہیا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اس سے پیشتر صوبہ پنجاب میں اس پاکستان میں جتنی بھی حکومتیں آئیں وہ تو دھوکہ کرتی تھیں ۔ آپ کی اس گندم سے ضروری اجزاء نکال کر دوسری جگہ فروخت کرتی تھیں جس میں خوراک نہیں ہوتی تھی جس کی value نہیں ہوتی تھی وہ آٹا فراہم کیا جاتا تھا ۔ یہ آپ کی پیپلز پارٹی کی حکومت ہے جس نے سب سے پہلے یہ اقدام کیا ہے کہ اس صوبہ کے عوام کو اس ملک کے عوام کو علاقہ وار آٹا فراہم کیا جائے ۔ یہ اقدام بھی اسی دور میں ہوا ہے ۔ اسی حکومت کے عہد میں ہوا ہے ۔

جناب والا ! اب میں اس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس بات کے لئے یہ تحریک التواء پیش کی گئی ہے - آپ ان کی تقریروں کو نکال کر پڑھ لیں - آپ نے خود ان کی تقریریں سنی ہوں گی - آخر میں انہوں نے تان کہاں پر توڑی ہے - جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب نے بھی اور جناب سید تابش الوری صاحب نے بھی کہ وہ پرائیویٹ ادارے جو یہ کام کرتے تھے جب آٹے کی ملیں ان کے پاس تھیں وہ بہتر سپلائی کرتے تھے اور حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں وہ مناسب نہیں ہیں - جناب والا ! یہ استحصال پسندوں کی تحریک ہے جس کو اسمبلی کے دروازے تک لانے کے لئے یہ لوگ ذمہ دار ہیں - جنہوں نے اس تحریک کو اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے - حالانکہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں اور اس ملک کے عوام یہ چاہتے ہیں کہ لوٹ کھسوٹ سے سے استحصال پسندوں سے اس صوبہ کے عوام کو بچایا جائے -

جناب والا ! جہاں تک گندم کی خرید کا تعلق ہے - مجھے اس بات کا علم ہے کہ جناب شاہ صاحب نے یہ ایک تجویز دی ہے کہ جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ٹھینگا باجے - انہیں اس بات کا بھی علم نہیں ہے کہ زمینداروں کی اقتصادی حالت اتنی نہیں ہے کہ وہ گندم اپنے گھر میں سٹور کر لیں - انہوں نے کہا تھا اگر حکومت کے پاس سٹوریج کے انتظامات نہیں ہیں تو وہ گندم نہ خریدے اور زمینداروں کے پاس پڑی رہنے دے - جناب والا ! انہیں کیا پتہ ہے کہ زمیندار جو پیدا کرتا ہے تو اسے اپنی فصل فروخت کرکے آئندہ فصل کے لئے بھی تیاری کرنی ہوتی ہے - اسے اپنی دوسری ضروریات بھی پوری کرنی ہوتی ہیں - اگر زمینداروں سے گندم خرید نہ کی جائے تو وہ کیسے آپ گندم میں خود کفیل ہوں گے - کیسے گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوگا - یہ تجویز دیتے ہوئے مجھے بڑا عجب سا معلوم ہوا اس لئے میں نے کہا کہ جس کا کام ہو اسی کو کرنا چاہئے - جس آدمی کو زیادہ اکنامک کا پتہ نہیں ہے کہ گندم کیسے پیدا ہوتی ہے اس کو کوئی تجویز دینا کوئی بھلا معلوم نہیں ہوتا -

Mr. Speaker : Don't be so personal.

Syed Tahir Ahmad Shah : I will explain my position.

سردار صغیر احمد : جناب والا ! جہاں تک گندم کی خرید کا تعلق ہے میں ایک کاشتکار کی حیثیت سے دعویٰ سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بات سراسر بے بنیاد ہے کہ کاشتکاروں سے گندم لینے میں دقت ہوئی اور انہیں پوری قیمت نہیں دی گئی ۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں سردار صغیر احمد صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ آٹے کے معیار کی طرف بھی آئیں ۔

سردار صغیر احمد : میں پہلے گندم کی پیداوار پھر گندم کی خرید اور اس کے بعد آٹے کی فراہمی سے متعلق آپ کی خدمت میں گوش گزار کر رہا ہوں ۔ جناب والا ! میں بھی ان کی طرح جناب سپیکر سے استدعا کروں گا کہ وہ مجھے بھی چار منٹ زیادہ وقت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : زیادہ وقت نہیں مل سکتا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں استدعا کروں گا کہ اس معاملہ میں میرا اور سردار صغیر احمد صاحب کا یہاں پر مناظرہ ہونا چاہئے ۔ جس میں یہ پتہ چل جائے گا کہ یہ زیادہ جانتے ہیں کہ جس کا کام اسی کو ساجھے ۔

(قطع کلامیاں)

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! اس بات پر مناظرہ ہونا چاہئے ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! ان کا دنگل کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر خوراک ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! وہ دنگل مسٹر محمد حنیف نارو کی زیرنگرانی ہونا چاہئے ۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! مجھے ایک بہت ضروری بات کہنی ہے وہ یہ کہ میرے ایک فاضل رکن نے بھی یہاں کہا تھا کہ سٹوریج کا انتظام نہیں ہے تو گندم نہیں خریدنی چاہئے ۔ جناب والا ! مجھے اس سے بھی اتفاق

نہیں ہے ۔ کیونکہ میرے فاضل رکن کو یہ علم ہونا چاہئے کہ زمیندار اپنی پیداوار نہیں روک سکتا ۔ حکومت نے پیداوار کی خرید اور آٹے کی مناسب فراہمی کے لئے جو بھی ممکن اقدامات ہو سکتے تھے کئے اور کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں چھوڑا ۔ جو سکتا ہے وہ طاقت کے ہاتھ میں ہے ، جو انسان کر سکتا ہے اور جو بھی ہو بھی انسانی تمام اقدامات جناب والا ! کئے گئے ہیں ۔ شکریہ ۔

سید طاہراحمد شاہ : Sir, I am on a point of personal explanation

جناب والا ! سردار صغیر احمد صاحب نے مختصراً الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ جو استحصال پسند طاقتیں ہیں جن سے گورنمنٹ نے انڈسٹریز نیشنلائز کر لی ہیں ہم ان کو protect کرنا چاہتے ہیں ۔ میری تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں تھی ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ آپ لیں اور ضرور لیں مگر ان کو چلانے کے لئے دیانتدار آدمی تیار کریں ۔ اگر ایک بھی اور استحصال کرنے والے سے آپ حاصل کرکے ایک سرکاری افسر کے روپ میں اور ایک سیاسی بددیانت شخص کے روپ میں رہنے والے کو دیں گے تو یہ درست نہیں ہوگا ۔

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! فاضل رکن نے تقریر کرنی شروع کر دی ہے ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ان کی تقریر کا ریکارڈ نکالا جائے ۔ اگر انہوں نے یہ بات نہ کی ہو کہ وہ پرائیویٹ ایجنسیاں جو ان ملوں کو چلاتی تھیں ان کا کام بہتر طور پر ہوتا تھا ۔ تو کیا یہ وکالت نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر : دونوں فاضل اراکین تشریف رکھیں ۔ آج کا سیشن جب ختم ہو جائے تو ٹیپ نکال لیں گے اور آپ اس کے مطابق اپنا personal explanation دے دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میرے خیال میں سردار صغیر احمد صاحب ان آڑھتیوں میں آتے ہیں جو دلالوں کی صورت میں محکمہ خوراک کی ملی بھگت سے گندم سپلائی کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : It is too personal وزیر خوراک ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ جو بھی اپنے کاشتکار کا استحصال کر رہا ہے ۔ ہم ان کو neglect کرتے ہیں ۔ تو مجھے ان کی شکل دیکھ کر اور ان کی تقریر سن کر ان کے متعلق شک پیدا ہوگیا ہے ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں نے بھی تقریر کرنے کے لئے اپنا نام دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : میری لسٹ میں نہیں ہے ۔ اب وقت ہی نہیں ہے آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کا نام پکارا گیا تھا ؟

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میرا نام پکارا نہیں گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا نام لسٹ میں ہے ہی نہیں ۔ جو لسٹ مجھے دی گئی ہے ۔ اس میں آپ کا نام نہیں ہے ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا تھا ۔ آپ جانتے ہیں کہ کراچی جاتے ہوئے رحیم یار خان سے گزر کر جانا پڑتا ہے ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! یہاں یہ محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ کی نظر جناب حنیف نارو صاحب کے سر سے پھسل گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر خوراک ۔

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : بسم اللہ الرحمن ۔ یا یھا الذین آمنو کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم اولوا الدین والا قربین ۔ (قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Please show due respect to the recitation of the Holy Qur'an.

وزیر خوراک : جناب سپیکر ! اپنی سوچ کے مطابق میں نے وہ آیت مبارکہ تلاوت کی ہے جو حزب اختلاف کا مقصد پوری کرتی ہے ۔ اب میں اس کا ترجمہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اے ایمان والو انصاف کے ساتھ قائم رہنے والے بنو ۔ اللہ کے لئے گواہی دینے والے بنو چاہے وہ آپ کی ذات کے خلاف یا چاہے آپ کے والدین کے خلاف یا چاہے آپ کے عزیزو اقارب کے خلاف کیوں نہ ہو ۔ عربی کی آیت پاک تلاوت کرنے کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ پنجابی کا ایک محاورہ ہے کہ "چوراں نوں کوک چنگی نئیں لگدی"۔ اگر محکمہ خوراک آٹے کی سپلائی یا آٹے کی کوالٹی میں کسی قسم کا کوئی نقص ہوتا تو میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ حزب اقتدار کی طرف سے حزب اختلاف کو کبھی یہ موقع فراہم نہ کیا جاتا کہ وہ اس موضوع کو دو گھنٹے یا چار گھنٹے یا آدھ

گھنٹے کے لئے زیر بحث لا سکے ۔ جناب والا ! میں اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ یہ دعویٰ سے کہتا ہوں اور حقائق آپ کے سامنے میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ بنیادی باتیں ، وہ خرابیاں یا وہ نقائص جو اس معزز ہاؤس میں ہماری اصلاح کی نیت سے لانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ میں وہ یقیناً دور کرنے کی کوشش کروں گا اور وعدہ کروں گا بشرطیکہ جو حقیقتیں ہیں وہ خاموشی سے ، انصاف سے اور صبر سے سننے کی حزب اختلاف زحمت گوارا کرے ۔ جناب والا ! سید تابش الوری صاحب نے اپنے آغاز تقریر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ۔ ممبر ایک خوراک یعنی گندم کی خرید اور اس کے بعد اس کی ملوں کو ترسیل برائے آٹا اور اس کے بعد اس کی تقسیم یعنی اس کی distribution ۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ انہوں نے مل کارپوریشن اور محکمہ خوراک کے ذمے جو فرائض ہیں انہیں stream-line کرنے کی کوشش کی ہے ۔ میں اس سلسلے میں اسی روشنی میں اپنی گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سالوں میں اس ملک کے اس صوبے کی کل پیداوار 55 لاکھ 75 ہزار تین سو ٹن تھی ۔ اس سلسلے میں حکومت نے جو گندم خرید کی ہے وہ 8 لاکھ 13 ہزار 453 ٹن تھی اور اس کے علاوہ 1974.75ء میں پنجاب کی پیداوار 56 لاکھ 94 ہزار دو سو ٹن تھی ۔ ہماری حکومت نے جو خرید کی وہ تعداد 8 لاکھ 80 ہزار دو سو بیس ٹن تھی ۔ اس کے علاوہ اس سال جیسا کہ تابش الوری صاحب نے فرمایا 1975.76ء میں صوبہ پنجاب کی پیداوار کا تخمینہ 62 لاکھ 2 ہزار لگایا گیا اور تاحال ہم نے اس کی procurement 17 لاکھ 83 ہزار ٹن کی ہے تو جناب والا ! میں فخر سے کہتا ہوں اور دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ پچھلے سال کی نسبت امسال پیداوار میں اضافہ ہوا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے اس سال ہم نے procurement 10 لاکھ ٹن زیادہ کی ہے ۔ جناب والا ! procurement اور خرید کے سلسلے میں کافی دوستوں نے اعتراضات کئے ہیں ۔ جناب طاہر احمد شاہ نے بھی کافی اعتراضات کئے ہیں ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں سید طاہر احمد شاہ صاحب کی خدمت میں دعویٰ سے یہ بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آج تک کسی بھوانی کی مثال اگر انہوں نے دی ہو اور اس پر ایکشن نہ ہوا ہو تو

اس کے لئے میرا ذاتی گریبان ان کے سامنے ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور اگر اس سلسلے میں انہوں نے کسی قسم کی کوئی شکایت کی ہے اور اس پر عمل درآمد ہوا ہو پھر تو وہ حق بجانب نہیں تھے کہ اس قسم کے اعتراضات نکالتے۔

جناب والا! یہاں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ محکمہ خوراک مفاہمت کے ہاتھ کاشتکار کو صحیح قیمت نہیں دیتا رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ پیش کرنے کو تیار ہوں اور یہ فگرز فراہم کرنے کی جرأت کر رہا ہوں کہ 75 فی صد گندم محکمہ خوراک نے کاشتکار سے براہ راست خریدی ہے۔ 25 فی صد گندم ڈیلروں اور آڑھتیوں کی معرفت خریدی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ محکمہ اپنی ملی بھگت سے ایسا کرتا ہے۔ ہاں البتہ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میرا تمام محکمہ خوراک جس پر گندم کی خرید و فروخت کی ذمہ داری تھی وہ اس کام پر ڈٹا رہا۔ میں ان سے یہ اتفاق کرتا ہوں۔ تمام کا تمام محکمہ دیانتداری کا مظاہرہ نہیں کر سکتا لیکن ہر شخص کے لئے قانون موجود ہے۔ اگر کہیں کسی قسم کی بددیانتی کی مثال ہمارے سامنے آئی ہے تو خدا گواہ ہے کہ میں نے اپنے ضمیر کو اس سے اجلا رکھا ہے اور میں نے اس کو حتی المقدور قوانین اور قواعد و ضوابط کے مطابق سزا دینے کی کوشش کی ہے۔

جناب والا! آٹے کی کوالٹی، procurement اور اس قسم کی دوسری باتیں بالکل صحیح ہیں۔ کہا گیا کہ پستی گندم یعنی درآمدی گندم دوسرے صوبوں کو lift کر رہے ہیں۔ لیکن جناب والا! اس کے ساتھ ہی پہلے اعتراض لگانے والے ساتھی یہ بھول گئے کہ اگر گندم درآمد ہوتی ہے تو اس پر ہمیں کتنا زر مبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہم اس میں اب نقد قیمت ادا کر کے درآمدی گندم خرید رہے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے امسال بقول سردار صغیر احمد صاحب procurement زیادہ ہوئی ہے تو یہ ایک فخر کی بات ہے یہ اعتراض نکالنے والی بات ہرگز ہرگز نہیں تھی۔

جناب والا! میں قلور ملوں کے بارہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے 62 ملوں کو قومی تحویل میں لیا ہے بعد ازاں اوکاڑہ پولیس

فاؤنڈیشن مل کو واپس کر دیا گیا اور ایک اور مل لائل پور فوجی فاؤنڈیشن کو واپس کر دیا گیا ۔ دوسری ملیں قومیانے کے وقت زیر تعمیر تھیں تاحال تکمیل نہ ہو سکیں ۔ لاہور کی ایک فلور مل میں بجلی کے سرکٹ کو آگ لگ گئی تھی اور کافی نقصان ہوا تھا ۔ میں سید تابش الوری صاحب کی خدمت میں استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ 48 کی بجائے حکومت کی تحویل میں 57 ملیں کام کر رہی ہیں ان ملوں میں سات ہزار 78 ٹن روزانہ تین شفٹوں کی گنجائش موجود ہے اور ایک لاکھ 84 ہزار ٹن کی گنجائش موجود ہے کہ کہیں کسی قسم کی shortage پیدا نہ ہو ۔ جناب والا ! قومیانے کے بعد آٹے کے معیار میں کمی نہیں آئی ہے ۔ آٹے کا معیار اور کوالٹی پہلے سے بہتر ہے اور صارفین کو اچھا آٹا فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے یہ ہرگز ہرگز غلط ہے کہ ملوں میں کسی قسم کی آٹے میں ملاوٹ ہوتی ہے ۔ جناب والا ! یہ پروسسنگ پلانٹ ہے جب گندم پروسسنگ پلانٹ میں ڈالتے ہیں تو اس میں سے مٹی اور ریت ایک طرف ہو جاتا ہے اور یہ امکان نہیں ہو سکتا کہ کسی قسم کی ملاوٹ اور اس قسم کی کوئی اور چیز آٹے میں آئے ۔ سید تابش الوری کا یہ اعتراض کہ آٹے کی کوالٹی اچھی نہیں ہے وہ اس میں حق بجانب نہیں ہیں ۔ انہوں نے روٹی پلانٹ کا ذکر کیا ہے ۔ میں اس سلسلے میں دو چیزیں واضح کر دینا چاہتا ہوں ۔ ایک تو ہم روٹی پلانٹ کو آٹا فراہم نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ ہمیں آٹا subsidised rates پر فراہم کیا جاتا ہے جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ صوبائی حکومت آٹھ روپے اور فیڈرل حکومت پانچ روپے من کے حساب سے امداد دیتی ہے اور روٹی پلانٹ ایک کمرشل ادارہ ہے ۔ اس لئے اسے ہم آٹا سپلائی نہیں کر سکتے ۔ دوسرا سوال پسائی کے متعلق کیا گیا ہے تو میں تابش الوری صاحب کی خدمت میں آپ کے توسط سے استدعا کرتا ہوں کہ ہم پسائی فلور ملوں کی کارپوریشن کی پرمیمر مل سے کرا رہے ہیں اور آٹے کی پسائی میں محکمہ فوڈ کا ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ ایک تجارتی ادارہ ہے ۔ اس لئے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ جناب والا ! پچھلے دنوں جناب وزیر اعظم کی ہدایت کے متعلق جب وہ یہاں تشریف لائے تھے ۔ انہوں نے سختی سے کہا تھا کہ میں نے قوم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ آٹے میں سے غذائی اجزا نہ نکالے

جائیں اور خالص آٹا قوم کو فراہم کیا جائے۔ اس کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اس لئے اگر کسی نچلے لیول پر کسی نے اس میں کوئی کوتاہی کی ہوگی تو میں بطور وزیر خوراک اس سے سختی سے نپٹوں گا اور اسی طرح میں نے یہ حکم دیا ہے کہ سابقہ سالوں کی طرح پانچ فی صد جو آٹے میں پیسا جاتا تھا۔ ایک حکم کے مطابق ختم کر دیا گیا ہے اور اب خالص گندم کا آٹا صارفین کو فراہم کر رہے ہیں۔ اس مرتبہ نزول رحمت جو تھی وہ زحمت کی شکل اختیار کر گئی تھی اور مجھے معلوم ہے کہ حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھنے والے ساتھیوں کی ذاتی فصلیں کھیتوں میں پڑی بھیگ گئی تھیں۔ انہوں نے خود کیوں اس کا علاج نہیں کیا؟ سوال یہ ہے کہ ہم حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں اور ہمارے پاس 6 لاکھ ٹن سٹور کرنے کی گنجائش تھی۔ ہم نے خدا کے فضل و کرم سے 14 لاکھ ٹن گندم حاصل کی اور اس طریقے سے ہم نے اس کو سٹور کیا ہے کہ ہم نے اس کے لئے سکولوں کو بھی استعمال کیا۔ رائس ملوں، جیننگ فیکٹریوں کو بھی استعمال کیا اور جہاں کھلے سٹور تھے وہاں ترپالیں استعمال کی گئیں ہیں۔ تاکہ گندم خراب نہ ہو سکے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں damaged گندم کے اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں کہ صرف 73 ہزار ٹن گندم ڈیمیج ہوئی اور میں نے وہ آیت کریمہ اس لئے پڑھی تھی اور میں کوئی حقیقت اس ایوان سے چھپانا نہیں چاہتا۔ میں سب تکالیف اور نقائص اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں یہ حقیقت دعویٰ سے کہتا ہوں damaged گندم کا تناسب 05. فی صد بنتا ہے۔ جہاں اتنی زیادہ پروکیورمنٹ ہوئی ہو تو اس میں اتنا تناسب کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ لیکن اس کے ساتھ میں محترم وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ وہ گندم کو سٹور کرنے کے لئے رقم عطا کریں اور میں دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گندم کو زیادہ سے زیادہ سٹور کرنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں اور خدا کے فضل سے آئندہ سال کے اختتام پر صوبے میں تقریباً دس لاکھ ٹن سٹور کرنے کی گنجائش ہوگی۔ اس

سلسلے میں محکمہ کسی قسم کی کوتاہی نہیں برت رہا ۔ نہ اس قسم کی کوئی بات ہے ۔ جو گندم ڈیمیج ہوا ہے تو اس سلسلے میں نے سختی سے محکمہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس کو علیحدہ کرے اور جو گندم معیار کے مطابق نہیں ہے اور ناقابل استعمال سمجھا گیا ۔ اس کو ضائع کر دیا جائے ۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس سلسلے مجھے کوئی تشویش نہیں ہے ۔ کیونکہ 20 ۔ 30 ۔ 40 ۔ 50 ۔ 60 من گندم گھر کے استعمال کے لئے سٹور کی جاتی ہے تو اس کا نچلا حصہ یعنی نیچے کی گندم بھی ضائع ہو جاتی ہے ۔ میں یہ بات تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں کہ damaged گندم آٹے کی کوالٹی کو ختم کر دے گی ۔ لیکن اس کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی اور اپوزیشن کی طرف سے کوئی شخص میرے ساتھ چلے اور مجھے یہ ثابت کر دے کہ damaged گندم پیسا جا رہا ہے تو میں ہر سزا ماننے کے لئے تیار ہوں ۔ جناب والا ! مانگ کم ہوگئی راولپنڈی کے نوائے وقت میں کبھی یہ نکلتا ہے کہ مانگ میں کمی واقع ہوگئی اور کبھی فرما دیا جاتا کہ زیادہ ہوگئی ۔ میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں ۔ خدا بہتر جانتا ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آٹے میں کمی واقع نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی مانگ میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ ہاں ان جگہوں پر کمی واقع ہوئی ہے ۔ جہاں گندم بآسانی دستیاب ہے اور لوگ ڈپو پر سے آٹا نہیں لیتے یا گندم کی کٹائی کے وقت اُنہوں نے گندم خرید کر لی تھی وہ اب گندم کو پسا رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں حزب اختلاف کی نکتہ چینی کو خوش آمدید کہتا کہ جب وہ کسی قسم کا نقص میرے نوٹس میں لائیں اور پھر میں اپنے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں کوتاہی کروں ۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ عوام کے نمائندے ہیں اور وہ یہاں عوام کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ لیکن وہ عوام کی کیسی نمائندگی کرتے ہیں ۔ اگر میرے محکمے میں بدعنوانیاں ہیں تو وہ میرے نوٹس میں یہ بدعنوانیاں کیوں نہیں لائے ؟ اس لئے میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ نے مجھے بتایا ہوتا تو اس کا سدباب ہوگیا ہوتا ۔ جناب والا ! جب ہم نے اس کا چارج لیا تو فوراً بعد عیدالفطر آ گئی اور سوجی میدہ کے نرخ زیادہ ہوگئے ۔ پنجاب فلور مل کارپوریشن میں آٹھ ملیں سوجی میدہ پر لگی ہوئی تھیں ۔ ان میں سے 12 ملوں

کے ذمے یہ لگایا کہ وہ سوجی میدہ فراہم کریں اور خدا کے فضل و کرم سے دس ملیں سوجی میدہ بنا رہی ہیں اور میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہم نے دس ملیں اس لئے علیحدہ کی ہیں اور دوسری ملیں آٹا تیار کر رہی ہیں ۔ تاکہ کسی قسم کی قلت محسوس نہ ہو اور جس طرح چاہے مالکان کرتے تھے کہ وہ ہمیشہ میدہ سوجی کے نرخ بڑھا دیا کرتے تھے ۔ اب دس ملوں کے ذمے یہ کام سپرد کر دیا گیا ہے اور باقی ملیں آٹا بنا رہی ہیں ۔ جناب والا ! سردار صغیر احمد صاحب نے ایک بات فرمائی کہ یہ تحریک دراصل استحصال پسندوں کی ہے ۔ ممکن ہے اس قسم کی کوئی بات ہو لیکن میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ تحریک استحصال پسندوں کی طرف سے آئی ہے تو وہ اپنی بھول نکال دیں ۔ وہ وقت چلا گیا ، یہ ملیں اب حکومت کے پاس رہیں گی اور ہرگز ہرگز کسی قیمت پر بھی انہیں واپس نہیں کی جا سکتیں اور اس سلسلے میں وہ تمام ہتھکنڈے یا وہ تمام عناصر جو اس مخصوص پالیسی کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ، وہ اپنی بھول نکال دیں ۔ ان کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا اور قانون کے مطابق سختی سے ان کی سرکوبی کی جائے گی ۔ جناب والا ! میں ایک بات سرپلس کوالٹی کے بارے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کارپوریشن نے کوالٹی کنٹرول کرنے کے لئے مینیجر مقرر کر دیئے ہیں اور اس کے علاوہ محکمہ خوراک اور کارپوریشن نے مل کر انسپیکشن ٹیمیں بنا دی ہیں کہ جہاں جہاں ہمارے پی آر ٹی سی کے ہمارے ریزرو اور سٹوریج گندم کے ہیں ، وہاں جا کر معائنہ کریں اور صرف وہی گندم جو segregated ہو اور جس میں دانہ برابر بھی ملاوٹ نہ ہو اور جس میں ایک دانہ بھی damaged نہ ہو ، سپلائی کی جائے اور وہی صارفین کو دینے کے لئے ملوں کو تقسیم کی جائے ۔ جناب والا ! میں دعویٰ اعتماد اور یقین سے یہ بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آٹے کی کوالٹی میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ، اگر کسی قسم کی کوئی کمی ہے ، انہوں نے moisture کی نشاندہی کی ہے ، یہ بات میں مان لیتا ہوں ۔ اگر کسی مل کے processing plant میں کسی قسم کی کوئی کمی یا فنی خرابی واقع ہو جائے ، گندم زیادہ دیر تک بھیگ جائے تو اس کا دم اور اس کی پسائی کا وقفہ زیادہ لمبا نہ ہو سکے تو moisture contents زیادہ ہو جائے

ہیں۔ لیکن میں نے محکمہ خوراک کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر ملز کے لئے moisture metre مہیا کرے اور اس میٹر کی چیکنگ کے مطابق رول میں ریکارڈ رکھیں۔ جناب والا! ہم ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ تمام تکالیف اور تمام مشکلات پر باسانی قابو پایا جا سکے۔ جناب والا! اس کے علاوہ کارپوریشن ایک investment plan بنا رہی ہے کہ ایسی ملیں جن کی مشینری خستہ ہو چکی ہے یا جن کی مشینری میں نقص واقع ہو چکے ہیں یا ان ملوں کے چلانے سے آٹے کی کوالٹی تھوڑی سی خراب ہو سکتی ہے تو اس پلان کے بنانے کے بعد وہ اس پر invest کرے گی اور وہ تمام مشینری ختم کر کے اس کی جگہ ہم نئی مشینری لگائیں گے تو انشاء اللہ یہ کارپوریشن نئی مشینری لگائے گی اور اگر کسی مشینری میں معمولی نقائص نظر آئیں گے یا آ رہے ہیں تو اس خرابی کو رفع کرنے کے لئے انتظامات بھی کارپوریشن کے پیش نظر ہیں اور یہ کام بھی کارپوریشن کر رہی ہے۔ جناب والا! ان تمام معروضات کے ساتھ ساتھ میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کارپوریشن اپنی ایک ٹیسٹنگ لیبارٹری قائم کرنے کا انتظام کر رہی ہے جو آٹے کا نمونہ چیک کرے گی۔ تاکہ ہر مل کے لئے ہر ہفتہ میں کم از کم دوبارہ چیکنگ کا انتظام ہو سکے اور آٹے کی کوالٹی چیک کی جا سکے اور اس کے contents کی چیکنگ کا مناسب بندوبست کیا جا سکے، جو محکمہ کے لوگ کسی قسم کی خرابی کا باعث ہوں گے ان کا محاسبہ کیا جائے گا۔ جناب والا! اکتوبر میں 61 نمونے حاصل کئے گئے اور یہ اطمینان کی بات ہے کہ وہ تمام نمونے پاس ہوئے اور ان میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں پایا گیا اور اگر moisture decomposition یا اس قسم کی کوئی خرابی ہے تو اسے رفع کیا جائے گا۔ پچھلے دنوں مجھے ایک جگہ چیکنگ کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں حسن ابدال میں گیا۔ وہاں مجھے کچھ دوستوں نے شکایت کی کہ moisture contents زیادہ دئے جا رہے ہیں، آپ موقع پر چلیں اور ذرا چیک کریں، وہاں گوردوارہ پنجہ صاحب کے ساتھ ہی ایک ڈپو تھا، میں نے وہاں جا کر چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ اس ڈپو والے نے صرف ایک دن پیشتر 40 بوریاں آٹا سپلائی کیا ہے۔ میں نے شکایت کرنے والے سے پوچھا کہ اس آٹے میں

moisture کہاں ہے - میں نے حقیقت میں visual inspection کی تو مجھے کوئی moisture نظر نہ آیا ، اس کے باوجود میں نے وہ سیمپل لے لیا اور - - -

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! کیا moisture metre کے بغیر بھی کوئی پیمانہ ہے جس سے moisture چیک کی جا سکے ؟

مسٹر سپیکر : اگر وہ نہ ہو تو یہ پتا کیسے چل سکتا ہے - جو شکایت کرتے ہیں کیا وہ یہ میٹر ساتھ لے کر جاتے ہیں ؟ اس لئے اس کا اطلاق تو دونوں جانب ہو سکتا ہے -

وزیر خوراک : جناب والا ! اس کے علاوہ اتفاق کی بات ہے کہ اس کے بالکل ہی بالمقابل ایک اور ڈپو پر پانچ بوری آٹا پڑا تھا - جب راشن ڈپو والے سے پوچھا گیا کہ آپ نے وہ آٹا مل سے کب حاصل کیا تو یہ ایمانداری کی بات ہے کہ اس نے بتایا کہ وہ آٹا آٹھ (8) یوم پیشتر مل سے اٹھا کر لایا تھا - میں نے اس آٹے کی بھی کی موقع پر چیکنگ کی تو مجھے اس میں کسی قسم کا کوئی نقص نظر نہ آیا -

مسٹر سپیکر : یہ جو moisture کی شکایت کرتے ہیں - کیا اس سے آٹا خراب بھی ہو جاتا ہے ؟ شکایت تو غالباً انہوں نے یہ کی ہے کہ moisture سے وزن بڑھ جاتا ہے اور بعد میں دوکانداروں کے ہاں وزن کم ہو جاتا ہے - انہوں نے اس کی کوالٹی کے متعلق نہیں کہا -

وزیر خوراک : جناب ! میں تمام تفصیلات بتا رہا ہوں - سابقہ انتظامیہ moisture contents بڑھا دیتی تھی اور اس سے وزن میں بیشی ہو جاتی تھی - جناب سپیکر ! آپ بھی کچھ عرصے کے لئے وزیر خوراک رہے ہیں - آپ کو ان تمام شرارتوں کا علم ہے -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : وہ فوڈ منسٹر نہیں بلکہ فوڈ ایڈوائزر رہے ہیں -

وزیر خوراک : جناب والا ! اس میں واقعی بے ایمانی ہوتی ہے اور moisture سے وزن زیادہ ہو جاتا ہے اور دو تین دنوں کے بعد آٹے کی کوالٹی میں فرق آنا شروع ہو جاتا ہے ، یہ حقیقت ہے - کیونکہ پھر اس میں سے بو

آٹا شروع ہو جاتا ہے اور آٹے کی decomposition شروع ہو جاتی ہے۔ یہ تو ٹھیک بات ہے، لیکن moisture کا جو پیمانہ کر سکتا ہے وہ ہم مہیا کر رہے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا پیمانہ تو خود انسان کا ضمیر ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میرا ضمیر اس سلسلے میں صاف ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اس محکمہ کی اصلاح کروں۔ میں نے کبھی کسی غلط کار شخص کو نہیں بخشا۔ میں یہ چیلنج کرتا ہوں اس ایوان میں کہ کوئی دوست آ کر یہ کہیں کہ انہوں نے کسی قصوروار شخص کی نشان دہی کی ہو اور ہم نے قانون کے مطابق اس کا محاسبہ نہ کیا ہو۔

مسٹر سپیکر: آج کی یہ بحث 10-12 پر شروع ہوئی تھی۔ اس لئے یہ 10-2 پر ختم ہوگی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں نے کبھی نہیں کہا کہ مجھے جناب لشاری صاحب کی دیانتداری یا شرافت پر کوئی شبہ ہے۔ مگر میں جو بات کر رہا ہوں وہ اس corrput سوسائٹی corrput افسران یا ایوان یا افراد سے متعلق ہے اور میرا دوسرا پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن یہ ہے کہ لشاری صاحب نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ میں نے عوام کی نمائندگی کا دعویٰ تو کیا ہے۔ لیکن میں نے اصل میں عوام کی نمائندگی نہیں کی۔ اس ضمن میں میں یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ ہم روزانہ اس ایوان میں انتظامیہ کی خامیوں کی، سوالات کے ذریعے سے یا تحریک التواء کار کے ذریعے سے کسی نقص یا کسی خامی کی یا کسی بد دیانتی کی یا کسی غلط منصوبہ بندی کی نشان دہی کرتے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی سوالیہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس معزز ایوان کے سامنے جب ہم کوئی شکایت پیش کرتے ہیں، تحریری یا تقریری طور پر، تو یہ انسانی فطرت ہے کہ جس افسر کے خلاف کسی قسم کی نشان دہی کی جائے گی تو کبھی وہ نے اپنے آپ کو جوڑ نہیں سکتا، وہ اپنا جواب اپنے حق میں مرتب کر کے بھیج دیتے ہیں۔ میں یہ بات وثوق اور یقین سے کہتا ہوں کہ فاضل وزیر صاحبان، کام نہیں تو کم از کم کچھ ایسے ضرور ہیں جو چیک کرانے کے بجائے، جب ہم معاشرے کی کمیوں یا [illegible] کو کرنے کی [illegible] میں کرتے ہیں تو چاہتے ہیں

کے کہ وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کریں ۔ ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ اس کو پورے طریقے سے cover دیا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

بیگم رعنائہ سرور (شہید) : جناب سپیکر ! کیا آپ نے انہیں تقریر کا حق دے دیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ ایک ذاتی وضاحت کر رہے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب ! عالم جب یہ ہو کہ بد دیانت نوکر شاہی کے کارندوں اور اہل کاروں اور انتظامیہ کے افراد کو یہاں عوامی حکومت کے منسٹر، عوامی منسٹر عوامی نمائندوں کے روپ میں جب اپنے ہی ساتھیوں کی بات کو جو نہایت وثوق سے کہتے ہیں، ان کے خلاف ایکشن لینے کی بجائے ان کو protect کرتے ہیں تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ بعض وزرائے کرام ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ان کی ملی بھگت سے یہ سارا ڈرامہ رچایا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ غیر متعلق ہے ۔ سینئر منسٹر ۔ دس منٹ ؟

وزیر خوراک : جناب سپیکر ! اگر آپ اجازت دیں تو چیکنگ کے بارے میں کچھ فگرز میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ضرور کریں ۔ کیوں نہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اگر مناسب سمجھیں تو چوکر کے متعلق بھی فرما دیں ۔ پہلے سولہ روپے بوری تھا اور اس وقت نیشنلائزیشن کے بعد اٹھائیس روپے ہو گیا ہے ۔ یہ بڑا ضروری جزو ہے ۔

وزیر خوراک : جب موقع آیا ، تو انشاء اللہ چوکر کی بات بھی کریں گے ۔

جناب والا ! کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ الفورسمنٹ ٹیموں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں اور چیکنگ کے طریق کار کو زیادہ stop up کریں ۔ مل سے جب آٹا روانہ ہوتا ہے اور ڈپو تک پہنچتا ہے ۔ اس درمیانی عرصے میں ، اور پھر ڈپو سے اس کی تقسیم تک بھی اس کی چیکنگ بدستور کی جائے تاکہ کسی کو کسی قسم کی mal-practice کا موقع نہ مل سکے ۔ اس کے علاوہ محکمہ خوراک اور کارپوریشن مل کر ایک منصوبہ مزید بنا رہی ہے کہ کن طریقے سے تمام برائیوں کا سدباب ہو سکتا ہے کہ کسی قسم کی شکایت پیدا ہونے کا

ممکن نہ رہے ۔ جناب والا ! ساتھ ہی میں یہ اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جولائی 1976 سے اکتوبر 1976 تک 834 راشن ڈپو چیک ہوئے ۔ 172 ایسٹیبلشمنٹیں چیک کی گئیں اور 64 ملوں کے نمونے چیک کئے گئے ۔ 64 ملوں سے میرا مطلب یہ ہے کہ چونسٹھ بار ہم نے مختلف ملوں کو چیک کیا ہے ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ دو ڈپو کینسل ہو گئے ہیں ۔ پچاس ڈپو ہم نے معطل کیے ہوئے ہیں اور پچیس ہزار تین سو پچیس روپے کی سیکورٹی ہم نے بحق سرکار ضبط کی ہے ۔ اور ہم نے قصور وار لوگوں کو ایک لاکھ پچیس ہزار روپے جرمانے کیے ہیں ۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ روپے کی رقم کی ایسی ہراپرٹی جسے کیس پراپرٹی کہا جاتا ہے ، ہم نے بحق سرکار ضبط کی ہے ۔ جناب والا ! اختتام پر میں آپ کی وساطت سے ایوان کی خدمت میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی وہ کہیں کسی قسم کی برائی دیکھیں ، میرے نوٹس میں لائیں ۔ خدا کے فضل سے امن کا سدباب ہوگا ۔ شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : سینیر منسٹر ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! مجھے نہایت ہی مختصر گزارشات کرنی ہیں ۔ میں آپ کا اور فاضل اراکین حزب اختلاف کا شکر گزار ہوں کہ اس بحث کو جناب والا ! نے بہت اچھی طرح چلایا ہے ۔ فاضل اراکین نے اپنی رائے دی اور صورت احوال میں بہتری کی جو ضرورت ہے ، جس کی نشان دہی کی گئی ہے ، ہم وہ انشاء اللہ کرنے کی کوشش کریں گے ۔ آج سے تقریباً پینتالیس سال قبل اکبر الہ آبادی نے وزیر خوراک صاحب کی حالت بیان کرتے ہوئے یہ کہا تھا :

کیا خبر خلد سے کیوں حضرت آدم نکلے
ہم تو مصروف ہیں گیہوں کی خریداری میں

ہماری حکومت اب تک ستر لاکھ بیاسی ہزار ٹن گندم خرید چکی ہے اور یہ اور چیزوں کے علاوہ خود ایک ریکارڈ ہے ، آل ٹائم ریکارڈ ہے ۔ آج تک کبھی کسی حکومت نے اتنی بڑی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لی ۔ ہمارا ٹارگٹ اسی لاکھ ٹن کا ہے ۔ ہم اپنا کام کرنے میں کامیاب کیوں ہوئے ؟ یہی [illegible]

اپنا کیوں نہ کر سکیں ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ گندم کی پیداوار کبھی اتنی نہیں ہوئی ۔ اس فصل میں کوئی ڈیڑھ لاکھ ٹن ہوئی تھی اور اس کی دو بڑی وجوہات ہیں ۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے گندم کی قیمت بڑھائی ۔ جب ہماری حکومت بنی تو گندم کی قیمت ، گندم کی procurement price ستر، روپے فی ہوتی تھی ۔ اس بار پینتیس روپے ہے ۔ میں نے حساب کیا ہے ۔ جناب والا ! یہ 217 فی صد اضافہ ہوا ہے ۔ 217 فی صد اضافہ ۔ یہ کاشتکار اور زمیندار کو سب سے بڑا ڈائرکٹ incentive دیا گیا ہے کہ اگر وہ زیادہ گندم اگائے تو اسے زیادہ قیمت ملے گی ۔ تو ہماری حکومت کے تقریباً پانچ سالوں میں 217 فی صد اضافہ ہوا ہے ۔ اس کے علاوہ دوسری رعایتیں ہیں جو ہم بلا واسطہ طور پر دیتے رہے ہیں ۔ میں صرف 1976-77ء کا ذکر کروں گا کہ ہم پندرہ کروڑ روپے زرعی ساز و سامان ، کرم کش ادویات ، کھاد بیج اور ٹیوب ویل میں سبسڈی کے طور پر دیں گے ۔ ان دو طریقوں کی وجہ سے ، کہ ہم ہر سال براہ راست اس کی جنس کی قیمت بڑھاتے جا رہے ہیں ، یہ ایک بہت بڑا incentive ثابت ہوا ہے اور دوسرے جو ہم بلا واسطہ زمیندار اور کاشتکار کو رعایتیں دیتے ہیں ۔ یہ ہمارے دو اقدامات ہوئے جن سے ہم اس قابل ہوئے کہ گندم کی پیداوار زیادہ ہوئی اور ہم زیادہ حاصل کر سکے ۔ جہاں تک عوام کو سستے داموں فراہم کرنے کا تعلق ہے ! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت اس چیز سے بہت زیادہ آگاہ ہے ۔ جب جناب والا ! ایڈوائزر تھے ، خوراک کی اس وقت تنگی ہوئی ، خاص کر فروری 1972ء میں ، تو اس وقت ہمارے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے ایک بات کہی تھی ۔ انہوں نے کہا تھا ، آپ لوگوں کی کوئی بھی چیز آزما سکتے ہیں ، stomach نہیں آزما سکتے ۔ تو یہ چیز اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ ہماری حکومت ، ہمارے قائد آٹے کی ، گندم کی اہمیت سے کس قدر آگاہ ہیں ۔ اکبر الہ آبادی نے بھی اس کی اہمیت کچھ یوں ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی :

مل کا آٹا ہے نل کا پانی ہے
آب و دانے کی حکم رانی ہے

حقیقت میں ہم جہاں بھی جاتے ہیں ، یہی آب و دانے کی حکم رانی ہی نظر آتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ عام آدمی 24.80 روپے کی جس قیمت پر آٹا

خریدتا ہے تو اس میں 13.80 روپے حکومت کی خاص رعایت موجود ہوتی ہے۔ یہ رعایت مرکزی اور صوبائی حکومت کی ملا کر ہے۔ 13.80 روپے ایک من میں اور اس سال ہم نے اس مد میں چھبیس کروڑ روپے رکھے ہوئے ہیں۔ ہم گندم سبسڈائز کر کے عوام کو فراہم کریں گے۔ جناب والا! اس کے بعد ایک اور بہت بڑی چیز ہے سمگلنگ کی روک تھام۔ ہمارے ملک میں یہ بھی مصیبت رہی ہے کہ بہت سی اشیا سمگل ہو جاتی تھیں۔ ہم نے اس کی طرف زبردست توجہ کی ہے۔ اس موجودہ سال میں جو بجٹ آ رہا ہے۔ سمگلنگ کے انسداد کے لئے میں نے بطور وزیر خزانہ تقریباً گیارہ لاکھ کے خرچ پر ان کو اضافی عملہ فراہم کیا ہے جس میں 266 عملے کے ارکان ہیں۔ ایک ڈی آئی جی صاحب کی سربراہی میں چار مجسٹریٹ ہیں جو ان کیسوں کا فیصلہ کرتے ہیں اور خود محکمہ خوراک کے عملے میں بھی ہم نے اضافہ کیا ہے چالیس ملازمین کا اضافہ کیا ہے۔ تاکہ یہ بہتر طور سے کام کر سکیں اور عوام کو ان کی ضرورت کی چیز بہتر طور سے فراہم کی جا سکے۔ اس کے علاوہ ایک کی جو چیزوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ میں ان کی تردید کرنا چاہتا ہوں۔ مثلاً یہ کہ دوسرے صوبوں نے گندم اس لئے نہیں اٹھائی کہ حکومت پنجاب کارکردگی سے وہ مطمئن نہیں یا گندم غیر معیاری ہو گئی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ جناب والا! ہم 73 کروڑ 95 لاکھ تقریباً 74 کروڑ روپے کی گندم آزاد کشمیر، فوج، بلوچستان اور صوبہ سرحد کے پاس بیچ چکے ہیں۔ لیکن اس کی جو وجوہات تھیں کہ وہ نہیں لے جا سکے۔ ایک وجہ جناب والا! ریلوے ویگنیں کافی تعداد میں مہیا نہ ہو سکیں۔ میں نے پہلے بھی ایک تحریک التوا پر جناب کو عرض کیا تھا کہ بہت سی competing demands ہوتی ہیں۔ ریلوے ویگن پر کوئلہ بھی لے جانا ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر پنجاب میں سٹوریج کی کمی ہے تو دوسرے صوبوں میں کیوں کمی نہیں؟ بعض صوبوں نے اپنی سٹوریج کی کمی کی وجہ سے اپنی ساری گندم نہیں اٹھائی جتنی انہیں allocate کی گئی تھی۔

سپیکر: ٹائم میں پانچ منٹ کا اور اضافہ کر دیا گیا ہے۔

وزیر خزانہ : اور دوسری بات یہ کہ اگر پنجاب میں سٹوریج کی کمی ہے تو دوسرے صوبوں میں کیوں کمی نہیں تو اصل میں یہ دوسرے صوبوں میں سٹوریج کی کمی کی وجہ ہے کہ انہوں نے وہ ساری گندم نہیں اٹھائی جتنی ان کو دی گئی تھی ۔ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے ۔ سب سے اچھے انتظام پنجاب میں ہیں تو اگر پنجاب میں آج ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جہاں ذخیرہ کرنے کی گنجائش کافی نہیں ہے تو دوسرے صوبوں میں اس سے بھی کم ہے یہ دو وجوہات ہیں جن کی وجہ سے وہ مطلوبہ مقدار جو فوج آزاد کشمیر بلوچستان اور سرحد کے لئے مختص کی گئی تھی نہیں اٹھائی گئی ۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ہماری پالیسی ناکام رہی ہے اور گندم مہنگی ہوگئی ہے ۔ اس لئے وہ نہیں لے رہے ۔ دوسری بات جناب والا ! جس کی میں تردید کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم گندم کا ذخیرہ بڑھانے کے لئے توجہ نہیں دے رہے ؟ یہ بالکل غلط بات ہے اور اس سال کے شروع میں میں نے بطور وزیر خزانہ 4 کروڑ روپے اس مد میں رکھے تھے جب کہ پچھلے سال اس کے لئے صرف پچاس لاکھ روپے تھے ۔ اس سال ہم نے 4 کروڑ روپے رکھے ہیں ۔ گویا کہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہماری حکومت پہلے ہی سے اس بات کی خواہش رکھتی ہے کہ خوراک کے ذخیرہ کرنے کے ذرائع مہیا کئے جائیں ۔ دوسری بات جناب والا ! جو میں تردید کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل وزیر خوراک یہ بات کہہ نہیں سکے کہ روٹی پلانٹ اس وجہ سے کسی اور مل سے نہیں لیتا کہ ہمارا آٹا ناقص ہوتا ہے بلکہ یہ کہ اس میں تین فی صد bran extraction کرواتا ہے ۔ تو اس کو وہ آٹا نہیں چاہئے جو آٹا ہول سیل ہم عوام کو دیتے ہیں تو اس کی اور کوئی وجہ نہیں ہے ۔ سوائے اس کے کہ وہ تین فی صد whole wheat کرواتے ہیں ۔ آخر میں جناب والا ! میں اپنی بات کو اس طرح ختم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ سرکاریت کی بجائے تجارتی بنیادوں پر یہ کام کیا جائے ۔ میں جناب والا ! اس بات کی زبردست اپوزیشن کرتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس میں تجارت کھلی کر دی جائے تو گندم کے آٹے کی زبردست ذخیرہ اندوزی لوگ کریں گے ، چور بازاری ہوگی اور اس کے بھاؤ بہت بڑھ جائیں گے ۔ نہ صرف یہ کہ عوام کو گندم اور آٹا نہیں مل سکے گا ۔ بلکہ

جناب والا! ارکنا مکین کا یہ اصول ہے کہ جو staple food ہوتی ہے۔ اس کی مہنگائی باقی تمام اشیاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر آج آٹے کا بھاؤ کچھ روپے دس یا بیس روپے بڑھ جائے تو آپ دیکھیں گے کہ سارے معاشرے میں ساری مارکیٹ میں ایک ہنگامہ ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ اکثر لوگوں کی آمدنی کا ساٹھ ستر فی صد اسی مد میں خرچ ہوتا ہے تو اس لئے میں اس کی زبردست مخالفت کرتا ہوں کہ اس کو کھلی تجارت میں اور نجی شعبہ میں دے دینا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام بہت زبردست مصیبتوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ہاں یہ جو آپ نے سرکاری تجارت میں اور عوام کو فراہمی میں جو نقائص بیان کئے ہیں۔ ان میں ہم بہتری پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ جناب والا! میں آپ کا اور فاضل اراکین حزب اختلاف کا بہت بہت شکر گزار ہوں بہت بہت شکریہ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned, it shall re-assemble at 9.00 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 17 نومبر 1976ء بروز بدھ 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔

[illegible] کی اسمبلی [illegible]

[illegible] اسمبلی [illegible] کا [illegible]

بتاریخ 7 [illegible] 1976ء

(چہار شنبہ ۔ 24 ذیقعد 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح [illegible] سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

منڈی بہاؤالدین اور مانگٹ کے درمیان گورنمنٹ ٹرانسپورٹ بس سٹاپ کا قیام

*7083 (ب) ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع جھولانہ (تحصیل پھالیہ ضلع گجرات) جو منڈی بہاؤلدین اور مانگٹ کے درمیان واقع ہے پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ بس کا سٹاپ نہیں ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ موضع میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کا سٹاپ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈئیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) موضع جھولانہ میں request stop قائم کر دیا گیا ہے ۔

سینماؤں میں ایئر کنڈیشنڈ چارجز کی وصولی

*7482 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور شہر کے بیشتر سینما گھروں میں صرف موسم گرما میں ایئر کنڈیشنڈ پلانٹ کام کرتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موسم سرما میں مذکورہ سینما گھروں کو گرم رکھنے کا کوئی بھی بندوبست نہیں ہوتا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سینما مالکان موسم سرما میں بھی سینما بینوں سے ایئر کنڈیشنڈ کے پیسے وصول کرتے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سینما گھروں کے مالکان کو موسم سرما میں ایئر کنڈیشنڈ چارجز

وصول کرنے سے روکنے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف) جی نہیں ۔ جن سینما گھروں میں موسم گرما میں ایئر کنڈیشننگ پلانٹ چلتے ہیں ان میں موسم سرما میں ہال کو گرم کرنے کا انتظام بھی موجود ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ ماسوائے درج ذیل سینماؤں کے لاہور شہر کے باقی تمام سینماؤں میں موسم سرما میں ایئر کنڈیشننگ کا خاطر خواہ انتظام بھی موجود ہے :-

1 - شبنم ٹاکیز	2 - پاکستان ٹاکیز	3 - رٹز سینما
4 - ناولٹی سینما	5 - روز سینما	6 - نگار سینما
7 - پیراماؤنٹ سینما	8 - ریوالی سینما	9 - گلشن سینما
10 - سون لائٹ سینما	11 - لیزا سینما	12 - الممتاز سینما
13 - سٹی سینما	14 - سنگیت سینما	15 - اوم سینما

(ج) جن سینما گھروں میں ایئر کنڈیشننگ کا انتظام موجود ہے ۔ صرف وہی موسم سرما میں ایئر کنڈیشننگ سرچارج وصول کرتے ہیں ۔

(د) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سید ثابت الوری : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ انہوں نے ایئر کنڈیشن چیک کرنے کے لئے کیا طریق کار اپنا رکھا ہے ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! قواعد و ضوابط کے تحت سینماؤں کے ایئر کنڈیشن چیک کرنے کے اختیارات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور انجینئروں کے پاس ہیں جو وقتاً فوقتاً جا کر ان کا معائنہ کرتے ہیں ۔ ہر سینما میں مختلف قسم کے پلانٹ ہیں اور ہر پلانٹ کو علیحدہ علیحدہ دیکھا جاتا ہے اور ان کا جائزہ ماہرین کے ذریعہ لیا جاتا ہے ۔

"ایوان ملتان" کی عمارت کی تعمیر

79560 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان شہر میں ہال موج دریا کے

نزدیک ایک ایوان موسومہ "ایوان ملتان" تعمیر کیا جا رہا تھا جو کہ کئی سال گزرنے کے باوجود مکمل نہیں ہوسکا۔ کیا حکومت اس عمارت کو جلد مکمل کرانے کے احکامات جاری کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : اس سلسلے میں مناسب اقدام کیا جا رہا ہے ۔ "ایوان ملتان" کی تعمیر ملتان ڈویژن کی انتظامیہ کے ایماء پر 1968ء میں شروع ہوئی اور جب 47 فی صد کام مکمل ہوگیا تو ٹھیکیدار نے عدم ادائیگی کی بنا پر تعمیر بند کر دی ۔ اب تقریباً چھ سال کے بعد اس عمارت کی تعمیر نو کے بارے میں بڑی سرگرمی سے کارروائی کی جا رہی ہے ۔ چنانچہ حکومت پنجاب نے اس منصوبے کے لئے ملتان کی ایک تعمیراتی کمپنی کو اکاون لاکھ چھیاسی ہزار چھیالیس روپے اڑسٹھ پیسے کا ٹھیکہ بھی دے دیا ہے ۔ حال ہی میں وزیر اطلاعات و ثقافت حکومت پنجاب کی سرکردگی میں ایک با اختیار کمیٹی قائم کی گئی ہے ۔ جس میں اس ایوان کے دو ممبر اور کچھ ماہرین شامل ہیں ۔ اس مرحلے پر یہ جائزہ لیا جا رہا ہے کہ کیا موجودہ عمارت مزید تعمیر کا بوجھ برداشت کر سکتی ہے یا نہیں ۔ یہ تشخیص نیشنل انجینئرنگ سروسز آف پاکستان اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے ذریعے کی جا رہی ہے ۔ اس جائزہ کے نتائج حاصل ہوگئے ہیں اور بہت جلد تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ٹھیکیدار نے عدم ادائیگی کی بنا پر یہ تعمیر بند کر دی تھی ، تو اس عدم ادائیگی کے ذمہ دار کون کون سے افسران تھے اور کیا حکومت ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : پہلے تو آپ یہ پوچھیں کہ کیا کوئی کارروائی کی گئی ہے اور اگلا سوال بعد میں پیدا ہوگا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اگر کوئی ایکشن لیا گیا ہوگا تو وہ بتا دیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا میں نے یہی پوچھا ہے کہ کن کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے ۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! در اصل اس میں صورت حال یہ ہے کہ یہ عدم ادائیگی کا مسئلہ معاہدے کی دو توجیہات کرنے کے سلسلے میں پیدا ہوا ہے جس کی بناء پر کونسل کی جانب سے اسے ایک لحاظ سے عدم ادائیگی تصور نہیں کیا گیا لیکن ٹھیکیدار کا موقف یہ تھا کہ یہ عدم ادائیگی ہے جس پر اس نے عدالت سے رجوع کیا ۔ عدالت سے رجوع کرنے پر ایک لحاظ سے ادائیگی کا سلسلہ بیچ میں منقطع رہا اور اس کے بعد عدالت سے باہر یہ مسئلہ افہام و تفہیم کے ساتھ طے پا گیا ۔ جب یہ مسئلہ افہام و تفہیم کے نتیجے میں طے پا گیا تو بعد میں ٹھیکیدار نے بھی کوئی شکایت نہ کی جس کی بناء پر کسی کے خلاف کوئی ایکشن لیا جا سکے ۔

سید ناہش الوری : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ موجودہ عمارت مزید تعمیر کا بوجھ برداشت کر سکتی ہے یا نہیں ۔ اس سلسلے میں جو سروے کیا گیا ہے اس کے نتائج کیا ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اس کے متعلق تو انہوں نے بتا دیا ہے یہ اس میں لکھا ہوا ہے ۔

سید ناہش الوری : نہیں جناب ! انہوں نے کہا ہے "کہ یہ تشخیص نیشنل انجیرنگ سروسز آف پاکستان کے ذریعے کی جا رہی ہے اور اس جائزہ کے نتائج حاصل ہو گئے ہیں اور بہت جلد تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا"۔ تو کیا یہ تعمیر کا کام شروع کرنے کے سلسلے میں کسی تاریخ کا تعین بھی کیا گیا ہے یا نہیں ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ جہاں تک رپورٹ کا تعلق ہے اس سلسلے میں دو رپورٹیں حاصل ہوئی ہیں ، ایک نیسپاک سے اور دوسری انجیرنگ یونیورسٹی کی طرف سے کیونکہ ان کے ماہرین کو بھی رپورٹ پیش کرنے کے لئے سوال نامہ بھیجا گیا تھا ۔ انہوں بھی اس بلڈنگ کا جائزہ لے کر ایک رپورٹ دی ہے ۔ اب ملتان آڈیٹوریم ، جس کا نام اب تبدیل کر کے "ایوان امیر خسرو" رکھا جا چکا ہے ، کی کمیٹی کا اجلاس 30 نومبر کو ہو رہا ہے جس میں ان رپورٹوں کا جائزہ لیا جائے گا اور اس کمیٹی میں ، اس کی مدد کے لئے ، ماہرین موجود ہیں ۔ تو وہ بہتر طور پر بتا سکیں گے کہ ان رپورٹوں کی بنیاد پر کونسی پوزیشن کیا فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور تعمیر کے لئے کونسی تاریخ مقرر کی جا سکتی ہے جس سے تعمیر دوبارہ شروع ہو سکے ۔ تو 30 نومبر کو کمیٹی کا اجلاس ہوگا ، اس میں ماہرین بھی

شامل ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے رپورٹیں تیار کی ہیں ، وہ اپنا اپنا موقف بیان کریں گے اور اس کے بعد یہ فیصلہ ہو سکے گا ۔

صوبہ میں سرکاری بسوں کی کمی

*8111 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں اس وقت گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسوں کی تعداد کیا ہے ۔ کتنی چالو حالت میں ہیں اور کتنی بیکار ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بسوں میں کمی کی وجہ سے لوگوں کو بہت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بسوں کی کمی کو دور کرنے کے لئے مزید بسیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہوگی ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی بسوں کی کل تعداد 3500 ہے ۔ جن میں سے 2573 بسیں چالو حالت میں ہیں اور 841 بسیں مرمت طلب ہیں ۔ ان بسوں میں سے 120 بسیں تجدیدی مرمت کے لئے اور 131 بسوں کی تکنیکی چھان بین کی جا رہی ہے ۔ تاکہ دریافت کیا جا سکے کہ آیا مرمت ہونے کے بعد ان میں کتنی بسیں مالی طور پر فائدہ مند ہوں گی ۔ باقی 86 بسیں ناکارہ ہیں ۔

(ب) یہ درست نہیں کہ بسوں کی کمی کی وجہ سے لوگوں کو بہت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں آبادی کے زیادہ ہونے کی وجہ سے شہریوں کو صبح اور بعد از دوپہر دفاتر اور تعلیمی اداروں کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات میں اومنی بس کے ذریعہ سفر کرنے میں کچھ دقت پیش آتی ہے ۔ تاہم امید کی جاتی ہے کہ بڑے شہروں میں مزید اومنی بسوں کے چلنے سے ان سفری مشکلات پر بڑی حد تک قابو پا لیا جائے گا ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی

بسوں کی معقول تعداد صوبے میں مختلف بین الاضلاعی روٹوں پر بھی چل رہی ہیں اور عوام کی سفری ضروریات کو کافی حد تک پورا کر رہی ہیں ۔ بین الاضلاعی روٹوں پر مسافروں کو کسی خاص دقت کا سامنا نہیں ۔

(ج) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے بسوں کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے ایک منصوبہ بنایا تھا ۔ جس کے تحت 74-1973ء تا 76-1975ء میں 3402 نئی بسوں کا اضافہ کرنا تھا ۔ اب تک 3030 نئی بسوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ جب کہ 372 نئی بسیں مستقبل قریب میں پنجاب کے مختلف روٹوں پر ڈال دی جائیں گی ۔

ملک محمد اعظم : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ بسیں کہیں افزائش نسل کا شکار تو نہیں ہوگئیں ؟ ان کے حساب سے 251 بسیں زیادہ بنتی ہیں ۔ جو تین ہزار پانچ سو انہوں نے بتائی ہیں وہ ہمارے حساب سے 251 بسیں زیادہ ہیں ۔ کیا وہ اس کی تحقیقات فرمائیں گے کہ کہیں افزائش نسل کا سلسلہ تو نہیں چل پڑا ؟

مسٹر سپیکر : ان کا مطلب ہے کہ فگرز tally نہیں کرتی ہیں ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : مثلاً ؟

ملک محمد اعظم : میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے کل بسیں تین ہزار پانچ سو فرمائی ہیں ۔ چالو حالت میں 2573 ہیں ۔ 841 بسیں مرمت طلب ہیں ۔ 120 بسیں تجدیدی مرمت کے لئے ۔ 131 بسیں تکنیکی معائنہ کے لئے اور 86 بسیں ناکارہ ہیں ۔ تو اس حساب سے 3751 بنتی ہیں ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : میں نے یہ عرض کی تھی کہ 841 بسیں مرمت طلب ہیں ۔ اور میں نے یہ بتایا تھا کہ ان بسوں کی کس قسم کی مرمت ہے ۔ ہیوی ریپیرز ہیں یا دوسری ریپیرز یا مکمل طور پر ناکارہ ہو چکی ہیں ۔

سید قابل الوری : ان کے اعداد و شمار کے مطابق اس وقت بسوں کی تعداد پینتیس سو ہے ۔ جب کہ انہوں نے جز (ج) کے جواب میں کہا ہے کہ 3030 نئی بسوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ تو کیا اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اس سے پہلے صرف چار سو بسیں کام کر رہی تھیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : بالکل صحیح ہے ۔

مسٹر سپیکر : کتنے سو فی صد ہو گیا ہے ؟ 8 سو فی صد ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جی ہاں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ یہ 841 بسیں کب سے خراب ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : یہ میں حتمی طور پر تو نہیں بتا سکتا ۔ کیونکہ جوں جوں بسیں خراب ہوتی جاتی ہیں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے ۔ کچھ پہلے خراب تھیں زیادہ بسیں نئی بسیں آنے کے ایک سال بعد ، دوسرے لفظوں میں 75-1974ء سے خراب ہونی شروع ہوئی ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ 86 بسیں ناکارہ ہیں ۔ انہیں نیلام کرکے ان کی رقم بھی مرمت طلب بسوں پر لگائی جانی مناسب ہوگی اور جو 372 نئی بسیں منگوا رہے ہیں تو کیا یہ فگرز کم نہیں ہیں ؟ اس میں کچھ اضافہ بھی فرما سکیں گے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کے دو سوال ہوگئے ہیں ۔ ایک سوال تو یہ ہوگیا کہ ناکارہ بسیں ہی بیچی جائیں اور جو روپیہ آئے وہ مزید خدمت خلق کے لئے استعمال کیا جائے ۔ اور دوسرا یہ کہ 372 بسیں آپ کے نقطہ نظر سے ناکافی ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جی ہاں ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : جو ناکارہ بسیں ہوتی ہیں ، اس کے لئے کمیٹی ہوتی ہے اور وہ کمیٹی جب یہ فیصلہ کرتی ہے تو پھر اس کی نیلامی ہوتی ہے ۔ اس سے جو روپیہ آتا ہے وہ بورڈ کی آمدنی میں شمار کیا جاتا ہے ۔ اس سے مرمت یا نئی بسوں کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں ۔ اور بسوں کی جو تعداد ہے ، وہ واقعی کم ہے ۔ اگلے پنج سالہ منصوبہ میں اس تعداد کو بڑھایا جائے گا ۔ کس حد تک بڑھایا جائے گا یہ اس بات پر منحصر ہے کہ ابھی ہم اسے دو حصوں میں تقسیم کر رہے ہیں ۔ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن مرکزی حکومت کے ساتھ جا رہی ہے ۔ بین الاضلاع پر بسوں کی تعداد کم ہے ۔ بسیں اختلاف ہے اور امید ہے کہ اگلے منصوبے میں مزید بسیں درآمد کی جائیں گی ۔

چوہدری علی محمد خادم : میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹرانسپورٹ کی نئی بسیں کتنے عرصے کے بعد ناکارہ ہو جاتی ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جہاں تک روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کا تعلق ہے ، نئی بسیں اتنی جلدی آ گئی تھیں کہ ان کے لئے صحیح طور پر ڈپو پلاٹ نہ ہو سکے تھے - اور ہمارے پاس چونکہ مختلف میکس کی بسیں آئی تھیں اس لئے ان کے آنے سے پہلے ضرورت یہ تھی ، جیسے ظاہر ہے پنجاب بھر میں صرف چار سو بسیں رہ گئی تھیں اور وہ بھی اتنی اچھی حالت میں نہ تھیں - جب آپ کی حکومت برسر اقتدار آئی تو پہلا مسئلہ یہ تھا کہ بسوں کو فوراً خرید کر لایا جائے - تو جہاں سے بھی بسیں ملیں ، کچھ ہنگری سے ، کچھ رومانیہ سے ، کچھ اٹلی سے وہ لے لی گئیں - پنجاب حکومت نے بسیں فراہم کرنے کے لئے جتنی بھی کوشش کی ، ان کے لئے ڈپو ناکافی ہیں - ہم کوشش کر رہے ہیں اور اس کمی کو جلد پورا کیا جائے گا - بسیں کتنی جلدی خراب ہو جاتی ہیں اس کا انحصار مینٹیننس پر ہے - کبھی اس وقت بھی انجن سیز ہو جاتا ہے جب بالکل بس نئی ہے اور لاپروائی سے اس میں پانی یا تیل نہیں ڈالا - ایکشن تو لیا جاتا ہے - لیکن بسیں انجن سیز ہونے سے ناکارہ ہو جاتی ہیں - کچھ بسیں ایسی بھی ہیں جو تین سال سے نہایت اچھی چل رہی ہیں - کچھ بسیں ایسی بھی ہیں جو پہلے سال خراب ہو چکی ہیں - ناکارہ بس صرف اس وقت ہوتی ہے جس وقت یا تو ایکسیڈنٹ ہو جائے ، یا اس کی حالت کسی وجہ سے ایسی ہو جائے کہ وہ مرمت کے قابل نہ رہے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ بسیں ، جو زیادہ تر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کی خراب یا ناکارہ ہو چکی ہیں ، ان کی محض ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب ان کی مرمت کے لئے سپیئر پارٹس مارکیٹ سے خریدے جاتے ہیں تو ان کے نرخ تو genuine یعنی معیاری پارٹس کے ادا کیے جاتے ہیں - مگر انتظامیہ اور سپلائی کنٹریکٹر کی ملی بھگت سے غیر معیاری یا non-genuine پرزہ جات اصل میں حاصل کئے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو پرزہ جات بھی خریدے جاتے ہیں ان میں سے بیشتر پرزہ جات دوبارہ سرپلس کرکے ، جو کہ گاڑیوں میں حقیقت میں ڈالے تو نہیں جاتے ، مگر انڈنٹ کرکے consumption show کرکے مارکیٹ میں چوری کرکے پھر فروخت کر دیے جاتے ہیں - کیا وزیر موصوف اس حقیقت سے اتفاق فرمائیں گے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں جہاں غیر معیاری اور نقلی پرزے خریدے گئے اور واپس کئے گئے - ایکشن لیا جا رہا ہے - اس وقت حالت یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی یہ معلوم ہوا ہے اس کے خلاف ایکشن شروع ہے - لیکن یہ کہنا کہ ہر جگہ یہ ہو رہا ہے یہ ذرا زیادہ درست نہیں ہوگا - یہ چیز کئی جگہ پائی گئی ہے جو کہ میرے فاضل دوست نے فرمائی ہے -

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس امر سے بھی اتفاق فرمائیں گے کہ فورڈ کمپنی کی بسوں کے زیادہ ایکسیڈنٹ صرف اس لیے ہوتے ہیں کہ اس کا overhanger باقی بسوں کی نسبت زیادہ لمبا ہے اور اس کے فرنٹ ٹائر زیادہ ہیوی ڈیوٹی کے زیادہ پلائی کے ہونے چاہییں جب کہ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی انتظامیہ اتنے مقررہ اور مطلوبہ پلائی کے ٹائر استعمال نہیں کرتی - جب ٹائر غیر معیاری اور کم پلائی کے ہوتے ہیں تو جب فرنٹ ٹائر پھٹتا ہے تو فورڈ کمپنی کی بنی ہوئی زیادہ بسوں کے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں اور اس طرح قوم کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے - اس کا انسداد حکومت کیا کر رہی ہے ؟

مسٹر سپیکر : ابھی تو فورڈ امریکہ کے پریذیڈنٹ ہیں اور ابھی وہ بنے نہیں کہ آپ نے ان کے خلاف سوال کر دیا -

سید طاہر احمد شاہ : فورڈ تو ایک مینوفیکچرنگ کمپنی کا ادارہ ہے ، ٹرانسپورٹ کے مینوفیکچررز ہیں - دنیا کی بڑی مشہور توین فرم ہے -

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! یہ درست نہیں ہے ، کچھ عرصہ پہلے کچھ ایکسیڈنٹ ہوئے تھے جو کہ ٹائر پھٹنے کی وجہ سے ہوئے تھے - ٹائروں کو بدلی کیا جاتا ہے - ٹائر پھٹنے سے خاص طور پر پچھلے آٹھ مہینے تک ایکسیڈنٹ کم ہوئے ہیں جتنے ایکسیڈنٹ فورڈ کے ہوتے ہیں ، اکثریت ان کی ہے جو کہ ڈرائیور کی لاپروائی یا تیز رفتاری سے ہوتے ہیں - اوور ہیڈ یا لمبا ہیڈ ہونے کی وجہ سے ایکسیڈنٹ نہیں ہو سکتے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جیسے انہوں نے فرمایا ، شہروں میں سفری سہولت شہریوں کو بہم پہنچائی جا رہی ہے تو کیا ان کے علم میں یہ ہے کہ مرکزی حکومت ، کراچی کے علاوہ ، لاہور اسلام آباد ، پنڈی میں اومنی بسوں کا انتظام خود سنبھال رہی ہے - اور اگر یہ درست ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! ضمنی سوال بنتا نہیں ہے ۔ مگر چونکہ جناب قائد حزب اختلاف نے پوچھا ہے تو میں عرض کرتا ہوں ۔ کہ یہ صحیح ہے کہ لاہور ۔ لائلپور ۔ کراچی اور اسلام آباد میں جو کارپوریشنیں بنائی جا رہی ہیں ان کا انتظام فیڈرل گورنمنٹ سنبھالے گی اور میرے علم میں ہے کہ اس کے متعلق کانفرنس ہو چکی ہے اور اگر کوئی تاخیر کی وجہ نہ ہوئی تو اس مہینے کے آخر میں یہ تبدیلی آ جائے گی ۔ اور بسوں کا انتظام ان شہروں میں سنٹرل گورنمنٹ سنبھال لے گی ۔ کیونکہ بسوں کا کرایہ لاگت سے کم وصول ہو رہا ہے ۔ پنجاب گورنمنٹ نے اور سندھ گورنمنٹ نے یہ لکھا تھا کہ یہ فیصلہ چونکہ سنٹرل گورنمنٹ نے کیا اس لئے اس کا نقصان بھی سنٹرل گورنمنٹ پورا کرے یا دوسرے لفظوں میں بسوں کے کرایوں میں اضافہ کیا جائے ۔ تو فیصلہ یہ ہوا کہ جہاں کرایہ برقرار رکھنا ہے وہاں یہ کام مرکزی حکومت سنبھالے گی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ جو بسیں ناکارہ یا مرمت طلب ہیں ان میں سے زیادہ تر بسیں وہ ہیں جو گارنٹی پیریڈ کے اندر خراب ہو گئی ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! یہ بسیں جو زیادہ تر رومانیہ کی ہیں اور ان سے کہا گیا ہے کہ حسب وعدہ ان کے سپیئر پارٹس مہیا کئے جائیں یا ان کی مرمت کر دی جائے ۔ مگر ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ایسا ہوا ہو اور ہم نے اس پر ایکشن نہ لیا ہو ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ رومانیہ کی بسیں جو روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن نے خریدی ہیں وہ مطلوبہ معیار پر پوری نہیں اتریں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! جو بسیں رومانیہ سے خریدیں گئی تھیں وہ یہاں زیادہ کامیاب نہیں ہوئیں جتنا کہ ان پر بھروسہ کیا گیا تھا یا پھر ہمارے مکینکس ان سے صحیح واقفیت حاصل نہیں کر سکے ۔ ہم نے انہیں تربیت کے لئے بھی بھیجا تھا اور وہ خود بھی یہاں آئے تھے ۔ مگر وہ اتنی کامیاب نہیں ہوئیں اور ہمارے ڈرائیوروں میں زیادہ پاپولر نہیں ہوئیں ۔

لائل پور شہر کے سپاؤں کے بکنگ کلرکوں کی دھاندلی

***8325 ۔ سید طاہر احمد شاہ :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عوام کو لائل پور شہر کے سپاؤں کے

بکنگ کلرکوں کے خلاف شرح ٹکٹ سے زائد وصول کرنے کی شکایت عام ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دھاندلی کا فوری سدباب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف) جی ہاں۔ لائل پور کے سینما گھروں میں مروجہ شرح سے زائد دام وصول کرنے کی شکایات تھیں۔ اس بدعنوانی کی شکایت ملنے پر ضلعی انتظامیہ نے مجسٹریٹوں کو سینما گھروں پر اچانک چھاپے مارنے کے لئے خاص طور پر مامور کیا اور اس بدعنوانی کے مرتکب بعض سینما گھروں کے لائسنس معطل کر دیئے گئے اور بعض کو جرمانہ کیا گیا۔

(ب) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لائل پور نے تمام سینما مالکان کی میٹنگ بلائی اور ان کو تنبیہہ کی گئی کہ اگر وہ ایسی بدعنوانیوں سے باز نہیں آئیں گے تو ان کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ سینما مالکان نے یہ یقین دہانی کرائی کہ وہ آئندہ صحیح طور پر کاروبار کریں گے۔ اس کے باوجود اچانک چھاپے مارنے کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔ صورت حال پہلے سے بہت بہتر ہے اور اب ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ کون کون سے سینما گھر ہیں جن کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے ؟ ان کی تفصیل مہیا کی جائے۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! یہ کوئی گیارہ سینما ہیں جن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ امپیریل سینما گوجرہ کا لائسنس سات دن کے لئے معطل کیا گیا۔ شبنم سینما لائل پور کو پانچ سو روپے جرمانہ کیا گیا۔ نگینہ سینما۔ ریکس سینما۔ لائل پور کو پانچ پانچ سو روپے جرمانہ کیا گیا۔ ناز سینما۔ بابر سینما۔ جاوید سینما۔ اوڈین سینما ان کو بھی پانچ پانچ سو روپے جرمانہ کیا گیا۔ ناز سینما ٹوبہ ٹیک سنگھ کا لائسنس سات دن کے لئے معطل کیا گیا۔ ریکس سینما ٹوبہ ٹیک سنگھ کا لائسنس بھی سات دن کے لئے معطل کیا گیا۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس حقیقت سے اتفاق فرمائیں گے کہ سینما کا بکنگ کلرک اگر ایک شو پر ایک ٹکٹ پر چار آنے زائد وصول کرے اور ایک شو پر اگر ایک ہزار تماشائی آئیں تو تقریباً اڑھائی سو روپے مقررہ رقم سے زائد وصول کرے گا ۔ اس طرح دو شو پر پانچ سو روپے زائد وصول کرے گا ۔ ایک طرف تو یہ زائد وصول شدہ رقم ٹیکس میں شامل نہیں ہوتی اور دوسری طرف جو پانچ سو روپے جرمانہ کیا جاتا ہے وہ ان کی دو شو کی ناجائز آمدنی سے پورا ہو جاتا ہے اور اس طرح شکایات کا ازالہ مؤثر طور پر نہیں ہو سکتا ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! جہاں تک تو ریاضیات کا تعلق ہے ۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہوگی کہ ایک شو پر چار آنے زائد کے حساب سے اڑھائی سو روپے اور دو شو کی زائد آمدنی پانچ سو روپے روز اور زیادہ شو پر اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے ۔ مگر جہاں تک کارروائی کا تعلق ہے ۔ اس کے لئے شکایات کا آنا ضروری ہے اور جب شکایت آتی ہے تو اس پر حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے ۔ اگر کسی سینما میں بار بار ایسا ہوتا ہے تو اس کے لئے اطلاع کی جائے مؤثر کارروائی کی جائے گی اور اگر شکایت زیادہ ہوئی تو اس سے بھی زیادہ کارروائی ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ واقعات عدالت میں پیش کر دیئے جاتے ہیں ۔ واقعات کے مطابق سزا دہی ہوتی ہے quasi judicial ہے ۔ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے ۔ شاہ صاحب اگر شکایت کریں تو حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : سزا کس قانون کے مطابق دی جاتی ہے ؟

وزیر اطلاعات : قوانین موجود ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وزیر موصوف نے جن سینما گھروں کا ذکر کیا ہے ان میں سے جو لائل پور کے سینما گھر ہیں انہیں صرف جرمانہ کیا گیا ہے اور جو سینما گھر لائل پور کے باہر ہیں ان کا لائسنس معطل کیا گیا ہے ۔ اس فرق کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! ظاہری طور پر تو کوئی فرق نظر نہیں آتا ۔ ویگل سینما لائل پور کا بھی لائسنس معطل کیا گیا اور جتنی مدت کے لئے لائسنس معطل کیا گیا اتنے دن سینما بند بھی رہا ۔ باقی شائد اتفاق کی بات ہے اور جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے پوچھا ہے ۔ اس کے بارے میں مزید

تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں - میں نے عرض کی ہے کہ ہر کیس کے واقعات مختلف ہوتے ہیں اور حسب قاعدہ اور حسب ضابطہ یہ فیصلے - جرمانے اور تعزیریں سنائی جاتی ہیں اور نافذ کی جاتی ہیں - اس میں ہماری کوئی preference نہیں ہے کہ لائل پور کے سینما گھروں کے ساتھ سلوک نرم کیا جاتا ہے اور وہ سینما گھر جو کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہیں یا پنجاب میں کسی دوسری جگہ پر ہیں ، ان پر زیادہ سختی کی جاتی ہے - اس طرح کا کوئی اصول یا سلسلہ نہیں ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! حسب ضابطہ کے سلسلہ میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ کیا افسر مجاز کے پاس discretion نہیں ہے کہ اس کا دل چاہے تو کسی کو جرمانہ کی سزا دے دے اور اگر اس کا دل چاہے تو کسی بھی سینما کا لائسنس کسی خاص مدت تک کے لئے معطل کر دے ؟

وزیر اطلاعات : discretion تو ہر offence کے لئے ہے اور یہاں بھی ہوتی ہے - جب یہ لکھا جائے کہ کسی بھی جرم کی سزا کے طور پر ایک ہزار یا دس ہزار روپے تک جرمانہ ہو سکتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسے صرف ایک ہزار روپے کا جرمانہ ہوگا - اسے ایک روپے سے لے کر پانچ ہزار روپے یا اس سے زیادہ کا جرمانہ ہو سکتا ہے - discretion تو پھر ظاہر ہے -

مسٹر سپیکر : وہ غالباً یہ چاہتے ہیں کہ کیا آپ اس پر غور کریں گے -

وزیر اطلاعات : ویسے جناب والا ! قائد حزب اختلاف جب بھی کوئی بات فرمائیں تو اس پر یقیناً غور کیا جائے گا - کوئی اس قسم کا احتمال تو نہیں ہے جس طرح کا خدشہ ہے -

مسٹر سپیکر : خدشہ انہوں نے بیان نہیں کیا ہے -

It is very much there.

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ضمنی سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ مجسٹریٹ صاحبان جرمانہ کرتے ہیں ، وہ جوڈیشل پروسیڈنگ ہیں یا ایگزیکٹو پروسیڈنگ ہیں -

مسٹر سپیکر : انہوں نے quasi-judicial کہا ہے - انہوں نے judicial کو qualify کیا ہے - یہ latin کا لفظ ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ان کو ایگزیکٹو پاورز بھی ہیں پھر یہ جرمانہ یا سزا جوڈیشل مجسٹریٹ کی حیثیت سے دیتے ہیں اس کو ذرا وہ clarify کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : میں اس لئے اس کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں کہ اگر وہ action کسی قاعدے اور قانون کے مطابق لیتے ہیں تو

Every Citizen is expected to know what is contained in an enactment or a rule which has been notified ?

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرا مطلب یہ ہے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ جو جرمانہ وغیرہ کیا جاتا ہے یہ جوڈیشل پروسیڈنگ نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے جوڈیشل کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے ۔ میں آپ کو دو دفعہ بتا چکا ہوں ۔

وزیر اطلاعات : میں نے quasi-judicial کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ بھی وکیل ہیں وہ بھی وکیل ہیں ، اس لئے انہوں نے جوڈیشل کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! کیونکہ میرے سوال کا جواب وزیر موصوف نے "جی ہاں" میں دیا ہے ۔ تو اب بھی میں اپنی معلومات کی بنا پر اگر یہ کہوں کہ بعض سینما گھروں میں انتظامیہ کی ملی بھگت کی وجہ سے ملازمین سینما کی ٹکٹ بلیک میں فروخت کرتے ہیں یا ٹکٹ زائد داموں میں فروخت کرتے ہیں تو کیا میری اس معزز ایوان کے سامنے کی گئی گزارش کو شکایت متصور کیا جائے گا ؟ کیونکہ پہلے جو کچھ میں نے کہا ہے وہ درست ثابت ہوا ہے ۔ اب بھی جو میری معلومات ہیں وہ یہ ہیں کہ کچھ سینما گھروں کی انتظامیہ ضلع اور ٹیکسیشن کے عملہ کی ملی بھگت سے اس وقت بھی بلیک مارکیٹنگ کر رہے ہیں ، کیا اس سلسلہ میں کوئی کارروائی کریں گے ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ معزز ایوان میں شاہ صاحب نے جو بات کی ہے اور جس طرح سے فرمایا ہے اس کو شکایت تصور کریں گے اور اس پر مزید ایکشن لیں گے ۔ اگر یہ ان سینما گھروں کی نشان دہی کر دیں تو یہ ہماری سہولت کے لئے ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ بتا دیں گے ؟

سید طاہر احمد شاہ : میں بتا دوں گا ۔ جناب والا !

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! جن سینما گھروں میں بلیو پرنٹ چلتے ہیں ۔ وہاں ایک روپے کی ٹکٹ 15 روپے میں فروخت ہوتی ہے ۔ کیا وزیر موصوف اس پر روشنی ڈالیں گے ؟

وزیر اطلاعات : بلیو پرنٹ پر تو روشنی ڈالنا صحیح بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس سے تو ویسے چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! گجرات کے سینما گھروں میں بلیو پرنٹ چلتے ہیں اور وہاں پر ایک روپے کا ٹکٹ پندرہ پندرہ بیس بیس روپے میں ملتا ہے اور وزیر موصوف کے نوٹس میں ہے ۔ کیا اس کا ازالہ کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : گجرات کا تو یہاں ذکر ہی نہیں آیا ہے ۔ آپ کس چیز کا ازالہ چاہتے ہیں ۔ بلیو پرنٹ کا یا بلیک مارکیٹنگ کی بات ہو رہی ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : بلیک مارکیٹنگ کا ازالہ ۔ جناب والا ! گجرات کے سینما گھروں میں ایک روپے کا ٹکٹ بیس روپے میں فروخت ہو رہا ہے اور کوئی نوٹس نہیں لیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : بات میری سمجھ میں نہیں آئی ہے ۔ میں بھی تو آپ کا سوال سمجھوں کہ آپ کیا چاہتے ہیں ۔ آیا یہ ٹکٹ ایک روپے کا ملے اور بلیو پرنٹ دیکھیں یا بلیو پرنٹ بند کرا دیں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : بلیو پرنٹ فحاشی اور عریانی کو بند کریں ۔

مسٹر سپیکر : مگر یہ سوال تو بلیک مارکیٹنگ کے متعلق ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : یہ بلیک مارکیٹنگ نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ ایک روپے کا ٹکٹ پندرہ پندرہ اور بیس بیس روپے میں مل رہا ہے ۔ اس سے زیادہ بلیک مارکیٹنگ اور کیا ہوگی ۔

سردار منیر احمد : سوال یہ ہے کہ کیا یہ فاضل وزیر کے نوٹس میں ہے ؟

951

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی تائید کرتا ہوں۔

[illegible]

مسٹر سپیکر : فاضل ممبر کہتے ہیں اور یہ بات درست نہ ہو - یہ کیسے ہو سکتا ہے ! ضرور درست ہوگی -

[illegible]

بیگم آباد احمد خان : اس قدر میں [illegible] پاکستان [illegible] ہو گئے ہیں [illegible] ملک اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا - [illegible] ایک روپے کا [illegible] میں ہے - آپ اس کا بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے ہیں قوم کے کردار کو [illegible] کریں ، میں 1946ء میں قائد اعظم کے پاس درخواست لے کر گئی تھی - ایمان اخبار ایک نکلتا تھا - اس میں لکھا تھا کہ پاکستان ضرور بنے گا - آپ ان کی تربیت شروع کریں ، یہ مولوی عبدالمجید غزنوی کا اخبار تھا اور الہ آباد سے نکلتا تھا - [illegible] قائد اعظم کو الہ آباد میں اجلاس بلانے کی بات کی تھی - بہر حال اس قدر معاشرہ غیر مہذب ہو گیا ہے - اگر موٹر مرمت کے لئے جاتی ہے تو اس کے پرزے چوری ہو جاتے ہیں - میں پول کے ڈھکن چوری ہو جاتے ہیں - لڑکی کا باہر نکلنا مشکل ہے - اتنا غیر مہذب معاشرہ ہو گیا ہے - چوری - بے ایمانی کے واقعات آئے روز اخبار میں پڑھتے ہیں - اس کا تدارک کریں -

وحدت کالونی کے کوارٹروں کی کھڑکیوں کو جالیاں لگانا

[illegible] - چوہدری اسلم اللہ [illegible] کیا وزیر [illegible] راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں واقع بیشتر سرکاری کوارٹروں کی کھڑکیوں کو [illegible] جالیاں نہیں لگائی گئیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کوارٹروں کی کھڑکیوں کو جالیاں لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر [illegible] (بریگیڈیئر چوہدری [illegible] خان) : (الف) یہ درست ہے -

(ب) سال 77-1976ء کے ترقیاتی پروگرام میں ایسی کوئی سکیم مرتب نہیں کی گئی ۔ کوارٹروں کے سٹینڈرڈ ڈیزائن میں ان کی کھڑکیوں پر جالی لگانا شامل نہیں ہے ۔ اس لئے ان پر جالی لگانے کا فی الحال حکومت کا کوئی منصوبہ نہیں ہے ۔ کوارٹروں کی کھڑکیوں کو جالی لگانے کے لئے سات یا آٹھ لاکھ روپیہ کے لگ بھگ رقم چاہیئے ہوگی ۔۔جو کہ مالی سال 77-1976ء میں ممکن نہیں ہے ۔ اگلے مالی سال 78-1977ء میں اس سکیم کو شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ وحدت کالونی کے کچھ کوارٹرز میں اب جو جالیاں لگائی گئی ہیں تو کیا وہ وہاں کے مکینوں نے لگائی ہیں یا حکومت کے کسی فنڈ سے لگائی گئی ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! فاضل رکن اس کے لئے علیحدہ سوال دیں تاکہ میں آپ کو پوری چھان بین کے بعد بتا سکوں ۔

سرگودھا شہر میں ریلوے لائن پر اوورہیڈ پل کی تعمیر

*8458 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعظم پاکستان نے ضلع سرگودھا کے ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ سرگودھا شہر کی ریلوے لائن کو عبور کرنے کے لئے اوورہیڈ پل تعمیر کیا جائے گا ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ پل کی تعمیر کب شروع ہوگی اور کب تک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیئر چوہدری صاحب داد خان) : جی ہاں ۔ اس پل کی تعمیر کا کام 3 جون 1976ء سے شروع ہو چکا ہے ۔ اس کی تکمیل 15 اکتوبر 1977ء تک ہونے کی توقع ہے ۔

دریائے چناب پر پنڈی بھٹیاں طالب والا پختہ پل کی تعمیر

*8459 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دریائے چناب پر پنڈی بھٹیاں طالب والا پختہ پل کی تعمیر کی سکیم تین سال قبل منظور ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت مذکورہ پل کی تعمیر کے لئے ہر سال رقم مختص کرتی رہی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پل کی تعمیر کا کام ابھی تک شروع نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور یہ کام کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) مالی سال 75-1974ء میں مبلغ 72,000 روپے برائے سروے و فیزیبلٹی سٹڈی (survey and feasibility study) مہیا کئے گئے تھے۔ سروے وغیرہ کا کام سر انجام ہو چکا ہے۔ یہ رقم خرچ ہو چکی ہے۔ دوران مالی سال 76-1975ء ایک کروڑ روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ چونکہ سکیم کی اقتصادی کونسل نے منظوری نہ دی تھی۔ لہذا یہ رقم واپس کر دی گئی۔ کیونکہ بغیر منظوری سکیم کام شروع نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سال رواں 77-1976ء میں اس پل کی تعمیر کے لئے مبلغ 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں گو اقتصادی کونسل کی میٹنگ میں اس سکیم پر بحث ہو چکی ہے۔ مگر اس کی منظوری ابھی تک نہیں آئی۔ حالیہ سیلاب کی وجہ سے سڑکوں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ [illegible] کے لئے مالی سال 77-1976ء میں تقریباً آٹھ کروڑ روپیہ درکار ہے۔ یہ پل اس سال بھی شروع نہیں کیا جا سکے گا اور اس پل کی تکمیل کا انحصار آنے والے سالوں میں فراہمی فنڈز پر ہوگا۔

سردار صغیر احمد : جناب والا! کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ وزیر اعظم صاحب نے اپنے دورہ سرگودھا میں عوام کے مطالبہ کے پیش نظر اس پل کی تعمیر کا وعدہ جلسہ عام میں کیا تھا تو کیا اقتصادی کونسل کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے یا نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب اقتصادی کونسل کے نوٹس میں یہ بات ہے۔ دراصل مسئلہ صرف فنڈز کا ہے۔ پچھلے سال ایک کروڑ روپے نہیں

[illegible] گئے تھے اس کی [illegible] ہے کہ اے ۔ ڈی ۔ پی ۔ کو روانہ کرنا [illegible] کی وجہ سے 19 سکیمیں سیلاب (کی) دی گئی تھیں ۔ اس سال وزیر اعظم صاحب نے یہ [illegible] کیا ہے ۔ ایڈی ۔ پی ۔ کا کوئی منصوبہ ترک نہ کیا جائے لیکن امید ہے کہ اس وقت کچھ روپیہ بھی آجائے گا [illegible] منظوری بھی آجائے گی ۔ اگر روپیہ [illegible] یقین دلاتا ہوں کہ اس سے کوئی منصوبہ [illegible] نہیں ہوگا اور [illegible] کو ترجیح بھی دی جائے گی کیونکہ وزیر اعظم صاحب سال کا وعدہ فرما چکے ہیں اور اس کا سروے بھی ہو چکا ہے ۔

(سفارش) : [illegible]

سردار صغیر احمد : جناب والا ! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ بجٹ میں صرف ایک کروڑ روپے پچھلے سال اور 50 لاکھ روپے اس سال اس غرض کے لئے موجود ہیں تو پھر کسی اور جگہ سے فنڈز کی فراہمی کا سوال کیسے پیدا ہوتا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب عبدالستار) : جناب والا ! [illegible] سمجھا نہیں سکا ۔ جناب ایک کروڑ روپیہ تھا لیکن [illegible] منظوری نہیں آ سکی تھی اور revised [illegible] میں [illegible] سکیم نکال لی گئی تھی ۔ اس دفعہ 50 لاکھ روپے [illegible] ہیں لیکن حالیہ سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اے ڈی ۔ پی ۔ کو جب [illegible] روپیہ [illegible] دیں اے ۔ [illegible] revise کرنا [illegible] جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر فنڈز مل گئے تو E.C.N.E.C. کی منظوری یا منظوری سے پہلے [illegible] کہہ سکتے ہیں کہ منظوری [illegible] ہو سکتی ہے اس لئے [illegible] اجازت دیں تو مسئلہ صرف فنڈز کا ہے ۔

سردار صغیر احمد : کیا وزیر موصوف اے ۔ ڈی ۔ پی ۔ کو revise کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں گے کہ صرف ان علاقوں کی سکیموں کو revise کیا جائے جو سیلاب زدہ علاقے نہیں ہیں ۔ کیونکہ یہ سکیم سیلاب زدہ علاقے میں ہے اس لئے ایک تو ان لوگوں کو سیلاب کا نقصان ہوا ہے دوسرے اگر ان کی سکیمیں بھی ڈراپ ہو گئیں تو ان کو ڈبل نقصان ہوگا ۔ جناب والا ! اس لئے یہ میری درخواست ہے کہ وہ [illegible] کہ اے ڈی ۔ پی ۔ کو revise کرتے وقت اس بات کا خیال [illegible] کہ [illegible] علاقوں کی سکیمیں ڈراپ ہوں گی جو سیلاب سے متاثر نہیں ہوئے ؟ [illegible]

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! پہلے تو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ [illegible] کی [illegible] سکیم [illegible] کرنی [illegible] ۔

[illegible] تو آپ کے خیالات کو ضرور ترجیح دی جائے گی اور کوشش کی جائے گی کہ علاقہ والے علاقوں کے لئے سکیم تیار کی جائے۔

کرنل [illegible] خان لیاقت: جناب والا! [illegible] کی اہمیت جناب وزیر محترم کو عرض کرنا تو [illegible] مگر جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اس سے [illegible] 30-25 میل کی بچت ہو رہی ہے اور سرگودھا اور میانوالی کی چھاؤنیوں کو لاہور کے ساتھ شارٹ کٹ ملتا ہے یہ [illegible] کے نقطہ نظر سے بھی اہمیت رکھتا ہے [illegible] اس کے علاوہ اقتصادی مواصلاتی لحاظ سے [illegible] دور دراز علاقوں کو لاہور کے قریب لا سکتے ہیں۔ تو جناب والا! اگر ذرائع آمد و رفت کو بہتر بنایا جائے تو ہمیں 60 میل کی بچت ہوتی ہے۔ تو کیا اس بات کو priority [illegible] فرمائیں گے [illegible]

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں فاضل دوست کے ساتھ مکمل طور پر متفق ہوں کیونکہ یہ پل اس لئے بنایا گیا تھا کہ ذرائع مواصلات بہتر ہو جائیں۔ لاہور، سرگودھا اور میانوالی کے درمیان فاصلہ کم ہو جائے۔ اس شدید ضرورت کی وجہ سے اس پل کی منظوری دی گئی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے اس سکیم کو ترجیح دی جائے گی جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔

چوہدری طالب حسین: جناب والا! جناب سینئر وزیر جو اس صوبے کے وزیر خزانہ بھی ہیں انہوں نے اس ایوان میں یہ فرمایا تھا کہ سیلاب کی وجہ سے جو نقصانات ہوتے ہیں ان کی بنا پر کسی ترقیاتی سکیم کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا اور تمام ترقیاتی سکیموں کے لئے [illegible] جناب وزیر مواصلات نے یہ فرمایا ہے کہ سیلاب کی وجہ سے فنڈز میں کمی کتنی واقع ہو رہی ہے اس لئے اگر فنڈز مہیا ہوں تو ان سکیموں کو ترجیح دی جائے گی تو جناب والا! کیا وہ لوگ [illegible] طرف حکومت کی طرف سے اس ایوان میں یہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ فنڈز کی کمی سیلاب کے نقصانات کی بنا پر پیدا نہیں ہونے دی جائے گی اور دوسری طرف ترقیاتی سکیموں کے سلسلے میں اس کو جواز بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ کوئی اے۔ ڈی۔ پی۔ سکیم [illegible] جناب والا: [illegible]

کی assurance تک ہم کوئی سکیم ڈراپ نہیں کر رہے ۔ اسی کو مد نظر رکھ کر ہم دیکھ رہے ہیں کہ اگر کسی طرح سے فنڈز مہیا نہ ہوں تو پھر اس کو ہمیں revise کرنا پڑے گا ۔ میں نے یہ خدشہ اس لئے عرض کر دیا ہے کہ آگے چل کر نہیں سے فنڈز نہ ملیں تو پھر یہ حالت ہو سکتی ہے ورنہ اے ڈی ۔ پی ۔ میں کوئی کٹ نہیں ہوگا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : پوائنٹ آف پرولیج ۔ جناب والا ! ڈیفنس آف پاکستان کے نقطہ نظر سے میں یہاں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ عیسیٰ خیل چشمہ بیراج روڈ جس کے متعلق وزیر اعظم صاحب بھی ڈائریکٹیو دے چکے ہیں اور اس سے ہم ڈیفنس آف پاکستان کے لحاظ سے 45 میل فرنٹئر سے پنجاب کو اور لاہور کو قریب کر لیتے ہیں جو کہ آمد و رفت 90 میل بنتی ہے تو جناب والا ! یہ پوائنٹ آف پرولیج ہے ۔ غور فرمایا ہے ۔

مسٹر سپیکر : کہاں آپ یہ پل اٹھا کر لے جا رہے ہیں ؟

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا ! میں اس سے اپنی پرولیج چاہتا ہوں اور عیسیٰ خیل چشمہ روڈ کے بارے یاد دہانی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ۔ یہ تو اس طرح ہے کہ کالج آپ امرتسر میں بنالیں اور ہوسٹل راولپنڈی میں بنالیں ۔ لیکن آپ اب پل وہاں سے اٹھا کر کہاں لے جانا چاہتے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : نہیں جناب وہ پل تو چناب پر بنتا ہے لیکن یہ پل جو میں عرض کر رہا ہوں دریائے سندھ پر موجود ہے ۔ جناب والا ! چشمہ بیراج کا پل بن چکا ہے اور اب صرف عیسیٰ خیل سے چشمہ بیراج کی سڑک بنانی ہے ۔ پنجاب کا حصہ چھ میل ہے اور فرنٹئر کا تقریباً چھ میل ہے ۔ اس سڑک سے ہم 45 اور 50 میل تقریباً فرنٹئر اور پنجاب کو قریب کر لیتے ہیں ۔ تو جناب کیا آپ اس پر کوئی غور فرمائیں گے یا پھر اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں گے ؟

مسٹر سپیکر : اس ایوان میں فاضل اراکین جو بھی رائے دیتے ہیں فاضل وزراء ان پر ہمدردانہ غور کرتے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! میں انہیں یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس سکیم کا ہمیں پتا ہے اور ہم کئی دفعہ ان کے نوٹس میں لا چکے ہیں ۔

ان کی جو تجویز ہے وہ بڑی قابل قدر ہے ۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جس وقت بھی فنڈز ہوں گے یہ چھ میل ادھر کی اور چھ میل ادھر کی سڑک وزیر اعظم کے ڈائریکٹیو کے مطابق ضرور بنائی جائے گی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : شکریہ ۔

جلالپور پیروالہ اور لودھراں سڑک کی پختگی

***8572 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات میرے نشان زدہ سوال نمبر 72 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 20 جون 1972ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ اور لودھراں کے درمیان 27 میل کچی سڑک کی پختگی کے لئے حکومت نے دو لاکھ چھبیس ہزار روپے کی رقم 73-1972ء میں مختص کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دو سال سے مذکورہ سڑک پر تعمیر کا کام بند ہے جس سے لوگوں کو آمد و رفت میں شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سال 76-1975ء میں مذکورہ سڑک کو پختہ تعمیر کرنے کے لئے کوئی اقدامات کرے گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی نہیں ۔ محکمہ ہائی وے نے جلالپور پیروالہ اور لودھراں سڑک کی تعمیر کے لئے 73-1972ء میں کوئی رقم مختص نہیں کی تھی ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ بلکہ اس سڑک کی تعمیر از طرف لودھراں 74-1973ء سے جاری ہے ۔

(ج) 76-1975ء میں اس سڑک کی تعمیر کے لئے مبلغ 7 لاکھ روپے مختص کئے تھے ۔ کل 16 میل میں سے 3 میل سڑک پختہ ہو چکی ہے اور مزید دو میل پر کام جاری ہے ۔ موجودہ مالی سال میں یہ 2 میل بھی مکمل ہو جائیں گے ۔

کنور محمد یامین خان : کیا وزیر صوفیہ کے علم میں یہ بات ہے کہ سڑک پر بہت سست رفتاری سے کام ہو رہا ہے اور لوگوں کو بہت تکلیف ہے۔ جتنا پیسہ اس مالی سال میں مختص ہوا ہے۔ کیا اسی سال میں اس کو ختم کر دیا جائے گا اور سڑک کی تکمیل کروائی جائے گی؟

وزیر مواصلات : میں معزز ممبر کو تسلی دینا چاہتا ہوں۔ جو رقم پچھلے سالوں میں دی گئی تھی میں اس کی تفصیل بھی بتاتا ہوں اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ اس میں سے اتنی رقم خرچ ہوئی ہے تاکہ ان کی تسلی ہو سکے کہ جتنی رقم مختص ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے۔ 1973-74 میں 9 لاکھ روپیہ مختص ہوا تھا اور 9 لاکھ 5 ہزار 4 سو روپیہ خرچ ہوا ہے۔ 1974-75 میں 9 لاکھ روپیہ مختص ہوا تھا اور جو خرچ کیا گیا ہے وہ 9 لاکھ 1 ہزار 6 سو روپیہ ہے۔ 1975-76 میں 7 لاکھ روپیہ تھا اور جو خرچ کیا گیا ہے وہ 6 لاکھ 99 ہزار 9 سو روپیہ ہے یعنی ایک سو روپیہ کم خرچ ہوا ہے۔ 1976-77 میں 5 لاکھ روپیہ مختص کیا گیا تھا اس میں سے اس وقت 20 ہزار 8 سو 75 روپے ستمبر تک خرچ ہو چکے ہیں۔ اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ رقم خرچ ہوگی۔ physical targets جو ہیں وہ بھی جو میں کہہ چکا ہوں پورے کئے جائیں گے۔ کل رقم جو اس کے لئے چاہئے وہ 94 لاکھ 59 ہزار ہے۔ یہ رقم جو دی گئی ہے اس لحاظ سے جو ترقی کی رفتار ہے وہ تسلی بخش ہے۔ پہلے سالوں میں جو رقم تھی اس کے علاوہ بھی لگائی گئی تھی۔ 4 لاکھ 15 ہزار 71 روپے land acquisition پر خرچ ہوئے ہیں ایک لاکھ 68 ہزار 8 سو 67 روپے bridges and culverts پر خرچ ہوئے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ یہ کہیں گے کہ رفتار سست نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا ایک سوال نمبر 8562 فہرست سوالات کے صفحہ 8 پر درج ہے وہ پیش نہیں ہوا۔

مسٹر سپیکر : کیا وہ رہ گیا ہے۔ ابھی پوچھ لیتے ہیں۔ آپ ہاؤس میں نہیں ہوں گے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں بیٹھا ہوا ہوں، میں توجہ سے کارروائی سن رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ ۔

لاہور شیخوپورہ روڈ کی از سر نو تعمیر

***3562 ۔ سید طاہر احمد شاہ :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بارشوں کی وجہ سے لاہور شیخوپورہ روڈ لاہور سے گیارہویں میل کے فاصلے پر زیر آب آ گئی ہے اور وہاں تقریباً ڈیڑھ فٹ پانی کھڑا ہے ۔ جس کی وجہ سے ہلکی ٹریفک کا گذرنا مشکل ہو گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حصہ سڑک پر پانی کے گذرنے کے لئے پل بنانے اور سڑک کی سطح کو اونچا کر کے دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں ۔ حالیہ بارشوں کی وجہ سے سڑک مذکورہ پر مورخہ 14 جون 1976ء تا 19 ۔ جون 1976ء اور مورخہ 15 ۔ جولائی 1976ء تا 8 ۔ ستمبر 1976ء بارشوں اور سیلاب کا پانی الترتیب 3 انچ تا 9 انچ اور 12 انچ تا 48 انچ گہرائی تک بہتا رہا ۔ جس کی وجہ سے تمام قسم کی ٹریفک مورخہ 2 ۔ اگست 1976ء تا 16 ۔ اگست 1976ء بند رہی ۔ سڑک مذکورہ کی خستہ حالت ہونے کی وجہ سے تمام ٹریفک کو میل نمبر 12 میں پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی سروس روڈ پر منتقل کر دیا گیا ہے ۔

(ب) سڑک مذکورہ کے ساتھ ساتھ دوہری سڑک زیر تعمیر ہے ۔ جس میں پلیاں بھی تعمیر ہو رہی ہیں ۔ سڑک مذکورہ کو نئی دوہری سڑک بعد تعمیر ہونے کے بعد اونچا اور مضبوط کرنے کا پروگرام ہے ۔ ٹریفک کی زیادتی کی وجہ سے اس وقت تک سڑک مذکورہ کو دوبارہ تعمیر کرنا ممکن نہیں ۔ کیونکہ ٹریفک کا کوئی متبادل انتظام نہیں ہو سکتا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر - کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے کہ سڑک ہذا کو یہ جب 1973 میں سیلاب آیا تھا اس وقت بھی شکست و ریخت کا شکار ہو گیا تھا اور ٹریفک معطل بلکہ بند ہو گئی تھی ؟

مسٹر سپیکر : ضرور ہو گئی ہو گی -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اگر وزیر موصوف اس کا جواب دیتے تو بہتر تھا -

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! مجھے ان کے سوال کی سمجھ نہیں آئی -

مسٹر سپیکر : میر موصوف یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس سے پہلے جب سیلاب آیا تھا تب بھی یہ سڑک ٹریفک کے لئے اسی طرح بند ہو گئی تھی -

وزیر مواصلات و تعمیرات : مجھے اس کے متعلق صحیح پتا نہیں ہے - اگر آپ علیحدہ سوال دے دیں تو میں تاریخیں بتا سکتا ہوں کہ کب تک بند ہوئی تھی - لیکن یہ مجھے پتا ہے کہ 1954 میں جب فلڈ آیا تھا اس وقت بھی سڑک زیر آب آئی تھی - 1973 میں بھی زیر آب تھی - اس وقت کتنے دنوں کے لئے ٹریفک بند رہی اس کے لئے علیحدہ سوال دے دیں میں اس کا جواب دے دوں گا -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے یہ کہا ہے کہ سڑک بند رہتی ہے - یہ میرے ذاتی علم میں ہے -

مسٹر سپیکر : جو آپ اگلا سوال پوچھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ سڑک جب خراب ہوئی تھی تو وہ دوبارہ بنا دی گئی لیکن اب کیوں نہیں بنائی جا رہی ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وہ سڑک ایسی ہے جس پر میں بھی اکثر گزرتا ہوں - یہ کوئی لمبی سڑک نہیں ہے - یہ ہر سال ٹوٹتی ہے خواہ سیلاب آئے یا نہ آئے - پچھلے سال سیلاب نہیں آیا تھا اس کے باوجود سڑک کا اتنا حصہ پانی کے نیچے تھا - وہ ٹوٹتی رہی ہے اس لئے متبادل راستہ اختیار کرنا پڑا - اب دوسری سڑک بنا رہے ہیں - سید طاہر احمد شاہ صاحب کا صرف

مطلب یہ ہے اور میں بھی آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں چونکہ وہ زیادہ قلیل فاصلہ ہیں ہے اور جو سڑک زیر آب آئی ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ دوہری سڑک بنا رہے ہیں جس پر پلیاں بھی آپ نے تعمیر کی ہیں ۔ اس وقت سیلاب کے دوران بھی اس کے نیچے سے پانی گزرتا رہا ہے اور آپ نے متبادل راستہ اختیار کئے رکھا ۔ اب وہ سڑک اسی طرح دوبارہ مرمت ہو رہی ہے ۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ اتنے فاصلے پر ایک یا دو پلیاں تعمیر کرنے کے بعد اس سڑک کو ذرا اونچا کر دیں تو ہر سال آپ اس کی مرمت سے بچ جائیں گے ۔ اور یہ سڑک قابل آمد و رفت رہے گی ۔ اگر آپ موقع دیکھنا چاہیں تو یہ سڑک کوئی دور نہیں ہے ۔ یہاں سے 12 میل کے فاصلہ پر ہے آپ کسی وقت اس کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں ۔ تو اس میں عکسکے بھی فائدہ ہوگا اور قومی مفاد میں فنڈز کی بھی بچت ہو جائے گی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : تو میں وہاں دو دفعہ گیا ہوں ۔ مکمل تحقیقات کی گئی ہے کہ سڑک کتنی اونچی ہو سکتی ہے ۔ بہر صورت مجھے وہاں یہی بتایا گیا تھا کہ اس وقت اس کو اونچا کرنا فائدہ مند نہیں ہوگا کیونکہ اس پر جب تک پلیاں نہ بنیں وہ پانی آگے نہیں جائے گا ۔ لیکن میں واپس جا کر پھر کہوں گا دوہری سڑک بننے تک کوئی ایسا متبادل انتظام ہو جائے یا وہاں سے دوہری سڑک اس کے مقابلہ میں بنا دی جائے تاکہ ٹریفک نہ رکے ۔ یہ سڑک جو ایک میل کا ٹکڑا بنتا ہے اس پر پل بھی بنائی جائے اور سڑک کو بھی اونچا کیا جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! سوال کے جزو (الف) کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں بھی تضاد پایا جاتا ہے ۔ انہوں نے جواب کے جزو (الف) کے آخر میں کہا ہے کہ ۔

> سڑک مذکورہ کی خستہ حالت ہونے کی وجہ سے تمام ٹریفک کو میل نمبر 12 میں پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی سروس روڈ پر منتقل کر دیا گیا ہے ۔

جواب کے جزو (ب) کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ۔

> ٹریفک کی زیادتی کی وجہ سے اس وقت تک سڑک مذکورہ کو دوبارہ تعمیر کرنا ممکن نہیں ۔ کیونکہ ٹریفک کا کوئی متبادل انتظام نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر : اس میں کوئی تضاد کی بات نہیں ہے ۔ سڑک سے مراد ساری سڑک ہے ۔ وہ ساری سڑک کی بات کر رہے ہیں ۔

میاں ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! اگر اسی لیول پر سڑک بنائی جائے گی تو یہ فنڈز کا بھی ضیاع ہے ۔

مسٹر سپیکر : دونوں ہی اس سے اتفاق کر رہے ہیں ۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ ساری سڑک کو اونچا کرکے بنوایا جائے گا آپ کو بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔

وحدت کالونی لاہور میں واقع سرکاری کوارٹروں کی دیکھ بھال پر اخراجات

***8624 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ون یونٹ کے خاتمے سے اب تک وحدت کالونی لاہور کے سرکاری کوارٹروں کی دیکھ بھال پر حکومت کا خرچ وہاں سے کرایہ کی صورت میں وصول شدہ آمدنی سے زیادہ ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ون یونٹ کے خاتمے سے سال 1975-76ء تک ہر سال کتنا کرایہ وصول ہوا اور کالونی کی دیکھ بھال پر ہر سال کتنی رقم خرچ کی گئی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : جی ہاں ۔ مطلوبہ کوائف مندرجہ ذیل ہیں :—

سال	وصول شدہ رقوم بصورت کرایہ	رقوم خرچہ دیکھ بھال
1970-71ء	4,88,199 روپے	5,61,776 روپے
1971-72ء	5,33,225 روپے	6,01,225 روپے
1972-73ء	5,35,171 روپے	8,14,719 روپے
1973-74ء	5,35,265 روپے	10,14,527 روپے
1974-75ء	5,36,921 روپے	6,63,784 روپے
1975-76ء	5,37,766 روپے	13,24,280 روپے
	31,67,547 روپے	49,80,311 روپے

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جیسا کہ جواب سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ نقصان میں جا رہا ہے اور روپے کا ضیاع ہو رہا ہے تو کیا حکومت موجودہ کوارٹرز کو self-sufficient کرنے یا dispose of کو permanently کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : کیا آپ نے لوگوں کو یہ نقصان ٹرانسفر کرنا ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال اس سوال سے کیسے پیدا ہوتا ہے ۔ آپ کا سوال یہ ہونا چاہئے تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت اس منصوبے پر غور کر رہی ہے ۔ لیکن آپ نے تو یہ ایک نئی بات کہہ دی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری مراد یہ ہے کہ کیا حکومت کے پاس اس نقصان کا ازالہ کرنے کے لئے کوئی تجویز ہے یا کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے جس سے یہ نقصان رک سکے یا ہم اس نقصان سے بچ سکیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کی تجویز یہ ہے کہ کرایہ بڑھایا جائے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کرایہ بڑھایا جائے یا ان کو dispose of کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : حکومت کا اس طرح کا نقصان تو نہیں بہر حال وزیر موصوف جواب دیں ۔ حکومت کوئی دوکان دار تو نہیں ۔ حکومت نے اکبری منڈی میں کوئی دوکان تو نہیں کھولی ہوئی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کرائے میں اور capital cost میں کوئی ربط نہیں ہے ۔ ہم ان کی تنخواہ سے ساڑھے سات فیصد کے حساب سے کرایہ لیتے ہیں اور یہ ایک رعایت ہے جو گورنمنٹ ملازمین کو دیتی ہے ۔ جوں جوں عمارتیں پرانی ہوتی جائیں گی تو ظاہر ہے کہ ان پر خرچ بڑھتا جائے گا ۔ اور یہ کبھی بھی نہیں ہوگا کہ گورنمنٹ کی عمارتوں پر اس حساب سے کرایا بڑھایا جائے جتنا ان پر خرچ ہو سکے ۔ اس لئے دو چیزیں الگ بالکل سمجھیں ۔ ایک ہے کوارٹروں کی مرمت پر خرچ کرنا اور دوسرے کرایہ وصول کرنا ۔ جناب والا ! یہ کمرشل ادارہ نہیں ہے ۔ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ملازمین کو کوارٹر مہیا کرے اور

خاص کرائے کی شرح ان کی تنخواہ سے وضع کرے - اس کا اور خرچ کا کوئی موازنہ نہیں ہے - تو آپ یہ سوال کر سکتے تھے کہ ان کی مرمت کیوں نہیں ہوئی - اگر ہم مرمت پر 13 لاکھ یا 15 لاکھ روپے خرچ کرتے ہیں تو وہ حق بجانب ہے -

نارووال مریدکے سڑک پر پلوں کی ناقص تعمیر

*8691 - **مسٹر محمد انور علی بٹ** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) نارووال مریدکے روڈ کی رسم افتتاح جولائی 1976ء کی کون سی تاریخ کو ادا کی گئی تھی -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کو حالیہ سیلابوں سے نقصان نہیں پہنچا مگر صرف بارش کے پانی سے ہی کچھ پل بہہ گئے ہیں - اگر ایسا ہے تو کتنے پل تباہ ہوئے اور ان پلوں کی ناقص تعمیر کا ذمہ دار کون ہے اور حکومت اس کے خلاف کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : **(الف)** مریدکے نارووال سڑک کی رسم افتتاح 15 جولائی 1976ء کو ادا کی گئی -

(ب) مذکورہ سڑک کو حالیہ سیلاب سے کچھ نقصان پہنچا ہے - مگر زیادہ بارشوں اور نالوں میں معمول سے زیادہ پانی آ جانے کی وجہ سے نتلے پل بیٹھ گیا یہ کہنا کہ پلوں کو بارشوں کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے سیلاب کی وجہ سے نہیں درست نہیں ہے - دراصل سیلاب بارشوں کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں بالائی علاقوں میں جب بارشیں ہوتی ہیں تو پانی اکٹھا ہو کر ندی نالوں اور دریاؤں میں زیریں علاقوں میں آ جاتا ہے اور اگر لوکل ایریا میں بھی جیسا کہ اس سال ہوا ہے بارشیں ہو جائیں اور سیلاب کے پانی میں بارش کا پانی بھی مل جائے تو علاقے میں زیادہ تباہی مچا دیتا ہے - متذکرہ سڑک پر بھی بالکل اسی طرح ہوا اس سڑک پر صرف نتلے پل میل نمبر 38/6 زیادہ بارشوں اور نالوں میں معمول سے

زیادہ پانی آجانے کی وجہ سے بیٹھ گیا کیونکہ یہ پل 4500 مکعب فٹ فی سیکنڈ پانی کی گزرگاہ کے لئے ڈیزائن کیا گیا تھا اس سال سیالکوٹ ضلع میں تمام سابقہ بارشوں کے ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں سیلاب کا پانی تقریباً 23 ہزار مکعب فٹ فی سیکنڈ اس پل سے ٹکرایا جس کے نتیجہ میں مذکورہ پل بیٹھ گیا پل کے بیٹھنے کی انکوائری ڈائریکٹر برجز (bridges) کے سپرد کی گئی تھی - انہوں نے رپورٹ پیش کی ہے کہ پل ڈیزائن شدہ ڈسچارج سے کئی گنا زیادہ پانی گزرنے سے تباہ ہوگیا ہے -

بھوکان پتن پر پل کی تعمیر میں تاخیر

*8729 - **میاں منظور احمد موہل** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1975-76ء اور 1976-77ء کے بجٹ میں حکومت نے دریائے ستلج پر بھوکان پتن کے مقام پر پختہ پل کی تعمیر کے لئے بالترتیب مبلغ ساٹھ لاکھ اور پچاس لاکھ روپے کی رقوم مختص کی تھیں -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مختص شدہ رقوم میں سے مذکورہ پل کی تعمیر پر ابھی تک کوئی رقم صرف نہیں کی گئی -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پل کی تعمیر پر ابھی تک مذکورہ رقوم صرف نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ منصوبہ پر کب تک کام شروع ہونے کی توقع ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) یہ درست ہے کہ سال 1975-76ء کے شروع میں اس پل کی تعمیر کے لئے مبلغ 60 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی - مگر سالانہ ترقیاتی پروگرام نظر ثانی ہونے کی وجہ سے یہ رقم واپس لے لی گئی - یہ بھی درست ہے کہ رواں مالی سال 1976-77ء میں مبلغ 50 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے -

(ب) یہ درست ہے کہ مختص شدہ رقومات میں سے مذکورہ پل کی تعمیر پر ابھی کوئی رقم خرچ نہیں کی جا سکی ۔

(ج) پچھلے مالی سال 76-1975ء میں سالانہ ترقیاتی پروگرام نظر ثانی کیا گیا اور اس کام کے لئے مختص شدہ رقم واپس لے لی گئی ۔

اس سال 77-1976ء شدید بارشوں کی وجہ سے سڑکوں کو جو نقصان پہنچا ہے ۔ ان کی مرمت اور بحالی کے لئے جو رقوم درکار ہیں ۔ ان کے لئے سالانہ ترقیاتی پرگرام پھر نظر ثانی کیا گیا ہے ۔ جس کی وجہ سے سب نئے منصوبوں کی مختص شدہ رقوم واپس ہو رہی ہیں ۔ تاہم اس پل کو تعمیر کرنے کے لئے ڈیزائن کا کام جاری ہے اور مکمل سکیم حکومت کو منظوری کے لئے پیش کر دی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : اب ممبران کی رخصت کی درخواستیں لی جاتی ہیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

راجہ سکندر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ سکندر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مجھے آج کافی بخار ہے اس لئے 17 اور 18 نومبر 1976ء کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک شاہ محمد محسن

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک شاہ محمد محسن صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Session on 15th

and 16th due to my private engagements. Leave may please be sanctioned for these two days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید الطاف حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بتاریخ 1-11-76 ، 9-11-76 ، 10-11-76 اور 15-11-76 کو بوجہ بیماری حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I have to attend to some personal matters on the 17th November, 1976 I should be grateful if you would kindly grant me leave for the day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> To attend the meeting of the Rural Development National Council at Islamabad, I am unable to attend the Assembly session on 18-11-1976. Kindly grant me leave for the said date and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالرؤف

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالرؤف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> With due respect I beg to state that I could not attend the Assembly sessions on 15th November, 1976, due to illness. Kindly grant me leave for that day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ہم پرولیج موشن لیتے ہیں۔ مرزا طاہر بیگ۔ Is he still وہ کل بھی تشریف نہیں لائے اور آج بھی تشریف نہیں لائے۔ I will wait interested in the motion for him آج وہ اگر آ جائیں تو I will take it up

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب چوہدری امان اللہ لک کی تحریک التوائے کار نمبر 82 لیتے ہیں۔ اس کو فاضل وزیر قانون deal کر رہے تھے۔

وزیر قانون : جی ہاں ۔

نیشنل ڈیمو کریٹک پارٹی کی خاتون رہنما بیگم نسیم ولی خان، سردار شیر باز مزاری اور دیگر اراکین کو بہاول پور بار روم میں وکلا کو خطاب کرنے سے روکنا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 8 نومبر 1976ء کے مطابق نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کی خاتون رہنما بیگم نسیم ولی خان ۔ سردار شیر باز مزاری اور پارٹی کے دیگر اراکین بہاول پور بار روم میں وکلاء کو خطاب کرنے جا رہے تھے کہ ستلج دریا کے پل پر سی آئی ڈی اور پنجاب پولیس کے ملازمین جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے موجود تھے ۔ جنہوں نے ان رہنماؤں کو بہاول پور جانے سے زبردستی روک دیا ۔ چنانچہ تمام رہنما کچھ دیر حبس بے جا میں رکھنے کے بعد کراچی بذریعہ ریل جانے پر مجبور کئے گئے ۔ راؤ مہروز اختر کسی نہ کسی طرح بچ کر بہاول پور بار روم میں اطلاع دینے کے لئے پہنچ گئے جو وہاں پولیس نے ان سے تشدد اور زیادتی کی ۔ اس واقعہ سے پورے پنجاب میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے کہ جمہوری اور آئین میں دی گئی آزادی کو حکومت نے سلب کرلیا ہے کسی آدمی کو پھرنے اور تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ حکومت نے ان کو روکا ہے یہ بات قطعاً غلط ہے چونکہ اس سے پہلے بھی یہی لوگ جو حزب اختلاف کے رہنما ہیں اور جن کا ذکر کیا گیا ہے انہوں نے مظفر گڑھ پاک پتن شریف اور ملتان میں وکلا سے خطاب کیا تھا ۔ حکومت نے نہیں روکا تھا ۔ اب یہ بہاول پور گئے تو وہاں کے مقامی لوگوں اور بار کے ارکان نے انہیں تقاریر کرنے سے روکا تھا ۔ اس میں حکومت ملوث نہیں ہے ۔ اگر حکومت کا منشا یہ ہوتا تو انہیں تینوں ضلعوں کی بار میں خطاب کرنے کی کیوں اجازت دیتی ۔

مسٹر سپیکر : کیا ملتان بار کی تعداد بہاول پور سے زیادہ ہے ۔

وزیر قانون : ملتان کی زیادہ ہے ۔ وہاں بھی کافی ہے مظفر گڑھ میں

اور پاک پتن میں سو کے قریب تعداد ہے ۔ جناب والا ! حکومت نے انہیں نہیں روکا ہے ۔ یہ غلط ہے کہ انہیں کسی خاص وجہ سے روکا گیا ہے ۔

چودھری طالب حسین : جناب والا ! میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ کوئی ٹیکنیکل اعتراض کریں گے ۔ اب تو یہ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے کہ وہ کسی پبلک میٹنگ کی اجازت نہیں دیتے ۔ اس لئے اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے ۔ میں تو حیران ہوں کہ انہوں نے کوئی ٹیکنیکل اعتراض کیوں نہیں کیا ۔ یہ تو ایک معمول ہو گیا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے ۔

وزیر قانون : آپ بہت سی باتوں پر حیران ہوا کریں گے ۔

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! یہ شوشن ان کی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : The Minister for Law and Parliamentary Affairs has completely denied the allegations.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ وہاں پولیس گئی ایف ۔ آئی ۔ اے بہت بڑی تعداد میں وہاں گئی ۔ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ انہیں نہیں روکا گیا ۔

Mr. Speaker : Minister for Law and Parliamentary Affairs has completely denied the facts contained in this adjournment motion.

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ اس کو پنڈنگ رکھ لیں ۔ میں آپ کو بار کا ریزولیوشن لا کر دوں گا ۔ یہ بہت سنگین مسئلہ ہے ۔ وہاں غنڈے بھیجے گئے ۔

مسٹر سپیکر : ایک وزیر اس واقعہ سے انکار کرتے ہیں ۔

سید تابش الوری : میں اس کو چیلنج کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : This is disallowed accordingly.

اگر ایک فاضل وزیر نے غلط بیانی سے کام لیا ہے تو اس کے لئے آپ کا استحقاق لے آئیں ۔

چوہدری طالب حسین : اس طرح تو ہم روزانہ 50 تحاریک استحقاقات دیا کریں ۔ کیونکہ وہ کبھی صحیح بات نہیں کرتے اور نہ ہی کریں گے ۔ ان کو تو یہ عادت پڑ گئی ہے ۔ وہاں کی تمام بار اس کی گواہ ہے کہ زبردستی پولیس نے روکا اور وزیر قانون کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : بار میں غنڈے داخل ہوئے اور بار کے مہمان کو زدو کوب کیا گیا بار نے عدالتوں کا بائیکاٹ کیا ۔ وکلا نے سوشل بائیکاٹ کیا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ممبران وزیر کے بیان کو چیلنج کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا فاضل ممبر اپنے علم کی بنا پر بات کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : اپنے علم کی بنا پر نہیں ممبران اسمبلی کہہ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کے لئے بھی کوئی قانون اور ضابطہ ہوتا ہے ۔ اگلی تحریک التوا چوہدری امان اللہ لک ۔

گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان کے طلبا کا ملتان بورڈ کے امتحانی پرچوں میں درجہ بندی اور پنجاب یونیورسٹی میں طلبا پر لاٹھی چارج کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کرنے پر لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 13 نومبر 1976 کی خبر کے مطابق گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان کے طلبا نے ملتان بورڈ کے امتحانی پرچوں میں درجہ بندی اور پنجاب یونیورسٹی میں طلبا پر لاٹھی چارج کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا جس کی توجہ میں ایک درجن طلبا کو گرفتار کر لیا گیا ۔ طلبا پر شدید لاٹھی چارج کیا گیا ہے اور متعدد طلبا کو زخمی کر کے میڈیکل امداد تک نہ دی گئی ۔ کالج کو غیر معینہ عرصے کے لئے بند کر دیا گیا ۔ مقامی انتظامیہ نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اشتعال انگیز صورت حالات پیدا کر دی ہے ۔ اس واقعہ سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے ۔

Minister for Law : Sir, I have a preliminary objection about this adjournment motion because the case is pending in a court and it has been registered. It is a sub-judice matter.

Mr. Speaker : I would like to know the details about sub-judice.

وزیر قانون : یہ پی پی سی 188 کے تحت 10-11-76 کو مقدمہ نمبر 86 شفقت حجازی ڈپٹی مجسٹریٹ کی رپورٹ پر تھانہ سٹی میں درج کیا گیا تھا۔ کیس عدالت میں ہے اور 5 طلبا ضمانت پر ہیں اس لئے یہ معاملہ sub-judice ہے۔

Mr. Speaker : The matter is clearly sub-judice.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ جہاں تک کیس رجسٹر ہونے کا سوال ہے اس سے sub-judice نہیں ہوتا۔

مسٹر سپیکر : طلباء عدالت میں پیش ہوئے۔ عدالت نے انہیں ضمانت پر رہا کیا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جب حبس بیجا کے لئے پیش کیا جاتا ہے تو court of law کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے۔ میری موشن الگ ہے کیونکہ حکومت کے اہلکاران اور ضلعی انتظامیہ نے ایسے حالات پیدا کئے اور وہاں کی پولیس اس سلسلے میں ذمہ دار ہے۔ افسران ذمہ دار ہیں جنہوں نے یہ صورت حال پیدا کی۔ احتجاج ہوا جس کی وجہ سے ان طلباء کو گرفتار کرنا پڑا اس کا جواب فرمائیں۔ آج بھی خبر ہے کہ یونیورسٹی ملتان۔ ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں یہ واقعات ہوئے ہیں اس کے پس پردہ کوئی مکمل پروگرام ہے جس کے تحت یہ سازش چلائی جا رہی ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ کا خیال ہے کہ یہ منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا ہے۔ and Government should act with a strong hand. What is the suggestion that you are making ?

چوہدری امان اللہ لک : آپ نے بالکل صحیح نشاندہی فرمائی ہے کہ یہ کیوں ہوا۔ اس کو آگے کیوں بڑھایا اور ڈیرہ غازی خان میں کس نے آگے بڑھایا میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : آپ وزیر صاحب سے مل کر مشورہ دے دیتے۔

چوہدری امان اللہ لک : تحریک التوا کے تحت ہی مشورہ دیتا ہوں کہ پنجاب حکومت اس کی ذمہ دار ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان سے مل کر مشورہ کر لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : اس میں مشورہ کی کیا ضرورت ہے وہ فرمائیں کہ انہوں نے واقعات کی تحقیقات فرمائی ہے کہ کون طلبا قصور وار ہیں ۔ اس میں کیا بازش ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ مسئلہ عدالت کے اندر ہے تو عدالت ہی اس کا فیصلہ کرے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب یہ معاملہ sub-judice نہیں ہے ۔ یہ sub-judice اس صورت میں ہے جہاں یہ غلطی ہے کیسی کو کم کر دیں ۔ جناب والا ! جہاں تک واقعات کا تعلق ہے اس کو آپ علیحدہ علیحدہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : وہ میں کیسے کر سکتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : اس کا ایک حصہ علیحدہ ہے ۔

Mr. Speaker : A part of the matter is sub-judice, therefore, this adjournment cannot be allowed.

چوہدری امان اللہ لک : کیس تو ابھی زیر تفتیش ہے یہ کیسے sub-judice بنتا ہے ۔

Mr. Speaker : Partof the matter is sub-judice therefore, this cannot be allowed.

گورنمنٹ ڈگری کالج بوسن روڈ اور سالنرکالج کے طلبا کی طرف سے انٹرمیڈیٹ کے سالانہ امتحانات میں سیکشن بندی اور سوفی صدی حوالس ختم کرنے کے خلاف احتجاجی جلوس پر پولیس کا لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 1 نومبر 1976ء کی خبر کے مطابق

گورنمنٹ ڈگری کالج بوسن روڈ اور سائنس کالج کے طلباء نے مورخہ 12 نومبر 1976ء کو انٹرمیڈیٹ کے سالانہ امتحانات میں سیکشن بندی اور سو فی صدی چوائس ختم کرنے کے فیصلے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے جلوس نکالا۔ احتجاجی جلوس پر امن طور پر ثانوی تعلیمی بورڈ کے دفتر تک پہنچا۔ پولیس نے بلا جواز طلباء پر لاٹھی چارج کر دیا جس سے متعدد طلباء زخمی ہوگئے اور کافی طلباء کو پولیس نے زیر حراست لے لیا۔ طلباء کے پر امن مظاہرہ اور جائز مطالبہ پر انتظامیہ کی عدم دلچسپی حالات خراب کرنے کی موجب بنی۔ اس واقعہ سے پورے پنجاب کے طلباء میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔

لاہور میں کوئی بوسن روڈ ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : نہیں جناب ! بوسن روڈ ملتان میں ہے۔

مسٹر سپیکر : مگر مجھے یا فاضل وزیر کو کیسے پتا چلے گا کہ آپ کی یہ تحریک ملتان کے کسی کالج سے متعلق ہے یا یہ کالج ملتان میں واقع ہے۔ آپ کو تو علم ہے لیکن انہیں بھی اس کا علم ہونا چاہیے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! یہ بوسن روڈ ملتان میں ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ضرور ہوگی مگر میں فاضل وزیر کو کیسے نوٹس دوں کہ یہ ملتان کا واقعہ ہے یا مجھے کیسے پتا چلے کہ یہ ملتان کا واقعہ ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! انہیں بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے۔

مسٹر سپیکر : مجھے تو بالکل پتا نہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : ان کو تو پتا میں بتا دوں گا، آپ کو تو پہلے سے پتا ہے۔

Mr. Speaker : Then he will tae due time. I will take up No. 98 tomorrow. The Law Minister has the notice now.

اب میں سید تابش الوری کی تحریک التوائے کار نمبر 51 لیتا ہوں۔ یہ بناسپتی گھی کس فاضل وزیر کا مضمون ہے۔

Who deals with this, not as a dealer but as a Minister ?

یہ پہلے پیش ہوچکی ہے مگر میں اسے پھر پڑھ دیتا ہوں so that everyone may be able to appreciate what the Hon'ble Minister says.

صوبہ پنجاب میں عمومی اور بہاول پور میں خصوصی طور پر ڈالڈا بناسپتی گھی کی نایابی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں عمومی طور پر اور بہاول پور میں خصوصی طور پر بناسپتی گھی کی قلت حال ہی میں شدید ہو گئی ہے ، بالخصوص ڈالڈا بناسپتی گھی نایاب ہو کر رہ گیا ہے جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چند بڑے بڑے شہروں کے سوا ڈالڈا کی عام شہروں میں سپلائی پر پابندی عاید کر دی گئی ہے۔ گھی کی قلت رمضان المبارک اور عیدالفطر سے لے کر اب تک بدستور جاری ہے جس سے عوام میں سخت بے چینی پیدا ہوگئی ہے۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! کیا یہ تحریک خاص طور پر ڈالڈا برانڈ سے متعلق ہے یا آپ پر بناسپتی گھی کے متعلق کہتے ہیں ؟

سید تابش الوری : یہ خاص ڈالڈا برانڈ ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : یہ تحریک ڈالڈا برانڈ سے متعلق ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پنجاب میں گھی کی عمومی طور پر قلت ہے میں اس کے متعلق تفصیلات آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : صوبہ پنجاب کے متعلق تو کسی اور تحریک التوائے کار کے سلسلے میں جواب ہوگیا تھا۔ یہ تحریک صرف بہاول پور سے متعلق ہے مگر آپ صوبے کے متعلق بھی بتا دیں اور اسی میں بہاول پور بھی آ جائے گا۔

وزیر قانون : جناب والا ! صوبہ پنجاب میں حکومت کا منظور شدہ بناسپتی گھی کا کوٹہ 11,700 میٹرک ٹن ہے لیکن اگست 1976ء میں یہ 14,411 میٹرک ٹن سپلائی کیا گیا یعنی 2,711 میٹرک ٹن زیادہ سپلائی کیا گیا۔ ستمبر 1976ء

میں 12,466 میٹرک ٹن ، اکتوبر 1976ء میں 13,219 میٹرک ٹن ۔ جہاں تک بہاول پور کا تعلق ہے اس کا منظور شدہ ماہانہ کوٹہ 140 میٹرک ٹن ہے ۔ اگست 1976ء میں 188 میٹرک ٹن ، ستمبر 1976ء میں 150 میٹرک ٹن اور اکتوبر 1976ء میں 140 میٹرک ٹن سپلائی کیا گیا ۔ جہاں تک ڈالڈا کا مسئلہ ہے ، ڈالڈا کی کمپنی قومی ملکیت میں نہیں لی گئی اور اس کی سپلائی گھی کارپوریشن یا حکومت کے تحت نہیں ۔ لیکن وہ فیکٹری فنی خرابیوں کی وجہ سے ستمبر میں چند روز کے لئے بند ہو گئی جس سے اس کی سپلائی کے نظام میں گڑبڑ پیدا ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : یہ justify کر رہے ہیں کہ یہ فیکٹری بھی گھی کارپوریشن کے تحت آ جائے ۔

وزیر قانون : شاید وہ یہی چاہتے ہوں لیکن میں مرکزی حکومت کی پالیسی کے بارے میں کوئی بیان نہیں دینا چاہتا ۔ تو میں گذارش کر رہا تھا کہ چونکہ یہ فیکٹری کچھ عرصہ بند رہی ۔ اس لئے ایسے ہوا ، لیکن اس کی سپلائی بھی کنٹرول میں ہے اور یہ فیکٹری قومی ملکیت میں نہیں لی گئی ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو گھی کارپوریشن کی کامیابی کی دلیل دے رہے ہیں ، ڈالڈا کی شکایت کے متعلق تو آپ نے بتا دیا ہے کہ یہ پبلک سیکٹر میں نہیں ۔

وزیر قانون : اور یہ بھی نہیں کہ ڈالڈا کی سپلائی خاص طور پر حکومت کنٹرول کرتی ہے کہ کسی شہر میں دیا جائے یا نہ دیا جائے ۔ چونکہ یہ فیکٹری ستمبر میں کچھ عرصے کے لئے بند رہی اس لئے اس کی سپلائی کا توازن ضرور خراب ہوا ۔ لیکن صوبائی حکومت کے کنٹرول میں نہیں ، نہ ہی یہ مرکزی حکومت کے کنٹرول میں ہے وہ بھی کنٹرول میں ہے ۔

سید قابل الوری : جناب سپیکر ! یہ بات درست ہے کہ ڈالڈا لیور برادرز کا تیار کردہ ہے اور اس کا گھی کارپوریشن سے تعلق نہیں ، اسی لئے اس کا معیار نسبتاً بہتر ہے اور اس کی مانگ ملک اور صوبے میں سب سے زیادہ ہے لیکن حکومت یہ کہہ کر اپنی ذمہ داریوں کو نظر انداز نہیں کر سکتی کہ چونکہ اس پر حکومت کا کنٹرول نہیں ۔ اس لئے وہ ڈالڈا کی سپلائی سے پنجاب کو محروم رکھنے میں حق بجانب ہے ۔ جناب والا ! حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسی چیز جو روز مرہ کے استعمال کی ہو اور جس کا عام آدمی سے براہ راست تعلق ہو ، اس کی سپلائی کو بہتر بنانے کے لئے جس صورت میں بھی اور جس سطح

پر بھی رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے اسے کرنا چاہیئے ۔ اس کی سپلائی کو باقاعدہ بنانے کے لئے اور پنجاب کا کوٹہ حاصل کرنے کے لئے ان کو رابطہ قائم کرنا چاہیئے کیونکہ لیور برادرز سارے ملک کو گھی سپلائی کرتا ہے اور مختلف صوبوں کے لئے کوٹہ مقرر ہے ، ہمارا اعتراض یہ ہے کہ جو کوٹہ پنجاب کے لئے مختص کیا گیا ہے ۔ وہ ہمیں ملنا چاہیئے ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ! کیا سید تابش الوری لیور برادرز کے ایجنٹ کے طور پر اس ایوان میں تقریر کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں عوام کے ایجنٹ کے طور پر یہ تقریر کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ان کی لائن تو ہمیشہ بڑی واضح رہی ہے ۔ ان کے نقطہ نظر سے یہ کارخانے پبلک سیکٹر میں نہیں ہونے چاہئیں ۔ اور ان کی رائے ہمیشہ یہ رہی ہے اور آج بھی غالباً یہی ہے ، اگرچہ اس ایوان میں اس کا اظہار نہیں کیا گیا کسی اور جگہ پر اس کا اظہار کیا گیا ہے کہ اگر وہ برسر اقتدار آ گئے تو وہ تمام کارخانے واپس کر دیں گے ۔

چوہدری طالب حسین : لیکن لیور برادرز تو پبلک سیکٹر میں نہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ ان کی پرانی دلیل ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں جو کام ہوتا ہے وہ پبلک سیکٹر سے اچھا ہوتا ہے اس لئے پبلک سیکٹر کے کارخانے واپس پرائیویٹ سیکٹر میں جانے چاہئیں اور ان کے سابقہ بیانات اور آج کے بیان میں کوئی تضاد نہیں ۔

چوہدری طالب حسین : انہیں اس بات کا حق ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ ڈالڈا ہمارے روزمرہ کے استعمال کی ایک اہم چیز ہے اور اس کی سپلائی کو بہتر بنانے کے لئے صوبائی حکومت کا فرض تھا کہ وہ مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کرتی اور لیور برادرز سے پنجاب کا مخصوص کوٹہ حاصل کرنے کی کوشش کرتی ، لیکن وہ اس میں ناکام ہوئی اور اس نے عوام کی اس بنیادی ضرورت کی

تکمیل کے سلسلے میں مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا ہے اور اس نے تسلیم کیا ہے کہ سپلائی غیر متوازن رہی ہے -

مسٹر سپیکر : آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے جس کی شاید ضرورت نہ تھی - اس تحریک کا ایک خاص حصہ کہ بہاول پور کی کیا پوزیشن ہے ، اس کے متعلق آپ بیان کر سکتے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! بہاول پور میں دو ماہ تک ڈالڈا بالکل غائب رہا اور بناسپتی گھی بھی نہیں ملتا -

مسٹر سپیکر : بناسپتی گھی دینے کی تو ان کی ذمہ داری ہے لیکن کسی خاص برانڈ کے متعلق حکومت کی ذمہ داری نہیں - اگر یہ تحریک کسی خاص برانڈ کے متعلق ہوتی تو شاید میں اس کو ایوان میں نہ پڑھتا -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے عرض کی ہے کہ جب ایک خاص چیز کی مانگ زیادہ ہو اور وہ ختم ہو جائے تو دوسری چیز پر زیادہ ڈیمانڈ ہو جاتی ہے اور وہ بھی نایاب اور غائب ہو کر رہ جاتی ہے -

مسٹر سپیکر : آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اتنا بناتے ہیں کہ سارے پاکستان میں وہی استعمال ہوتا ہے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! جب ان کی ڈیمانڈ پوری نہ ہوگی تو ظاہر ہے کہ دوسری جو برانڈ ہے ، اس پر مانگ بڑھ جائے گی - اس کے نتیجے میں وہاں کمیابی بھی ہوئی ، گرانی بھی ہوئی اور لوگ انتہائی پریشانی کے عالم میں عیدالفطر سے لے کر اب تک گزر اوقات کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : It basically relates to Bahawalpur کیونکہ جیسے میں نے کہا تھا اس ایوان میں وہ پہلے بھی generally deal ہو گئی تھی -

وزیر قانون : جناب والا ! جہاں تک کوٹے کا اور اس کے متعلق بناسپتی گھی کا تعلق ہے ، جو گھی کی ذمہ داری حکومت پر ہے ، وہ تو پوری کی گئی ہے - میں نے بہاول پور کی فگرز خاص طور پر پڑھ کر بتائی ہیں کہ یہ ضرورت سے زیادہ سپلائی کیا گیا ہے - اب پرائیویٹ سیکٹر میں ایک کمپنی ہے جو خود سپلائی کرتی ہے - اس کی کمی بیشی کی ذمہ داری حکومت پر عاید نہیں ہو سکتی نہ حکومت نے کوئی ہدایت دی ہے کہ بہاول پور میں سپلائی نہ کیا جائے - جو صورت حال پیدا ہوئی ، وہ میں نے عرض کی ہے -

مسٹر سپیکر : ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں ۔ ان کی بات میں تھوڑا سا donflict ہے ۔ مگر اس کے باوجود وہ بہت important ہے conflict یہ ہے کہ وہ پرائیویٹ سیکٹر کی تمام اہمیت کے باوجود محسوس کرتے ہیں کہ جب پبلک سیکٹر میں حکومت کی ذمہ داری ہے اگر پرائیویٹ سیکٹر کہیں فیل ہو جائے تو اسے حکومت آ کر step in کرے ۔ تو ان کی شکایت یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر ایک فیلڈ میں آ کر کچھ عرصہ کے لئے فیل ہوا ہے تو حکومت نے اس gap کو fill نہیں کیا یہ ان کی شکایت معلوم ہوتی ہے ۔

سید تابش الوری : حکومت کی ذمہ داری ہے کہ پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر دونوں پر نظر رکھے اور دونوں میں اگر کہیں بھی غلطی ہے تو اس کے ازالے کے لئے اقدامات کرے ۔

مسٹر سپیکر : اگرچہ اس طریقے سے آپ justify ہو رہے ہیں ، آپ کی پالیسی justify ہو رہی ہے ۔

وزیر قانون : میں یہ بات مرکزی حکومت کے نوٹس میں لے آؤں گا کہ یہ پرائیویٹ سیکٹر میں جو ایک فیکٹری ہے ، اس میں کبھی کبھی بقول ایک فاضل رکن کے اس قسم کی شکایات ہوتی ہیں تو اس کا بھی وہ تدارک کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، اصل مسئلہ اور ہے ۔ وہ تو کرتے ہیں ۔ آپ صوبائی سطح پر بھی کچھ اقدامات کریں ۔

وزیر قانون : ہم نہیں کر سکتے ۔ ہماری جہاں تک ذمہ داری ہے ، وہ تو ہم نے پوری کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وفاقی حکومت نے آپ پر جو ذمہ داری عاید کی ہے ، اسے آپ نے بدرجہ اتم پورا کیا ہے ؟

وزیر قانون : جی ہاں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ جو فیکٹریاں کام کر رہی ہیں ان پر نگاہ رکھی جائے ؟ آپ کو تو معلوم ہے کہ پرائیویٹ فیکٹریاں بند نہیں ہونے دی جاتیں اور لیبر ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ صنعت اس سلسلے میں کوشاں رہتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے جو بات کہی ہے ، وہ یہ ہے کہ بناسپتی گھی کا جو مسئلہ ہے ، یہ بنیادی طور پر اس وقت وفاقی حکومت کا subject ہے ۔

Who are dealing with this Corporation.

وہی صوبوں کے لئے مختص کرتی ہے کہ ہم آپ کو اتنا گھی سپلائی کریں گے ۔ کارپوریشن نے جو minimum کہا ہوا ہے کہ اتنا آپ کو سپلائی ہوگا اور یہ پرائیویٹ سیکٹر سے ملا کر آپ کی ضروریات کے لئے پورا ہے ۔ اس سے زیادہ سپلائی کیا ہے ۔ لیکن چونکہ اس اثنا میں ایک پرائیویٹ کمپنی کو جیسے آپ نے بتایا ہے فنی خرابی کی بنا پر partially بند ہونا پڑا ۔ اس لئے the quantity of vegetable ghee supplied by them affected the market. اب وہ کہہ رہے ہیں I will bring this also to the notice of the federal government کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے ۔ اگر ایسے کبھی حالات ہوں تو اس سلسلے میں آپ کو کوئی منصوبہ بنانا چاہئے تاکہ ایسی شکایت پیدا نہ ہو ۔

This is what he has stated.

سید تابش الوری : جناب والا ! بند نہیں رہی ۔ اصل میں یہ ہوا ہے کہ انہیں صرف کراچی ، لاہور ، پشاور اور پنڈی کے لئے سپلائی کی اجازت دی ۔ باقی شہروں کی سپلائی بند کر دی گئی ۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جس پر حکومت کی توجہ مبذول ہونی چاہئے ۔ پنجاب کے تمام شہروں کے لئے جو مخصوص کوٹا ہے اس کی سپلائی باقاعدگی سے جاری رہی ۔

Mr. Speaker : I hope that in view of the statement of the Minister that he will bring this to the notice of the Federal Government and he is sure that proper relief will come, this adjournment motion is not being pressed.

سید تابش الوری : جی ہاں ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب تھوڑا سا کام کر لیں ، یا پہلے وقفہ کر لیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، اخبار نویسوں سے زیادتی کے سلسلے میں میری تحریک التوا نمبر 73 باقی ہے ۔ اور اس موضوع پر جناب اعتزاز احسن صاحب کا بیان ابھی due ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ بھی due ہے ۔ کوئی بات نہیں ہے ۔

There shall be a tea break. We shall reassemble at 12.00.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے لئے آدھ گھنٹہ تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودہ قانون

مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 90 بابت 1976ء)

(جاری)

مسٹر سپیکر : فاضل سینیٹر وزیر صاحب ! اب کون سا بل آپ take up کر رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہم The Punjab Development of Cities کا بل کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ کل move ہو گیا تھا ۔ سید تابش الوری صاحب آپ اپنی تحریک پیش کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم ہو گیا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے 15 جنوری 1977ء تک متداول کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے 15 جنوری 1977ء تک متداول کرایا جائے ۔

وزیر قانون : میں جناب والا ! اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون اگر کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔ ہمارے ملک میں بہت سے شہر ایسے ہیں جہاں پر شہری ترقی کی سکیمیں شروع کی گئی ہیں ۔ آپ دیکھیں گے کہ ہمارے ملک میں اور خاص کر ہمارے صوبہ میں شہروں میں دو قسم کی آبادی نظر آئیں گی ۔ ایک ایسی جو بہت ترقی پذیر ہے اور ایک ایسی جو بہت پسماندہ ہے ۔ یہ اس نو آبادیاتی دور سے متعلق ہے جس میں نو آبادیاتی نظام والوں نے اس ملک کے اندر شہروں کے اندر اس قسم کی تفریق پیدا کی ہے ۔ ان میں مہاجرین کی آباد کاری کی وجہ سے ۔ شہروں میں صنعتی ترقی کی وجہ سے ۔ اور دیہات سے شہروں کی طرف آنے کے رجحان کی وجہ سے شہروں میں بہت بڑی تعداد اسی پر مشتمل نظر آتی ہے جس میں ترقی کی بے حد ضرورت ہے ۔ ایک اور بات جو ہمارے شہروں میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ شہروں میں کچھ ایسے حصے ہیں جو مغربی انداز میں نظر آتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے حصے بھی ہیں جہاں ماضی کی روایات آج تک موجود ہیں اور ہم ان کی اہم ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے ۔ اس غرض سے حکومت پنجاب نے پہلے بھی بہت سارے قانون بنائے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے شہروں میں جہاں کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے وہاں اس قسم کی اتھارٹیز بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ یہ اتھارٹیز تیزی کے ساتھ کام کر رہی ہیں ۔ ایل ۔ ڈی ۔ اے کے قیام کے سلسلے میں باقاعدہ طور پر اس اسمبلی نے قانون پاس کیا ۔ اس کے بعد ہم نے محسوس کیا تھا کہ ان اتھارٹیز کے سلسلے میں مختلف شہروں کی ضروریات کے لیے ایسی اتھارٹیز کو بنایا جائے ۔ دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا تھا کہ ہر شہر کے لیے اس قسم کی اتھارٹیز کے لیے ایک الگ قانون بنائیں جیسا کہ ایل ۔ ڈی ۔ اے کے لیے ہے لیکن ہم نے محسوس کیا کہ ایک جامع قانون ہی مرتب کر لیا جائے تاکہ ہر شہر کی ضرورت کے مطابق اس شہر میں اس قانون کے ذریعے اپنا اتھارٹی ادارہ قائم کرکے شہری ترقی کی ضرورت کو پورا کر سکے ۔ جناب والا یہ قانون اسی نقطہ نظر سے بنایا گیا ہے اور اس بل کو پیش کرنے کا مقصد اس میں ہے کہ جہاں بھی صوبے بھر میں اس کی ضرورت محسوس ہو وہاں وہاں اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جا سکے ۔ اس لحاظ سے یہ قانون اس اسمبلی کے سامنے رکھا گیا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ یہ عوام کے وسیع تر مفاد میں ہے اور صوبے کے عوام کے لیے اور شہروں کی ضروریات کے لیے بے پناہ بہتر ثابت

ہوگا تاکہ لوگوں کو شہری سہولتیں میسر آسکیں ۔ اس میں خالصتاً عوام کی بہبودی اور عوام کی فلاح مقصود ہے ۔ مجھے امید ہے کہ جرب اختلاف کے دوست اسے پسند کریں گے اور جو مفاہمت کا مظاہرہ انہوں نے پچھلے چند دنوں میں ہمارے ساتھ قانون سازی کے سلسلے میں کیا ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! اس وقت ہم مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء پر بحث کر رہے ہیں جس کا مقصد پنجاب کے شہروں کی اجتماعی ترقی کا اہتمام کرنا ہے ۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جیسا کہ جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے حکومت اس قانون کے ذریعے ملک کے مختلف شہروں میں ایسے ترقیاتی ادارے قائم کرنا چاہتی ہے جن کے ذریعے ان شہروں میں اجتماعی ضروریات کو بہتر بنانے کے انتظامات کر سکے ۔ اس بل کی تمہید میں جو مقصد بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق اس قانون کا مقصد پنجاب کے شہروں کے لیے منصوبہ بندی اور ترقی کا ایسا جامع نظام رائج کرنا ہے جس کے تحت عوام کے معیار زندگی کو بلند کیا جا سکے اور مضبوط منصوبہ بندی کے سلسلے میں اس کا آغاز کیا جا سکے ۔ پھر اس بل کا مقصد یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے جو ادارے قائم ہوں وہ شہروں کے وسائل سے کامل استفادہ کر سکیں اور ان کو منفعت بخش اور موثر طریقے سے صرف میں لایا جا سکے ۔ مکانات کے ماحول کو بہتر بنانا ۔ صنعتی ترقی کو آگے بڑھانا ۔ ٹریفک اور ٹرانسپورٹ کے ذرائع ۔ نقل و حمل ۔ صحت ۔ تعلیم کی فراہمی نکاسی آب کے منصوبوں کو بہتر طور پر انجام دینے کے انتظامات کر سکے ۔ جناب والا ! مختصراً کہا جائے تو اس بل کا مقصد لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرز پر صوبے کے مختلف شہروں میں مختلف اتھارٹیوں کا قیام عمل میں لانا ہے ۔ اس قانون کا اطلاق ایسے شہر یا شہروں پر ہو سکے گا جن کے

بارے میں حکومت وقتاً فوقتاً نوٹیفکیشن جاری کرے گی ۔ کسی خاص شہر یا شہروں کا تعین کیے بغیر اس بل کے ذریعے ایک ایسا اختیار حاصل کیا جا رہا ہے جسے حکومت وقت کلیتاً اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکے گی۔ شہروں کی ترقی کا یہ بل اپنی مقصدیت اور افادیت کے اعتبار سے ایک خوش کن بل کہا جا سکتا ہے ۔ اس بل کے مقصد کو ایک حسین خواب سے تشبیہہ دی جا سکتی ہے ۔ اس بل کی افادیت کو ایک نیا نعرہ اور ایک نئے پروپیگنڈے کا جلی عنوان بنایا جا سکتا ہے ۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ شہری ترقی ہمارے صوبے کی ایک نہایت بنیادی ضرورت ہے جس کی تکمیل کے بغیر ہم پنجاب کے مختلف شہروں کو ترقی یافتہ شہر بنانے کے تصور کو عملی شکل نہیں دے سکتے ۔ بلا شبہ ہمارے اکثر شہر اس وقت ناقابل رشک صورت حال سے دو چار ہیں اور ان کی آبادی ایک اندوہناک انداز میں بڑھتی جا رہی ہے ۔ ان کے پھیلاؤ کا یہ انداز بدصورتی کے پھیلاؤ کی طرح انتہائی مکروہ صورت اختیار کر رہا ہے ۔

جناب والا ! شہروں کا یہ پھیلاؤ اپنے پس منظر میں مختلف وجوہ رکھتا ہے اور جب تک ہم ان وجوہ پر پورے طور پر توجہ مبذول کرکے ایسی منصوبہ بندی نہیں کرتے جس سے قصبوں اور شہروں کے اس بے ربط اور بے ضبط پھیلاؤ پر کنٹرول کیا جا سکے اس وقت تک ہم نت نئی قانون سازی کرکے یا نت نئے ادارے بنا کر اس اہم اور بنیادی مقصد کی تکمیل میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ جناب والا ! شہروں کے پھیلاؤ کا ایک بنیادی سبب دیہات سے شہروں کی طرف آبادی کی مراجعت ہے ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ دیہات میں روزگار کے ذرائع روز بروز محدود ہوتے جا رہے ہیں جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دیہات میں فنی طریقے سے زراعت کے طریقوں کو آزمانے کا رجحان نسبتاً بڑھ رہا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دیہات کے مقابلے میں شہروں کی صنعتی ترقی ان کے لیے بہت سی ترغیبات کا باعث بن کر رہ گئی ہے ، وہ اپنے معاش کی تلاش میں ، روزگار کی جستجو میں دیہات سے شہروں کی طرف بڑے پیمانے پر منتقل ہو رہے ہیں اور اس طرح سے ہمارے صوبے کے لیے ایک لمحہ

فکر پیدا ہوگئی ہے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم دیہات سے شہروں کی طرف مراجعت کے اس عمل کو اپنی مربوط منصوبہ بندی کے ذریعے روکنے کی کوشش کریں اور دیہات میں ایسی ترغیبات کو اور روزگار کے ایسے وسائل کو جنم دیں کہ وہ لوگ دیہات کو خالی کرکے شہروں کا رخ کرنے کی ضرورت کم از کم محسوس کریں۔ جناب والا! اس کے لیے جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ دیہات کے قریب ایسے چھوٹے چھوٹے قصبے اور منڈیاں تعمیر کی جائیں جو قریب ترین دیہات کے لوگوں کے معاش کی ضروریات کی تکمیل کر سکیں اور بڑے شہروں میں بڑے مسائل جنم لینے کی بجائے ان قصبوں کی ترقی، توسیع اور رونق میں اضافہ ہو سکے۔ اس طرح سے ایک طرف دیہات کے قریب نئے اور جدید قصبے زندگی کی نئی سہولتوں کے ساتھ جنم لیں گے تو دوسرے بڑے بڑے شہر آبادی کے بڑے بڑے مسائل سے دو چار ہونے کی بجائے اپنے موجودہ مسائل کو حل کرنے اور اپنے وسائل کو زیادہ بہتر طور پر استعمال کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

جناب والا! انتقال آبادی کا یہ عمل اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم، اپنے مسائل اور وسائل کو سامنے رکھ کر اور دیہات اور شہروں کی آبادی میں ایک توازن برقرار رکھتے ہوئے ایسے نقشے اور پلان تیار کریں جن کی بنیاد پر ہم اپنی آبادی کو مختلف مقامات پر بہتر انداز میں آباد کریں اور انہیں زندگی کی بنیادی کی سہولتیں فراہم کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ ہمیں موجودہ آبادی اور آئندہ کی آبادی کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر یہ منصوبہ بنانا ہوگا کہ دیہات اور شہروں میں موجودہ آبادی کے لئے کتنے ذرائع معاش ہیں اور صنعتیں کتنی ہیں، چھوٹی صنعتوں کا کیا حال ہے اور آئندہ پانچ دس سالوں کے اندر آبادی جس شرح سے بڑھے گی اور اس آبادی کے مسائل جس طور پر جنم لیں گے ان سے نپٹنے کے لئے ہم کس طرح اپنی حکمت عملی کو بروئے کار لا سکتے ہیں۔ جب تک آج اور کل کا یہ نقشہ ہمارے سامنے نہیں ہوگا اور ایک طویل منصوبہ بندی کے ذریعے ہم دیہات اور شہروں کی آبادیوں کو توازن کے ساتھ اپنی اپنی جگہ آباد رکھنے میں کامیاب نہیں ہوں گے، ہم ان

نئے ترقیاتی اداروں کے ذریعے اپنے ان بنیادی مسائل کو حل کرنے کی کوئی عملی صورت ظہور پذیر نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ! یہ بات اطمینان بخش ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ نے پنجاب کے مختلف شہروں میں موجودہ مسائل کا اور آئندہ پیدا ہونے والے مسائل کا تجزیہ کرتے ہوئے ایسا پلان بنانا شروع کیا ہے جو آئندہ 20 سالوں پر محیط ہوگا اور اس پلان میں اس بات کی وضاحت کی جا رہی ہے کہ شہر کے مختلف حصے کس طرح پر ترقی یافتہ کئے جا سکیں گے ۔ شہر کے مختلف کھلے میدانوں کو کن مقاصد کے لئے زیادہ بہتر طور پر استعمال کرنے کی کوشش ہو گی اور آئندہ 20 سالوں میں شہروں کے اندر نئی بستیاں ، نئی کالونیاں اور شہر کے مختلف لوازمات اور مقامات کے لئے کن کن جگہوں کو مختص کرنا زیادہ مناسب ہوگا ۔ جناب والا ! یہ ایک ایسی منصوبہ بندی کا آغاز ہے جو کسی بھی ملک اور صوبے کی ترقی کے لئے انتہائی بنیادی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ وہ محکمہ جو منصوبہ بندی کر رہا ہے ، جو پلاننگ تیار کر رہا ہے ، اس پلاننگ کو نشر و اشاعت کے ذریعے عام حاصل کرنے کی کوشش کرے تاکہ نہ صرف یہ کہ شہریوں کو اس بات کا احساس ہو کہ ان کے شہر کے لئے آئندہ 20 سالوں کا کیا نقشہ ہے بلکہ دوسرے محکموں کو اس بات کی سہولت بھی میسر ہو جائے کہ اگر وہ بھی اپنے منصوبوں کو اور مختلف ترقیاتی سکیموں کو عملی شکل دینی چاہیں تو اس پلاننگ کے پیش نظر ان مختص جگہوں پر اپنی ترقیاتی سکیموں کو عملی جامہ پہنا سکیں ۔ اس طرح سے موجودہ haphazard growth سے ربط آبادیاں نہ صرف یہ کہ آئندہ جنم نہیں لیں گے بلکہ ہمارے مختلف شہر ایک جدید ترقی یافتہ نظام کے تحت ترقی پانے میں کامیاب ہو سکیں گے ۔

جناب والا ! اس وقت ہمارے مختلف بڑے اور چھوٹے شہروں کی حالت اس ایوان کے معزز ارکان کا ذاتی مشاہدہ ہے اور اس کی تفصیلات میں جانے کی کم از کم مجھے ضرورت نہیں ۔ کیونکہ ذاتی مشاہدے سے زیادہ کوئی چیز

اہم اور بنیادی نہیں ہوتی۔ آپ سب لوگوں نے دیکھا ہے کہ ہمارے شہروں میں مختلف بستیاں بغیر کسی نقشے اور پلان کے جنم لے رہی ہیں اور جنم لے رہی ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مختلف بڑے اہم بازاروں اور سڑکوں میں کھوکھے کی شکل میں نت نئی مارکیٹیں انتہائی بدصورت شکل کے ساتھ نمودار ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کچی آبادیوں کی بہتات نے ہمارے شہروں کو مختلف مسائل اور زندگی کی سہولتوں کے سلسلے میں مطالبات کی یلغار سے دو چار کر رکھا ہے اور آپ نے یہ بھی مشاہدہ کیا ہے کہ نکاس آب اور فراہمی آب کے انتظامات مختلف شہروں میں لوگوں کی ضروریات کے مقابلے میں انتہائی ناقص ہیں۔ پھر صحت و صفائی، تعلیم اور سماجی بہبود کے کاموں میں بھی وہ دلچسپی اور عملی اقدامات نظر نہیں آتے جس کی وجہ سے عام آدمی کی ان بنیادی ضرورتوں کی تکمیل میں مدد دی جا سکے۔ جناب والا! یہ سماجی بہبود کے کام دستور اور قانون کے تحت حکومت اور بلدیاتی اداروں کا بنیادی فرض ہے اور اس فرض کی ادائیگی نہ صرف قانونی اور اخلاقی اعتبار سے پہلا فرض ہے بلکہ سماجی اور سیاسی سطح پر ہمارے لیے ایک ناگزیر ذمہ داری کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ مسلسل چار سال گزرنے کے باوجود اور موجودہ حکومت کے دعوؤں اور یقین دہانیوں کے باوجود مختلف میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کے ذریعے عوام کے ان بنیادی تقاضوں اور مطالبات کی تکمیل کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی گئی اور اکثر میونسپل کمیٹیاں اور میونسپل کارپوریشنیں اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں اس وجہ سے ناکام رہی ہیں کہ ان کے مالی وسائل انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ جناب والا! شہروں کی اس ناگفتہ بہ حالت کا اہم ترین سبب یہ ہے کہ ہمارے بلدیاتی ادارے، میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹیاں اور ٹاؤن کمیٹیاں مالی طور پر عموماً بدحالی کا شکار ہیں اور ان کے وسائل یا تو اس قدر محدود ہیں کہ وہ ان بنیادی ذمہ داریوں کی تکمیل نہیں کر سکتے، یا انہوں نے اپنے انتظامی اخراجات اس قدر بڑھا لئے ہیں کہ وہ محض اپنے ملازمین کی تنخواہیں ادا کرنے کے قابل ہیں اور اس کے سوا وہ عوام کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مالی وسائل سے محروم ہیں

پھر اس کے ساتھ ہی ایک اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں میں منصوبہ بندی کا وہ رابطہ موجود نہیں ہے اور وہ انتظام رائج نہیں جس کی وجہ سے وہ مختلف شہروں کے تجربات کی روشنی میں اپنے شہروں میں اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے فلاح و بہبود کے مختلف کام سر انجام دے سکیں۔ جناب والا اگر شہروں کی اپنی ناگفتہ بہ حالت مالی بدحالی کی وجہ سے ہے اور منصوبہ بندی کے فقدان کی وجہ سے ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کے لئے - - -

مسٹر عبدالرحمن حامی : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! کورم نہیں ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - - - کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے - - - گھنٹی بجائی گئی - - - کورم پورا ہوگیا ہے -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں گذارش یہ کر رہا تھا کہ شہروں کی ترقی اپنی جگہ انتہائی ضروری اور اہم ہے لیکن اس کے لئے بنیادی ضرورت سرمائے کی فراہمی ہے اور وہ سرمایہ چونکہ میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کے پاس موجود نہیں ہے اور غالباً صوبائی حکومت کے پاس بھی موجود نہیں - اس لئے تین چار سال سالوں میں میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کے ذریعے شہروں کی ترقی کا کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا - سوال یہ ہے کہ جب ہم موجودہ بلدیاتی اداروں کے ذریعے موجودہ حکومت کے وسائل سے شہروں کی ترقی کا کام نہیں کر سکے تو اب ان نئے ترقیاتی اداروں کے ذریعے کس طرح سے ان کی ترقی کا اہتمام کر سکیں گے - اگر موجودہ بل کے ذریعے نئے اداروں کے لئے سرمایہ کی فراہمی کی خاطر جو ذرائع بیان کئے گئے ہیں ان میں نئے ترقیاتی اداروں کے ذریعے حکومت کی طرف سے رقوم مہیا کی جائیں گی - وفاقی حکومت یا کوئی بین الاقوامی ایجنسی بھی مالی معاونت کر سکے گی - پھر ان اداروں کو مختلف فیسیں اور محصولات اور ٹیکس لگانے کا اختیار ہوگا

اور اراضی اور عمارت یا منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کی فروخت سے آمدنی میں اضافے کی صورت ہو سکے گی۔ یہ وہ بنیادی ذرائع ہیں جن سے نئے قائم ہونے والے ترقیاتی ادارے مختلف شہروں کی ترقیاتی سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ یہی وہ ذرائع ہیں جو اس وقت بھی مختلف میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کی مالی امداد کر رہے ہیں۔ یہی وہ ذرائع ہیں جو اس وقت بھی مختلف شہروں کی بلدیاتی سکیموں میں اپنا مالی حصہ صرف کر رہے ہیں۔ تو اگر یہی ذرائع موجودہ میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کو مالی رقوم فراہم کرنا شروع کر دیں اور آئندہ ایک جامع منصوبہ بندی کے ذریعے ان میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں ترقی کا کام تکمیل پذیر کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان نئے اداروں کے ذریعے شہروں کی نئے سروں میں قیام کی ضرورت زیادہ محسوس نہیں کی جائے گی۔ چونکہ موجودہ بلدیاتی ادارے محض اس وجہ سے خود کو بے بس محسوس کرتے ہیں کہ ان کے پاس سرمایہ نہیں ہے۔ اگر حکومت محض سرمایہ کی فراہمی کا انتظام کر دے تو پھر اکثر شہروں میں اس قسم کے ترقیاتی اداروں کا قومی خزانے پر نیا بوجھ ڈالنے کی خود حکومت کو ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔

جناب والا! نئے ترقیاتی اداروں کے جو فرائض بیان کئے گئے ہیں ان میں بنیادی طور پر وہی فرائض ہیں جو میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کو انجام دینے ہوتے ہیں اور جن کے لئے پہلے سے باقاعدہ جامع قوانین موجودہ ہیں۔ موجودہ بل کے تحت نئے ترقیاتی اداروں کے جو فرائض اور اختیارات متعین کئے گئے ہیں ان میں کہا گیا ہے کہ یہ ادارے ترقیاتی منصوبے کی تیاری کی غرض سے علاقے کے لئے جامع ترقیاتی منصوبہ بندی کا مسلسل عمل شروع کریں گے۔ اور ایسے ترقیاتی منصوبوں کو وقتاً فوقتاً مزید توسیع علاقے کے مطابق ڈھالنے اور ادارے یا علاقے کی دیگر سرکاری ایجنسیوں کی طرف سے اس پر عمل درآمد کو مربوط بنائیں گے۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ علاقے میں نیم رہائشی آبادیوں، نکاسی آب اور زیر زمین نکاسی آب کے نظام کو ترقی دینے چلانے اور برقرار رکھنے کے لئے بھی انتظامات کریں گے [illegible]

عمارتی ضوابط قائم کرنے۔ برقرار رکھنے اور ان پر نظر ثانی کا فریضہ بھی ان اداروں کے سپرد ہوگا۔ اس طرح سے جناب والا نئے ترقیاتی اداروں کو یہ اختیار بھی دیا جا رہا ہے کہ وہ جائدادیں منقولہ اور غیر منقولہ حاصل کر سکیں گے۔ کوئی تعمیراتی کام اپنے طور پر یا کسی ایجنسی کے ذریعے شروع کروا سکیں گے اور مختلف علاقے کے لئے ایسی سکیمیں تیار کریں گے جن سے عبوری یا طویل ترقی کے لئے عملی اقدامات ممکن ہو سکیں۔ جناب والا! یہ وہ فرائض و اختیارات ہیں جو کم و بیش بلدیاتی اداروں کو پہلے سے تفویض کئے جا چکے ہیں۔ پہلے سے انہیں اس قسم کا قانونی استحقاق حاصل ہے کہ وہ انہی لائنز پر اپنے شہروں کی ترقی کے لئے عملی اقدامات میں آسانی سے آزادی سے اقدامات کر سکیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ان کی اصل مشکل منصوبہ بندی کا فقدان ہے۔ اور صوبائی سطح پر ایسے لائحہ عمل کی عدم موجودگی میں جس کی وجہ سے شہروں کی مختلف بلدیاتی اداروں کو منصوبے فراہم کئے جا سکیں۔ وہ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ اپنے ان فرائض اور اختیارات کو کما حقہ سر انجام دے سکیں۔ پھر جناب والا! یہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اگر فرائض و اختیارات ایک ہیں اور شہروں کی ناگفتہ حالی کی وجہ بھی مالی بد حالی ہے اور وہ مالی بد حالی نئے ترقیاتی اداروں کے لئے بھی بدستور موجود ہوگی۔ تو پھر مجھے بتایا جائے کہ آخر ان نئے ترقیاتی اداروں کے قیام سے بلدیاتی اداروں اور ترقیاتی اداروں کے درمیان نئی محاذ آرائی کی ضرورت کیوں محسوس کی جا رہی ہے۔ ایسی دو عملی آخر کیوں پیدا کی جا رہی ہے جس کے نتیجہ میں میونسپل کمیٹی کارپوریشن یا ترقیاتی ادارے ایک ہی قسم کے فرائض اور اختیارات کو استعمال کرتے آپس میں دست و گریبان ہوتے ہیں، آپ نے لاہور شہر میں مشاہدہ کیا ہوگا۔ حالانکہ لاہور کی مثال دوسرے شہروں کے مقابلہ میں استثنائی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود لاہور میں بھی میونسپل کمیٹی اور ترقیاتی ادارے کے درمیان ایک مسلسل کشیدگی۔ محاذ آرائی اور مسلسل دو عملی جاری ہے۔ جس کی وجہ سے عوام کو روزمرہ کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی میں بھی دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ جہاں بھی کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے ایک ادارہ اس خرابی

[illegible]

کی ذمہ داری دوسرے ادارہ پر [illegible] جانے کے لئے اپنے اپنے فرائض کو ادا کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر [illegible] اچھالتے ہیں اور ایک دوسرے پر فیہ فلوی [illegible] کرتے ہیں اور اسی میں مصروف رہتے ہیں۔ موجودہ صورت میں بھی یہ اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ میونسپل کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن پر اس قسم کے ترقیاتی اداروں کے قیام سے نہ صرف یہ کہ شہریوں کے لئے دو [illegible] کی صورت [illegible] بلکہ دوہرا [illegible] جناب والا! آپ نے خود [illegible] کہ صرف لاہور کے ترقیاتی ادارے پر کروڑوں روپے کے انتظامی اخراجات [illegible] جا رہے ہیں اور بعینہ اتنے ہی اخراجات تقریباً اس قسم کی با انہی مقاصد کے لئے کارپوریشن بھی کر رہی ہے اور یہ دوہرا صرف ہمارے صوبائی خزانے، شہریوں اور ہمارے بلدیاتی وسائل پر ایک بوجھ بن کر رہ گیا ہے۔ اسی لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ نئے اداروں کے ذریعہ سے مختلف اداروں کے درمیان محاذ آرائی یا مقابلہ کرنے کی بجائے ان کے درمیان رابطہ۔ ہم آہنگی اور منصوبہ بندی کی ضرورت پر زور دیا جائے اور انہیں کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ یکسوئی کے ساتھ بہتر مالی وسائل کے ساتھ اچھے منصوبہ بندی کر سکیں اور شہروں کی ترقی، انتظام و انصرام کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

جناب والا! اس بل میں کسی شہر یا شہروں کی تخصیص نہیں کی گئی ہے۔ اس بل سے یہ اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ نئے ترقیاتی ادارے کہاں قائم کئے جائیں گے۔ یہ ترقیاتی ادارے کس معیار اور کن شرائط کی بنیاد پر قائم ہوں گے۔ کن شہریوں کو ان ترقیاتی اداروں سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا۔ اور کون کون سے شہر ان سے محروم رہیں گے۔ اس میں ایسی کوئی گنجائش موجودہ نہیں ہے۔ کہ آئندہ اس قسم کے ترقیاتی اداروں کے قیام کے لئے کوئی ضابطہ، معیار یا اصول متعین کیا جا سکے گا۔ حکومت کے پاس کسی شرط اور معیار کے بغیر ایسا مطلق العنان اختیار حاصل ہوگا کہ وہ جس شہر کو پسند کرے وہاں ترقیاتی ادارہ قائم کر دے گی۔ اور جس کو ناپسند

کرے گی اس کو نظر انداز کر دے گی۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ترقیاتی اداروں کے قیام کے لئے شہروں کی حیثیت اور معیار کا واضح تعین ہونا چاہئے۔ میری بنیادی گزارش یہ ہے کہ حقیقتاً موجودہ مالی وسائل کے اعتبار سے ان اداروں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور یہ ایک ناقابل برداشت بوجھ کی حیثیت اختیار کر جائیں گے لیکن اگر حکومت اس کو اپنے مقاصد، نظر و اشاعت یا دیگر کسی مطلب کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے تو - - - -

چوہدری محمد حنیف : جناب سپیکر ! ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - - - - گنتی کی گئی۔ کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔ گھنٹی بجائی گئی - - - - کورم پورا ہو گیا ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! کورم تو پورا ہو گیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ کچھ اراکین اسمبلی کا خیال ہے کہ انہیں جنرل ڈسکشن کے لئے کچھ تیاری کرنی ہے تو اب ہم آئندہ اس قانون سازی کے لئے اس بل کو ملتوی کر دیتے ہیں۔ اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس ہاؤس کو adjourn کر دیں۔

مسٹر سپیکر : مرزا طاہر بیگ صاحب لکھ کر دے گئے ہیں۔

That he has withdrawn his privilege motion, so it stands withdrawn.

The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 9.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 18 نومبر 1976 بروز جمعرات 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا)۔

[illegible] اسمٰعیلی [illegible]

[illegible]

[illegible]

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمٰعیل نے [illegible]

[illegible]

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ [illegible] (۱)

الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ [illegible] (۲)

مِنْ رُّسُلِهٖ [illegible] (۳)

[illegible] (۴)

[illegible] (۵)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سیکرٹریٹ پنجاب اسمبلی لاہور بروز پیر 18 نومبر 1976

ضلع گجرات میں محکمہ پولیس افسران کی سرکاری جیپوں اور تھانوں میں وائرلیس سیٹوں کی تنصیب

*6965۔ چوہدری امان اللہ لک: کیا وزیر داخلہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع گجرات میں اب تک کن پولیس افسران کی سرکاری جیپوں میں اور کن تھانوں میں وائرلیس سیٹ نصب ہو چکے ہیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق): گجرات کے مندرجہ ذیل پولیس افسروں کی گاڑیوں میں اب تک وائرلیس سیٹ نصب ہو چکے ہیں:-

(1) ڈی۔ ایس۔ پی۔ ہیڈ کوارٹر گجرات۔
(2) ڈی۔ ایس۔ پی۔ منڈی جہاؤالدین۔
(3) ایس۔ پی۔ گجرات۔
(4) پولیس انسپکٹر۔ پھالیہ۔

نیز تھانہ پھالیہ، تھانہ منڈی جہاؤالدین اور پولیس لائن گجرات میں بھی وائرلیس سیٹ نصب ہو چکے ہیں۔ اور بتدریج یہ عمل جاری ہے۔

چوہدری امان اللہ لک: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ بقایا تھانوں میں کب تک وائرلیس سیٹ لگائے جا سکیں گے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! میں نے عرض کی ہے کہ ہم پنجاب کے تمام تھانہ جات میں ٹیلیفون یا وائرلیس سیٹ مہیا کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال اس کے لیے ہم مالی اختصاصات کرتے ہیں۔ تو آئندہ سالوں میں وائرلیس سیٹ مہیا ہو جائیں گے۔ اگر اس سے زیادہ کوئی اور خاص انفارمیشن فاضل رکن لینا چاہتے ہیں تو اس کے لیے الگ سوال کی ضرورت ہے۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور صاحب کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر! میں نے وزیر [illegible] دریافت کیا تھا کہ حکومت پنجاب کا پورے پنجاب میں وائرلیس سیٹ کو رائج کرنے کا اور اس کو منظم کرنے کا جو بھی پروگرام ہے وہ کیا ہے لیکن کیونکہ میں جو تھانے بتایا گیا ہیں ان میں ان پروگرام کے تحت کب تک عملدرآمد ہو سکے گا۔ جناب والا! میں پھر عرض کروں گا حکومت پنجاب کا پروگرام جو ہوگا، وہ بڑا لمبا ہوگا، وسیع ہوگا اور اس میں بڑے بڑے اخراجات involve ہوں گے بہرحال بقول ان کے پروگرام ہے تو اس پروگرام کے تحت ضلع گجرات کے جو بتایا تھانے ہیں ان میں وائرلیس سیٹ کب تک لگ سکیں گے؟

وزیر خزانہ : جناب والا! میرے پاس اس وقت اس کی معلومات نہیں ہیں۔

مسٹر چیئرمین : چوہدری امان اللہ لک صاحب آپ اس کے لئے کیا سوال دے دیں۔

پولیس لائن گجرات میں اضافی عمارت کی تعمیر

*6966۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر داخلہ [illegible] فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پولیس لائن گجرات میں موجودہ عمارت وہاں رہائش پذیر پولیس ملازمین کی رہائش کے لیے ناکافی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ناکافی رہائشی عمارت کی بنا پر [illegible] ملازمین کو عمارت کے باہر سخت سردی میں بھی کھلے آسمان کے نیچے سونا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پولیس لائن کی عمارت میں اضافی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی ہاں ۔ درست ہے ۔

(ب) یہ حقیقت نہیں ہے ۔ البتہ 174 زیر تربیت سپاہی جو عارضی طور پر یہاں مقیم تھے وہ 15 نومبر تک بیرکس کے برآمدوں میں رہائش پذیر تھے ۔

(ج) اضافی دو منزلہ عمارت کی تعمیر کی سکیم منظور ہو چکی ہے اور موجودہ مالی سال میں دو لاکھ روپیہ سے اس پر جزوی کام بھی شروع ہو جائے گا ۔ بقیہ کام آئندہ مالی سال میں مکمل ہوگا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف کا مشکور ہوں کہ انھوں نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا ۔ لیکن میں ان سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دو لاکھ روپے جو اس مالی سال میں گنجرات کے لئے دئے گئے ہیں اس پر کام کب سے شروع ہو سکے گا ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! انشاء اللہ جلد شروع ہو جائے گا ۔

مسٹر چیئرمین : مرزا فضل حق ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں ۔ جلد سے ان کی مراد کیا ہے ۔ ایک ماہ دو ماہ یا تین ماہ تک کام شروع ہو جائے گا ؟

مسٹر چیئرمین : ڈاکٹر صاحب ۔ آپ امان اللہ لک صاحب کو مطمئن کر سکتے ہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں کوئی حتمی فیصلہ پوچھنا چاہتا ہوں (قطع کلامیاں) جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ جلد سے ان کی مراد کیا ہے ؟ ایک ماہ میں یا دو ماہ میں کام شروع ہو جائے گا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جلد شروع ہو جائے گا ؟

مسٹر چیئرمین : مرزا فضل حق اگلا سوال ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ کون سا جواب دیا ہے کہ جلد شروع ہو جائے گا ۔

مسٹر چیئرمین : انہوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ جلد شروع ہو جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ڈاکٹر صاحب جلاہہ گول کرنے کے عادی ہیں جیسا کہ وہ کرتے رہے ہیں ۔ وہ یہ فرما سکتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ قائم کیا ہوگا اور کب سے شروع ہو سکے گا ۔ تو یہ جلد سے ان کا مطلب کیا ہے ؟ جلد سے میرا مطلب یہ ہے کہ دو دن کے اندر کام شروع ہو جائے گا ۔

مسٹر چیئرمین : ویسے اصولی طور پر تو جواب درست ہے ۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو آپ کو ڈاکٹر صاحب مطمئن کر دیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ ان سے پوچھ کر فرمائیں ۔ آپ سے مجھے تھوڑا سا فائدہ ہو جائے گا ۔

مرزا طاہر بیگ : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! میں فاضل میر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ علیحدہ کسی فرصت کے وقت وزیر موصوف سے مل لیں ۔

مسٹر چیئرمین : چوہدری صاحب ! اس پر کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرا سوال بڑا serious ہے ۔ اگر اس کے متعلق وہ نہیں بتا سکتے تو یہ بتائیں ۔

مسٹر چیئرمین : سوال نمبر 7563 ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں آپ کی رولنگ کے خلاف جو آپ نے مسکراتے ہوئے دی ہے شدید احتجاج کرتا ہوں ۔ میرا سوال یا تو آپ رد فرمائیں یا ڈاکٹر صاحب اس میں معذوری کا اظہار کریں کہ میں عرصہ کا تعین نہیں کر سکتا ۔ جناب والا ! پیسے پڑے ہوئے ہیں اور خرچ نہیں کئے جا رہے ۔ اس کی وجوہات میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا ہیں اس لئے وہ فرمائیں کہ کب تک اس کو شروع کر سکیں گے ۔ اس کو ڈاکٹر صاحب نے خود تو شروع نہیں کرنا ہے ۔ صرف محکمہ کو ہدایات دینی ہیں کہ فلاں تاریخ تک commitment کر دی گئی ہے اور آپ اس پر عمل درآمد کریں ۔

مسٹر چیئرمین : چوہدری صاحب ! آپ نے خود ہی جواب دے دیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے خود کام نہیں کرنا صرف محکمے کو ہدایت کرنی ہے ۔ تو وہ ہدایت فرما دیں گے کہ جلد شروع کر دیا جائے ۔ جلد سے مراد یہی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ڈاکٹر صاحب کچھ تو بات کریں ۔

مسٹر چیئرمین : ڈاکٹر صاحب نے بات کی ہے کیوں ڈاکٹر صاحب ۔ جلد سے مراد یہی ہے کہ آپ محکمے کو ہدایت فرما دیں گے کہ کام جلد شروع ہو جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہدایت فرمانے کا آپ کا ارشاد بالکل بجا ہے ۔ لیکن یہ کہ میں تو اس محکمے کی طرف سے جواب دے رہا ہوں ۔ یعنی اگر اس وقت میں محکمہ تعلیم کے سوالات کے جوابات دے رہا ہوتا اور آپ کہتے کہ فلاں تھانے کی بلڈنگ نہیں بنی ہے تو میں آپ کو یقیناً یہی کہتا کہ میں جو وزیر انچارج ہیں ان کو یہ کہہ دوں گا ۔ میں اب اس محکمے ہی کی طرف سے جواب دے رہا ہوں ۔ اب میں اس محکمے کو کیا ہدایت کروں کہ وہ محکمہ تو خود کہہ رہا ہے کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں کیوں کہ اس کے لئے چھ لاکھ اور کچھ ہزار روپے مختص ہوئے ہیں اس کے لئے جگہ اور ایریا لے لیا گیا

ہے ۔ اب باقی تعمیر کا جو کام ہے وہ شروع ہو جائے گا اس میں کچھ دیر لگتی ہے ۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں محکمہ پولیس کو ہدایت کر دوں تو میں کر دوں گا ۔

ضلع جہلم میں مجسٹریٹوں کی تعداد

*7563 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع جہلم میں کتنے مجسٹریٹ تعینات ہیں اور ان میں دفعہ 30 کے اختیارات کے حامل مجسٹریٹوں کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) مذکورہ مجسٹریٹ کہاں کہاں عدالت کرتے ہیں اور وہ وہاں کتنے عرصہ سے متعین ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) بارہ ۔ دفعہ 30 کے اختیارات کے حامل افسران کی تعداد پانچ ہے ان میں AC اور ADC(G) میں شامل ہیں ۔

(ب) مطلوبہ کوائف منسلکہ گوشوارہ میں درج ہیں ۔

فہرست مجسٹریٹ صاحبان ضلع جہلم

نمبر شمار	نام افسر	اختیارات	جائے تقرری	تاریخ تقرری
1	راجہ محمد اسلم	دفعہ 30	جہلم	2-5-75
2	مسٹر سرفراز علی خان	دفعہ 30	جہلم	7-8-74
3	چوہدری عبدالرحمان	دفعہ 30	جہلم	15-1-76
4	مرزا محمد افضل	درجہ اول	جہلم	27-10-75
5	مسٹر عاشق حسین بٹ	درجہ اول	جہلم	21-5-74
6	قاضی عبدالقیوم	درجہ اول	جہلم	26-1-75

7 ۔ مسٹر کامران رسول	درجہ اول	چکوال	25-12-75
8 ۔ مسٹر حبیب الرحمان انجم	درجہ اول	چکوال	20-5-76
9 ۔ مسٹر سعید اختر شاہ	درجہ اول	پنڈ دادن خان	9-9-76
10 ۔ مسٹر محمد سعید شیخ	دفعہ 30	پنڈ دادن خان	20-4-76
11 ۔ مسٹر حاکم خان بلوچ	دفعہ 30	چکوال	6-4-76
12 ۔ مسٹر شمیم اختر سپیشل ٹریفک مجسٹریٹ	درجہ اول	جہلم	9-2-76

رشوت خور افسران کے خلاف مقدمات کی تعداد

*7566 ۔ **مرزا افضل حق** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ انسداد رشوت ستانی نے ضلع جہلم میں یکم جنوری 1974ء تا 31 ۔ دسمبر 1974ء رشوت ستانی کے کتنے مقدمات برائے سماعت عدالتوں میں دائر کئے ۔

(ب) جن رشوت خور افسران کے خلاف مقدمات دائر ہوئے ان میں سے کتنے ضمانت پر رہا ہوئے اور کتنے ابھی تک جیل میں مقید ہیں ۔ کتنے سزا یاب ہوئے ۔ کتنے بری ہوئے اور کتنے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) محکمہ انسداد رشوت ستانی نے یکم جنوری 1974ء تا 31 ۔ دسمبر 1974ء ضلع جہلم میں متعین سرکاری ملازمین کے خلاف 4 مقدمات جن میں پانچ اشخاص ملوث تھے برائے سماعت عدالتوں میں دائر کئے ۔

(ب) جن رشوت خور افسران کے خلاف مقدمات دائر ہوئے وہ سب ضمانت پر رہا ہوئے ۔ ان میں سے کوئی بھی اس وقت جیل میں

مقید نہیں ۔ ایک شخص سزا یاب ہوا چار اشخاص جو باقی مقدمات میں ملوث تھے بری ہوئے ۔ کوئی مقدمہ اس وقت زیر سماعت نہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کے متعلقہ تفتیشی عملہ کی ناقص کارکردگی اور بطریق احسن فرائض کی ادائیگی سے پہلو تہی کی وجہ سے بد دیانت رشوت خور افسران یا اہلکاران جن کے خلاف مقدمات درج کئے گئے سزا یاب ہونے سے محفوظ رہے ؟

مسٹر چیئرمین : شاہ صاحب ۔ یہ ضمنی سوال ہے یا تقریر ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ ضمنی سوال ہے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ کا سوال کیا ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میرا ضمنی سوال ان رشوت خور افسران کے متعلق ہے جن کے خلاف مقدمات درج ہوئے اور سزا یاب ہونے سے محفوظ ہو گئے کیا محکمہ انسداد رشوت ستانی کے عملے کی سلی بھگت اور ناقص کارکردگی اور بطریق احسن فرائض کی ادائیگی میں پہلو تہی کی وجہ سے وہ افسران سزا یاب ہونے سے محفوظ رہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے جواب میں یہ عرض کیا تھا کہ یہ فاضل عدالتوں کا فیصلہ ہے ۔ فاضل عدالت نے ، فاضل مجسٹریٹ نے چار ملزمان کو acquit کیا ہے ۔ ایک صاحب کو three months rigorous imprisonment اور ایک سو روپیہ جرمانہ کیا ہے ۔ آپ فاضل عدالت کو dispute کر رہے ہیں کیونکہ فاضل عدالت نے قانون کی عدالت نے چار صاحب کو چھوڑ دیا اور ایک کو سزا دی ۔ اب یہ کہ کیوں انہوں نے ایک کو سزا دی اور چار کو کیوں نہیں دی ۔ یہ محکمہ رشوت ستانی کا کام نہیں ہے بلکہ یہ تو عدالت کا کام ہے اور اس میں چارہ جوئی کی جا سکتی ہے ۔ اگر کوئی صاحب مطمئن نہ ہوں کہ اس عدالت کا فیصلہ ٹھیک نہیں تو ان کے اعلیٰ عدالتیں بھی اس صوبے میں موجود ہیں وہاں چارہ جوئی کی جا سکتی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! غالباً جناب سینئر منسٹر صاحب میرا ضمنی سوال پوری طرح سمجھ نہیں سکے ۔ میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ عدالتوں کا کام تو ٹھیک ہے کہ ملزمان کو کسی حالات اور واقعات کے تحت سزا دے دیتی ہیں یا بری الذمہ قرار دے دیتی ہیں تو پراسیکیوشن عملہ کے فرائض کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ وہ ملزمان کے خلاف الزامات کو درست ثابت کرنے کے لئے پوری دیانت کے ساتھ کام کریں ۔ اور ان کو سزا یاب کرانے کے لئے گواہان پر کسی کو اثر انداز نہ ہونے دیں اور گواہان خریدنے سے محفوظ کریں ۔

مسٹر چیئرمین : یہ ضمنی سوال ہے یا پوری تقریر ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ ہماری روزمرہ کا مشاہدہ ہے ۔

وزیر خزانہ : مجھے ان سے پورا اتفاق ہے ۔

مسٹر چیئرمین : میاں سردار احمد اویسی اگلا سوال ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے ۔

مسٹر چیئرمین : سوال پکارا جا چکا ہے ۔ ایک سے زائد ضمنی سوال نہیں ہو سکتا ۔ آپ نے اچھی خاصی تقریر کر کے رکھ دی ہے اور ڈاکٹر صاحب نے بھی اتفاق کر لیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : حضور والا ! اگر میرا ضمنی سوال غیر متعلقہ ہوا تو بے شک اجازت نہ دینا ۔ کیا وزیر موصوف اس حقیقت سے اتفاق فرمائیں گے کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کا عملہ اکثر اوقات اپنے منظورِ نظر افسران اور اہلکاران کو جب ان کے خلاف رشوت کے الزامات میں چھاپے مارنا مقصود ہوں تو وہ پہلے ہی ان کو مطلع کر دیتے ہیں اور وہ بچ جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : اگر آپ کے علم میں کوئی ایسا واقعہ ہے تو وہ بتائیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : یہ ہمارا روز کا مشاہدہ ہے کہ وہ پبلک کے مفاد کو مد نظر نہیں رکھتے ۔

مولانا ظاہر بیگ : جناب والا ! یہ ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں ۔ میں فاضل ممبر سے درخواست کروں گا وہ کسی خاص واقعہ کی نشاندہی کریں کہ فلاں موقع پر یہ ہوا ہے تاکہ اس کی تحقیقات کرائی جائے ۔ (2)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔)

سید طاہر احمد شاہ : you may kindly allow me یہ ہمارے روزانہ کا مشاہدہ ہے جس کا اظہار میں نے کیا ہے ۔

This is a common and general practice.

مسٹر سپیکر : یہ کون سا سوال ہو رہا ہے ۔

وزیر خزانہ : سوال نمبر 7566 ہے بات یہ ہے کہ ایک انسپکٹر کو محکمہ انسداد رشوت ستانی نے پکڑا ۔ عدالت نے چار کو بری کر دیا اور ایک کو سزا دے دی ۔

مسٹر سپیکر : اس میں آپ کیا کر سکتے ہیں ۔

We are not supposed to discuss the decisions of the court here. We do not want to show disrespect to the courts.

کورٹ عدالت کے مرتکب پولیس افسران کی فہرست

(1) میاں مزمل احمد اوکاڑہ : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مندرجہ ذیل پولیس افسران کو لاہور ہائی کورٹ نے 20 اکتوبر 1978ء کو توہین عدالت کے جرم میں قید اور جرمانہ کی سزائیں دیں ۔

(1) شیر علی انسپکٹر پولیس تھانہ پرانی کوتوالی ملتان ۔

(2) عثمان خان سب انسپکٹر پولیس تھانہ کیمپ ملتان ۔

(3) الطاف حسین سب انسپکٹر پولیس تھانہ پرانی کوتوالی ملتان ۔

(4) راجہ یزب خان سب انسپکٹر پولیس ، پولیس پوسٹ بوہڑ گیٹ ملتان ۔

(5) اقبال حسین اے ایس آئی پولیس تھانہ پرانی کوتوالی ملتان ۔

(6) شاہ عالم خان ایازی ایس ایچ او تھانہ کبیر والا کوتوالی ملتان ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پولیس افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کی بجائے انہیں ترقیاں دے دی گئی ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے مورخہ 20 اکتوبر 1974ء کو مذکورہ پولیس افسران کو توہین عدالت کے جرم میں ایک ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور تا برخاست عدالت قید کی سزا دی ۔

(ب) مذکورہ افسران نے عدالت عالیہ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی حسب حکم سپریم کورٹ اپیل کے فیصلہ تک جرمانہ کی رقوم وصول نہیں کی جائیں گی ۔ اپیل تاحال سپریم کورٹ میں فیصلہ طلب ہے لہذا تا فیصلہ اپیل ان افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنا مناسب نہیں ۔ ان میں سے دو افسران بلحاظ مدت ملازمت اور ریکارڈ ملازمت ترقی پا چکے ہیں ۔

(ج) سپریم کورٹ کا فیصلہ صادر ہونے پر اس کی روشنی میں قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ سپریم کورٹ میں کس تاریخ کو یہ اپیل دائر کی گئی اور کیا سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کا فیصلہ معطل کیا ؟

مسٹر سپیکر : اگر جرمانہ وصول نہیں کیا جائے گا تو It has been suspended یہ تو صاف ظاہر ہے ۔

سید تابش الوری : ایک تو جرمانہ ہے ۔ دوسرا تا برخاست عدالت سزا ملی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر leave grant ہوگئی تو اس کے بعد جو سزا تھی وہ suspend ہوگئی ۔

سید تابش الوری : میں یہ وضاحت کرانی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں موصوف پوچھ رہے ہیں کہ کیا leave grant ہوگئی ہے ؟

وزیر خزانہ : سپریم کورٹ کا فیصلہ یہ ہے :

> Until hearing of the appeal I direct that the realization of fine be stayed if not paid already.

سید تابش الوری : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپیل دائر کب ہوئی ۔

وزیر خزانہ : 13-11-1974 کو دائر ہوئی ۔

تحصیل سمندری ضلع لائلپور کی مسمات نرگس پروین کی پرائیڈ

8618۔ میز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ریلوے لائن نالکی نور پور سکنہ چک نمبر 473 ۔ گ ۔ ب بمیاں تحصیل سمندری ضلع لائلپور کی لڑکی

مسمات نرگس پروین 13 ۔ نومبر 1974ء کو اغواء کر لی گئی تھی جس کی رپورٹ نمبر 75/21 تھانہ سمندری میں زیر جرم 363 پی پی سی مورخہ 17 ۔ جنوری 1975ء کو درج ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اغواء کیس میں مسمات پروین ۔ شریفاں ۔ رزاق ۔ لیاقت ۔ عالمین ۔ طالب اور حنیفاں کو ملزم گردانا گیا تھا اور اس کی تفتیش اے ایس آئی کرم حسین تھانہ سمندری نے رپورٹ کے درج ہونے کے ساڑھے چار ماہ بعد شروع کی تھی اور اس دوران اس نے کسی ملزم کو گرفتار نہیں کیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تفتیش سے بد دل ہو کر نور محمد نے ڈی آئی جی سرگودھا ملک بشیر صاحب سے مذکورہ اے ایس آئی کے خلاف درخواست گزاری جس پر اے ایس آئی مذکور کو معطل کر دیا گیا ۔ بعض ازاں اس کے یقین دلانے پر کہ مغویہ کو برآمد کر لیا جائے گا دوبارہ بحال کر دیا گیا ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اے ایس آئی نے ڈی آئی جی سرگودھا کے حکم کی بھی پرواہ نہ کی اور تفتیش مکمل نہ کی اور نہ ہی کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں لائی گئی اور نہ ہی مغویہ کو برآمد کیا گیا ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملزم طالب کے ہاتھ کا لکھا ہوا اقبال جرم بیان مذکورہ کیس کی فائل میں موجود ہونے کے باوجود کرم حسین اے ایس آئی نے اس کو گرفتار نہیں کیا ۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نور محمد ہر طرف سے مایوس ہو کر 23 ۔ اپریل 1976ء کو ڈی آئی جی سرگودھا مسٹر عبدالقیوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور استدعا کی کہ

حلقہ انسپکٹر گل اکبر اور کرم حسین اے ایس آئی کا ملزموں کے ساتھ گٹھ جوڑ ہے۔ انہیں طلب فرما کر حکم دیا جائے کہ ملزموں کو گرفتار کر کے مغویہ کو برآمد کروائیں۔

(ز) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مغویہ کو برآمد نہ کرنے اور مذکورہ کیس کی تفتیش اب تک مکمل نہ ہونے اور ملزموں کو گرفتار نہ کرنے کے جرم میں حلقہ انسپکٹر سمندری گل اکبر اور اے ایس آئی کرم حسین شاہ کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور اگر ابھی تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا وزیر اعلیٰ معاملے کی چھان بین کر کے مذکورہ نور محمد کی داد رسی کرنے کو تیار ہیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق)۔ (الف) یہ درست ہے کہ نور محمد مذکور نے اپنی لڑکی مسمات نرگس پروین کے اغواء کی شکایت پیش کی جس پر مقدمہ نمبر 21، جنوری 1975ء بجرم 363 ت۔ پ تھانہ سمندری درج رجسٹر ہوا۔

(ب) مقدمہ مذکورہ کی تفتیش درج رجسٹر ہونے کے فوراً بعد شروع کر دی گئی تھی۔ مذکورہ ملزمان سے مکمل پوچھ گچھ کی گئی۔ مزید برآں چکوک نمبر 473/374 گ۔ ب کی آبادی سے دریافت کیا گیا لیکن کسی شخص نے بھی نور محمد مدعی کے بیان کی تائید نہ کی۔ تفتیش کے نتائج کی روشنی میں مذکورہ افراد کے خلاف جرم ثابت نہیں ہو سکا اس لئے انہیں گرفتار نہ کیا۔

(ج) درست نہیں۔ مذکورہ اے ایس آئی کبھی بھی اس سلسلہ میں معطل نہیں ہوا اور نہ ہی متعلقہ محکمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نور محمد مدعی نے ڈی آئی جی کے پاس کوئی ایسی درخواست گذاری۔

(د) مذکورہ اے ایس آئی اس مقدمہ کی تفتیش مکمل ہونے سے بیشتر ہی ترقی پا کر تبدیل ہو گیا۔ بہر حال اس کے بعد مقدمہ کی تفتیش سی آئی اے لائلپور۔ کرائمز برانچ لاہور اور سپیشل سٹاف لائلپور نے بھی کی۔ ان تمام اداروں کی تفتیش کی رو سے اس سلسلہ میں کسی شخص کو بھی جرم کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا جا سکا بلکہ یہ پایا گیا کہ لڑکی اپنے باپ کے رویہ سے تنگ آ کر رپورٹ درج کروانے سے دو ماہ قبل خود بخود گھر سے بھاگ گئی تھی اور اسے کسی نے اغواء نہیں کیا۔

(د) درست نہیں۔ ملزم طالب نے کبھی بھی اقرار جرم کا بیان تفتیشی افسران کے پاس نہیں دیا۔

(و) ریکارڈ مقدمہ سے ظاہر نہیں ہوتا کہ مدعی نور محمد ڈی آئی جی سرگودھا کے پاس پیش ہوا۔ لڑکی برآمد نہ کرنے یا ملزمان مذکور کو قصوروار نہ ٹھہرانے کی ذمہ داری تنہا کرم حسین اے ایس آئی یا حلقہ آفیسر گل اکبر پر عائد نہیں ہوتی کیونکہ چار مختلف اداروں کی تفتیش ایک ہی نتیجہ پر پہنچی۔

(ز) جزوہائے بالا کے جواب کی روشنی میں مذکورہ پولیس افسران کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہیں۔ بہر حال مقدمہ کی تفتیش بدستور جاری ہے۔

میاں ظاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ مقدمہ درج ہوئے تقریباً دو سال گزر چکے ہیں مگر ابھی تک مقدمہ کی تفتیش بدستور جاری ہے۔ کیا یہ اس بات کے مترادف نہیں کہ **justice delayed is justice denied**

وزیر خزانہ : میں نے تو عرض کی ہے کہ یہ مقدمہ ابھی عدالت میں نہیں پہنچا۔ ابھی تو پولیس سٹاف اس آئین کی پیروی کر رہا ہے، اس میں سی آئی اے لائلپور، کرائمز برانچ لاہور، سپیشل سٹاف لائلپور، تین

ایجنسیاں یہ ہیں اور جو تلخی ایجنسی عام پولیس ہے۔ ان چاروں ایجنسیوں کی تفتیش سے کسی کے خلاف جرم ثابت نہیں ہوا۔ اگر متعلقہ پولیس کوئی گڑبڑ کرتی تو تین مزید ایجنسیوں کی تفتیش کے بعد ضرور کوئی نہ کوئی بات نظر آ جاتی۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے کہ اگر مذکورہ بالا تفتیش ایجنسیوں کی تفتیش کے نتیجے میں ملزم بے گناہ تھا تو پھر مقدمے کے اخراج کی رپورٹ کیوں نہیں کی گئی اور یہ تفتیش کیوں بدستور جاری ہے ؟

وزیر خزانہ : یہ اس لئے کہ مدعی کسی وقت بھی اگر کوئی شہادت پولیس کے سامنے لائے گا تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ تو اچھی بات ہے۔ اگر پولیس ناجائز طور پر یہ کیس ختم کرنا چاہتی تو کر سکتی تھی اور حقیقت میں اسے یہی کرنا چاہیے تھا کہ وہ مقدمے کو ختم کر دیتی اور تفتیش کو بند کر دیتی ، لیکن اس نے تفتیش بند کرنے کی بجائے اس کو کھلا رکھا ہے اور فریاد کنندہ اگر اب بھی کوئی مزید ثبوت فراہم کرے اور میں اس کے لیے فاضل رکن کو یا کسی بھی صاحب کو کہ اگرچہ اس سلسلے میں تین ایجنسیاں تفتیش کر چکی ہیں لیکن اگر ان میں مزید مواد مہیا کیا جائے تو ہم مزید تفتیش کرانے کے لیے تیار ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ مذکورہ مقدمہ کی تفتیش کب تک مکمل کر کے چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا یا اس کے اخراج کی رپورٹ پیش کر دی جائے گی ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے عرض کی ہے کہ شکایت کنندہ اس قسم کا ثبوت فراہم نہیں کر سکا جس پر prima facie کوئی کیس بنا کر چالان عدالت میں پیش کیا جا سکے اور اب بھی مدعی کے لئے کھلی اجازت ہے کہ وہ کسی قسم کا ثبوت مہیا کرے جس کی بنا پر چالان پیش کیا

جا سکے ، ورنہ یہ کہیں گے کہ پولیس نے جھوٹا چالان دے دیا ، تو پولیس کو چالان پیش کرنے کے لئے کوئی مواد چاہیے - اگر مدعی کوئی مواد پیش کرے اور پولیس اس کو اس قابل سمجھے کہ فاضل عدالت میں چالان پیش کیا جا سکتا ہے تو ضرور کیا جائے گا -

سید ظاہر احمد شاہ : کیا متعلقہ پولیس کے تفتیشی افسران نے لڑکی کو برآمد کر کے اس کا بیان قلمبند کیا ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں !

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ میں اگلے سوال کے لیے فاضل ممبر کا نام پکاروں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج جمعرات ہے اور کل جمعہ ہے - اب ہمارا اجلاس سوموار کو ہو گا - تو سوموار کو میری یعنی سپیکر صاحب کی طرف سے ایوان کے تمام فاضل ممبران کو جب وہ سوموار کے اجلاس سے فارغ ہوں - رات کے کھانے کی دعوت ہے جو اسمبلی کے لان میں ہو گی -

(نعرہ ہائے تحسین) -

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! کیا سوموار کا اجلاس شام کو ہوگا ؟

مسٹر سپیکر : جی ہاں ! سیشن شام کو ہو گا - By 8' O-clock we shall prepare ourselves for the dinner.

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : کیا یہ آپ الوداعی دعوت دے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : نہیں ! ایسا تو نہیں میں نے جناب وزیراعظم کی خدمت میں یہ گذارش کی تھی کہ میں نومبر ، دسمبر کے اجلاس میں فاضل ممبران اسمبلی کو بطور سپیکر ایک کھانا دیا کرتا ہوں تو He had kindly agreed to grace the occasion.

انسپکٹر ٹریفک پولیس کی مداخلت بیجا اور سرکاری حیثیت کا ناجائز استعمال

*8651 ۔ راجہ جمیل اللہ خان : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر ریاض احمد شاہ نے اپنی کوٹھی واقع 20 ۔ ایف ماڈل ٹاؤن لاہور سے کرایہ داروں کو بے دخل کرانے کے لئے دیوانی عدالت سے بے دخلی کے باقاعدہ احکام حاصل کئے اور عدالت ہی کے بیلف کے ذریعہ 18 ۔ جون 1976ء کو مکان مذکورہ کا قبضہ بھی لے لیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ مکان خالی ہونے کے تھوڑی دیر بعد ایک انسپکٹر پولیس (ٹریفک پولیس ہائی وے) جو بیدخل ہونے والے کرایہ داروں کے رشتہ دار ہیں ، جیپ نمبر 7752/ سی ای ایم میں پولیس پارٹی کے ہمراہ موقع پر پہنچے اور پستول تان کر اس مکان پر دوبارہ زبردستی قبضہ کر لیا اور کوٹھی کے مالک مسٹر ریاض احمد شاہ کو گھر سے باہر نکال کر ان کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کرانے کے بعد انہی کے دس افراد کو گرفتار کر لیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ انسپکٹر نے کس کے حکم سے اور کس قانون کے تحت ایسا کیا اور کیا انسپکٹر ٹریفک پولیس ایسے کرنے کے مجاز تھے اس مداخلت بیجا اور سرکاری حیثیت کے ناجائز استعمال کے سلسلے میں حکومت انسپکٹر مذکور کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست ہے

(ب) متذکرہ الزامات کی چھان بین ہو رہی ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں انسپکٹر مذکور اور اس کے بھائی کے خلاف مقدمہ نمبر 161 مورخہ 7 جولائی 1976ء زیر دفعات 448/506/148/149 ت۔ پ اور ریاض احمد شاہ مذکور و دیگران کے خلاف مقدمہ نمبر 141 مورخہ 18۔ جون 1976ء زیر دفعات 380/452/506/149 ت۔ پ تھانہ ماڈل ٹاؤن درج رجسٹر ہو چکے ہیں۔ ہر دو مقدمات صوبائی کرائمز برانچ کے پاس زیر تفتیش ہیں۔ علاوہ ازیں انسپکٹر حمید گل کے خلاف ان الزامات کے سلسلہ میں محکمانہ کارروائی بھی ہو رہی ہے۔ انکوائری آفیسر بھی مقرر ہو چکا ہے اور انسپکٹر کو خلاصہ الزامات اور چارج شیٹ دے دیئے گئے ہیں انکوائری آفیسر کی رپورٹ موصول ہونے پر محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔ کرائمز برانچ کی تفتیش رپورٹ کے بعد مناسب قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جائے گی۔

سید تابش الوری : جناب والا! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ ایک ٹریفک پولیس انسپکٹر نے عدالت کے احکام کے خلاف بے دخلی کرائی، یہ واقعہ 18 جون 1976ء کو ہوا لیکن اس سلسلے میں متذکرہ الزامات کی چھان بین ابھی تک ہو رہی ہے۔ میں پوچھنا چاہ رہا تھا کہ ان الزامات کی چھان بین کب تک جاری رہے گی۔ الزام تو صرف یہ ہے کہ انسپکٹر وہاں پہنچا۔ اسے یہ اختیار نہ تھا، اس نے بغیر کسی اختیار کے ایک شخص کو گھر سے عدالت کے حکم کے باوجود بے دخل کر دیا۔ اس پر تو صرف اتنا ہی الزام ہے۔ اس کی جو تفتیش جاری ہے اور کب تک جاری رہے گی؟

مسٹر سپیکر : اگر تو آپ یہ کہیں کہ یہ بات سچی تھی پھر تو پانچ منٹوں میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور اگر دونوں پارٹیاں اپنے اپنے موقف پر قائم رہیں تو پھر اس کے لئے وقت لگے گا۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل رکن ایک بات کو **confuse** کر رہے ہیں ۔ وہاں **police man** نے بے دخل نہیں کیا بلکہ اس آدمی کو نکلنے سے روکا ہے ۔

سید تابش الوری : نہیں ! جس شخص نے عدالت کے حکم پر دخل لیا تھا ، دوسرے دن اس پولیس انسپکٹر نے جا کر اسے بے دخل کر دیا اور ایک اور شخص کو دخل دلا دیا جس کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ الزام ہے ۔ اور پھر وہ پولیس انسپکٹر بھی ٹریفک پولیس کا تھا جس کا ان معاملات سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس انکوائری کو متاثر نہیں کر سکتا ۔

وزیر خزانہ : اسی لئے تو اس کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے ۔ یہاں پر انسپکٹر صاحب کا نام بطور ڈیوٹی انسپکٹر نہیں بلکہ اس کا نام یہاں پر اس طرح ہے کہ اس کے خلاف زیر دفعات 448/506/148/149 مقدمہ درج ہے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا مقدمہ انسپکٹر کے خلاف درج ہوا ہے ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں ! انسپکٹر کے خلاف اور دوسرے کے خلاف بھی۔ آپ دیکھیں تو سہی ۔

سید تابش الوری : یہ مقدمہ ریاض احمد کے خلاف ہے ۔

وزیر خزانہ : نہیں ، نہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس سلسلے میں انسپکٹر اور اس کے بھائی کے خلاف فلاں فلاں مقدمہ اور اس کے خلاف فلاں فلاں مقدمہ درج ہوا۔ یہ دونوں کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے ۔ دونوں کی دفعات میں تھوڑا سا فرق ہے لیکن دونوں categories کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے آپ جواب کے جزو (ج) کو شروع سے پڑھیں وہاں لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں انسپکٹر مذکور اور اس کے بھائی

کے خلاف مقدمہ نمبر 161 اور پھر دفعات دی ہوئی ہیں ، 448/506/148/149 تعزیرات پاکستان درج ہوا اور ریاض احمد شاہ مذکور اور دیگران کے خلاف مقدمہ نمبر 141 زیر دفعات 380/452/506/149 درج رجسٹر ہو چکے ہیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ انسپکٹر مذکور کے خلاف جو محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے وہ کب تک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر خزانہ : میں نے عرض کی ہے کہ انکوائری افسر مقرر ہے اور اس انسپکٹر کو چارج شیٹ دی گئی ہے، وہ اس کا جواب انکوائری افسر کو دے گا ۔ میں اس کے متعلق ٹھیک وقت تو نہیں بتا سکتا لیکن یہ بتا سکتا ہوں کہ ہم اس کو جلد از جلد نپٹائیں گے اور اس میں دیر نہیں ہوگی ۔

تھانوں میں وائرلیس سیٹوں کی تنصیب

*8754 ۔ **ملک محمد اعظم :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے تھانے ہیں اور ان میں سے کتنے تھانوں میں وائرلیس سیٹ نصب ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے ہر تھانہ میں وائرلیس سیٹ نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ میں کل تین سو چون تھانے ہیں ان میں سے ایک سو سولہ تھانوں اور بیس پولیس لائنوں میں وائرلیس سیٹ نصب ہیں ۔

(ب) مالی وسائل کے مطابق صوبہ کے تھانوں میں وائرلیس سیٹ مہیا کئے جائیں گے ۔

ملک محمد اعظم : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ وہ اس سے اتفاق فرماتے ہیں کہ دور دراز تھانوں میں وائرلیس سیٹ ترجیحی

بنیادوں پر لگانے بڑے ضروری ہیں - اور کیا وہ یہ بھی فرما سکیں گے کہ دور دراز کے علاقوں کو ترجیح دی جائے گی ؟

وزیر خزانہ : بالکل اتفاق کرتا ہوں اور ہمارے خلوص نیت کا ثبوت یہ ہے کہ اس سال یعنی رواں مالی سال میں ہم نے اتنے زیادہ وائرلیس سیٹ فراہم کیے کہ ہمیں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے اور خاص کر فاضل محرک کے علاقے میں مدد کے لئے بہت کام آئے - جہاں نہیں تھے وہاں بھی ضرورت محسوس ہوئی اور اس سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں اس کو ترجیحی بنیادوں پر کرنا ہوگا میں بطور وزیر خزانہ یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اس کو ترجیح دے رہا ہوں -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : کیا وزیر محترم فرمائیں گے کہ جو چوکیاں بالکل پہاڑی علاقے میں ہیں ، وہاں تک سڑک بھی اچھی نہیں ، انہیں زیادہ سے زیادہ ترجیح دی جائے گی ؟

وزیر خزانہ: وائرلیس سیٹ تو حقیقت میں ہیں ہی ان کے لئے جہاں پر ٹیلی فون تار نزدیک ہے وہاں تو ظاہر ہے، ٹیلی فون ہوگا کیونکہ پچھلے دنوں جب میں ان کے علاقے میں پھرا تھا تو وہاں ہم نے محسوس کیا کہ کئی جگہ پر تو میلوں تک ٹیلی فون تار نہیں ہے - اور ٹیلی فون بہت مہنگا ہے جب کہ وائرلیس سیٹ سستا ہوگا - میں دونوں فاضل اراکین کے سوالوں سے اتفاق کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے -

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ پولیس کی زیر تحویل ویگنز میں وائرلیس سیٹوں کی تنصیب

*8755 - **ملک محمد اعظم :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں محکمہ پولیس کے پاس کل کتنے ٹرک - ویگنیں - جیپیں - کاریں اور موٹر سائیکلیں ہیں -

(ب) مذکورہ وہیکلز میں سے کل کتنی ایسی ہیں جن میں وائرلیس سیٹ نصب ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ میں پولیس کے تصرف میں دو سو نو ٹرک ۔ بسیں ۔ لاریاں اور پریزن وین ۔ ایک سو چھیانوے جیپیں ایک سو چھبیس کاریں اور ایک سو ویگن اور چار سو ستاسی موٹر سائیکلیں ہیں ان کی مجموعی تعداد ایک ہزار ایک سو اٹھارہ ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا گاڑیوں میں سے دو سو انتیس میں وائرلیس سیٹ نصب ہیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session on 14th November, I request you the grant of leave for this day to me.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم بلقیس حبیب اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں 15 تا 17 نومبر 1976 کے اجلاس میں بوجہ

بخار حاضر نہ ہو سکی اس لئے مجھے رخصت
دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار پر آتے ہیں ۔ یہ نمبر 88 ہے ۔ ڈاکٹر صاحب ! اسے آپ deal کر رہے ہیں یا وزیر تعلیم اسے کریں گے ؟

چوھدری امان اللہ لک : ڈاکٹر صاحب ، یہ لیکچررز کی تقرری سے متعلق ہے !

مسٹر سپیکر : 88 اور 83 کا نوٹس آپ نے آج دیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : 83 نمبر کا نوٹس کل دے دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : : نہیں دیا تھا ۔ آپ تھے ہی نہیں تو کس نے دینا تھا ۔

چوھدری امان اللہ لک : کل میں آیا تھا اور لکھ کر دے گیا تھا ۔ آپ نے غور نہیں فرمایا ہوگا ۔

وزیر خزانہ : اگر جناب والا ! مہربانی کریں تو کل تک ملتوی کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آج نیا نوٹس ہے اور 83 کا بھی ۔

چوھدری امان اللہ لک : نمبر 83 کا دیا تھا ۔ اور وہ تو ہیں ہی ڈاکٹر صاحب کے متعلقہ ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس تحاریک التوائے کار 85 ، 83 ، 82 ، 94 ، 51 ، 55 ، 65 ہے نمبر 83 تو میری کسی لسٹ میں نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اچھا جناب ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ کہیں تو میں ٹیک اپ کر سکتا ہوں ۔ یہ کس جگہ جلسہ ہوا ہے جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں ؟

چوہدری اما اللہ لک : پنڈی میں ۔

مسٹر سپیکر : پنڈی تو بہت بڑی جگہ ہے ۔ پنڈی تو میرے خیال میں کوہالہ برج کے کہیں قریب سے شروع ہوتا ہے اور تلہ گنگ کو وہ جا کر بالکسر کو touch کرتا ہے ۔ پنڈی تو بہت بڑی جگہ ہے ۔ یہ تو تین چار سو میل کا فاصلہ ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : پنڈی شہر ہے ۔

مسٹر سپیکر : پنڈی شہر میں کہا کنونیشن ہوا ؟

چوہدری امان اللہ لک : یہ تو میں عرض نہیں کر سکتا ۔

Mr. Speaker : Don't give such a vague adjournment motion about an incident of which you don't have any idea.

آپ نے تحریک التوا دے دی ۔ اخبار سے بڑے متاثر ہوئے ۔ کسی سے پوچھ لیں کہ کنونشن کہاں ہوا ۔ آخر تحریک استقلال کے کارکن ہوں گے ، اگر تو وہ سچ مچ کی جماعت ہے تو کہیں نہ کہیں ہوتے ہوں گے ۔

چوہدری طالب حسین : آپ کو اس کے جماعت ہونے میں کوئی شک ہے ؟

مسٹر سپیکر : انہیں دس دن تحریک التوا دیے ہوئے ہو گئے ہیں ۔ ان سے یا تو کسی آدمی نے رابطہ قائم نہیں کیا ، یا انہیں شکایت نہیں ہے ۔ ورنہ اسمبلی کے کسی اپوزیشن ممبر کو آ کر کہتے کہ ہمارے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ جو کسی سیاسی پارٹی کے متعلق کسی قسم کی کوئی تحریک التوا ہو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اس لیے ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین : تاثر آپ کے چہرے سے کچھ اس قسم کا معلوم ہوتا ہے ۔ اس لیے کہ ہمارے سامنے چند دن پہلے معزز رکن نے یہاں ایک پرولیج موشن دیا تھا ۔ اور اس میں اتفاق سے سیکرٹری پیپلز پارٹی کا بھی ذکر آ گیا تھا ۔ تو اس وقت بھی آپ کے چہرے پر بہت غصہ اس کے خلاف تھا ۔

مسٹر سپیکر : غصہ نہیں تھا ۔ حیرت ضرور تھی ۔

چوہدری طالب حسین : آپ اس کا نام برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے ۔ اور آپ نے اس کا اظہار بھی کیا تھا ۔ اگر آپ کسی پولیٹیکل پارٹی کے ممبر ہیں تو اس کے خلاف اس قسم کا نام کیسے استعمال کر سکتے ہیں ؟ اور آج ایک پولیٹیکل پارٹی کا ذکر آیا ہے تو آپ نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ غالباً وہ پولیٹیکل پارٹی ہی نہیں ! جناب سپیکر کا یہ رویہ مناسب نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ واقعہ ہوا ہے ، یا واقعہ ہی نہیں ہوا ۔ دونوں میں سے کوئی بات ہو سکتی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا! وہ تو خود اپنے آپ کو ''پارٹی'' نہیں کہتے ۔ وہ تو ''تحریک'' کہتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر کو نہیں چاہیے کہ مختلف جماعتوں کے متعلق ایسے ریمارکس دیں کہ وہ کوئی پارٹی بھی ہے یا نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو کوئی بات نہیں کہی ۔

سید تابش الوری : آپ نے کہا ہے ، اگر وہ کوئی سچ مچ کی پارٹی ہے یا نہیں ایسی ایزرویشن میرے خیال میں مناسب نہیں ۔ اس طرف قائد حزب اختلاف نے توجہ دلائی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں کوئی presume تو نہیں کر سکتا ۔ نہ وہ جماعت اس ہاؤس میں represented ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وہ جماعت اس ایوان میں represented ہے ۔ راجہ محمد افضل اس کے رکن ہیں ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ انہیں پکڑ کر جیل میں دے دیا گیا تھا ۔ مگر یہ کہنا کہ وہ جماعت اس ایوان میں represented نہیں ہے، یہ غلط ہے ۔ اگر نہ بھی ہو تب بھی کوئی پولیٹیکل پارٹی جو اس ملک میں وجود رکھتی ہے ، اس کے متعلق کسی پولیٹیکل ممبر یا خاص طور پر سپیکر کا نہ جاننا حیرانی کی بات ہے ۔ جو بھی سیاسی پارٹیاں اس ملک میں وجود رکھتی ہیں ، ہمیں توقع ہے کہ جناب سپیکر ان سے کم از کم ضرور آگاہ ہوں گے کہ کون کون سی سیاسی جماعتیں اس ملک میں معرض وجود میں آ چکی ہیں اور کون کون سی پارٹیاں سیاسی سطح پر منظم ہیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! جس انداز سے یہ روز پارٹیاں تبدیل کرتے ہیں ، میرے خیال میں فاضل سپیکر کو تو جاننے میں بڑی مشکل پیش آتی ہوگی ۔

Mr. Speaker : There is nothing personal.

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس تحریک التواء کے بارے میں میرا ابتدائی عذر یہ ہے کہ آپ دیکھیں ، یہ آٹھ تاریخ کے اخبار کے مطابق ہے ۔ آٹھ تاریخ کو بھی یہ اسمبلی تھی ، اس دن یہ تحریک التواء پیش نہیں ہوئی ۔ 9 تاریخ کو نہیں ہوئی ، دس کو پیش ہوئی ہے ۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتی ، کیونکہ یہ اخباری خبر کی بنیاد پر ہے اور اگر اخباری خبر کی بنیاد تھی تو اس دن یہ تحریک التوائے کار آنی چاہیے تھی ۔ اور آپ کی اس سلسلے میں بے شمار رولنگز ہیں جن میں آپ نے ایسی تحاریک التواء جو دیر سے آئیں ان کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا

ہوں کہ کیا اس ایک سال کے عرصے میں کوئی بھی ایسی تحریک التواء جو کہ سیاسی معاملات سے متعلقہ ہو ، اس ایوان میں move کرنے کی آپ نے اجازت دی ہے ؟

مسٹر سپیکر : بہت دی ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : نہیں جناب والا ! میں جاننا چاہوں گا کہ وہ کون سی ہیں ۔ آپ اس قسم کی تحریکوں کی اجازت دے دیتے ہیں جو کہ غیر سیاسی قسم کی ہوتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے شائد توجہ نہیں دی کہ کئی باتوں میں میں بڑا consistent ہوں ۔ ایک مرتبہ دفعہ 144 کے معاملہ میں فاضل وزیر اقتون و پارلیمانی امور نے بڑی ڈٹ کر مخالفت کی تھی اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ admit نہیں ہو سکتی ۔ انہوں نے مختلف اسمبلیوں کے فیصلوں کا بھی ذکر کیا تھا ۔ I have admitted all motions of Sec 144. پھر اس کے بعد detention کی بات ہے ۔

I have admitted all the motions of detention of political leaders. You won't find a single adjournment motion relating to the detention of a political leader or the imposition of section 144.

چوہدری طالب حسین : اس سلسلے میں صرف وہی admit ہوئی ہیں کہ فلاں پولیٹیکل لیڈر کو ، ممبر اسمبلی کو گرفتار کر لیا گیا تھا لیکن حسب ضابطہ اس کی اطلاع جناب سپیکر کو نہ دی گئی تھی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس پر نہیں ۔ وہ تحریک استحقاق تھی کہ اسمبلی کے ممبر کو گرفتار کیا گیا اور اس کی اطلاع نہ دی گئی ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس وقت بھی اپوزیشن کے چند ممبران گرفتار ہیں ان کے متعلق تو آج تک کسی تحریک التواء کو admit نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ move کرتے تو بالکل ہوتا ۔ کیوں نہیں ہوتا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! تحریک التواء ہم اس وقت move کریں جب ہمیں توقع ہو کہ آپ ہمیں اس قسم کی بحث کی اجازت دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ کو ریکارڈ دکھا سکتا ہوں ۔ آپ تو اسمبلیوں کے ممبران کی بات کرتے ہیں ۔ جو اسمبلیوں کے ممبر بھی نہیں ہیں ان کی نظربندی کے متعلق بھی میں نے تحریکیں اس ایوان کے اندر ایڈمٹ کی ہیں اور enunciate کیا تھا ۔ اسی پرنسپل کو کہ وہ تمام بنیادی حقوق جو آئین میں دیے ہوئے ہیں میں اپنے آپ کو ان کا پابند سمجھتا ہوں ۔

And I would uphold them. The Government has to justify their act or the House should discuss.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میرے اعتراض کا ابھی تک آپ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر : اس کا فیصلہ بھی کر لیتے ہیں ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے ایک بات کی ہے ۔ وہ تو میں نے ابھی پرسوں کیا ہے کہ **I am not permitting it. It should come at the first opportunity.**

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! انہوں نے جو کنونشن کا کہا ہے اس میں کوئی تاریخ نہیں ہے ۔ یہ convention vage ہے اور صرف اخبار کا سہارا لیا گیا ہے ۔ اگر اخبار کا سہارا لیا جائے تو پھر اس وقت تحریک التواء آنی چاہیے ۔ اس پر آپ کے اپنے فیصلے موجود ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو ابھی چند دن ہوئے ہیں اس پر فیصلہ دیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وزیر قانون و پارلیمانی امور اس امر سے انکار کر رہے ہیں کہ قطعاً کوئی ایسا کنونشن وہاں منعقد نہیں ہو رہا تھا یا اس کے جو ڈیلیگیٹ تھے جو کنونشن میں شریک ہونا چاہتے تھے ان کو راستوں میں نہیں روکا گیا ۔ جناب والا ! ہمارے پاس اس قسم کا

ثبوت موجود ہے کہ اسمبلی کے ممبران جو کہ لاہور کو آ رہے تھے ان کی کاروں کو بھی راستے میں ہر تھانے میں روکا گیا ۔ ان کی تلاشی لی گئی اور ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں ۔ جو اس طرف جا رہے تھے ان کو بھی اور جو اس طرف سے آ رہے تھے ان کو بھی روکا گیا ۔ یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان لوگوں کو نہیں روکا گیا ۔ کیا کنونشن کا ان کو علم نہیں تھا ؟ یہ اس صوبے کے وزیر قانون ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ یہ تحریک التواء ایوان میں پیش کی گئی ہے ۔ ان کو یہ بھی علم نہیں تھا کہ حکومت نے ایک سیاسی جماعت کے کنونشن کو توڑنے کے لئے کون کون سے ہتھکنڈے استعمال کئے ؟ یہ کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں ہے ۔ یہ بے شک سو دفعہ ایوان میں انکار کریں لیکن ایک واقعہ ہے جو تمام اخبار والے جانتے ہیں ۔ اس صوبے کے عوام جانتے ہیں ۔ تمام شہری جانتے ہیں کہ اس حکومت نے سیاسی جماعت کے کنونشن کو توڑنے کے لئے کونسے ہتھکنڈے استعمال کئے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

مسٹر سپیکر : ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

چوہدری طالب حسین : پوائنٹ آف آرڈر تو وہ ہر بات پر اٹھاتے ہیں اس لئے کہ وہ وزیر قانون و پارلیمانی امور ہیں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر کا سہارا لے کر ایسی باتیں کہتے ہیں جو پوائنٹ آف آرڈر کے زمرے میں نہیں آتیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر گذارش یہ ہے کہ میں نے صرف اعتراض اس کی admissibility پر کیا ہے ۔ قائد حزب اختلاف اپنی طرف سے جو چاہیں کہہ لیں ۔ اگر تو یہ گیلری کو سنانا چاہتے ہیں پھر تو علیحدہ بات ہے لیکن جہاں تک admissibility کا سوال ہے اس پر تو فیصلہ ہونے دیتے ۔

Mr. Speaker : I agree with the objection raised by the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا آٹھ تاریخ کا انہوں نے اعتراض فرمایا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! آپ نے ایک فیصلہ کر دیا ہے ۔ اس کے بعد یہ تقریر فرما رہے ہیں ۔ یہ ایک نئی روایت جناب امان اللہ لک صاحب قائم کر رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب وزیر قانون صاحب ! میں نے آپ کی باتیں سنی ہیں براہ مہربانی آپ بھی میری باتیں سنیں ۔ جناب والا ! 8 تاریخ کو میں نے اخبار پڑھا ۔ 9 تاریخ کو یا 10 تاریخ کو میں نے تحریک التواء دی ہے ۔ ایک دو دن کا آگے پیچھے ہو جانا کوئی بات نہیں ۔ اب آپ اس تک confine فرمائیں رولنگ اس پر دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو میں نے پرسوں چوتھ اس پر رولنگ دی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کونسا اس میں ٹائم آپ نے دیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : جس روز اخبار میں یہ خبر آئی ہے اس روز یہ تحریک التواء آ جانی چاہیے تھی ۔

If you rely on the newspaper,

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جس دن اخبار میں چھپا ہے اس دن آ جانا چاہیے تھا اس سے دوسرے دن اگر آتی ہے تو آپ اسے delay کہتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : بالکل اس کو delay سمجھتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بے شمار مجبوریاں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں مجھے کوئی مجبوری نہیں ہے -

I have enunciated the principle.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری گذارش تو آپ سن لیں -

Mr. Speaker : There cannot be any discussion over this.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں جو عرض کرنے والا ہوں وہ تو آپ سن لیں -

مسٹر سپیکر : نہیں اس طرح تو نہیں ہو سکتا -

Every member sitting in the Opposition does not have the privilege of the Leader of Opposition.

سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 51 لیتے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میری بھی 22 نمبر ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری عرض تو سن لیں -

مسٹر سپیکر : اس طرح تو نہیں ہو سکتا - اگر ہر ممبر ارشاد فرمانا شروع کر دے تو کام کی بجائے یہاں کچھ اور ہوتا رہے گا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ میرا فرض تھا کہ میں آپ کے نوٹس میں لاؤں - 9 تاریخ کو چھٹی تھی 9 تاریخ کو دفتر بند تھے -

مسٹر سپیکر : 8 تاریخ کو آ جانی چاہیے تھی -

چوہدری امان اللہ لک : 8 تاریخ کو کیسے آ سکتی تھی ؟

Mr. Speaker : It appeared in the newspaper on the 8th.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ زیادتی فرما رہے ہیں - اگر چھٹی ہو دفتر بند ہو تو اس کے بعد نہ دی جائے ؟

مسٹر سپیکر : بالکل یہی پوزیشن ہے - 8 تاریخ کو رات کے پانچ چھ بجے تک دفتر کھلے تھے - علامہ رحمت اللہ ارشد تحریک التوا نمبر 22

چدھری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ان روایات کو ختم کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹائم کی روایت میں نے کبھی پیدا نہیں کی ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ ٹائم دیتے رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : Never on this point. If an objection has been raised I have never permitted this.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی روایات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : How can I help you.

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں استدعا کرتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار میں سے آج کوئی تحریک التوا ٹیک آپ کریں ۔

مسٹر سپیکر : 26 منٹ تو ہو ہی گئے ہیں ۔ اب صرف چار منٹ رہ گئے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں اس لئے گزارش کر رہا ہوں کہ کل آپ نے اس ایوان میں فرمایا تھا :

One of your adjournment motions will be taken up today.

مسٹر سپیکر : کیا آپ چاہتے ہیں کہ علامہ صاحب کو نظر انداز کر دیا جائے ؟ علامہ صاحب نے کہا تھا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔ ان کے دانت میں درد ہو رہا ہے وہ شائد جانا چاہیں گے ۔ اس لئے اسے پہلے لے لیا جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے علامہ صاحب میرے بزرگ ہیں ۔ مجھے ان کا احترام ہے ۔ میں آپ کی commitment آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں جو آپ نے اس ایوان میں کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : Commitment تو ہے مگر 30 منٹ کی پابندی بھی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : as a matter of fact تو آپ کو وہ پہلے لینی چاہیے تھی ۔ ویسے آپ علامہ صاحب کی تحریک التوا لے لیں ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

شہریوں کو سفر کی سہولتیں فراہم کرنے کے ضمن میں مناسب اقدامات کا نہ اٹھایا جانا

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے روزنامہ نوائے وقت مورخہ 4 ستمبر 1976ء کے مطابق واجب الاحترام جناب وزیر اعظم کی واضح ہدایت کے باوجود اب تک شہریوں کو سفر کی سہولتیں فراہم کرنے کے ضمن میں کوئی مناسب اقدامات نہیں اٹھائے گئے ۔ جس کی وجہ سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور رکشہ ٹیکسی ڈرائیور ، تانگے والے اپنی مرضی کی سواری اٹھاتے ہیں اور دن کے وقت بھی منہ مانگے کرایہ وصول کرتے ہیں ۔ رکشہ ٹیکسی والوں کی اکثریت کے میٹر مقرر کرایہ سے زائد ہیں اور ہوائی اڈہ پر رکشہ ٹیکسی ڈرائیور کئی کئی گنا کرایہ طلب کرتے ہیں اور جب ٹریفک پولیس کو اس کی شکائت کی جائے اس شکائت پر وہ کوئی کارروائی نہیں کرتے ۔ اس صورت حال سے لاہور کے شہریوں میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے

سید تابش الوری : جناب والا ! اسی موضوع پر میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے جس کا نمبر 55 ہے ۔

وزیر قانون : اس کے ساتھ ہی 59 بھی ہے ۔ سب کا اکٹھا جواب دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : نمبر 22، 55، 59 تینوں اکٹھے لی جاتی ہیں ۔

وزیر قانون : حکومت لاہور شہر میں شہریوں کو سفر کی سہولتیں مناسب فراہم کرنے اور ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے کے مسئلہ سے بخوبی آگاہ ہے اور اسے مناسب اہمیت دی جا رہی ہے ۔ چنانچہ لاہور اومنی بس سروس نے 1975.76 میں 487 نئی بسیں چلائیں ۔ اس وقت لاہور کے 5 ڈپوؤں میں 1034 بسیں موجود ہیں اور ان میں سے اوسطاً 475 بسیں روزانہ شہر کے روٹوں پر چل رہی ہیں جب کہ 1973ء میں روزانہ چلنے والی بسوں کی تعداد صرف 125 تھی ۔ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے پاس 200 نئی بسیں تیار کھڑی ہیں جنکو تجربہ کار ڈرائیور کی نایابی کی وجہ سے چلایا نہیں جا سکا ہے ۔ بہر حال تجربہ کار ڈرائیوران کی فراہمی اور مرمت طلب بسوں کی مرمت کی کوشش کیا جا رہی ہے ۔ جس کے بعد شہر میں سفری مشکلات بڑی حد تک دور ہو جائیں گی ۔ یہ حقیقت ہے کہ بسوں کی تعداد عوام کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے لیکن اس کی وجہ مالی وسائل کی کمی ہے ۔ ہوائی اڈہ سے روزانہ تین مختلف روٹوں کی 49 بسیں گزرتی ہیں ۔ اومنی بس سروس میں وقت کی پابندی کے لئے اہم مقامات پر ٹائم چیک پوسٹیں قائم کر دی گئی ہیں اور مقررہ اوقات سے پہلے یا بعد میں پہنچنے والے ڈرائیوران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ لاہور شہر میں ٹیکسی اور رکشہ کی تعداد کم ہوتی جارہی ہے لیکن اس کی وجہ حکومت کی جانب سے کوئی پابندی نہیں ہے ۔ ہر شخص اپنی گاڑی کا فٹنس سرٹیفیکیٹ پیش کر کے بغیر کسی فیس کے روٹ پرمٹ حاصل کر سکتا ہے ۔ کیونکہ نئی گاڑیوں سپیئر پارٹس اور پٹرول کی قیمتوں اور شرح مزدوری میں اضافہ ہے ۔ ان وجوہات کی بنا پر یہ کاروبار منافع بخش نہیں رہا ہے ۔ بہر حال اس صورت حال پر قابو پانے کے لئے حکومت نے چینی ساخت کے رکشہ کو چلانے کی اجازت دے دی ہے جس کی قیمت گیارہ ہزار روپے ہے اور جو چار مسافر اٹھا سکتا ہے ۔ اس طرح سے 60 ایل سوزوکی وین کو بھی بطور ٹیکسی چلانے کی اجازت دے دی گئی ہے ۔ اس وین میں چار مسافروں اور کافی سامان لادنے کی گنجائش موجود ہے ۔ علاوہ ازیں لاہور کے 17 مختلف روٹوں پر 247 منی بسیں چل رہی ہیں ۔ مزید منی بسوں کے روٹ پرمٹ جاری کرنے کے لئے درخواستیں موصول ہو چکی

ہیں جو کہ زیر غور ہیں ۔ ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے اور ٹریفک کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے بھی وسیع اور موثر انتظامات کئے گئے ہیں ۔ چنانچہ لاہور شہر کو ٹریفک کے 6 ڈویژنوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ٹریفک پولیس کا عملہ صبح 7 بجے سے رات 10 بجے تک ڈیوٹی پر متعین رہتا ہے ۔ اور ہر ڈویژن میں دو افسر ٹریفک کی نگرانی کے لئے ہمہ وقت موبائیل رہتے ہیں ، علاوہ ازیں سیکرٹری آر ٹی ۔ اے اور ڈسٹرکٹ ٹریفک مجسٹریٹ کو حکومت کی جانب سے واضح ہدایات دی گئی ہیں ۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ کریں ، اور ٹریفک سے متعلقہ مسائل مشکلات کا ازالہ کریں ۔

(1) بادامی باغ ۔ (2) ریلوے سٹیشن ۔ (3) نیلا گنبد ۔

(4) لکشمی چوک ۔ (5) پرانی انارکلی ۔ ٹولنٹن مارکیٹ

(6) مزنگ چونگی ۔ (7) ریگل چوک اور (8) ایئرپورٹ

ٹریفک پولیس بھی افسران کی شکایات پر یا ٹریفک کی رکاوٹ و خرابی کی صورت میں فوراً مثبت کارروائی کرتی ہے ۔ لاہور ٹریفک پولیس کی گزشتہ دو ماہ کی کارکردگی کا جائزہ حسب ذیل ہے :-

(1) سواری جرم بٹھانے سے انکار ۔	ستمبر 604	رکشا ۔ 88 ٹیکسی
(2) ,, ,, ,, ,,	اکتوبر 775,,	52,,
(3) اور چارجنگ ۔	ستمبر 787,,	76,,
(4) ,, ,, ,,	اکتوبر 714,,	59,,
(5) خراب میٹر ۔	ستمبر 1672,,	114,,
(6) ,, ,, ,,	اکتوبر 704,,	69,,

لاہور کارپوریشن کے عملہ نے ماہ ستمبر اور اکتوبر میں بالترتیب 36 169 تانگوں کے چالان کئے ۔

ان اقدامات کی روشنی میں عوام میں اضطراب اور بے چینی کے متعلقات بے جا ہیں ، لہذا صورت حال ایسی نہیں ہے کہ جس سے ایوان کو کارروائی

التوا میں ڈال دی جائے۔ ان حالات میں یا تو فاضل محرک یہ تحریک التوائے کار واپس لیں ، اور یا اس مسئلہ کو مسترد کیا جائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! فاضل وزیر قانون نے اکثر و بیشتر اپنے بیان کے حصہ میں اومنی بسوں کا ذکر کیا ہے ۔ جب کہ میری تحریک التوائے کار میں اومنی بسوں کا ذکر نہیں ہے ۔ ان کو زیادہ بہتر معلوم ہے کہ اب آدھی سے زیادہ اومنی بسیں ناکارہ ہو گئی ہیں اور اومنی بسوں کے قبرستان میں جو کہ انہوں نے ناکارہ بسوں کے لئے بنایا ہے ان میں کھڑی ہوئی ہیں ، اور وزیر مواصلات برگیڈیئر صاحب داد نے اس ہاؤس میں یہ اقرار کیا تھا کہ ہماری اومنی بسیں لاکھوں روپے کے گھاٹے میں جا رہی ہیں ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس خسارے کو پورا کریں ۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ یہ بات میرے ذاتی نوٹس میں آئی ہے اور مجھے ذاتی طور پر تکلیف ہوئی ہے ۔ ہوائی اڈا سے کوئی بھی ٹیکسی ڈرائیور تیس چالیس روپے لئے بغیر پیپلز ہاؤس تک نہیں پہنچتا ہے ۔ یہ واقعہ میرے ذاتی علم میں ہے ۔ میں نے بجٹ سیشن میں بھی اور وزیر مواصلات کو بھی یہ تجویز پیش کی تھیں کہ حکومت گاڑیاں درآمد کر کے ٹیکسی ڈرائیوروں کو پرمٹ سسٹم پر کنٹرول ریٹ پر دے ، صورت حال یہ ہے کہ آج سے 17 سال سے پہلے جس آدمی نے 18 ہزار روپے میں ٹیکسی خریدی تھی ۔ اب سات سال کے بعد اس کی قیمت 32.30 ہزار روپے ہو گئی ہے ۔ آپ کی اس ڈیویلیوئیشن کی وجہ سے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ٹیکسی ڈرائیوران اور ان کے مالکان نے ٹیکسیاں فروخت کر دیں ، 18.17 ہزار روپے میں انہوں نے یہ خریدی تھیں اور اس سے زیادہ رقم وہ ان سے کما چکے ہیں اور اب سات آٹھ سال گذرنے کے بعد وہ اب زیادہ پیسے میں بک گئی ہیں ، یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس پر منصوبہ بندی کے ساتھ اور سوچ سمجھ کر گورنمنٹ کو اس مشکل کو حل کرنا چاہیئے اور صرف اسی صورت میں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے ورنہ جس طرح سے یہ اعداد و شمار بیان کئے گئے ہیں اس طرح سے کاریگری اور شعبدہ بازی سے یہ مشکل حل نہیں ہو سکتی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ لوگوں کی جو مشکلات ہیں اور جو لوگوں کو شکایات ہیں اور حکومت وقت نے ان کو دور کرنے کے لئے جو جو اقدامات کئے ہیں، اس کا نتیجہ کیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ابھی تک جتنے پبلک مقامات ہیں ریلوے سٹیشن۔ اڈہ بس۔ ایئر پورٹ اور دوسرے ایسے مقامات پر پولیس کھڑی ہوئی خاموش تماشائی کی طرح سے مسافروں کی بے چارگی دیکھتی رہتی ہے اور پبلک ٹیکسی اور رکشہ کسی قیمت پر بھی حاصل نہیں کر سکتے ہیں جب تک کہ وہ ٹیکسی اور رکشہ ڈرائیور خود راضی نہ ہوں اور وہاں سے سواری اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوں۔ یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے لوگ عاجز آ چکے ہیں۔ اور آپ کے اعلانات۔ نعرے اور پراپیگنڈے انہیں مطمئن نہیں کر سکتے ہیں۔ عملاً جب تک انتظامات نہیں ہوں گے اور ان انتظامات کے نتائج سے لوگ مستفید نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک یہ حکومت ان بیانات سے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتی ہے۔ جب سے رکشہ ڈرائیوروں نے اپنے خراب میٹروں سمیت پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت کی ہے ان کے دماغ خراب ہو گئے ہیں اور انہوں نے یہ صورت حال اختیار کر رکھی ہے کہ اب وہ پولیس کی بھی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک روز جھنڈا لگا کر اپنے آپ کو ہر قسم کی کارروائی سے محفوظ سمجھ لیا ہے۔ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ مسئلہ براہ راست عوام سے متعلق ہے اور انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ اس کو زیر بحث لایا جائے اور اس پر بحث کے ذریعہ سے ایسی تجاویز مرتب کریں جو کہ مؤثر ثابت ہوں اور جس سے شہریوں کی مشکل کا خاتمہ کرنے کے لئے آسانی پیدا ہو سکے۔ اس لئے ہم اپنی تحریک التوا پر اصرار کرتے ہیں اور میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اسے زیر بحث لایا جائے اور اگر خود وزیر موصوف اسے پسند کریں تو اس کے لئے کوئی دن بھی مقرر کریں۔

Mr. Speaker : You will have to consult Brig. Sahib Dad in this connection.

وزیر خزانہ : جناب والا! میں وزیر ٹرانسپورٹ سے مشورہ کروں گا۔ ہمیں کسی بھی موضوع پر اس ایوان میں بحث کرنے پر کوئی تردد، کوئی

تامل اور کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے بلکہ یہ ہر ہفتہ بحث کریں ، ہر ہفتہ میں کوئی موضوع منتخب کر لیں ۔ میری طرف سے کسی معاملہ میں بھی اجازت ہے اور میں آپ کے ساتھ پورا تعاون کروں گا ۔ جو بھی فاضل قائد حزب اختلاف چاہیں ، متعلقہ وزیر سے تو میں بہر حال پوچھوں گا اور مجھے پوچھنا ہوگا ، کیوں کہ انہوں نے تیاری کرنی ہو گی اور اپنے دورے وغیرہ کا پروگرام اور جو دوسرے عوامی کام ہیں اس کے مطابق کرنے ہوں گے لیکن مجھے کوئی ہچکچاہٹ کوئی تردد ، کوئی تامل نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس کو جناب پینڈنگ کر لیں ۔

سید لائق الوری : ٹھیک ہے ۔ جناب اس کو پھر پینڈنگ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ یہ پینڈنگ ہو گئی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! کیونکہ اس وقت دونوں طرف اچھے ماحول میں باتیں ہو رہی ہیں تو میں بھی اپنے آپ کو اس میں حصہ دار بنانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ اس بحث کے لئے اس ہاؤس میں اگلے ہفتے دو گھنٹے کا وقت مقرر کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب آپ لاء اینڈ آرڈر کی situation پر بھی تیار ہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے تو عرض کی ہے کہ کوئی بھی subject ہو میں اس کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب نے کہا ہے کہ پہلے بحث لاء اینڈ آرڈر کی situation پر ہونی چاہئے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل قائد حزب اختلاف سے عرض کرتا ہوں کہ جو یہ ہمیں ارشاد فرمائیں گے ہم اس کے مطابق کریں گے اس میں ایسا کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے ۔ ہم حزب اختلاف سے فرداً فرداً تو ڈیل نہیں کر سکتے ۔ ہم ان کے قائد سے بات کر لیں گے اور جس موضوع کے لئے وہ اولیت دینا چاہیں ہم اس کے مطابق وقت مقرر کر لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب نے اس ایوان میں فرمایا تھا تو اس ضمن میں میں نے یہ عرض کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ ۔ تحریک التوائے کار نمبر 90 ۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین پرانا کارخانہ بازار لائل پور شہر کے سامنے سڑک کی خستہ حالت نیز وہاں ٹرکوں کے اڈے کی وجہ سے ریڑھے اور ریڑھیاں کھڑے ہونے سے طالبات کو آمد و رفت میں دشواری

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین پرانا کارخانہ بازار لائلپور شہر کے سامنے سڑک شکستہ حالت میں ہے اور کالج کی طالبات کو پیدل آنے جانے کے لئے اس سڑک کے دونوں طرف کوئی فٹ پاتھ موجود نہیں ہے ۔ کالج کی پرانی دیوار کی ملحقہ سڑک پر ٹرکوں کا اڈا ہونے کی وجہ سے ہر وقت بے پناہ ریڑھے اور ریڑھیاں کھڑے رہتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے طالبات کو آمد و رفت میں بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ بلدیہ اور حکومت کی اس ناقص منصوبہ بندی اور مجرمانہ غفلت کی وجہ سے کالج کی اساتذہ ۔ طالبات اور عوام میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

شاہ صاحب ! کوئی بھی criteria جو تحریک ہائے التوائے کار کے لئے مقرر ہے اس میں نہیں ہے ۔ یہ پرانی بات ہے کہ سال سے ایسا ہے ۔ دو سال سے ایسا ہے ۔ چھ مہینے سے ایسا ہے اور ان کی اس شکایت کو دور نہیں کیا جا سکا ۔ اگرچہ رکن اسمبلی کو ہی نہیں بلکہ تمام پاکستان کے باغیرت شہریوں کو اس بات کا احساس ہوگا کہ ان کی یہ تکالیف دور ہونی چاہئیں مگر یہ بات کہ اگر اس میں کوئی فوری اہمیت کا مسئلہ بنتا ہے

You would look into it.

وزیر قانون : جناب والا ! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی جائز شکایت ہے تو اس کے بارے میں تو متعلقہ حکام کو مناسب حکم کر دیں گے لیکن سڑک کا ٹوٹنا اور فٹ پاتھ کا نہ ہونا بیشمار ایسی

جگہیں ہیں جہاں فٹ پاتھ نہیں ہیں یہ تو میرے خیال میں تحریک التوائے کار کا حصہ ہی نہیں بنتا ہے ۔

Mr. Speaker : But still you propose to look into the matter.

وزیر قانون : جناب والا ! ان کو جو تکالیف ہو رہی ہیں میں ان کے بارے دیکھ لوں گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میری نظر میں یہ مسئلہ بڑا ہی اہم ہے ۔

مسٹر سپیکر : اہمیت سے تو کسی کو انکار نہیں ہے ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر خود کریں گے اور متعلقہ حکام کو مناسب حکم دیں گے ۔

Syed Tahir Ahmad Shah. In view of the statement of the Minister, it is not pressed.

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister, the adjournment motion is not pressed.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سیشن میں میں نے آپ سے یہ عرض کی تھی کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کو موثر بنانے کے لئے پرائیویٹ ممبرز بل کو بھی زیر بحث لایا جائے اور جناب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اگلے سیشن میں دیکھیں گے ۔ لیکن اب بھی دو پرائیویٹ ممبرز ڈے گزر چکے ہیں اور اب یہ تیسرا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے ۔ جناب والا ! مجھے یہ توقع تھی اور آخری دن میں نے سیکرٹری صاحب سے یہ درخواست کی تھی کہ پرائیویٹ ممبرز بل آج تک اس ایوان میں زیر بحث نہیں آیا اور سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوا کہ چند بلوں کو پیش کر دیا جائے اور ان کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یا پھر یہاں پر قراردادیں پیش کر دی جائیں ۔ اس کے علاوہ قطعاً کوئی کام نہیں ہوا حالانکہ کچھ بل ایسے ہیں جن کے بارے

میں نوٹس بھی آ چکے اور کچھ agreed بلز ہیں تو جناب میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ کم از کم پرائیویٹ ممبرز ڈے میں آدھا دن پرائیویٹ ممبرز کے لئے مخصوص کر دیا جائے اور باقی آدھا دن دوسری کارروائی کے لئے مخصوص کر دیا جائے تا کہ اس کو زیادہ موثر بنایا جا سکے۔

مسٹر سپیکر : تو کیا یہ ممکن ہو سکے گا کہ سینئر منسٹر صاحب اور لیڈر آف دی اپوزیشن کسی وقت بیٹھ جائیں اور اس میں باہمی صلاح مشورہ سے طے کر لیں۔

وزیر خزانہ ! جناب والا ! بطریق احسن ہم تیار ہیں۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! پھر اگلی جمعرات سے اس کے مطابق کر لیں۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب تو پھر آپ دیکھ لیں۔

چوہدری طالب حسین : شکریہ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر ! میں تحریک استحقاق پر کچھ بولنا چاہتی ہوں۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک استحقاق کونسی ہے ؟

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ نوائے وقت اخبار کی جھلکیوں میں تہذیب کے خلاف چند الفاظ لکھے گئے ہیں۔ جس کے لئے میں معافی چاہتی ہوں اور میں عرض کرتی ہوں کہ میں نے قائد اعظم کو حکم نہیں دیا تھا کہ عوام کو اسلامی راستہ پر لانے کے لئے درست کریں۔

مسٹر سپیکر : آپ تھوڑی دیر انتظار کریں تا کہ میرے پاس بھی آج کا نوائے وقت اخبار آ جائے تو پھر آپ بات کریں تا کہ مجھے آپ کی بات کی سمجھ لگ جائے۔

بیگم آباد احمد خان : ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر عبدالحفیظ کاردار صاحب کی طرف سے یہ دعوت دی گئی ہے کہ 28 نومبر 1976ء کو قذافی سٹیڈیم میں بین الاقوامی کرکٹ ٹیم اور پاکستانی کرکٹ ٹیم کے درمیان کرکٹ میچ ہو رہا ہے اور جملہ ارکان اسمبلی کو اس کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعوت دی جاتی ہے ۔ کارڈز جاری نہیں کئے گئے بلکہ گیٹ پر اسمبلی کا سٹاف ہوگا جو ان کو خوش آمدید کہے گا ۔

(اس مرحلہ پر نوائے وقت اخبار مسٹر سپیکر کو پیش کیا گیا ۔)

مسٹر سپیکر : بیگم آباد احمد خان آپ فرمائیں ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر ! میں نے یہ کہا تھا کہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے تو یہاں کے لوگوں کا کردار بھی ٹھیک کرنا چاہئے اور وہ ایسی ایسی حرکتیں نہ کریں کہ ایک روپے کا ٹکٹ 16 روپے میں خریدیں ۔ تو میرا صرف یہی مطالبہ تھا ۔ اس کے لئے بھی مثالیں دی تھیں اور میں نے یہ کہا تھا کہ 1946ء میں میں قائد اعظم کی خدمت میں یہ درخواست لے کر گئی تھی اور میں نے کہا تھا کہ انشاء اللہ پاکستان ضرور بنے گا ۔ کیونکہ قوم نے سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے اور آپ نے اتنی زحمت اٹھائی ہے اور پاکستان کی تربیت کے لئے ایمان اخبار کی تحریر کو لیجئے ۔ تو جناب والا ! میں نے صرف یہ درخواست کی تھی اور حکم دینے کا میں نے نہیں کہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ حکم تو اس میں بھی نہیں ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : نہیں جناب اس میں یہ الفاظ لکھے گئے ہیں کہ میں قائد اعظم کے پاس گئی اور میں نے کہا کہ پاکستان ضرور بنے گا لیکن آپ لوگوں کی تربیت کو درست کیجئے ۔ یہ حکم دینے کا تو کوئی طریقہ نہیں ہے ۔ جناب میں لک صاحب کی زبان بولنے کی تو عادی نہیں ہوں اور میں

لک صاحب سے یہ کہتی ہوں کہ میں ان سے بوڑھی ہوں اور یہ جب بھی کسی سے بات کریں تو بڑے احترام سے کریں ۔

مسٹر سپیکر : جی اس میں بڑے چھوٹے کی کیا بات ہے ۔ We are all colleagues.

بیگم آباد احمد خان : جناب میں نے قائد اعظم سے درخواست کی تھی حکم نہیں دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے توقع ہے کہ جو صحافی نوائے وقت کی نمائندگی کر رہے ہیں انہوں نے بیگم آباد احمد صاحبہ کی اس بات کو سن لیا ہوگا اور وہ اس کی تصحیح کر دیں گے ۔

بیگم آباد احمد خان : اس میں کوئی بد مزگی نہیں ہے بلکہ میری تہذیب کا تقاضا یہ تھا کہ میں احترام سے بات کروں ۔ اور ان سے درخواست کروں ۔ ان کا جو کردار تھا اس کی میں پوری قدر کرتی ہوں اور ان کا میرے دل میں احترام ہے ۔ مگر میں نے درخواست کی تھی ۔

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب سپیکر! محترمہ نے میرا نام لیا ہے ۔ میں ان کی اس وضاحت کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ جہاں تک تعلق تھا کہ میں نے وہ زبان استعمال کی ہے ۔ میں نے وہ زبان استعمال کی تھی جنہیں جناب سپیکر نے باوجود سیاسی مجبوریوں کے حالات اور تقاضوں کے پیش نظر ایوان کے تمام اراکین اور تمام متعلقین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے جسم و جان سے برداشت کرتے ہوئے مشکلات کے باوجود اسے maintain رکھا ۔ بعد میں بھی ان روایات کو قائم رکھنا چاہئے ۔ وہ غیر سیاسی اور غیر پارلیمانی زبان نہیں تھی جو میں استعمال کر رہا تھا بلکہ یہ تو میں attribute pay کر رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : بیگم صاحبہ ہم سب آپ کے بیٹوں کی حیثیت سے ہیں ۔ مجھ سے یا ان سے کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو آپ در گزر کیا کیجئے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری دوسری گذارش یہ ہے کہ قائد اعظم نے پاکستان بنایا اور محترمہ ان کے ساتھ تھیں یا اس تحریک میں رہی تھیں ۔

بیگم آباد احمد خان : میں تو وہاں خادم تھی ۔ میری حیثیت وہاں کیا تھی ۔

چوہدری امان اللہ لک : بہر حال بیگم صاحبہ یہ بات کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے ۔ میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں ۔ قائد اعظم نے پاکستان بنایا اور پاکستان کے اندر اگر تحریک استقلال کے جلسہ کو ملیا میٹ کیا جائے تو آپ کو بھی ہمارا ہمنوا ہونا چاہئے ۔ یا قائد اعظم کی جائیداد میں سے ہے کہ سیاسی آزادیاں دی جائیں ۔ یہ بھی ایک تحریک ہے جس میں آپ بولتے نہیں ہیں ۔ اخبار والوں کو رگڑتے ہیں کہ اس میں یہ فقرہ ہو یہ نہ ہو ۔

بیگم آباد احمد خان : میں نے بڑے اخلاص سے اس کے متعلق کہا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ اخلاص کے ساتھ میری بھی تائید فرمایا کریں کیونکہ پاکستان کو بنانے والے لوگ بھی یہاں موجود ہیں ۔

بیگم آباد احمد خان : میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ پاکستان کی عزت کے لئے آپ کے دل میں جو جگہ ہے وہی جگہ میرے دل میں ہے ۔ میں آپوزیشن کو برا نہیں سمجھتی نہیں تو اسے نعمت سمجھتی ہوں ۔ اسلام میں تو اختلاف رائے کو رحمت کہا گیا ہے ۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اختلاف رائے سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے ۔ جو کچھ کہنا چاہئے تہذیب سے کہنا چاہئے ۔ میں تو وہاں ایک مزدور تھی میری حیثیت کیا تھی ۔ یہ تو میرا فرض تھا جو میں نے ادا کیا ۔ میں کوئی شیخی بگھارنے کے لئے تیار نہیں ہوں ۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسٹر سپیکر : اب ہم غیر-سرکاری ارکان کی کارروائی کے حصہ دوم کی طرف آتے ہیں اور اس میں پہلے مسودات قانون پیش کئے جائیں گے ۔ مسٹر محمد حنیف نارو ۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 91 بابت 1976ء)

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

> کہ دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ آپ نے بڑی لمبی punishment کا ذکر شروع کر دیا ہے ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : نہیں ۔ جناب والا ! اس میں پروسیجر کے متعلق ذکر ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے مگر نیشنل اسمبلی نے جو بل منظور کیا ہے ۔ کیا اس کو آپ نے دیکھا ہے ؟

مسٹر محمد حنیف نارو : میں نے نہیں دیکھا ۔

Mr. Speaker : I am not making any suggestion.

غالباً کل ہی پاس ہوا ہے ۔

ایک ممبر : وہ بل introduce ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : I am not going to refer it to the Standing Committee concerned. Then you may need more time because this Bill deals with the privileges of members.

مسٹر محمد حنیف نارو : ٹھیک ہے وہاں دیکھ لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ دیکھ لیں ۔ مجلس استحقاقات کے چیئرمین کون ہیں ؟

مسٹر محمد حنیف نارو : قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نیشنل اسمبلی نے بھی حال ہی میں کچھ اس سلسلے میں پاس کیا ہے اس کو بھی آپ سامنے رکھ لیں ۔

Then I will give reasonable time for this.

It would need a thorough probe. 90 دن کی مدت کر دیتا ہوں

علامہ رحمت اللہ ارشد : جلدی سے جلدی اس کے متعلق کریں گے ۔ 90 دن مدت کر دیں ۔

Mr. Speaker : It is referred to the concerned Standing Committee. Report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم) آرٹ کونسل پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 92 بابت 1976ء)

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ)

بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ)

بل 1976ء پیش کرنے اجازت دی جائے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ)

بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے۔

28/12/2004

It is referred to the concerned Standing Committee. Report to come within 60 days.

مسودہ قانون تالیف و تدوین پنجابی لوک گیت پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 93 بابت 1976ء)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب کولیکشن آف پنجابی فوک سونگز

بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب کولیکشن آف پنجابی فوک سونگز بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب کولیکشن آف پنجابی فوک سونگز بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں دی پنجاب کولیکشن آف پنجابی فوک سونگز بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب کولیکشن آف پنجابی فوک سونگز بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. Report to come within 60 days.

مسودہ قانون (ترمیم) جامعہ پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 98 بابت 1976ء)

چوہدری ممتاز احمد کھرلوں ! جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل
1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The first meeting will not take place before 1st January, and from 1st January onwards 60 days are given for making the Report.

مسودہ قانون (ترمیم) آرٹ کونسل پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 99 بابت 1976ء)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ)
بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ)
بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ)
بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب کونسل آف دی آرٹس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The duration is the same as for the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1976.

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

مسٹر سپیکر : اب مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لی جاتی ہیں ۔ چودھری عبدالعزیز ڈوگر ۔

صوبہ پنجاب کے تمام سینما ہاؤسوں میں سگریٹ نوشی کی ممانعت سے متعلق قوانین پر عمل درآمد کرانا

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سینما ہاؤسوں میں سگریٹ نوشی کی ممانعت کے سلسلے میں جوقوانین رائج ہیں ، ان پر حکومت سختی سے عملدرآمد کرائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارد داد پیش کی گئی ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سینما ہاؤسوں میں سگریٹ نوشی کی ممانعت کے سلسلے میں جو قوانین رائج ہیں ان پر حکومت سختی سے عملدرآمد کرائے ۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور صاحب کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

مسٹر چیئرمین ۔ ملک محمد اعظم صاحب آپ اپنی ترمیم پیش کریں ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں :

کہ مزکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے لفظ "سگریٹ" کو حذف کیا جائے اور اس کی بجائے لفظ "تمباکو" ثبت کیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے لفظ "سگریٹ" کو حذف کیا جائے اور اس کی بجائے لفظ "تمباکو" ثبت کیا جائے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری بھی ایک ترمیم رہ گئی ہے لہذا اسے بھی پیش کرنے کی اجازت فرمائیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ چوھدری امان اللہ لک ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ۔ میں اس قرارداد میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 2 اور 3 میں وارد ہونے والے الفاظ "سگریٹ نوشی کی ممانعت کے سلسلے میں جو قوانین رائج ہیں ان پر حکومت سختی سے عملدرآمد کرائے" حذف کردئے جائیں اور ان کی جگہ الفاظ "تمباکو نوشی اور نشہ کرنے کے سلسلے میں قوانین پر سختی سے عملدرآمد اور مزید سخت قوانین بنائے" ثبت کئے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مذکورہ قرار داد کی سطر 2 اور 3 میں وارد ہونے والے الفاظ "سگریٹ نوشی کی ممانعت کے سلسلے میں جو قوانین رائج ہیں ان پر حکومت سختی سے عملدرآمد کرائے" حذف کر دیئے جائیں اور ان کی جگہ الفاظ "تمباکو نوشی اور نشہ کرنے کے سلسلے میں قوانین پر سختی سے عملدرآمد اور مزید سخت قوانین بنائے" ۔ ثبت کئے جائیں ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : جناب والا ! اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ پنجاب کے تمام چھوٹے بڑے شہروں کے سینما گھروں میں سگریٹ نوشی عام ہے جو عوام کے لئے مضر صحت ہے ۔ اس سلسلے میں قوانین پہلے سے رائج ہیں اور سگریٹ نوشی کی سینما گھروں میں ممانعت ہے لیکن ان قوانین پر سختی سے عملدرآمد نہیں ہو رہا اور کافی عرصہ سے یہی کچھ ہو رہا ہے ۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ سینما گھروں میں کم از کم سگریٹ نوشی کی ممانعت کی جائے اور اس پر سختی سے عمل کیا جائے ۔ کیونکہ یہ عوام کی صحت کے لئے مضر ہے ۔ سینما گھروں کے ہال ویسے بھی congested ہوتے ہیں ۔ اس لئے سینما گھروں میں سگریٹ نوشی کی قطعی طور پر ممانعت ہونی چاہئے اور یہی بات میں عرض کرنی چاہتا تھا ۔

مسٹر چیئرمین : ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم : جناب سپیکر ! میں نے جناب چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب کی قرار داد کی تائید کرتے ہوئے اس میں یہ ترمیم پیش کرنے کی اجازت چاہی ہے کہ "سگریٹ" کی بجائے اگر لفظ "تمباکو" ہو تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ کیونکہ سگریٹ کے علاوہ وہاں پر تمباکو کسی دوسری شکل میں استعمال ہوتا ہے اور قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے ۔ تو اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ قوانین بنانا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ان پر جب تک عملدرآمد نہ کرایا جائے

ان قوانین کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ اس لئے جناب والا ! میں اس معزز ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ میری اس ترمیم کو منظور فرمایا جائے ۔

مسٹر چیئرمین : ڈاکٹر صاحب ! میرے خیال میں یہ تینوں معزز اراکین سگریٹ نہیں پیتے اور نہ ان کو پینا آتا ہے ۔ پتہ نہیں یہ سینما کیوں دیکھتے ہیں ۔ (قہقہہ) ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میں نے اپنی ترمیم اس لئے دی ہے کہ معاشرے میں اس وقت خاص طور پر جو پنجاب کی صورت حال ہے کہ سینما گھر سماجی ، سیاسی اور اخلاقی نقطۂ نگاہ سے impact رکھتے ہیں اور اس طریقے سے روزانہ زندگی پر جو اثر انداز ہو رہا ہے اس کی روشنی میں میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی اکثریت اور خاص طور پر نوجوان نسل سینما گھروں کے گرد اور سینما گھروں میں موجود ہے وہاں کے جو حالات ہیں وہ روز روشن کی طرح ہیں ۔ وہاں پر نشہ آور چیزیں استعمال کی جاتی ہیں ۔ شراب ، چرس اور بھنگ کا لوگ نشہ کرتے ہیں اور پھر سینما گھروں میں غنڈہ گردی، بدتمیزی اور غیر اخلاقی حرکات کا جو مظاہرہ کرتے ہیں جن میں سگریٹ نوشی بھی ایک حصہ ہے جس سے عفونت و تعفن پیدا ہوتا ہے ۔ ان سب چیزوں کا آپ کو علم ہوگا ۔ لیکن یہ جتنی بھی اخلاق سوز حرکات ہیں ان کے سینما گھروں میں اڈے بن چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ قوانین جو اس وقت ہیں ۔ ان پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ۔ اگر ان پر سختی سے عمل کیا بھی جائے تو بڑھتے ہوئے جرائم کے اخلاق انحطاط اور سینما گھروں میں جو حالات و واقعات ہو رہے ہیں کوئی شریف آدمی اگر تفریح کے لئے جانا بھی چاہے تو وہ نہیں جا سکتا ۔ کیونکہ وہاں غنڈوں سے اس کی مڈ بھیڑ ہوتی ہے ۔ آدھے سے زیادہ لوگ وہاں نشے کی حالت میں ہوتے ہیں ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور حکومت پنجاب سے استدعا کی جائے کہ اس وقت سگریٹ نوشی اور تمباکو نوشی کے سلسلے میں جو قوانین ہیں وہ نہایت خفیف ہیں ۔ ان میں ترمیم کر کے ان کو ذرا سخت کیا جائے، اس کے علاوہ

سگریٹ نوشی اور تمباکو نوشی کے ضمن میں باقی نشہ آور چیزوں کو لایا جائے۔ اگر ہم نے قوم کے مستقبل کو بچانا ہے اور نوجوان شریف آدمی کی عزت نفس کو بچانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میری ترمیم کا منظور کیا جانا ضروری ہے۔

مسٹر چیئرمین : بیگم ریحانہ سرور۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب سپیکر! آج اس معزز ایوان میں جو قرار داد زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ سینما گھروں میں سگریٹ نوشی کی ممانعت کے سلسلے میں جو قوانین رائج ہیں ان پر حکومت سختی سے عملدرآمد کرائے۔

مسٹر چیئرمین : بیگم صاحبہ۔ آپ قرار داد کے حق میں بولنا چاہتی ہیں یا ترمیم کے حق میں بولنا چاہتی ہیں؟

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا! میں دونوں کے حق میں تقریر کرنا چاہتی ہوں۔

مسٹر چیئرمین : ٹھیک ہے۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا! سگریٹ نوشی کوئی اچھی عادت نہیں ہے۔ اس سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ آجکل جو سائنسی دنیا ہے اس نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ سگریٹ نوشی سے کینسر بھی ہو سکتا ہے۔ سینما ہاؤس میں جہاں بچے بھی تفریح کے لئے آتے ہیں اور اس کے ساتھ خواتین بھی جاتی ہیں۔ مردوں کو چاہئے کہ اگر انہیں سگریٹ پینا ہو تو وہ سینما ہاؤس سے باہر جا کر سگریٹ پی لیں۔ لیکن وہاں کی فضا کو خراب نہ کریں۔ ان کا ذاتی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس سے نقصان ہوتا ہے۔ جہاں تک قوانین کا تعلق ہے حکومت قوانین بناتی رہتی ہے۔

مسٹر چیئرمین : آپ نے ابھی فرمایا کہ مردوں کو چاہئے اگر سگریٹ پینا ہو تو باہر جا کر پئیں۔ کیا عورتیں اندر پی سکتی ہیں؟

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : عورتیں نہیں پیتیں۔ میں نے تو کسی عورت کو سگریٹ پیتے نہیں دیکھا۔

رائے سخاوت علی خان : اکثر عورتیں سگریٹ پیتی ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ پیتی ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : وہ ان کے گھر میں پیتی ہوں گی ۔ میں نے تو نہیں دیکھا ۔

رائے سخاوت علی خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ہماری گذارش یہ ہے کہ جہاں تک دیہات کا تعلق ہے یہ بدتمیزی ابھی وہاں نہیں پہنچی ہے ۔ ہم شہر میں دیکھتے ہیں کہ عیاش عورتیں شراب پیتی ہیں اور ٹانگوں اور بازاروں میں اکثر سگریٹ پیتی ہیں ۔ یہ مصیبت ابھی تک دیہاتوں میں نہیں پہنچی ۔ بیگم صاحبہ کیسے فرماتی ہیں کہ ان کے گھر والے پیتے ہیں ۔ ہمارے ہاں عورتیں دوپٹے کے بغیر نہیں رہ سکتیں ۔ اور ہم اس چیز کو بھی گوارا نہیں کرتے کہ ہماری عورتوں کے سر پر دوپٹہ نہ ہو ۔ اس لئے یہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید): انہوں نے کہا کہ عورتیں سگریٹ پیتی ہیں تو میں نے کہا کہ ان کے ہاں پیتی ہوں گی ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! یہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

مسٹر چیئرمین : بیگم صاحبہ آپ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں ۔ جناب والا ! میرا کسی کی ذات پر حملہ کرنا مقصود نہیں تھا ۔ سینما ہاؤس میں سگریٹ نوشی اچھی چیز نہیں ہے ۔ کیونکہ سینما ہاؤس میں خواتین اور مرد سبھی لوگ جاتے ہیں ۔ اور بہت سارے لوگ جو سگریٹ نہیں پیتے وہ سگریٹ کے دھوئیں سے اور اس کی بدبو سے اور سینما ہال میں گھٹن کی وجہ سے پوری طرح سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے ۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس ضمن میں قانون بنائے اور اس قانون پر عمل درآمد بھی کرائے ۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے قوانین کی پابندی کرے ۔ قانون

بنا دینا ہی صرف کافی نہیں ہوا کرتا اس پر عمل درآمد بھی کرانا ضروری ہوتا ہے ۔ دیگر ممالک میں آپ دیکھیں کہ اکثر اشیا اس طرح کاؤنٹر پر پڑی رہتی ہیں مثلاً اخبار دودھ اور دیگر چیزیں ۔ جب کوئی جاتا ہے تو پیسے رکھ دیتا ہے اور وہاں سے چیز لے آتا ہے ۔ اس لئے ہمیں اپنے اندر بھی ایسی صلاحیتیں پیدا کرنی چاہئیں ۔ تا کہ اس قسم کے قانون کی ہمیں ضرورت ہی نہ پڑے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح سے ہمارا معاشرہ صحیح ہو سکتا ہے ۔ قانون پر پابندی کروانے کے لئے حکومت 24 گھنٹے ڈنڈا لے کر سوار نہیں ہو سکتی خود عوام کو بھی چاہئے کہ وہ قانون کا احترام کرے ۔ آخر میں میں اس قرار داد کی حمایت کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ ہمارے عوام اپنے اندر ایسی صلاحتیں پیدا کریں گے ۔ وہ نہ صرف اس قانون پر بلکہ تمام قوانین کا احترام کریں گے اور اپنے آپ میں عوامی جذبہ پیدا کریں گے اور ڈسپلن کو قائم رکھیں گے تا کہ دوسروں کی تفریح میں مخل نہ ہو ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! فاضل محرک اور دوسرے فاضل اراکین اسمبلی نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ میں اس سے مکمل اتفاق کرتا ہوں ۔ جناب والا ! کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ سینما ہاؤس میں سگریٹ نوشی پر

The West Pakistan Prohibition of Smoking in Cinena Houses Ordinance 1960.

کی دفعہ 30 کے تحت ایسے اشخاص کو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ بغیر وارنٹ کے گرفتار کیا جا سکتا ہے اور سو روپے جرمانہ بھی کیا جا سکتا ہے ۔ سینما ہاؤسز کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ نمایاں طور پر اس ممانعت کا سلائیڈ کے ذریعے اعلان کریں ۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کو بھی سو روپے جرمانہ ہو سکتا ہے ۔ قانون موجود ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا ۔ میں اس سلسلے میں چند اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے یہ ثابت ہو گا کہ حکومت اس سلسلے میں سوئی ہوئی نہیں بلکہ قانون پر کافی عمل ہوتا ہے ۔ صرف لاہور میں یکم جنوری تا 31 ۔ اکتوبر دس مہینوں میں 345 افراد کا چالان ہوا ۔ شیخوپورہ میں 51 افراد کا چالان ہوا ۔ سرگودھا ڈویژن میں 77 افراد کا چالان ہوا ۔

مجسٹریٹ صاحبان نے 314 چھاپے مارے اور باقاعدہ طور پر جب مجسٹریٹ کو اطلاع ملتی ہے وہ چھاپے مارتا ہے ۔ اس لئے میں فاضل محرک سے درخواست کروں گا اور جنہوں نے اس کی تائید کی ہے ان سے بھی درخواست کروں گا اور جناب والا بھی اتفاق فرمائیں گے کہ اگر اس قسم کی چیز نوٹس میں آئے تو فوراً سینا انتظامیہ کو یا وہاں جو مجسٹریٹ موجود ہو اس کو اطلاع دیں۔ اسی طرح ساہیوال میں ایک سال میں 51 افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ۔ وہاڑی میں پانچ ماہ میں پچیس افراد کے خلاف ۔ ملتان میں 25 افراد کے خلاف اور ڈیرہ غازی خان میں 62 افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ۔ جناب والا ! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا مگر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی ممانعت کے لئے قانون بھی موجود ہے ۔ اور عمل درآمد بھی کیا جاتا ہے ۔ لوگوں کے چالان بھی کئے جاتے ہیں اور جرمانے بھی کئے جاتے ہیں ۔ اس لئے آج کی کارروائی کے بعد اس عمل کو اور بھی تیز کر دیں گے اور جن اراکین اسمبلی نے اس ضمن میں ترامیم پیش کی ہیں وہ اپنی ترامیم واپس لے لیں ۔ کیونکہ اصل قرار داد کو اس کی اصل شکل میں پاس ہونا چاہئے کیونکہ یہ قرارداد بڑی واضح ہے ۔ شکریہ

مسٹر چیئرمین ۔ ملک محمد اعظم صاحب آپ اپنی ترمیم کو واپس لینا چاہتے ہیں ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! جیسا کہ سنیئر منسٹر صاحب نے فرمایا ہے میں اپنی ترمیم کو واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے ؟

آوازیں : اجازت ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ترمیم کے الفاظ بہت واضح تھے اور ڈاکٹر صاحب نے بھی میری بات کی تائید کی ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کی روشن ضمیری اور ان کے خیالات کا میں احترام کرتا ہوں لیکن میری ترمیم بڑی واضح تھی ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : جناب والا ! یہ جو اعداد و شمار ڈاکٹر صاحب نے پیش کئے ہیں کیا یہ ٹکٹوں کی بلیک کے سلسلے میں جو جرمانے یا افراد پکڑے جاتے ہیں ان کے متعلق پیش کئے ہیں ۔ کیونکہ اس ضمن میں چھوٹے شہروں میں بالکل کوئی کارروائی نہیں ہوتی ۔ اور نہ ہی اس پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے جو اعداد و شمار دیے ہیں وہ صرف سگریٹ نوشی کے متعلق دیے ہیں ' ٹکٹوں کی بلیک کا مسئلہ نہ آپ نے اٹھایا تھا اور نہ ہی میں نے اس کا جواب دیا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : اب چوہدری امان اللہ لک کی ترمیم برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

> کہ قرار داد کی سطر نمبر 2 اور 3 میں وارد ہونے والے الفاظ "سگریٹ نوشی کی ممانعت کے سلسلے میں جو قوانین رائج ہیں ان پر حکومت سختی سے عمل درآمد کرائے" حذف کیے جائیں اور ان کی جگہ الفاظ "تمباکو نوشی اور نشہ کرنے سلسلے میں قوانین پر سختی سے عمدرآمد اور مزید سخت قوانین بنائے" ثبت کئے جائیں ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر چیئرمین : اب اصل قرار داد پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سینما ہاؤسوں میں سگریٹ نوشی کی ممانعت کے سلسلے میں جو قوانین رائج ہیں ان پر حکومت سختی سے عمل در آمد کرائے ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! اس ضمن میں میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کا ھلوں ۔ جناب والا ! جب آپ بول رہے ہوں تو کوئی فاضل ممبر نہیں بول سکتا ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں پہلے کھڑا ہو گیا تھا ۔ میری گذارش یہ ہے کہ جہاں تک اس قرار داد کا تعلق ہے اس کے مضمون سے کسی کو اختلاف نہیں لیکن یہ قرار داد پیش کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ۔ میں نے جناب سینیر وزیر کے خیالات سنے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت پہلے ہی ان قوانین پر سختی سے عمل کر رہی ہے اور اس سلسلے میں سخت اقدامات کر رہی ہے کہ سینما ہاؤسوں میں تمباکو نوشی نہ ہو ۔ تو ایسی صورت میں میں اس قرارداد کے محرک سے یہ اپیل کرنی چاہتا ہوں کہ جب حکومت پہلے سے ہی اچھے اقدام کر رہی ہے اور سختی سے قوانین پر عمل کر رہی ہے تو محض قرارداد پیش کر کے یہ تاثر دینا کہ حکومت کی طرف سے اچھا عمل نہیں ہو رہا ۔ اس لئے اسے مزید سخت کرنا چاہئے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا ۔ تو میں فاضل محرک سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی قرار داد جناب سینیر وزیر کے بیان کے بعد واپس لے لیں ۔

مسٹر چیئرمین : اب سوال یہ ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سینما ہاؤسوں میں سگریٹ نوشی کی ممانعت کے سلسلے میں جو قوانین رائج ہیں ان پر حکومت سختی سے عمل در آمد کرائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بلدیاتی اداروں میں سنیئری و جیف سنیئری انسپکٹروں کی آسامیوں کو تبادلے کے قابل بنانا ۔ عملہ صفائی کے ملازمین کی حاضری کے لئے Punch Card سسٹم رائج کرنا اور ان کی تنخواہ بذریعہ خزانہ ادا کرنا

مسٹر چیئرمین : پروفیسر ایس سلیمن !

پروفیسر ایس سٹیفن : جناب والا - میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ بلدیاتی اداروں میں سینٹری و چیف سینٹری انسپکٹروں کی آسامیوں کو ایک بلدیاتی ادارے سے دوسرے بلدیاتی ادارے میں تبادلے کے قابل بنایا جائے اور عملہ صفائی کے ملازمین کی حاضری کے لئے پنچ کارڈ (Punch Card) سسٹم رائج کیا جائے نیز ان کی ماہانہ تنخواہ بذریعہ خزانچی ادا کی جائے۔

مسٹر چیئرمین : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے -

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ بلدیاتی اداروں میں سینٹری و چیف سینٹری انسپکٹروں کی آسامیوں کو ایک بلدیاتی ادارے سے دوسرے بلدیاتی ادارے میں تبادلے کے قابل بنایا جائے اور عملہ صفائی کے ملازمین کی حاضری کے لئے پنچ کارڈ (punch card) سسٹم رائج کیا جائے نیز ان کی ماہانہ تنخواہ بذریعہ خزانچی ادا کی جائے۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے اس میں ایک ترمیم دی ہوئی ہے -

مسٹر چیئرمین : میرے پاس تو آپ کی ترمیم نہیں آئی -

اب سوال یہ ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ بلدیاتی اداروں میں سینٹری و چیف سینٹری انسپکٹروں کی آسامیوں کو ایک بلدیاتی ادارے سے دوسرے بلدیاتی ادارے میں تبادلے کے قابل بنایا جائے اور عملہ صفائی کے ملازمین کی حاضری کے لئے پنچ کارڈ (punch card) سسٹم رائج کیا جائے نیز ان کی ماہانہ تنخواہ بذریعہ خزانچی ادا کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میں نے اس قرارداد میں ایک ترمیم آپ کو دی ہے ۔

مسٹر چیئرمین : اب تو اس پر رائے شماری ہو چکی ہے ۔ شاہ صاحب ! آپ اب کوئی اور ترمیم دے دیں ۔ آپ نے تقریر ہی کرنی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب ! میں نے اپنی ترمیم قرارداد پیش ہونے سے پیشتر دی ہے اور تحریری طور پر دی ہے ۔

مسٹر چیئرمین : اس وقت جب کہ رائے لی جا چکی ہے یہ مناسب نہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میری گذارش سن لیں ۔ میں نے تحریری طور پر آپ کو ترمیم کا نوٹس دیا ہے ۔ اس لئے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ایوان کے قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے اپنی ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے ، اگر ایوان اس کو رد کر دے تو ٹھیک ہے ، آپ اس قرارداد کو موجودہ صورت میں منظور کر لیں اور اگر ایوان ترمیم کی اجازت دیتا ہے تو آپ اس کے مطابق کر لیں ۔ آپ مجھے ترمیم پیش کرنے کی اجازت تو دیں ۔

مسٹر چیئرمین : شاہ صاحب ! ترمیم کا نوٹس دینے کا طریقہ یہ ہے ۔ آپ رولز پڑھیں ۔ پہلے آپ دفتر کو اطلاع دیں تاکہ اس کو سائیکلو سٹائل کر کے اس کی کاپیاں سب کو بھیجی جا سکیں ۔ اب جب کہ رائے لی جا چکی ہے تو آپ کی یہ بات مناسب معلوم نہیں ہوتی ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : نہیں جناب ! میں نے سب سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اور اس سے قبل میں نے تحریری طور پر اس ترمیم کا نوٹس دیا ہے جو آپ کے پاس میز پر موجود ہے ۔

مسٹر چیئرمین : اب آپ اسے ایک علیحدہ قرارداد کی صورت میں پیش کر دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں اپنی بات پر اصرار کرتا ہوں اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ مجھے ترمیم پیش کرنے کی اجازت دیں چاہے ایوان اس کو بعد میں رد کر دے ۔

مسٹر چیئرمین : میں فاضل رکن سے کہوں گا کہ میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں نے اپنی ترمیم قرارداد پیش ہونے سے پہلے دے دی تھی اور اس کی منظوری سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر بھی اٹھا دیا تھا ۔

مسٹر چیئرمین : شاہ صاحب ! اب ایوان نے رائے دے دی ہے اور میں نے اپنا فیصلہ بھی دے دیا ہے ۔ آپ کی ترمیم پیش نہیں ہوئی ۔ اس لئے آپ تشریف رکھیں ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا ۔

مسٹر چیئرمین : میں نے اپنا حتمی فیصلہ کوئی تحریری طور پر نہیں بھیجنا تھا ۔ فیصلہ تو آپ کے سامنے ہو گیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں نے پوائنٹ آف آرڈر پہلے اٹھایا تھا ۔ میں آپ سے پھر استدعا کرتا ہوں کہ آپ مجھے ترمیم پیش کرنے کی اجازت دیں ۔

مسٹر چیئرمین : شاہ صاحب ! اس سٹیج پر اجازت نہیں دی جا سکتی ، میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے اور اس پر بھی فیصلہ دے دیا ہے ۔ اب آپ تشریف رکھیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! آپ وضاحت کریں کہ کیوں یہ ترمیم پیش نہیں کی جا سکتی ۔

مسٹر چیئرمین : آپ کے سامنے اس قرارداد پر رائے لی جا چکی ہے ۔ آپ رولز پڑھیں ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں کہ رائے دینے کے بعد اس میں کوئی ترمیم آئے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب ! ترمیم تو ایوان میں پیش نہیں ہوئی ۔

سردار صغیر احمد : جب قرارداد پیش ہوئی تو انہوں نے ''نہیں'' بھی نہیں کہا اور اس طرح انہوں نے اس قرارداد کو تسلیم کیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب ! میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اور اس ترمیم کا تحریری طور پر نوٹس دیا ہے جو آپ کی میز پر پڑا ہے ۔ آپ اسے کیوں پیش نہیں کرتے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ نے چپکے سے آ کر کوئی کاغذ یہاں رکھ دیا اور مجھے آپ نے بتایا تک نہیں ۔ جب میں نے ایوان کی رائے لے لی تب آپ نے یہ بحث کا سلسلہ شروع کیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا آپ نے آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی ۔

مسٹر چیئرمین : اب سپیکر صاحب تشریف لے آئے ہیں ، یہ وہی بتائیں گے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker : What is the item in hand ?

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! قرارداد نمبر 2 میں میں نے تحریری طور پر ترمیم پیش کرنے کے لئے چیئرمین کو نوٹس دیا تھا جو چیئر نے نظر انداز کر دیا ہے ۔ اس وقت یہی موضوع زیر بحث ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو اب پرولیج کے طور پر ہو سکتا ہے ۔ اب ہم اگلی آئیٹم لیتے ہیں ۔

Nothing has been ignored. Ch. Mumtaz Ahmad Kahlon.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! یہ ترمیم پیش کرنا پرولیج نہیں ؟

مسٹر سپیکر : جب ایک سٹیج گذر گئی ہے تو اب یہ کس طرح پیش ہو سکتی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب ! آپ دریافت فرما لیں اور تصدیق فرما لیں کہ میں نے قرار داد پیش کرنے سے پہلے ہی اپنی ترمیم کا نوٹس تحریری طور پر دے دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ان کی صوابدید بھی ہو سکتی ہے ۔

Nothing has been ignored.

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! قرار داد پر ابھی تک ووٹنگ نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : چودھری ممتاز احمد کاھلوں !

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! ابھی تو یہ نہیں پوچھا گیا تھا کہ جو اس قرارداد کے حق میں نہیں وہ "نہ" کہیں تو میں نے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پیش کر دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری ممتاز احمد کاھلوں !

ضلع سرگودھا میں میڈیکل کالج کا فوری قیام

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع سرگودھا میں
ایک میڈیکل کالج فوری طور پر قائم کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع سرگودھا میں
ایک میڈیکل کالج فوری طور پر قائم کیا جائے

مسٹر محمد اشرف : پوائنٹ آف آرڈر ! ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب سپیکر ! میں نے سینیر وزیر صاحب سے بات کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب اس پر بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے ؟

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! ابھی تک پہلی قرارداد پر ووٹنگ نہیں ہوئی ، اس کی منظوری نہیں ہوئی ، آپ اس پر ووٹنگ تو کرا لیں ۔

Mr. Speaker : That is not the item under discussion

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! آپ دریافت تو کر لیں ۔

Mr. Speaker : I will have the tape played.

سید ظاہر احمد شاہ : جناب ! آپ ہماری بات کی تصدیق کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے کہا ہے کہ میں ٹیپ چلوا لوں گا ۔ اب یہ بات ختم ہے ۔

سید ظاہر احمد شاہ : پھر اب چلا لیں ۔

Mr. Speaker : I will do it after the session is over.

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں: جناب والا ! میں اپنی قرارداد میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

> کہ قرارداد کی سطر ایک میں وارد ہونے والے لفظ "کہ" کے بعد الفاظ "مستقبل میں صحت عامہ کے بارے میں منصوبہ بندی کرتے وقت" ثبت کیے جائیں ۔ اور سطر دو میں الفاظ "فوری طور پر قائم کیا جائے" کی جگہ الفاظ "کے قیام کا جائزہ لیا جائے" ثبت کیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

> کہ قرارداد نمبر 3 کی سطر ایک میں وارد ہونے والے لفظ "کہ" کے بعد الفاظ " مستقبل میں صحت عامہ کے بارے میں منصوبہ بندی کرتے وقت" ثبت کیے جائیں اور سطر نمبر 2 میں الفاظ "فوری طور پر قائم کیا جائے"، کی جگہ الفاظ "کے قیام کا جائزہ لیا جائے" ثبت کیے جائیں ۔

چوہدری منیر احمد : جناب سپیکر ! میں اس میں ایک چھوٹی سی ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ اس کے لئے اجازت مرحمت فرمائی جائے ۔

ملک محمد اعظم: اس سے پہلے میری ایک ترمیم ہے۔

مسٹر سپیکر: ملک محمد اعظم

ملک محمد اعظم: جناب والا، میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں:

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر نمبر ایک میں وارد ہونے والے الفاظ "ضلع سرگودھا" اور لفظ "میں" کے درمیان "کی تحصیل خوشاب" ثبت کیے جائیں۔

مسٹر سپیکر: یہ ترمیم پیش کی گئی ہے۔

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر نمبر ایک میں وارد ہونے والے الفاظ "ضلع سرگودھا" اور لفظ "میں" کے درمیان "کی تحصیل خوشاب" ثبت کئے جائیں۔

سردار صغیر احمد: جناب سپیکر! میں اس قرارداد میں یہ ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں:

کہ اس قرارداد میں وارد ہونے والے لفظ "ضلع" کی بجائے "شہر" اور "سرگودھا" کے بعد الفاظ "اس کے نواح" درج کئے جائیں۔

چوہدری محمد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ سے پہلے سپیکر صاحب یہ رولنگ دے چکے ہیں کہ تحریری طور پر ترامیم آنی چاہئیں۔ ویسے تو نہیں آ سکتیں۔

مسٹر سپیکر: بہت اچھا! یہ ترمیم پیش کی گئی ہے:

کہ اس قرارداد میں وارد ہونے والے لفظ "ضلع" کی بجائے "شہر" اور "سرگودھا" کے بعد الفاظ "اس کے نواح" درج کیے جائیں۔

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! یا تو آپ رولنگ دیں کہ انہوں نے جو رولنگ دیا ہے ، وہ غلط ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کا بھی رولنگ ٹھیک ہے ، میرا فیصلہ بھی ٹھیک ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! ویسے ہم آپ سے ایسے سلوک کی توقع نہیں رکھتے ۔

مسٹر سپیکر : وہ سلوک تو مجھ سے پہلے روا ہو چکا تھا ۔ میں اس میں کیا کرتا ۔ میں ان کا فیصلہ نہیں بدل سکتا ۔

سید طاہر احمد شاہ : ہمیں اس بات کا بہت افسوس ہے ۔

Mr. Speaker : He was as good a Speaker at that time when he took the decision, and when I am sitting in the Chair, I could not change the decision. Yes, Ch. Mumtaz Ahmad Kahloon.

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! آج میں نے ایک بڑے اہم مسئلے پر اس ایوان کی توجہ چاہی ہے کہ ضلع سرگودھا کو تقریباً ہر میدان میں نظر انداز کیا جا رہا ہے اور بدقسمتی سے جہاں تک میڈیکل کا تعلق ہے ، اس میں بھی ضلع سرگودھا کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ حالانکہ سرگودھا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور صوبہ پنجاب میں جتنے بھی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہیں ، ان تمام میں میڈیکل کالج قائم ہو چکے ہیں ۔ جہاں تک آبادی کا تعلق ہے ، اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو ایک میڈیکل کالج ملتان میں ہے اور اس سے پچاس میل کے فاصلے پر بہاول پور میں بھی کالج قائم کیا گیا ہے ۔ حالانکہ بہاول پور ڈویژن کی آبادی نسبتاً کم تھی ۔ لیکن پس ماندہ علاقے کی ترقی کے لئے اور لوگوں کو زیادہ میڈیکل سہولتیں فراہم کرنے کے لئے وہاں چکڑیں ہسپتال اور میڈیکل کالج بھی قائم کیا گیا ۔ اس کے بعد عوامی حکومت نے صوبے میں مختلف مقامات پر نئے میڈیکل کالج قائم کئے ۔ جناب سپیکر ! اس وقت

بھی ضلع سرگودھا کو نظر انداز کر دیا گیا اور اس جگہ پر بھی کالج قائم کر دیا گیا جہاں پہلے بھی میڈیکل کالج موجود تھے اور وہاں لوگوں کو خاطر خواہ سہولتیں مہیا تھیں ۔ مثلاً جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں ، لاہور میں ، لاہور میڈیکل کالج قائم کیا گیا ۔ اگرچہ بظاہر یہ ایک کالج نظر آتا ہے ، لیکن یہ ایک کی شکل میں دو کالج ہیں ۔ کیونکہ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو جو تفصیلات ہمیں یہاں ایوان میں وزیر صحت نے مہیا کیں ، ان کے مطابق لاہور کالج میں 314 نشستیں رکھی گئیں اور اس کے مقابلے میں راولپنڈی میں 204 ، لائل پور میں 216 ، فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں 121 سیٹیں ہیں ۔ اگر ان دو کالجوں کو جمع کریں تو اس کی سیٹیں اس کے برابر آتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : 121 سیٹیں پنجاب کے لیے ہیں یا سارے پاکستان کے لئے ہیں ؟

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : اس میں میرٹ کی بنیاد پر 80 سیٹیں ہیں ، صرف بیس سیٹیں تمام پاکستان کے لئے ریزرو ہیں ۔ اسی سیٹیں پنجاب کے لئے میرٹ پر ہیں ۔ جناب سپیکر ! اس میں پھر یہ ملاحظہ فرمائیں کہ جہاں جہاں کالج موجود ہیں ، اس کی آبادی مستفیض ہو رہی ہے ۔ مثلاً لاہور میں ، میں نے پچھلے چار سال کے ریکارڈ کا مطالعہ کیا ہے جو ہمیں یہاں ایوان میں مہیا کیا گیا تھا تو ضلع لاہور میں 1148 بچوں نے میڈیکل کالج میں داخلہ لیا ۔ پھر جناب سپیکر ! ضلع ملتان سے 550 بچوں کو داخلہ ملا ، کیونکہ وہاں بھی کالج موجود تھا ۔ پھر جناب سپیکر ! ضلع لائل پور میں 522 بچوں کو داخلہ ملا ، کیونکہ وہاں بھی میڈیکل کالج موجود تھا ۔ ضلع راولپنڈی میں 422 بچوں کو داخلہ ملا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا حساب تو غلط ہو گیا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : بالکل صحیح حساب ہے ۔ جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : اس حساب سے تو آپ تین ہزار کی تعداد میں پہنچ گئے اور

وزیر بتا رہے تھے کہ اٹھارہ سو کچھ بچے داخل ہوئے ہیں ۔ گیارہ سو لاہور ، پانچ سو ایک جگہ ، پانچ سو ایک جگہ ۔ اکیس سو تو یہی بن گیا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! میں اپنے جملے کو دہراتا ہوں ۔ میں نے پچھلے چار سالوں کی اوسط نکالی ہے ۔

مسٹر سپیکر : پچھلے چار سالوں کی تو ٹھیک ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : میں گذشتہ چار سالوں کی فگرز دے رہا ہوں ۔ یہ اٹھارہ سو نشستیں ہیں جو اب ہوئی ہیں ۔ پچھلے سالوں میں کچھ نشستیں کم ہوئی تھیں تو راولپنڈی میں 422 بچوں کو داخلہ ملا ہے ۔ گذشتہ چار سالوں میں اور اس کے مقابلے میں ہمارے بدقسمت ضلع سرگودھا کے صرف 148 بچوں کو داخلہ ملا ۔ ترقی یافتہ جو اضلاع تصور کئے جاتے ہیں ، جن کو ہمارے فنانس منسٹر نے کیٹیگورائز کر رکھا ہے ، ان میں ضلع سرگودھا سب سے نیچے ہے میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لحاظ سے اور جن علاقوں کو پسماندہ قرار دیتے ہیں ، ان میں سے بھی کئی اضلاع کے بچوں کی تعداد جنہیں میڈیکل کالجوں میں داخلہ ملا ہے ، زیادہ ہے ۔ مثلاً سرگودھا کے 148 اور جھنگ کے 169 بچوں کو میڈیکل کالجوں میں داخلہ ملا ۔ جناب سپیکر ! ایک تو اس لحاظ سے کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور دوسرے اس لحاظ سے کہ وہاں تعلیمی پسماندگی ہے ، خاص طور پر ہمارے تین ضلعے ، میانوالی ہے ہمارے ساتھ ، جھنگ ہے ۔ اگر وہاں بھی ایک میڈیکل کالج قائم کر دیں تو اس سے تمام آبادی کو فائدہ پہنچے گا ۔

تیسری سب سے بڑی دقت جو حکومت کے سامنے آ سکتی ہے ، وہ یہ ہے کہ کسی بھی جگہ میڈیکل کالج قائم کرنے کے لئے وہاں بہترین ہسپتال کی ضرورت ہے اور اس پر خاصے اخراجات آتے ہیں تو اس کے لئے جناب سپیکر ! ہمیں جو ایوان میں بتایا گیا ہے ، اس لحاظ سے ضلع سرگودھا میں تقریباً بائیس سو کے قریب بستروں (بیڈز) کا انتظام مختلف ہسپتالوں میں ہے ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں تقریباً آٹھ سو ، وہاں ٹی بی ہسپتال میں تقریباً

سات سو ، پی - اے - ایف کے ہسپتال میں پانچ سو ، فاطمہ ہسپتال میں ایک سو کے قریب ان ڈور مریض داخل ہو سکتے ہیں اور مولا بخش کے گاتی ہسپتال میں تقریباً ایک سو بیڈز کا انتظام ہے - اس طرح وہاں پانچ سو بیڈز کا انتظام ہے اور ایک فرسٹ کلاس میڈیکل کالج وہاں چل سکتا ہے -

مسٹر سپیکر : خوشاب کا اور آپ کا کتنا فاصلہ ہے ؟

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : بتیس میل - وہ تو اپنی ضلع میں شامل ہے -

مسٹر سپیکر : پھر تو بچے خوشاب سے وہاں پڑھنے کے لئے آ سکتے ہیں -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : خوشاب تو تحصیل ہے جناب ! خوشاب تو ایک حصہ ہے -

مسٹر سپیکر : وہ ایک ترمیم ہے کہ خوشاب میں میڈیکل کالج رکھا جائے -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : وہ تو جناب ایک ٹوکن ترمیم ہے کہ خوشاب کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا ہے - جو سب سے پس ماندہ تحصیل ہے -

مسٹر سپیکر : اگر بچوں کے ہوسٹل وہاں بن جائیں تو کالج وہاں چل سکے گا -

(قہقہہ)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : بقیناً - جناب سپیکر ! یہ ایک سکیم تھی جب ہمارے سابق وزیر صحت جناب بریگیڈیئر صاحب داد تھے - ان کے پاس میں یہ تجویز لے کر گیا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ آپ فکر نہ کریں - ہم تقریباً ہر ضلع میں میڈیکل کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ بچوں کو ایک دو سال کی جہاں ٹریننگ دیں اور اس کے بعد ان ہسپتالوں میں منتقل

کر دیں ۔ وہاں میڈیکل سپیشلسٹ ہوں گے اور سرجری کے سپیشلسٹ ہوں گے اور گائنی سپیشلسٹ ہیں ۔ وہاں بھی ایک فل فلیجڈ میڈیکل کالج کی سکیم چل رہی ہے غالباً اس پر عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا ۔

جناب سپیکر ! مجھے اس ضمن میں دوسری گذارش پیش کرنی تھی ، جو آپ نے خوشاب کے متعلق فرمایا ، خوشاب کو نظر انداز کیا گیا ہے ، اس لئے کہ راولپنڈی کے اضلاع کی دو تحصیلیں جنہیں پسماندہ کہا گیا ، تمری اور کہوٹہ ، ان کے لئے میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے تین نشستیں زیرو کر دی گئیں ۔ اور جب یہ سوال ان سے پوچھا گیا کہ آپ خوشاب کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتے تو یہ کہہ کر ٹال دیا گیا کہ یہ اتنی پسماندہ نہیں ہے ۔ لیکن جیسا کہ آج میں نے اعداد و شمار پیش کئے ہیں راولپنڈی کے ضلع میں جو داخلے ہوئے ہیں وہ تو 422 ہیں اور اس کے مقابلہ میں ضلع سرگودھا کے صرف 148 ہیں ۔ تو پھر بھی خوشاب کو تو کوئی زیرو سیٹ نہیں دی گئی ۔ اور ضلع راولپنڈی کی زیرو سیٹیں انہوں نے مہیا کر دیں ۔ تو اس لئے جناب والا ! خوشاب کا ذکر بار بار کرنا پڑتا ہے کہ ۔

"نوا را تلخ تر می زن کہ ذوق نغمہ کمیابی"

تو شائد کبھی ہمارے جو نا خدا ہیں وہ اس طرح کی جو غیر مساواتی تقسیم ہے اس طرف توجہ فرمائیں گے کہ جناب والا ! گذشتہ جمہوریت کو بھی میں نے عرض کیا تھا کہ صنعتوں میں اس طرح سے پسماندہ نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ اب میڈیکل کالج کا بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ کتنی سیٹیں مختلف اضلاع کے پاس ہیں اور کس طرح ضلع سرگودھا دن بدن پسماندہ ہو رہا ہے ۔ جیسا کہ سیکرٹری صاحب نے آج میری بات سنی تو انہوں نے یہی وعدہ فرمایا ہے کہ آپ اپنی قرارداد کو اس صورت میں لے آئیں کہ آئندہ جو منصوبہ بندی کر رہے ہیں اس میں ضلع سرگودھا کو راولپنڈی کی طرح دیا جائے تو اس کے لئے گورنمنٹ تیار ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبران سے استدعا کرتا ہوں کہ سرگودھا کی پسماندگی کو ۔

دور کرنے کے لئے اور اس بے انصافی کو دور کرنے کے لئے یہ قرار داد منظور فرمائیں ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں جناب چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی قرار داد کی اس حد تک تائید کرتا ہوں کہ نیا میڈیکل کالج سرگودھا میں قائم کیا جائے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جیسا کہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب نے فرمایا کہ تحصیل خوشاب کے ساتھ باقی پسماندہ علاقوں کی بہ نسبت غیر مساویانہ سلوک کیا جاتا ہے ۔ تو میں یہ گذارش کروں گا کہ ہماری بدقسمتی یہ تو ہے ہی کہ ہم پسماندہ ہیں لیکن اس سے بڑھ کر بدقسمتی یہ ہے کہ ضلع سرگودھا میں یہ تحصیل آتی ہے اور ضلع سرگودھا کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ترقی یافتہ ضلع ہے ۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ باقی تحصیلوں کا پنجاب کی کسی تحصیل سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے لیکن پسماندگی کے لحاظ سے تحصیل خوشاب جو ہے وہ کسی دوسرے پسماندہ علاقے سے کم پسماندہ نہیں ہے ۔ جناب سینئر منسٹر ڈاکٹر عبدالحالق صاحب گذشتہ ایام میں وہاں تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے خود دیکھا کہ اس تحصیل کی پسماندگی کے متعلق بار بار گذارش ہم اس لئے کرتے ہیں کہ اگر جس طرح باقی سیٹیں میڈیکل کالج کے لئے ریزرو کی گئی ہیں اس طرح تحصیل خوشاب کے لئے بھی کوئی سیٹیں ریزرو کر دی جائیں تو میرا خیال ہے کہ یہ نا انصافی ختم ہو سکتی ہے تو میں یہ گذارش کروں گا کہ تحصیل خوشاب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔ اس لئے میڈیکل کالج تحصیل خوشاب میں قائم کیا جائے ۔ اور جناب سردار صغیر احمد صاحب نے جو ایک ترامیم پیش کی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ ”شہر سرگودھا میں یا گردو نواح“ ۔ شہر میں پھر مسئلہ عمارات کا بھی آئے گا اور گردو نواح میں بڑی بیش قیمت زرعی اراضیات ہیں ۔ ان کو میں سمجھتا ہوں کہ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب کہ تحصیل خوشاب میں اس سے کم قیمت کی اراضیات اور عمارات میسر ہیں تو میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ میڈیکل کالج تحصیل خوشاب میں قائم کیا جائے ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ

موجودہ عوامی حکومت نے طبی تعلیم عام کرنے کے لئے اپنے دور میں جو اقدامات کئے ہیں اس سے پہلے کسی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے علاوہ جتنے بھی میڈیکل کالج اس وقت پنجاب میں قائم کئے گئے ہیں وہ تمام کے تمام اس عوامی حکومت کے دور میں ہوئے ہیں۔ مجھے اس سے انکار نہیں ہے لیکن جناب والا جہاں تک سرگودھا کا تعلق ہے جیسا کہ فاضل ممبر نے اپنی تقریر میں بجا طور پر شکوہ اور گلہ کیا ہے کہ جب بھی کوئی سہولت کوئی مراعات دینے کا وقت آیا ہے تو سرگودھا ضلع کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ سرگودھا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور پنجاب کے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر میڈیکل کالج ہیں جیسا کہ چودھری صاحب نے فرمایا بلکہ کئی جگہ دو دو تین تین میڈیکل کالج قائم ہو چکے ہیں لیکن سرگودھا کو اس سہولت سے محروم رکھا گیا۔ جناب والا میں نے جو ترمیم پیش کی ہے دراصل یہ اس قرارداد کی درستگی کے لئے ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کوئی بھی میڈیکل کالج اس وقت تک قائم نہیں کیا جا سکتا جب تک کوئی بڑے ہسپتال موجود نہ ہو۔ میڈیکل کالج کے لئے ایک بڑے ہسپتال کا ہونا ضروری ہے۔ میں نے فاضل دوست ملک۔ وزیراعظم نے جو یہ تجویز پیش کی ہے کہ اس میڈیکل کالج کو خوشاب میں قائم کیا جائے۔ جناب والا! خوشاب میں یہ کسی صورت میں قائم نہیں ہو سکتا بلکہ وہاں قائم کرنا کسی صورت میں بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ خوشاب میں کوئی ایسا ہسپتال موجود نہیں جس سے طلباء کی تربیت کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے اور بڑا ہسپتال بھی اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے جب وہاں کی آبادی اتنی زیادہ ہو کہ وہاں ایک بڑے ہسپتال کی ضرورت ہو۔ خوشاب ایک چھوٹی آبادی کا قصبہ ہے اور سرگودھا ایک بڑا شہر ہے۔ جیسا کہ چودھری صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا ہے کہ وہاں تین چار ہسپتال ہیں اور 8 سو بستروں کے ہسپتال کی گنجائش سرگودھا میں موجود ہے۔ اس لئے قرارداد میں جیسا کہ ضلع سرگودھا کا ذکر کیا گیا ہے۔ جناب والا! [illegible] اس قرارداد کی درستگی کے لئے اس میں ترمیم کر کے یہ [illegible] سرگودھا

شہر یا اس کے نواح میں قائم کیا جائے تاکہ وہ شہر کے قریب ہوا اور ان ہسپتالوں کے قریب ہو جو سرگودھا شہر میں قائم ہیں جہاں آپ نے طلباء کو تربیت دینی ہے۔

جناب والا ! ایک اعتراض کیا گیا ہے کہ سرگودھا شہر کی زمین مہنگی ہے۔ جناب والا ! فوری طور پر کالج قائم کیا جا سکتا ہے وہ اس طرح قائم کیا جا سکتا ہے کہ سرگودھا کا جو پرانا ہسپتال ہے وہ ترک کیا جا چکا ہے۔ اس کی جگہ نیا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تعمیر ہو چکا ہے۔ اور پرانے ہسپتال کی عمارت اس بات کے لئے کافی ہے کہ ایک میڈیکل کالج کا آغاز ہم کم از کم اس عمارت سے کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں ان معروضات کے ساتھ اس بات کی بھی تائید کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو محرک کی ترمیم کے ساتھ نہیں بلکہ پہلی صورت میں اور میری ترمیم کے ساتھ منظور کیا جائے۔ کیونکہ پہلی صورت یہ ہے کہ ضلع سرگودھا میں میڈیکل کالج قائم کیا جائے۔ جناب والا ! میں یہ چاہتا ہوں کہ سرگودھا شہر یا اس کے نواح میں میڈیکل کالج قائم کیا جائے۔ فاضل محرک اپنی قرارداد سے ذرا پیچھے ہٹے ہیں کہ آئندہ منصوبہ بندی میں یہ خیال رکھا جائے۔ جناب والا ! جب پنجاب کے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر میڈیکل کالج قائم ہو چکے ہیں تو اس بات سے بھی کوئی حجاب نہیں ہونا چاہیے کہ آئندہ پنجاب میں جو بھی میڈیکل کالج قائم ہوگا وہ سب سے پہلے سرگودھا میں ہوگا۔ ہمیں اس بات کا وعدہ کرنا چاہئے اور اس ایوان کو اس بات کا فیصلہ کرنا چاہیئے کہ سرگودھا کے ساتھ جو نا انصافی ہوئی ہے اسے ہر صورت میں دور کیا جائے گا۔ اس لئے میں پھر جناب والا ! درخواست کرتا ہوں کہ فاضل محرک کی قرارداد میری ترمیم کے ساتھ منظور کی جائے اور فاضل محرک کی اپنی ترمیم اور میرے فاضل دوست ملک محمد اعظم کی ترمیم مسترد فرمائی جائے۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل محرک چوہدری ممتاز احمد کاہلوں نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ میرے کہنے پر کی ہے بلکہ یہ کہ آپس میں بحث و تمحیص کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے اور قائل

کیا۔ مثلاً یہ کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی ایک بڑا بااختیار ادارہ ہے۔ اگر کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ مالی وسائل نہیں ہیں اور یہ اسمبلی فوری طور پر کہے کہ کرو تو یقیناً نہیں ہوگا اور اس اسمبلی کا مذاق اڑنے کا چونکہ پیسے کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ فوری طور پر کوئی کالج نہیں بن رہا۔ 1976-77 میں کوئی نہیں بن رہا۔ تو اگر تو فوری طور سے ان کی مراد دس سال ہے تو پھر یہ بتائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن جناب ممتاز احمد کاھلوں صاحب کی جو تجویز ہے وہ نہایت ہی مناسب ہے اور اس طرح سے ہے کہ ایوان میں قرار داد پاس ہو اور اس کو بڑی اہمیت دی جائے۔ وزن دیا جائے اور مستقبل کی منصوبہ بندی کی جائے اور یہ ٹھیک بات ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ میں یہ چاہتا ہوں اور میری یہ کوشش ہے کہ ہر پرائیوٹ ممبرز ڈے کو اس ایوان میں ایسی قرار داد پاس ہو جس میں حکومت عمل درآمد کر سکے جس کے لئے مالی وسائل ہوں۔ اگر ہم اپنے ایوان کا مذاق اڑانا چاہتے ہیں تو پھر ہم یہ کہیں کہ فوری طور پر یہ کرو۔ فوری طور پر وہ کرو۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ فوری طور پر چیزیں نہیں ہو سکتیں۔ تو میں یہ وضاحت اس لئے کر دینا چاہتا ہوں تا کہ فاضل محرک ممتاز احمد کاھلوں صاحب کی نیک نیتی پر شبہ نہ ہو یہ جو ترمیم پیش کی ہے ہم نے ایک دوسرے سے بحث کی ہے اور انہوں نے میرے استدلال سے قائل ہونے کے بعد پیش کی ہے۔

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن۔ جناب والا! میں سینئر منسٹر کی حیثیت میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے کہ پنجاب میں جو بھی پہلا میڈیکل کالج کھولا جائے اس کے لئے سرگودھا کو زیر غور رکھا جائے۔ یعنی اس کو اولیت دی جائے۔ جب آپ کے وسائل ہوں۔ آج۔ کل۔ پرسوں۔ چھ ماہ بعد۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ آج کالج قائم کریں،

وزیر خزانہ : اگر آپ اردو میں فوری طور پر کہیں گے تو اس کا مطلب فوری طور پر ہے۔ اس لئے میں نے عرض کی تھی کہ ترمیم شدہ قرارداد کو ہی منظور کیا جائے۔

سردار صغیر احمد : وزیر موصوف کی یقین دہانی پر میں اپنی ترمیم واپس لینی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : کیا ایوان اس ترمیم کی واپسی کی اجازت دیتا ہے ۔

آوازیں : اجازت ہے ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم واپس لی جاتی ہے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ ضلع سرگودھا کی بات ہے اور خوشاب چونکہ ضلع سرگودھا کی تحصیل ہے ۔ ابھی تک یہ پتہ نہیں کہ یہ کالج کہاں پر قائم کیا جائے گا ۔ اس لئے میں اپنی ترمیم واپس لینی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : کیا ایوان اس ترمیم کی واپسی کی اجازت دیتا ہے ۔

آوازیں : اجازت ہے ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم واپس لی جاتی ہے ۔ اب یہ ترمیم برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

> کہ قرارداد نمبر 3 کی سطر نمبر ایک میں وارد ہونے والے لفظ "کہ" کے بعد الفاظ "مستقبل میں صحت عامہ کے بارے میں منصوبہ بندی کرتے وقت" ثبت کئے جائیں، اور سطر نمبر 2 میں الفاظ "فوری طور پر قائم کیا جائے" کی جگہ الفاظ "کے قیام کا جائزہ لیا جائے" ثبت کئے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اس موقعہ پر یہ بات قابل اراکین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رجسٹر کرانا چاہتا ہوں کہ مجھے اس بات سے بڑا

اتفاق ہے کہ آئندہ منصوبہ بندی کرتے وقت اگر مجھے اس میں شامل کیا گیا تو میں یقیناً سرگودھا کو مد نظر رکھوں گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد ترمیم شدہ صورت میں برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں صحت عامہ کے بارے میں منصوبہ‌بندی کرتے وقت ضلع سرگودھا میں ایک میڈیکل کالج کے قیام کا جائزہ لیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ موجود نہیں ہیں ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

لائل پور تا جڑانوالہ ریلوے لائن کا بچھایا جانا

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے سفارش کرے کہ لائل پور سے جڑانوالہ تک ریلوے لائن بچھائی جائے

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے سفارش کرے کہ لائل پور سے جڑانوالہ تک ریلوے لائن بچھائی جائے ۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی کل مورخہ 19 نومبر 1976 نو بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

اسمبلی کا اجلاس 19 نومبر 1976 ء بروز جمعۃالمبارک 9 بجے صبح تک ملتوی ہو گیا ۔)

خدام الدین لاہور

[illegible] خدام الدین لاہور کا ہفتہ وار اجلاس

جمعۃ المبارک ۔ 19 نومبر 1976ء

(الجمعۃ المبارک ۔ 26 ذیقعدہ 1396ھ)

اجلاس کا اجلاس اسلامی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا۔ صدر سید رفیق احمد شرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسلامی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝

پ ۲۱ ، س ۳۱ ، رکوع ۲ ، آیات ۱۶ تا ۱۸

(لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا) بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر چھوٹا ہو اور وہ کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں یا زمین میں مخفی ہو اللہ اس کو لا موجود کرے گا۔ بیشک اللہ نہایت باریک بین اور خبردار ہے۔ بیٹا نماز قائم کر اور اچھے کاموں کا حکم اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو بھی مصیبت تم پر واقع ہو اس کو صبر و تحمل سے برداشت کرنا بیشک یہ نہایت بلند ہمتی کے کاموں میں سے ہے (اور) کبھی لوگوں سے منہ نہ پھیرنا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کیونکہ اللہ کسی بھی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔

صدق اللہ العظیم

تحاریک التوائے کار

Chaudhri Amanullah Lak :- Point of order, Sir, The House is not in quorum.

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے - - - گھنٹی بجائی گئی - - - کورم پورا ہو گیا ہے۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحاریک التوا نمبر 80 لے رہے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک تحریک التوا نمبر 88 pending تھی - کل بھی آپ نے اس کو نظر انداز کر دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے نمبر 88 ٹھیک ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف پرولیج - - -

مسٹر سپیکر : ابھی ایک matter take-up ہو گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے اس کے متعلق اطلاع مانگی ہے -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ویسے مجھے ذاتی علم ہے کہ نسٹیں بھی آ رہی ہیں -

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 80 - سید طاہر احمد شاہ - - - اس میں آپ نے assurance extend کرنی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! معلوم ہوتا ہے کہ سید طاہر احمد شاہ صاحب آج کل میونسپل کمیٹی لائلپور کا خاص خیال رکھتے ہیں -

Mr. Speaker : He represents that constituency.

اس طریقے پر تمام اسمبلی کے ممبران کو اپنے اپنے حلقہ نیابت کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! لائل پور میں اور بھی بہت سارے محکمے ہیں۔ لیکن آج کل ان کی نظر انتخاب خاص طور پر میونسپل کمیٹی لائل پور پر لگی ہوئی ہے۔

مسٹر سپیکر: مجھے پہلے تحریک التوا پڑھ تو لینے دیجئے پھر اس پر بات کرتے ہیں۔

جناح کالونی لائل پور میں میونسپل پرائمری سکول اور چلڈرن پارک کے درمیان سڑک پر کوڑا کرکٹ پھینکنے سے بدبو اور تعفن کا پیدا ہونا۔

مسٹر سپیکر: سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جناح کالونی لائل پور میں میونسپل پرائمری سکول اور چلڈرن پارک کے درمیان سڑک پر خاکروبوں نے کوڑا کرکٹ پھینک پھینک کر ایک ڈھیر کی شکل بنا دی ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ ڈگری کالج کی دیوار، زرعی یونیورسٹی کی ملحقہ دیوار اور نیشنل میٹرنٹی ہسپتال کے ساتھ گندگی اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر اس قدر پڑے ہیں کہ بدبو اور تعفن کی وجہ سے وہاں سے گذرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس صورتحال سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس بارے میں متعلقہ محکمہ کو صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس پر فوراً proper relief دیں۔

Mr. Speaker : And proper relief will be granted.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس کی صورت حال یہ ہے کہ سڑک کے ایک طرف چلڈرن پارک ہے اور دوسری طرف دو پرائمری سکول ہیں۔ ایک بچوں کا ہے اور ایک بچیوں کا ہے۔ وہ کالونی ایسی ہے جہاں سیوریج سسٹم ہے۔ وہاں اس کالونی میں گندگی موجود نہیں ہے دوسرے محلوں سے گندگی صبح سے شام تک وہاں اکٹھی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے نہ وہاں سکول میں بچے بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی اس پارک کا کوئی صحیح استعمال ہو سکتا ہے۔ اس سڑک سے کوئی کار والا بھی گذرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے روز یہ دیکھتا ہوں کیونکہ یہ میرے گھر سے بمشکل سو گز کے فاصلے پر ہے۔ جناب والا ! یہ صورت حال کب تک برداشت کی جائے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے گھر کے نزدیک ہونے کی وجہ سے اس گندگی کو ہٹایا جائے بلکہ سوال یہ ہے کہ فلتھ ڈپو کے لئے یہ جگہ نہیں ہے۔ ایک طرف چھوٹے بچے بچیوں کے جو پرائمری سکول ہیں وہ سڑک کے بالکل ساتھ ہیں اور دوسری طرف پارک ہے۔ اس کے درمیانی حصے کو فلتھ ڈپو کی شکل میں کیسے تبدیل کیا گیا ہے جب کہ اس محلے کی یہ گندگی نہیں ہے۔ جناب والا ! میں اس پر صرف وزیر موصوف سے ایسی یقین دہانی چاہتا ہوں جس پر عملدرآمد ہو سکے۔ ایسا نہیں کہ وہ look in کریں گے اور اس کے بعد بھول جائیں گے۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ وہ proper relief دے دینگے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں مشکور ہوں گا اگر وہ ریلیف مل گیا۔ لیکن مجھے توقع کم ہے۔ اس لئے کہ ان کے پاس کوئی متبادل جگہ نہیں ہے۔ اور وہ وہاں گندگی اس لئے ڈالتے ہیں کہ چونکہ وہ پارک ہے۔ سکول ہیں اور کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے ورنہ اب تک عدالت میں کئی دفعہ دعوے ہو چکے ہوتے۔

Mr. Speaker : In view of assurance extended by the Minister, the adjournment motion is not pressed.

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں اس ضمن میں تھوڑی سی گذارش کرنی چاہتا ہوں - وزیر موصوف کی یقین دہانی اس ہاؤس تک ہی محدود نہیں رہنی چاہیے کیونکہ ان کی یقین دہانی سے ان کے وقار، عظمت اور وعدے کا سوال ہے - اس لئے ان کو چاہیے کہ وہ بلدیاتی عملہ کو سختی سے ہدایت کریں - جناب والا ! جن لوگوں کے نام ہم نے mention کئے ہیں ان سے آپ verify کر لیں اور خاص طور پر تعلیمی اداروں کے پاس جو گندگی پڑی ہوئی ہے جو قلتھ ڈمپ کی شکل اختیار کر چکی ہے اسے وہاں سے ہٹایا جائے اگر یہ واقعتاً اس پر عمل درآمد کرا سکیں گے Then I don't press it.

مسٹر سپیکر : کیوں نہیں - آپ دونوں کا مشاہدہ ہے - فاضل قائد حزب اختلاف اور وہاں کے فاضل ممبر یہ بات وزیر موصوف کے نوٹس میں لائے ہیں -

There is no controversy.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اس سے قبل بھی میں اور محترم قائد حزب اختلاف بلدیاتی افسران کے علم میں یہ بات لا چکے ہیں - مگر باوجود ان کی متعدد بار یقین دہانیوں کے عملدرآمد نہیں کیا جا سکا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری بھی ایک تحریک التوا نمبر 88 ہے -

مسٹر سپیکر : پہلے اس کو تو dispose of کر لیں - وزیر موصوف نے کہا ہے کہ میں ابھی بتانا چاہتا ہوں - میں ان کی انتظار کر رہا ہوں -

In view of the assurance extended by the Minister it is not being pressed ?

سید طاہر احمد شاہ : جی ہاں ۔

Mr. Speaker : We shall be dealing with 88.

کیا یہ آج ہی deal ہو جائے گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! وزیر متعلقہ کراچی تشریف لے گئے ہوئے ہیں ۔ میں ان کے محکمے سے انفارمیشن منگوا رہا ہوں ۔ اس کو پیر کے لئے رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : پھر اس کو پیر کے لئے رکھ لیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جی ہاں ۔ میں نے سوموار کے لئے کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوموار کو وہ تشریف لے آئیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! اگر وہ تشریف نہ لائے تو میں خود اطلاع منگوا لوں گا ۔

Mr. Speaker : It will come up on Monday.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کل ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اس سلسلے میں ذمہ داری قبول کی تھی آج وہ تشریف نہیں لا سکے یا باہر گئے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! آج ڈاکٹر صاحب لاہور میں نہیں ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک تحریک التوا نمبر 102 بھی تھی اور جناب وزیر صحت ملک عبدالقیوم صاحب آج اتفاق سے تشریف لے آئے ہیں لہذا اسے لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کا تو پتہ بھی نہیں ہوگا ۔ میں نے بھی ابھی تک اس کو نہیں دیکھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وزیر موصوف اتفاق سے تشریف لے آئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر صاحب تو آ گئے ہیں لیکن وزیر صاحب کوئی انسائیکلو پیڈیا یا امرت دھارا تو نہیں ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اگر نہیں ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم آج چار پانچ روز ہوگئے ہیں میں ذاتی طور پر جناب کی وساطت سے ممبر صاحبان سے عرض کر رہا ہوں کہ اگر ہم نے اس طرح انتظار کرنی ہے تو یہ ٹھیک نہیں ہے ۔ جناب والا ! جناب ملک قیوم صاحب اتفاق سے آج تشریف لے آئے ہیں اس لئے اسے آج لے لیا جائے ۔

Mr Speaker : Have you notice for adjournment motion No. 102 please ?

وزیر صحت : جناب والا ! نوٹس تو نہیں ہے ۔ ویسے آپ پڑھ دیں تو میں جواب دے دونگا ۔

فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن پنجاب میں بددیانتی دھاندلی اور لوٹ کھسوٹ سے متعلق سٹاف یونین کی طرف سے پمفلٹ شائع کرنا

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن پنجاب میں کی جانے والی بددیانتیوں، دھاندلیوں اور لوٹ کھسوٹ پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے سٹاف یونین آف فیملی پلاننگ ایسوسی

ایشن کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع ہوا جس میں سنسنی خیز قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں ۔ اس پمفلٹ کی نقل ہمراہ تحریک پیش ہے ۔ ان کے پڑھنے کے بعد ہر محب وطن شہری کے دل میں غم و غصہ پیدا ہوگیا ہے ۔ یہ پمفلٹ مجھے آج مورخہ 18-11-76 کو ملا ۔ اس واقعہ پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! اس پمفلٹ کے بارے میں ہاؤس کو بتانا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : میں پہلے پڑھ لوں اس کے بعد ہاؤس کو بھی بتا دونگا ۔

مسٹر سپیکر : کیا یہ صوبائی ادارہ ہے اور یہ آپ کے قبضہ میں ہے ؟

وزیر صحت : یہ ایک voluntary agency ہے اس کو مرکزی حکومت کی طرف سے امداد ملتی ہے ۔ اور اس کا financial interest صوبائی حکومت سے نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن کے متعلق میں دیکھ لوں کہ آیا صوبائی حکومت اس میں مداخلت کر سکتی ہے یا نہیں ۔

وزیر صحت : یہ بالکل پرائیویٹ ایجنسی ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ ایک voluntary agency کے طور کام کر رہی ہے ۔

Government does not have any control over it.

مسٹر سپیکر : کیا صوبائی حکومت سے متعلق ہے ؟

Minister for Law : I think even the Federal Government has no control over it.

Mr. Speaker : Let us not go on that extent. My interest is only limited to the Provincial Government.

وزیر قانون : کوئی financial interest نہیں ہے۔

[illegible] : صوبائی حکومت کی طرف سے کوئی امداد نہیں ملتی۔

Mr. Speaker : How can we deal with that subject then ?

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اس مسئلے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ پنجاب کے اندر ہے اور اس کا پنجاب حکومت سے تعلق ہے۔ انہوں نے اسقاط حمل کے لئے کام شروع کیا ہے۔

Mr. Speaker : I can't permit that discussion on an organisation which is neither sponsored by the Punjab Government, nor controlled by the Punjab Government, nor any financial assistance is given to it on Punjab level. It is on Pakistan level. How can we deal with this ?

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ میری گذارش تو سنئیں پنجاب حکومت اس حد تک اس میں مداخلت کر سکتی ہے۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ملک میں ایک ادارہ قائم ہے جسے نیشنل اسمبلی آف پاکستان اور سینیٹ آف پاکستان کہتے ہیں۔ وہاں بھی فاضل اراکین موجود ہیں۔ وہ اس مسئلہ کو وہاں take up کر سکتے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : پنجاب کے اندر اس قسم کی ایجنسی کام کر رہی ہے اور حکومت پنجاب اس کا نوٹس نہیں لے سکتی۔

Mr. Speaker : I can't permit to deal with a subject which is with the Federal Government, whether it is in the province.

[illegible] آپ کہیں گے کہ [illegible] پنجاب [illegible] کوئی [illegible] یہاں [illegible] گھی کا کارخانہ پنجاب میں کام کر رہا ہے تو کیا وہ پنجاب حکومت [illegible] : [illegible]

Let us not discuss what is happening in that Ghee mill. We can't do that. We have our limitations. We have to act and perform our obligations within the framework of the Constitution. We can't go beyond that and we can't flout the Constitution while sitting in this House.

اس میں جو جواز پیش کئے گئے ہیں اس سے یہ خلاف مسئلہ کیسے ہو سکتا ہے - ہر مسئلے کی اپنی ایک jurisdiction ہوتی ہے - آپ کا یہ کہنا کہ درس دے رہے ہیں اس کو آپ کیسے prove کر سکتے ہیں

Don't make wild allegations when I am not permitting this.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا سب کچھ آپ کے سامنے ہے پمفلٹ بھی آپ کے سامنے ہے

Mr. Speaker : There is no sanctity attached to that pamphlet, I can assure you. Don't attach that much sanctity to a pamphlet like that.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ لوگوں کو اس قسم کا اشتعال دلا رہے ہیں - اور یہ سب کچھ پمفلٹ میں بھی موجود ہے -

Mr. Speaker : Don't express views given in that pamphlet as your own views.

چوہدری امان اللہ لک : وہ ایسوسی ایشن پنجاب میں کام کر رہی ہے -

Mr. Speaker : That is why I suggested to my friend that there is Parliament and it has two Houses. There is the

National Assembly of Pakistan and there is the Senate at the national level. These matters can be discussed there.

Col. Qureshi Muhammad Ashraf Khan Niazi :- When there is a ruling given by the Chair, I think no body can carry out this suggestion.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میری گذارش ہے کہ میری یہ تحریک التوائے کار نمبر 20 ہے۔ کیا آپ اس کو لے رہے ہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ نے کیا فرمایا ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں نے کہہ دیا تھا میرا خیال ہے کہ یہ شعر آپ پر صادق آتا ہے ۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

اب ہم تحریک التوائے کار نمبر 20 لیتے ہیں ۔

وزیر قانون : ڈاکٹر صاحب خود موجود نہیں ہیں ۔

ٹیکسٹائل فیڈریشن آف ملتان کے چیئرمین اور جنرل سیکرٹری کی طرف سے ضرورت کے مطابق کپاس مہیا نہ ہونے پر ٹیکسٹائل ملوں کے بند ہونے اور لاکھوں مزدوروں کے بیروزگار ہونے سے متعلق خدشے کا اظہار

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 4 اکتوبر 1976 کے مطابق ٹیکسٹائل فیڈریشن آف ملتان کے چیئرمین

اور جنرل سیکرٹری نے 3 اکتوبر 1976 کو اپنی پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ ملک بھر میں ٹیکسٹائل ملز شدید بحران سے دو چار ہیں اور 25 فیصد ملیں بند پڑی ہیں اور اس بات کا اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ ان دو تین ماہ میں کئی ٹیکسٹائل ملیں بند ہو جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ہزاروں مزدور بے روزگاری کا شکار ہیں۔ ٹیکسٹائل ملوں کے مالکوں نے حکومت کو نوٹس دے دیا ہے کہ اگر کپاس ان کی ضرورت کے مطابق مہیا نہ کی گئی تو وہ ملیں بند کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس صورت حال سے لاکھوں مزدوروں کے بے روزگار ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس صورت حال سے مزدور پریشانی اور اضطراب کا شکار ہو گئے ہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس سلسلے میں حکومت اور ٹیکسٹائل ایسوسی ایشن نے سروے کیا تھا ، اس کے مطابق چند ٹیکسٹائل ملوں میں جزوی طور پر کام بند ہوا ہے لیکن صورت حال ایسی نہیں جس پر اتنی بڑی تشویش کا اظہار کیا جائے جیسے کہ علامہ صاحب نے کیا ہے اس تحریک کے متن سے ہی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ ڈیڑھ ماہ گزرنے کے بعد بھی وہ صورت حال پیدا نہیں ہوئی جس کا خدشہ یہاں ظاہر کیا تھا۔ حکومت نے جو جننگ فیکٹریاں اپنے کنٹرول میں لی تھیں۔۔۔

چوہدری امان اللہ لک : اگر ساری فیکٹریاں بھی بند ہو جائیں تو آپ کو کبھی تشویش نہ ہو گی۔

مسٹر سپیکر : اب میں اس میں ذاتی علم کا اضافہ تو نہیں کر سکتا مگر پھر بھی پرسوں میاں تجمل حسین صاحب سے ملاقات ہوئی تھی ، وہ تو بڑے پر امید تھے۔

وزیر قانون : جناب والا ! چوہدری امان اللہ لک بیٹھے بیٹھے کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ تو ہر روز پارلیمانی آداب کا درس دیتے ہیں لیکن وہ خود کیا کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : یہ ایسی کوئی بات نہیں ۔ یہ بھی پارلیمانی سبوط کرتا ہے کہ کسی وقت فاضل ممبر اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے کوئی فقرہ کس دیتے ہیں ، آپ بھی کبھی کبھی ایسا کر لیتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! پارلیمانی آداب کے سلسلے میں آپ نے وزیر قانون صاحب کا رویہ ملاحظہ فرمایا ہے ، یہ ہمارے وزیر قانون ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کی گجرات کی محبت ہے ، میں اس میں کیسے مداخلت کر سکتا ہوں ۔

کلہ وفائے جفا نما جو جرم کو اہل حرم سے ہے

جو گجرات والوں کو گجرات والوں سے پیار ہے اس کے متعلق میں کیا کہوں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں باہر سے گجرات گیا ہوں اور گجرات کے رہنے والوں کو جو پیار مجھ سے ہو سکتا ہے وہ آپ تاریخی طور پر جانتے ہیں کہ باہر سے آنے والوں سے وہ کتنا پیار کرتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! میں گذارش کر رہا تھا کہ جو جننگ فیکٹریاں قومی تحویل میں لی گئی ہیں ان کے ذریعے ٹیکسٹائل ملوں کو زیادہ بہتر قسم کی کپاس مہیا کی گئی ہے اور اس بات کا پورا بندوبست کیا گیا ہے کہ ان ملوں کو کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے ۔ اس کے علاوہ آپ نے دیکھا کہ جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے ، کئی ٹیکسٹائل ملیں پبلک سیکٹر میں کھولی جا رہی ہیں اور پرائیوٹ سیکٹر میں بھی بہت سی ملیں لگانے کی اجازت دے دی گئی ہے ۔ پہلی ٹیکسٹائل مل بہاولپور میں کھولی جا رہی ہے اور ڈیرہ غازی خان میں ایک ٹیکسٹائل مل پبلک سیکٹر میں کھولی جا رہی ہے ۔ یہ میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ اگر یہ امر کسی تشویش کا باعث ہوتا تو یہ ملیں کیوں کھولی جاتیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب وزیر قانون غلط بحث سے فائدہ اٹھاتے ہیں ، ڈیرہ غازی خان میں مل لگ رہی ہے ، بہاول پور میں بن رہی ہے ، میں اس سال کی کپاس کی بات کر رہا ہوں جب کہ یہ ملیں تین سال کے بعد چلیں گی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ بات اس لحاظ سے کہہ رہا ہوں کہ اگر ٹیکسٹائل کی صنعت میں کوئی اتنا بحران ہوتا تو یہ جو نئی ملیں لگ رہی ہیں اور یہ جو پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر میں اجازت طلب کی جا رہی ہے یہ ایسے کیوں ہوتا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صورت حال اتنی تشویشناک نہیں جتنی کہ اس تحریک التوائے کار میں بیان کی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : درویشک صاحب ! آپ ڈی جی خان کی ٹیکسٹائل مل میں کام کرنا شروع کر دیں ، ابھی تو اس کی صرف منظوری ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کا موقف یہ ہے کہ اگر واقعی اتنا بڑا بحران ہوتا جس کا آپ اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں تو پھر نئی ملیں لگانے کی جو منصوبہ بندی کی جا رہی ہے یہ نہ کی جاتی ۔ علامہ صاحب ! اصل بات کی تو انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ جو جننگ فیکٹریاں انہوں نے قومی تحویل میں لی ہیں ہم یقین دلاتے ہیں کہ ان ملوں کو اچھی کپاس حاصل کرنے میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! گذارش یہ ہے کہ اصل صورت حال سے آپ بھی واقف ہیں ، آپ بھی پاکستان کے اس صوبہ پنجاب کے ایک شہری ہیں اور اس ایوان کے کسٹوڈین بھی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ! میرا علم تو اس سلسلے میں کام نہیں دے سکتا ۔

ملا رحمت اللہ ارشد: میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک جننگ فیکٹریوں کا قومی تحویل میں لینے کا سوال ہے۔ اس میں کپاس کے سلسلے میں بربادی نقطہ عروج پر پہنچ گئی ہے۔ یہ میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کہتا ہوں کہ بہاول پور کا ضلع بچ گیا تھا کیونکہ وہاں بارش نہیں ہوئی تھی اور وہاں کپاس اچھی ہوئی تھی۔ اب وہاں یہ حال ہے کہ ٹیکسٹائل ملیں چل رہی ہیں اور جننگ ملیں بھی بدستور چل رہی ہیں اور فیکٹریوں کو کپاس دینے کے لئے حکومت نے 120/125 روپے کا نرخ مقرر کیا ہے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ کپاس یہاں رکھ دیں۔ کیونکہ وہ سرکاری ملازم ہیں، پہلے تو وہاں پرائیوٹ لوگ ہوتے تھے اور ان کا ایک طرح سے اس کاروبار اور اس لین دین سے مفاد بھی وابستہ ہوتا تھا، یہ سرکاری ملازم ہیں، وہ کہتے ہیں کہ کپاس بھیج دیں۔ اس کو رکھ دو تو تیسرے دن آ کر تلوا لو ورنہ 95 روپے لو اور چلے جاؤ۔ تو وہاں پر 95 روپے کے بھاؤ پر کپاس لی جا رہی ہے اور کپاس موجود نہیں اور اس صوبے کے شریف النفس وزیر اعلیٰ نے پرسوں بہاولپور سوفٹ کیچ کی فیکٹری کے افتتاح کے موقع پر اخبار نویسوں سے واضح طور پر اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ کپاس سمگل نہیں ہو رہی اور یہاں کچھ نہیں ہے کہ کوئی تشویش کی بات نہیں۔ خیر وہاں کے قائد عوام کا حوالہ دے رہا ہوں اور یہ بات اخبارات میں آ چکی ہے۔

مسٹر سپیکر: ملا صاحب! یہ آپ نے میرے علم کی بات کی ہے۔ میرا علم تو تازہ ترین یہ ہے کہ پرسوں میری ملاقات میاں مجتبیٰ حسین سے ہوئی تھی جو چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے بڑے مشہور صدر تھے اور جن کا ٹیکسٹائل ملوں سے بڑا گہرا واسطہ ہے، وہ تو بڑے پر امید تھے اور کہتے تھے کہ اب تو یہ صنعت بحران سے نکل گئی ہے، یہ انہوں نے درست کہا یا غلط کہا اس کا مجھے علم نہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ آپ بھی بیچ میں نہ لایا کریں۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں بھی اس سلسلے میں گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ویسے شاید کار دار صاحب اس مسئلہ پر کچھ زیادہ روشنی ڈال سکیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! آپ ان کو بھی موقع دیں کیونکہ یہ بہت اہمیت کا مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کو پھر کسی دن کے لئے رکھ لیں گے ، آپ کچھ قانون سازی کر لیں ۔

وزیر آبپاشی : دراصل جو لوگ اس سے براہ راست متاثر ہوئے ہیں وہ اس قسم کی افواہیں پھیلا رہے ہیں ۔ جو لوگ کاٹن اور جننگ ملوں کے ڈیرہ غازی خان میں مالک ہیں وہ میرے دوست ہیں ، تعلقدار ہیں ، وہ آ کر مجھے ملے کہ ڈی جی خان میں کپاس بالکل کوئی نہیں لے رہا اور یہ تباہ ہو رہی ہے ، آپ یہ ملیں ہمیں لیز پر دلا دیں ۔ میں نے اپنے آدمیوں کو وہاں بھیجا اور میرا خود ذاتی مشاہدہ ہے کہ وہاں پریمیم دے کر بھی کاٹن کارپوریشن والے کپاس لینے کے لئے بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں اور اس قسم کی کوئی شکایت نہیں ۔ البتہ جن لوگوں کو نقصان ہوا ہے ، جن کا اس سے مفاد وابستہ ہے وہ اس قسم کی افواہیں پھیلا رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ جناب، وزیر اعظم پاکستان کی یہ واضح ہدایت ہیں ، اگرچہ یہ میرا مضمون نہیں لیکن اس قسم کی کوئی شکایت اگر کہیں ہے تو مجھے بتائیں ۔ ہماری میٹنگ سید قائم علی شاہ اور جناب وزیر اعظم سے ہوئی ہے ۔ اس میں یہ بات بڑی واضح طور پر کہی گئی کہ جس جگہ پر بھی کوئی ایسی بات ہو گی میں ذاتی طور پر وہاں جاؤں گا اور سید قائم علی شاہ صاحب کو وہاں لے جاؤں گا اور یہ حکومت کا وعدہ ہے کہ یہ جو ہم نے انہیں قومی

ملکیت میں لیا ہے یہ سارا کام کاشتکار کے فائدے کے لئے کیا ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کی ذمہ داری قبول کرنے سے روگردانی کریں - ہمارے نوٹس میں اس قسم کی بات لائیں اگر کوئی سرکاری ملازم یا کوئی ایجنٹ 100/90 روپے دیتا ہے ، ابھی ہمارے بھائی ، رئیس شبیر احمد صاحب کے بھائی نے ایک ہزار من کپاس 120 روپے فی من کے حساب سے ایک آڑھتی کو دے دی ہے کاٹن کارپوریشن کے ڈائریکٹر جنرل ایک روز مجھے کہہ رہے تھے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : وہ وزیر نہ ہوتے یا ان کے بھائی نہ ہوتے تو ان کی کپاس بھی 95 روپے پر خریدی جاتی -

وزیر آبپاشی : انہوں نے اپنی کپاس 120 روپے فی من کے حساب سے ایک آڑھتی کو دے دی - میرے سامنے ڈائریکٹر کاٹن بیٹھے تھے جو بہاول پور کے ہیں - انہوں نے کہا کہ ہم 125 روپے فی من کاٹن لیتے ہیں لیکن اگر وہ کہیں کہ کون اسے اٹھائے پھرے ، اب اگر ایک زمیندار اپنی ذاتی خوشی سے 120 روپے کی بجائے 90 روپے پر دے دے تو اس کے لئے ہماری کوئی ذمہ داری نہیں - اگر اس قسم کی کوئی بات ہے تو ہمارے نوٹس میں لائیں ، یہ ہماری ذمہ داری ہے اور یہ وزیر اعظم صاحب کا حکم ہے کہ ہم کسی قیمت پر بھی اس قسم کی شکایت پیدا نہیں ہونے دیں گے ، ہم سختی سے اس کا محاسبہ کریں گے اور جو سرکاری ملازم اس میں ملوث ہوگا نہ صرف یہ کہ ہم اس کو ملازمت سے برطرف کریں گے بلکہ اس کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کریں گے - وزیراعظم صاحب کا یہ واضح حکم ہے کہ انہیں ایمرجنسی آرڈیننس کے تحت کیس رجسٹر کر کے اپنے جیل میں بھجوائیں - تو حکومت سنجیدگی سے یہ کام کرنا چاہتی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اس پر عمل نہ ہو - اس لئے میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ بات میرے نوٹس میں لائیں - یہاں

جتنے فاضل ممبران بیٹھے ہیں یہ دیہات کی نمائندگی کرتے ہیں اور 85 فیصدی دیہات سے آئے ہیں ۔ وہ اس قسم کی کوئی بات میرے نوٹس میں لائیں تو ہم اس کا سختی سے محاسبہ کریں گے بلکہ ان کا شکریہ بھی ادا کریں گے ۔ کیونکہ وہ حکومت کی پالیسی کو کامیاب بنانے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میرے معزز بھائی اور دوست اور ساتھی اور میرے ہم قوم جناب نصر اللہ دریشک نے ایک بڑی فصیح و بلیغ اور بڑی زور دار تقریر فرمائی ہے لیکن انہوں نے یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ جس بات کا میری تحریک التوائے کار میں ذکر تھا اس کا جواب دیتے ۔ اس میں نہ تو زمیندار کی بات تھی اور نہ کسی اور کی بات تھی ۔ یہ بات تو ٹیکسٹائل فیڈریشن آف ملتان کے چیئر مین اور جنرل سیکرٹری کی پریس کانفرنس میں آئی تھی اور اس پر میں نے یہ نکتہ اٹھایا تھا ۔ تو اس لئے بہتر ہوگا اگر آپ اسے پینڈنگ کر دیں اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب آ جائیں اور وہ اس کے متعلق کوئی یقین دلائیں ۔ وہ بھی اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں کہ ایک سو بیس پر کپاس بک رہی ہے ، وہ بھی کس کی ؟ رئیس شبیر احمد صاحب کی !

Mr. Speaker : Then I will keep it pending.

علامہ رحمت اللہ ارشد : دریشک صاحب کی کپاس تو یقیناً 125 روپے میں بک رہی ہوگی ، لیکن عام آدمی کی کپاس پچانوے نوے روپے پر بک رہی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! جہاں تک جننگ فیکٹریز کی اس کارپوریشن کو تحویل میں لیا گیا ہے ، وہ اس ایوان کا سبجیکٹ نہیں ہے ۔ لیکن اس کے باوجود حکومت نے پوری کوشش کی ہے کہ کاشتکاروں کو اس کا پورا پورا فائدہ پہنچایا جائے ۔ کہیں کہیں اگر شکایت آئی ہے تو ہم نے اس کا تدارک

بھی کیا ہے ۔ جو شکایت علامہ صاحب کر رہے ہیں کہ وہاں گیلی کپاس کو یہ لوگ نہیں لیتے تو اس کا بھی ہر جگہ تدارک کیا گیا ہے ۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ انہیں پوری قیمت ادا کی جائے ۔ آپ کوئی specific instance بتائیں تو ہم اس کے خلاف ایکشن لے سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنا سبجیکٹ کو deal کریں گے ۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب اس سبجیکٹ کو deal کریں اور یہ اصل میں ان کا اشارہ تھا ۔ شاید وہ آج یہ لینا بھی نہیں چاہتے تھے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ٹھیک ہے ۔ اسے پینڈنگ کر دیں ۔

Mr. Speaker : I keep it pending

مسودہ قانون

مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976

(مسودہ قانون نمبر 90 بابت 1976ء)

(جاری)

Mr. Speaker : Now we go to the next business.

سید تابش الوری صاحب آپ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے ؟

سید تابش الوری : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : کافی ہو گیا تھا ۔ یا ابھی کوئی باقی ہے ؟

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا ! آپ کی دعوت میں پارٹی کا لباس ہوگا ؟

مسٹر سپیکر : انگریزی میں وہ چٹھی ہمیں دکھائیں کہ اس میں کیا ہے ۔

کرنل (ر) اسلم خان لودھی : یہ واضح ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں نے اپنی پرسوں کی تقریر میں جن شکایت کو اٹھایا تھا ، ان کو دو جملوں میں مختصراً بیان کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تقریر کو ذرا جلدی ختم کریں ۔

You have to preside over the meeting.

میں چلا جاؤں گا تو آپ کی تقریر بیچ میں رہ جائے گی ۔

سید تابش الوری : میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میں نے اپنی تقریر کے ابتدائی حصوں میں کہا ہے کہ جہاں تک مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب کا تعلق ہے ، اس کی مقصدیت اور یمنویت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ بلا شبہ شہروں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے اقدامات بروئے کار لائے جائیں جو اس سلسلے میں پہلے ہی بلدیات کو جامع طور پر اختیارات حاصل ہیں ۔ لیکن اصلی بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ بلدیات کے پاس ضروری سرمایہ موجود نہیں ۔ اور اگر وہی سرمایہ ترقیاتی اداروں کو فراہم کرنے کی بجائے بلدیاتی اداروں کو فراہم کیا جائے تو وہ انہی اختیارات و فرائض کو زیادہ بہتر طور پر استعمال کر سکتے ہیں ۔ پھر میرا ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ اس طرح سے ہم نہ صرف یہ کہ دو طرح کے اداروں کی دو عملی سے بچ سکیں گے بلکہ صوبائی حکومت اور بلدیاتی ادارے بجٹ کے غیر معمولی بوجھ سے بھی نجات پا سکیں گے ۔ جناب والا ! اس بل کے تحت کسی شہر یا شہروں کی ایسی تخصیص موجود نہیں جس کی

بنا پر آئندہ ترقیاتی اداروں کا قیام ممکن ہو سکے ۔ نہ اس بل میں شرط موجود ہے کہ ایسے توقیاتی ادارے کے قیام کے لئے شہر کی آبادی کیا ہوگی ۔ اور نہ اس میں کہیں یہ ضرورت موجود ہے کہ کسی شہر کی زیادہ خراب صورت حال کے پیش نظر اور وہاں ترقی کے امکانات کی گنجائش کے پیش نظر اس شہر کا انتخاب کیا جائے گا ۔ یہ مطلق العنان اختیار حکومت نے صرف اس لئے حاصل کیا ہے ۔ کہ وہ کسی شرط اور معیار کے بغیر اپنی پسند کے شہروں کو منتخب کرکے ان کے لئے ترقیاتی ادارہ قائم کر سکے اور جن شہروں کو سیاسی اقتدار حاصل نہیں ہے یہ وہاں سیاسی طور پر ایسے موثر افراد موجود نہیں ہیں انہیں نظر انداز کیا جا سکے ۔ قانون سازی کے دوران اس بات کی ضرورت محسوس کی جانی چاہیے کہ قانون ایسا ہو جس میں ڈسکریشن کا استعمال کم سے کم کیا جا سکے ۔ جہاں بھی ڈسکریشن بغیر کسی شرط کے موجود ہو، تو ہمیشہ یہ اندیشہ باقی رہتا ہے کہ اسے غلط طور پر استعمال کیا جا سکے گا۔ اس لئے یہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ اگر ترقیاتی اداروں کا قیام ناگزیر ہے تو پھر اس بات کا واضح طور پر تعین ہونا چاہیے کہ ترقیاتی ادارے کے قیام کے لئے بنیادی لوازمات ہوں گے اور کن شہروں کو ترقیاتی اداروں کے قیام سے مستفید کرنے کے لئے کس قسم کے لئے کس قسم کے معیار کو سامنے رکھا جائے گا ۔

جناب والا ! اسی طرح سے اس ترقیاتی ادارے کی جو ہیئت تو دی بیان کی گئی ہے ۔ سراسر محکانہ ہے ، اور جس طرح ہماری اس موجودہ حکومت نے شعار بنا لیا ہے کہ ہر قسم کے بورڈ ، ہر قسم کی کارپوریشن اور ہر قسم کے ادارے کی صدارت متعلقہ وزیر کے سپرد کر دی جاتی ہے ، اسی طرح سے اس بل کے تحت جو ترقیاتی ادارے قائم ہونے ہیں ان کی صدارت کا اعزاز بھی وزیر متعلقہ کو بخشا جا رہا ہے ۔ اور آپ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ ایک وزیر کے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ پانچ یا دس اداروں کے اجلاسوں کی مسلسل صدارت کرے اور ان کے کام کی نگرانی کے لئے وقت نکال سکے ۔

وزیر متعلقہ اپنے محکمے کے اعتبار سے ان تمام اداروں کے انچارج ہوتے ہیں ، ان تمام اداروں کے نگران ہوتے ہیں ، اس لئے اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ انہیں ان اداروں کا علیحدہ علیحدہ سربراہ بھی مقرر کیا جائے ۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ ان اداروں کی کارکردگی متاثر ہوگی اور وزیر موصوف کی مصروفیات کی وجہ سے ان کے روزمرہ کے کاموں میں بلاوجہ تاخیر و تعویق واقع ہوگی ، بلکہ یہ اندیشہ بھی موجود ہے کہ اس طرح سے ان کے ترقیاتی منصوبے متاثر ہوں گے اور اس میں سیاسی مداخلت زیادہ سے زیادہ نظر آنے لگے گی ۔ جناب والا ! اس طرح سے اس ادارے میں تقریباً بارہ افراد نامزد کئے جائیں گے ۔

جناب والا ! ان میں سے آٹھ سرکاری ملازم ہیں ایک وزیر ہے اور صرف تین عوامی نمائندے ہیں اور ان کی نمائندگی بھی کسی انتخاب کی بنیاد پر نہیں بلکہ حکومت کی پسند و ناپسند کی بنیاد پر ہے ۔ وہ صرف نامزدگی کے ذریعے اس ادارے میں نمائندگی کے حق دار ہوں گے ۔ اس طرح سے یہ ادارہ جو براہ راست عوام کی فلاح و بہبود کے لئے قائم کیا جانا مقصود ہے وہاں عوام کی نمائندگی کم سے کم رکھی جا رہی ہے ۔ جس کے نتیجے میں عوام کے جذبات و احساسات کی روشنی میں ترقیاتی اداروں کی آئندہ منصوبہ بندی نہ صرف متاثر ہوگی بلکہ وہ اس طور پر سرکاریت کا شکار ہو جائے گی کہ وہاں عوام کے صحیح احساسات اور جذبات کی ترجمانی کے بغیر ایک سرکاری معیار و پیمانے سے ترقیاتی سکیموں کو منظور کرنے کا سلسلہ جاری کیا جا سکے گا ۔ اس لئے اس بل پر ہمارا ایک بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اگر اس ترقیاتی ادارے کو قائم کیا جائے تو اس کو زیادہ سے زیادہ عوامی حیثیت دی جائے ۔ اس میں زیادہ سے زیادہ صحیح اور سچے عوامی نمائندوں کا انتخابات کے ذریعہ ان کی نمائندگی کا اہتمام کیا جائے ۔ اس طرح سے یہ بھی گنجائش ہونی چاہئے کہ اس ہاؤس کے ایسے نمائندے جو ان ترقیاتی اداروں کی jurisdiction میں موجود

ہوں وہ خود بخود اس کے ممبر تصور کئے جائیں کیونکہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں بھی پنجاب اسمبلی کے دو نمائندوں کی موجودگی ضروری قرار دی گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب دوسرے شہروں میں ایسے ہی ادارے قائم کئے جا رہے ہیں تو اس میں پنجاب اسمبلی کے اراکین جو عوام کی نمائندگی کی سند رکھتے ہیں کس طور پر نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح جناب والا! اس بل کے تحت ڈائریکٹر جنرل ترقیاتی ادارے کا ایک اہم ترین سربراہ کی حیثیت رکھے گا۔ ایک ناظم اعلیٰ کی حیثیت حاصل ہوگی لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس قدر کلیدی منصب کے لئے شرط اور اہلیت کا کوئی معیار نہیں رکھا گیا اور یہ نہیں بتایا گیا کہ جو ڈائریکٹر جنرل حکومت متعین کرے گی اس کی اہلیت، مہارت اور تجربے کا معیار کیا ہوگا۔ آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اس منصب کے لئے ایک انتہائی تجربہ کار اور ماہر شخص کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ہم جھوٹی ترقی کی منصوبہ بندی کرنے کے سلسلہ میں وسیع عملی تجربہ رکھتا ہو اور اگر ہم یہاں کسی شرط اور اہلیت کے معیار کے بغیر ناظم اعلیٰ کے تقرر کی منظوری دے دیں گے تو اس کا نتیجہ یہ برآمد ہو سکتا ہے کہ پھر اپنے لوگ متعین کر دیئے جائیں تو ترقیاتی اداروں کی مقصدیت اور معنویت کو حاصل کرنے کے سلسلے میں ضروری اہلیت اور تجربہ نہ رکھتے ہوں۔ اس لئے آج جب ہم یہ قانون منظور کر رہے ہیں تو ہمیں واضح طور پر ناظم اعلیٰ کی تعلیمی صلاحیت، تجربہ اور ان کی اہلیت کا معیار متعین کر دینا چاہئے۔ اس طرح سے جب ہم کسی اہلیت اور قابلیت کی بنیاد پر ناظم اعلیٰ کا تقرر کریں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے لئے ملازمت کا تحفظ بھی فراہم کیا جائے۔ اس بل میں یہ اختیار حکومت کو دیا جا رہا ہے کہ اپنا ناظم اعلیٰ بغیر کوئی وجہ بتائے کسی وقت بھی برطرف یا سبکدوش کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے مناصب کے لئے تجربہ کار افراد کی پہلے ہی ملک میں قلت موجود

ہے اور اگر اس قسم کے عدم تحفظ کے ساتھ ملازمتیں فراہم کی جائیں تو اس کے لئے ہمیں اچھے قابل اور مناسب لوگ کم دستیاب ہوں گے۔ لیکن اگر ہم ان کے لئے ملازمت کا تحفظ فراہم کر دیں اور انہیں یہ یقین دلا دیں اور اگر وہ دیانت اور یقین کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیں گے تو ان کی ملازمت کو ختم کرنے کا بغیر کسی وجہ بتانے کوئی اندیشہ نہیں ہوگا۔ اس لئے یہاں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ان کی اہلیت کے معیار کے ساتھ ان کی ملازمت کا تحفظ بھی زیادہ سے زیادہ فراہم کیا جائے۔ البتہ وہ بد دیانت اور اپنے فرائض میں غافل ثابت ہوں تو انہیں برطرف یا سبکدوش کرنے کے سلسلے میں ہر قسم کی پروبیشن کی ہم حمایت کر سکتے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح سے اس بل کے تحت ترقیاتی فیس اور ٹیکسیز عائد کرنے کے وسیع اختیارات ان ترقیاتی اداروں کو دیئے جا رہے ہیں اور یہ اختیار بھی سونپا جا رہا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو ٹیکسوں کی شرح بڑھا دیں اور نئے ٹیکس بھی جس جس علاقے میں مناسب سمجھیں اپنی مرضی سے انہیں انفورس کر سکیں۔ جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ ہمارے غریب عوام پہلے ہی ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں اور بلدیاتی ٹیکسوں کی بہتات نے پہلے ہی ان کی کمر دوہری کر رکھی ہے۔ حال ہی میں آپ نے دیکھا ہے کہ مختلف بلدیاتی اداروں اور کارپوریشنوں نے محصول چنگی میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے اور یہ اضافہ کہیں سو فی صد تک اور کہیں دو سو فیصد تک ہے۔ ایسی شکل میں ان ترقیاتی اداروں کے ذریعے عوام اور شہریوں پر ٹیکسوں اور محصول کا نیا بوجھ عائد کرنا ان کے ساتھ انتہائی ظلم اور جبر کے مترادف ہے۔ یہ حکومت جو غریب عوام کی بھلائی کے نام پر اور غریب عوام کی ترجمانی اور نمائندگی کے نام پر برسر اقتدار آئی ہے اور آج بھی اس کی دعویدار ہے۔ یہ کس طرح اسے زیب دیتا ہے کہ وہ عوام کی نمائندگی کے دعوے کے باوجود عوام پر نت نئے ٹیکس عائد کرنے کے لئے نت نئے اداروں کو جنم دیتی رہے اور اس طرح

سے عوام کی مالی اور اقتصادی حالت کو زیادہ سے زیادہ خراب کرنے میں اہم کردار ادا کرے۔

جناب والا! اس بل کے تحت حصول اراضی کا جو اختیار حاصل کیا جا رہا ہے وہ بھی مطلق العنان ہے، وہ بھی بے زنجیر ہے، وہ بھی بلا کسی شرط کے ہے، اور اس طرح سے یہ لاہور میں جن مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور بہت سی نئی اور پرانی آبادیوں کے اضلاع کے لئے اور انہیں مسمار کرنے کے لئے ہمارا لاہور کا ترقیاتی ادارہ کام کاج میں مصروف ہے اور اس کے نتیجے میں احتجاج و اضطراب کی جو لہر لاہور کے قرب و نواح میں دوڑی ہوئی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس طرح سے اختیار کے ساتھ یہ ترقیات کے ادارے دوسرے شہروں میں قائم کئے گئے اور ان کے حصول اراضی کے اختیار پر کوئی قدغن اور کوئی شرط عائد نہ کی گئی تو وہاں بھی اسی قسم کے مسائل پیدا ہوں گے۔ اور ہزار ہا لوگوں کو بے خانماں اور برباد ہونا پڑے گا۔ جناب والا! اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ترقیات کے اداروں کو یقیناً حصول اراضی کا اختیار حاصل ہونا چاہیے لیکن وہ ان شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کا کام آبادی ہو۔ لوگوں کی بربادی نہ ہو۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ وہ ایک طرف ایک طبقے کو خانماں برباد کرتے ہیں اور دوسرے طبقے کو آباد کرنے کے لئے سکیمیں بناتے ہیں اور یہ وہ متضاد پالیسی ہے۔ جس کے نتیجہ میں عوام کا ایک بہت بڑا طبقہ ان دنوں پریشانی کا شکار ہے۔ اور لاہور کے مختلف حصوں میں ایسی بے چینی اور بے یقینی کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے جو معلوم نہیں کسی وقت کتنے بڑے احتجاج کی شکل میں منتج ہوگی۔

جناب والا! اس بل کے تحت کئی تعزیری اختیارات بھی حاصل کئے جا رہے ہیں اور یہ اختیار حاصل کیا جا رہا ہے کہ اگر کوئی شخص یا کوئی ادارہ اس کی مختلف دفعات کی خلاف ورزی کرے تو اسے چھ ماہ تک قید اور جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے اور جرمانے کی سزا میں جرمانے کی رقم کا

کوئی تعین موجود نہیں ہے ۔ یہ درست ہے کہ مختلف قوانین کو نافذ کرنے کے لئے تعزیر بھی ضروری ہوتی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اصلاحی اور فلاح و بہبود کے مقاصد کے لئے تعزیری قوانین کو اس قدر شدید بنانا کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہوتا ۔ اس لئے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس کی جو تعزیری دفعہ ہے اس کو نرم کیا جائے اور ایسے اقدامات کئے جائیں جن کے ذریعے سماجی ، اخلاقی اور سیاسی سطح پر ہم زیادہ فلاح و بہبود کے کارناموں کو زیادہ موثر طور پر عملی جامہ پہنا سکیں ۔

جناب والا ! ایک اور بڑا بنیادی اعتراض ہمارا یہ ہے کہ اس بل کے تحت عدالتوں کے اختیارات پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں اس بات کو ایک بار پھر ضروری سمجھا ہے کہ اگر شہری اور عوام ترقیاتی ادارے کے کسی ناجائز کام کے سلسلہ میں کسی غلط کارکردگی کے سلسلے میں کسی سزا اور جزا کے غلط فیصلوں کے سلسلہ میں عدالت میں اپیل کرنا چاہیں عدالت سے رجوع کرنا چاہیں تو انہیں اس قانون کے تحت عدالتوں سے رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا ۔

جناب والا ! ہمارے ملک اور صوبے میں جو اب قانون سازی ہو رہی ہے ۔ اس میں تقریباً ہر بل میں کم و بیش عدالتوں کو ان کے اختیارات سے محروم کرنے کی پالیسی اپنائی گئی ہے ۔ اور اس بل میں اس کا اعادہ کیا گیا ہے ۔ حالانکہ ہم نے شدید احتجاج کیا ہے اور ہم نے ہی نہیں بلکہ عدالتی ، جمہوری اور عوامی حلقوں نے بھی اس سلسلہ میں ہمیشہ اپنے شدید جذبات ظاہر کئے ہیں ، لیکن موجودہ حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی ۔ اور اس نے عدالتوں کے اختیارات کو محدود کرنے اور لوگوں کو عدالتوں کی طرف رجوع کرنے کی سہولتوں سے محروم کرنے کے لئے قانون سازی کا جو وطیرہ اختیار کر رکھا ہے وہ انتہائی المناک اور افسوس ناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے ۔ اس لئے ایک دفعہ ہمارا پھر یہ مطالبہ اور گزارش ہے کہ کم از کم اس بل کی منظوری

کے وقت عدالتوں کو ان کے دستوری اور قانونی اختیارات سے محروم نہ کیا جائے۔ اور عوام کو موقع دیا جائے کہ اگر ترقیاتی اداروں کے غلط کاموں کو وہ عدالتوں میں چیلنج کرنا چاہیں تو وہ وہاں چیلنج کر سکیں۔ یہ اصول اور انصاف کے مطابق ہے اور ترقیاتی اداروں کے احتساب کے لئے بھی ضروری ہے۔ اگر اس طرح سے ان اداروں کو مطلق العنان بنا دیا گیا اور انہیں عدالتوں کے سامنے جوابدہ نہ رکھا گیا تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے نتائج کس قدر ہولناک برآمد ہو سکتے ہیں اور اس سے بدعنوانی، رشوت اور مجرمانہ کارکردگی میں کتنا اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے اگر حکومت واقعی یہ چاہتی ہے کہ عدلیہ اس ملک کے عوام کے لئے انصاف فراہم کرتی رہے۔ تو پھر انصاف کے دروازے کھلے رکھنے چاہئیں۔ اور انہیں بند نہیں کرنا چاہئیے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ لوگوں میں مایوسی اور اضطراب کی احتجاجی کیفیت پیدا ہوگی بلکہ عوام کا حکومت سے اعتماد کم سے کم ہوتا چلا جائے گا۔ یہ ایک ایسی خطرناک صورت حال ہے۔ جو کہ کسی بھی مہذب اور جمہوری حکومت کے لئے کسی طور پر بھی شایان شان نہیں ہے۔

جناب والا! ان گزارشات کے ساتھ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ نئے اداروں کے قیام کی بجائے اور ان اداروں پر انتظامی اخراجات کا غیر معمولی بوجھ ڈالنے کی بجائے کفایت کی پالیسی اور حکمت عملی اختیار کی جائے تاکہ میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کو مالی طور پر زیادہ مضبوط بنا سکیں۔ ان کو ان کے اختیارات اور فرائض سے کما حقہ، آگاہ کرنے اور ان پر عمل درآمد کرنے میں مدد کی جا سکے۔ جناب والا! موجودہ بل ہمارے صوبائی خزانہ پر ایک غیر معمولی بوجھ کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ بلدیاتی اداروں کے درمیان دو عملی پیدا ہو جائے گی، اور اخراجات میں اضافہ ہوگا بلکہ ان مقاصد اور فرائض کی تکمیل بھی ممکن نہ ہوگی جن کے لئے اس بل کو پیش کیا جا رہا ہے۔ میری حتمی رائے یہ ہے

کہ اس سلسلہ میں لاہور شہر کا استثنا ضرور موجود ہے ۔ لیکن باقی شہروں میں میونسپل کمیٹیاں اور کارپوریشنیں اپنے اپنے وسائل اور ذرائع کے اعتبار سے ان مقاصد کی تکمیل کے اہل ہیں ، اور صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ صوبائی سطح پر ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو ان تمام کمیٹیوں اور کارپوریشنوں

1098

کو نئی حکمت عملی اور منصوبہ بندی دے اور مختلف شہروں کا سروے کر کے ان کے لئے ایسا جامع منصوبہ تیار کرے جن پر وہ کمیٹیاں یا کارپوریشنیں اپنی اپنی حدود میں عمل درآمد کر کے شہریوں کو سہولتیں فراہم کر سکیں اور جو سرمایہ ترقیاتی اداروں اور ان کے غیر معمولی عملہ پر خرچ کیا جاتا ہے اسی سرمایہ کو کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کے پہلے سے موجود عملے کے ذریعہ سے بہتر منصوبہ بندی کے ذریعہ صرف کیا جائے ۔ اگر حکومت یہی سرمایہ جو کہ ترقیاتی اداروں کو مہیا کرنا چاہتی ہے اس کو میونسپل اداروں کے سپرد کر دے ۔ یا انہیں اس سلسلہ میں اپنے وسائل بڑھانے میں مدد کے لئے دے دے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ بلدیاتی ادارے اپنے مقاصد اور اختیارات کی تکمیل سے کما حقہٗ عہدہ برآ نہ ہو سکیں ، اس لئے اس بل کو اس طور پر از سر نو ترتیب دیا جائے کہ وہ مختلف شہروں کی ضروریات کے پیش نظر اداروں کے انتخابات کے لئے ایسی شرائط اور معیار کا انتخاب کرے جس کی بنیاد پر ترقیاتی ادارے کا قیام ناگزیر ہو ۔ اور اگر پھر بھی ترقیاتی ادارے کا قیام ناگزیر ہے ۔ تو پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے ۔ تاکہ پورے صوبے کے عوام ۔ بلدیاتی ادارے اور مختلف فلاحی ادارے اپنی رائے سے حکومت کو مطلع کر سکیں ، اور یہ بتا سکیں کہ اس وقت جو ادارے کام کر رہے ہیں وہ کس حد تک اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں اور اگر انہی اختلاط کو

دوسرے شہروں میں دہرایا گیا اور ایسے ادارے دوسرے شہروں میں قائم کئے دیئے گئے تو ان کا اثر اس سے مختلف نہیں ہوگا۔

جناب والا! میں اس ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس بل کے مقاصد کی اہمیت کے پیش نظر اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کرایا جائے اور اس رائے عامہ کی روشنی میں اسے از سر نو مرتب کیا جائے۔ اور اس ایوان میں پیش کیا جائے۔ تاکہ وہ بل اس پورے صوبہ کے عوام میں مقبول ہو سکے۔ اس موجودہ شکل میں اگر آپ نے اس بل کو اکثریت کے زعم میں منظور کرلیا تو اس سے نہ صرف ہمارے صوبہ کے شہریوں پر کوئی غیر مفید اثر مرتب ہوگا۔ بلکہ ہمارے روزمرہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات میں بھی ہولناک اضافہ ہوگا۔ اس کے نتیجہ میں ہمارے بلدیاتی ادارے اور میونسپل کمیٹیاں ان کی صحیح طور پر امداد سے محروم ہو جائیں گی کیونکہ وہ سرمایہ جو کہ ہم انہیں فراہم کریں گے وہ توقیاتی اداروں کو فراہم کریں گے اور ترقیاتی ادارے انہیں فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کی بجائے زیادہ تر اپنے عملہ اور انتظامیہ کی تنخواہوں پر خرچ کریں گے۔ اس سے نہ صرف عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ بڑھے گا۔ محصولات میں اضافہ ہوگا بلکہ بنیادی شہری ضروریات جو کہ قانون اور دستور کے مطابق ان کا حق ہے۔ وہ اس قانونی اور دستوری حق سے بھی محروم رہ جائیں گے۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر: مسٹر عبدالحفیظ کاردار۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar: Mr. Speaker, Sir, I think the House is aware that on all such matters where this august House goes to appoint an authority of this nature through legislation, I have always made my submissions and had been consistent in recommending that as legislation is one of the very important and noble functions that are given to this House, it should carefully look through what is being pro-

posed, and that also applies on the Government. This is not merely an administrative step. Sir, when you take an administrative step.....

(At this stage Syed Tabish Alwari occupied the Chair).

Sir, I was saying that when you take an administrative step.....

Allama Rehmatullah Arshad : Sir, the House is not in quorum.

Mr. Chairman : Let there be a count.....The count was taken. The House is not in quorum. Let the bells be rung .....The bells were rung .....The House is in quorum. Yes, Mr. Abdul Hafiz Kardar.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Mr. Speaker, Sir, I started by giving the background as to what the differences are between the administrative step and legislation. As I said earlier, legislation is one of the very noble steps that this House has to take, whereas, on the other hand, administrative action is such which any Government can take with approval and that can always be amended on a very short notice. So the sanctity that is involved in legislation is very important, and in this particular context, I must point out to him very consistent record that whenever a local authority has been created, I have said that please make it accountable to this House. Sir, this is the fundamental importance of any legislation *i.e.* the accountability and to whom, and my submission has all along been that the authority which creates any institution should be answerable to that particular institution, and since this step that is being taken through the Punjab

Development of Cities Bill, 1976, is going to create authorities, it should be answerable to this House. If you look through the legislation that has been undertaken, you will find that on all occasions I have said I think it was in the case of Punjab Mineral Development Corporation and the Lahore Development Authority I said please make it answerable to this House. Whatever authority is there, it should submit its annual report to this august House. And, Sir, I was assured all the time by the Senior Minister that these fears that I was expressing will be looked after by the administrative action.

I was to congratulate the Chief Minister and the Government for the excellent work that the Lahore Development Authority has done. It has supplemented the effort that was being made by the Lahore Municipal Corporation and which was beyond the scope of the Corporation, but the fact remains that the principle of accountability, which must be attached to a legislation creating an Authority, has also to be acknowledged. This is the fundamental point that I have repeatedly brought before this House. I will give you one particular example. Yesterday, the House unanimously greed to send to the Standing Commitee an amendment to the Punjhb Arts Councils Bill introduced by my good friend Mr. Naru, which shows that the concensus has been created that any organization which is created must become answerable to the House. This has been my contention, my submission for the last two years and I kept on saying that please introduce this element of accountability. I was glad to see that yesterday, after having passed the Punjab Arts Councils Act, the amendment that the accounts of the Arts Council must come before this House was unanimously sent to the Standing Committee,

which shows that the concensus has been created that the principle of accountability must always be there attached to any Authority which is created by this House.

Next is the important part regarding powers and functions of the Authority. If you kindly look at Chapter No. 2, you will find that in para (iv) it is laid down that the Authority will prepare Annual Development Programme and also amend it. I would suggest that any Annual Development Programme that is drafted, that is to be introduced by any Authority, must like all development programmes come before this House alongwith the development budget which is submitted by various departments. This wide power must not lie with an Authority which is created by this House unless at the time of the Annual Budget the Annual Development Programme is produced and approved by this House. This is an essential part of any public expenditure that is undertaken by any public body.

Then, under the same heading, in para (vi), it says :—

> Prepare, implement and enforce schemes for environmental improvements.....

I would say that do please prepare these schemes. These are very desirable objectives for which the Authority is being created but when these are prepared relating to any city like Lahore, Multan, Lyallpur, Bahawalpur, these schemes should be circulated to the public at least one month in advance, for any change or any improvement that they want to make in these plans. They should not be left entirely on the files of the Authority or the Department concerned. They should be made public so that the publi is aware as to what

steps are being taken to improve their city and what particular improvements or comments they want to make. This should be made really an obligatory part of the functions of this Authority. If you go through the entire list of powers and functions right up to para (xviii), you will find that the wide powers that have been given really need some kind of authority to check them. Democracy functions with checks and balances and what is the check democracy? The check is surely this House. Of course, there are other checks—the Minister representing this House, the Government in power—but annually at least there should be this particular check by this House when the Annual Development Programme is submitted here, the annual report of their work is submitted here, so that it is properly scrutinised.

Then, Sir, I come to some more important parts of this particular Act; under Chapter IV, and this relates to paragraph 13 (2) which says :—

> All such schemes prepared by the Authority shall be submitted to the Government for its approval, except those schemes, the provisional estimated cost of which does not exceed such limit as may be prescribed by Rules.....

Now, this may relate to a number of items that the Authority may undertake. This may relate to the sale of land, to the acquisition of land and to the purchase of land. I would say that all such discretionary powers—it is our experience, it is the experience of this Government, it is the experience of all Governments—lead to corruption. There should be proper checks and balances and those checks that

I have talked about are very very necessary on an Authority which is being created with such wide powers. Also, one has to keep in mind other points which relate to the same particular sector that was mentioned under Clause 13 (5). That is, the Local Councils are being hit for six. I am using the cricket terminology to say that the Local Councils are to be over-ridden. When you have an Authority which will over-ride all the schemes and all the functions of the Local Councils, then it is all the more necessary that the schemes/plans prepared on an annual basis must come before this House. Although it is said that, surely, there are certain nominated members on the local authorities but when the local bodies' and the Municipal Corporations' decisions are going to be over-ridden, then all the more reason that there should be checks. I am not saying that it is not desirable to set up these local authorities. I am with the aims and objects with which these local authorities are being set-up, and I have already said that the Lahore Development Authority has done a fine job, but I am only talking about checks and balances to ensure that the interest of citizens is protected from any avenues of corruption that this Act may open. There are checks which are really effective and the only check which I can find effective is that the Annual Development Programmes, which are prepared or passed by this House alongwith other development programmes of the departments, at the time of Budget, alongwith that comes the time for the annual report of activities with their budgets, expenditure and so on, must come to this House so that we are aware as to what is happening and we can exercise a check. Paragraph 15 is obviously quite clear that the Municipal Corporation will become subsidiaries to the Development Authorities but, and this is a very impor-

tant point, once the Development Authorties have undertaken schemes, once they have implemented all these schemes without consulting the Municipal Corporations, the maintenance of whatever work they have already done will became the responsibility of the Municipal Corporations.....

(At this stage Mr. Speaker Occupied the Chair).

.....Which means that they will have to go in to ask for additional budget. How are they going to raise the seresources ? Those resources mean that they will have to be raised through further taxation which will in turn mean additional burden on the council, which, in the first instance, has not been consulted in the preparation of these scheme. So, without having been consulted and having been overridden in the preparation of schemes, they will be required to maintain those schemes. This I think, is not really natural justice... You tell a man that I am going to take over your house, I am going to do this and that, and when it is made ready you tell him to walk into and now you maintain it which it may be beyond the resources of that particular house to maintain. So I think that this is another item which needs a very careful handling. I want to say that there is a room for improvement in whatever measures you want to bring about, either legislative or adminisirative. These are the fears that anybody reading this Bill must think of.

How are we going to compute the cost of these schemes. The computer is going to be a body which has no relations to the existing conditions in a particular area. Computing of cost and implementations must relate to that particular community. And when that community remains unrepresented on this particular over-riding authority, then the comput-

ing of cost has no relation to my pocket or the pocket of the man who lives in Lyallpur or Campbellpur. So, for the computing of cost also it is desirable that this essential relationship is really enforced.

Now I come to paragraph 21. This is again a metter of computing of cost, Every year these is a rise in the cost of everything and if there is an increase of 10% on what is happening today, who is going to look after that. So what is really necessary is a master plan and that master plan must come to the authority which is creating it. Let us say the scheme is going to cost 20 crores of rupees today. By the time it is approved it may cost 40 crores and the maintenance cost which may he computed at 10 lacs may shoot up to 20 lacs. Who is going to fill this broad gap ? For this, it is necessary that it must have the sanction of this House which is creating the Authority.

Now there are one or two other small points which need to be taken into consideration. They relate to paragraph 23 which says that there will be powers to levy betterment fee. May I, before this is really taken up, ask have you introduced betterment fee on the Mall Road which has been improved over the last ten years hundreds of time ? Every day there is improvement of the Mall Road. Have you increased the property tax on the houses on the Mall Road ? We have improved Jail Road area. Have we introduced any betterment tax ? We have improved Gulberg area a number of times. Has the property tax gone up in that area ? Now one is always led to the doubts that when there is a question of betterment tax who is going to eventually bear it. What kind of lobby is there supporting those people whose area is going to be improved when better-

ment takes place ? One would like to know as to how many times the Mall Road has been improved and how much property tax has been increased on those houses which are located on Mall Road, in Gulberg and on Jail Road and the number of other areas which have been improved. The value of property has gone up hundred-folds but the taxes have not. But there is this particular fear regarding this clause, which is very important to safeguard at the same time, that from today I would not go on the Mall and Gulberg.

Then I come to the paragraph regarding acquisition of land. If you look at this, you will find that this gives such wide powers of acquisition that I fear that there will be a lot of corruption on that basis. Who is going to fix those rates ? Who is going to implement the schemes ? What rates are going to be charged ? Now surely, these are the steps which need very careful consideration to safeguard the interest of an average individual. In some cases, a number of plots were taken up under certain building schemes probably at 1/10th of the market value, but there are influential individuals who got those land plots excluded from those schemes. The power to fix the price arbitrarily is very such dangerous, I would say that you may give the functionaries all these powers but, at the same time, please prepare a master plan, produce it before this House so that this House knows what is happening. Like under the Land Acquisition Act, if you are going to acquire certain area of land, the Land Acquisition Authority informs or notifies that this land is going to be acquired for this public purpose and the rates are fixed keeping in view the market rates. Now these are the things which must worry and these are the fears which I am trying

to express. Let me make it clear that I am not at all against the objectives and aims of this Bill which are very desirable, it is laudable that has keen done, but I seriously doubt as to what taxation takes place thereafter. Everytime an authority has been created, I have made the same submission. Mr. Speaker Sir, I made the same submission in the meeting of the Parliamentary Party and the Chief Minister was kind enough that what I was saying will be seriously considered, and since the piloting belongs to the other Ministers, I want to remind them of the remarks of the Chief Minister that he had given a sympathetic hearing to my submission and said that these will be seriously considered. I was happy that these will be seriously considered because the fears I am expressing are very much genuine.

I now like to just finally say one more point regarding paragraph 43. I go along with the jurisdiction of the courts. The point relates to exclusion of the jurisdiction "in public interest", where you want to exclude the stay orders given to certain parties. But where taking over properties are concerned, I should say that a particular part of it really needs to be slightly amended so that an average citizen has the protection of law and that is the demand of natural justice. And I want to balance that by saying "in public interest", there should be some protection against those people who want to stop development work by getting stay orders. I don't want to name the communities. But you know as to what kind of work they do and how they pollute the cities. There, of course, the stay orders should not be permitted and I think this is within the jursidiction of the Law Department to propose that in those particular areas there should be no stay orders. But where the acquisition

of property is concerned and the preparation of schemes runs into crores of rupees and the market value of the property being acquired may be very high, there should be then some protection to the citizens. This is my submission.

Mr. Speaker Sir, I have been trying all along for the last few years to draw the distinction between legislative and administrative organs. Legislation is such an important function of this House that when you devise legislative measures, you must see that these are equitable and include the concept of natural justice, and also include all those steps which safeguard against corruption, which safeguard the interest of commonman. I have always said that administrative step is so easy that you can amend it tomorrow or even within few hours' time when a complaint is made. But legislation is something which may require very serious thinking. The fundamental concept, which is the second point I have always made, and it is for what purpose people in Peoples Party believe in democratic institutions *i.e.* the concept of accountability. And that accountability of all these authorities must belong to this august House.

Mr. Speaker, Sir, with these submissions I strongly support the aims and objects of the development authority but equally I strongly and humbly request, as I did in the Parliamentary Party, please safeguard against all those points which I have said in the interest of the public, in the interest of the common man and in the interest of natural justice.

Thank you very much.

سپیکر: سید طاہر احمد شاہ

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! مسودہ قانون شہری ترقی اتھارٹی

1976 اس ایوان کے سامنے زیر غور ہے۔ اس میں کچھ ترامیم

غایت عوام کی فلاح و بہبود اور شہر میں عوامی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے بیان کی گئی ہے ۔ ہمیں اس کی حقیقت اس کی ضرورت اور اس کی افادیت سے قطعی طور پر کسی قسم کا انکار نہیں ہے ۔ مگر جناب والا ! ہم یہ سمجھتے ہیں اور اگر ہم یہ کہیں تو یہ بے جا نہ ہوگا کہ اس بل کو لانے سے ایک طرح کا صوبائی حکومت نے اپنی ناکامی کا اعتراف کیا ہے ۔ چونکہ اس بل میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے شہروں کی ترقی کے لئے جو اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور جو شرائط و قیود رکھی گئی ہیں ہم میں سے اس ایوان کے کسی بھی رکن سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ ان اغراض و مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس صوبہ میں رائج الوقت قانون کے تحت مختلف ادارے نیم خود مختار ادارے اور اکثر محکمے پہلے سے کام کر رہے ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ پنجاب کے مختلف شہروں میں صحت و صفائی کے نظام کو برقرار رکھنے کے لئے اور ہر قسم کے عوامی مفاد کے کام کے لئے بلدیاتی اداروں کے پاس موجودہ اور رائج الوقت قانون کے ذریعے مکمل اور جامع قانون کی شکل میں اختیارات موجود ہیں۔ اور وہی اختیارات آپ اس میں دیکھیں گے۔ فراہمی آب و نکاسی آب کے منصوبوں کو پورا کرنے کے لئے حکومت کا محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے نام سے اس صوبے کے مختلف شہروں میں کام کر رہا ہے ۔ اس کے علاوہ عوام کو مکانات فراہم کرنے کے لئے بہتر رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ماڈل کالونیز قائم کرنے کے لئے صوبائی حکومت کا ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا محکمہ پہلے سے پنجاب کے شہروں میں روبہ عمل ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب کے مختلف شہروں کی مزید ترقی کے لئے مزید عوام کی بھلائی کے لئے امپروومنٹ ٹرسٹ کے نام سے شہروں میں پہلے سے ایک ادارہ موجود ہے اور کام کر رہا ہے ۔ اگر حکومت ان پہلے سے موجودہ رائج الوقت قوانین پر موثر طریق سے عمل درآمد کرانے میں مخلص ہوتی یا کامیاب ہوتی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اس ایوان میں اس طرح کا بل لانے کی حکومت کو ضرورت پیش نہ آتی ۔ جناب والا ! اگر اس بل

کو لانا ہی تھا اور اگر پہلے سے رائج الوقت قوانین کی کلاز میں اس قسم کی شہری ترقیات اور زندگی کے ماحول کو بہتر بنانے کے سلسلے میں کچھ خامیاں موجود تھیں تو حکومت کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ وہ ترمیم کے ذریعہ رائج الوقت قانون میں ترامیم کر سکتی تھی جیسا کہ اکثر قوانین میں ترامیم پیش ہوتی رہتی ہیں اور ان کو پاس کرایا جاتا ہے ۔ اس طرح ترمیم پیش کر کے ان کو زیادہ موثر اور بہتر بنایا جاتا تو میرے خیال میں یہ بہتر ہوتا اور حکومت اپنے اغراض و مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکتی ہے ۔ اگر حکومت صحیح معنوں میں قانون پر عملدرآمد کراتی اور اس میں مخلص ہوتی تو شاید اس بل کو پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔

اب ایوان کی کارروائی 22 نومبر 1976 ء بروز سوموار چار بجے شام تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 22 نومبر 1976 ء بروز سوموار چار بجے شام تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب کی کارروائی

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اکیسواں اجلاس

سوموار - 22 نومبر 1976ء

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں چار بجے [illegible] ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ
مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَا
لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ
الصَّالِحِينَ ۝ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝

اور جب وہ اس کتاب کو سنتے ہیں جو آنحضرت پر نازل ہوئی تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں
آنسو بہاتی ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی اور عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار
ہم ایمان لائے تو ہم کو لکھ لے ماننے والوں کے ساتھ اور ہمیں کیا ہے کہ اللہ پر اور جو بات پہنچی ہے ہمارے پاس حق
ایمان نہ لائیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہم کو نیکوکاروں کے ساتھ بہشت میں داخل کرے گا پس ان
سخنوں کے بدلے کہ انہوں نے کہے ہیں خدا نے ان کو باغ دیئے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے
یہ نیکوکاروں کا صلہ ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

ضلع ملتان کی بلدیاتوں سے ہسپتالوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے چندہ کی وصولی

*5222 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ—

(الف) محکمہ صحت ضلع ملتان کی جملہ بلدیات سے ہسپتالوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے کتنا چندہ لیتا ہے ۔

(ب) مذکورہ چندہ کی شرح کس اصول سے مقرر کی گئی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) محکمہ صحت صوبہ بھر میں کسی بھی بلدیہ سے ہسپتالوں کے اخراجات کے لئے کوئی چندہ نہیں لیتا ۔

(ب) جزو (الف) کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سروسز ہسپتال لاہور کے ڈاکٹروں کا تبادلہ

*6113 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں زائد از 3 سال تعینات ڈاکٹروں کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے ایک حکم کے مطابق کسی سرکاری افسر کو تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی مقام پر تعینات نہیں رکھا جا سکتا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سروسز ہسپتال لاہور کے ان ڈاکٹروں کو جن کی مدت ملازمت اس ہسپتال میں تین سال سے زیادہ ہو گئی ہے کتنی دوسرے مقام پر تبدیل نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) دس۔

(ب) جی نہیں، ایسا کوئی قانون نہیں ہے۔ جس کے تحت ہر سرکاری ملازم کو تین سال کے بعد لازمی طور پر تبدیل کیا جا سکے۔ عام طور ایک ہی ایک مقام پر تعیناتی کی مدت تین سے پانچ سال تک ہے۔ لیکن اگر کوئی سرکاری ملازم کسی ایسی آسامی پر ہو جس کا متبادل کوئی نہ ہو تو اس کا تبادلہ ممکن نہیں ہوتا۔

(ج) جزو (الف) میں دی گئی تعداد میں سے چار ماہرین ایسے ہیں جو [illegible] سکیل نمبر 19 میں ہیں ان کے لئے صوبے میں متبادل آسامیاں [illegible] ان کا تبادلہ [illegible] سکتا۔ ان کے علاوہ ایک ماہر امراض چشم ہے جو امراض چشم کے ماہرین میں سب سے سینئر ہے وہ فی الحال سکیل نمبر 19 میں ہیں [illegible] کیونکہ اس کو سکیل نمبر 19 اس سکیل کے لئے مقررہ مدت ملازمت پوری نہ ہونے کی وجہ سے نہیں دیا جا سکتا۔ ایک ماہر تشخیص امراض (Pathologist) ہے جن کی ملک میں کمی ہے حتیٰ کہ لاہور ہی میں [illegible] ماہرین کی [illegible]۔ اگر اس کا تبادلہ کر دیا جائے تو اس کی جگہ کسی اور کو لگانا مشکل ہوگا۔ ان کے علاوہ چار لیڈی ڈاکٹر ہیں جو سب شادی شدہ ہیں اور ان کے شوہر لاہور ہی میں تعینات ہیں یا کام کر رہے ہیں۔ حکومت نے یہ پالیسی رکھی ہے کہ حتی الوسع میاں بیوی کو ایک ہی مقام پر رکھا جائے۔

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق - موجود نہیں ہیں -

مسٹر لیڈر حسین منصور - 6167 -

محکمہ صحت کے افسران کی کارکردگی

***6167 - مرزا فضل حق** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع جہلم میں افسران مجاز نے یکم جنوری 1973ء تا 30 اپریل 1974ء ملاوٹی اشیاء پر قبضہ کرنے کے لئے کتنے چھاپے مارے کتنے ملزمان کے چالان کئے اور کتنوں کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : جتنے چھاپے مارے - 24

تعداد چالان - 68

تعداد مقدمات جو عدالت میں باقی ہیں - 47

Mr. [redacted] Mansoor : Supplementary, Sir.

Mr. Speaker : I hope that the members who stand up in their seats and call the number of the question have the authority of the members who are not present.

Mr. [redacted] Mansoor : But, Sir.....

Mr. Speaker : I have made it clear. Really, I believe the members, who stand up in their seats, do have the authority of the member on whose behalf they are asking questions. I am not asking for that authority but the presumption is that they have the authority of the members who are not present.

وزیر صحت : کم از کم مرزا فضل حق انہیں اتھارٹی دے کر نہیں گئے - وہ مجھے بتا کر گئے ہیں کہ میں کسی کو اتھارٹی دے کر نہیں جا رہا ہوں -

مسٹر سپیکر : بہر حال آپ نے جواب تو دے دیا ہے۔

مسٹر لئق حسین منصور : جناب سپیکر! یہ understood اتفاق ہے۔ اس میں لینے یا دینے کی بات نہیں ہے۔ میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جتنے مقدمات چالان ہوئے ہیں ان میں کتنے کیس [illegible]

وزیر صحت : حضور والا! میں نے عرض کی ہے کہ 68 چالان ہوئے۔ 47 مقدمات ابھی تک عدالتوں میں ہیں۔ جو چالان [illegible] کو سزا ہوئی کچھ بری ہو گئے۔

مسٹر سپیکر : اگلا سوال مرزا فضل حق [illegible] موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ملک محمد اعظم۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا میں مریضوں کو ادویات کی فراہمی

71534۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ [illegible]

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا میں یکم جنوری 1974ء تا یکم جنوری 1975ء کل کتنے اندرونی و بیرونی مریضوں کا علاج معالجہ کیا گیا اور انہیں کتنی رقم کی ادویات مہیا کی گئیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اندرونی مریضوں کے لئے مذکورہ ہسپتال میں جگہ بہت کم ہے اگر ایسا ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) اندرونی مریض 175 (ب)

بیرونی مریض 59973

رقم ادویات جو مہیا کی گئی 3,23,096 روپے (تین لاکھ تیئس ہزار چھیانوے روپے) -

(ب) یہ درست ہے کہ ہسپتال میں مریضوں کے لئے جگہ کم تھی اس لئے مزید 125 بستروں پر مشتمل وارڈ زیر تعمیر ہیں جن کی تکمیل کے بعد اس ہسپتال میں کل 250 بستر ہو جائیں گے -

صوبہ پنجاب میں چیچک اور ہیضے کی وبا کی روک تھام کے لئے مراکز کا قیام

7214* - ملک یہ اعظم : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چیچک اور ہیضے کی وبا روکنے کے لئے صوبہ میں جو مراکز قائم ہیں وہ ضرورت کے مقابلہ میں ناکافی ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب میں ایسے مراکز زیادہ تعداد میں قائم کرے گی اور ان مراکز کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) جی نہیں - حکومت اور بلدیات کے اداروں نے جس قدر مراکز قائم کئے ہوئے ہیں وہ ضرورت کے مطابق ہیں - ملک بھر میں حکومت کی بھرپور کوشش سے چیچک کا خاتمہ ہو چکا ہے اور پچھلے دو سال سے چیچک کی کوئی واردات پاکستان بھر میں نہیں ہوئی ہے - ہیضے کی واردات بھی اب شاذونادر ہی ہوتی ہے - ہیضے کے ٹیکے بروقت ضرورت لگائے جاتے ہیں کیونکہ مدافعت صرف وقتی ہوتی ہے -

(ب) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر زیادہ مراکز قائم کرنے کی

ضرورت نہیں ہے ۔ البتہ کارکردگی کو اور بہتر بنانے کے لئے افسران کو زیادہ سے زیادہ معائنہ جات کرنے کی ہدایت کی ہے اور بہتر قسم کی ویکسین مہیا کی جاتی ہے اور کڑی نگرانی کے انتظامات کئے گئے ہیں ۔

قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور میں میڈیسن اور سرجری کے پروفیسروں کی کمی

***7514 ۔ میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور میں میڈیسن اور سرجری کے علیحدہ علیحدہ کتنے پروفیسر اور اسسٹنٹ پروفیسر ہیں اور کیا یہ تعداد ناکافی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس کمی کو کب تک پورا کرے گی ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور میں شعبہ جات معالجہ و جراحت میں پروفیسران و نائب پروفیسران کی تفصیل درج ذیل ہے :-

	آسامی	کل نشستیں	خالی
1 ۔ شعبہ معالجہ	پروفیسران	3	ایک اسسٹنٹ پروفیسر کو تقرری کے احکام جاری کئے گئے ہیں ۔ وہ عنقریب جوائن کر لیں گے ۔
	نائب پروفیسران	3	1
2 ۔ شعبہ جراحت	پروفیسران	3	2
	نائب پروفیسران	3	-

خالی آسامیاں پر کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ یہ آسامیاں پر ہونے کے بعد تعداد کافی ہوگی ۔

قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور میں ہوسٹل کی تعمیر

*7516 ۔ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور کے ساتھ ایک نیا ہوسٹل زیر تعمیر ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تعمیر کب تک مکمل ہوگی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آئندہ تعلیمی سیشن شروع ہونے پر طلباء کے لئے اضافی رہائش کی ضرورت ہوگی ۔ اگر ایسا ہے تو طلباء کے لئے رہائش کا کیا انتظام کیا جائے گا ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) جی ہاں ۔ یہ ہوسٹل مکمل ہو چکا ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ اس وقت دو ہوسٹل موجود ہیں مزید ہوسٹل بنانے کا مسئلہ بھی زیر غور ہے ۔

محکمہ ملریا اریڈیکشن کے میڈیکل افسروں کو جونیئر کلاس اول کی مطالبگی

*7540 ۔ **راؤ مراتب علی خان** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی ہدایات کے مطابق محکمہ صحت نے 3 ۔ مارچ 1969ء سے کلاس دوم کی آسامیاں کا درجہ بڑھا کر انہیں جونیئر کلاس اول کرنے کے احکامات جاری کئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کے واضح احکامات کے باوجود محکمہ ملیریا اریڈیکیشن کے صوبائی چیف نے اپنے محکمہ کے کلاس دوم میڈیکل افسروں کی آسامیوں کو مورخہ یکم جون 1972ء سے جونیئر کلاس اول منظور کیا جس کی وجہ سے مذکورہ میڈیکل افسروں کو 50 روپے ماہوار کا نقصان پہنچا ؟

(ج) اگر جز و (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ ملیریا اریڈیکیشن کے میڈیکل افسروں کی حق تلفی کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) جی ہاں ۔ یہ حقیقت ہے ۔

(ب) حقیقت یہ ہے کہ محکمہ صحت میں سابقہ کلاس دوم (موجودہ گریڈ ۔ 16) کی آسامیوں پر میڈیکل گریجویٹ تعینات کئے جاتے تھے ۔ یا وہ اسسٹنٹ میڈیکل آفیسرز جو ایل ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایف ہونے کے ساتھ ساتھ کم از کم 12 سال کی سروس رکھتے تھے اور ترقی پا کر بطور میڈیکل آفیسر تعینات کئے گئے تھے ۔ ان کا درجہ بڑھا کر سابقہ کلاس اول جونیئر (موجودہ گریڈ ۔ 17) دی گئی تھی جب کہ محکمہ ملیریا اریڈیکیشن میں پہلے ہی سے میڈیکل گریجویٹ سابقہ کلاس اول (موجودہ گریڈ ۔ 17) میں بھرتی کئے جاتے تھے ۔ اور صرف ایل ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایف ڈاکٹروں کو سابقہ درجہ دوم (موجودہ گریڈ 16) کی آسامیوں پر تعینات کیا جاتا تھا ۔ چونکہ محکمہ ھذا میں ایل ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایف میڈیکل افسروں کی سروس 12 سال سے کم تھی ۔ اس لئے حکومت کی ہدایت مورخہ 3 ۔ مارچ 1969ء کا ان پر اطلاق نہیں ہوتا ۔

(ج) پوزیشن (ب) میں واضح کر دی گئی ہے

صوبہ میں ہیلتھ سنٹروں اور ڈسپنسریوں کا قیام

*7911 ۔ بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ہیلتھ سکیم کے تحت وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو اب تک کس قدر رقم عطا کی ہے اور مذکورہ رقم میں سے کس قدر ہیلتھ سنٹروں کے قیام پر صرف ہوئی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ میں مزید ہیلتھ سنٹرز اور ڈسپنسریاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ کس کس مقام پر قائم کی جائیں گی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے اپنی ضروریات کے پیش نظر مزید رقم کا مطالبہ کیا ہے؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) وفاقی حکومت نے بالخصوص ہیلتھ سکیم کے تحت صوبائی حکومت کو کوئی رقم مہیا نہیں کی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ لیکن حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق اب صرف بنیادی مراکز صحت قائم کئے جا رہے ہیں ۔ مالی سال 76-1975ء میں مندرجہ ذیل بنیادی مراکز صحت قائم کرنے کی منظوری دی گئی تھی :-

لاہور ڈویژن : (1) ڈوگرائی کلاں ۔ (2) بڑوالی ۔ (3) سید والا ۔ (4) جنڈیالہ شیر خان ۔ (5) سکھیکی ۔ (6) گنا پور ۔ (7) مراکی وال ۔ (8) پھکوکی ۔

راولپنڈی ڈویژن : (1) سنگوری ۔ (2) بھدو ۔ (3) کوٹ فتح خان

(4) غورغشتی ۔ (5) جنڈ ۔ (6) جنڈولہ ۔ (7) پیرو شاہ ۔
(8) پنجن کسانہ ۔

سرگودھا ڈویژن : (1) میانہ ۔ (2) پیر پنجال ۔ (3) پیرکوٹ لدھانہ ۔
(4) موسیٰ خیل ۔ (5) چک 83 جی بی ۔ (6) کلری ۔ (7) اوڑ ۔
(8) ان دو مراکز کے ناموں کا فیصلہ ضلعی کونسل ابھی تک نہیں کر سکی ۔

ملتان ڈویژن : (1) مظفر آباد ۔ (2) چک 22 ڈبلیو ۔ بی ۔ (3) خان پور بگہ تھر ۔ (4) احسان پور ۔ (5) مرڈالی ۔ (6) چک نمبر 11/5 ۔
ایل ۔ (7) ٹبی قیصرانی ۔

بہاول پور ڈویژن : (1) احمد پور لمہ ۔ (2) کنرک ۔ (3) کبیر والا ۔
(4) چک نمبر 185 مراد ۔ (5) مدرسہ ۔ (6) جنڈوالہ

(ج) صوبائی حکومت کے لئے وفاقی امداد کا مسئلہ صوبائی حکومت کے ترقیاتی پروگرام کی تکمیل کے سلسلے میں وفاقی حکومت کے زیر غور لایا جاتا ہے اور ضروریات کے تحت وفاقی حکومت اپنے وسائل کو مدنظر رکھ کر رقوم مہیا کرتی ہے ۔ بالخصوص بیلتھ سنٹروں کے اخراجات کے ضمن میں صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے مزید رقم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے (الف) کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ "کوئی رقم مہیا نہیں کی ہے" مگر اس کے بعد انہوں نے جزو (ج) میں یہ فرمایا ہے "کہ ضروریات کے تحت وفاقی حکومت اپنے وسائل کو مد نظر رکھ کر رقوم مہیا کرتی ہے" لہذا آپ فرمائیں کہ اب تک بیلتھ سکیم کے تحت وفاقی حکومت

نے کل کتنی رقم صوبائی حکومت کو دی ۔ اور اس رقم کو کن کن مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا ؟

وزیر صحت : جناب والا ! میں نے عرض کی ہے کہ خصوصی طور پر وفاقی حکومت سے کوئی رقم ہمیں نہیں ملی جزو (ج) میں جو کہا گیا ہے کہ وفاقی حکومت اپنے وسائل کے مطابق صوبائی حکومتوں کی مدد کرتی رہتی ہے اور وہ جو امداد ملتی ہے اس کے مطابق رقم خرچ کی جاتی ہے ۔ براہ راست مرکزی حکومت کی طرف سے محکمہ صحت کے لئے کوئی امداد نہیں ملتی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شیخوپورہ) : جناب والا ! رقم انہوں نے نہیں بتائی ۔

وزیر صحت : جناب والا ! جو بھی امداد ہوتی ہے وہ فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو ملتی ہے اور وہ مختلف محکموں میں دیتے رہتے ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شیخوپورہ) : جناب والا ! میں تو رقم پوچھ رہی ہوں کہ کتنی ملتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ فنانس والوں سے پوچھیں کہ آپ نے کتنی رقم دی ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شیخوپورہ) : جناب ! وہ کہتے ہیں کہ صحت سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی بات ٹھیک ہے ۔ صحت والوں کے پاس جائیں تو وہ کہتے ہیں فنانس سے متعلق ہے اور فنانس والوں کے پاس جائیں تو وہ کہتے صحت سے متعلق ہے ۔

وزیر صحت : حضور والا ! میں نے بڑی وضاحت سے یہ عرض کی ہے کہ ہیلتھ سکیم کے لئے محترمہ جو پوچھ رہی ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں کتنے پیسے دیئے ۔ ہیلتھ سکیم کے لئے خصوصی طور پر فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں کوئی رقم نہیں دی ۔

مسٹر سپیکر : وہ عمومی طور پر پوچھ رہی ہیں آپ خصوصی طور پر کہہ رہے ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! محترمہ وزیر صحت حکومت عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بہت ساری رقم خرچ کر رہی ہے ۔ عوام کو معلوم ہونا چاہئے کہ حکومت ان کے لئے کیا کیا کر رہی ہے ۔ یہ تو وزیر موصوف کو بتانا چاہئے ۔ نہیں تو وزیر خزانہ صاحب سے مشورہ کرلیں ۔

وزیر صحت : میں نے عرض کی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے بہت سے موقعوں پر صوبائی حکومت کو امداد ملی اور پنجاب گورنمنٹ کا جو بجٹ ہوتا ہے اس میں بھی یہ رقم شامل ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ممبران کو معلوم ہے ۔

وزیر صحت : اس کے علاوہ اگر کوئی اور تفصیل پوچھیں تو فنانس منسٹر صاحب اس کی تفصیل دے سکیں گے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ اس سال وفاقی حکومت کی طرف سے کیش ڈویلپمنٹ لون جو ہمارے صوبوں کو ترقیاتی منصوبوں کو پورا کرنے کے لئے ہے وہ ایک سو نوے کروڑ ہے ۔ اور اس کے علاوہ جو ہمیں ٹیکس assignment ملتی ہے وہ نیشنل فنانس کمیشن مقرر ہوا تھا اس کے تحت پنجاب کے صوبے کو 60.2 فیصد ملا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ان کا مطلب یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جو رقم ملتی ہے اس میں سے کتنی رقم ہیلتھ کے لئے دیتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : یہ تو ہیلتھ والوں کو معلوم ہونا چاہئے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! 35 کروڑ روپیہ انہوں نے ہمیں ہیلتھ کے لئے

دیا ہے یہ نہیں معلوم کہ فیڈرل گورنمنٹ کی رقم میں سے دیا ہے یا پنجاب گورنمنٹ کے جو اپنے پیسے تھے اس میں سے دیا ہے۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : آپ کو معلوم ہونا چاہئے۔

وزیر صحت : مجھے کیسے معلوم ہونا چاہئے کہ فیڈرل گورنمنٹ براہ راست محکموں کو امداد نہیں دیتی۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے۔ اس میں یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کون سی فیڈرل گورنمنٹ نے رقم دی ہے اور کون سی صوبائی حکومت نے دی ہے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ابھی وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں آٹھ ہیلتھ سنٹر منظور ہوئے ہیں۔ 6 کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی نامزدگی کر دی گئی ہے اور ساتویں اور آٹھویں کے متعلق انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان دو مراکز کے ناموں کا اعلان ابھی تک ضلعی کونسل نہیں کر سکی۔ میری گزارش یہ ہے کہ عیسیٰ خیل ایک سب ڈویژن ہے اور ایک سب ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر ہونے کے باوجود وہاں پر کوئی ہیلتھ سنٹر نہیں ہے تو کیا وہاں پر ہیلتھ سنٹر قائم کرنے کے لئے یہ غور کریں گے؟

وزیر صحت : اس مالی سال میں پنجاب میں 100 ہیلتھ سنٹر کھولے جائیں گے۔ جن کی نامزدگی ہم ضلعی لیول پر ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسل کے ذریعہ سے کریں گے کیوں کہ اپنے اپنے ضلع میں وہ جگہ کا انتخاب کریں گے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : میں جناب اپنے ضلع کی ہیلتھ ورکس کونسل کا ایک چھوٹا سا چیئرمین ہوں۔ عیسیٰ خیل ایک سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پر ہیلتھ سنٹر نہیں ہے۔ میں درخواست کروں گا کیا یہ اس پر غور کریں گے؟

سپیکر : غور ضرور کریں گے - میں ان کی طرف سے یقین دہانی کراتا ہوں -

وزیر صحت : جی بالکل بشرطیکہ یہ اپنی ضلع کرنیاتی کونسل سے منظور کرا دیں -

ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی

*7912 - **بیگم ریحانہ سرور :** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ہسپتالوں میں سابقہ پانچ سالوں میں کس قدر اضافہ کیا گیا ہے - نیز مذکورہ ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد بڑھانے اور ادویات کی فراہمی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : پچھلے پانچ سالوں میں ہسپتالوں کی تعداد میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا - کیونکہ جن ہسپتالوں کی عمارتیں بوسیدہ ہو چکی تھیں - یا جو ہسپتال اتنے چھوٹے تھے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ان میں توسیع ممکن نہیں تھی - ان کے لئے نئی عمارتیں تعمیر کی گئیں - اس لئے ہسپتالوں کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوا لیکن ان میں سہولتوں میں اضافہ ہوا ہے - ڈسپنسریوں ، دیہی مراکز صحت اور ذیلی مراکز صحت کی تعداد میں البتہ خاصا اضافہ ہوا ہے جو حسب ذیل ہے :-

ڈسپنسریاں	179
دیہی مراکز صحت	74
ذیلی مراکز صحت	205

پچھلے پانچ سالوں کے دوران ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد میں 3235 کا اضافہ ہوا ہے - 1971ء میں ہسپتالوں ، ڈسپنسریوں اور دیہی مراکز صحت وغیرہ میں بستروں کی کل تعداد 14430 تھی جو اب بڑھ کر 17665 ہو گئی ہے

ہے۔ حکومت ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں توسیع کر رہی ہے اور توسیع کا یہ عمل بتدریج جاری رہے گا۔ اس وقت 12 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی نئی عمارتیں زیر تعمیر ہیں اور پانچ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی توسیع کا کام ہو رہا ہے۔

ادویات کی خرید کے لئے مختص کردہ رقم میں بھی بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ مالی سال 72-1971ء کے دوران ادویات کی خرید پر 84,78,795 روپے خرچ ہوئے جبکہ رواں مالی سال کے بجٹ میں 3,24,44,380 روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو 72-1971ء کے خرچ کا تقریباً چار گنا ہے۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ 72-1971ء کی نسبت تقریباً 4 گنا زیادہ رقم ہسپتالوں پر خرچ کی ہے۔ کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ اتنی بڑی رقم خرچ کرکے انہوں نے عوام کی کون کون سی تکالیف کا ازالہ کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ ایک بہت تفصیل طلب سوال ہے۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ہے۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! خاص خاص باتیں بتا دیں، عوام کو پتا ہونا چاہیئے کہ موجودہ حکومت عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کیا کام کر رہی ہے۔

وزیر صحت : جناب والا ! میں بتا دیتا ہوں۔ ہم نے نئے ہیلتھ سینٹر کھولے۔ ہسپتالوں میں موجودہ بستروں کی تعداد کو بڑھایا۔ 12 ہسپتالوں کے لئے نئی عمارات بنائیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر ایمبولینس اور ایکسرے پلانٹ کی سہولیات فراہم کیں، اور اس طرح سے بہت سی اصلاحات کیں۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لائل پور ٹیچنگ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کوئی توسیع ہوئی یا بیڈوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ؟

وزیر صحت : اس کے لئے الگ سوال دے دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : یہ ضمنی سوال بنتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جنرل سوال تو ٹھیک ہے مگر سید صاحب اس طرح سے ضمنی سوال نہیں بنتا ہے ۔

سرگودھا میں میڈیکل کالج کا قیام

***8416 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تربیت یافتہ ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی بہت کمی ہے اور بہت سے ہسپتال اور ڈسپنسریاں ڈاکٹروں کے بغیر کام کر رہے ہیں ؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بیرونی ممالک میں تربیت یافتہ ڈاکٹروں کی شدید مانگ کے پیش نظر حکومت نے اندرون ملک ڈاکٹروں کی کمی کی بناء پر ان کے باہر جانے پر پابندی عائد کر رکھی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ڈاکٹروں کی کمی دور کرنے کے لئے صوبہ میں بہت سے نئے میڈیکل کالج قائم کئے ہیں اور کئی کالجوں میں سیٹوں کی تعداد میں اضافہ بھی کیا گیا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے تمام ڈویژن ہیڈ کوارٹرز بشمول سرگودھا میں میڈیکل کالج قائم ہو چکے ہیں ۔

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرگودھا میں بھی میڈیکل کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جی ہاں۔ لیکن سرگودھا ڈویژن میں لائل پور میں ایک میڈیکل کالج قائم ہے۔

(ھ) جی ہاں۔ اس کا انحصار مالی وسائل کے دستیاب ہونے پر ہے۔ فی الحال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سرگودھا میں میڈیکل کالج کب تک قائم کیا جائے گا۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا! سرگودھا ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پر کالج نہیں ہے لائل پور میں کالج ہے۔ کیا سرگودھا کو آپ اہمیت دے رہے ہیں یا نہیں؟

سید طاہر احمد شاہ : اس کے متعلق تو قرارداد پاس ہو گئی ہے کہ مناسب وقت پر کالج قائم کر دیا جائے گا۔

مسٹر سپیکر : آپ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے علاوہ ایک اور کالج کے قیام کی کوشش کریں۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جی ہاں جناب والا!۔

وزیر صحت : جب مالی وسائل میسر ہوں گے۔ انشاء اللہ ضرور کریں گے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : بہت شکریہ۔ جناب والا!

۵۴۴۱ نشتر میڈیکل کالج ملتان میں خالی آسامیوں کی تعداد

*8523 ۔ سید فیض مصطفیٰ گیلانی : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) نشتر میڈیکل کالج ملتان میں اس وقت پروفیسروں ، اسسٹنٹ پروفیسروں ، فزیشنوں ، سرجنوں اور میڈیکل افسروں کی کل کتنی آسامیاں منظور شدہ ہیں اور ان میں سے کتنی کون کون سی اور کہاں کہاں خالی ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہت سی منظور شدہ آسامیوں سے بہت سے ڈاکٹر صاحبان کو نشتر میڈیکل کالج سے تبدیل کیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ان آسامیوں کی تعداد کیا ہے اور ان آسامیوں کو حکومت کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے نزدیک بہت سے پرائیویٹ کلینک کام کر رہے ہیں جن میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ڈاکٹر صاحبان باقاعدہ طور پر کام کرتے ہیں ۔

(د) کیا جزو (ج) میں مندرج ڈاکٹر صاحبان کو حکومت سے اس پریکٹس کے لئے پیشگی اجازت لینے کی ضرورت ہوتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کیا مذکورہ ڈاکٹروں نے پیشگی اجازت لے کر پرائیویٹ پریکٹس شروع کی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) نشتر میڈیکل کالج ملتان میں اس وقت پروفیسروں اور اسسٹنٹ پروفیسروں کی مندرجہ ذیل آسامیاں ہیں :-

(1) پروفیسر 21

(2) اسسٹنٹ پروفیسر 37

(3) میڈیکل کالجوں میں فزیشن ، سرجن اور میڈیکل افسروں کی آسامیاں نہیں ہوتی ۔

مندرجہ ذیل آسامیاں خالی ہیں ۔

مضمون	پروفیسر	اسسٹنٹ پروفیسر
1 ۔ اناٹومی	—	5
2 ۔ فزیالوجی	—	3
3 ۔ فارماکالوجی	—	2
4 ۔ پیتھالوجی	—	2
5 ۔ حفظان صحت و پبلک ہیلتھ	—	1
6 ۔ امراض نسواں و زچہ بچہ	1	—
7 ۔ امراض آنکھ	—	1
8 ۔ امراض ناک ، کان و گلا	1	—
9 ۔ انستھیسیا	—	1
10 ۔ جراحی دندان	—	1
11 ۔ دماغی و اعصابی امراض	—	1

(ب) جی نہیں ۔ ملک بھر میں ڈاکٹروں اور ایلیڈ ڈاکٹروں کی کمی ہے اس وجہ سے اکثر آسامیاں خالی رہتی ہیں ۔ جونہی ڈاکٹروں کی کمی دور ہوگی اور ڈاکٹر دستیاب ہوں گے یہ آسامیاں پر کر دی جائیں گی ۔ گذشتہ ایک سال کے دوران نشتر میڈیکل کالج کے ڈاکٹری عملہ کی کمی کو خاصی حد تک پورا کیا گیا ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ ملتان میں پرائیویٹ کلینک ہیں اور ایسے کلینک دوسرے بڑے شہروں میں بھی ہیں ۔ لیکن محکمہ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ نشتر کالج کے ڈاکٹر پرائیویٹ کلینکوں میں کام کرتے ہیں ۔ نشتر میڈیکل کالج کے تمام ڈاکٹروں نے لکھ کر دیا ہے کہ وہ کسی پرائیویٹ کلینک میں کام نہیں کرتے ۔

(د) حکومت نے سرکاری ڈاکٹروں کو قاعدہ کے اندر رہ کر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دی ہوئی ہے اور اس سلسلے میں ان سے باقاعدہ سرٹیفکیٹ لیا ہوا ہے کہ وہ حکومت کے قواعد کے تحت پرائیویٹ پریکٹس کریں گے ۔

سب تحصیل کہروڑ پکا میں رورل ہیلتھ سنٹر ۔ سب ہیلتھ سنٹر ۔ ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں عملہ کی تعیناتی

*8643 ۔ **رانا رب نواز خان :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سب تحصیل کہروڑ پکا میں کتنے رورل ہیلتھ سنٹر ۔ سب ہیلتھ سنٹر ۔ ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں اور وہ کون کون سے مقامات پر واقع ہیں ۔

(ب) ان میں کتنا کتنا عملہ متعین ہے ۔ عہدہ وار تفصیل بتائی جائے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کہروڑ پکا ہسپتال میں دو سال سے کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے ۔ اگر یہ درست ہے تو وہاں لیڈی ڈاکٹر کب تک متعین کی جائے گی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا اداروں میں چوکیداروں

اور خاکروبوں وغیرہ کی آسامیاں خالی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو وہ کب تک پر کی جائیں گی ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) سب تحصیل کہروڑ پکا میں مندرجہ ذیل ہسپتال ۔ ڈسپنسریاں اور سب ہیلتھ سنٹر ہیں :-

گورنمنٹ ڈسٹرکٹ کونسل دیہی ڈسپنسریاں

(1) گورنمنٹ سول ہسپتال کہروڑ پکا (1) ڈسٹرکٹ کونسل دیہی ڈسپنسری رانا دھن

(2) سب ہیلتھ سنٹر نوقابل واہ (2) ڈسٹرکٹ کونسل دیہی ڈسپنسری دھنوٹ

(3) سب ہیلتھ سنٹر نور شاہ (3) ڈسٹرکٹ کونسل دیہی ڈسپنسری امیر پور سادات

(4) سب ہیلتھ سنٹر گلہی ٹمٹر

(ب) (1) گورنمنٹ سول ہسپتال کہروڑ پکا میں ذیل عملہ منظور شدہ ہے :-

(1) میڈیکل آفیسر	1
(2) لیڈی ڈاکٹر	1
(3) ڈسپنسر	2
(4) دائی	1
(5) وارڈ سرونٹ	3
(6) خاکروب	2
(7) بھشتی	1

ان میں سے لیڈی ڈاکٹر کی آسامی خالی ہے ۔

(ii) ڈسٹرکٹ کونسل دیہی ڈسپنسریوں میں ہر ایک میں مندرجہ ذیل عملہ مقرر ہے :-

(1) ڈسپنسر انچارج 1

(2) نرس دائی 2 (نرس دائی کی جگہ تربیت یافتہ دائیاں کام کر رہی ہیں) ۔

(3) بھشتی 1

(4) خاکروب 1

(iii) سب سنٹروں میں مندرجہ ذیل عملہ مقرر ہے :-

(1) رورل ہیلتھ انسپیکٹر 1 (رورل ہیلتھ انسپیکٹروں کی جگہ ڈسپنسر کام کر رہے ہیں) ۔

(2) نرس دائی 1 (نرس دائی کی جگہ تربیت یافتہ دائیاں کام کر رہی ہیں) ۔

(3) سینٹری پٹرول 1

(4) جز وقتی خاکروب 1

(ج) کھروڑ پکا میں 3 مئی 1975ء سے لیڈی ڈاکٹر کی آسامی خالی ہے لیڈی ڈاکٹروں کی ملک میں شدید قلت ہے ۔ جیسے ہی لیڈی ڈاکٹر دستیاب ہونے لگیں گی ۔ آسامی پر کر دی جائے گی ۔

(د) ڈسٹرکٹ کونسل دیہی ڈسپنسروں میں خاکروب [illegible] ہیں ۔ چوکیدار کی کوئی منظور شدہ آسامی نہیں ہے ۔ اس لئے

چوکیداروں کی آسامیاں پر کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ سب ہیلتھ سنٹروں میں بھی چوکیداروں کی آسامیاں منظور شدہ نہیں ہیں اور نہ ہی ہمہ وقتی خاکروبوں کی آسامیاں منظور شدہ ہیں ۔ لیکن جز وقتی خاکروب منظور شدہ ہیں ۔ اور تینوں سب ہیلتھ سنٹروں میں تعینات ہیں ۔ سول ہسپتال کھروڑ پکا میں چوکیدار کی آسامی منظور شدہ نہیں ہے ۔ اس لئے کسی کی تعیناتی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ٹی بی ہسپتال کے لئے متبادل عمارت کی تعمیر

*8696 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا میں ٹی بی ہسپتال کی عمارت کو پاکستان ایئر فورس نے اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اور ہسپتال کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز کے ایک چھوٹے ونگ میں عارضی طور پر منتقل کر دیا گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پاکستان ایئر فورس نے ہسپتال مذکور کی عمارت اور زمین کی قیمت محکمہ صحت کو ادا کر دی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کل کتنی رقم ادا کی گئی ہے ۔

(ج) کیا حکومت ہسپتال مذکور کے لئے متبادل جگہ پر عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کہاں اور کب تک ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں۔ زمین کی قیمت محکمہ صحت کو ادا نہیں کی گئی۔ بلکہ سرکاری خزانہ میں جمع کروا دی گئی تھی۔ کل رقم تیس لاکھ ساڑھے ہزار اور سات سو چھیاسی روپے چالیس پیسے (30,07,786,40) دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ سو بستروں پر مشتمل ایک ٹی بی بلاک کی تعمیر اڑتیس لاکھ چوہتر ہزار روپے (38,74,000.00) روپے کی لاگت سے منظور ہو چکی ہے۔ کام شروع کرنے کے لئے 20 لاکھ روپے کی رقم موجودہ مالی سال میں رکھی گئی ہے۔ تعمیر کا کام فوری طور پر شروع کرنے کے لئے محکمہ تعمیرات کو کہا گیا ہے۔ تخمینہ جات تیار ہو رہے ہیں جس کے بعد محکمہ تعمیرات ٹنڈر طلب کرے گا اور ٹنڈر کی منظوری کے بعد تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

محکمہ صحت کی جانب سے میونسپل کمیٹی خان پور کو رقم کی ادائیگی نہیں کی گئی

2519۔ چوہدری کرم داد: کیا وزیر صحت مہربانی کر کے بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ صحت نے خان پور ضلع رحیم یار خان میں ہسپتال کی تعمیر کے لئے خان پور میونسپلٹی سے 672320 مربع فٹ اراضی بشرح مبلغ ایک روپیہ فی مربع فٹ 1954-55ء میں حاصل کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اراضی مذکور کی قیمت آج تک میونسپل کمیٹی خان پور کو ادا نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ

صحت قیمت اراضی کب تک مذکورہ میونسپلٹی کو ادا کر دیگا ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری کلیم اللہ : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جس جگہ ہسپتال کی اب عمارت تعمیر ہے ۔ اس کی رقم محکمہ بلدیات کو ادا کر دی گئی ہے ؟

وزیر صحت : جناب والا ! محکمہ بلدیات کو بار ہا لکھا جا چکا ہے کہ وہ اس بات کا ثبوت دے کہ وہ عمارت محکمہ بلدیات کی تھی ۔ یہ ہسپتال اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے حکم سے 1952-53 میں بنا اور اس کی سرکاری زمین محکمہ صحت کو ٹرانسفر کی گئی تھی ۔

باغ و بہار پرائمری ہیلتھ سنٹر رحیم یار خان میں ڈاکٹر کی تعیناتی

8792* ۔ چوہدری کلیم اللہ : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ باغ و بہار پرائمری ہیلتھ سنٹر ضلع رحیم یار خان میں کافی عرصہ سے کوئی ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : جی ہاں ۔ باغ و بہار ہیلتھ سنٹر میں کافی عرصہ سے کوئی ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں اس کی وجہ ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کی عدم دستیابی ہے جونہی مزید ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر دستیاب ہوئے پرائمری ہیلتھ سنٹر باغ و بہار میں تعینات کر دیئے جائیں گے ۔

Mr. Speaker : The question hour is over.

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں دی پنجاب اربن امووبیل پراپرٹی (ویلیڈیشن آف ٹیکس) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 95 بابت 1976ء) پیش کردہ وزیر برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن حکومت پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب اربن امووبیل پراپرٹی (ویلیڈیشن آف ٹیکس) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 95 بابت 1976ء) پیش کردہ وزیر برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن حکومت پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> Due to unavoidable circumstances I have not been able to attend the Punjab Assembly Sesson from 1st November, to 18th November, 1976. Kindly grant me leave of absence.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

will be out of station on the 23rd

and 24th November, 1976 I should be grateful if you would kindly grant me leave.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں ان دنوں جوڈیشیل جیل میں ہوں اور یکم نومبر 1976ء سے شروع ہونے والے سہ ماہی اسمبلی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں ۔ جب تک میری رہائی نہیں ہوتی اس وقت تک کے لئے میری رخصت برائے منظوری ہاؤس میں پیش کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں 10 اور 11 نومبر 1976ء کو

بوجہ بیماری اجلاس سے غیر حاضر رہا ۔ براہ نوازش
رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمیدالدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمیدالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I have a compelling engagement, therefore, I am unable to attend the Assembly session. Leave may kindly be granted to me from the 1st of November to the 15th of November, 1976. I shall be grateful.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خان زادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل ٹیلیگرام مسٹر تاج محمد خان زادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Request leave Assembly till 30th Nov.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ مجھے آپ کی چٹھی نمبر ص الف ب/ ب الف/11294/73 مورخہ 9-7-76 موصول ہو گئی تھی اس سلسلہ میں 21-6-76 تا 30-6-76 مجھے پولیس نے اپنی حراست میں رکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے میں اسمبلی میں شرکت نہ کر سکا۔ لہذا براہ مہربانی میری درخواست اسمبلی اجلاس میں برائے رخصت پیش کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا طاہر بیگ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مرزا طاہر بیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Being sicks I could not attend the Assembly session on Friday the 19th November, 1976. My absence may kindly be excused.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حافظ علی اسد اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حافظ علی اسد اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بخار مورخہ 17 ، 18 ، 19 نومبر 1976ء اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : شیخ محمد اصغر صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے ۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

تحاریک التوائے کار

Mr. Speaker : Now we go on to the adjournment motions.

شیشے کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں شیشے کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے ۔ خاص طور پر 2ایم ایم ۔ 3ایم ایم ۔ اور 15ایم ایم ۔ سائز کی قیمتوں میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے ۔ شیشے کی گرانی کی اصل وجہ مارکیٹ میں مصنوعی قلت ہے ۔ شیشے کے ہر ٹرک پر بیس بیس ہزار روپے بطور رشوت وصول کر لئے جاتے ہیں ۔ مزید برآں فیکٹری مالکان دوکانداروں ہیلز ووچر

پر کم قیمت درج کرتے ہیں اور وصول زیادہ کرتے ہیں اس طرح دوکانداروں کو بلیک مارکیٹنگ کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے ۔ اس صورت حال سے تعمیراتی کام بری طرح متاثر ہو رہا ہے ۔ شیشے کی قلت اور قیمتوں میں اضافہ عوام کے لئے سخت اضطراب اور بے چینی کا باعث بنا ہوا ہے اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ صوبائی حکومت شیشے کی اس بدتر صورت حال پر قابو پانے میں ناکام ہو گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! ملک میں شیشہ سازی کے صرف دو کارخانے قائم ہیں اور وہ ہیں پرنس گلاس ورکس کراچی اور خواجہ گلاس انڈسٹری حسن ابدال جو ملک کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا نہیں کر سکتے ۔ پرنس گلاس ورکس کراچی فنی خرابی کی وجہ سے صوبہ پنجاب کو شیشہ سپلائی کرنے میں قاصر رہا ہے جس کی وجہ سے صوبہ میں شیشہ کی قلت ہو گئی تھی اور قیمتوں میں کچھ اضافہ بھی ہوا ۔ اطلاعات کے مطابق پرنس گلاس ورکس کراچی نے 15 ۔ نومبر 1976ء کے بعد سے سپلائی شروع کردی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ عنقریب شیشہ زیادہ مقدار میں دستیاب ہونے لگ جائے گا اور قیمتیں بھی اعتدال پر آ جائیں گی ۔ ملک میں تعمیراتی کام تیزی سے تکمیل ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے شیشے کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے ۔ ان حالات کے پیش نظر حکومت نے ایک کارخانہ حسن ابدال میں دوسرا لاہور اور تیسرا مظفرگڑھ میں لگانے کی منظوری دے دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا تینوں ہی پنجاب میں لگ رہے ہیں ؟

وزیر قانون : جی جناب والا ۔ ان کارخانوں کے لگنے سے پنجاب میں شیشے کی قلت دور ہو جائے گی اور قیمتیں بھی اعتدال پر آ جائیں گی ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب آپ کی اس تحریک التوائے کار نے پنجاب میں تین کارخانے کھول دیئے ہیں ۔

You must be congratulated.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! کیا حکومت کارخانے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون : ارادے کی کوئی بات نہیں بلکہ منظوری کی سٹیج آ چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ منظوری کی سٹیج آ چکی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : ٹھیک ہے جناب والا ۔ مگر منظوری کے بعد بھی بہت کچھ ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the adjournment motion is not pressed.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے اپنی تحریک التوا میں یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ فیکٹری کے مالکان اصل قیمت کا جو ووچر دوکانداروں کو دیتے ہیں اس کے حساب سے تین ہزار روپیہ فی لوک زائد چارج کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : Minister concerned will please look into the matter.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جو 2 ایم ایم سائز کا شیشہ ہے اس پر خواجہ گلاس انڈسٹری حسن ابدال کے مالکان دو سو روپے بغیر ووچر کے زائد قیمت دوکانداروں سے وصول کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : I think we should not mention the name of the people who are not able to defend themselves in the House.

Syed Tahir Ahmad Shah : Right Sir.

مسٹر سپیکر : کیونکہ اگر انہوں نے اس بات کی تردید کرنی ہوگی

They will not be able to do it. عام طور پر تو یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ حکومت کا فرض ہے کیونکہ وہ انڈسٹری کو کنٹرول کرتی ہے اور اس نے قیمتوں پر نظر رکھنی ہوتی ہے ۔ جب کہ ایک ہی شیشے کا کارخانہ صوبہ پنجاب میں لگا ہوا ہے تو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کو prompt کر رہے ہیں more to take over industries.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں اس کے خلاف نہیں ہوں لیکن سوال یہ کہ جو لوگوں کو تکالیف ہیں وہ کس طرح دور کی جا سکتی ہیں ۔ اگر وہ take over کر کے لوگوں کی تکالیف دور کر سکتے ہیں تو میں ان کے ساتھ ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے take over کرنے سے لوگوں کی تکالیف میں اضافہ ہوا ہے یا تکالیف دور ہوئی ہیں ۔

جناب والا ! سید طاہر احمد شاہ نے اپنی تحریک التوا میں جو کچھ کہا ہے اس کے حقائق کو بہت حد تک جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور نے تسلیم کیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں شیشے کی قلت پیدا ہوئی ہے اور اس کی انہوں نے وجوہات بیان کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ یہاں صوبے میں شیشے کا صرف ایک ہی کارخانہ موجود ہے ۔ مانگ چونکہ زائد ہے جو وہ پوری نہیں کر سکتا اس لئے قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے ۔ جناب والا ! یہاں اس حد تک انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا لیکن اگر واقعی وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں کی تکالیف دور کرنے کے لئے انہوں نے کون سے اقدامات کئے ہیں ۔ اس میں محض یہ کہہ دینا کہ اس تکلیف کے پیش نظر حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبے میں دو یا تین کارخانے شیشے کے اور لگائے جائیں اور اس کے لئے انہوں نے منظوری دے دی ہے ۔ تو جب

تک وہ کارخانے لگیں گے اس وقت تک لوگوں کی تکالیف کا ازالہ کس طرح کیا جا سکتا ہے ۔ اس کا سیدھا سا علاج ہے جو کہ اقتصادیات کے اصول کے مطابق ہے کہ جب تک آپ کے وہ کارخانے پروڈکشن پوری نہیں کرتے اس وقت تک آپ کے پاس جو موجودہ پروڈکشن ہے اس کو مناسب طریقے پر کنٹرول کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ شیشے کی کمی کو دور کرنے کے لئے باہر سے شیشہ درآمد کیا جائے ۔ جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ کارخانے کے influence کی وجہ سے اور اس کی approach کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ امپورٹ کے سلسلے میں صوبائی حکومت شائد ذمہ دار نہیں ہوگی ۔ اس لئے کہ امپورٹ اور ایکسپورٹ کرنا اس کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ لیکن صوبائی حکومت کا یہ فرض ضرور بنتا ہے کہ مرکزی حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائے کہ پورے صوبے میں شیشے کی کمی کے باعث اس کی بلیک مارکیٹنگ انتہا کو پہنچ چکی ہے لہذا اس کو امپورٹ کرنے پر غور کریں ۔ اس کے ساتھ ہی حکومت کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ جو شیشہ وہ produce کرتے ہیں اس کی تقسیم مناسب طریقے پر اور مناسب داموں پر کرائے ۔ جناب والا ! حالت یہ ہے کہ ایک ٹرک جو وہاں سے نکالا جاتا ہے اس پر بیس ہزار روپے منافع ہے ۔ آپ اس کی پروڈکشن اور sale price کا اندازہ کریں کہ وہی شیشہ جو کارخانے سے نکالا جاتا ہے جب وہ مارکیٹ میں پہنچتا ہے تو بیس ہزار روپیہ فی ٹرک اس کا منافع ہے اور یہ بلیک مارکیٹنگ کارخانے کی طرف سے ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! ہماری یہ تحریک التوا پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حکومت نہ صرف یہ کہ جو پروڈکشن اس کارخانے میں ہو رہی ہے اس کا مناسب طور پر کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے بلکہ یہ مرکزی حکومت کی توجہ بھی اس طرف نہیں دلا سکی کہ وہ شیشے کی امپورٹ پر غور کرے اور لوگوں کی تکالیف کا ازالہ کرنے کے لئے مناسب اقدامات کرے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! جہاں تک اس کی تقسیم کا تعلق ہے اس پر پہلے ہی اپریل 1975ء کو اس کے بلاک شیٹ پر کنٹرول نافذ کیا گیا تھا اور بعد میں ڈپٹی کمشنر کو سپیشل ہدایات بھی جاری کی گئی ہیں - اور یہ جو ایک آدھ بات سید طاہر احمد شاہ نے اس معزز ایوان میں کہی ہے میں اس سلسلے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ضروری اقدام ضرور کریں گے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں اس سلسلے میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : قائد حزب اختلاف نے اپنے خیالات کا اظہار کر لیا ہے - اب اس پر مزید بھی آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں صرف ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یہ کہا ہے کہ جس چیز کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے اس پر ضروری اقدام کریں گے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے سنا ہے - آپ ذرا میری گزارش تو سن لیں - میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جو پنجاب میں فیکٹری ہے اس میں انہوں نے مناپلی قائم کی ہوئی ہے اور اپنے منظور نظر ، پسند اور ناپسند کی بنا پر ڈیلروں کو مال دیتے ہیں - جناب والا ! پچھلے دنوں آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ بڑا احتجاج ہوتا رہا ہے اور اشتہارات آتے رہے ہیں ، بیانات آتے رہے ہیں اور پھر انڈسٹری کی انتظامیہ نے ان لوگوں کو چھکانے کے لئے ان کی سپلائی روک دی اور کہا کہ بھئی جب تک آپ اخبارات میں معذرت نامہ شائع نہیں کریں گے ہم آپ کو مال نہیں دیں گے - جناب والا ! وہ اپنے مخصوص ڈیلروں کے ذریعے اس بلیک مارکیٹنگ کا دھندا شروع کئے

ہوتے ہیں - میں یہ چاہتا ہوں کہ عوام کے تعمیراتی منصوبوں میں رکاوٹ پیدا نہ ہو - وزیر موصوف یا حکومت اس طریقے سے عملی اقدامات کرے کہ جو ان کی منابلی ہے اس کا تدارک کیا جا سکے - اگر اس بات کی وزیر موصوف یقین دہانی کرا دیں باقی یقین دہانیوں کے علاوہ

Then I don't press.

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف نے کہا ہے کہ تین کارخانے اور کھول رہے ہیں اور اس سلسلے میں کراچی سے سامان اب آ رہا ہے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اس وقت تک جب تک کہ مزید تین کارخانے کام نہیں کرتے قیمتوں کو اعتدال پر لانے کے لئے اور ایک معقول حد تک لانے کے لئے جو کہ عوام کی طاقت سے باہر نہ ہوں مناسب انتظامات کئے جانے چاہییں - یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسے انتظامات کرے -

مسٹر سپیکر : یہ کھڑکی جو لکڑی کی بنی ہوئی ہوتی ہے اس میں کتنے ایم ایم کا شیشہ لگتا ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اس میں 2 ایم ایم سے 3 ایم ایم کا شیشہ لگتا ہے -

That is called window glass.

سید ثابت الوری : جناب والا ! آپ کو اس کی ذاتی طور پر ضرورت ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں نے اس لئے نہیں پوچھا بلکہ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ عام لوگوں کی ضرورت کی چیز ہے یا صرف رئیسوں کے مکانوں پر لگتا ہے -

This is what I wanted to know.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! جب عمارت بنتی ہے تو window glass کا کم سے کم سائز 2 ایم ایم سے 3 ایم ایم ہوتا ہے جو کہ روشندانوں اور کھڑکیوں میں لگتا ہے - اس کے علاوہ عام گھروں میں اب چونکہ ٹریڈ گلاس بڑے بڑے سائز کے لگنے شروع ہو گئے ہیں اس لئے لوگوں کو 5 ایم ایم کی ضرورت پڑی ہے

مسٹر سپیکر : بڑے گلاس والوں کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ بڑے گلاس والوں کے کون سے اپنے پیسے ہوتے ہیں ۔ آپ چھوٹے گلاس والوں کی بات کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! 2 ایم ایم سے 3 ایم ایم سائز کے شیشے کی ضرورت تو مکان بنانے والے ہر آدمی کو پڑتی ہے ۔ اس لئے اس کے متعلق وزیر موصوف ارشاد فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں عوامی اضطراب کیسے پیدا ہوتا ہے ۔ اگر تو وہ خواص کے استعمال کی چیز ہے تو پھر عوام میں اضطراب کیوں ہوگا ۔ اس لئے میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ یہ واقعی عوام کے استعمال کی چیز ہے یا نہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! خواص کو آپ represent نہیں کرتے ؟

سید ثابش الوری : جناب والا ! خواص تو درآمدی شیشہ استعمال کرتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اس ضمن میں وزیر موصوف نے کیا فرمایا ہے ؟

مسٹر سپیکر : جن چیزوں کی طرف آپ نے نشاندہی کی ہے حکومت اس سلسلے میں بڑی سختی سے نوٹس لے گی ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں اس سلسلے میں پورا یقین دلاتا ہوں کہ حکومت مناسب کارروائی کرے گی ۔ اور جن باتوں کی طرف سید طاہر احمد شاہ نے نشاندہی کی ہے وہ تمام کی تمام میں نے نوٹ کرلی ہیں اور انشاء اللہ ان پر عمل کیا جائے گا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the adjournment motion is not pressed.

Syed Tahir Ahmed Shah : Yes, Sir.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں نے بھی ایک تحریک التوا دی تھی ۔

مسٹر سپیکر : اس کا نمبر کیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں بتاتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک صاحب آج تشریف نہیں لائے ۔ اب جی نہیں کرتا کہ ان کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھایا جائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! آج تو امان اللہ لک صاحب کی تین تحریکوں کا نوٹس دیا گیا تھا لیکن وہ آج تشریف نہیں لائے ۔ سپیشل نوٹس پر بھی حاضر نہیں ہوئے ۔ میرے خیال میں کوئی خاص بات ہی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : کوئی خاص بات ہی ہوگی ورنہ وہ تو غیر حاضر ہونے والے نہیں ہیں ۔ یہ میرے لئے کم از کم تشویش کا باعث ہے کہ آج وہ اس مجلس میں رونق افروز نہیں ہیں ۔ یا تو وہ کپڑے پہنے گئے ہوئے ہیں یا انہیں کوئی اور کام ہے

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وہ آ جائیں گے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! چوہدری طالب حسین صاحب یقین دلا رہے ہیں کہ وہ آٹھ بجے ضرور تشریف لے آئیں گے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ۔ آپ مجھے اپنی تحریک التوا کا نمبر ہی بتا دیجئے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ کوئی دوسری تحریک التوا لے لیں ۔ میں اپنی تحریک تلاش کر کے آپ کو بتاتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری تحاریک التوا نمبر 64 اور 65 لے لیں ۔ یہ بہت پرانی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : پرانی تو ساری ہیں مگر ان کا پہلے سے نوٹس ہے ؟

سید تابش الوری : جی ہاں ۔ میں نے نوٹس دیا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : دونوں صاحبان موجود نہیں ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب یہ ٹیکسٹائل کی آپ کے پاس ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : میری بھی تحریک التوا نمبر 101 ہے ۔

مسٹر سپیکر : علاقہ صاحب تو آج نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری : وزیر صاحب موجود ہیں ۔ اس لئے آپ میری تحریک التوائے کار کو لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر ٹرانسپورٹ اور وزیر مواصلات موجود ہوں تب ہی آپ کی تحریک ہو سکتی ہے ۔

سید تابش الوری : آج آپ کا موڈ نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : میری تحریک التوائے کار 69 لے لیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : حرج والی بات نہیں ہے جو نمبر آپ نے دیا ہے اس کے متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری : وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بریگیڈیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ مجھے تو یہ تاثر تھا کہ آپ آج کل یہاں نہیں ہیں کیونکہ آج کل آپ سڑکیں دیکھ رہے ہیں ۔ یہ دونوں آپ ہی کے متعلق ہیں ۔ ایک تو جنرل ہے ۔ کیا 65 ہو گئی تھی ؟

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! یہ نہیں ہوئی تھی کیونکہ بریگیڈیر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے ۔

سیلابوں اور بارشوں کی وجہ سے صوبہ کی مختلف بڑی سڑکوں کا غیر معمولی نقصان

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حالیہ سیلابوں اور بارشوں کے نتیجے میں صوبہ کی مختلف بڑی سڑکوں کو غیر معمولی نقصان پہنچا ہے یہاں تک کہ ساہیوال اور لاہور کے درمیان شاہراہ پاکستان بھی زیر آب آکر ٹوٹ پھوٹ گئی اور کئی دنوں تک ٹریفک معطل رہی جس سے صوبہ کی اقتصادیات کو شدید دھکا لگا اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ صوبائی حکومت سیلابوں اور بارشوں کے پیش نظر بڑی بڑی شاہراہوں کو بھی پانی سے محفوظ رکھنے اور ذرائع آمد و رفت بحال رکھنے کی خاطر احتیاطی تدابیر اختیار کرنے اور جامع منصوبہ بندی کرنے میں ناکام رہی ہے ۔

بارشوں اور سیلابوں کی وجہ سے شاہ کوٹ تا لائل پور شکستہ سڑک کی تعمیر و مرمت کرنے میں محکمہ بلڈنگ و روز کی بے حسی

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حالیہ بارشوں اور سیلابوں کی وجہ سے شاہ کوٹ سے لائل پور تک سڑک بالکل ٹوٹ چکی ہیں ۔ اس سڑک پر کسی قسم کی ٹریفک ممکن نہیں رہی ۔

سڑک کے خراب ہونے کے باعث گاڑیوں کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ۔ اس صورت حال کے باوجود محکمہ ہائی ویز سڑک کی تعمیر و مرمت کرنے میں بے حسی کا مظاہرہ کر رہا ہے جس کی وجہ سے عوام میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! حالیہ بارشوں اور سیلابوں کی وجہ سے سڑکوں کو جو نقصان ہوا ہے وہ خاص کر ان جگہوں پر ہوا ہے جہاں بارشیں نہیں ہوا کرتی تھیں ۔ اور سڑکوں کی سطح عام طور پر عام سطح کے برابر تھی ۔ جہاں سیلاب اور بارشیں ہوتی تھیں وہاں سڑکوں کی basement 3 سے 4 فٹ یا 4 سے 5 فٹ اونچی تھی اور وہاں پلیوں کے ذریعے پانی کا نکاس ہو جاتا تھا ۔ کچھ علاقے ایسے ہیں مثلاً لاہور ملتان روڈ اور بہاولپور کی سڑکیں ۔ لاہور ملتان روڈ پاکستان بننے سے پہلے کی بنی ہوئی ہے ۔ اس وقت ہائی ویز نہیں تھا اور اس کی بناوٹ ایسی تھی کہ پہلے ایک اینٹ اور 2 انچ روڑا اور 2 انچ بجری ڈالی ہوتی تھی اور یہ سڑک بھاری وزن اٹھانے کے قابل نہیں تھی ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ دیکھیں اور اس کی alignment یہ تھی کہ ایک طرف داری اور ایک طرف اولڈ بیاس کے بیلٹز ہیں ۔ یہاں اس لئے اس قسم کا خطرہ نہ تھا اور اس سڑک کی alignment بہت اعلیٰ تھی ۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک نہر چلتی تھی اور اب بھی چل رہی ہے ۔ سڑک جو بنائی ہوئی ہے وہ اس طرح ہے کہ اس کے ارد گرد کی زمینیں سب برابر ہیں ۔ ان زمینوں پر کاشت ہوتی ہے اور سڑک اصل زمین سے کچھ بھی اونچی نہیں ہے اور نہ ہی وہاں پانی کے نکاس کا کوئی انتظام تھا ۔ جب بارشیں ہوئیں تو ساہیوال ، بہاولنگر اور بہاولپور کی سڑکیں جو تھیں وہاں پانی کھڑا ہو گیا ۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی بتا دوں کہ بہاولپور میں سال بھر میں صرف 5 انچ بارش ہوا کرتی تھی لیکن اس سال تھوڑے سے عرصے میں 23 انچ بارش ہوئی ۔ کیونکہ تمام سڑکوں کی سطحیں نیچی تھیں ۔

اور ان سڑکوں کی کوئی basement بھی نہیں تھی اور پانی کے نکاس کا بھی کوئی ایسا طریقہ نہ تھا اس لئے وہاں پانی کھڑا ہو گیا۔

آپ شاید ساہیوال گئے ہوں گے جب وہاں بارشیں ہو رہی تھیں۔ میں وہاں خود گیا تھا۔ میں نے تمام سڑکوں کو سیلاب کے بعد بھی دیکھا ہے اور اب بھی دیکھنے جا رہا ہوں کہ کہاں کیا کیا مرمت ہوئی ہے اور کس حد تک ہوئی ہے seepage کی وجہ سے جو پکا گولہ تھا اس کے نیچے سے مٹی کیچڑ ہو گئی۔ جب کیچڑ ہو جاتا ہے تو سڑک دب جاتی ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ اسے ہم روک لیتے۔ ہم نے ٹریفک کو روکا۔ اور یہ بات میں فخر سے کہنا چاہتا ہوں کہ جب ریلوے لائین ٹوٹی اور اس کے ساتھ ملتان میں ہماری سڑک بھی ٹوٹ گئی تو ہم نے ایک دن میں سڑک کو چالو کر دیا تھا اور ریلوے لائن کو زیادہ عرصہ لگ گیا تھا۔ سیلاب اور بارشوں کے دوران ہائی ویز نے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دن تک ٹریفک کو روکا۔ سڑکوں پر پانی کھڑا تھا۔ اوکاڑہ میں پانی کھڑا تھا اور ٹریفک چل رہی تھی۔ ہمیں معلوم تھا کہ اس سے زیادہ نقصان ہوگا۔ لیکن ہم نے ٹریفک کے پہیے کو نہیں روکا۔ جہاں سڑک کی سطح نیچی ہے اور پانی کھڑا ہو گیا تھا اور سڑک دب گئی تھی اس کو کھود کر ہموار کر دیا گیا ہے۔ اس پر نئی مٹی لا کر ڈالی جا رہی ہے اور اس کے اوپر ریت ڈالی جا رہی تھی۔ اس لئے اس میں کافی وقت لگے گا۔ لائل پور اور شاہ کوٹ روڈ کو آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس پر ریت ڈال دی گئی ہے کیونکہ پرانی سڑک میں seepage ہو گئی تھی اور واٹر لیول کی وجہ سے نیچے بیٹھ گئی تھی۔ ہم اس کو جلد درست کرنا چاہتے تھے لیکن اس کے اردگرد پانی کھڑا تھا اس لئے ہمیں مٹی نہیں مل رہی تھی۔ اس وجہ سے بھی تکلیف ہوئی۔

گجرات ، سرگودھا لائل پور روڈ کے کچھ حصے اور ملتان روڈ کے اردگرد کے حصے میں پانی کا لیول 3 فٹ تھا ۔ جب تین فٹ تک زمین کھودی جاتی تھی وہاں پانی آ جاتا تھا اور نئی مٹی لانا بہت مشکل تھا ۔ اس لئے یہ صحیح ہے کہ آپ کو تکلیف ہوئی ہے ۔ ایک تو وہاں slush ہے اور دوسرے وہاں seepage ہوئی ہے ۔ وہ بڑی اچھی سڑک تھی خاص طور پر جو اوکاڑہ اور ساہیوال کے درمیان بنی تھی لیکن چونکہ اس کے نیچے پانی کھڑا ہو گیا تو وہ کئی جگہوں پر بیٹھ گئی، settle ہو گئی ۔ اب وہ سڑک bumpy ہو گئی ہے ۔ ایسی سڑک پر ہم یوں کرتے ہیں کہ جہاں bumps ہیں اس کے درمیان چھوٹی بجری ڈالتے ہیں اور اسے پر کر کے bumps کو مکمل کیا جاتا ہے ۔ جو سڑک بالکل slush ہو گئی ہے آدھے حصے کو چلایا جائے گا اور آدھے حصے کو اٹھایا جائے گا اور اس پر نئی مٹی اور نئی ریت ڈالی جائے گی پھر اس کے اوپر سڑک بنے گی ۔ 1973ء میں جو نقصان ہوا تھا اس کی مرمت کرنے کے لئے ڈیڑھ سال لگا تھا ۔ اس بار جو نقصان ہوا ہے وہ 1973ء سے زیادہ ہوا ہے اور خاص طور پر slush کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ 1973ء میں سیلاب آیا تھا اور 1976ء میں جو نقصان ہوا ہے وہ زیادہ تر سڑکوں کو ہوا ہے ، خاص طور پر وہاں جہاں بارش نہ ہوتی تھی ۔ تو اس پر ہمارا خیال ہے کہ 8 کروڑ روپیہ لگے گا اور اس کی مرمت پر ایک سال لگے گا ۔

مجھے یہ بتانے میں خوشی ہو گی کہ ہم کام کا چوتھا حصہ کر چکے ہیں اور جہاں جہاں ہمیں مٹی ملتی ہے اور پانی کی سطح نیچے جا رہی ہے ، ہم نے ایک ، دو ، تین جگہوں پر اپنے پمپ لگا کر پانی صاف کیا لیکن پانی کی سطح نیچے لے جانے کے لئے دوسرے ٹیوب ویل لگیں گے ۔ لائل پور کا حصہ اور بھی زیادہ خراب ہے ۔ آگے چل کر آپ دیکھیں گے کہ لائل پور کے نیچے والے حصے میں جو پانی ہے وہ میٹھا نہیں بلکہ وہ کھارا پانی ہے ۔

آپ کی میونسپلٹی میں بھی یہی حالت ہے ۔ آپ کے پانی کی سطح دو اور تین فٹ تک آ گئی ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو نئے ہائی ویز بنیں وہ embankment پر بنیں جیسے کہ لاہور ، حیدر آباد اور کراچی کے درمیان بنا ہے ، لیکن اس پر کافی پیسہ لگتا ہے ۔ جس زمانے میں ہماری ان سڑکوں پر ایک لاکھ روپیہ فی میل لگتا تھا ہائی وے پر 14 لاکھ روپیہ لگتا تھا ۔ آج جو سڑکیں ہم بنا رہے ہیں اس کے ایک میل پر 5 سے 6 لاکھ روپیہ لگتا ہے ۔ اس لئے دراصل ہمارے پاس فنڈز کی کمی ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک سال کے اندر اندر ، میں نے تو ان کو نو مہینے کہا ہے بلکہ آٹھ مہینے ، لیکن وعدہ ان کا یہ ہے کہ آٹھ اور نو ماہ کے درمیان تمام وہ سڑکیں جو سیلاب اور بارش کی وجہ سے slush یا کسی اور وجہ سے خراب ہوئی ہیں ، وہ انہیں صحیح کر دیں گے ۔ اور ویسی ہی کر دیں گے جس طرح کہ وہ پہلے تھیں ۔ لیکن یہ اصل حل نہیں ۔ اصل حل وہی ہے کہ alignment نئی ہو اور embankment بنے ۔ ان میں نالیاں رکھی جائیں اور ان کے ساتھ پانی کا نکاس ہو ، تب وہ کراچی جیسی ہائی وے بنے گی ۔ یہ کراچی کی جو ہائی وے بنی ہے اس کے نیچے جو پرانے پل ہیں وہ مضبوط نہیں اور 110 ٹن وزنی ٹریلر ٹریلر جانے کے لئے اس کے اوپر سے بڑی مشکل سے گزارے جاتے ہیں ۔ اس لئے ہماری ان سڑکوں پر جو آمد و رفت ہے ان پر سے جو وزنی ٹرک گذارے جاتے ہیں ، یہ ان پر بڑا دباؤ ہے اور ہماری موجودہ سڑکیں جن کے نیچے چار فٹ کی اینٹ ، دو فٹ کا روڑا اوپر اور پھر ریت پڑی ہوئی ہے ۔ اس کو نہیں سنبھال سکتیں ۔ یہ اینٹ ہی ہے کہ ایک یا دو سالوں کے بعد ہم انہیں پھر مرمت کرتے جائیں جب تک کہ نئی ہائی وے نہیں بن جاتی ۔ نئی ہائی وے کے لئے منصوبہ تیار ہو چکا ہے ، سکیمیں بن چکی ہیں ، انشاء اللہ جب فنڈز مہیا ہو جائیں گے تو آپ کی سڑک کی حالت پھر بہتر ہو جائے گی ، یہ میں یقین دلاتا ہوں ۔ ایسی

کوئی بات نہیں کہ حکومت نے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی یا حکومت بے حس ہے ، جیسے کہ اشارہ کیا گیا ہے ، یا ہم منصوبہ بندی کے قابل نہیں ۔ ہم منصوبہ بندی کے قابل ہیں لیکن یہ اور بات ہے جو میں نے آپ کے سامنے ظاہر کر دی ہے کہ اس طرح سے سڑک کا نقصان ہوا اور سڑکیں مرمت کرنے کا طریقہ یہ ہے ۔ پہلے اس حالت میں بنائیں گے جیسی کہ بارش اور سیلاب سے پہلے تھیں ، اس کے بعد جب فنڈز مہیا ہوں گے تو سڑکیں نئی alignment کے ساتھ بنیں گی ۔ ان کے ساتھ پانی کے نکاس کا انتظام بھی ہو گا ، ان کے ساتھ پلیاں بھی ہوں گی اور ڈرینیج بھی ہوں گے ۔ پھر شاید آپ کو یہ شکایت کم ہو گی ۔

سید ثابش الوری : جناب سپیکر ! میں محسوس کر رہا ہوں کہ جناب وزیر مواصلات کی مفصل تقریر سننے کے بعد آپ کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا ہوگا ۔ میں صرف یہ گذارش کرنی چاہتا تھا کہ یہ شاہراہ پاکستان اور اس قسم کی دوسری سڑکیں صوبے کی لائف لائن کی حیثیت رکھتی ہیں اور ہم نے جس بنیادی نکتے کو یہاں اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ متعلقہ محکمہ نے اس سڑک کی اہمیت کے باوجود پہلے سے ایسی احتیاطی تدابیر اختیار نہ کیں کہ اس بڑی سڑک کو کم از کم بچایا جا سکے ۔ اب بھی انہوں نے جو جواب دیا ہے اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ عارضی طور پر مرمت کا اہتمام مقصود ہے اور جس منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اور اس سڑک کو مستقلاً محفوظ رکھنے کے لئے جس بڑے پلان کی ضرورت ہے اس کے لئے حکومت ابھی تک تیار نہیں یا اس کے مالی وسائل نہیں ۔ میں جناب کے توسط سے یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ ترجیح شاہراہ پاکستان کو ہونی چاہیے کیونکہ اس کی خرابی سے پورے صوبے کی معیشت تباہی سے دوچار ہو سکتی ہے ۔

جہاں بارش اور سیلاب نے ان سڑکوں کو نقصان پہنچایا ہے وہاں ایک اور حقیقت کی طرف بھی ان کی توجہ مبذول ہونی چاہیے اور وہ یہ کہ پاکستان نے اپنے ہمسایہ ممالک کو اپنے کیریرز لے جانے کی جو اجازت دی ہے وہ اس قدر بھاری ہیں کہ موجودہ سڑکیں ان کا وزن برداشت نہیں کر سکتیں ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ جس تیزی سے ان سڑکوں کو استعمال کر رہے ہیں اور وہ سڑکیں جس تیزی سے خراب ہو رہی ہیں ان کے لئے وفاقی حکومت سے درخواست کی جائے کہ وہ اس مقصد کے لئے سپیشل گرانٹ دے تا کہ یہ سڑکیں نہ صرف چلائی جا سکیں بلکہ بھاری ٹریفک کے قابل بھی ہو سکیں جن کے لئے اصولاً یہ نئی بنائی گئی تھیں ۔ اس وقت بھی صورت حال یہ ہے کہ یہ سڑکیں مرمت کے باوجود اس قابل نہیں کہ انہیں فوری طور پر استعمال کیا جا سکے ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ جس طرح وزیر متعلقہ توجہ دے رہے ہیں اگر وہ خود موقع پر جا کر جائزہ لیں گے تو انہیں محسوس ہو گا کہ بعض جگہ باوجود مرمت کے سڑکیں اچھی حالت میں نہیں ۔ اس لئے میں چاہوں گا کہ وہ اس مسئلہ پر اپنی خصوصی توجہ مبذول کریں اور ان سڑکوں کو جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے کے لئے اقدامات عمل میں لائیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : تابش صاحب ! ان سڑکوں کے لئے کوئی ملی میٹر بھی بتا دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وزیر موصوف کے اپنی تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ لائل پور اور شاہ کوٹ میں زیر زمین پانی کی سطح اونچی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے راجہ سڑکوں کی تعمیر نو کے لئے : [illegible] کا عرصہ درکار ہو گا اور وہ چاہتے ہیں کہ [illegible] مکمل ہو جائے گی ۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جو وہاں

سروس روڈ کے طور پر سڑک ہے وہ ریت اور مٹی ڈال کر بنائی گئی ہے۔ اس میں تقریباً کوئی نہ کوئی وزنی ٹرک پھنس جاتا ہے۔ اور اس سے ٹریفک کئی کئی گھنٹوں تک رکی رہتی ہے جس سے باقی ٹریفک کو بڑی دشواری اور دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ جناب والا! لاہور اور شیخوپورہ کے درمیان جہاں سے سیلاب کی وجہ سے سڑک ٹوٹ گئی ہے اور وہاں پر dual carriage روڈ بن رہی تھی تو وہاں پر سائڈ روڈ پر پختہ اینٹیں لگا کر گذرگاہ بنا دی گئی تھی۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک سال کا عرصہ کافی لمبا ہوتا ہے۔ اس سے حکومت کا نقصان ہوگا، عوام کے وقت کا نقصان ہوگا اور وقت بڑی قیمتی شے ہے۔ اس لحاظ سے جو شاہراہوں کے ساتھ ساتھ ریونیو روڈ پہلے سے بنی ہوئی موجود ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس امر کی یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ سڑک کے ان شکستہ حصوں میں جہاں پر روز ٹرک پھنس جانے کی وجہ سے عوام کو بہت دقت ہو رہی ہے، اس کے دائیں اور بائیں پختہ اینٹوں کی سولنگ لگا کر سروس روڈ کا اہتمام کر دیں گے تا کہ عوام کی دقت کس حد تک کم کی جائے؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کرائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شاہ صاحب! بالکل صحیح ہے، اسی طرح ہو گا کیونکہ اس کے بغیر سڑک بن ہی نہیں سکتی۔ جب تک اس کے دائیں اور بائیں سروس روڈ نہ ہو۔ ہم اس سڑک کو صاف کر کے اور اٹھا کر نئی سڑک نہیں بنا سکیں گے۔ مسئلہ صرف وقت کا ہے، اس کے بعد جونہی زمین سوکھتی ہے اس کے اردگرد روڈ بنائی جائے گی اور اس کو دوبارہ بنایا جائے گا تا کہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب محترم! آپ dewatering کرا لیں تا کہ پانی کی سطح نیچی ہو جائے مگر اس دوران یہ جو ریونیو روڈ ہے اس کے اوپر

پختہ اینٹوں کی سولنگ لگا کر سروس روڈ کا جلد از جلد اہتمام کر دیں۔ اس سے یہ دقت کافی حد تک رفع ہو جائے گی۔ تو آپ کب تک اس پر غور فرما رہے ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں نے تو عرض کی تھی کہ آپ کی تجویز بڑی اچھی ہے اور ہم اس پر عمل کر رہے ہیں کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ یہ سڑک جو روز ٹوٹتی ہے اس کے اوپر ٹریفک چلتی رہے۔ اس وقت بھی اس کے دائیں اور بائیں ایک پکی diversion ہو سکتی ہے تا کہ یہ سڑک بن سکے، ورنہ یہ سڑک بن نہیں سکتی چاہے ایک سال بھی گذر جائے۔ تو یہ سڑکیں جلدی بنیں گی اور یہ diversion بھی قائم ہو گی۔

مسٹر سپیکر : آپ کے کہنے کے مطابق ہو گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : آپ کے کہنے کے مطابق ہی ہوگا۔

Syed Tahir Ahmad Shah : In view of the statement of the Minister, I don't press.

Mr. Speaker : Both motions are not being pressed.

وزیر خزانہ : جناب والا! میں کچھ اطلاع دینی چاہتا ہوں۔ خاص طور پر اس نکتے پر جو قابض الوری صاحب نے اٹھایا ہے، یعنی لمبے عرصے کی منصوبہ بندی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگلے مالی سال سے پاکستان میں جو چھ سالہ ترقیاتی منصوبہ شروع ہو رہا ہے۔ اس میں سڑکوں کے لئے پنجاب حکومت نے نہایت ہی اہم منصوبے بنائے ہیں۔ سڑکوں کو چوڑا کرنے کے بھی اور نئی سڑکوں کے بھی۔ خصوصاً شاہراہ پاکستان اور انڈس ہائی ویز، اور اس چھ سالہ ترقیاتی منصوبے میں سڑکوں کے سیکٹر کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اس کے مالی اختصاصات بہت ہی اہم ہیں۔ جہاں تک اس سال کی مرمت کا تعلق تھا ہم نے اس سال فنڈز آٹھ کروڑ

41 لاکھ روپے دیئے ہیں اور وہ بھی اس حساب سے دیئے ہیں کہ جو بڑی شاہراہیں ہیں جن میں شاہراہ پاکستان ہے ، یا جو بڑے شہروں کو ملانے والی سڑکیں ہیں ، جیسے لائل پور ، لاہور ، ملتان ، راولپنڈی اس قسم کی سڑکوں کو ترجیح دی جائے اور ترجیحی بنیادوں پر ان کی مرمت کی جائے۔ نہ صرف اس سال کی مرمت میں ہم نے ترجیحات تعین کی ہیں اور بڑی سڑکوں کو اہمیت دی ہے ، بلکہ یہ کہ جو لمبے عرصے کی منصوبہ بندی اگلے مالی سال سے شروع ہو گی ، اس میں بھی شاہراہوں کے منصوبہ جات کو بہت اہمیت دی گئی ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 90 بابت 1976ء)

(جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی شروع کرتے ہیں ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء پر میں اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا ۔ جناب محترم جناب وزیر قانون نے اپنی ابتدائیہ تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ پنجاب کے شہروں میں دو قسم کی آبادیاں ہیں ۔ ایک ترقی یافتہ اور دوسری غیر ترقی یافتہ ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے مختلف شہروں میں، جو گنجان آباد ہیں، تین قسم کی آبادیاں ہیں ۔ ایک جدید اور ترقی یافتہ، ایک نیم ترقی یافتہ یا متوازن حالات کے تحت آبادیاں اور تیسری آبادیاں وہ ہیں جہاں کہ انسان غیر انسانی ماحول کی طرح آباد ہیں ۔ ان کے حالات بالکل قابل بیان نہیں اور ان کی حالت بہت زیادہ خراب ہے ۔ شہروں کی ترقیات کے متعلق

عام بل یا مسودہ قانون اس ایوان میں پیش کرنے کی بجائے اگر ان لوگوں کے شہری مسائل ، ان کے مکانات اور ان کی رہائشی سہولتوں کے مسائل کسی بل کے ذریعے حل کرنے کی غرض و غایت سے اس ایوان میں کوئی قانون سازی کی جاتی ۔ جو لوگ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ، باوجود اس امر کے کہ وہ لوگ جانی ، مالی اور ہر قسم کی قربانیاں دے کر اس ملک میں آباد ہوئے تھے ، ان کی خستہ حالت کو اور پسماندگی کو دیکھتے ہوئے ، ان کے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے ، ان غریب عوام کی طرف جنہوں نے حکومت کو یہ اختیار اور مقام عطا کیا ہے ، اگر یہ توجہ دیتے ، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صوبائی حکومت کا ایک عظیم کارنامہ ہوتا ۔ آپ جانتے ہیں اور اس ایوان کا ہر شخص بخوبی واقف ہے کہ لاہور میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے نام سے ایک شہری ترقیاتی ادارہ معرض وجود میں آ چکا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

مگر آج ہم دیکھتے ہیں ، یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ترقی یافتہ علاقے کی ، پہلے سے جدید ترین علاقے کی مزید تعمیر نو کرتے ہوئے امراء ، روسا ، شاہوں اور شہنشاہوں کے علاقوں کی ، شاہراہوں کی مزید ترقی اور تعمیر نو اور جدید ترین آلات سے آراستہ اور پیراستہ کرنے پر لاہور کا ترقیاتی ادارہ مصروف ہے ۔ گندی ، بدتر اور غریب مکانوں کی آبادیوں کی طرف میں سمجھتا ہوں کہ جہاں مراعات اور حقوق سے ترجیحات کی بنیاد پر شہری مسائل حل کرنے کی ضرورت تھی ، ان کے ساتھ حکومت ترجیحانہ سلوک قطعی طور پر نہیں کر رہی ہے ۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسودہ قانون اس اسمبلی میں ، اس ایوان کے سامنے پیش کر کے صوبائی حکومت نے اس ضرب المثل کی

مثال دی ہے کہ آگے دوڑ پیچھے چوڑ - جب حکومت اپنے کسی رائج الوقت قانون کے ذریعے سے عوام کی بہتری ، بھلائی اور فلاح و بہبود کے لئے صحیح معنوں میں اپنے انتظامیہ کو موثر طریقے سے استعمال کر کے عوام کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے ، تو پھر ایک غلطی کے بعد دوسری غلطی ایک قانون کے بعد دوسرا قانون - اور جب دوسرے قانون پر بھی ، اپنی انتظامیہ کی بد اعمالیوں ، بد عنوانیوں ، اقربا پروریوں اور کاسہ لیسیوں اور حکومت کے سرکاری کارندوں کے حاشیہ بردار ہونے کی وجہ سے اور انہیں ناجائز تحفظ حاصل ہونے کی وجہ سے جب کسی رائج الوقت قانون کے تحت قانون میں جو عوام کی فلاح و بہبود کے تحفظات تھے ، جب اس پر عمل کرنے میں، اس پر عمل کرانے میں اور عوام کی بہتری اور فلاح و بہبود کے لئے جب حکومت ناکام ہو جاتی ہے تو وہ اپنی اس ناکامی کو چھپانے کے لیے ایک تیسرا مسودہ قانون یا ہنگامی قانون عوام کے سروں پر مسلط کر دیتی ہے -

جناب سپیکر ! آپ بھی اس شہر کے رہنے والے ہیں - آپ بھی شہروں کے مسائل کو سمجھتے ہیں - جناب سپیکر ! آپ دیکھیں کہ اس قانون میں جن مسائل کو حل کرنے کے لئے ، عوام کی بہتری کے لئے جو دفعات رکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی ایک دفعہ بھی مطالعہ کرنے سے کم از کم مجھے نظر نہیں آئی جو اس سے پہلے انہیں مقاصد کے لئے بنائے گئے قوانین میں موجود نہ ہو - آپ اپنی اکثریت کی بنیاد پر بے شک یہ قانون بنا لیں مگر ہم اس ہاؤس کے ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ یہ قانون ایک جارحانہ قانون ہو گا ، یہ قانون عوام کو انصاف کے بنیادی حق سے جس کی آئین میں بھی گارنٹی موجود ہے محروم کر دینا چاہتا ہے - عدالتوں کے اختیارات کو اس میں سلب کر لیا گیا ہے - کوئی بھی متاثر شخص داد

فریاد نہیں کر سکتا ۔ وہ کسی عدالت میں جا کر فریاد نہیں کر سکتا ۔ جناب والا ! کسی حکومت کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ ایسی قانون سازی کے ذریعے اپنے شہریوں اور اپنے ملک کے سیاسی لوگوں کا استحصال کرے ۔ اس اتھارٹی کے ارکان کی تشکیل پر بھی ذرا آپ نظر دوڑائیں اور دیکھ لیں کہ اس میں کیا پرویژن رکھی گئی ہے ۔ وہاں پر عوام کو جو نمائندگی دی گئی ہے وہ حکومت کی جانب سے مقرر کئے جانے والے تین عوامی نمائندے ہیں ۔ آپ اندازہ فرمائیے ہر چیز کس قدر بددیانتی پر مبنی ہے ۔ آپ اسے منتخب نمائندے ہی کہہ دیں ۔ یہی لکھ دیں ۔ کیونکہ آپ اپنی اکثریت کی بنیاد پر اس قانون کو منظور تو کروا لیں گے مگر نتائج اس سے کیا اخذ ہوں گے ۔ یہ تو وقت بتائے گا ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ بلا تفریق بلا لحاظ ایسے منتخب عوامی نمائندے کو جو کسی ایسے شہر کے عوام کی نمائندگی کے لئے منتخب کیا گیا ہو جس شہر یا علاقے کے لئے شہری ترقیاتی ادارے بنانے مقصود ہوں اس کو بھی اسی طرح ایکس آفیشیو ممبر بنایا جائے جس طرح منسٹر یا سیکرٹری یا دوسرے سرکاری افسران یا اہلکاران ہوں گے ۔ جب تک بلدیاتی انتخابات کے ذریعے علاقائی اور منتخب نمائندے نہیں لائے جاتے اس وقت تک صوبائی اسمبلی کے ارکان کو خواہ وہ ایک ہو خواہ وہ دس ہوں جو اس شہر کی حدود یا علاقے میں آئیں ان کو اس کا ایکس آفیشیو ممبر بنانا چاہئے ۔ اور جو چیرمین کی کلاز رکھی گئی ہے اس پر بھی مجھے اعتراض ہے یعنی وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اس ادارے کا چیرمین ہوگا ۔ اس کی کوئی کوالیفیکیشن ہے ؟ اگر وہ عوام کا منتخب نمائندہ نہ ہوتا تو وزیر متعلقہ محکمہ کا سربراہ بھی نہ بن پاتا ۔ اگر آپ عوام کے ایک منتخب نمائندے کو جو کہ خوش قسمتی سے یا منظور نظر ہونے کی وجہ سے حکومت کے اعلیٰ منصب یعنی وزارت کے قلمدان سنبھالنے کے قابل سمجھا گیا ۔ تو آپ اپنے ہی دوسرے سیاسی منتخب ارکان کو ان اداروں کی سربراہی کیوں نہیں منتقل

کر دیتے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی وزیر کی کوالیفیکیشن یہ ہے کہ وہ رکن اسمبلی ہونا چاہیئے تو اگر کوئی رکن اسمبلی اس ترقیاتی ادارے کا ممبر ہوگا تو اس کی بھی کوالیفیکیشن وہی ہے ۔ میں خلوص دل اور نیک نیتی سے یہ بات کہہ رہا ہوں ۔ مجھے وزیر صاحب کے چیئرمین ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے مگر مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ وزیر متعلقہ اپنی اپنی کرسیوں کے تحفظات اور دیگر سیاسی اور انتظامی مسائل میں اس قدر الجھے ہوئے ہوتے ہیں ، اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ ان کو ان چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے کوئی مناسب وقت نہیں مل سکے گا ۔ اور وہ اپنے فرائض احسن طریقے سے سر انجام نہیں دے سکیں گے اور اس طرح ان اداروں کی کارکردگی لازمی طور پر متاثر ہوگی ۔ آپ کا ۔ میرا اور ہم سب کا یہ بھی مشاہدہ ہے کہ جہاں کہیں بھی ضلعی ورکس کونسل یا پیپلز ورکس کونسل کے ارکان منسٹر صاحبان یا سپیکر یا ڈپٹی سپیکر صاحبان میں سے ہوں تو وہ اپنے دوسرے سرکاری فرائض کے سلسلہ میں اپنی سیاسی مصلحتوں ، تقاضوں اور مصروفیتوں کے سلسلے میں اس قدر مصروف دیکھے گئے ہیں کہ سال میں بمشکل ایک آدھ اجلاس ان ترقیاتی اداروں کا طلب کیا گیا ۔ اور اس طرح یہ خود مختار ادارے بالکل غیر موثر اور بے کار ہو کر رہ گئے ہیں ۔ میں یہ بات عوام کے فائدے کے لئے کہہ رہا ہوں کہ جب کسی ادارے ، نیم خود مختار ادارے میں آپ کی supervision انفرادی یا اجتماعی طور پر مسلط ہے اور جس معاملے میں دخل دینا چاہیں دے سکتے ہیں ۔ جب ایک وزیر کے پاس اتنا بڑا اعزاز ہے تو یہ چھوٹے چھوٹے جو مناصب ہیں ان کو دوسرے پیروکاروں میں بانٹ دیجئے ۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ منصب ہمیں ملیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ عوام کے مفاد میں ہے ۔ آپ کے اپنے مفاد میں ہے ۔ حکومت وقت کے مفاد میں ہے ۔ انہیں چاہیئے کہ ایسے افراد کو ان اداروں کی سربراہی کے لئے مواقع فراہم کریں جو واقعتاً خلوص نیت کے ساتھ اپنے تمام دیگر مسائل اور مجبوریوں کو چھوڑ کر عوامی خدمت کے صلہ میں وقت دینا مناسب سمجھیں ۔

جناب والا ! ادارے کی تشکیل تو ہو رہی ہے - اس کے لئے بہت سی کلازیں شامل ہیں - میں آپ کے علم میں اور عوام کے علم میں ریکارڈ کے لئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ لائل پور شہر جہاں سے مجھے نمائندگی کا حق دیا گیا ہے اس کے لئے دو مرتبہ گریٹر لائل پور پلان تیار کرنے کے لئے پانچ پانچ لاکھ روپے کے کنٹریکٹ ایک ایسی آرکیٹیکچر فرم کو دیے گئے جس کا مینیجنگ ڈائریکٹر موجودہ حکومتی پارٹی کا جنرل سیکرٹری ہے - اس فرم نے دو مرتبہ گریٹر لائل پور پلان تیار کرنے کی غرض سے دس لاکھ روپیہ حاصل کیا مگر وہ عوام کا پیسہ عوام کی جیبوں سے نکلا ہوا پیسہ ضائع چلا گیا - اور اس پر قطعی طور پر کوئی عمل نہیں کیا جا سکا - آپ اگر عوام کی بھلائی چاہتے ہیں - آپ اگر عوام کے لئے فلاحی منصوبہ جات بنانا چاہتے ہیں - اگر آپ عوام کی صحت ، تعلیم اور دوسری بنیادی ضروریات کو ہم آہنگ کرنا چاہتے ہیں تو میں مثالیں پیش کرتا ہوں - کہ جب آج ایک شہر میں ایک ہی قسم کے کام مختلف سرکاری ادارے مکمل کر رہے ہوتے ہیں - مثلاً میونسپل کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن کے ایک خاص حد تک اپنے اپنے فنڈز ہوتے ہیں جو کہ وہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو ادا کرتے ہیں اور وہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ جب زیر زمین نکاسی آب کا یا زمین کے اوپر فراہمی آب کا کوئی منصوبہ تیار کرتا ہے اور اس میں اگر فنی یا دوسری کسی قسم کی میٹیریل کی خامیاں رہ جاتی ہیں جب وہ اس کو میونسپل کارپوریشن کے پاس hand over کرتا ہے تو اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد اس میں بے شمار خامیاں اور کوتاہیاں بڑھتی گئی ہیں - زیر زمین منصوبے بنتے ہیں اور زیر زمین گھپلے بھی ہوتے ہیں - زیر زمین سب کام چلتا ہے اور سودا بازی بھی ہوتی ہے - underground سودا بازی ہوتی ہے اور عوام پھر میونسپل کارپوریشن - ان کے اہلکاران اور دوسرے افسران کا گھیراؤ کرتے ہیں اور یہ جو زیر زمین سودا بازیاں ہوتی ہیں یہ ان کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں - ان کو شعور نہیں ہے

کہ اس منصوبے کو جس میں لاکھوں اور کروڑوں روپے عوام کے صرف ہوئے ہیں ۔ کس محکمہ نے بنایا ہے ۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ سینئر منسٹر صاحب جو کہ بہت شریف آدمی ہیں وہ ان تجاویز پر اور میری ان باتوں پر غور فرمائیں ۔ اگر مختلف محکموں اور مختلف اداروں کی شکل میں نیم خود مختار اور خود مختار اداروں یا ایجنسیوں کی شکل میں جو آپ نے مختلف ادارے عوامی فلاح و بہبود کی خاطر اور عوام کو بہتر ماحول مہیا کرنے کی خاطر دیے ہوئے ہیں ، یہ درست نہیں ہیں اور اگر آپ نے مختلف محکموں کی سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے ۔ تو خدا کے واسطے اور اس قوم کے مفاد کی خاطر آپ کم از کم ان کی continuous maintenance کی خاطر اس کو ان محکموں کے حوالے کریں یہ جو بلدیاتی اداروں پر آپ نے سرکاری محکموں کے افسران بٹھائے ہوئے ہیں یہ سفید ہاتھی کی طرح ایک گران بوجھ ہیں جو کہ قابل برداشت نہیں رہا ہے ۔ اور آج اس بوجھ سے ہی زیادہ بوجھ عوام کی جیبوں پر اس بل کے ذریعہ سے ڈالا جا رہا ہے ۔ میں کہتا ہوں بلکہ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر حکومت پہلے سے نافذ شدہ ۔ تشخیص کردہ ٹیکس جو کہ عوام پر عائد کئے گئے ہیں کی evasion اس کی چوری ، اس کا گھپلا ، اس کی گڑ بڑ ، موثر طریقہ سے بند کر دے ، اس کی وصولی کو بہتر بنایا جائے ۔ اگر حکومت پہلے سے عائد کردہ ٹیکسوں کی وصولی کو سو فیصد کامیاب بنائے تو پھر عوام پر کسی بھی مزید بوجھ ٹیکسوں کی صورت میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوگی جیسا کہ اس بل کے ذریعہ مختلف ٹیکس ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ ارے بھائی ! حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ معاشرے کی خامیاں ، انتظامیہ کی خامیاں اور بدعنوانیاں اور جو اس کی leakage ہے ۔ جو اس کی evasion ہے ۔ جو اس کی چوری ہے اس کو دور کرے ورنہ آپ مالیات کا توازن کسی طرح بھی قائم نہیں رکھ سکتے ، آگے کو تو بھاگتے ہیں ، ٹیکس تو لگاتے ہیں اور جو وصولی ہے اس میں آپ صفر ہیں ۔ اگر جناب والا ! اعداد

و شمار جمع کریں تو کتنے ٹیکس ارکان اسمبلی کے نام پر اور وزراء کے نام پر ہوں گے ہزاروں اور لاکھوں روپے کے ٹیکس مختلف محکموں کے واجب الادا ہوں گے ۔ آپ ٹیکسوں کی وصولی کی طرف نہیں جاتے ہیں ۔ اگر 50 فیصدی وصول ہوگئے تو ٹھیک ہے ۔ اگر بجٹ پورا نہیں ہوا ہے ۔ بیلنس قائم نہیں رہا ہے تو اور ٹیکس نافذ کرو ۔ ارے بھائی ! اب قوم کے افراد کے ناتوان کندھے مزید کسی قسم کے ٹیکس کا بوجھ نہیں برداشت کر سکتے ہیں ۔ آپ ٹیکس لگاتے جائیں گے تو آپ کے مفاد میں نہ ہے ۔ یہ آپ کی بھول ہے کہ آپ عوام پر مزید ٹیکس جاری رکھیں اور پھر اپنی حمایت اور اپنے تعاون کی بھی ان سے امید رکھیں ۔ یہ بات قطعاً نہیں ہو سکتی ہے ۔ یہ بات بنیادی اصول کے خلاف ہے ۔ دنیا reciprocal basis پر چلتی ہے اب عوام دیکھتے ہیں اب عوام کو شعور حاصل ہوگیا ہے ۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ حکومت وقت جس کو ہم نے اپنی قسمت اور اپنی تقدیر بدلنے کا اختیار دیا ہوا ہے ۔ وہ ہماری بھلائی اور بہتری کے لئے کیا کیا کام کر رہی ہے ، اگر تو آپ ان کی توقعات پر پورے اترتے ہیں تو وہ آپ کی امداد reciprocal basis پر کریں گے اور آپ کا ساتھ دیں گے ۔ مگر موجودہ صورت میں آپ کو غلط فہمی ہے ۔ اگر آپ خوش فہمی میں مبتلا رہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے ۔ ہم اس ایوان کی دہلیز پر یہ بات کریں گے کہ اس بل کی جن کلاز کے ذریعہ سے مختلف تعمیرات کو گرانا اور تجاوزات کو ختم کرنے کا اختیار رکھا گیا ہے ۔ میں جناب سینئر منسٹر کا بہت احترام کرتا ہوں ، میرے نزدیک یہ شریف النفس انسان ہیں ، میں ان کو دعوت دیتا ہوں ۔ میں اپنے شہر اور ضلع کے عوامی نمائندگان کو یہ بات چیلنج کرکے کہتا ہوں آپ میری دعوت قبول کریں ، چلئے دور نہ سہی ، لائل پور شہر میں ایک نہیں دو نہیں ، سینکڑوں نہیں ، ہزاروں نہیں لاکھوں تجاوزات بغیر کسی جواز کے آج لائل پور کی گلیوں ، راہوں ، شاہراہوں ۔ بازاروں اور گلی کوچوں میں میں آپ کو دکھلاتا ہوں ۔ کیا آپ کے پاس

لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975ء میں ان تجاوزات کو ہٹانے کا پروویژن نہیں ہے ؟ ان کو ہٹایا جاتا ہے ۔ گرایا جاتا ہے ۔ مکانات گرائے جاتے ہیں ، دکانات مسمار کی جاتی ہیں ، اور دکانوں کے اندر سے لاکھوں روپے کا سامان لوٹ لیا جاتا ہے ۔ لوگوں کی جائیدادوں کو تباہ کر دیا جاتا ہے ۔ اور اس وقت حکومت کی سیاسی اختلافات کا کھیل کھیلا جا رہا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! جہاں پر یہ نظر آتا ہے کہ کوئی شخص سیاسی طور پر حکومت وقت کی مخالفت کر رہا ہے یا اختلافات کر رہا ہے یا اس میں سیاسی پارٹی ۔ بدعنوان کارندے یا اس کے کسی اہل کار کا ہاتھ ہوتا ہے تو غریب لوگوں کو ان کے روزی کے اڈوں سے 24 گھنٹے کا نوٹس دیکر فوری طور پر بے دخل کر دیا جاتا ہے ۔ جناب والا ! میں یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ ایسا امتیازی سلوک ایک ہی قوم سے اور ایک ہی قانون کے ساتھ مختلف اشخاص سے اپنی پسند و ناپسند کی وجہ سے کیوں روا رکھا جاتا ہے ۔ اگر آپ پچھلے قانون کے ذریعہ موثر طریقے سے ان کی غلط کاریوں کا انسداد نہیں کر سکے ہیں تو جناب والا! کیا گارنٹی ہے کہ اس قانون کے ذریعے ان کی جو بدعنوانیاں ہیں آپ ان پر قابو پا لیں گے یا لوگوں کے ساتھ ظلم اور نا انصافی بند ہو جائے گی ۔

جناب والا ! اس میں ایک غور طلب بات یہ بھی رکھی گئی ہے کہ ایک طرف جو تو اس ادارے کے اراکین ہیں وہ تو سارے کے سارے حکومت کے اعلیٰ عہدوں کے مالک ہیں اور دوسری طرف جب بجٹ بنایا جائے گا تو وہ حکومت کی منظوری کے لئے حکومت کے پاس بھیجا جائے گا اور اگر حکومت دو مہینے کے اندر یا ساٹھ دن کے اندر میزانیہ کو پاس کر کے یا اعتراض لگا کر واپس نہیں بھیجے گی تو پھر اس کو پاس سمجھا

جائے گا۔ جناب والا ! یہ پہلے ہی سے presume کر لیا گیا ہے - پہلے ہی سے اس میں یہ شق رکھ دی گئی ہے کہ بھئی دو ماہ تک۔ ساٹھ دن تک حکومت کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ کسی ادارے کے بجٹ پر نظر ثانی کر کے اس کو منظور یا پھر اس پر اعتراض کرسکے - تو جناب والا! ایسی شق رکھنے سے کیا حاصل ہوگا۔ آپ کی اپنی حکومت ہے - آپ کا اپنا ادارہ ہے - آپ ہی اس کو چلائیں گے اور وہ آپ کی مرضی سے بجٹ بنائیں گے تو پھر اس میں مزید منظوری دینے یا نہ دینے کا کیا جواز رکھا جاتا ہے - یہاں پر اس بل کے ذریعے سے اراضی اور غیر منقولہ املاک کو حاصل کرنے کا اختیار اس ادارے کو دے دیا ہے - جناب محترم - میں یہ کہتا ہوں کہ اگر دیانتداری کے ساتھ سرکاری انتظامی مشینری - افسران - اہلکاران - اور سیاسی منصب دار عوام کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں ایسا کرنے یا ہمیں ان سے ایسی توقع ہے تو ہم شاید اس پر اعتراض نہیں کرتے - مگر ہمارا ذاتی تجربہ اور ذاتی مشاہدہ ہے کہ جو منقولہ اور غیر منقولہ املاک کا حاصل کرنا اور املاک کو فروخت کرنے کا اختیار دینا ہے اس سے بدعنوانی - ہیرا پھیری اور رشوت کے در کھلتے ہیں - آپ ان کی ضرور پروبزن رکھیں - اس کے بغیر اگر یہ بل آپ پاس بھی کر لیں گے - - -

چوہدری محمد حنیف : جناب سپیکر ! کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - کورم پورا ہے -

سید طاہر احمد شاہ -

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! ویسے میں سمجھتا ہوں کہ آج کورم ضرور پورا ہونا چاہیے اور جب تک آپ اجلاس جاری رکھیں گے کورم پورا ہی رہے گا کیونکہ آج انہوں نے اپنے پیر و مرشد کے حضور میں حاضری دینی ہے -

Mr. Speaker : Please let us proceed with the debate.

سید ظاہر احمد شاہ : جناب محترم ۔ اس بل کے ذریعے سے جو اپنے ہی گھر کی چار دیواری کے اندر سے ملکیتی زمین پر ٹیوب ویل لگا کر پانی حاصل کیا جائے گا یہ اس پر بھی فیس عائد کرنا چاہتے ہیں ۔ ارے بھائی ! یہ پانی اور ہوا خدا کی پیدا کردہ ہے ۔ اس کی ملکیت پر کیوں دعویدار بنتے ہو ۔

مسٹر سپیکر : آپ relevant تقریر کریں ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب میں یہ کہتا ہوں کہ اگر فیس عائد کرنی تھی جیسا کہ لوکل گورنمنٹ کی حدود میں اگر کوئی ٹیوب ویل پر آدھ یا ایک ہاؤس پاور کی الیکٹرک موٹر لگانا چاہتا ہے تو اس پر پہلے سے ہی ٹیکسیشن کی شرح موجود ہے تو یہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ٹیوب ویل پر کہاں سے حکومت کو ٹیکسیشن کی سوجھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اتنی تفصیل میں تو نہ جائیں ۔

سید ظاہر احمد شاہ : ٹھیک ہے میں آپ کے اعتراض کو مان لیتا ہوں ۔

جناب والا ! ایک اور بات جو ہم دیکھتے ہیں اور جو عوام کے مفاد میں ہے کہ آج جب کہ سائنس کی جدید تحقیقات کی وجہ سے فاصلے سمٹ آئے ہیں وقت کم ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ آج اس دور میں ناجائز تجاوزات کیوں ظہور پذیر ہو رہے ہیں ؟ اس لئے کہ مختلف شہروں میں جو پہلے سے منصوبہ بندی کے تحت بنائے گئے تھے اور جو آباد کئے گئے تھے ان میں اور مختلف علاقوں میں مارکیٹنگ کی کوئی گنجائش نہیں تھی ۔ بیشک اس بل کے ذریعے سے نچلی سطح پر قواعد و ضوابط بناتے ہوئے ہو سکتا ہے کہ کاروباری سنٹروں میں اور بزنس سنٹروں میں مارکیٹنگ یا پارکنگ پلیسز کی گنجائش رکھی جائے لیکن جناب والا ! اپنے مشاہدات کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں

کہ اس کی constitutional provisions ہونی چاہیے تھی کہ یہ ادارہ ٹریڈ مارکیٹ علاقوں میں scatter کرکے پارکنگ پلیس بنائے کیونکہ یہ قوم کے سامنے اور حکومت کے سامنے مستقبل میں پیش آنے والا بہت بڑا مسئلہ بن رہا ہے ۔ جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت میری اس بات کی طرف بھی اچھی طرح سے غور کرے ۔

جناب والا ۔ اس بل کے ذریعے ادارے کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ قرض ملکی ، یا غیر ملکی یا وفاقی حکومت سے حاصل کر سکتا ہے ۔ آپ دیکھیں کہ قرض کی بنیاد پر کب تک ہم عوامی مفاد کے لئے تعمیرات کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں ۔ آج ہماری میونسپل کمیٹیوں ، میونسپل کارپوریشنز یا ضلعی کونسلوں کا کیا حال ہے ؟ میں نے اس سلسلے میں اپنی بجٹ کی تقریر میں یہ بات کہی تھی کہ وہ کشکول لئے صوبائی حکومت کی طرف دست دراز ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل کے ذریعے عوام کی جیبوں سے حاصل کئے گئے خزانے پر ایک بہت بڑا انتظامی مشینری کے اخراجات کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے ۔ ہمارے حالات ، ٹیکس اور ہمارے موجودہ وسائل ان بے جا اخراجات کے متحمل موجودہ وقت میں نہیں ہو سکتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اپنے وسائل کے اندر رہ کر اس طریقے سے منصوبہ بندی کرنی چاہیئے کہ وہ عوام پر کم سے کم اور غیر جانبدار طریقے سے کسی قسم کا مزید بوجھ نہ بن سکے ۔ باقی رہا یہ کہ اس بل کے ذریعے سزاؤں کی میعاد بڑھا دی گئی ہے ۔ حالانکہ اگر آپ غور فرمائیں تو یہ قوانین کی سرسری نوعیت کی خلاف ورزی ہو گی ۔ اس میں ایک سال تک ۔ چھ ماہ تک اور ساتھ جرمانہ بھی یا دونوں سزائیں بیک وقت اس قانون کی دفعات کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے ہوں گی اور اس کا حق عدالت کو دیا گیا ہے اس بل میں ایک ایسی سب کلاز شامل ہے کہ اگر کوئی واٹر ورکس کا افسر یا کوئی واٹر ونگ کا ملازم کوئی معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی احاطے میں داخل ہونا چاہے اور اس کا

مالک دانستہ طور پر اسے کوئی معلومات فراہم کرنے یا اس کو احاطے میں داخل ہونے میں امداد نہیں دے گا تو اس کو ایک سال تک قید کی سزا اور جرمانہ یا بیک وقت قید کی سزا اور جرمانہ دونوں دی جا سکتی ہیں ۔ آپ ذرا غور کیجئے کہ ایک شخص ہے ۔ اس کی ایک بیوی ہے اور دو تین اس کے مائز بچے ہیں ۔ اس کے کوئی لمبے چوڑے وسائل نہیں ہیں کہ وہ اپنے گھر میں کوئی نوکر رکھے یا کوئی اس کا عزیز ہو اور وہ اپنی تلاش معاش یا حصول روزگار کے سلسلے میں جب باہر جاتا ہے اور دفتری اوقات میں اپنے گھر واپس نہیں آتا اور کوئی ادارے کا واٹر ونگ کا افسر یا ملازم اس کے گھر دستک دے کر اندر داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ کونسا ضابطہ اخلاق ہے جس کے ذریعے اس کے اندر اس شخص کی عدم موجودگی میں داخل ہونے کی اجازت ہونی چاہیے ؟

مسٹر سپیکر : پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کبھی بھی نہ داخل ہو سکے گا اور نہ ہی کبھی چیک ہو سکے گا ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس ضمن میں ایسی پروویژن رکھی جائے کہ کسی احاطہ میں داخل ہونے سے قبل کم سے کم 36 گھنٹے کا نوٹس وہ مالک مکان یا کسی ایسے شخص کو دے جو عمارت میں مفاد حاصل کر رہا ہے ۔ اس کا نوٹس دے کر پھر وہ اس میں داخل ہو سکتے ہیں ۔ یہ بھی اس کا ایک طریقہ ہے ۔ مگر اب آپ کے دفتر یا اہلکار کے لئے اس کو چیک کرنے کا کونسا پیمانہ ہو گا ۔ آپ اگر اپنی سیاسی ، ذاتی پسند یا ناپسند کی بنا پر مجھے سزا دینا چاہینگے تو آپ کو ایک واٹر ورکس کا افسر جا کر یہ رپورٹ کرے گا کہ فلاں ولد فلاں یا طاہر شاہ ولد طفیل محمد شاہ نے دانستہ طور پر مجھے اپنے احاطے میں داخل ہونے سے روکا ہے اور میری امداد نہیں کی ہے ۔ تو وہ کونسا پیمانہ ہوگا جو اس کی تصدیق اور

تائید کرے گا کہ وہ ٹھیک کہتا ہے ۔ کیا اس طریقے سے لوگوں کو عوام کو بلیک میل کرنے کے یا اپنی ناجائز خواہشات ، illegal gratification یا رشوت حاصل کرنے کے در آپ نہیں کھول رہے ہیں ؟ ہاں اگر آپ رکھنا چاہتے ہیں تو سزا کو اڑا دیں اور جرمانہ رکھ دیں ۔ اگر رکھنا ہی چاہتے ہیں تو جرمانہ رکھ لیں ۔

جناب والا ! اس بل کے اغراض و مقاصد جن کا ذکر میں نے پہلے ہی کیا ہے کی اصولی طور پر مخالفت کرتے ہوئے آخر میں میں یہ کہوں گا کہ حکومت وقت کو چاہئے کہ انہیں اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے جو اس نے موجودہ بل میں بیان کئے ہیں یا جو مقاصد اس بل کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں اس ضمن میں انہیں اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو پہلے سے محکمے یا ادارے خواہ وہ سرکاری ہوں یا خود مختار ادارے ہوں ان پر موثر طریق سے عمل درآمد کرتے ہوئے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے منصوبے تیار کرے ۔ ان کو چلائے ، ان کو maintain کرے اور ان کو مسلسل چلانے کی طرف کوشاں رہے ۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی شعبہ موجودہ اداروں میں ناکافی ہے تو شعبوں میں اضافہ کیا جائے اور جو بے پناہ قسم کی سرکاریت ، سرکاری محکمے کی شکل میں عوام کے خزانے پر بوجھ ڈالنے کی اور بارگراں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیے ۔ اور یہی پیسہ جو سرکاری مشینری کے افسران یا اہلکاران یا ارکان کے بھتہ جات سے خرچ ہوگا وہ عوام کے تعمیری منصوبوں پر موجودہ اداروں کے ذریعے اخراجات کر کے عوام کے فلاح و بہبود کے ضمن میں کار ہائے نمایاں سر انجام دینے چاہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میں اپنے ان خیالات کے ساتھ آپ کا آج خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپنے آج موجودہ اسمبلی کے سیشن میں پہلی مرتبہ پوری فراخدلی سے میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مجھے اپنے خیالات کا

اظہار کرنے کا موقع دیا ہے ۔ اور میں اس کے ساتھ ساتھ یہ یقین کرتا ہوں کہ آپ میری اپنے فرائض کے تکمیل کے سلسلے میں مزید حوصلہ افزائی فرمائیں گے تاکہ جو مجھ میں ابھی کچھ خامیاں باقی رہ گئی ہیں ان کا ازلہ کرتے ہوئے میں عوام کی بہتر خدمت اور نمائندگی کا حق ادا کر سکوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : قائد حزب اختلاف ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! کہا یہ گیا ہے کہ ایک ایسے جامع نظام کی ضرورت تھی جو اہمیت عامہ کی وجہ سے اور عوامی مفاد کے پیش نظر ایسی منصوبہ بندی کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اور ایسے نظام کی ضرورت تھی جو منصوبہ بندی اور ترقیاتی پروگراموں میں تسلسل قائم رکھ سکے ۔ ایسے نظام کی ضرورت تھی جو گھریلو ماحول ۔ صنعتی ترقی ۔ ذرائع آمد و رفت ، تعلیم ، صحت ، فراہمی آب ، نکاسی آب اور ایسے ہی متعلقہ معاملات سے نپٹنے کی اہلیت رکھتا ہو ۔ ان مقاصد کے پیش نظر موجودہ حکومت نے موجودہ بل اس ایوان کے سامنے پیش کیا ہے ۔ جہاں تک ان مقاصد کا تعلق ہے وہ نہ صرف ہمارے بلکہ ہر قوم کے پیش نظر اولیت رکھتے ہیں ، نہ صرف ترقی یافتہ قومیں ان کو اولیت دیتی ہیں بلکہ ترقی کی منازل پر پہنچنے کے بعد اس سے اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتیں اور تمام ترقی پذیر ممالک ان مقاصد کے حصول میں اپنے شہریوں کو یہ سہولیات فراہم کرنے کے لئے اپنے تمام پروگراموں کو اولیت دیتے ہیں ۔ جہاں تک ان مقاصد کا تعلق ہے ہم میں سے کوئی بھی ان سے اختلاف نہیں کر سکتا ۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ مقاصد جن کا ذکر اس بل کے پری ایمبل میں کیا گیا ہے ان کو حاصل کرنا اس بل کے ذریعے ممکن تھا جو اس سے قبل اسی قسم کا نظام ہمارے میں موجود تھا ۔ جناب والا ! ہمارے پاس اس قبل جو نظام موجود تھا اس کے مقاصد بھی بعینہ یہی تھے جو اس کے پری ایمبل میں دئے گئے ہیں ۔ ہمارے پاس اس سے قبل میونسپل کمیٹیاں ۔ ٹاؤن کمیٹیاں اور ٹاؤن امپرورمنٹ ٹرسٹ کی صورت میں

موجود ہیں ۔ اس نظام میں انہیں مقاصد کے حصول کا ذکر ہے ۔ بلکہ ہمارے پاس ایک مشینری اس سلسلے میں آج تک موجود رہی ہے ۔ مشینری کو کلیتاً ایسی مشینری کا نام دے سکتے ہیں جو عوامی نمائندگی پر منحصر ہو بلکہ اس میں سرکاری ملازمین جنہیں نوکر شاہی کہتے ہیں ان کا اس میں کافی عمل دخل موجود ہے ۔ جہاں تک میں اس بل کو سمجھنے میں کامیاب ہوا ہوں میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہم ان مقاصد کی تکمیل اس لئے نہیں کر سکے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا نظام موجود نہیں تھا بلکہ اس کی کچھ اور وجوہ سامنے آتی ہیں ۔ اولاً یہ کہ صنعتی میدان میں ترقی کے ساتھ شہروں کی آبادی میں فوری طور پر اضافہ ہوا ہے اور اس طرح سے آبادی میں بے پناہ رش کی بنا پر بہت سے مسائل پیدا ہوئے اور ہماری حکومت ان مسائل کو قبل از وقت طے نہ کر سکی اور اس کے لئے مناسب وقت پر منصوبہ بندی کرنے میں ناکام رہی ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سب سے بڑے مسائل مالی مسائل تھے لیکن ہم ان مسائل کو جانتے ہوئے بھی ان پر قابو نہ پا سکے اور یہ جانتے ہوئے بھی ان پر قابو نہ پا سکے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ آئندہ چند سالوں میں آبادی کے اضافے کے ساتھ ساتھ ان مسائل نے پیدا ہونا تھا ۔ ان کو نہ دیکھ سکے اور نہ ہی ان کا تدارک کر سکے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اگر کسی وقت یہ مسائل ہمارے سامنے کھل کر آ گئے تو ہم ان سے نپٹنے کے لئے مناسب مالی انتظامات نہ کر سکے اور ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے مناسب مالی امداد فراہم نہ کر سکے ۔ جناب والا ! میری اس سلسلے میں سب سے بڑی وجہ جو مندرجہ بالا وجوہ سے خاص طور پر تعلق رکھتی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ وہ جمہوری نظام جس کا ہم بار بار اعادہ کرتے ہیں اور ہماری پارٹی والی حکومت اس بات پر خاص طور پر زور دیتی ہے کہ ہم جمہوری نظام پر یقین رکھتے ہیں اور جمہوریت کے راستے پر چل رہے ہیں انہوں نے آج تک اس مسئلے کی طرف کبھی کوئی توجہ نہیں دی ہے ۔ جہاں تک لوکل باڈیز کا تعلق ہے عوامی نمائندگی

کے بغیر ان شہروں کے مسائل کا حل ناممکن ہے ۔ وقتاً "فوقتاً" ہمارے موجودہ وزرا بھی اشارتاً "کنایتاً کبھی کبھار عوامی confirmation کے لئے ذکر کرتے ہیں ۔ ابھی چند روز قبل ایک مرکزی وزیر نے یہ کہا تھا کہ ہمارے پاس جو ترقیاتی پروگرام ہیں ان سے عوام استفادہ نہیں کر سکے ۔ اس کی بڑی وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ اس میں عوام کی شرکت نہ تھی ۔ عوام کی شرکت کے بغیر ان منصوبوں پر صحیح طور پر عمل نہیں ہو سکتا اور نہ عوام اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ جناب والا ! یہ وجوہ تھیں جن کی بنا پر ہم ان مقاصد کی تکمیل نہ کر سکے جس کا ذکر اس بل کے ہری ایمبل میں کیا گیا ہے ۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے جن کا ذکر اس بل کے ہری ایمبل میں کیا گیا ہے ۔ ہم کہاں تک ان کی طرف توجہ دے رہے ہیں جن سے ان مسائل کا حل کر سکیں ۔

جناب والا ! مجھے یہ کہنے میں کوئی عار اور ہچکچاہٹ نہیں کہ اس بل کو پیش کرنا حکومت کے دیوالئے پن کا ثبوت ہے اور اس بات کا اعتراف سیاسی طور پر موجود ہے کہ حکومت کا بالکل دیوالیہ ہو گیا ہے ۔ میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعینہ وہی اختیارات جو اس ادارے کو دیے جا رہے ہیں اس سے قبل میونسپل کمیٹیوں اور امپرومنٹ ٹرسٹ کے پاس موجود تھے ۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ان پر نوکر شاہی کا ہولڈ موجود تھا ۔ اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ میونسپل کمیٹیوں میں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں عوامی نمائندگی کا کسی حد تک عنصر رہا اور اس وقت شہری مسائل اس حد تک موجود نہ تھے جس قدر آج ہیں ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ آبادی اس قدر نہ ہو جس قدر آج ہے لیکن اس کے ساتھ مسائل اس وقت اتنے نہ تھے جس قدر آج ہے ۔ اس بات سے عیاں ہے کہ اس دور

میں جب میونسپل کمیٹیوں کو عوامی نمائندگی سپرد تھی اس وقت ان شہروں کے عوام کے مسائل اتنے پیچیدہ نہ تھے اور نہ ہی اتنا وقت ان کو حل کرنے میں لگتا تھا۔ لیکن جب سے موجودہ حکومت نے اس صوبے کی باگ دوڑ کو سنبھالا ہے اس وقت سے قطعی طور پر ان مسائل کو حل کرنا نوکر شاہی کے سپرد کر دیا ہے۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے سیاسی دیوالئے پن کا ثبوت یہ بل ہے تو اس وقت میرے سامنے اس کے وہ فرائض جو یہ اس اتھارٹی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں ہوتے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

~~(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)~~

کہ اس اتھارٹی کی تشکیل اس طرح کی گئی ہے کہ تمام کے تمام اختیارات نوکر شاہی کے سپرد کر دیے گئے ہیں سوائے اس کے کہ یہ اس بات پر خوش ہوگئے ہیں کہ اس اتھارٹی کا چیرمین متعلقہ وزیر لوکل باڈیز ہوگا جو کہ اس نوکر شاہی کے ہاتھ میں بالکل ایک قیدی کی حیثیت رکھتا ہوگا۔ اسی نوکر شاہی نے اس حکومت کو یہ دھوکہ دینے کے لئے اس اتھارٹی میں یہ گنجائش رکھی کہ اتھارٹی کے تین ایسے ممبران ہوں گے جن کو حکومت نامزد کرے گی۔ جناب والا! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو اشخاص اس حکومت کے نامزد کردہ ہوں وہ کیسے عوامی منتخب نمائندے کہلا سکتے ہیں۔ جہاں تک اس اتھارٹی کے فرائض کا تعلق ہے وہ عوام کو جواب دہ نہیں۔ جن کو عوام کے نمائندوں کا نام دیا جا رہا ہے اور جن کو حکومت نامزد کرے گی وہ صرف اسی شخصیت اور اسی اتھارٹی کو جواب دہ ہوں گے جو اسے نامزد کرتی ہے۔ عوامی نمائندگان تو وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو عوام اس مقصد کے لئے انتخاب کے ذریعے چن کر اس اتھارٹی میں بھیجیں۔ ان لوگوں کو عوامی نمائندوں کا نام نہیں دیا جا سکتا جن کو حکومت وقت نامزد کرکے اس پوسٹ

پر بھیجے گی ۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس اتھارٹی میں کسی طرح بھی عوام کی نمائندگی یا عوام کی آواز کی شمولیت ہے قطعاً بے بنیاد ہے ۔ اسی طرح اگر وہ تمام اتھارٹیز اور وہ تمام اختیارات جو اس سے قبل میونسپل کمیٹیوں یا ٹاؤن کمیٹیوں یا امپروومنٹ ٹرسٹ کو حاصل تھے وہ ان اتھارٹیز کو تفویض کئے جانے مقصود ہیں جو اس بل سے قطعی طور پر عیاں ہے تو پھر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اب حکومت اپنے آپ کو کلیتاً نوکر شاہی کے سپرد کر رہی ہے ۔ وہ اس بات کو تسلیم کر رہی ہے کہ وہ مسائل کو حل کرنے میں نااہل ہے ، وہ اس بات کو تسلیم کر رہی ہے کہ اس کی اپنی سوچ ختم ہو چکی ہے ، وہ اس بات کو تسلیم کر رہی ہے کہ وہ لوگوں کے مسائل کی طرف خود توجہ دینے کے قابل نہیں رہی ورنہ قطعاً ایسی حکومت کو جو اپنے آپ کو اس بات کی دعویدار کہتی ہے کہ وہ عوام کے ووٹوں اور عوام کی اکثریت کی آواز کے ساتھ منتخب ہو کر اس صوبے کے عوام پر حکومت کر رہی ہے ، اسے یہ کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اس نوکر شاہی کو جس کے خلاف وہ یہ نعرہ لگا کر انتخاب میں کامیاب ہوئی تھی ، اب اس ملک کی مالک وہی نوکر شاہی ، اس ملک کے سرمایہ دار اور جاگیر دار ہیں ۔ اب اسی نوکر شاہی کو عوام کے ان تمام مسائل پر قابو پانے کے لئے ہر شعبے میں فوقیت دی جا رہی ہے اور ہر چیز کلیتاً اسی کے سپرد کی جا رہی ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ حکومت کی نیت کا اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ ہم ہر روز اخبارات میں ان کے بیانات پڑھتے ہیں کہ میونسپل کمیٹیوں اور لوکل باڈیز کے انتخابات کرانے کی یہ حکومت نیت رکھتی ہے ، یہ بل اس بات کی نفی کرتا ہے اس لئے کہ جب بھی آپ کسی شہر میں ان مقاصد کے حصول کے لئے کوئی اتھارٹی قائم کرتے ہیں تو تمام وہ اختیارات منصوبہ بندی کے ، ٹیکس اور ان کے منصوبوں کی تکمیل کے ، جو بہت ضروری اختیارات ہیں ، وہ ان میونسپل کمیٹیوں کی بجائے ان اتھارٹیز کے سپرد کرتے ہیں ، تو آپ وہ عوامی نمائندے

کس مقصد کے لئے منتخب کر رہے ہیں اور جب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کسی مناسب وقت یا آئندہ عام انتخابات کے بعد ، جس کی بظاہر تیاری معلوم ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ لوکل باڈیز کے انتخابات کرانا چاہتے ہیں ، یہ بل آپ کی اس بات کی نفی کرتا ہے اس لئے کہ آپ عوامی نمائندگان کی اس بل میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں رکھ رہے ۔ آپ اس بل میں تمام اختیارات اسی نوکر شاہی اور اسی اتھارٹی کو تفویض کر رہے ہیں جہاں عوامی نمائندگی کی قطعاً کوئی گنجائش موجود نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی بات متوقع ہے ۔

جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اس بل کے عام اصولوں کا تعلق ہے نہ صرف یہ کہ حکومت نے بنیادی طور پر ان مقاصد کی تکمیل کے لئے جو طریق کار اختیار کیا ہے اور جس طرح سے اس اتھارٹی کی تشکیل کی جانی مقصود ہے ، اس سے میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ حکومت قطعی طور پر ان مسائل کا حل نہیں چاہتی بلکہ ان مسائل کی جانب سے اپنی آنکھیں بند کر رہی ہے اور اپنے اوپر وقتی طور پر ایک ایسا نقاب اوڑھنا چاہتی ہے جس سے وہ اس الزام سے بچ سکے کہ آج تک وہ ان مسائل کی طرف توجہ نہیں دے سکی اور جب بھی یہ مسائل سامنے آتے ہیں تو نوکر شاہی اسے بڑی آسانی سے یہ بات بتا دیتی ہے کہ ہمارے پاس کوئی جامع نظام موجود نہ تھا ۔ اگر اس کے لئے کوئی نئی اتھارٹی قائم کر دی جائے تو اس سے مسائل کا حل ممکن ہے اور اسی مقصد کے پیش نظر اور اسی دھوکے کی وجہ سے اور اسی خوش فہمی کی بنا پر اس حکومت نے اس سال کئی ایسے بورڈ اور اتھارٹیز تشکیل دیے ہیں ۔ ہم نے ہر موقع پر ایسے قوانین پر تعمیری تنقید کرنا اپنا فرض سمجھا اور ہمیشہ اس بات پر اصرار کیا کہ ان بورڈوں یا ایسی اتھارٹیز کا چیرمین کم از کم متعلقہ وزیر کو نہیں بنانا چاہیئے ۔ اس میں ہمارے سامنے

کوئی سیاسی وجوہ نہیں ۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر متعلقہ کو ایسے بورڈوں یا ایسی اتھارٹیز کا چیرمین بنا کر ان مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے تو وہ غلط فہمی کا شکار ہیں اس لئے کہ وزیر متعلقہ کو ہمیشہ اپنے محکمے کے تمام مسائل کا احساس ہوتا ہے اور جہاں کہیں بھی اس قسم کے بورڈ یا اس قسم کی اتھارٹی کی کارکردگی تسلی بخش نہ ہو وہاں وہ ہر وقت مداخلت کر سکتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ تمام مسائل کے متعلق پالیسی بنا کر ان کی راہنمائی کر سکتے ہیں اور ہر وہ شخص جو اپنے فرائض منصبی پورے طور پر ادا نہیں کر سکتا ، جس نے دیانتداری سے اپنے فرائض پر توجہ نہ دی ہو ، وہ اس کی باز پرس کرسکتے ہیں اور اس کے خلاف اقدامات کر سکتے ہیں ۔ جب وزیر متعلقہ کے بنائے جانے کا مقصد ہی یہ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وزراء صاحبان اپنی وزارت سے اتر کر اس اتھارٹی یا بورڈ کے چیرمین بننا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں ۔ ہم نے ہر بار یہ کہا ہے کہ جب وزیر متعلقہ اس اتھارٹی یا بورڈ کا چیرمین بن جائے گا تو اس طرح سے وہ اپنے اختیارات کو محدود کر لے گا اس لئے کہ وہ غیر جانبدارانہ طور پر اپنے اختیارات استعمال نہیں کر سکے گا اور وہ ایک فریق کی حیثیت اختیار کر لے گا ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ایک کوالیفائیڈ ڈاکٹر ہیں ، بظاہر انہیں وزیر صحت ہونا چاہیئے تھا لیکن انہیں وزیر صحت اس لئے نہیں بنایا گیا ہوگا ، جیسے کہ یورپین ممالک میں ہوتا ہے کہ بحیثیت ایک ڈاکٹر کے وہ لوگوں سے متعلقہ رہتے ہیں ، ان کی سوچ متاثر ہو سکتی ہے ، ان کی اپنی پسند یا ناپسند ہو سکتی ہے ۔ ورنہ کوئی وجہ ہے کہ آپ کی وزارت میں ایک کوالیفائیڈ ڈاکٹر موجود ہو اور وہ وزارت صحت کا انچارج نہ ہو ۔ جناب والا ! میں اسی نیت اور انہی مقاصد کے حصول کے لئے بار بار اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ آپ متعلقہ وزیر کو اس بورڈ یا اتھارٹی کا چیئرمین بنا کر ان مسائل کو حل نہیں کر سکتے بلکہ آپ ان مسائل کو اور زیادہ پیچیدہ کریں گے کیونکہ وزیر متعلقہ کی

سوچ جس طرح غیر جانبدار ہونی چاہیئے وہ نہیں رہ سکتی - اس طرح کچھ لوگ victimize ہوں گے اور وزیر متعلقہ کی سوچ میں جو وسعت ہونی چاہیئے وہ محدود ہو جائے گی - مجھے آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آئی اور نہ ہی حکومتی پارٹی کے بنچوں کی طرف سے آج تک اس قسم کی کوئی دلیل دی گئی ہے کہ وہ کیوں ایسے بورڈ یا اتھارٹی کا چیرمین کسی وزیر کو بنانا ضروری خیال کرتے ہیں -

جناب والا ! حکومتی پارٹی کے ایک معزز رکن نے بھی اس بل پر تعمیری تنقید کی تھی - اور نہایت ہی معقول تجاویز پیش کی تھیں - مجھے توقع ہے کہ اگر ہمارے متعلق وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم شاید انہیں صحیح مشورہ نہیں دے رہے تو اپنی پارٹی کے معزز رکن کی تجاویز کی طرف تو وہ ضرور توجہ دیں گے -

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! انہوں نے صحیح طور پر اس طرف اشارہ کیا تھا کہ آپ ایسے اداروں کو اس قسم کے اختیارات تو دے رہے ہیں ، لیکن ان پہ کوئی چیک نہیں - بیلنس کس چیز پر آپ کر رہے ہیں ؟ آپ انہیں کسی کا ذمہ دار بنانے پر تیار کیوں نہیں ؟ کسی کا جواب دہ بنانے کے لئے تیار کیوں نہیں ؟ اور اس کی کوئی معقول وجہ آپ کے پاس نہیں - آپ کیوں ایسے اداروں کو کسی کا جواب دہ بنانے کے لئے تیار نہیں - اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر متعلقہ کو ایسے اداروں کا چیئرمین بنا دیا جائے تو وہ چونکہ عوامی نمائندہ ہوتا ہے ، اس لئے وہ عوام کو جوابدہ implied ہی ہو جاتا ہے ، تو جناب والا ! یہ اس کا جواب نہیں ، اور اس کی وجوہات اس سے قبل دے چکا ہوں کہ وہ اس کا جواب کیوں نہیں - اگر آپ اسی طرح اتھارٹی بنانے میں پر تلے بیٹھے ہیں آنکھیں کھائے بیٹھے ہیں اور آپ اس نوکر شاہی کے ہاتھ

میں کھیل رہے ہیں جنھوں نے آپ کے لئے یہ بل تیار کیا ہے تو خدارا ، کچھ ایسا انتظام تو اس میں ضرور کیجئے کہ کوئی معقولیت تو اس بل کو حاصل ہو جائے۔ عوامی نمائندگی کا کوئی تھوڑا سا شائبہ تو اس میں ضرور ظاہر ہو جائے۔ کم از کم اس شہری کے لئے ، جس کے لئے آپ یہ اتھارٹی تشکیل دے رہے ہیں ، اس کے اگر آپ لوکل باڈیز کے الیکشن نہیں کرانا چاہتے تو اس شہر کے الیکٹڈ نمائندوں کو تو اس بورڈ میں نمائندگی ضرور دے دیں۔ آپ اس میں اپنی نامزدگی کرنا چاہتے ہیں ! آپ سمجھتے ہیں کہ لوگ ان باتوں میں غور نہیں کرتے ! آپ کی یہ سوچ غلط ہے۔

جناب والا ! میں اس اتھارٹی کی تشکیل پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔ اب اس کے اختیارات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ نے اسے فنانشل پاورز دی ہیں۔ آپ نے انہیں یہ اختیارات دیے ہیں کہ وہ اپنی منصوبہ بندی کی تکمیل کے لئے اخراجات پورے کرنے کی غرض سے شہریوں پر فیس اور ٹیکس لگا سکتے ہیں۔ یہ اختیارات اس سے قبل کئی اور اتھارٹیوں اور بورڈوں کو بھی دیے جا چکے ہیں۔ اور مشاہدے کی یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہمیشہ ان اختیارات کا ایسے بورڈز اور اتھارٹیز نے ناجائز استعمال کیا۔ اور جب بھی اس قسم کی اتھارٹیز آپ بناتے ہیں ، وائڈا کی طرح ایک نیا سفید ہاتھی اس صوبے کے اور ملک کے عوام پر مسلط کر دیتے ہیں۔ مجھے وہ ایسا قانون آپ بتائیں کہ موجودہ دور میں ، جسے آپ جمہوری دور کہتے ہیں ، کبھی کسی ایسی ٹیکسیشن کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہیں کہ جنھیں آپ ٹیکس کر رہے ہیں ، ان کے نمائندگان کی آپ منظوری حاصل نہ کر لیں۔ کسی اقتصادی اصول کی آپ مثال دے سکتے ہیں ؟ پھر آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ آپ ایک جمہوری حکومت ہیں ! لیکن آپ اپنے قانون سے ، جو آپ اس ایوان سے پاس کروانا چاہتے ہیں ، نوکر شاہی کو

وسیع اختیارات تفویض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ جس قدر چاہے ، اس شہر کے شہریوں پر ٹیکس اور فیسیں عائد کردے ۔ لیکن ان کے نمائندگان سے اجازت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ۔ میں اس لئے بھی کہتا ہوں کہ اس حکومت کے ذہنی رجحان کا صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ کس قدر جمہوری حکومت ہے ۔ اگر یہ جمہوری حکومت ہوتی تو لازمی طور پر اس صوبے کے عوام کی consent سے اس قسم کی ٹیکسیشن کی گنجائش رکھتی ۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آپ قطعاً کوئی منصوبہ بندی یا ترقیاتی پروگرام تکمیل نہیں کر سکتے جب تک آپ ٹیکس نہیں لگاتے ۔ اس لئے کہ مالی وسائل کے بغیر قطعاً کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ لیکن ان ٹیکسوں کو حاصل کرنے کے لئے بھی آپ کو ان عوام کی اجازت لینی ہے جنہیں آپ نے ٹیکس کرنا ہے اور یہ اقتصادیات کے بنیادی اصول ہے کہ آپ جن لوگوں کو ٹیکس کرتے ہیں ، ان کے نمائندگان کی اجازت کے بغیر ٹیکس نہیں کر سکتے ۔ لیکن اس بل میں قطعاً ایسی گنجائش موجود نہیں ۔ اس سے قبل یہی اختیارات میونسپل کمیٹیوں کو حاصل تھے ۔ اگر وقتی طور پر پانچ یا سات سال کے لئے کسی نہ کسی بہانے سے میونسپل کمیٹیوں کے کے الیکشن نہیں ہو سکے اور جو ٹیکسیشن میونسپل کمیٹیاں اس وقت تک کر رہی ہیں ، ان کے لئے عوام کے نمائندگان کی اجازت حاصل نہیں ۔ لیکن اسے تو ہم کہتے ہیں کہ temporary phase ہے ۔ لیکن موجودہ بل جسے آپ مستقل شکل میں لا رہے ہیں ، اس میں آپ نے کون سی گنجائش رکھی ہے کہ عوامی نمائندگان کی اجازت کے ساتھ ایسے ٹیکس اور فیسیں آپ شہر کے لوگوں پر عاید کر دیں گے ؟ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل نہایت ظالمانہ بل ہے ۔

جناب والا ! نہ صرف یہ بلکہ اس بل کے ذریعے جو اختیارات اس سے قبل میونسپل کمیٹیوں کو ٹاؤن امپروومنٹ ٹرسٹ کو لینڈ ایکویزیشن کے

متعلق حاصل تھے ، وہی اختیارات آپ ایک زیادہ تیز اور سخت تلوار کے ذریعے اس اتھارٹی کو تفویض کر رہے ہیں ۔ اگر میونسپل کمیٹیوں کو یہ اختیارات حاصل تھے کہ وہ کسی زمین کو ایکوائر کر سکتے ہیں تو کم از کم اس کے لئے ایک طے شدہ طریق کار ہے ۔ جس کی زمین آپ عوامی مفاد میں حاصل کرنا چاہتے تھے ، ایک جامع قانون موجود تھا ۔ جو اس بات کی ضمانت دیتا تھا کہ کسی شخص کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی ۔ اگر عوامی مفاد کے تحت ایسی کوئی زمین حاصل کی جاتی ہے تو کم از کم اس کی جائز اور مناسب قیمت اس شخص کو ادا کی جائے گی ۔ اور اگر اس کی جائز اور مناسب قیمت مقرر نہیں کی جاتی تو اس شخص کو حق حاصل تھا کہ وہ عدالت کی طرف رجوع کر کے اس کی جائز اور مناسب قیمت حاصل کر سکے ۔ اب وہی اختیارات اس اتھارٹی کو آپ تفویض کر رہے ہیں ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ آپ نے ایک ایسے قانون کے تحت اس اتھارٹی کو یہ اختیارات دیئے ہیں جس سے آپ ایک یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ انصاف کر سکے گی ۔ ہاوسنگ سکیم کے تحت جس طرح اراضی حاصل کی جاتی ہے اسی طرح یہ اتھارٹی بھی اراضی حاصل کر سکے گی ۔ اس کے لئے آپ نے ایک خاص رقم مقرر کر دی ہے ، ایک خاص پروسیجر مقرر کر دیا ہے جس کی بنا پر اب کوئی شخص عدالت سے بھی رجوع نہیں کر سکے گا ۔ جناب والا ! میں اس بات کے خلاف نہیں ہوں ۔ میں اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہوں اور اس کا میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ ہمارے شہروں میں آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے ۔ میں اس بات سے بھی آگاہ ہوں کہ اس آبادی کو سر ٹھانپنے کے لئے مکانات مہیا کرنے کی غرض سے ہمیں ہاؤسنگ سکیموں کی ضرورت ہے ۔ لیکن جناب والا! آپ نے ایک واحد فرد کو جس طرح ڈسکریشن دے دی ہے کہ وہ جس شخص کو چاہے ، مالی طور پر نقصان پہنچا سکتا ہے اور جس شخص کو چاہے بچا سکتا ہے ۔ اور ایسے شخص کو جو نوکر شاہی سے

تعلق رکھتا ہو اور ایسی اتھارٹی کو جو نوکر شاہی پر مبنی ہے آپ اس بات کی کس طرح سے یقین دہانی کروا سکتے ہیں کہ وہ نوکر شاہی جس کی ریپوٹیشن کرپشن ہے ۔ جو کہ اپنے بنگلے اور جائیدادیں اسی discretion کو ناجائز استعمال کر کے بنا رہے ہیں ۔ کیا آپ اس نوکر شاہی سے توقع رکھتے ہیں اور اس کو یہ discretion دے رہے ہیں ۔ صرف ایک نئی سوچ کی ضرورت ہے اور آپ کی فراخدلی کی ضرورت ہے ۔ آپ کی وسیع النظری کی ضرورت ہے ۔ اگر آپ واقعی چاہتے ہیں کہ شہروں میں وہ مسائل جن کا آپ نے اس بل میں ذکر کیا ہے صحیح طور پر حل ہو سکیں اور شہروں اور شہروں کے گرد و نواح میں غلط طریقے سے آبادیاں نہ بڑھیں تعمیرات نہ ہوں اور اس غرض کے لئے آپ یہ اختیار اس اتھارٹی کو تفویض کر رہے ہیں کہ وہ نئی ہاؤسنگ سکیم بنانے کے لئے لوگوں کی اراضی حاصل کرے تو آپ ایک ایسا قانون بنا سکتے تھے کہ شہروں کو کیٹاگرائز کر کے ان سے ملحقہ کچھ علاقہ آپ ایسی ہاؤسنگ سکیم اور دوسرے ترقیاتی منصوبوں کے لئے فیکٹریز کے لئے اور دوسری ضروریات کے لئے مخصوص کر سکیں ۔ اس طرح سے اس بات کا امکان بھی کم تھا کہ لوگوں کے ساتھ کوئی نا انصافی ہوگی بلکہ نوکر شاہی کو جو وسیع discretion دے رہے ہیں ۔ وہ بھی ختم ہو سکتی تھی اور اس سے آپ کرپشن کا وہ دروازہ بند کر سکتے تھے جس کو آپ پورے زور کے ساتھ کھول رہے ہیں ۔ اور اس دروازے کو کھولنے کے لئے نوکر شاہی سے زیادہ زور لگا رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اختیارات کو جو ہاؤسنگ سکیم کے لئے زمینیں حاصل کرنے کا اس اتھارٹی کو دے رہے ہیں اس پر نظرثانی کی ضرورت ہے ۔

جناب والا ! آپ کس وقت کارروائی ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ تا کہ میں اتنا مختصر کر دوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس طرح اس بل کے ذریعے اس اتھارٹی کو یہ اختیار بھی دے رہے ہیں کہ وہ جس قدر چاہے ایڈوائزر اور دوسرا عملہ ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے بھرتی کر سکے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ! حکومت اس اتھارٹی کے لئے ڈائرکٹر جنرل مقرر کرے گی ۔ یہ درست ہے کہ کسی بھی اتھارٹی کے فرائض کی تکمیل اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک مناسب عملہ موجود نہ ہو ۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ تجربات جو آج یہ کر رہے ہیں اس سے پہلے بھی کئی دفعہ کر چکی ہے ۔ ملینگ کارپوریشن اور اس طرح کی دوسری کارپوریشنوں میں بھی اس قسم کے تجربات ہو چکے ہیں اور ہم اسی تجربہ کی بنا پر وثوق سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اس اتھارٹی کے ملازم بھی وہی لوگ ہوں گے جو کسی نہ کسی طرح سے حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے ۔ اور اس میں قطعاً یہ گنجائش نہیں ہے کہ کوالیفائڈ لوگ آگے آئیں گے ۔ اس میں کم از کم یہ اندراج تو کر دیا ہوتا کہ ایسے لوگوں کو موقع دیا جائے گا جو prescribed رولز کے مطابق ہوں گے ۔ یہ الفاظ تک حذف ہیں ۔ اور وہ نالائق لوگ جو حکومت کے منظور نظر ہوں گے اس اتھارٹی کے ملازمین ہوں گے ۔ اور ان کو بڑی بڑی تنخواہیں دی جائیں گی اور کرپشن کا ایک نیا دروازہ کھولا جائے گا ۔ جناب والا ! یہی نہیں حکومت نے اس اتھارٹی کا چیف ایگزیکٹیو ڈائرکٹر جنرل کے نام سے تعینات کرنے کا اختیار حاصل کیا ہے اس کی کوئی کوالیفیکشن نہیں ہے ۔ جس زید ، بکر کو چاہیں اٹھا کر لگا سکتے ہیں ۔ اتنے وسیع اختیارات جو اس ملک کی نہایت لوکل پاپولیشن کے ساتھ اس کا تعلق ہوگا جس کو نہایت پیچیدہ مسائل سے سامنا کرنا پڑے گا ۔ جس میں ترقیاتی سکیموں کی تیاری اور عمل درآمد شامل ہوگا ۔ ایسے شخص کی تعیناتی کے لئے بھی ان

کے پاس اس بل میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ شخص کوالیفائیڈ شخص ہوگا ۔ کم از کم یہ الفاظ تو ہوتے کہ وہ شخص کوالیفائیڈ شخص ہوگا ۔ اس کا اس بل میں قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے ۔ اس سے بھی یہ بات عیاں ہے جس طرح آج یہ مختلف کارپوریشنوں کے اسسٹنٹ مینیجر ، مینجر ، وہ لوگ جو کلرک کے فرائض سر انجام نہیں دے سکتے ان کو محض اس لئے بھرتی کیا جا رہا ہے کہ وہ کس وزیر متعلقہ کے منظور نظر ہیں یا کسی نوکر شاہی کو وہ رشوت دینے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور آج وہ دو دو تین تین ہزار روپیہ رشوت حاصل کر رہے ہیں ۔ ہم ان سے یہ کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ ان پیچیدہ مسائل کو حل کر سکیں گے ۔ آج جو حشر ہمارے سامنے ان کارپوریشنوں کا ہے اس سے بد تر حشر اس اتھارٹی کا ہوگا ۔ اس لئے کہ ان کے اور ان کے مسائل میں زمین اور آسمان کا فرق ہے یہ مسائل اس سے کہیں زیادہ پیچیدہ مسائل ہیں ۔ اور یہ ایسے مسائل ہیں جن کی تکمیل پر حکومت کا اولین فرض ہے ۔

جناب والا ! میں اس بات کے پیش نظر کہ آپ بھی کچھ بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اپنی تقریر جلد ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں تو بے صبری کا کوئی مظاہرہ نہیں کر رہا ۔

چوھدری طالب حسین : آپ اشارے کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ الزام مجھے نہ دیں کیونکہ آپ نے مجھے کہا تھا ورنہ تو میں سات بج کر پنتالیس منٹ پر اجلاس ملتوی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

چوھدری طالب حسین : آپ کو معلوم ہے کہ میں لمبی تقریریں نہیں کرتا لیکن یہ اتنی اہمیت کا بل ہے کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس پر

تفصیل کے ساتھ بحث کی جائے ۔ اور اگر آپ کی مجبوری پیش نظر نہ ہوتی تو میں کم از کم اس پر نصف گھنٹہ اور کچھ کہنا چاہتا تھا ۔ میں اپنی ان گزارشات کے ساتھ حکومتی بنچوں سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ اس بل کی اہمیت کے پیش نظر نہایت سنجیدگی سے ہماری ان گذارشات پر غور کیا جائے اور اس بات پر بھی غور کیا جائے کہ اس سے قبل بھی اپوزیشن کی غیر حاضری میں ایک نہایت اہمیت کا حامل بل پاس کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس پر آپ آج تک عمل درآمد نہیں کر سکے کیونکہ اس میں اپوزیشن موجود نہیں تھی ۔ اس لئے میں اسی بات کا ایک دفعہ پھر اعادہ کرتا ہوں کہ ہماری ان گذارشات کی طرف اس بل کی اصلاح کے لئے آپ مناسب توجہ فرمائیں تاکہ ہم ان مسائل کا صحیح حل ڈھونڈ سکیں ۔ اور اس بل کو ایک صحیح شکل دینے میں کامیاب ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! بالکل آدھے منٹ میں میں تقریر ختم کر دوں گا ۔ عرض یہ ہے کہ اس بل کا مقصد اس سے ظاہر ہوگا کہ ہم نے پچھلے چند سالوں میں یہ محسوس کیا ہے کہ بڑے شہروں کے مسائل اس قدر پیچیدہ ہیں ۔ مکانات کے ہوں سڑکوں کے ہوں یا فراہمی آب کے ہوں یا نکاسی آب کے ہوں ۔ کہ ان کے لئے ایسے ادارے چاہئیں جن کے لئے زیادہ انتظامی اور زیادہ مالی اختیارات ہوں ۔ پہلے جو ادارے موجود ہیں ان کی فائلیں سیکرٹریٹ میں جاتی ہیں ۔ کہیں اور جگہ جاتی ہیں ۔ سکیم اتنے لاکھ کی ہو تو پھر کسی اور جگہ جاتی ہے ۔ پھر اس سے رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں ۔ مقصد یہ تھا کہ ان اداروں کو جب ہم خود مختار ادارے بنا دیں گے ۔ ان کو زیادہ انتظامی اختیارات بھی دیں گے اور زیادہ مالی اختیارات بھی دیں گے تو یہ منصوبہ بندی بھی کر سکیں گے ۔ عمل درآمد بھی کر سکیں گے اور عوامی نگرانی میں کر سکیں گے ۔ میں نے فاضل قائد حزب اختلاف کی اور جن حضرات نے تقاریر کی ہیں ان کو نہ صرف سنا ہے بلکہ میں آپ کے ذریعے سے ان کی خدمت میں یہ عرض

کرنی چاہتا ہوں کہ دوسری خواندگی میں بل کے مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی تکمیل کے لئے اگر کچھ ایسی ترامیم جو ان کے مقاصد میں فرق نہ ڈالیں بلکہ مقاصد میں کسی کمی کو پورا کرنے کے لئے اور اس کی بہتری کے لئے پیش کی جائیں گی تو ہم انہیں بصد شوق قبول کریں گے ۔ بہت بہت شکریہ ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس میں ہمارا فائدہ نہیں ہے بلکہ اس ملک کے شہریوں کا فائدہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : آج معلوم نہیں رات کو اجتماع کتنے بجے تک رہے گا ۔ اس لئے کل پھر لیٹ meet کریں گے ۔ آپ کی اطلاع کے لئے یہ ہے کہ پرائم منسٹر صاحب 8 بجکر 15 منٹ پر پہنچ رہے ہیں اور گورنر صاحب آٹھ بج کر پانچ منٹ پر ۔

The House is adjourned and it shall reassemble at 10-30. A.M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 23 نومبر 1976ء بروز منگل ساڑھے دس بجے تک
کے لئے ملتوی ہوگیا ۔)

نوٹ ۔ صفحات 1194 تا 1200 طباعت نہیں ہو سکی ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا انسٹھواں اجلاس

منگل ۔ 23 نومبر 1976ء
(سہ شنبہ ۔ یکم ذوالحج 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے دس بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ
وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ
عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ
شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا
كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

پ ۶ ـــــ س ۵ ـــــ رکوع ۱۱ ـــــ آیات ۴۸

اور اے (پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان سب میں شامل ہے پس جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا ہم نے تم میں سے ہر (فرقے) کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیئے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے پس اچھے (نیک) کاموں میں جلدی کیا کرو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے وہ تم کو (صاف صاف) بتا دے گا۔

صدق اللہ العلی العظیم

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! میں درخواست کرتا ہوں کہ آج کا یہ اجلاس تین بجے بعد دوپہر تک ملتوی فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر : اس سلسلے میں جناب سینیر وزیر اور قائد حزب اختلاف سے بھی ابھی بات ہوئی ہے ۔ اس وقت ایک اہم کیبنٹ میٹنگ ہو رہی ہے انھوں نے بھی یہی درخواست کی ہے اور یہی تجویز پیش کی ہے ۔ انھوں نے تو اڑھائی بجے تک اجلاس ملتوی کرنے کے لیے کہا ہے لیکن قائد حزب اختلاف نے تین بجے کا کہا ہے ۔

آوازیں : تین بجے بعد دوپہر ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب یہ اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے ۔ تین بجے بعد دوپہر اجلاس دوبارہ شروع ہوگا ۔

(اس مرحلہ پر اسمبلی کا اجلاس تین بجے بعد دوپہر تک کے لیے ملتوی ہوگیا)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

Mr. Speaker : Should we treat the question as read and laid on the table of the House ?

وزیر جیل خانہ جات و اوقاف : ہاؤس کی مرضی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کوئی منسٹر صاحب ایوان میں موجود نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : I have at least four of the Ministers. Minister for Law and Parliamentary Affair is very much here and he accepts the responsibility always on behalf of other members of the Cabinet. There is joint responsibility.

سید قابش الوری : آپ شیخ صاحب کی عینک سے دیکھیں ۔

(قہقہہ)

Mr. Speaker : Should we treat the question as having been read and placed on the table of the House ?

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں ۔

Mr. Speaker : Then the question Hour begins.

تحصیل پھالیہ میں آبیانہ اور مالیہ کی معافی

*6715 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ یکم اور دو اکتوبر 1974ء کی درمیانی شب کو تحصیل پھالیہ کے بعض حصوں میں شدید ژالہ باری ہوئی جس سے مواضعات لہدھر ۔ ٹھٹھی باوا میکن ۔ لالہ پنڈی ۔ نورے پنڈی ۔ مکھو پنڈی ۔ کوٹ رحم شاہ ۔ بیلان ۔ بھنڈر کلاں ۔ رجوعہ ۔ سیتھل پاڑانوالی واقع تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کی کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان متاثرہ دیہاتوں کو آبیانہ اور مالیہ کی معافی کے علاوہ کوئی مالی امداد دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل بتائی جائے اور اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم مسعود) : (الف) جی نہیں یکم اور دو اکتوبر 1974ء کی درمیانی شب کو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے کسی حصہ میں ژالہ باری نہ ہوئی تھی ۔

البتہ مورخہ 30 ستمبر 1974ء (30-9-1974) بوقت چار بجے صبح تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے 44 مواضعات میں ژالہ باری ہوئی جس کی وجہ سے ان مواضعات میں کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچا ۔ متاثرہ مواضعات کی فہرست لف ہذا ہے ۔

(ب) چونکہ ژالہ باری فصل خریف کی گرداوری سے پہلے ہوئی تھی اس لیے بوقت گرداوری جن نمبران خسرہ میں کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچا تھا ۔ آن کو مجوزہ ہدایات کے مطابق مندرجہ ذیل خرابہ دیا گیا ۔

مالیہ	3824.72	روپے
ترقیاتی فنڈ	1016.35	"
آبیانہ	30204.16	"
	35045.23	

علاوہ ازیں ژالہ باری سے متاثرین کی امداد کے لیے بورڈ آف ریونیو پنجاب نے تقاوی قرضہ جات مع سود کے لیے مبلغ ایک لاکھ روپیہ کی رقم منظوری دی جو کہ ڈپٹی کمشنر گجرات نے متاثرین میں تقسیم کر دی ہے۔

فہرست مواضعات جن میں مورخہ 30-9-74 کو ژالہ باری ہوئی

نمبر شمار	نام موضعات متاثرہ ژالہ باری	نمبر شمار	نام موضعات متاثرہ ژالہ باری
1	چھنی جوایا شاہ	23	گھرجر سلطان
2	چھنی بادہ	24	کوٹلی قاضی
3	پنڈی والا	25	رکھ کوٹلی قاضی
4	پنڈی مگھو	26	دوبرجی
5	رگھ	27	لرہے
6	پنڈی لالہ	28	سٹھل
7	رجوعہ	29	میکن
8	بھٹہ رکلاں	30	کوٹلی خورد
9	پیلاں	31	چک جانوں کلاں
10	کوٹ رحم شاہ	32	چک جانوں خورد
11	ادوھروالی	33	نکھروالہ
12	شیخ علی پور	34	چھوانوالہ
13	سیتھل	35	چھربانوالی
14	باسی خورد	36	نورجال
15	باسی کلاں	37	لسوڑی کلاں
16	چھنی پیلاں	38	لسوڑی خورد
17	کوٹ ملنا نیانوالہ	39	ٹھٹہ امیر
18	پیربوہلہ	40	ٹھٹہ بستا
19	دہول	41	نور پور
20	لاہرے	42	موتا ڈھو
21	لدھر	43	کوٹ غلام رسول
22	کوٹ ستارغربی	44	قربان

مظہر ٹوانہ میں اشتمال اراضی

*6907 - چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مظہر ٹوانہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں اشتمال اراضی کا کام 1954ء میں شروع ہوا تھا - اگر ایسا ہے تو اس وقت کتنا کام ختم ہو چکا ہے اور ابھی کتنا کام باقی ہے -

(ب) مذکورہ قصبہ میں گذشتہ 10 سال کے عرصہ کے دوران اشتمال اراضی کے سلسلے میں کتنے قابضین اراضی بے دخل کئے گئے اور کتنے لوگوں کو قبضے دیئے گئے -

(ج) مذکورہ قصبہ میں اشتمال اراضی کا کام ابھی تک مکمل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس - ایم - مسعود) : (الف) یہ غلط ہے کہ موضع مذکور میں کام اشتمال سال 1954ء میں شروع ہوا تھا اصل صورت یہ ہے کہ تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1949ء کے تحت سکیم اشتمال سال 1954ء میں منظور ہوئی تھی مگر بے ضابطگیوں کی وجہ سے ریونیو بورڈ کے حکم کے تحت 14 جنوری 1971ء کو نظر ثانی میں آئی - اب سکیم دوبارہ 15 نومبر 1975ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے -

(ب) بسلسلہ کارروائی اشتمال قصبہ مذکورہ میں اب تک 4093 مالکان کو جدید رقبہ پر قبضہ دلایا جا چکا ہے - قانون اشتمال اراضی سال 1960ء کی دفعہ 18 کے تحت کل 186 درخواستیں برائے دخل بابی دائر ہوئیں - ان میں سے 106 درخواستوں پر کارروائی حسب ضابطہ مکمل ہو چکی ہے - باقی 80 درخواستوں پر کارروائی نہ ہو سکی کیونکہ عدالت ایڈیشنل کمشنر اشتمال اراضیات سرگودھا نے اپیلوں میں حکم امتناعی جاری کیا ہوا ہے -

(ج) موضع میں اشتمال کا کام مورخہ 15 نومبر 1975ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ کیا حکومت کنسالیڈیشن ایکٹ 1960ء میں ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں غیر ضروری تاخیر جو ہے کم کی جا سکے ۔ کیونکہ اشتال میں حکم امتناعی زیادہ ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! آپ یہ تجویز وزیر موصوف کو لکھ کر دے دیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی سپلیمنٹری سوال نہیں بنتا ۔ court سے وہ stay order لے لیتے ہیں ۔ آپ تجویز بتائیں کہ قانون میں اس طرح ترمیم کی جائے ہم غور کر لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں سمجھا نہیں ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ تاخیر کو دور کرنے کے لیے اگر کوئی تجویز ہے ہم اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

چودھری امان اللہ لک : ٹھیک ہے ۔

گرلز ہائی سکول شجاع آباد میں واقع دفاتر سے کرایہ کی وصولی

*7292 ۔ **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شجاع آباد میونسپل کمیٹی کی مجوزہ عمارت برائے گرلز ہائی سکول میں حکومت نے اسسٹنٹ کمشنر اور دیگر افسران کی عدالتیں قائم کر رکھی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے یہ اقدام مذکورہ میونسپل کمیٹی سے منظوری حاصل کئے بغیر کیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ بلدیہ کو اس عمارت کا کرایہ ابھی تک ادا نہیں کیا ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بارے میں سابق وزیر اعلیٰ جناب ملک معراج خالد صاحب نے ایوان میں یقین دہانی کرائی تھی کہ حکومت بلدیہ کو عنقریب اس عمارت کا کرایہ ادا کر دے گی ۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک مذکورہ

عمارت کا کرایہ بلدیہ کو ادا نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ۔ نیز کیا حکومت مذکورہ گرلز ہائی سکول کے لیے متبادل جگہ مہیا کرے گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ درست نہیں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) سابق وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے بعد متعلقہ ضلعی حکام کو کرایہ کی ادائیگی سے متعلق انتظام کرنے کی ہدایت کر دی گئی تھی ۔

(ہ) جہاں تک کرایہ بذمہ محکمہ جات کا تعلق ہے اس کی ادائیگی کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے ۔ یہ عمارت گرلز ہائی سکول کو دیئے جانے کی تجویز اس وقت پیش ہوئی جب سکول مذکورہ میونسپل کمیٹی کی تحویل میں تھا ۔ اب سکول ہذا گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور ساتھ ہی سابقہ عمارت بھی حکومت نے اپنی تحویل میں لے لی ہے ۔ اب یہ امر محکمۂ تعلیم کی صوابدید پر ہے کہ آیا وہ موجودہ عمارت جہاں اس وقت سکول موجود ہے اس کو ہی کافی سمجھتے ہیں یا مذکورہ عمارت کو بطور متبادل جگہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔

موروثی الاٹیوں کو اراضی کے مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*7612 (الف) ۔ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر مال نشان زدہ سوال نمبر 4090 کے جواب کے حوالہ سے جو ایوان میں مورخہ 28 مئی 1974ء کو دیا گیا تھا ، ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وفاقی حکومت نے بذریعہ آرڈیننس مجریہ 22 مارچ 1974ء مزارعین ایکٹ 1887ء کو متروکہ اراضی پر لاگو کیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کے تحت صوبہ میں اب تک کتنے موروثی الاٹیوں کو اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں اور اگر نہیں دیئے گئے تو کیوں نیز اس تاخیر کی کیا وجوہ ہیں اور انہیں مالکانہ حقوق کب تک دیئے

جائیں گے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قوانین کے تحت ہندو موروثی مزارعین کی اراضی پر مسلم الاثیوں کو مکمل مالکانہ حقوق دینے کے لیے کوئی بائی لاز تیار نہیں کئے گئے ہیں اور اگر ابھی تک تیار نہیں کئے گئے تو کیوں نیز حکومت کب تک ایسے بائی لاز تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم مسعود) : (الف) جی ہاں ۔ وفاقی حکومت نے مزارعین ایکٹ مجریہ 1887ء کو متروکہ اراضی پر لاگو کیا تھا اور اس کے تحت سال 1974ء سے صوبہ میں موروثی الاثیاں کو اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں ۔ اس سلسلہ میں مطلوبہ اعداد و شمار ضلعی حکام سے منگوائے گئے ہیں جو موصول ہونے پر پیش کئے جا سکتے ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا مزارعین ایکٹ 1887ء کے تحت جو قوانین مالکانہ حقوق دیئے جانے کے متعلق محکمہ مال میں نافذالعمل ہیں وہی متروکہ موروثی اراضی کے لیے لاگو ہیں ۔

Mr. Speaker : This question shall be repeated.

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا یہ سوال repeat ہوگا ؟

مسٹر سپیکر : جی ہاں ۔ انہوں نے ابھی details نہیں دی ہیں ۔

محکمہ مال کے اے ۔ سی ۔ او کی تبدیلی

***7630 ۔ میاں منظور احمد موہل** : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حاکم علی اے ۔ سی ۔ او لاہور عرصہ دو سال سے اپنے سکونتی ضلع لاہور میں تعینات ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ مال کے قواعد کے تحت کوئی افسر اپنے سکونتی ضلع میں تعینات نہیں کیا جا سکتا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا

حکومت مذکورہ اے - سی - او کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس - ایم مسعود) : (الف) درست ہے اے - سی - او مذکور موضع بڑھانہ - تحصیل و ضلع لاہور میں عرصہ دو سال کے لیے متعین رہا ہے -

(ب) افسران اشتمال اراضی کے متعلق ایسی کوئی پابندی نہیں ہے -

(ج) مسٹر حاکم علی اے - سی - او مذکور کو مورخہ 20 - اگست 1975ء لاہور تحصیل سے تبدیل کرکے تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں تعینات کر دیا گیا تھا - اس نے مورخہ 3 ستمبر 1975ء کو نیا چارج سنبھال لیا تھا - اب مورخہ 8 اکتوبر 1976ء کو اے - سی - او مذکور کو بحکم کمشنر لاہور ڈویژن موضع نیاز بیگ تحصیل لاہور میں تبدیل کیا گیا ہے - کیونکہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال لاہور نے اسے خاص طور پر موضع نیاز بیگ کے لیے ایک اچھا کارکن ہونے کی وجہ سے مانگا تھا - مگر اب اے - سی - او مذکور کا سکونتی گاؤں ضلع لاہور میں واقع نہیں ہے - بلکہ ضلع قصور میں چلا گیا ہے -

زرعی اصلاحات کے تحت حاصل کی گئی اراضی کی مستحق لوگوں میں تقسیم

*8169 - **ملک غلام اعظم** : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ موجودہ زرعی اصلاحات کے تحت حکومت نے صوبہ پنجاب میں کل کتنا رقبہ اپنی تحویل میں لے کر مستحق لوگوں میں تقسیم کیا اور کل کتنا رقبہ ابھی تک بقایا ہے نیز وہ کب تک لوگوں میں تقسیم کیا جا سکے گا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس - ایم مسعود) : حالیہ زرعی اصلاحات کے تحت صوبہ پنجاب میں 30 ستمبر 1976ء تک حکومت نے 2,64,071 (دو لاکھ چوسٹھ ہزار اکہتر) ایکڑ اراضی حاصل کی ہے جس میں سے 1,79,874 (ایک لاکھ نواسی ہزار آٹھ سو چوہتر) ایکڑ ہزارہین و دیگر مستحق افراد میں تقسیم کی جا چکی ہے - 84,197 (چوراسی ہزار ایک سو

ستانوے) ایکڑ اراضی بقایا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :-

1 - رقبہ جو ناقابل کاشت ہونے کی وجہ سے ناقابل الاٹمنٹ ہے - 55،730 ایکڑ
(پچپن ہزار سات سو تیس ایکڑ)

2 - دیوانی مقدمات میں ملوث رقبہ - 23،992 ایکڑ
(تیئس ہزار نو سو بانوے ایکڑ)

3 - لینڈ کمیشن میں زیر اپیل رقبہ - 650 ایکڑ
(چھ سو پچاس ایکڑ)

4 - فیڈرل لینڈ کمیشن کے زیر نظر ثانی رقبہ - 925 ایکڑ
(نو سو پچیس ایکڑ)

5 - رقبہ زیر تقسیم کھاتہ جات مشترکہ - 98 ایکڑ
(اٹھانوے ایکڑ)

6 - رقبہ زیر الاٹمنٹ - 2،193 ایکڑ
(دو ہزار ایک سو ترانوے ایکڑ)

7 - لینڈ کمشنر کے پاس زیر اپیل رقبہ - 609 ایکڑ
(چھ سو نو ایکڑ)

میزان 84،197 ایکڑ
(چوراسی ہزار ایک سو ستانوے ایکڑ)

بقایا 84،197 ایکڑ رقبہ سے 2،193 ایکڑ کی الاٹمنٹ کی کارروائی جاری ہے جو جلد مکمل کر لی جائے گی - 26،274 ایکڑ رقبہ کی الاٹمنٹ بعد از تصفیہ مقدمات - اپیل اور تقسیم کھاتہ جات کی جائے گی -

بقیہ 55،730 ایکڑ ناقابل کاشت ہیں - ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس رقبہ میں سے زیادہ سے زیادہ رقبہ مزارعین کو تقسیم کرنے کی کوشش کریں - جو رقبہ الاٹ نہ ہو سکے گا اس کو بطور چراگاہ برائے مویشی پالنے - شجرکاری جنگلات - قبرستان - گزرگاہ راستہ جات وغیرہ استعمال کیا جائے گا - اس ضمن میں متعلقہ محکموں کے تعاون سے کچھ تجاویز تیار کی جا رہی ہیں -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت

کروں گا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ بقایا رقبہ میں سے 2،103 ایکڑ کی الاٹمنٹ کی کارروائی جاری ہے جو جلد مکمل کر لی جائے گی ۔ تو جلد سے ان کی کیا مراد ہے ۔ کیا اسی مالی سال کے اندر وہ کارروائی مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! مالی سال کے بارے میں تو کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ یہ سارا دفتری سلسلہ ہوتا ہے اور اس کے متعلق وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا ۔ مگر اسے جلد ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

کرنل محمد سلیم خان نیازی : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 55،730 ایکڑ ناقابل کاشت رقبہ جو بقیہ ہے اس کے متعلق کوئی اندازہ ہے کہ کب تک اس کی الاٹمنٹ ہو جائے گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میرے خیال میں کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب نے جواب پر غور نہیں فرمایا ۔ جواب بڑا واضح ہے کہ اس ضمن میں متعلقہ محکموں کے تعاون سے تجاویز تیار کی جا رہی ہیں جس وقت تجاویز موصول ہوجائیں گی اس وقت مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : اب یہ سارا رقبہ الاٹ ہوتا ہے یا نہیں یہ تو کارروائی مکمل ہونے کے بعد معلوم ہو سکے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں نے ایک سال قبل یہ عرض کی تھی کہ زرعی اصلاحات کے ساتھ ساتھ اصلاح اراضی بھی ضروری ہے ۔ تو کیا اس پر غور فرمایا جائے گا ۔ جناب والا ! میں نے اس لیے عرض کی ہے تاکہ اس زمین کو آباد کرکے ان لوگوں میں تقسیم کیا جائے جو زمین کے مالک نہیں ہیں ۔ جہاں تک بنجر رقبے کو آباد کرنے کا تعلق ہے وہ لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ وہ اس رقبے کو آباد کریں ۔ تو کیا اس ناقص رقبے کو آباد کرنے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! بنجر اراضی کے سلسلے میں بےشمار سکیمیں اس وقت حکومت کے زیر غور ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگلا سوال ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! یہ کچھ ایسے لگتا ہے کہ

جواب مکمل نہیں ہے -

Therefore this question will be repeated

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے - اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ خود آپ کی بھی تسلی نہیں ہوتی -

This question will be repeated.

محکمہ جنگلات کو دی گئی اراضی کی واپسی

*8406 - **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) محکمہ مال نے صوبہ میں کتنی سرکاری اراضی محکمہ جنگلات کو کن کن شرائط پر دے رکھی ہے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ جنگلات نے جو سرکاری اراضی محکمہ مال سے جن شرائط اور جس ضرورت کے تحت حاصل کی تھی وہ اس کی خلاف ورزی کر رہا ہے -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ محکمہ جنگلات نے بیشتر اراضی لوگوں کو پٹہ پر دے رکھی ہے -

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جزو (ج) میں مندرج ایسی کتنی اراضی پٹہ پر دی گئی اور کیا محکمہ اس کو واپس لینے کے بارے میں کوئی کارروائی کرنے کے لیے تیار ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس - ایم - مسعود) : (الف) محکمہ مال نے صوبہ میں 487644 ایکڑ 4 کنال اور 3 مرلہ سرکاری اراضی محکمہ جنگلات کو شجرکاری کے لیے دے رکھی ہے -

(ب) یہ درست ہے کہ جو سرکاری اراضی محکمہ جنگلات کو
(ج) برائے شجرکاری دی جاتی ہے وہ عام طور پر دوسرے
اور لوگوں کو عارضی پٹہ پر دے دیتے ہیں - اس ضمن میں
(د) تحقیقات کی گئی ہیں - محکمہ جنگلات جو یہ استدلال پیش کرتا ہے کہ اراضی جو انہیں دی جاتی ہے معلم حالات میں بنجر ہوتی ہے جو فوری طور پر شجرکاری کے لیے موزوں

نہیں ہوتی - لہٰذا وہ ایسے کچھ عرصہ کے لیے پٹہ پر دے دیتے ہیں - جس کا مقصد اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اراضی زیر کاشت آنے کے بعد شجرکاری کے لیے زیادہ مفید اور موزوں بن جاتی اور یہی طریقہ وہ بنجر اراضی کو شجرکاری کے لیے موزوں بنانے کے لیے بہتر اور موزوں سمجھتے ہیں - ان مقاصد کے لیے محکمہ جنگلات ایسی اراضیات عارضی طور پر پٹہ پر دینے کا مجاز ہے -

جناب والا ! میرا خیال ہے کہ یہ جواب کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب کے پہلے سوال پر بھی لاگو ہوتا ہے -

سید کاشف الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مجموعی رقبے میں سے محکمہ جنگلات نے کتنا رقبہ پٹے پر دے رکھا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میرے خیال میں یہ سوال محکمہ جنگلات کے متعلقہ وزیر صاحب سے پوچھنا پڑے گا کہ انھوں نے کتنا رقبہ پٹے پر دیا ہوا ہے -

محکمہ مال کے ملازمین کے خلاف غلط انتقالات درج کرنے پر سزا

***8593 - ملک محمد اعظم :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال 1975ء میں اور یکم جنوری تا 31 مئی 1976ء محکمہ مال کے کتنے ملازمین کے خلاف غلط انتقالات درج کرنے کے الزام میں محکمانہ کارروائی کی گئی اور مقدمات درج کرائے گئے نیز ان ملازمین کے عہدے کیا تھے اور انہیں کیا کیا سزا ملی اور کیا حکومت غلط انتقالات درج کرنے والے ملازمین کے خلاف مزید سخت اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس - ایم - مسعود) : مذکورہ مدت میں محکمہ مال کے جن ملازمین کے خلاف غلط انتقالات درج کرنے کے الزام میں محکمانہ کارروائی کی گئی یا مقدمات درج کرائے گئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

تحصیل دار - 4 - 2 کے خلاف محکمانہ تحقیقات جاری ہے اور 2 کو مورخہ 16 جولائی 1976ء اور 13 اگست 1976ء میں ریٹائر کر دیا گیا ہے - نائب تحصیل دار 2 ان کے خلاف محکمہ

تحقیقات جاری ہے ۔

قانون گو 8 ۔ ایک کو معطل کیا گیا ۔ ایک کو فہمائش کی گئی ۔ 6 کے خلاف محکمانہ تحقیقات جاری ہے ۔

پٹواری 38 ۔ 8 کو معطل کیا گیا ۔ 3 کو فہمائش کی گئی ۔ 7 کے خلاف پولیس میں مقدمات درج کرائے گئے ۔ ایک کو ملازمت سے الگ کر دیا گیا اور ایک کا نام قانون گوئی کی فہرست سے خارج کر دیا گیا ۔ باقی 18 کے خلاف محکمانہ تحقیقات جاری ہے ۔

حکومت غلط کام کرنے والے ملازمین کا سختی سے محاسبہ کرتی ہے اور وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتی رہتی ہے ۔

چک نمبر 79 شمالی تحصیل سرگودھا کی چراگاہوں کے رقبہ جات

*8685 ۔ **چوہدری غلام احمد باجوہ** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) چک نمبر 79 شمالی تحصیل سرگودھا کے آباد ہونے پر اس کی چراگاہ کس مربع کے کلہ جات پر مشتمل تھی ۔ ان کے خسرہ نمبر کیا ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اب مذکورہ چراگاہ کا رقبہ متعلقہ اہلکاران سے ملی بھگت کے ذریعے تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ اور اسے چک مذکور سے 3 یا 4 مربع دور ہٹا دیا گیا ہے ۔ حالانکہ چراگاہ کا رقبہ عام طور پر دیہہ کے ساتھ واقع ہوتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے شخص کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس نے مذکورہ چراگاہ کا رقبہ محکمہ مال کی ملی بھگت سے چک سے تین یا چار مربع دور ہٹا دیا ہے اور کیا حکومت اسے پہلی جگہ پر دوبارہ دیہہ کے ساتھ تبدیل کرنے کے لیے تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود) : (الف) چک نمبر 79 شمالی تحصیل سرگودھا کے آباد ہونے پر اس کی چراگاہ مندرجہ

ذیل کلمہ جات پر مشتمل تھی :-

مربع نمبر	کلمہ نمبر
1	8 تا 10
17	1 ، 10 ، 11
22	25
28	13 ، 14 ، 18 تا 22
29	16
31	1 تا 3 ، 8 تا 13
32	4 الف - 5
36	4 تا 6 ، 15 تا 17 ، 18 ب
43	14 الف - 15 تا 18
44	22 تا 25
45	14 تا 24
46	1 ، 10 الف
47	2 ، 3 ، 9 ، 10 ، 12
48	1 تا 9 ، 13 تا 17 ، 25

(ب) چک ھذا کی چراگاہ کا کل رقبہ تعدادی 511 کنال 5 مرلے تھا ، بوقت تیاری رجسٹر حقداران زمین سال 50-1949ء چراگاہ کے رقبہ میں سے 161 کنال رقبہ پراونشل گورنمنٹ کے کھاتہ میں بغیر کسی حکم کے درج ہو گیا - جس میں سے 112 کنال 5 مرلے بعد ازاں بذریعہ نیلام عام بحق عبدالغفور - عبدالستار پسران ساون خان بیع ہو کر بروئے انتقال نمبر 368 منفصلہ مورخہ 25 ستمبر 1961ء منتقل ہو چکا ہے - اس رقبہ میں سے کچھ رقبہ ملحق آبادی دیہہ بھی تھا جس کی وجہ سے بقیہ کچھ رقبہ آبادی دیہہ سے دور ہو گیا - پراونشل گورنمنٹ کے کھاتہ میں درج شدہ باقی رقبہ میں سے کچھ دیہہ ہذا کے قبرستان کے لیے بھی مخصوص کر دیا گیا - اس طرح چراگاہ کا باقی رقبہ 304 کنال 10 مرلے اب بھی بدستور موجود ہے - جس میں سے کافی

رقبہ اب بھی دیہہ ہذا سے ملحق ہے ۔

(ج) رقبہ چراگاہ جو بذریعہ نیلام عام فروخت ہو کر منتقل ہو چکا ہے ۔ یا جو برائے قبرستان دیہہ ہذا مخصوص ہو چکا ہے ۔ عام حالات میں اب چراگاہ میں شامل کرنا ممکن نہیں ۔ البتہ جہاں تک قصورواران کا تعلق ہے وہ تمام حسب رپورٹ آمدہ منجانب ڈپٹی کمشنر سرگودھا ریٹائر ہو چکے ہیں ۔ تاہم اس بارے میں ڈپٹی کمشنر کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ ان کے خلاف پولیس میں پرچہ درج کرا کر انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ! یہ میرے علم میں بات ہے ۔ انہوں نے جو مربع نمبر 36 میں جواب دیا ہے وہ 4 تا 6 ، 15 تا 17 ، 18 ب ہے ۔ کلہ نمبر 4 تا 5 میرے پاس ہے اور اس مربع کا کچھ حصہ چراگاہوں کے پاس ہے اس لیے جو جواب انہوں نے دیا ہے وہ غلط ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمنٹری امور : چوہدری صاحب ! اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کی وضاحت کے لیے وزیر مال سے مل لیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ رانا شوکت محمود صاحب سے مل لیں ۔

وزیر قانون : جو شکایت ہے وہ ان کو بتا دیں ۔ چونکہ جو واقعات بیان کئے ہیں وہ اس کے متعلق تحقیقات کرا لیں گے ۔

مسٹر سپیکر: ٹھیک ہے آپ رانا صاحب کو مل لیں ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ! چراگاہ کے سلسلے میں کلہ نمبر 10 میں جو زمین ہے وہ کسی آدمی نے حاصل کر لی ہے ۔ میری استدعا ہے کہ اس کو واگذار کرایا جائے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ رقبہ نیلام کیا ہوگا لیکن کسی نے کاغذوں میں غلط اندراج کرا لیا ہے ۔ اس لیے اس کو بھی سزا دی جائے اور اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے ۔ اور ان چراگاہوں کا رقبہ واگذار ہونا چاہیے ۔

موضع ماڑی اور لک میں اشتمال اراضی

********* ۔ **چوہدری غلام احمد باجوہ :** کیا وزیر مال از براہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) موضع ماڑی اور لک تحصیل سرگودھا میں اشتمال اراضی کا کام کب تکمیل پذیر ہوا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ دیہاتوں میں کچھ رقبہ جات سیم زدہ ہیں اور یہ رقبہ جات غریب کسانوں کو دے کر ان کے اچھے رقبہ جات با اثر زمینداروں کو الاٹ کر دیئے گئے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ۔ ایس ۔ ایم ۔ مسعود) : (الف) مواضعات ماڑی و لک میں سکیم اشتمال علی الترتیب مورخہ 28 جنوری 1964ء اور 28 نومبر 1966ء کو منظور ہو کر تکمیل پذیر ہوئی ۔

(ب) ہر دو مواضعات میں کچھ رقبہ سیم زدہ تھا ۔ جو طریقہ تقسیم منظور شدہ کے مطابق ہر حقدار کو اس کے استحقاق کی بناء پر الاٹ کر دیا گیا ہے ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا! میری استدعا ہے کہ جب اشتمال ہوا تھا اس وقت با اثر آدمیوں نے اچھا رقبہ خود رکھ لیا تھا اور سیم زدہ رقبہ ان آدمیوں کو دے دیا گیا تھا جن کی کوئی پہنچ نہ تھی ۔ کیا حکومت اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہے کہ وہ رقبہ متعلقہ آدمیوں کو دیا جائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! یہ تو ایک جوڈیشل کارروائی ہے اس میں جو remedy ہے وہ یہ ہے کہ یہ کام قانون کے مطابق ہی ہو سکتا ہے ۔ ہم تو اس میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ فائنل نگرانی بورڈ آف ریونیو نے کی ہے اب اس کو set aside ہائی کورٹ ہی کر سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ضابطے کے مطابق غور کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ٹھیک ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ جب قانون میں finalaty ہو جائے تو اس کو دوبارہ reopen کرنا ناممکن ہو جاتا ہے ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب وہ غریب آدمی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کا تو پھر ایک ہی طریقہ ہے کہ چوہدری صاحب

کوئی پرائیویٹ ممبر بل لے آئیں تو ہو سکتا ہے۔

پانچ مرلہ سکیم کے تحت اقلیتوں کے لیے پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*8814 ۔ **مسٹر بخشا رام** : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ رحیم یار خان ۔ بہاولپور ۔ بہاولنگر ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ مظفرگڑھ اور میانوالی کے اضلاع میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت اقلیتوں کے افراد کو کتنے پلاٹ الاٹ کئے گئے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایس مسعود) : مندرجہ ذیل اضلاع میں ان کے محاذ دی گئی تعداد میں اقلیتوں کے افراد کو 5 مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں :۔

نام ضلع	تعداد پلاٹ ہائے الاٹ شدہ بحق افراد اقلیت
رحیم یار خان	328
بہاولپور	192
بہاولنگر	80
مظفرگڑھ	84
میانوالی	147
ڈیرہ غازی خان	1
میزان	832

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

تحصیل نارووال میں تباہ شدہ مکانات کی تعمیر کے لیے رقوم کی تقسیم

*1469 ۔ **مسٹر محمد انور علی بٹ** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1971ء کی جنگ میں حکومت نے تحصیل

نارووال میں تباہ شدہ مکانات کی تعمیر کے لیے کچھ رقم بطور معاوضہ عطا کی تھی -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ رقم کس آفیسر نے تقسیم کی اور کس کس گاؤں میں کن کن افراد کو دی گئی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس - ایم مسعود) : (الف) جی ہاں -

(ب) تقسیم رقوم کا کام حال ہی میں شروع کیا گیا ہے جس کی تکمیل پر گاؤں اور افراد کے نام ایوان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے -

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں - اب تو نئے ممبر ہی آئیں گے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب 73 ، 76 ، 79 ان میں سے کوئی ایک لے لیں -

مسٹر سپیکر : یہ 104 سید تابش الوری صاحب کی ہے - یہ وزیر تعلیم صاحب کے لیے رکھی تھی - کیا وزیر تعلیم کی جگہ کوئی اور وزیر کرے گا -

وزیر قانون : اس سلسلے میں پبلک سروس کمیشن کو جو فہرست بھیجی گئی ہے اس پر جلدی عمل ہونے والا ہے اور تقریباً ایک ہفتے میں ہو جائے گا - اگر اس جواب سے یہ مطمئن نہیں ہوتے تو وزیر تعلیم خود آ کر جواب دے دیں گے میں سمجھتا ہوں یہ ٹھیک ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ نے میری تحریک التواء کار نمبر 8ء ملتوی فرمائی تھی ، وہ آج لے لیں - اس کی ذمہداری ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے قبول فرمائی تھی ، وہ نہیں آئے تھے تو آپ نے وزیر قانون کو یہ ذمہداری تفویض فرمائی تھی -

وزیر قانون : یہ بھی اسی مضمون کے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر : یہ دونوں اکٹھی ہو جائیں گی ، ان دونوں کا تعلق

ایک ہی مضمون سے ہے ۔ یہ دونوں کل لے لیں گے ۔ کل کا وقفہ سوالات وزیر تعلیم صاحب کا ہے اور وہ ضرور کل ایوان میں ہوں گے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر! تحریک التواء کار نمبر 95 بھی لے لیں ۔ یہ بھی ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ضروری تو ہوگی لیکن یہ بہت بعد کی ہے ۔ اس سے پہلی کیسے چھوڑ دیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! تحاریک التواء کار نمبر 76 ، 78 اور 79 کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟

مسٹر سپیکر : کل کے لیے تحریک التوا نمبر 95 کا نوٹس بھی لے لیجیے ، 104 اور 8 کا نوٹس بھی لے لیجیے ۔

چودھری امان اللہ لک : تحریک التوا نمبر 86 کا نوٹس بھی لے لیجیے ۔

سید طاہر احمد شاہ : تحریک التوا نمبر 101 کا نوٹس بھی لے لیجیے ، یہ پاور لومز کی صنعت کے بحران سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التوا نمبر 90 ہوگی ، یہ 95 نہیں ، نمبر 95 تو زرعی سپلائی کارپوریشن کے متعلق ہے ۔ آپ کون سی تحریک کے متعلق فرما رہے تھے ؟

چوھدری امان اللہ لک : میں نے تحریک التوا نمبر 86 کے متعلق عرض کی ہے ۔

ملتان پولیس کی طرف سے جماعت اسلامی کے ورکرز کی گرفتاری

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مجھے آج رات ملتان سے ایک تفصیلی تار موصول ہوا جس کے مطابق ملتان شہر میں خاص طور پر ضلع ملتان میں عام طور پر شدید اضطراب اور بےچینی پیدا ہو چکی ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ 4/5 نومبر 1976ء کی درمیانی رات کو ملتان پولیس نے جماعت اسلامی کے دس گیارہ ورکرز کو گرفتار کر لیا ۔ ان کو خلاف قانون اور بلا جواز ہتھکڑیاں پہنا کر تھانہ میں رکھا گیا اور مابعد ان ورکرز کو چھوڑ دیا گیا اور ان سے تشدد کرکے کاغذات سفید پر دستخط حاصل کیے ۔ یہ ورکرز شہر ملتان میں اشتہار

نارووال میں تباہ شدہ مکانات کی تعمیر کے لیے کچھ رقم بطور معاوضہ عطا کی تھی -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ رقم کس آفیسر نے تقسیم کی اور کس کس گاؤں میں کن کن افراد کو دی گئی ؟

وزیر قانون و پارلمانی امور (مسٹر ایس - ایم مسعود) : (الف) جی ہاں -

(ب) تقسیم رقوم کا کام حال ہی میں شروع کیا گیا ہے جس کی تکمیل پر گاؤں اور افراد کے نام ایوان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے -

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں - اب تو نئے نمبر ہی آئیں گے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب 73 ، 76 ، 79 ان میں سے کوئی ایک لے لیں -

مسٹر سپیکر : یہ 104 سید تابش الوری صاحب کی ہے - یہ وزیر تعلیم صاحب کے لیے رکھی تھی - کیا وزیر تعلیم کی جگہ کوئی اور وزیر کرے گا -

وزیر قانون : اس سلسلے میں پبلک سروس کمیشن کو جو فہرست بھیجی گئی ہے اس پر جلدی عمل ہونے والا ہے اور تقریباً ایک ہفتے میں ہو جائے گا - اگر اس جواب سے یہ مطمئن نہیں ہوتے تو وزیر تعلیم خود آ کر جواب دے دیں گے میں سمجھتا ہوں یہ ٹھیک ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ نے میری تحریک التوائے کار نمبر 8ے ملتوی فرمائی تھی ، وہ آج لے لیں - اس کی ذمہ داری ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے قبول فرمائی تھی ، وہ نہیں آئے تھے تو آپ نے وزیر قانون کو یہ ذمہ داری تفویض فرمائی تھی -

وزیر قانون : یہ بھی اسی مضمون کے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر : یہ دونوں اکٹھی ہو جائیں گی ، ان دونوں کا تعلق

ایک ہی مضمون سے ہے ۔ یہ دونوں کل لے لیں گے ۔ کل کا وقفہ سوالات وزیر تعلیم صاحب کا ہے اور وہ ضرور کل ایوان میں ہوں گے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! تحریک التواء کار نمبر 95 بھی لے لیں ۔ یہ بھی ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ضروری تو ہوگی لیکن یہ بہت بعد کی ہے ۔ اس سے پہلی کیسے چھوڑ دیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! تحاریک التواء کار نمبر 76 ، 78 اور 79 کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟

مسٹر سپیکر : کل کے لیے تحریک التوا نمبر 95 کا نوٹس بھی لے لیجیے ، 104 اور 8 کا نوٹس بھی لے لیجیے ۔

چودھری امان اللہ لک : تحریک التوا نمبر 86 کا نوٹس بھی لے لیجیے ۔

سید طاہر احمد شاہ : تحریک التوا نمبر 101 کا نوٹس بھی لے لیجیے ، یہ پاور لومز کی صنعت کے بحران سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التوا نمبر 96 ہوگی ، یہ 95 نہیں ، نمبر 95 تو زرعی سپلائی کارپوریشن کے متعلق ہے ۔ آپ کون سی تحریک کے متعلق فرما رہے تھے ؟

چوھدری امان اللہ لک : میں نے تحریک التوا نمبر 86 کے متعلق عرض کی ہے ۔

ملتان پولیس کی طرف سے جماعت اسلامی کے ورکرز کی گرفتاری

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مجھے آج رات ملتان سے ایک تفصیلی تار موصول ہوا جس کے مطابق ملتان شہر میں خاص طور پر ضلع ملتان میں عام طور پر شدید اضطراب اور بےچینی پیدا ہو چکی ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ 4/5 نومبر 1976ء کی درمیانی رات کو ملتان پولیس نے جماعت اسلامی کے دس گیارہ ورکرز کو گرفتار کر لیا ۔ ان کو خلاف قانون اور بلا جواز ہتھکڑیاں پہنا کر تھانہ میں رکھا گیا اور مابعد ان ورکرز کو چھوڑ دیا گیا اور ان سے تشدد کرکے کاغذات سفید پر دستخط حاصل کیے ۔ یہ ورکرز شہر ملتان میں اشتہار

لگا رہے تھے - ان اشتہارات میں قانون شریعت کے نفاذ کا مطالبہ حکومت سے کیا گیا تھا - ان اشتہارات میں کوئی قابل اعتراض مواد نہ تھا - اس واقعہ سے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے کہ آئین کے تحت دیے گئے حقوق کو حکومت سلب کر چکی ہے اور پولیس انتظامیہ شہریوں پر بلا جواز تشدد کر رہی ہے -

وزیر قانون : میں اس معزز ایوان کے سامنے جناب امان اللہ لک سے درخواست کروں گا کہ وہ اس تار کو ایوان میں ضرور پڑھ دیں جس انداز میں یہ باتیں کہی گئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذاتی علم کی بنا پر کہی گئی ہیں - ویسے میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایسا واقعہ ملتان میں قطعاً کوئی نہیں ہوا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر! جیسے کہ جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے ، اس تار کی کاپیاں روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ وفاق کو بھی بھیجی گئی ہیں - یہ تار میرے پاس موجود ہے - میں اسے پڑھ دیتا ہوں -

TEN WORKERS OF JAMATIISLAMI MULTAN ARRESTED BY LOCAL POLICE ON NIGHT BETWEEN 4TH 5TH NOVEMBER UNLAWFULLY WHILE PASTING POSTERS. POSTERS CONTAIN DEMAND OF IMPLEMENTATION OF ISLAMIC SHARIAT LAWS AND DID NOT CONTAIN ANY OBJECTIONABLE MATERIAL. SOME OF UNLAWFULLY ARRESTED REMAINED CHAINED IN POLICE STATION. WORKERS WERE RELEASED.

یہ وہ تار ہے جو مجھے موصول ہوئی ہے اور اس کے بعد میں نے یہ تحریک التوائے کار دی ہے - اس تار کی نقول تمام وزراء کو اور جناب وزیر اعلیٰ کو بھی بھیجی گئی ہیں جس کے متعلق وزیر قانون فرما رہے تھے کہ میں نے اپنی طرف سے یہ تحریک دے دی ہے - قطعی طور پر ایسا نہیں -

یہ واقعہ تھا اور یہ میرا فرض بنتا تھا کیونکہ انہوں نے اس میں کہا ہے کہ پولیس نے اتنی غیر قانونی حرکت کی ہے کہ لوگوں کو زیر حراست رکھا ، ان کو حسب ضابطہ گرفتار نہیں کیا بلکہ انہیں غیر قانونی حراست میں رکھا ، ان کو ہتھکڑیاں لگائیں لیکن اس کے بعد انہیں چھوڑ دیا ۔

وزیر قانون : اس سے کیا پتا ہو سکتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے ، ان کا یہاں نام بھی نہیں لکھا ہوا ہے ۔ یہ تحریک التواء کار بالکل مبہم ہے ۔ اس سے یہ پتا نہیں چلتا کہ عبدالمالک صاحب نام کے کوئی ہیں بھی یا نہیں اور یہ ساری بات ایک مبہم تار پر بنائی گئی ہے حالانکہ ایسا کوئی واقعہ قطعاً ملتان میں نہیں ہوا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! عجیب بات ہے کہ پہلے تو وزیر قانون کچھ اور مطالبہ فرما رہے تھے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ ان کا یہ خیال ہے کہ چونکہ واقعہ نہیں ہوا اس لیے ہو سکتا ہے کہ یہ تار کسی اور شخص نے دے دیا ہو ۔

وزیر قانون : میں نے پہلے بھی اس واقعہ سے انکار کیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ پہلے انہوں نے جو فرمایا ہے کہ میں نے شاید ذاتی طور پر کوئی خواب دیکھا تھا اور کوئی تار وغیرہ نہ تھا ، اگر کوئی تار ہوا تو وہ سچ تسلیم فرما لیں گے ۔ اب چونکہ میں نے انہیں ثابت کر دیا ہے کہ وہ تار آیا تھا ۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں ذاتی طور پر تحقیقات فرمائیں ۔ اگر واقعی وہاں پولیس نے زیادتی کی ہو تو اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! آپ غور کریں کہ جو بات اس تار میں کہی گئی ہے کہ ان اشتہارات میں حکومت سے قانون شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا تھا اور ان میں کوئی قابل اعتراض مواد نہ تھا ۔ اب یہ بات کہ ان میں کوئی قابل اعتراض مواد نہ تھا ایک تار کی بنیاد پر کیسے کہی جا سکتی ہے ۔ اگر میرے علم میں یہ اشتہارات آئیں تو میں ان کا subjective یا objective جج بن سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہوں کہ ہے یا نہیں ۔ اب ایک تار کو بنیاد بنانا اور یہ کہنا کہ اس اشتہار میں ایسا مواد نہ تھا اس طرح تو یہ تحریک ایک مبہم تحریک بن جاتی ہے جس

میں نہ ان لوگوں کے نام ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی اور پتا ہے ۔ آخر تحریک التواء کار لانے کے کچھ اصول بھی ہیں ۔ جب ان کو یہ تار موصول ہوا تھا تو اس میں کچھ تحقیقات کر لی جاتیں ، ان لوگوں کے نام بھی دریافت کیے جا سکتے تھے اور اشتہار بھی منگوائے جا سکتے تھے ۔

Mr. Speaker : On what date did you receive this telegram ?

چودھری امان اللہ لک : جناب والا! گذارش یہ ہے کہ میں اس کی بھی وضاحت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں ان کی بات سے ہٹ کر بات کرتا ہوں کہ آپ نے کب یہ تار موصول کیا اور یہ تار کب بھیجا گیا ؟ میں اس میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کی تاریخ کیا ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا! یہ واقعہ 4/5 تاریخ کی درمیانی شب کو ہوا ہے اور 5 تاریخ کو ان کو چھوڑا جاتا ہے اور اسی تاریخ کو یہ تار بھیجا جاتا ہے ۔

وزیر قانون : تو فاضل ممبر اسے 10 نومبر کو پیش کر رہے ہیں ، اس کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو اس کو کسی ٹیکنیکل اعتراض کی طرف لے جا رہے ہیں ۔

چودھری امان اللہ لک : میں عرض کرتا ہوں کہ اس کی تاریخ کا تو مجھے پتا نہیں کہ اس کے اوپر لکھی ہوئی ہے یا نہیں ۔ بہرحال میں تار پیش کر دیتا ہوں آپ خود ملاحظہ فرما لیں ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر فاضل ممبر نے تار مسٹر سپیکر کے حوالے کیا)

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کو بھی بھیجا گیا ہے اور یہ نام سے آیا ہے اور یہ سید تابش الوری صاحب کو بھی آیا ہے ۔

وزیر قانون : لیکن سید صاحب نے تو اس کو پیش کرنا مناسب نہیں سمجھا کہ ۔ ۔ ۔

چودھری طالب حسین : جناب والا! حالیہ واقعہ کی توضیح آج تک اس ایوان میں یہ نہیں کی گئی جو آپ آج فرما رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں جتنے آپ کہیں میں پہلے فیصلے آپ کو بتا

سکتا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! حالیہ واقعہ کی توضیح آج تک یہ نہ کی گئی تھی کہ اگر آپ کو آج ہی اطلاع ملتی ہے تو آج ہی تحریک پیش کر دی جائے بلکہ یہ تھی کہ اگر آج آپ تحریک پیش نہیں کر سکتے تو کل پیش کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو اس کے متعلق کچھ نہیں کہا بلکہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ کس طرف آپ اس کا رخ موڑ رہے ہیں ۔ مجھے علم نہیں کہ آپ کو کیوں یہ شک پڑ گیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : ٹھیک ہے ۔ آپ نے چند روز قبل کچھ اسی قسم کی رولنگ دی تھی ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ تار انہیں چھ یا سات تاریخ کو مل گیا ہوتا اور وہ دس تاریخ کو تحریک التواء کار پیش کرتے تو میں اس کو رول آؤٹ کر دیتا ۔ لیکن اگر انہوں نے یہ تار 5/1 کو بھیجا ہے اور انہیں 9/10 تاریخ کو ملتا ہے تو پھر یہ وقت کے اندر ہوگی ۔

because he is not supposed to wait for another five days in presenting this adjournment motion.

چوہدری طالب حسین : جناب والا! آپ کو ہر کیس کے واقعات کے مطابق اپنی رولنگ کو محفوظ رکھنا ہوگا ۔ اس لیے ممکن ہے کہ آج انہیں کوئی تار موصول ہوتا ہے یا وہ خبر ان تک پہنچتی ہے اور وہ کسی وجہ سے تحریک پیش نہیں کر سکتے تو اگر وہ کل تحریک پیش کر دیتے ہیں تو آپ اس کو اس وجہ سے رد نہیں کر سکتے ۔ اس لیے میں خاص طور پر آپ سے درخواست کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : میں اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا مگر میں سمجھتا ہوں کہ invariably اتھارٹیز اس view کی ہیں ۔ یہاں مجھے نیشنل اسمبلی کی کارروائی یاد ہے کہ اس دن موشن موو کی گئی تھی ۔

چوہدری طالب حسین : میں اس لیے کہتا ہوں کہ ہر کیس کے حالات مختلف ہوتے ہیں ۔ اور اس کے لیے آپ کی satisfaction ہونی چاہیے ۔

چوہدری امان اللہ لک : سات اور آٹھ کو میرے خیال میں ہفتہ اتوار تھا ۔ 9 کو غالباً چھٹی تھی ۔

مسٹر سپیکر : 9 کو تو چھٹی تھی۔

چوہدری امان اللہ لک : 9 کو چھٹی تھی اور رات آٹھ کو ہفتہ اتوار تھا۔

مسٹر سپیکر : 9 کو علامہ اقبال کے برتھ ڈے کی چھٹی تھی۔

چوہدری اللہ امان لک : جی ہاں ! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تاخیر کا تو سوال نہیں۔

مسٹر سپیکر : میں اسے کسی اور زاویہ سے دیکھ رہا تھا کہ وہ کتنے prompt ہیں آپ کو تار بھیجنے میں۔ اگر پانچ چھ دن کے بعد بھیجتے ہیں تو probably یہ سوچ سمجھ کر بھیجنے والی بات ہے۔ صرف اس نقطہ نظر سے۔ but this has been sent on 6th۔ میں تو صرف اسی نقطہ نظر سے دیکھ رہا تھا۔ کہ بھیجنے والا اسے genuinely بھیج رہا ہے۔

If there is a delay of time.

دو تین دن کا۔ تو جس نے بھیجا ہے، اس نے ممکن ہے، سوچ سمجھ کر بھیجا ہو۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر قانون کافی دیر سے یہ اعتراض اٹھا رہے ہیں کہ تحریک التوا میں subject matter specific نہیں ہے۔ اس میں نام نہیں ہے، اس میں وقت کا تعین نہیں ہے۔ تو ایف۔ آئی۔ آر اور تحریک التوا میں لازماً فرق ہے۔ ایف۔ آئی۔ آر دیتے وقت یہ چیزیں ملحوظ خاطر رکھی جاتی ہیں ؟

Mr. Speaker : This has been categorically and emphatically denied by the minister

وہ تو پھر آپ آرام سے کریں گے، اس وقت تو نہیں کریں گے۔

چوہدری امان اللہ لک : مگر اسے آپ entertain تو فرما سکیں گے ؟

Mr. Speaker : Allegations on the floor of the House against the statement of the Minister

آپ اسے باقاعدہ مجھے لکھ کر دیں۔ تاکہ آپ کا بھی تھوڑا سا considered پرولیج موشن ہو۔

وزیر قانون : اس کے بعد کون سی تحریک التوا take-up کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : اس کے بعد لیجسلیشن کی بات کریں گے۔

In view of the statement of the Minister that no such incident has taken place the adjournment motion is not admitted.

سید طاہر احمد شاہ : ابھی وقت تو نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر : مگر نوٹس نہیں ہے ۔ دو چار منٹ باقی ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : ایک تحریک التوا اور take-np ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کون سی ہے ؟

سید تابش الوری : آج وقت زیادہ دے دیں ۔

Mr. Speaker : We took about fifty five minutes over adjourment motions but my request was not accepted. It was almost an hour that we dealt with adjournment motion. جس سٹیج پر میں نے کہا تھا

سید تابش الوری : جناب والا ! ایک گھنٹے کی تو بریگیڈیر صاحب کی تقریر تھی جو آپ نے سماعت فرمائی ۔

مسٹر سپیکر : آپ بھی اس میں شامل تھے ۔ سارے ہی اس میں شامل تھے ۔ اس میں تو کوئی بات نہیں ہے ۔ سب دوستوں نے اس کا ذکر کیا ۔ اس لیے نہیں ، کہ تحاریک کے نوٹس ہی نہیں ۔ یا تو آپ seriatim لیں ، کیونکہ نوٹس ہو تو وہ تیاری سے آئیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب ! میں تو چار پانچ روز سے نوٹس دے چکا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جتنی بھی آپ کے پاس تحاریک التوائے کار پہنچ چکی ہیں ان کے جواب متعلقہ محکموں سے پہنچ جاتے ہیں ۔ کوئی ایسی تحریک التوا ہوتی ہے جو کل یا پرسوں move کی ہو ۔ میں اپنے تجربے کی بنا پر یہ بات کہہ رہا ہوں ۔ جس کا ان کو نوٹس ہو وہ تحاریک التواء آپ لے لیں ۔ جن کا نوٹس نہیں ہے ، وہ نہ لیں ۔

مسٹر سپیکر : سارے نوٹس تو ان کو نہیں ہوتے ۔

Chaudhri Talib Hussain : It is always the Law Minister who is prepared to taked it up. He is too young.

Mr. Speaker : I don't want to put burden on him. He is not too young as you think.

Chaudhri Talib Hussain : Sir, he is not too old. He remained my class fellow. He is young.

سید طاہر احمد شاہ : کل کے لیے کون کون سے نوٹس ہیں -

مسٹر سپیکر : کل کے لیے 95 ، 104 ، 188 اور 110 ہیں -

سید طاہر احمد شاہ : جناب میری تحاریک کا بھی آپ کل کے لیے نوٹس دے دیں -

مسٹر سپیکر : آپ کی کون سی ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : 76 ، 78 ، 79 -

مسٹر سپیکر : یہ بھی کل کے لیے ہیں -

سید طاہر احمد شاہ : ایک اور بھی ہے -

مسٹر سپیکر : تین بہت ہیں - یعنی چھ ہو گئی ہیں -

سید طاہر احمد شاہ : نوٹس دے دیں تا کہ ان کے پاس جواب آ جائیں - take-up آپ جب بھی چاہیں کریں -

مسٹر سپیکر : جوابات تو ان کے پاس ہیں - مگر وزیر متعلقہ نہیں ہوتے - چونکہ وہ توقع نہیں کرتے کہ میری آج ٹرن آئے گی - اس لیے وہ ایوان میں نہیں آتے -

سید طاہر احمد شاہ : جب نوٹس ہو جاتا ہے ، تو وزیر متعلقہ تک convey تو ہو ہی جاتا ہے -

مسودہ قانون

مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 90 بابت 1976ء)

(جاری)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That the Punjab Development of Cities Bill, 1976, be circulated for the purpose

of eliciting opinion thereon by 15th, Janurary, 1977.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now, the question is :

That the Punjab Development of Cities Bill, 1976, as recommended by the Standing Committee on Local Government, Social Welfare and Auqaf, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(کلاز - 3)

Mr. Speaker : Clause 3 of the Bill is under consideration. The question is :

That Clause 3 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 4)

Mr. Speaker : Now, Clause 4 of the Bill is under consideration, Yes Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir I move.

That for sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(1) The Government shall, by notification, establish Authorities for all the cities in the Province.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

That for sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely .—

(1) The Government shall, by notification, establish Authorities for all the cities in the Province.

Minister For Law : Opposed.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That for para (a) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(a) Secretary, Planning and Development Department ;
Member/Chairman.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for para (a) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(a) Secretary, Planning and Development Department ;
Member/Chairman.

Minister For Law : Opposed :

Syed Tabish Alwari: Sir, I move :

That for para (i) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :

(i) Five public representatives elected by the Municipal Committees or Members of Municipal Corporations; as the case may be ;

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for para (i) of Sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :

(l) Five public representatives elected by the Municipal Committees or Members of Municipal Corporations, as the case may be ;

Minister For Law : Opposed-

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That for para (h) of sub-clause (4) of

Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :

(h) Mayor or Chairman or Administrator as the case may be, of the Local Council concenred or a nominee of the Mayor or Chairman concerned ; Member.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for para (h) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted namely :

(h) Mayor or Chairman or Administrator, as the case may be, of the Local Council concerned or a nominee of the Mayor or Chairman concerned ; Member.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That for para (i) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following new para be added, namely :

(i) All members of the Provincial Assembly of the Punjab from the concerned cities. Members.

Mr. Speaker : The amehdment moved is :

That for para (i) of sub-clause (4 of Clause 4 of the Bill, the following new para be added, namely :

(i) All Members of the Provincial Assembly of the Punjab from the concerned cities. Members.

Yes Syed Tahir Ahmad Shah.

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, I move :

That sub-clause (5) of Clause 4 of the Bill. be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That sub-clause (5) of Clause 4 of the Bill, be deleted.

Minister For Law : Opposed.

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, I move :

> That in sub-clause (6) of Clause 4 of the Bill, for the word "three" occurring in line 2, the word "five" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (6) of Clause 4 of the Bill, for the word "three" occurring in line 2, the word "five" be substituted.

Minister For Law : Opposed.

Mr. Speaker : Syed Sahib would you like to say some thing or the amendments are self explanatory ?

سید تابش الوری : جناب والا! یہ بڑی اہم ترین کلاز ہے کیونکہ یہ بل کی ہیئت حاکمہ سے متعلق ہے اس لیے میں اس سلسلہ میں کچھ گذارشات کرنی ضروری سمجھتا ہوں ۔ جناب والا! اس وقت بل کی ضمن نمبر 4 ہمارے سامنے ہے جو ترقیاتی اداروں کے قیام ، ان کی ہیئت ۔ ان کی تشکیل اور اراکین کی نامزدگی اور انتخاب سے متعلق ہے ۔ اس ضمن کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ وہ ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے کسی بھی شہر میں ایک ترقیاتی ادارہ قائم کرنے کی مجاز ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب یہ تو اس میں لکھا ہوا ہے ممبر جانتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا! پھر یہ پتہ نہیں چلتا ایک لائن کی بات ہے اس کی تفصیل بھی میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے کسی بھی شہر میں ایک ترقیاتی ادارہ قائم کرنے کی مجاز ہوگی ۔ جہاں تک ان ترقیاتی اداروں کے قیام کا تعلق ہے ہم اس سلسلے میں جنرل بحث پر تفصیلی اظہار خیال کر چکے ہیں ۔ لیکن چونکہ یہ ضمن ترقیاتی اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ اس سے متعلقہ اداروں کے اراکین سے بھی متعلق ہے ۔ اس لیے ہمیں یہ کہنا ضروری ہے کہ ان ترقیاتی اداروں کے قیام سے حکومت پنجاب شہروں کے کسی استثناء کے بغیر ایک ایسی ذمہداری قبول کر رہی ہے جو ان کے لیے بے پناہ مالی بار ثابت ہو سکتی ہے ۔

ترقی پذیر ممالک اور ترقی پذیر صوبوں کے لیے یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ وہ اپنی ترقیاتی سکیموں کو اپنے ترقیاتی منصوبوں کو کم از کم خرچے کے ساتھ تکمیل پذیر کرنے کی کوشش کریں ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت نے اس کلیے کو تبدیل کرکے یہ شعار بنا لیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرکے کم سے کم ترقیاتی سکیموں کو تکمیل پذیر کرنے کے لیے نت نئے اقدامات کرتی رہتی ہے ۔ اور موجودہ بل بھی ان کی اس مستقل پالیسی کا حصہ ہے ۔ جس کے ذریعے وہ مختلف شہروں میں میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں سے بالاتر ترقیاتی ادارے قائم کرنے کے لیے یہ بل منظور کرانا چاہتی ہے ۔

جناب والا! اس سے پہلے ایسے ترقیاتی ادارے کے قیام کا تجربہ لاہور میں کیا گیا ہے اور آپ سب جانتے ہیں کہ یہ تجربہ کسقدر مہنگا ثابت ہو رہا ہے ۔ یہ تجربہ لاہور کے شہریوں کے جیب پر کتنا بڑا ڈاکہ ہے یہ تجربہ عوامی سہولتوں کے اعتبار سے کتنا بڑا فریب ہے اور ہم پھر اتنے بڑے تجربے کا اعادہ دوسرے شہروں میں کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح سے دوسرے شہروں میں بھی نئے نئے سفید ہاتھیوں کو پالنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر / آپ بڑے احسن طریقے سے اس پر دو دن اظہار خیال کر چکے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں تو یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ کلاز چونکہ ترقیاتی اداروں کے قیام سے متعلق ہے ۔ میں اس کے قیام کی بنیادی پالیسی ہی کو چیلنج کر رہا ہوں ۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اس کے قیام سے اس مقصد کی تکمیل نہیں ہوگی جس کے لیے یہ ادارہ قائم کیا جا رہا ہے ۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اب بھی وقت ہے کہ ہم اس بل پر بحث کرتے وقت ایسی پالیسی اختیار کریں جس کے نتیجہ میں پنجاب کے مختلف شہروں میں بہت سے ترقیاتی ادارے بنانے کی بجائے ہم موجودہ اداروں کے ذریعے سے ہی زیادہ سے زیادہ ترقیاتی کام کروا سکیں ۔ اصل صورت اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ ان ترقیاتی اداروں کی ضرورت اس لیے محسوس کی جا رہی ہے کہ پہلے

سے قائم شدہ بلدیاتی ادارے میونسپل کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن عوام کے ادارے نہیں ہیں اور ان اداروں میں عوام کی نمائندگی موجود نہیں ہے بلکہ مسلسل چار ماہ سے مسلسل وعدوں کے باوجود ان بلدیاتی اداروں کے انتخابات ہی نہیں کرائے گئے اور وہ نوکر شاہی اور افسر شاہی کے بل بوتے پر الٹے تللے میں مصروف ہیں اور ان کی وجہ سے نہ صرف ان کی اقتصادیات تباہ ہو چکی ہے نہ صرف ان کے مالی وسائل خراب ہو گئے ہیں بلکہ عوام کو جو بنیادی سہولتیں حاصل ہونی چاہئیں ۔ وہ ان سے بھی برابر محروم چلے آرہے ہیں ۔ اس لیے اصل علاج تو یہ ہے کہ ان بلدیاتی اداروں کے انتخابات کرائے جائیں تاکہ عوام کے نمائندے ان اداروں کے ذریعے اپنی تکالیف کے ازالے کے لیے صحیح منصوبہ بندی کر سکیں ۔ اور ان مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں جن کے لیے ان ترقیاتی اداروں کے قیام کے لیے راہ ہموار کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ! اس ترقیاتی ادارے کے لیے چیئرمین شپ حسب معمول وزیر متعلقہ کے سپرد کی گئی ہے اور ہمارا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ وزیر متعلقہ اپنی سیاسی اور انتظامی مصروفیات کی وجہ سے اسقدر وقت نہیں دے سکیں گے کہ وہ پنجاب کے مختلف شہروں میں قائم ہونے والے ترقیاتی اداروں کی بنفس نفیس صدارت کر سکیں اور ان کے روزمرہ کام کا جائزہ لے سکیں ۔ اس لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وزیر موصوف بحیثیت محکمے کے انچارج کے اس سلسلے میں اپنی نگرانی کے فرائض انجام دیں لیکن صدارت کی ذمہ داریوں کو انہیں ادا کرنے کے لیے انہیں اختیار نہیں دیا جانا چاہیے ۔ اور اس کی جگہ ایسا متبادل انتظام ہونا چاہیے ۔ ترقیاتی افسروں کے ذریعے یہ اقدامات کئے جانے چاہئیں اور ان کی صدارت میں ترقیاتی اداروں کے امور سرانجام دینے چاہئیں جو نہ صرف ترقیاتی امور سے کماحقہ ، واقف ہوں بلکہ ان کی موجودگی سے ڈویلپمنٹ اور پلاننگ کے کام میں آسانی ہو سکے ، چنانچہ ہم نے اپنی اس تجویز میں اور ترمیم میں یہ کہا ہے کہ یہاں وزیر متعلقہ کی بجائے ڈویلپمنٹ اور پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کو سربراہ ہونا چاہیے ۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ اس ادارے کو زیادہ سے زیادہ عوامی مفاد کے لیے اس میں عوام کے صحیح نمائندوں کو زیادہ جگہ ملنی چاہیے ۔ موجودہ صورت میں اس میں باوہ اراکان ہیں جس میں سے 8 اراکان سرکاری

افسر ہیں اور تین ارکان عوام کے نمائندے ایسے ہوں گے جنہیں حکومت نامزد کرے گی - اور ایک خود وزیر موصوف ہوں گے - ہم نے اپنی ترمیم کے ذریعے اس بات پر زور دیا ہے کہ جن شہروں میں یہ ادارے قائم کئے جائیں ان کے منتخب اراکین صوبائی اسمبلی کو بلحاظ عہدہ ان ترقیاتی اداروں کا ممبر ہونا چاہیے - ہماری اس ترمیم کی اہمیت اس بات سے واضح ہے کہ جس شہر میں یہ ترقیاتی ادارہ قائم ہوگا ان کے مسائل سے اور ان کی مشکلات سے سب سے زیادہ اس علاقے کے صوبائی اسمبلی کے اراکین واقفیت رکھتے ہیں - ہمیں اس بات پر خوشی ہے کہ ہماری اس ترمیم کو جناب وزیر قانون نے ppose ، نہیں کیا بلکہ اسے قبولیت بخشی ہے - جس کے نتیجے میں اس ادارے میں منتخب افراد کی موجودگی سے ترقیاتی امور ہی کی انجام دہی میں ہی مدد نہیں ملے گی بلکہ ترقیاتی ادارے کو نسبتاً عوامی شکل دینے میں بھی کافی مدد حاصل ہوگی

جناب والا! اس طرح سے ہماری دوسری ترمیم یہ ہے کہ اس ادارہ میں میئر آف کارپوریشن کو ممبر رکھنے کی تجویز کی گئی ہے - ہماری ترمیم کے مطابق موجودہ ایڈمنسٹریٹر کو شامل کیا گیا ہے - مزید یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ چونکہ چیئرمین اور میئر کسی ترقیاتی ادارے کی میٹنگ میں شریک نہیں ہو سکیں گے تو کم از کم ان کے کسی نمائندے کو موجود ہونا چاہیے - اس لیے ہماری اس موجودہ ترمیم سے میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن اپنی نمائندگی سے کسی خاص وجہ سے محروم نہیں ہو سکیں گے - ان گزارشات کے ساتھ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری ان بنیادی ترامیم سے اگر اس ادارے میں عوامی نمائندگی کا اہتمام ہوگیا ہے لیکن ابھی اس بات کی ضرورت ہے کہ ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جانا چاہیے تھا - کہ میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن کی طرف سے بھی عوام کے نمائندوں کو ان ترقیاتی اداروں میں ہونا چاہیے - خواہ ان کی تعداد تین ہو یا چار ہو - موجودہ شکل یہ ہے کہ کمیٹیوں اور کارپوریشنوں میں ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کی منتخبہ ورکس کمیٹیاں موجود ہیں - موجودہ صورت میں ہم ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کی ان منتخبہ کمیٹیوں میں سے کچھ ارکان کو ترقیاتی اداروں میں نامزدگی دے سکتے ہیں اور اس کے بعد جب بلدیاتی انتخابات عمل میں آ جائیں تو ان میونسپل کونسلروں کو ان اداروں میں نمائندگی کا

حق بخشا جائے۔ اس طرح سے نہ صرف کارپوریشن ، میونسپل کمیٹی اور ترقیاتی اداروں میں ہم آہنگی پیدا ہوگی بلکہ وہ اپنی مشترکہ کوششوں اور مساعی سے پورے شہر کی اجتماعی ترقی کے لیے اور ہمہ جہتی جدوجہد کے لیے ایک ایسا پلان تیار کر سکیں گے جس کے نتیجہ میں شہروں کی حالت کو بہتر بنانے میں مدد مل سکے گی ۔ میری حتمی رائے تو یہ ہے کہ ترقیاتی اداروں کی بجائے صوبائی سطح پر ایک ترقیاتی ادارہ قائم کر دیا جائے۔ جو کہ تمام شہروں کے لیے ترقیاتی سکیمیں بنا کر میونسپل کمیٹی اور کارپوریشنوں کے ذریعہ سے ان ترقیاتی سکیموں کو زیر عمل لائے۔ اور جو سرمایہ ترقیاتی اداروں کو فراہم کیا جا رہا ہے یا کہ فراہم کیا جانا مقصود ہے۔ وہ سرمایہ کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کو دے دیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں ہم غیر معمولی اخراجات کے بوجھ سے بچ جائیں گے اور ہمیں اس بوجھ سے نجات مل جائے گی ۔ اور ترقیاتی اداروں کی صورت میں جو غیر معمولی اخراجات ہوں گے ۔ ان سے بچت کا موقع مل جائے گا ۔ اور دوسری طرف وہ دو عملی بھی پیدا نہیں ہوگی جس کے نتیجہ میں کارپوریشن اور ترقیاتی ادارے اپنے اپنے کام کو مسابقت کی بنیاد پر نہیں بلکہ مخالفت کی بنیاد پر طے کرتی ہیں ۔ اور اس طرح سے عوام براہ راست ان کی دو عملی کی وجہ سے مسلسل نقصان میں رہتے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ میری ان گزارشات کی روشنی میں ہماری ان ترامیم کو یہ ہاؤس متفقہ طور پر قبول کریں گا ۔

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی سید تابش الورٰی نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا! میں کلاز نمبر 4 پر بولوں گا ۔

Mr. Speaker : Now, the question is ;

> That for sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> (1) The Government shall, by notifica-

tion, establish authorities for all the cities in the Province.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (a) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(a) Secretary, Planning and Development Department ; Member/Chairman.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (i) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :

(i) Five public representatives elected by the Municipal Committees or Members of Municipal Corporations as the case may be ;

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (i) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the following new para be added, namely :

(i) All Members of the Provincial Assembly of the Punjab from the concerned cities. Members.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (h) of sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, the Bill, the following be substituted, namely :

(h) Mayor or Chairman or Administrator, as the case may be, of the

Local Council concerned or a nominee of the Mayor or Chairman concerned. Member.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 4 as amended do stand for part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 5)

Mr. Speaker : Clause 5 of the Bill is under consideration. Yes Mr. Nazar Hussain Mansoor.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Opposed.

Mr. Speaker : Yes, Mr. Nazar Hussain Mansoor.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر! یہ کلاز بالکل فضول سی کلاز ہے ۔ اس لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس کلاز کو حذف کر دیا جائے ۔ جناب والا! آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کلاز 4 میں جہاں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اتھارٹی کے تمام کے تمام ممبر یا تو گورنمنٹ کے ملازمین ہیں یا پبلک کے نمائندے ہیں سوائے چند ایک کے جیسے (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ

The Government may appoint

یعنی گورنمنٹ جو آدمی رکھے ان کے علاوہ یا

Public representative

یا گورنمنٹ کے ملازم ہیں یا منسٹر ہیں . . .

Mr. Speaker : But there may be a person

جن کو گورنمنٹ نامزد کرتی ہے

Who may not be a Government servant and who may not be a Member of the Provincial Assembly. It could be very much applicable there.

مسٹر نذر حسین منصور : (ب) پر applicable ہے باقی کسی جگہ پر نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : On whom-so-ever it is applicable the applicability is there. Therefore, how do you say that it is vague ? And more or less such clauses form part of every Act of this nature.

مسٹر نذر حسین منصور : یہ ٹھیک ہے آپ اس کو clarify کریں ، جو بات پہلے غلط ہو ۔ اب تو وہ نہ ہو ، سیکرٹری یا منسٹر جو ہیں وہ minor lunatic یا unsound mind کے نہیں ہو سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ ہو سکتا ہے ۔ جو کہ ایک particular category میں آتا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : یہاں لکھا ہوا ہے ۔

Government may appoint such person

یہاں گورنمنٹ کسی

minor, lunatic, insolvent, of unsound mindman

کو اپوائنٹ نہیں کر سکتی ہے ۔ جب کرے گی کسی قابلیت کے تحت کرے گی ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح سے نہیں ہے ۔ یا تو آپ دنیا کے قانون کو نہیں جانتے ہیں ۔ میں اس لیے مداخلت نہیں کر رہا ہوں کہ آپ کی تقریر rational نہیں ہو رہی ہے ۔ جب ایک آدمی مقرر کیا جاتا ہے ۔ وہ بالکل sane ہے بالکل solvent ہے ۔ ایک تو یہ گورنمنٹ پر limitation ہے ۔

The Government will not do this,

ایک insolvent آدمی ہے اس کو گورنمنٹ اس کیٹیگری میں سے مقرر نہیں کر سکتی اور نمبر 2 یہ ہے کہ ایک آدمی اچھا بھلا ہوتا ہے ۔

But a time may come when he ceases to be solvent and when he may cease to be sane and when he may cease to be a man of good character and may fall in the category of in solvent and moral turpitude. It is not vague.

آپ کسی اور بنیاد پر اس پر بحث کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا! نہیں ۔ میں صرف آپ کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ بعض کلاززایکٹ یا بلوں میں سے اس لیے

لی جاتی ہیں حالانکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے اس ترقیاتی ادارے کی ممبر شپ جو 95 فیصد ہے وہ گورنمنٹ ملازمین میں سے ہے تو کوئی گورنمنٹ کا ملازم lunatic نہیں ہو سکتا ہے جب یہ صحیح امر واقع ہے تو پھر اس کلاز کو اس بل میں رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

Mr. Speaker : Please be relevant.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا! یہ میرا logic ہے اس پر میرے باقاعدہ طور پر دلائل ہیں اس کا دوسرا پہلو جو سب سے کمزورترین ہے بلکہ اس پر وزیر قانون صاحب کو بھی توجہ کرنی چاہیے کہ کوئی بھی ممبر جس کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ترقیاتی ادارے میں interest ہو تو یہ فرمایا گیا ہے کہ۔

That will cease to be a member.

تو جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کسی آدمی کا directly یا indirectly مفاد ہو اور خصوصی طور پر جب کہ وہ اس ترقیاتی ادارے کے 95 فیصد ممبر گورنمنٹ کے ملازمین ہیں۔۔۔۔

Mr. Speaker : Why you forget those 5%.

چوہدری طالب حسین : جناب والا! مسٹر نذر حسین منصور اس ایوان کے ممبران کو convince کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور سپیکر صاحب کو نہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا حق ہے۔

مسٹر سپیکر : اس میں convince کرنے والی کوئی بات نہیں ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ وہی بات کریں کہ جو convince کرنے والی ہے۔

چوہدری طالب حسین : یہ ان کے اپنے arguments ہیں آپ کے تو نہیں ہیں۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ apply نہیں کرتا apply تو بڑا واضح طور پر کرتا ہے۔

چوہدری طالب حسین : تو پھر اس ایوان کے ممبران اس بات کو reject کر دیں گے جب ووٹ کا معاملہ آئے گا۔ انہیں یہ بات کرنے کا تو حق ہے۔

مسٹر سپیکر : اس طرح تو نہیں ہے یہ تو پھر rational گفتگو ہو

جائے گی ۔

چوہدری طالب حسین : جہاں وہ irrelevant ہوں تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ غیر متعلقہ بات ہے ۔

Mr. Speaker : He is not relevant when he speaks like this.

چوہدری طالب حسین : نہیں آپ وہ irrelevancy تو point out کر سکتے ہیں لیکن وہ آپ کو convince نہیں کر رہے ہیں ۔

He is just convincing the members of this House.

مسٹر سپیکر : میں شروع سے ہی ان کو کہہ رہا ہوں کہ یہ بات relevant نہیں ہے ۔

مسٹر لذر حسین منصور : جناب والا ! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر یہ relevant نہیں ہے تو چلیے آپ مجھے convince کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ نہیں ۔ میں آپ کو convince کیا کروں ۔

مسٹر لذر حسین منصور : گورنمنٹ کیا کسی نابالغ کو کسی minor کو کسی دیوالیہ کو اس ترقیاتی ادارے کا ممبر بنائے گی ؟ اور جناب والا ! یہ commonsense کی بات ہے اور جب گورنمنٹ ایسا نہیں کرے گی تو اس کلاز کے رکھنے کا کیا فائدہ ؟ آپ کہتے ہیں کہ دوسرے ایکٹ میں ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : جب گورنمنٹ نے سپیشل sense استعمال کر لی تو پھر آپ کیا کریں گے ۔

مسٹر لذر حسین منصور : جناب والا ! سپیشل sense تو صاف طور پر واضح ہے لیکن یہ کلاز vague ہے ۔ اس کی اس بل میں خاص طور پر کوئی ضرورت نہیں میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 6)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 6 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 6 بل کا حصہ ہے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 7)

Mr. Speaker : Clause 7 of the Bill is under consideration. Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in sub-para (b) of para (v) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the word "preparation" and the full stop appearing at the end, the words and comma "and if any such development plan is not completed within the fixed period for the implementation of such Government plan, the reason for such failure shall be published and proper action shall be taken against any person responsible for such a failure" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-para (b) of para (v) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the word "preparation" and the full stop appearing at the end, the words and comma "and if any such development plan is not completed within the fixed period for the implementation of such Government plan, the reason for such failure shall be published and proper action shall be taken against any person responsible for such a failure" be inserted.

Minister for Law : Opposed.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in para (viii) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the word

"immovable" and the semi-colon appearing at the end, the words "but shall not do so to victimise the political opponents" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (viii) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the word "immovable" and the semi-colon appearing at the end, the words "but shall not do so to victimise the political opponents" be inserted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : You want to victimize the opponent.

پھر تو پینل کوڈ میں پہلے یہ لکھ دینا چاہیے تھا -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جس وقت پینل کوڈ بنایا گیا تھا اس وقت victimization نہیں تھی -

سید تابش الوری : بلکہ اس کا تو تصور نہیں تھا -

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں ہے - میں آپ کو Smith کا وہ ناول دوں گا جس کو مجسٹریٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور انگلستان میں آج سے 150 سال پہلے prevalent تھا تو جس قسم کی وہاں جوڈیشیری تھی اور جس قسم کے وہاں مجسٹریٹ تھے اور جس قسم کا لاء اینڈ آرڈر تھا وہ آپ پڑھ لیں گے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں اگر آپ تمام انڈیا کی ہسٹری جب سے انگریزوں نے یہاں پر حکومت سنبھالی تھی اس وقت سے لے کر آج تک compare کریں گے تو ہم یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں کہ آج تک اسقدر political victimization کبھی کسی حکومت نے کی ہے ؟

مسٹر سپیکر : Smith کا تو کیس بہت مشہور ہے -

چوہدری طالب حسین : تو yet آپ کا فیصلہ یہ ہے کہ پہلے زیادہ تھی -

مسٹر سپیکر : میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں اس میں ایک presumption ہے کہ یہ malafide استعمال نہیں ہوگا -

Chaudhri Talib Hussain : Presumption is something else and actual fact something else.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in para (xiii) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, for the semi-colon appearing at the end, a colon be replaced and the following proviso be added thereafter, namely :--
>
> > Provided that such study, survey, experiments or technical researches are made for the development of a city ;

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (xiii) of sub-clause (2 of Clause 7 of the Bill, for the semi-colon appearing at the end, a colon be replaced and the following proviso be added thereafter, nanely :-
>
> > Provided that such study, survey, experiments or technical researches are made for the development of a city ;

Minister For Law : Opposed.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب یہ فضول قسم کی ترامیم ہیں -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! بیگم ریحانہ سرور سے کہا جائے کہ وہ کوئی معقول قسم کی ترامیم پیش کر دیں کیونکہ وہ ہماری ترامیم کو فضول قسم کی ترامیم سمجھتی ہیں -

مسٹر سپیکر : ایسا نہیں ہے - اگر وہ کچھ کہیں گے تو پھر آپ شکایت کریں گے - مسٹر نذر حسین منصور -

Mr. Nazar Hussain Mansoor . Sir, I move the amendment :

> That in para (xiv) of sub-clase (2) of Clause 7 of the Bill, before the opening word "issue" the words and "comma keeping in view general scheme," be added.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (xiv) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, before the opening word "issue" the words and "comma keepping in view general scheme," be added.

Minister For Law . Opposed.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

Syed Tahir Ahmad Shah : I beg to move :

> That in para (xv) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the words "or" and "person" occurring in line 3, the words "duly qualified" be inserted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in para. (xv) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the words "or" and "person" occurring in line 3 the words "duly qualified" be inserted.

Minister For Law : Opposed :

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

> That after para (xvi) of sub-clause (2) of Clauss 7 of the Bill, the following new para be added, namely :-
>
> (xvii) ensure the proper disposal of the industrial waste and without such arrangment no person shall be permitted to install any industry in Municipal or Corporation area.

Mr. Speaker : The motion is :

> That after para (xvi) of sub-claue (2) of

Clause 7 of the Bill, the following new para be added, namely :

(xvii) ensure the proper disposal of the industrial waste and without such arrangement no person shall be permitted to install any industry in Municipal or Corporation area.

Miniser For Law : Opposed.

Mr. Speaker : Yes, Syed Tahir Ahmad Shah.

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, I am not feeling well today.

Mr. Speaker : Mr. Nazar Hussain Mansoor.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! کلاز 7 کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ یہی تمام کا تمام بل ہے تو یہ ایک جائز بات ہوگی - اس ادارے نے اپنے اختیارات کو اتنا لامحدود کرنے کی کوشش کی ہے کہ اپنے اختیارات کو لینے کے لیے جنون کی حد تک مجھے نظر آ رہا ہے - ادارہ movable and immovable پراپرٹی کو acquire بھی کر رہا ہے - اس کے بعد سروے کر رہا ہے - پلان بنا رہا ہے - سکیمیں دے رہا ہے - تو یہ مختصر طور پر دو تین باتیں عرض کرنی ہیں - یہاں بہت سے اہم امور اس کلاز میں ہیں جو کہ اس ادارے کے سامنے رکھے گئے ہیں -

جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ امپرومنٹ - ڈویلپمنٹ اور real development اتنے بڑے اہم امور اس ادارے کے سامنے ہیں - اگر ہماری موجودہ حکومت کی جو انتظامی sense ہے اس کا جو موجودہ کنٹرول ان دو اداروں پر یعنی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور میونسپل کمیٹی پر ہے - ان سے پیدا شدہ نتائج جو ہمارے سامنے آتے ہیں ان کے متعلق خاص طور پر میں ایک بات آپ کی وساطت سے کہہ سکتا ہوں کہ کاغذی طور پر اتنے بڑے پلان ہمیں نظر آ رہے ہیں - ڈویلپمنٹ کاغذوں پر رکھ دی گئی ہے - امپرومنٹ جو یہاں نظر آتی ہے اس کے بارے میں خاص طور پر مجھے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حکومت کی سابقہ کارکردگی اور اس کی جو انتظامی sense ہے - دوسرے ایسے اداروں کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ گذارش

کروں گا کہ اگر یہ ادارہ اتنے اہم امور اتنے بڑے کام کو اپنے دائرہ اختیار میں لانے کی کوشش کرے گا تو یہ یقیناً فیل ہوگا اور یہ اپنے بنیادی مقاصد کو قطعاً حاصل نہیں کر سکے گا ۔ اس کے ساتھ ساتھ مشینری ۔ پروکیورمنٹ ۔ انسٹرومنٹ اور اس کے بعد entry into contract ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے خاص طور پر یہ گذارش کروں گا کہ کلاز 7 اس بل میں یا تو ختم کر دینی چاہیے یا کلاز 7 کے ذریعہ اتنے اہم اور وسیع امور اس اتھارٹی کے سپرد نہیں کئے جانے چاہئیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : کنٹریکٹ نہیں کرنا چاہیے ؟

مسٹر انور حسین منصور : کنٹریکٹ ہونا چاہیے ۔ جناب سپیکر ! ہم نے پہلے بھی ایماندارانہ طریقے سے گذارش کی ہے کہ اس ادارے کے constitution میں اتنا تضاد ہے ۔ اس کے فریم میں اس کو جو اختیارات ہیں ان کا واضح تصادم ہوگا ۔ دوسرے ادارے آپ کے صوبہ میں جو ہیں جس قسم کے اختیارات ان کے پاس ہیں اسی قسم کے اختیارات ان کے پاس بھی ہیں اور ان سے زیادہ ہولناک قسم کے اختیارات اس ادارے کے ذریعہ حکومت نے اپنے پاس لینے کی کوشش کی ہے ۔ یہ ترمیم بھی ہم نے دی ہے کہ یہ حکومت ہمیں assurance دے کہ movable and immovable property جو اس ادارے کی آڑ میں acquire کی جائے گی ۔ پولیٹیکل opponents جو ہیں ان کی نہیں ہوگی ۔ ان کو دبانے کے لیے نہیں ہوگی اس لیے آپ پانچ مرلہ کی سکیم جو دیہاتوں میں ہے اور وہ جب سے لینڈ آپ نے پرائیوٹ سیکٹر سے acquire کی ہے اس سے political victimization اور political pressure کو سامنے رکھ کر آپ جو کی انتظامی مشینری ہے وہ متعلقہ افسران ہیں انہوں نے کام کیا ہے جن کی وجہ سے بہت سے ایسے مقدمات ہیں جو عدالتوں میں چل رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ! میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ حکومت اگر اس صوبہ کے عوام کے لیے صوبہ کے مختلف شہروں کو خوبصورت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ ان کی جدت طرازی کا ان کے پاس کوئی نیا جذبہ ہے تو ان کو چاہیے کہ اتنے ضخیم قسم کے جو اختیارات جو اپنے ذمہ لے لیے ہیں اور اتنے وسیع فرائض جو اپنے ذمہ لے لیے ہیں تو میں سمجھتا ہوں اس ادارے کی اور اس ادارے کی انتظامی مشینری کے بس کی بات نہیں ہوگی کہ وہ ان کو کما حقہٗ پورا کر سکے ۔ ہم ماضی

کے تجربات کو سامنے رکھ لیں یا یہ جو ادارے بنا رہے ہیں اس کے تحت جس قسم کے اس ادارے کی ہیئت ترکیبی تشکیل دے رہے ہیں - - -

مسٹر سپیکر : ہیئت ترکیبی بھی آپ نے بدل لی ہے - وہاں اسمبلی کے ممبر بھی ہوں گے -

مسٹر نذر حسین منصور : اسمبلی کے ممبر بھی ہوں گے وہ آپ کو پتا ہے جس طریقے سے ہوں گے -

مسٹر سپیکر : آپ کے پاس کیا گارنٹی ہے عوامی نمائندگان کی -

مسٹر نذر حسین منصور : میں وزیر قانون کی توجہ خصوصی کے لیے یہ بات پیش کر رہا ہوں تاکہ ان کے ذہن میں یہ بات آ جائے -

مسٹر سپیکر : نماز مغرب کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کر دیں - منصور صاحب آپ اندازاً کتنا وقت اور لیں گے -

مسٹر نذر حسین منصور : میں اس کلاز پر چار پانچ منٹ اور لوں گا۔

Mr. Speaker : We shall have a short break for prayers.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر! یہ صاف سی بات ہے اگر آپ اس کلاز کا مطالعہ کریں تو اس میں

recreational importance, scientific, archaeological and historical.

سب شامل ہیں - میں یقین سے آپ کو کہتا ہوں کہ یا تو اس بل کے بنانے والے نے ادبی ذوق کے لیے اتنے الفاظ اس بل میں اور اس کلاز میں رکھ دیئے ہیں - - -

مسٹر سپیکر : کیا بےادبی ذوق ہونا چاہیے -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا! اتنے اہم امور کو سرانجام دینے کی اس ادارے کے بس کی بات نہیں ہوگی - دنیا میں تمام جتنی ڈویلپمنٹ ہو سکتی ہے - جتنی ترقی کے لیے منصوبہ بندی ہو سکتی ہے وہ کسی قوم کی سماجی - غیر سماجی - سیاسی اور غیر سیاسی جتنے پہلو بھی ہیں ان سب کو اس کلاز میں سمونے کی کوشش کی ہے - عقل اور تجربہ اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ موجودہ جو صوبائی حکومت پنجاب ہے وہ اس ادارے کو معرض وجود میں لا کر اتنے بڑے اہم مقاصد کو صرف اس بل کے بنانے کی وجہ سے حاصل کر سکے گی - یہ ان کے بس

کی بات نہیں ہوگی ۔ اگر ہمیں صحیح طور پر اور ایمانداری سے اس ادارے کو تشکیل دینا ہے اور عوام کے لیے کام کرنا ہے شہروں کی ڈویلپمنٹ کرنی ہے ان کا یہ ارادہ ان کے یہ مقاصد بنیادی طور پر تو بہترین ہیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اتنے بڑے اہم امور کو اتنے اختیارات کے ساتھ اپنے اندر سمونے کی کوشش کی ہے کہ میں ایک بات کہہ سکتا ہوں کہ سوائے پولیٹیکل victimization یا fuss create کرنے کے اور اس ادارے کو کرپشن کی ایک اور شکل میں نمودار کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکیں گے ۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس کلاز میں ہماری ترامیم کو قبول کیا جائے ۔ یہ آپ کے مفاد کی بات ہے ۔ اتنی لاف زنی اس کلاز کے تحت آپ کر رہے ہیں جس سے آپ کی سبکی ہوگی اور یہ آپ کے نہ کام کرنے کا آئینہ دار ہوگا ۔ اس میں پھر میں گذارش کرتا ہوں کہ اس کلاز میں جو ہم نے ترامیم دی ہیں ان کو قبول کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری طالب حسین ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! میں نذر حسین منظور صاحب کی فاضلانہ اور مدلل تقریر کے بعد مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-para (b) of para (v) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the word "preparation" and the full-stop appearing at the end, the words and comma "and if any such development plan is not completed within the fixed period for the implementation of such Government plan, the reason for such failure shall be published and proper action shall be taken against any person responsible for such a failure" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (viii) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the words "immovable" and the semi-colon appearing at the end, the words "but shall not do so to victimise the political opponents" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (xiii) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, for the semi-colon appearing at the end, a colon be replaced and the following proviso be added thereafter, namely :-

Provided that such study, survey, experiments or technical researches are made for the development of a city.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (xiv) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, before the opening word "issue" the words and common "keeping in view general scheme", be added.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (xv) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, between the words "or" and "person" occurring in line 3, the words "duly qualified" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That after para (xvi) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, the following new para be added, namely :-

(xvii) ensure the proper disposal of the industrial waste and without such arrangement no person shall be permitted to install any

industry in Municipal or Corporation area.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The questiod is :

That Clause 7 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(کلاز - 8)

Mr. Speaker ; Clause 8 is under Consideration There is no amendment. So I put the question before the House.

The question is :

That Clause 8 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

Mr Speaker : There shall be a short break for Maghrib Prayer. We shall reassemble at 5.30 p.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی مغرب کی نماز کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(کلاز - 9)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 9 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 9 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 10)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 10 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 10 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 11)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 11 زیر غور ہے - اس پر کوئی متفقہ

ترامیم نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! کلاز 11 جو کہ ڈائریکٹر جنرل کے تقرر کے متعلق ہے اور حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ وہ ڈائرکٹر جنرل کو جو کہ اس ترقیاتی ادارے کا ناظم اعلیٰ ہوگا ۔ اور اختیارات اور فرائض کے عملدرآمد کے سلسلہ میں اسے کلیدی حیثیت حاصل ہوگی ۔ اس کے متعلق یہاں پر ایسی کوئی وضاحت موجود نہیں ہے جس سے یہ اندازہ کیا جائے کہ اتنے بڑے منصب کے لیے کس مہارت ، اہلیت ، اور کس قابلیت کے شخص کو حکومت کے لیے مقرر کیا جانا لازمی ہوگا ۔ جناب والا ! ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان قیود و شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہمارے صوبہ میں مختلف مناصب پر ایسے حضرات کا تقرر اور تعین کیا جا رہا ہے جن کی صلاحیتیں ان مناصب سے قطعی طور پر ہم آہنگ نہیں ہیں اور ان کی تقرریاں خالصتاً یا تو سفارش کی بنیاد پر ہیں یا سیاست کی بنیاد پر ۔ تو آج جب کہ ہم ایک اہم بل کو زیر بحث لا رہے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ڈائریکٹر جنرل کی تقرری کے سلسلہ میں کم از کم ایسے معیار اور قابلیت کا تعین کریں جس کی وجہ سے حکومت کو اس قسم کی ڈسکریشن کم از کم حاصل ہو کہ وہ محض سفارش یا کسی تعلق کی بنیاد پر یا اپنی پسند اور نا پسند کی بنیاد پر اس اہم عہدے کے لیے لوگوں کا انتخاب کر سکیں ، اس لیے یہ ہماری آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست ہے کہ اگر واقعی اس بل اور ترقیاتی ادارے کا مقصد شہروں کی ترقی ہے تو پھر اس کے لیے ایسے لوگوں کا تقرر ناگزیر ہوگا جو کہ اس سلسلہ میں واضح صلاحیت ، قابلیت اور مہارت رکھتے ہوں اور اس کے بغیر اگر یہ تقرریوں کا سلسلہ اس طرح سے جاری رہا تو نہ صرف ہماری انتظامیہ اضطلاع پذیر ہو کر رہ جائے گی ۔ بلکہ ان عظیم مقاصد کے لیے عظیم سرمایہ کے ساتھ ہم جو بڑی بڑی سکیمیں بنا رہے ہیں ۔ ان کا نتیجہ بھی صفر ثابت ہوگا ۔ یا پھر ہمیں ان کے نتائج میں اس قسم کی ہولناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑے گا کہ ہم اپنی موجودہ مالی حالت کے پیش نظر کسی طور پر اس کے متحمل نہیں ہوں گے ۔ اس لیے میں آپ کے توسل سے جناب وزیر قانون سے ایک بار پھر یہ گزارش کروں گا کہ وہ ان تقرریوں کو بغیر کسی شرط کے حکومت کو اختیار دینے کی بجائے کسی معقول شرائط کے ساتھ حکومت کو

اختیارات دینے کی پالیسی اپنائے تا کہ اگر موجودہ حکومت ہی نہیں بلکہ آئندہ آنے والی حکومتیں بھی اس سلسلہ میں کسی قسم کی سیاسی دوستی یا پسند و نا پسند کے مظاہرے سے با صلاحیت لوگوں کو محروم رکھ کر بے صلاحیت لوگوں کو نوازنے کی پالیسی اختیار نہ کر سکے ۔ جناب والا! قانون ایک وقت کے لیے نہیں ہوتا ایک دور کے لیے نہیں ہوتا ایک حکومت کے لیے نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے ۔ اس کی افادیت اور اہمیت مسلسل ہوتی ہے اس لیے ہمیں آج کی قانون سازی کے وقت کم از کم یہ طے کر لینا چاہیے کہ ہم جو قانون منظور کریں گے وہ قانون صرف آج کے لیے محیط نہیں ہوگا آج کے لوگوں کے پسند و ناپسند کے دائرہ میں وہ محدود نہیں ہوگا بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں اور آئندہ آنے والی حکومتیں بھی اس سلسلے میں ہر قاعدے ۔ قانون اور معیار کے مطابق کام کرنے پر مجبور ہوں گی ۔

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 11 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 12)

Mr. Speaker : Now Clause 12 is under consideration.

Minister for Law : Sir, I move the amendment :

That Clause 12 of the Bill be deleted.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 12 of the Bill be deleted.

(The motion was carried unanimously)

مسٹر سپیکر : باقی کلاززز کے نمبر accordingly تبدیل ہو جائیں گے ۔

وزیر قانون : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے وہ تو خود بخود تبدیل ہو جائیں گے ۔

(کلاز ۔ 13)

Mr. Speaker : Clause 13 is under consideration. No

amendment. So I put the question.

The question is :

> That Clause 13 do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(کلاز ۔ 14)

Mr. Speaker : Clause 14 is under consideration. No amendment.

The question is :

> That Clause 14 do stand part of the Bill.

(The motion as carried)

(کلاز ۔ 15)

Mr. Speaker : Clause 15 is under consideration.

Minister for Law : Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause 2 of Clause 15 of the Bill after the word "Government" appearing at the end, the words "within a prescribed period" be added.

Chaudhri Talib Hussain : This was moved by us.

Mr. Speaker : Your amendment reads "Provided that such decision may be made by the Government within such period as may be prescribed."

The question is :

> That in sub-clause 2 of Clause 15 of the Bill after the word "Government" appearing at the end the words "within a prescribed period be added.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 15 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ـ 16)

Mr. Speaker : Clause 16 is under consideration ;

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (1) of Clause 16 of the Bill, between the word "Government" and the full-stop appearing at the end, a comma and the words", the Government shall take action against such Government Agency for having failed to comply with the directions of the Authority" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 16 of the Bill, between the word "Government" and the full-stop appearing at the end, a comma and the words", the Government shall take action against such Government Agency for having failed to comply with the directions of the Authority" be inserted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Yes, Mr Nazar Hussain Mansoor.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر! یہ ایجنسی جو اپنے ماتحت اتھارٹی create کرے گی یہ مان لیا گیا کہ یہ ایجنسیاں ترقیاتی اداروں کی سکیموں کو آگے لانے کے لیے ضروری ہیں ۔ لیکن ہم نے اس ترمیم کے ذریعے یہ اہتمام کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہاں پر جب بھی کوئی ایجنسی کوئی ورک undertake کرتی ہے یا اتھارٹی کا کوئی کام جو ایجنسی کو دیا

جاتا ہے اگر ایجنسی prescribed limit میں یا
within the directions of the Government.
وہ کام نہیں کرتی تو پھر اس لاء میں یہ provide کیا گیا ہے کہ اتھارٹی وہ کام اپنے ذمہ لے لی گی اور اتھارٹی ایجنسی کو چھوڑ کر خود وہ کام کرنا شروع کر دے گی ۔ لیکن ہم نے اس ترمیم کے ذریعے یہ اہتمام کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر in-efficiency کی وجہ سے وہ گورنمنٹ ایجنسی یا پھر inability کی وجہ سے یا دوسری وجوہ کی بنا پر کوئی بھی سکیم جس کو وہ undertake کر رہی ہے یا اتھارٹی سے ٹرانسفر کی گئی ہے اگر وہ نہیں کرتی تو اس کے خلاف آپ کون سا ایکشن لیتے ہیں ۔ اس قانون میں اس کی کوئی پروویژن نہیں رکھی گئی بلکہ قانون کو مؤثر بنانے میں اور گورنمنٹ ایجنسیاں اس اتھارٹی کے تحت جو چلیں گی ان کو مؤثر بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایسی ایجنسیوں کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے خواہ حکومت کسی طریقہ سے اس کے ملازمین کے خلاف کارروائی کرے یا پھر کوئی اور طریقہ اختیار کرے ۔ بہرحال اس قسم کے انضباطی طریقے ان کے خلاف اختیار کرنے ضروری ہیں اور ہم یہ ایجنسی کے حق میں ، اتھارٹی کے حق میں اور حکومت کے حق میں یہ جواز پیدا کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (1) of Clause 16 of the Bill, between the word "Government" and the full-stop appearing at the end, a comma and the words," the Government shall take action against such Government Agency for having failed to comply with the directions of the Authorty" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 16 do stand part of the Bill.

(The motion as carried)

مسٹر سپیکر : وزیر قانون صاحب کیا آپ اس کے بعد اور کچھ پیش کر رہے ہیں ؟

وزیر قانون : جی نہیں ۔ اب آپ ہاؤس کو adjourn کر دیں ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall re-assemble tomorrow at 9.00 A.M.

(اسمبلی کا اجلاس 24 نومبر 1976ء بروز بدھ 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوگیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا انسٹھواں اجلاس

بدھ ۔ 24 نومبر 1976ء
(چہار شنبہ ۔ 2 ذوالحج 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ
اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ
يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○ وَاِذْ
تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ
لَشَدِيْدٌ ○ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ
فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○

پارہ ۱۳ ——— س ۱۴ ——— رکوع ۱۳ و ۱۴ ——— آیات ۶ تا ۸

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ نے تم پر جو مہربانیاں کی ہیں ان کو یاد کرو کہ جب تم کو فرعون کی قوم سے مخلصی دی وہ لوگ تمہیں بڑے عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی سخت آزمائش تھی۔
اور جب تمہارے پروردگار نے تم کو آگاہ کیا کہ اگر شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ عطا کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو یاد رکھو میرا عذاب بڑا سخت ہے اور پھر موسیٰؑ نے صاف صاف کہہ دیا کہ اگر تم اور روئے زمین پر جتنے لوگ بستے ہیں سب کے سب ناشکری کرو تب بھی اللہ بے نیاز اور قابل حمد و ثنا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall re-assemble after 40 minutes at 10-30 a.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : تلاوت کلام پاک پہلے ہو چکی ہے ۔ لہذا اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ ملک محمد اعظم ۔

گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج جوہر آباد میں سائنس اور ہوم اکنامکس کی ٹیچرز کی تعیناتی

***7180 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج جوہر آباد ضلع سرگودھا میں یکم نومبر 1971ء سے کوئی سائنس اور ہوم اکنامکس کی ٹیچرز تعینات نہیں ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج میں مذکورہ مضامین کی ٹیچرز کی تقرری کب کی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) کالج مذکور میں سائنس ٹیچر کی آسامی پر کر دی گئی ہے ۔ البتہ ہوم اکنامکس میں ٹیچر کی اسامی خالی ہے ۔

(ب) ہوم اکنامکس میں ٹیچر کی آسامی پر کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے ۔ اس مضمون میں ٹیچر کم یاب ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ سائنس ٹیچر کی آسامی کب پر کی گئی ؟

مسٹر سپیکر : اب ہو گئی ہے اب آپ کیا گلہ کرتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ باتیں ایسی ہیں جو محکمہ ان کو بتا دیتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب انہوں نے کام کر دیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! میں عرض کروں کہ بےشمار ایسی چیزیں ہیں جن کے سلسلے میں محکمہ جناب غلام نبی صاحب کو غلط اطلاعات فراہم کرتا ہے اور پھر وہ مجبوراً اس معزز ایوان میں جواب دیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یا تو آپ کہیں کہ آسامی پر نہیں ہوئی پھر تو بات ٹھیک ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! میں پہلے تاریخ کا تعین کروں گا اس کے بعد بات آگے چلے گی ۔ ابھی پتہ چل جائے گا کہ کس تاریخ کو انہوں نے آسامی پر کی ہے ۔ بعض اوقات محکمے ایسے ہی ٹرخا جاتے ہیں اور وزیر موصوف کو بیانات دینے پڑتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جس صاحب نے بھی سوال کیا ہے اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے جس میں بغیر ہاں کئے ہوئے partial ہاں کی گئی ہے کہ آسامی پر کر دی گئی ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! میں نے عرض کی ہے کہ کس تاریخ سے وہ آسامی پر کی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا! اس وقت جو موجودہ سٹاف ہے وہ ہوم اکنامکس پڑھا رہا ہے ۔ اس مضمون میں ٹیچر بہت کمیاب ہیں ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں اور جونہی ہم سلیکٹ کر لیں گے وہاں پر اس کو بھیج دیں گے ۔ مگر وہ مضمون جاری ہے اور اس کو پڑھایا جا رہا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! اس میں تو ایک اور بات نکل آئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب وہ پوچھ رہے ہیں کہ سائنس کی ٹیچر کب لگائی ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! میں یہ پوچھ رہا ہوں سائنس کی ٹیچر کب لگائی گئی ہے ؟ میں یہ نہیں پوچھ رہا کہ وہاں سائنس پڑھائی جا رہی ہے یا نہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! اگر معزز رکن خاص کر تاریخ کے متعلق پوچھتے ہیں تو اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اندازاً بتا دیں کہ اس سال لگی ہے یا پچھلے سال

لگی ہے recently بتا دیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! recently تو ٹیچر لگ چکی ہے ۔ اگر وہ exact date چاہتے ہیں تو اس کے لیے علیحدہ سوال کر دیں میں بتا دوں گا ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ہوم اکنامکس میں آسامی جلد پر کر دی جائے گی تو کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ یہ آسامی اسی تعلیمی سال میں پر کی جا سکے گی یا آئندہ مالی سال میں پر کی جائے گی ؟

وزیر تعلیم : جناب والا! ہم پوری کوشش کریں گے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد اسے پر کر دیا جائے ۔

صوبہ میں سکولوں کی تعداد

***7199 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں مالی سال 74-1973ء میں کل کتنے نئے پرائمری ، مڈل اور ہائی سکول کھولے گئے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : مالی سال 74-1973ء میں صوبہ پنجاب میں 100 نئے پرائمری سکول کھولے گئے۔ 251 پرائمری سکولوں کا درجہ بڑھا کر مڈل کا درجہ دیا گیا اور 156 مڈل سکولوں کا درجہ بڑھا کر ہائی کر دیا گیا ۔

ملک محمد اعظم : جناب سپیکر! جیسا کہ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے اور انہیں پرائمری سکولوں کی اہمیت کا بھی علم ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ سکول کھولنے کے سلسلے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : جو سوال آپ نے پوچھا تھا اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔

ملک محمد اعظم : میں ان سے التماس کرتا ہوں ۔

وزیر تعلیم : ہم پروگرام کے مطابق نئے پرائمری سکول کھولیں گے ۔ اور خاص طور پر اربن ایریا میں زیادہ توجہ دیں گے رورل ایریا میں بھی توجہ دیں گے اور وہاں بھی سکول کھولیں گے ۔

صوبہ پنجاب کے تعلیمی ریجنوں میں لیکچراروں کی تعداد

***7220 ۔ چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کے پانچوں تعلیمی ریجنوں میں کام کرنے والے لیکچراروں کی کل تعداد کیا ہے اور ان میں سے کتنے مستقل ہو چکے ہیں اور کتنے مستقل ہونے ابھی باقی ہیں ۔

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : مطلوبہ تعداد درج ذیل ہے :-

کل تعداد	1520
مستقل	467
جو ابھی مستقل ہونے باقی ہیں	1053

چوہدری امان اللہ لک : میں جناب وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ مستقل کرنے کے لیے کون سی شرائط ہیں اور اس کے لیے کتنا عرصہ لگتا ہے ۔

وزیر تعلیم : انہوں نے ایک definite سوال پوچھا تھا جس کا میں نے definite جواب دے دیا ہے ۔ ان کا سوال یہ ہے کہ ''صوبہ پنجاب کے پانچوں تعلیمی ریجنوں میں کام کرنے والے لیکچراروں کی کل تعداد کیا ہے'' وہ تعداد میں نے بتا دی ہے ۔ اور ان میں سے کتنے مستقل ہوئے ہیں وہ بھی میں نے بتا دیے ہیں ۔ اور کتنے مستقل ہونے باقی ہیں وہ بھی میں نے بتا دیئے ہیں ۔ اور ان کا اگلا جو سوال ہے میں اس کے متعلق محکمہ کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں اس لیے میں اس کا جواب آئندہ اجلاس میں دوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میں تو اس سوال کے متعلق پوچھ رہا ہوں ۔ میں اگلے سوال کے لیے ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کو دھرا دیا ہے ۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ میں دھاندلیاں ہو رہی ہیں اور وہاں کوئی طریق کار نہیں ہے ؟

وزیر تعلیم : اس کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے آپ نے ایک سوال پوچھا تھا میں نے اس کا جواب دے دیا ہے ۔ اس طرح کی بات کرنے سے کوئی مقصد حل نہیں ہوا کرتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں تو کہہ رہا ہوں کہ وہاں دھاندلیاں ہو رہی ہیں ۔

وزیر تعلیم : اس کے لیے نیا سوال کریں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نیا سوال کریں ۔ وہ آپ کو جواب دے دیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! آپ ہمیشہ وزیر تعلیم ملک غلام

نبی صاحب کو تحفظ دیتے ہیں اور یہ ہمیں ٹرخا دیتے ہیں ۔ آپ ان سے کہئے کہ وہ جواب پڑھ کر آیا کریں ۔

مسٹر سپیکر : میں ان کو کوئی تحفظ نہیں دیتا کیونکہ ملک غلام نبی صاحب جن سے ہم نے سیاست سیکھی ہے وہ تو ہمیں انگلی لگا کر جلسوں میں لے جایا کرتے تھے ۔ ہم نے ان کو کیا تحفظ دینا ہے ۔

(قہقہہ)

چوہدری امان اللہ لک : ٹھیک ہے بات سمجھ میں آ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگلا سوال چوہدری امان اللہ لک :

وزیر تعلیم : میں سوال نمبر 7421 کو خود دہرانا چاہتا ہوں ۔ ممبر موصوف نے یہاں پوچھا ہے کہ مرد لیکچرار کی تعداد کیا ہے ۔ میرے محکمے نے وہی لکھ دیا ہے جو پہلے سوال میں لکھا تھا ۔

Mr. Speaker : It shall be repeated on the next turn.

چوہدری امان اللہ لک : ایک اور بات کہنی چاہتا ہوں کہ یہ ان محکموں سے رابطہ قائم کریں جو ان محکموں میں کنفرم ہو چکے ہیں ۔ ان کو وہاں کی لسٹوں سے خارج کیا جائے ۔

محکمہ تعلیم کے انسپکٹروں کی آسامیوں کو درجہ اول جونیئر قرار دینا

*7479 ۔ **چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم میں ہیڈ ماسٹر و ہیڈ مسٹریس آف ہائی سکولز ۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر و ڈسٹرکٹ انسپکٹریس آف سکولز ۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر ۔ سبجیکٹ سپیشلسٹ ڈپٹی انسپکٹر و ڈپٹی انسپکٹریس آف سکولز کی آسامیاں مساوی درجہ کی ہیں اور گزیٹڈ درجہ دوم میں شمار ہوتی تھیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حال ہی میں ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کی آسامیاں درجہ اول جونیئر قرار دی جا چکی ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ باقی ماندہ مساوی درجہ کی آسامیاں

ان میں شامل نہیں کی گئیں اور انہیں ابھی تک درجہ اول جونیئر قرار نہیں دیا گیا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جملہ مساوی درجہ کی اسامیوں کو درجہ اول جونیئر قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔ درست ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ درست ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ ہیڈ ماسٹروں کے علاوہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر و ڈسٹرکٹ انسپکٹریس ۔ ڈپٹی انسپکٹر و ڈپٹی انسپکٹریس آف سکولز (جنہیں اب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کہا جاتا ہے) اسسٹنٹ ڈائریکٹر ۔ سبجیکٹ سپیشلسٹ کو بھی درجہ اول جونیئر قرار دیے یا گیا ہے اور وہ گریڈ 17 میں تنخواہ لے رہے ہیں البتہ غیر تدریسی آسامیاں مثلاً اسسٹنٹ اکاؤنٹ آفیسر ۔ ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن ۔ سٹیٹسٹیکل آفیسر جو پہلے سے ہی درجہ سوم میں ہیں اب بھی درجہ دوم ۔ یعنی گریڈ 16 میں کام کر رہے ہیں ۔

(د) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں یہ ظاہر ہے کہ تدریسی اور غیر تدریسی آسامیاں مساوی درجہ نہیں رکھتیں ۔ اس لیے مزید فیصلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ۔

لاہور ملتان اور بہاول پور ڈویژنوں کے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز اور فزیکل ٹریننگ سپروائزرز کو سیلیکشن گریڈ کی عطائیگی

*8089 ۔ **مرزا فضل حق** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ملتان اور بہاول پور ڈویژن سے تعلق رکھنے والے سینئر انگلش ٹیچرز کیڈرز میں اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز تعلیم جسمانی اور نارمل سکولز کے فزیکل ٹریننگ سپروائزرز کو ان کی سینیارٹی کے مطابق سیلیکشن گریڈ دیا گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سیلیکشن گریڈ انہیں کب سے دیا گیا ہے ۔ ایسے اساتذہ کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے جن کو یہ سیلیکشن گریڈ دیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ سیلیکشن گریڈ سینئر انگلش ٹیچرز کیڈر کے صوبہ کے تمام اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز (تعلیم جسمانی) اور نارمل سکولز کے فزیکل ٹریننگ سپروائزرز کو دیا گیا ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔ بہاولپور ڈویژن کے سلسلے میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہاں اس قسم کی کوئی آسامی نہیں ہے ۔

(ب) سیلیکشن گریڈ پانے والے اساتذہ کی فہرست جس میں یہ گریڈ پانے کی تاریخ ہر ایک کے نام کے سامنے تحریر ہے لف ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ یہ سیلیکشن گریڈ صرف ایسے اساتذہ کو دیا گیا ہے جو سینیر اور مستحق تھے اور جن کے سلسلے میں گورنمنٹ نے تعلیمی قابلیت کی رعایت دے دی تھی ۔

فہرست

سیلیکشن گریڈ پانے والے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز (تعلیم جسمانی) اور فزیکل ٹریننگ سپروائزرز

نمبر شمار	نام مع عہدہ	سیلیکشن گریڈ پانے کی تاریخ
1	2	3
1 ۔	عبدالغنی شیدا ۔ پی ٹی ایس گورنمنٹ نارمل سکول ۔ ساہیوال	1-7-1963
2 ۔	شیخ حبیب اللہ ۔ اے ڈی آئی (تعلیم جسمانی) گوجرانوالہ	1-7-1963

3	2	1
14-9-1963	محمد یامین - پی ٹی ایس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول - لاہور	3
7-11-1963	سید نذیر علی شاہ - اے ڈی آئی (جسمانی تعلیم) - لاہور	4
10-12-1963	غلام علی - پی ٹی ایس گورنمنٹ نارمل سکول - نارووال	5
1-9-1964	سعادت حسین - پی ٹی ایس گورنمنٹ نارمل سکول - ملتان	6
1-9-1964	قاضی عبدالحمید - اے ای او (تعلیم جسمانی) سیالکوٹ	7
30-5-1964	چوہدری عبدالغفور - پی ٹی ایس گورنمنٹ نارمل سکول - قصور	8
8-12-1965	فقیر محمد - پی ٹی ایس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور	9
19-11-1966	سعید اللہ خان ترین - پی ٹی ایس (موجودہ اے ای او ملتان)	10
16-4-1972	چراغ محمد خان - پی ٹی ایس گورنمنٹ نارمل سکول - ساہیوال	11

راولپنڈی اور سرگودھا ڈویژنوں کے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز اور فزیکل ٹریننگ سپروائزرز کی تعداد

*8090. **مرزا فضل حق :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) راولپنڈی اور سرگودھا ڈویژن میں سینئر انگلش ٹیچرز کیڈر میں اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز (تعلیم جسمانی) اور نارمل سکولز کے فزیکل ٹریننگ سپروائزرز کی تعداد کیا ہے۔

(ب) مذکورہ اساتذہ میں سے کتنے سلیکشن گریڈ میں ہیں اور

کب سے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) راولپنڈی اور سرگودھا ڈویژنوں میں سینئر انگلش ٹیچروں کے کیڈر میں اسسٹنٹ ایجوکیشن افسروں (تعلیم جسمانی) اور نارمل سکولوں کے فزیکل ٹریننگ سپروائزروں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے :-

	راولپنڈی ڈویژن		سرگودھا ڈویژن	
	مرد	خواتین	مرد	خواتین
اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز (جسمانی تعلیم)	4	4	4	4
فزیکل ٹریننگ سپروائزر	1	—	4	—

(ب) تین اساتذہ کو سلیکشن گریڈ مورخہ 5 - اپریل 1976ء سے دیدیا گیا ہے -

نیا علی گڑھ پبلک سکول مانگا کے پرانے اساتذہ کو نیشنل پے سکیل کی عطائیگی

*8414 - **چوہدری لال خان** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مانگا ضلع لاہور میں واقع نیا علی گڑھ پبلک سکول کے پرانے اساتذہ کو نیشنل پے سکیل سے محروم رکھا گیا ہے اور جزوی طور پر اساتذہ کو نیشنل پے سکیل دے دیا گیا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے پرانے اساتذہ کو بھی نیشنل پے سکیل عطا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) مذکورہ سکول کے پرانے اساتذہ کو نیشنل پے سکیل سے محروم نہیں رکھا گیا -

(ب) جملہ اساتذہ سکول مذکورہ کو نیشنل پے سکیل دے دیا گیا ہے -

سینٹ جوزف سکول شاد باغ میں اساتذہ کی تعداد

*8435 - **چوہدری لال خان** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) شاد باغ لاہور میں واقع سینٹ جوزف سکول کس سال قائم ہوا تھا -

(ب) مذکورہ سکول میں اساتذہ کی تعداد کیا ہے -

(ج) مذکورہ سکول میں طلباء کی تعداد کیا ہے اور کیا یہ سکول محکمہ تعلیم سے منظور شدہ ہے -

(د) سکول مذکورہ کو سالانہ کس قدر گرانٹ دی جاتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) اپریل 1976ء میں قائم ہوا -

(ب) اساتذہ کی تعداد 11 ہے -

(ج) طلباء کی تعداد 210 ہے - غیر منظور شدہ ہے -

(د) حکومت کی طرف سے کوئی گرانٹ نہیں دی جاتی -

سرگودھا شہر میں پرائمری سکول کا قیام

*8478 - **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرگودھا شہر میں واقع ملت آباد بستی میں بچوں کے لیے کوئی پرائمری سکول نہیں ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بستی میں پرائمری سکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں -

(ب) میونسپل حدود میں پرائمری سکول کھولنا متعلقہ میونسپل کمیٹی کی ذمہ داری ہے چونکہ مذکورہ بستی میونسپل کمیٹی سرگودھا کی حدود میں واقع ہے - لہذا میونسپل کمیٹی سرگودھا سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ملت آباد بستی میں

پرائمری سکولوں قائم کرے ۔

پنجاب یونیورسٹی میں سینٹ اور سنڈیکیٹ کی میٹنگز میں تاخیر

*8486 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کی سینٹ اور سنڈیکیٹ کی مورخہ 22 ۔ مئی 1976ء تک کوئی میٹنگ نہیں بلائی گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونیورسٹی کے امتحانی پرچوں اور امتحان کے انتظامات کرنے والے عملہ سے عوام کا اعتماد اٹھ چکا ہے اور بدعنوان عملہ کو محاسبہ سے بچانے کی خاطر مذکورہ میٹنگ بلانے سے احتراز کیا جا رہا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سینٹ اور سنڈیکیٹ کی ممبر شپ ابھی تک مکمل نہیں کی گئی ۔ اگر ایسا ہے تو اس میں کیا امر مانع ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونیورسٹی کے بجٹ اور دیگر تمام اخراجات کی منظوری سینٹ اور سنڈیکیٹ نے دینی ہوتی ہے اور آئندہ بجٹ کی منظوری کے لیے اب تک میٹنگ نہیں بلائی گئی ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس بارے میں تحقیقات کر کے سینٹ اور سنڈیکیٹ کے اجلاس بلانے کے لیے تیار ہیں اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) درست ہے مگر 19 ۔ جون 1976ء کو سینٹ کی میٹنگ 30 ۔ جون 1976ء کو بلانے کا نوٹس جاری کیا گیا ۔

(ب) درست نہیں ہے ۔ میٹنگ بلائی گئی ہے ۔

(ج) سینٹ کی تشکیل مکمل ہو چکی ہے ۔ سینٹ کی 30 ۔ جون والی میٹنگ کے بعد سینڈیکیٹ بھی مکمل ہو گئی ہے ۔

(د) بجٹ کی منظوری چانسلرز کمیٹی بطور سنڈیکیٹ دے چکی ہے - سینٹ سے منظوری 30 - جون 1976ء کو حاصل کر لی -

(ہ) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

ملتان کی اے - ڈی - آئی اقبال محمود لطیفی کی ناجائز ترقی

***8649 - مسز حسینہ بیگم کھوکھر :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے ملتان کی اے - ڈی - آئی اقبال محمود لطیفی کو فرضی سینیارٹی لسٹ کی بناء پر مورخہ 22 - مئی 1965ء کو بطور اے - ای - ڈی - او تعینات کر دیا تھا -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمانہ سینیارٹی لسٹ میں مذکورہ اے - ڈی - آئی کا نام 425 نمبر پر ظاہر کیا گیا ہے - جب کہ فرضی سینیارٹی لسٹ میں یہی نام 306 پر دکھایا گیا ہے -

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اے - ڈی - آئی سے سینئر ایک سو بیس خواتین نے اس اقدام کے خلاف سروسز ٹریبونل میں اپیلیں دائر کر رکھی ہیں -

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خواتین کی پریشانی دور کرنے کے لیے اے - ڈی - آئی مذکور کی تعیناتی کے احکام منسوخ کرکے مستحق خاتون کو وہاں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا مذکورہ بے انصافی کرنے والے افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی نہیں -

(ب) جی نہیں - کوئی فرضی سینیارٹی لسٹ محکمہ میں موجود نہیں ہے - عارضی سینیارٹی لسٹ میں معلمہ مذکورہ کا نام غلطی سے

نمبر 425 پر درج ہوگیا تھا جو کہ بعد میں پڑتال کرنے پر درست کرکے اس کی تاریخ آغاز ملازمت کی بنیاد پر صحیح جگہ نمبر 306 (الف) پر درج کر دیا گیا۔

(ج) جی نہیں۔

(د) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم بتا سکیں گے کہ سینیارٹی لسٹ کن اصولوں کے تحت مرتب ہوتی ہے ؟

وزیر تعلیم : بات یہ ہے کہ اقبال محمود لطیفی کی تاریخ ملازمت 22 مئی 1965ء تصور کرتے ہوئے ان کا نام عارضی سینیارٹی لسٹ نمبر 425 پر درج ہوگیا تھا حالانکہ اس کی اصل تاریخ ملازمت 7 اکتوبر 1963ء تھی۔ معلمہ مذکور نے اس غلطی کے ازالے کے لیے درخواست دی اور پڑتال کے بعد افسران مجاز نے درستگی کر دی تھی جس کے نتیجے میں اب ان کا نمبر 425 کی بجائے 306 (الف) ہوگیا ہے۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : میرا سوال یہ ہے کہ کن اصولوں کی بنیاد پر سینیارٹی لسٹ مرتب کی جاتی ہے۔ یعنی کس تاریخ سے شمار ہوتی ہے confirmation post سے ہوتی ہے یا کوالیفیکیشن کی بنا پر ہوتی ہے۔ کن اصولوں پر ہوتی ہے۔

وزیر تعلیم : سب پر ہی ہوتی ہے۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا آپ نے دوسری لسٹ کو سرکولیٹ کیا ؟

وزیر تعلیم : سرکولیٹ کی گئی ہے تو آپ نے سوال پوچھا ہے۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : اگر نہیں کی گئی تو اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میں تحریک استحقاق پیش کروں گی۔

ملتان یونیورسٹی میں امتحانات کے لیے عملہ کا تقرر

***8659 - چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امسال ملتان یونیورسٹی میں کنٹرولر امتحانات نے بی۔ اے۔ کے امتحانات نہایت احسن طریقے سے

سرانجام دیئے ہیں جس سے نقل کے امکانات بہت حد تک کم ہو گئے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی میں امتحانات کے لیے عملہ کا تقرر یونیورسٹی کے افسروں کی بجائے ایک بورڈ نے کیا تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عملہ کے تقرر میں دھاندلیوں کے پیش نظر جزو (ب) میں مندرج طریقہ کار کو دوسری یونیورسٹیوں اور بورڈوں کے امتحانات میں بھی لاگو کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) درست ہے مگر تمام کام حسب ہدایات وائس چانسلر صاحب سرانجام پایا ۔

(ب) درست ہے نگران عملہ کا تقرر ایک مشاورتی کمیٹی کے مشورہ سے کیا گیا تھا ۔

(ج) اکثر بورڈوں اور یونیورسٹیوں میں ایسے عملہ کا تقرر ایک کمیٹی کے مشورہ پر ہوتا ہے تاہم حکومت کی طرف سے اس ضمن میں مناسب ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ تاکہ اگر کہیں کمیٹی کی تشکیل نہ ہوئی ہو تو وہاں کمیٹی بنا کر عملہ کی تقرری اس کے مشورہ سے کی جاتی ہے ۔

گورنمنٹ ہائی سکول شجاع آباد میں ڈبل شفٹ سسٹم

***8660 - چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 1976-76ء میں گورنمنٹ ہائی سکول شجاع آباد ضلع ملتان کی ترقی و ترویج کے لیے تعلیمی ضلعی کونسل ملتان نے سفارشات کی تھیں مگر ان پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں طلباء کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ گرمی اور سردی میں باہر بیٹھنے پر مجبور ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سفارشات پر اب تک عمل درآمد نہ ہونے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت مذکورہ سکول میں توسیع کرنے یا وہاں ڈبل شفٹ سسٹم جاری کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ کچھ سیکشن باہر بیٹھتے ہیں ۔

(ج) مذکورہ سکول کی ضروریات کا تفصیلی جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ اور اگلے مالی سال کے دوران اس مقصد کے لیے ضروری فنڈز مختص کرنے کی کوشش کی جائیگی نیز بعض سکولوں میں ڈبل شفٹ جاری کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ۔ اس تجویز کے تحت مذکورہ سکول کے بارے میں بھی غور کیا جائے گا ۔

جناب والا ! میں چوہدری صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں مجھے ملیں تو میں ضرور ان کی مدد کروں گا ۔

ڈائریکٹر تعلیمات ملتان کے دفتر میں متعین اے ۔ ڈی ۔ آئی کی تبدیلی

*8673 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نور خان اے ۔ ڈی ۔ آئی ڈائریکٹر تعلیمات ملتان کے دفتر میں کافی عرصہ سے خواتین کے ''شعبہ ٹرانسفر'' میں متعین ہیں جو خواتین اساتذہ سے نہایت بدکلامی سے پیش آتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اے ۔ ڈی ۔ آئی کے رویہ کے خلاف خواتین اساتذہ نے متعدد شکایات دفتر ہذا کو ارسال کیں مگر اب تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔

(ج) مذکورہ اے ۔ ڈی ۔ آئی ملتان ڈویژن میں کب متعین ہوئے اور میانوالی میں ان کا عرصہ تعیناتی کتنا تھا ۔

(د) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ

اے ۔ ڈی ۔ آئی کو اب تک وہاں سے تبدیل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) نور خان نام کا کوئی اے ۔ ڈی ۔ آئی ڈائریکٹر تعلیمات ملتان کے دفتر میں کام نہیں کر رہا ہے ۔

(ب) مندرجہ بالا جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر جزو (ب) ، (ج) اور (د) کے جوابات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : پوائنٹ آف آرڈر! اس سوال میں میں نے غلطی سے ملتان درج کر دیا تھا یہاں سرگودھا کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی ٹیکنیکل یا کلیریکل غلطی ہو گئی ہوگی کیونکہ سوال میں تو ملتان درج ہے ۔ آپ دوبارہ سوال دے دیں ۔

تحصیل گوجر خان کے سکولوں کی عمارات کو بارشوں سے نقصان

*8797 ۔ **مسٹر منظور حسین جنجوعہ** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1976ء کی بارشوں میں تحصیل گوجر خان کے کون سے سکولوں کی عمارتوں کو نقصان پہنچا ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : تحصیل گوجر خان میں جن عمارات مدارس کو بوجہ بارش 1976ء نقصان پہنچا ہے ان کی تعداد حسب ذیل ہے :—

مردانہ سکول

پرائمری	—	36
مڈل	—	12
ہائی	—	7
		55

زنانہ سکول

پرائمری	—	22
مڈل	—	6

پائی	—	4
		32
کل تعداد	—	87

ان مدارس کے ناموں کی فہرست لف ہذا ہے ۔

نام مدارس برائے طلباء

پرائمری سکول

1 ۔ پرانہ ۔ تیال
2 ۔ کھرالی بنگیال
3 ۔ جٹال
4 ۔ پنج گران کلاں
5 ۔ کھرالی خورد
6 ۔ ڈھوک بابا نور
7 ۔ کری دلال
8 ۔ موہڑہ دہنیال
9 ۔ کور زاد ملہاران
10 ۔ موھرا ناجو
11 ۔ نتھے
12 ۔ موھرا بختیال
13 ۔ کلیام اعوان
14 ۔ کالا پھڈا
15 ۔ بانٹھ
16 ۔ گھوڑا گوجران
17 ۔ سیال کرسال
18 ۔ موھڑا نوری
19 ۔ سائنک
20 ۔ کنسیال بجرانہ
21 ۔ ناٹا گوجرمل
22 ۔ ٹھٹوہ
23 ۔ کونٹ
24 ۔ ترک سال
25 ۔ بیجو فراش
26 ۔ رجوعہ
27 ۔ بن اوٹ
28 ۔ مکھوٹ
29 ۔ مدھوال
30 ۔ نوری (یونین کونسل سکھو)
31 ۔ دھنیال
23 ۔ موھڑا حیات
33 ۔ دوکوھا
34 ۔ موھڑا مرادی
35 ۔ پولھی
36 ۔ ڈھونک

مڈل سکول برائے طلباء

1 ۔ کینٹ خلیل
2 ۔ ورکالہ
3 ۔ سنگ
4 ۔ ڈھوک تباہ
5 ۔ دانا بھٹ
6 ۔ ڈھونگ
7 ۔ احدی
8 ۔ نڑالی
9 ۔ ڈوڑا بندھیال
10 ۔ ماچھیا
11 ۔ بنگالی گوجر
12 ۔ کرم بلوچ

ہائی سکول برائے طلباء

1 ۔ جاتلی
2 ۔ اسلامیہ ہائی سکول سید
3 ۔ دولتالہ
4 ۔ کاظمیہ ہائی سکول سید
5 ۔ دیوی
6 ۔ قاضیاں
7 ۔ کونتریلا

پرائمری مدارس برائے طالبات

1 ۔ سانگ
2 ۔ کلاس
3 ۔ کھنگھریلا
4 ۔ ڈھوک چوھدریاں
5 ۔ بھیر کلیال
6 ۔ کھنگر سہال
7 ۔ موہڑا کاسیاں
8 ۔ دھنیال
9 ۔ ترادی
10 ۔ درکالی
11 ۔ رادوی
12 ۔ باغ فقیراں
13 ۔ مکھوٹ
14 ۔ حامد جھکی
15 ۔ موہڑا کاظم
16 ۔ بھیر رتیال
17 ۔ باوالے کلاں
18 ۔ بنگالی گوجر
19 ۔ پوٹھی
20 ۔ کون ترملا
21 ۔ بھکوال
22 ۔ جھنکال

مڈل مدارس برائے طالبات

1 ۔ کلیانہ
2 ۔ چک بنگوال
3 ۔ سکھو
4 ۔ ٹانویل
5 ۔ چھنکا بنگیال
6 ۔ کلیام اعوان

ہائی سکول برائے طالبات

1 ۔ قاضیاں
2 ۔ کونترپلا
3 ۔ دولتالہ
4 ۔ گورنمنٹ میونسپل کمیٹی ہائی سکول گوجر خان

تحصیل گوجر خان کے سکولوں میں اساتذہ اور طلباء کی تعداد

*8798 ۔ **مسٹر منظور حسین جنجوعہ** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل گوجر خان میں ایسے کتنے سکول ہیں جن میں اس وقت صرف ایک ایک استاد کام کر رہا ہے نیز ان سکولوں میں طلباء کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : تحصیل گوجر خان کے 10 طلباء کے سکولوں اور 27 طالبات کے سکولوں میں صرف ایک ایک استاد استانی کام کر رہے ہیں ۔

ایسے سکولوں کے ناموں اور ان میں بچوں کی تعداد کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہے :-

برائے سکول

سیریل نمبر	نام	تعداد
1	2	3
1 ۔	چکڑالی بدال	69
2 ۔	کری سرفراز	48
3 ۔	ملو چکڑال	53
4 ۔	ڈھوک احمر	49
5 ۔	ڈھوک بابا کور	47
6 ۔	بروہڈھانا	54
7 ۔	آگاھون	57
8 ۔	کالا گجران	44
9 ۔	سلا	46

3	2	1
49	نوٹلہ	10 ۔
	گرلز سکول	
47	جگی نڈالی	1 ۔
43	جھنگ موہری	2 ۔
48	سرہیگادت	3 ۔
48	ٹھکریاں	4 ۔
42	میرہ شمس	5 ۔
45	موہری	6 ۔
41	من پال	7 ۔
46	چک براہناں	8 ۔
49	کیل	9 ۔
45	کالس	10 ۔
43	کاک	11 ۔
47	جبرودرنیال	12 ۔
44	عارف کینال	13 ۔
42	ڈھوکلی	14 ۔
49	بھائی خان	15 ۔
43	سیال کھینکر	16 ۔
61	ڈھوک چودھریاں	17 ۔
44	رتیال	18 ۔
55	نڈالی	19 ۔
45	ڈھوک بدل	20 ۔
43	موال	21 ۔
44	ڈھوک کاکو	22 ۔
43	سنگھوری	23 ۔
45	کتب فیروزاں	24 ۔
45	تبکیاں	25 ۔
49	چک دولت	26 ۔
48	ککڑا	27 ۔

گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی لاہور میں متعین نگران عملہ کو معاوضہ کی ادائیگی میں تاخیر

*8812 - چوہدری منظور احمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایف - اے - کے - سالانہ امتحانات جو 16 اپریل 1975ء کو شروع ہوئے کے سلسلے میں گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی لاہور کے سنٹر میں متعین نگران عملے کو ابھی تک معاوضہ کی ادائیگی نہیں کی گئی -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں اور انہیں معاوضہ کی ادائیگی کب تک کر دی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں -

(ب) انٹرمیڈیٹ کے امتحان (موسم بہار) 1975ء کے دوران گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی کوارٹر لاہور کے سنٹر میں متعین نگران عملے کو معاوضے کی ادائیگی نہیں کی جا سکی کیونکہ اس سنٹر کے سپرنٹنڈنٹ نے متعدد یاددہانیوں کے باوجود اپنا اور عملے کا ادائیگی چارٹ ابھی تک نہیں بھیجا - اب معلوم ہوا ہے کہ وہ قومی کھیلوں کے سلسلے میں بیرون ملک گئے ہوئے تھے اور حال ہی میں پاکستان واپس آئے ہیں - اب متعلقہ نگران عملے کو معاوضہ کی ادائیگی عنقریب کر دی جائے گی -

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے -

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : شیخ محمد اصغر صاحب ابھی کراچی سے واپس نہیں آئے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ! میں آپ کی اجازت سے یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ میری تحریک التواء کار نمبر 109 بہت اہم ہے ، وہ لے لیں -

مسٹر سپیکر : ابھی تو میں تحاریک استحقاق پر تھا - ابھی میں نے

تحاریک التواء کار کو نہیں لیا ۔ کیا شیخ صاحب موجود نہیں ہیں ؟

ایک آواز : نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التواء کار لیتے ہیں

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میری تحریک التواء کار نمبر 109 لے لیجیے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کون سے فاضل وزیر سے متعلقہ ہے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ وزیر بلدیات سے متعلق ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس موضوع سے نپٹ لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! کیا آپ اس پوزیشن میں ہیں یا وزیر بلدیات ہی اس کے متعلق کچھ فرما سکیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : وزیر بلدیات دورے پر گئے ہوئے ہیں ان کی واپسی تک یہ اجلاس ہی ختم ہو جائے گا اور اس تحریک کی افادیت ہی ختم ہو جائے گی جو کچھ میں نے کہنا ہے یہ اسے نوٹ فرما لیں ۔

مسٹر سپیکر : میں اسے پڑھ دیتا ہوں ۔

میونسپل کمیٹی بہاول پور کی حدود کی بحالی

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ میونسپل کمیٹی بہاول پور کی حدود کی بحالی میں حکومت کی ناکامی سے متعلق ہے ۔ کچھ عرصہ قبل میونسپلٹی بہاول پور کے کچھ علاقے کنٹونمنٹ بورڈ میں شامل کئے گئے تھے لیکن وزیر اعظم پاکستان نے اپنے گذشتہ دورے میں اس علاقے کو کنٹونمنٹ بورڈ سے خارج کرنے اور میونسپلٹی کی پرانی حدود بحال کرنے کا حکم صادر کر دیا تھا ۔ صوبائی سطح پر بھی اس سلسلے میں حتمی فیصلے کر لیے گئے مگر ابھی تک میونسپلٹی حدود بحال نہیں ہو سکیں جس کے نتیجے میں آبادی کا بڑا حصہ No Man's Land بن کر شہری سہولتوں سے محروم ہو گیا ہے کیونکہ دونوں ادارے اس سلسلے میں اپنے فرائض کی ادائیگی سے خود کو قاصر قرار دے رہے ہیں ۔ اس صورت حال سے عوام میں پریشانی اور بے چینی کی لہر پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر قانون : اس کا تو ابھی تک جواب نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال میں نے تحریک التواء پڑھ دی ہے ، اگر آپ کوئی بات ان کے نوٹس میں لانی چاہتے ہیں تو لے آئیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں اس کا پس منظر پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ مارشل لاء سے پہلے کے زمانے میں بہاول پور کے ایک حصے کو کنٹونمنٹ بورڈ کے حوالے کر دیا گیا تھا ۔ جب وزیر اعظم بہاول پور تشریف لائے تو ایک وفد پیش ہوا اور صورت حال ان کے سامنے رکھی تو انہوں نے حتمی طور پر حکم دے دیا کہ پرانی حدود میونسپل کمیٹی بہاول پور بحال کر دی جائیں اور کنٹونمنٹ بورڈ کو شہر سے باہر لے جایا جائے ۔ پھر اس پر صوبائی سطح پر بھی غور ہوا اور جناب چیف سیکرٹری نے بھی اس پر غور کیا ۔ اس کے علاوہ ایک کمیٹی بھی اس پر غور کر چکی ہے اب سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ایک پراپرٹی کے ٹیکس کا نوٹس کنٹونمنٹ بورڈ کی طرف سے آ جاتا ہے اور دوسرا نوٹس میونسپلٹی کی طرف سے ۔ جب کہا جاتا ہے کہ یہاں پانی نہیں ملتا تو کہتے ہیں کہ کنٹونمنٹ بورڈ والے کریں گے اور کنٹونمنٹ بورڈ والے کہتے ہیں کہ یہ میونسپلٹی کرے گی ۔ یہ صورت حال اس قدر تشویش ناک ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کے متعلق ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کچھ فرمائیں گے ۔ یہ ہے اس تحریک کا پس منظر ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میرے پاس اس کا جواب تو نہیں لیکن جو بات سمجھ میں آ سکتی ہے میں اس کے مطابق جواب دے سکتا ہوں ۔ اس میں یہ ہے کہ اگر کنٹونمنٹ کے علاقے کو میونسپلٹی میں واپس کرنا تھا تو یہ ڈی نوٹیفکیشن ڈائریکٹر آف ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹ نے ، جو منسٹری آف ڈیفنس کے تحت ہے ، کرنا ہوگا نہ کہ میونسپل کمیٹی نے جو حکومت پنجاب کے تحت ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ نوٹیفیکیشن حکومت نے نہیں کرنا لیکن یہ تو وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا تھا کہ آئندہ ہو جائے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : وزیر اعظم نے باقاعدہ حکم دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ غالباً صوبائی حکومت کی سطح پر طے بھی ہو گیا ہے ۔ اب آپ نے اس کو approach کرنا ہے یا ان سے کروانا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا! میں پتا کرکے کل جواب دے دوں گا۔ انشاء اللہ۔

وزیر قانون : جناب والا! یہاں ٹیکسیشن کے بارے میں کچھ confusion ہو رہا ہے، وہ تو آپ نے یہاں پر قانون سازی کر دی ہے اور ہم نے ٹیکسیشن کا کام کنٹونمنٹ بورڈز سے لے لیا ہے۔

مسٹر سپیکر : لیکن یہ تو ڈاکٹر صاحب کا محکمہ ہے، آپ کیوں اتنا فکر کر رہے ہیں۔

وزیر قانون : جناب والا! چند روز پہلے اس کے متعلق اسمبلی نے قانون بنایا ہے جس کے تحت کنٹونمنٹ بورڈز کے سارے کے سارے ٹیکس بھی ہم نے لے لیے ہیں۔

مسٹر سپیکر : اصل میں وہ ٹیکس وصول کرنے کی بات نہیں کر رہے، وہ تو پانی اور صفائی وغیرہ کی بات کر رہے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ ان کے واضح حکم کے باوجود، جب کہ اس پر صوبائی سطح پر بھی غور کیا گیا اور کمیٹی میں بھی غور کیا گیا اور یہ طے کیا گیا کہ ان کے حکم کی تعمیل کی جائے گی، تو مہینے گذر گئے ہیں وزیر اعظم کے دورے کو غالباً ایک سال گذر گیا ہوگا، شاید وہ پچھلے سال نومبر میں وہاں تشریف لے گئے تھے۔ تو مہینے گزر جانے کے باوجود اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اب وہ شہری پریشان ہیں اور انہوں نے باقاعدہ یہ فرمایا تھا کہ جو میونسپل کمیٹی کی پرانی حدود ہیں یہ اس کو واپس کر دی جائیں اور کنٹونمنٹ کو باہر لے جایا جائے۔

مسٹر سپیکر : طاہر احمد شاہ صاحب! آپ نے تحریک نمبر 76 دی ہے یہ سکرٹیوں والی بات تو کل زیر بحث آ گئی تھی۔

سید طاہر احمد شاہ : یہ تو لائلپور کے متعلق ہے لیکن اس پر ابھی بحث نہیں ہوئی۔

مسٹر سپیکر : یہ بالکل زیر بحث آ چکی ہے۔ بحث تو سارے پنجاب پر ہو گئی تھی اور لائلپور بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : حضور والا! میں گذارش کرتا ہوں کہ آپ تحقیقات فرما لیں، سکرٹیٹ تو اب بھی بازار میں نایاب ہیں اور تقریباً دوکنی

قیمت پر مل رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : زیر بحث آنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ادھر آپ اس پر بحث کریں اور ادھر وہ مال بازار میں مل جائے ۔ لیکن جو بھی اس کے مختلف پہلو تھے ان پر ایوان میں بحث ہو گئی تھی ۔

سید طاہر احمد شاہ : اس پر وزیر متعلقہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ اب بازار میں ۔گوٹیوں کی کوئی کمی نہیں رہ گئی ۔

مسٹر سپیکر : نہیں! انہوں نے اس طرح نہیں کہا تھا ۔

سید طاہر احمد شاہ : چلیں جناب! اگر اسی طرح کرنا ہے تو آپ تحریک التواء کار نمبر 78 لے لیں ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب نے تحریک التواء کار نمبر 88 بھی زیر التوا رکھی تھی وہ بھی لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ بھی کر لیتے ہیں ۔ اب میں تحریک التواء کار نمبر 78 لیتا ہوں ۔

لائل پور میونسپل کارپوریشن کے اسفالٹ پلانٹ سے عدم استفادہ

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لائلپور میونسپل کارپوریشن کے پاس سڑکوں کی تعمیر اور کارپیٹنگ کے لیے تقریباً چالیس لاکھ روپے کی لاگت سے درآمد شدہ اسفالٹ پلانٹ بالکل بےکار کھڑا ہے ، سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے سلسلے میں اس پلانٹ سے کوئی کام نہیں لیا جا رہا ۔ اس قیمتی پلانٹ کو بےکار رکھنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس سے ٹھیکیداروں اور دوسرے متعلقہ افسران کے لیے دھاندلی کے راستے بند ہو جاتے ہیں ۔ قوم کے اس قیمتی سرمایہ کو اس طرح بےکار رکھنے کے خلاف وہاں کے عوام میں سخت غم و غصہ اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! تقریباً چار سال ہوئے کارپوریشن نے بیس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک اسفالٹ پلانٹ لاہور کی ایک فرم پاک لینڈ لمیٹڈ کی وساطت سے روس سے درآمد کیا تھا ۔ یہ درست ہے کہ یہ پلانٹ اب تک بےکار پڑا ہوا تھا ۔ مگر 10 اکتوبر سے اسے ٹیسٹ کر کے

چالو کر دیا گیا ہے اور اب شہر کی اہم سڑکوں کو کارپیٹ کرنے کے لیے پروگرام مرتب کیا جا چکا ہے - ٹھیکیداروں اور افسروں کی دھاندلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - کیونکہ مالی وسائل کی کمی کے باعث صرف اہم سڑکوں کی کارپیٹنگ ہو سکتی ہے - چونکہ تمام کارپیٹنگ کارپوریشن کے مالی وسائل سے باہر ہے اور ان کی مرمت دوسرے طریق کار سے کرنی ناگزیر ہے - اسفالٹ پلانٹ کے کچھ سپیئر پارٹس لوکل بنانے تھے اور کچھ امپورٹ کرنے تھے - وہ پاک لینڈ لمیٹڈ نے فراہم کر دیے تھے - پلانٹ انہوں نے اور روسی ماہرین نے چلانا تھا - اس وجہ سے تاخیر ہوئی - علاوہ ازیں 25 اکتوبر سے پلانٹ چلانے کے لیے بمنظوری گورنمنٹ عملہ بھرتی کر لیا گیا ہے - سوئی گیس اور ٹیلی فون سے رابطہ کرکے سڑکوں کا پروگرام وغیرہ بن چکا ہے -

مسٹر سپیکر : اب تو کام شروع ہوگیا ہے -

Your objective is achieved.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بھی فرمادیں کہ اس وقت تک کسی سڑک کی تعمیر یا تعمیر نو کرنے کے سلسلے میں اس اسفالٹ پلانٹ سے کام لیا بھی گیا ہے یا نہیں ؟

وزیر قانون : پہلے خراب تھا تو اب حال ہی میں چالو ہوا ہے - اب پروگرام بنا ہے کہ کون کون سی سڑکوں کو کارپیٹ کیا جائے گا - اس کے مطابق پلان بن رہا ہے -

سید طاہر احمد شاہ : مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک نئی مشینری درآمد کی گئی ہے - قوم کا سرمایہ ، بیس لاکھ روپیہ اس پر صرف ہوا - اور استعمال میں لائی نہیں گئی اور وہ مشینری خراب ہو گئی ہے اور خراب پڑی ہے - جب چلائی ہی نہیں گئی تو خراب کیسے ہو گئی ؟

وزیر قانون : پڑے پڑے بھی تو خراب ہو جاتی ہے -

مسٹر سپیکر : It is now going to be utilized. اگر نہ بھی utilize ہوئی تو آپ کی پرولیج موشن بہرحال قائم رہے گی -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! تو پھر کوئی حتمی تاریخ دے دیں کہ فلاں تاریخ کو یہ پلانٹ عملی کام کرنا شروع کر دے گا -

مسٹر سپیکر : انشاء اللہ جلدی ہو جائے گا ۔ اگلے سیشن تک ۔

سید طاہر احمد شاہ : اگر indefinite period کے لیے یقین دہانی دیں تو پرولیج موشن نہیں بن سکے گی ۔ کوئی وقت کا تعین کردیں کہ اس کے بعد استعمال میں نہیں لائی جائے گی ۔

Then I shall move a privilege motion.

اب اس طرح تو پرولیج موشن نہیں بنے گی ۔ چار سال سے اسفالٹ پلانٹ پڑا ہوا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ دھاندلی نہیں ہوتی ۔

مسٹر سپیکر : within reasonsble time اس میں کوئی بات نہیں پرولیج موشن تو میں نے ہی آپ کی entertain کرنی ہے ۔

In view of the statement of the Minister the adjournment motion is not pressed.

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں اس پر پھر بھی اصرار کروں گا کہ کم از کم وقت کا تعین کر دیں ۔ اندازاً کوئی وقت بتا دیں ۔

مسٹر سپیکر : پرولیج موشن تو آپ کی میں نے entertain کرنی ہے ۔ میں جب محسوس کروں گا کہ آپ کی پرولیج موشن ٹھیک ہے اور within reasonable time کام نہیں ہوا ہے ۔ جب کوئی چیز استعمال کی جائے گی ۔

It is a practice that it will be done within a reasonable time.

چوہدری صاحب آپ کا کیا نمبر ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : 88 نمبر ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ بہت دنوں کی بات ہے آپ نے فرمایا تھا ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تشریف لے آئے ہیں ۔ تو اس پر وہ بیان دیں گے ۔ نمبر 20 تھی میری طرف سے وہ تحریک التوا جس کے متعلق کپاس کے کارخانوں کے بند ہونے کا امکان پیدا ہوگیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب! کل آپ نہیں تھے ۔ یہ 20 نمبر تحریک التوا ہے ۔ فاضل وزیر قانون اور فاضل وزیر آب پاشی نے اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا ۔ مگر دونوں وزرا نے تھوڑا سا اس میں یہ کہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب اسے finally deal کریں گے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : تحریک التوا نمبر 95 کا کل کے لیے نوٹس دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : 95 کل کے لیے ہے ۔ تو ڈاکٹر صاحب ، یہ نمبر 20 آپ آج کریں گے یا کل ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ کاٹن جننگ انڈسٹری جو نیشنلائز کی گئی ہے اس سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب بالکل مطمئن ہو گئے ہیں ۔ مگر آپ کا بیان سننا چاہتے تھے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہی عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ کہ اب حالات پنجاب کی حد تک بہت اچھے ہیں ۔ کچھ ملیں جزوی طور پر بند ہو گئی تھیں ۔ لیکن اس وجہ سے نہیں کہ انھیں کاٹن کی سپلائی نہیں مل رہی تھی ۔ بلکہ ہم نے تو کاٹن ٹیکسٹائل ملز کو یہ بھی اجازت دے دی تھی کہ وہ مارچ تک پیشگی سودے کر لیں ، جو کہ otherwise عام سٹہ بازی اب کاٹن پر نہیں ہے ۔ لیکن کاٹن ٹیکسٹائل ملز کو یہ خاص اجازت دی گئی ہے کہ وہ مارچ تک پیشگی سودے بھی کر سکتی ہیں ۔ اس وقت جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے ، ٹیکسٹائل ملز کو کاٹن کی سپلائی میں کوئی کمی نہیں ہو رہی اور اس وجہ سے کوئی بحران نہیں ہے ۔ کاٹن کی سپلائی بالکل ان کی ضروریات کے مطابق ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں تجمل ! آپ اور میں دونوں ہی موجود تھے جب ان سے بات ہوئی ۔

وزیر خزانہ : جی جناب والا ! لیکن یہ کہ اگر کسی ٹیکسٹائل مل کی مشینری پرانی ہے یا اس کے اپنے مسئلے ہیں ۔ اس وجہ سے وہ جزوی طور پر مل بند ہے ۔ وہ اور بات ہے ۔ میں اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ کاٹن کی سپلائی میں کوئی کمی نہیں ۔ اس کی وجہ سے کوئی ٹیکسٹائل مل بند نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: ٹھیک ہے جو میں وزیر موصوف کی اس یقین دہانی پر مطمئن ہوں ۔

Mr. Speaker : Not pressed.

چوہدری امان اللہ لک : اب 88 نمبر لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر تعلیم موجود ہیں ۔

سید تابش الوری : اس کے ساتھ 104 نمبر بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : 104 ، 88 وزیر تعلیم سے متعلق ہیں ۔

پبلک سروس کمشن سے منتخب شدہ لیکچراروں کی عدم تعیناتی

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے لیکچراروں کی مستقل آسامیوں کو پر کرنے کے لیے گذشتہ ایک ماہ میں انٹرویو لیے اور ہر مضمون میں لیکچراروں کا انتخاب کر کے حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم کو کامیاب امیدواروں کی لسٹ دے دی ۔ لیکن محکمہ تعلیم نے ان کی پوسٹنگ نہیں کی ۔ دوسری طرف پنجاب میں واقع کالجوں میں بے شمار خالی آسامیاں پڑی ہیں جس سے طلبہ کی تعلیم کا بے پناہ نقصان ہو رہا ہے ۔ محکمہ تعلیم کے ذمہ دار حکام نے اس مجرمانہ غفلت سے پورے پنجاب کے عوام کے لیے شدید اضطرابی کیفیت اور حالت پیدا کر دی ہے ۔ مجھے ان واقعات کی اطلاع منتخب شدہ لیکچراروں نے کل بذریعہ خط دی اور کالجوں میں خالی آسامیوں اور پبلک سروس کمشن سے منتخب شدہ لیکچراروں کی عدم تعیناتی سے جو سنگین صورت حال پیدا ہو چکی ہے ، اس سے مجھے آگاہ کیا ۔

میں فاضل وزیر کو call upon تو کروں گا کہ وہ اس کا جواب دیں ، لیکن اگر میرا تاثر ٹھیک ہے تو فاضل محرکین سے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ پچھلے سیشن میں غالباً اس بات پر تینوں ہی فاضل محرکین بڑا emphasis lay down کر رہے تھے کہ جن لوگوں کی ایڈہاک تقرریاں ہو گئی ہیں انہیں کنفرم کر دیا جائے ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب کے متعلق تو میں سو فی صد confident ہوں ۔ اگر کسی صاحب نے کسی مرحلے پر اس ایوان میں یہ بات کہی ہو کہ ایڈہاک کو کنفرم کر دیا جائے تو یہ بات ان کے لیے بڑی نامناسب ہے کہ اسے بنیاد بنا کر وہ ایک تحریک التوائے کار یہاں پیش کر دیں ۔ ایوان میں جو بات ہم کہتے ہیں اس سے کچھ نہ کچھ تعلق ہونا چاہیے ۔ اور خاص طور پر تحریک التواء کے سلسلے میں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! گذارش یہ ہے کہ بالکل آپ نے بجا فرمایا ۔ میں ہی وہ محرک تھا جو مسلسل کافی دیر سے یہ تحریک کر رہا تھا کہ ایڈہاک کو کنفرم کیا جائے ۔ میرا آج موقف یہ ہے کہ انہیں کنفرم کر دیا گیا اور جناب وزیر موصوف نے فرما دیا ۔ لیکن اس کے باوجود جن آسامیوں کے سلیکشن پبلک سروس کمیشن نے کی ہوئی ہے ، وہ لسٹ حکومت کے پاس چلی گئی ہے لیکن اس کے باوجود وہ آسامیاں اسی طرح پڑی ہیں ۔ اور confirmation کی جو آسامیاں ہیں ، میری بات ان سے ہے ۔ میری بات یہ نہیں کہ انہیں کنفرم کیوں کیا گیا ہے ۔ اور ان کی جگہ پر selecteos لگائے جائیں اور جو آسامیاں exist کر رہی ہیں اس سے طلبہ کا نقصان ہو رہا ہے ۔ سلیکشن حکومت کے پاس چلی گئی ہے اور وزیر موصوف اسے finalize نہیں کر رہے ہیں ۔ یہ ہے میرا موقف اس لیے وہ contradictory نہیں ہے ۔ وہ بالکل relevant to the adjourment motion جو پہلی ہے ، ان کے ساتھ ہے جناب ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری تحریک التواء آپ نے ملاحظہ فرمائی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : میں نے دیکھی ہے ۔ اس لیے میں ان سے ہی کہہ رہا تھا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے تینوں کا نام لیا ہے میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ اس بات پر اصرار کرتے رہے ہیں کہ ایڈہاک بنیادوں پر کام کرنے کو والوں کنفرم کر دیا جائے ۔ بہرحال میں نے اس موقف پر کبھی اصرار نہیں کیا ۔ دوسری صورت میں وضاحت کے لیے یہ عرض کرنی چاہ رہا ہوں کہ ایڈہاک لیکچرار بھی دو مرحلوں میں آئے ہیں شروع میں ایسے لیکچرار تھے جو ایڈہاک بنیادوں پر اپوائنٹ کئے گیے تھے اور وہ تین تین سال سے بطور ایڈہاک کام کر رہے تھے ۔ اب جن ایڈہاک اپوائنٹی کا ذکر ہے ان کی اپوائنٹمنٹ کو چھ ماہ یا ایک سال سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور ایڈہاک اپوائنٹمنٹ بھی چھ ماہ کے لیے کی جاتی ہے اور اس کی توسیع بھی مزید صرف چھ ماہ کے لیے ہو سکتی ہے ۔ اس سے زیادہ ایڈہاک اپوائنٹمنٹ ہوتی نہیں ہے ۔ ایڈہاک اپوائنٹمنٹ کرنے کے بعد جون 1975ء تک کے ان ایڈہاک اپوائنٹی کو کنفرم کر دیا دوسری طرف

پنجاب پبلک سروس کمیشن کو یہ لکھ دیا کہ اتنی ٹوٹل پوسٹیں ہمارے پاس لیکچرار کی خالی ہیں۔ ان کے against آپ ہمیں منتخب امیدوار بھیج دیں اور انہوں نے وہ منتخب امیدوار بھیجوا دیے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ایڈہاک اپوائنٹی کنفرم ہوگئے ہیں اور سلیکٹی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی تقرریاں نہیں کی جا رہی ہیں اور ان کی تعیناتی کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب لوگ آئیں ان کو ترجیح نہ دی جائے بلکہ ان کے مقابلے میں ایڈہاک اپوائنٹی کو مقرر کر دیا جائے۔ یہی نہیں ہو رہا بلکہ آج بھی ایڈہاک اپوائنٹمنٹ جاری ہیں اور چیف منسٹر صاحب اپنی سطح پر یہ کارروائی ابھی کر رہے ہیں اور جو سلیکٹی ہیں وہ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایڈہاک اپوائنٹی میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دو دو دفعہ پبلک سروس کمیشن میں ایڈہاک اپوائنٹمنٹ کے بعد پیش ہوئے اور ان کو reject کر دیا گیا۔ اخلاقاً قانوناً بھی ایسی صورت میں جب کہ وہ پبلک سروس کمیشن سے reject ہو چکے ہیں ان کو ان لوگوں پر ترجیح نہیں دی جا سکتی جو پبلک سروس کمیشن سے باقاعدہ سلیکٹ ہو کر میرٹ پر آئے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ جناب والا! اس سے پورے پنجاب کے ذہین اور پڑھے لکھے لوگوں کا تعلق ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! 1972ء سے لے کر کوئی تین برسوں کا ذکر ہے ہمارے پاس پانچ سو سے زیادہ ایڈہاک لیکچرار تھے۔ اس وقت پبلک سروس کمیشن function نہیں کر رہا تھا تو جو امیدوار آتا تھا ہم اسے ایڈہاک بنیاد پر رکھ لیتے تھے۔ اس کے بعد جب ان کی تعداد بڑھتی گئی تو ہم نے ان پر ایک شرط لگائی کہ ہم انہیں کو رکھیں گے جو پبلک سروس کمیشن سے امتحان پاس کریں گے تو کرتے کرتے کوئی 257 کے قریب باقی بچ گئے جو اپنی clearance نہ لے سکے۔ باقی پہلے سال دوسرے سال اور تیسرے سال میں وہ clearance دے گئے۔ اور پھر حزب اختلاف کے بہت سے اراکین اور ہماری طرف سے بہت سے دوستوں نے کہا کہ یہ لوگ جو ایڈہاک کام کر رہے ہیں اس سٹیج پر آپ نکالیں گے اور آپ نے خود بھی جیسے فرمایا ہے تو ہم نے انہیں 30 جون 1975ء تک ریگولر کر دیا۔ جب ہم نے ان کو ریگولر کیا تو دوسری

طرف ہم نے پبلک سروس کمیشن سے یہ کہا ہوا تھا مختلف مضامین میں بھی آپ اپنی سلیکشن کر کے ہمیں بھیجیں وہ بھی وہاں سے ہمیں امیدوار بھیجتے گئے یہاں تک کہ ہمارے پاس ایک مکمل فہرست آ گئی۔ درمیان میں ایک ایسا مسئلہ پھر پیدا ہوا یعنی 30 جون 1976ء کے بعد 146 ایسے لیکچرار تھے جو ایڈہاک بنیادوں پر ہم نے اپوائنٹ کئے تھے اس پر میں نے یہ لکھا کہ ہم ان 146 لیکچرار کو یہ درخواست کریں گے کہ یا تو وہ پبلک سروس کمیشن سے آئندہ برسوں میں کلیرنس لیں اور یا پھر وہ کوئی اور کام کریں ۔ ہم ان کو سروس میں نہیں رکھیں گے ۔ یہ ایک پالیسی ہے جس پر فیصلہ ہونا تھا اس پر فیصلہ ہوگیا ہے کہ ان 146 کو ہم اس وقت تک نہیں رکھیں گے جب تک وہ پبلک سروس کمیشن سے کلیرنس نہیں لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے اس ہاؤس میں پچھلے اجلاس میں یہ assurance دی تھی اس لیے میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ ان ایڈہاک ٹیچرز کو کام کرنے کا موقع دیا جائے گا ۔

وزیر تعلیم : ان 257 کو تو ہم نے کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اچھا وہ 257 علیحدہ تھے ۔

وزیر تعلیم : وہ تو ہم نے ریگولر کر دیے 30 جون 1976ء کے بعد یہ 146 آئے ہیں اور میں نے یہ کہا کہ ہم ان 146 کو ریگولر کرنے سے قاصر ہیں ۔ اس لیے کہ ہمارے پاس پبلک سروس کمیشن کے سلیکٹی جتنے ہیں یہ ان سے نا انصافی ہوگی اگر ہم ان کو اپوائنٹ نہ کریں ۔ تو اب میں ایوان کو آپ کی وساطت سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ سات روز کے اندر اندر تمام کالجوں میں پبلک سروس کمیشن کے سلیکٹی جو ہیں ان کو بھیج دیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا! اس میں جو چیز وضاحت طلب ہے وہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم نے خواتین کے لیے 282 لیکچراروں کی پوسٹیں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجیں تھیں اور اس کے لیے منتخب امیدوار مانگے تھے اور مردوں میں سے 579 پوسٹوں کے لیے امیدوار پبلک سروس کمیشن سے مانگے گئے اور وہ امیدوار پبلک سروس کمیشن نے فراہم کر دیے ہیں ۔ ہم یہ وزیر تعلیم سے پوچھنا چاہیں گے کہ

اس لسٹ میں سے وہ کتنے لوگوں کو رکھ رہے ہیں کیا ان سب کے سب کو رکھ لیا جائے گا یا اس کے باوجود کچھ لوگ بچیں گے جن کو نہیں رکھا جائے گا تو جناب والا! یہ بڑی اہم وضاحت ہے جو ہم جناب وزیر تعلیم سے دریافت کرنا چاہیں گے۔

مسٹر سپیکر : وہ ٹھیک ہے۔ اصل میں یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس وقت جو پوسٹیں ہیں ان تمام کو پبلک سروس کمیشن کے امیدواروں سے پر کیا جائے گا اور پبلک سروس کمیشن کے منتخب امیدوار جو باقی رہ جائیں گے۔ جب وقتاً فوقتاً کوئی vacany نکلتی ہے تو ان کو ترجیح دی جائے گی ؟

وزیر تعلیم : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک ان منتخب امیدواروں کا تعلق ہے ہم فوقیت ان کو دیں گے۔ مسئلہ یہ آئے گا کہ جن کو ہم رحیم یار خان بھیجیں گے جن کو ہم فورٹ عباس بھیجیں گے وہ یہ کہیں گے ہم نے لاہور میں رہنا ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ایک ایڈمنسٹریٹو بات ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! اس کے لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک مہینے کے نوٹس کے بعد ان کی سروسز terminate کر دیں گے۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ٹھیک ہے مگر یہ ایک ایڈمنسٹریٹیو بات ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! جہاں تک ان پبلک سروس کمیشن کے سلیکٹیز کا تعلق ہے اگر آپ مجھے ایک ہفتے کی اجازت دیں تو میں آپ کو پورے طور پر واضح طور پر یہ بتا سکوں گا کہ ان میں سے ایک بھی ایسا سلیکٹی نہیں ہوگا جو باہر رہے گا اور جو رہے گا تو اس کے لیے بھی میں آپ کے سامنے جواب دہ ہوں گا اور میں آپ کو معلوم کرکے بتاؤں گا۔ چیف سیکرٹری، ایڈیشنل چیف سیکرٹری، سیکرٹری ایجوکیشن آج ہی اس فائل پر بیٹھ رہے ہیں اور میں تین روز سے اس کے پیچھے لگا ہوا ہوں کہ آپ اس بات کا فیصلہ کریں اور فیصلہ کرنے کے بعد ہم اس پوزیشن میں ہوں کہ ہم اپنے ایوان کو اعتماد میں لے سکیں اور کہیں کہ یہ فیصلہ ہم نے کیا ہے۔ اور جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی طرف سے آتا ہے وہ پہلے آتے تھے ان کو ہم نے ریگولر کر دیا ہے اگر یہ ہوتا تو 146 پر بھی وہ زور دیتے۔ 146 پر تو انہوں نے اتفاق کیا ہے کہ اگر

146 کو آپ turn out کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں ۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ عرض کروں کہ پبلک سروس کمیشن کے تمام سلیکٹی لگ جانے کے بعد ایسے لیکچرار جو دور افتاد علاقوں میں نہیں جانا چاہتے ہمارے یہ ایک سو چھیالیسی جو ایڈہاک طور پر لگے ہوئے ہیں ہم ان کو ترجیح دیں گے اگر وہ سلیکٹی وہاں پر نہیں جائیں گے ۔ لیکن پہلی ترجیح ہم پبلک سروس کمیشن کے سلیکٹی کو دیں گے اگر وہ رضامند جانے کے لیے ہو گئے تو چشم ما روشن دل ماشاد ۔ تو یہ ساری بات ہے ۔

سید تابش الوری : جناب وزیر موصوف کی وضاحت اپنی جگہ بڑی مکمل سہی لیکن یہ اس وقت تک فرما نہیں سکتے جب تک انہیں یہ نہ معلوم ہو کہ آسامیاں کتنی خالی پڑی ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ confideoce ہے کہ تقریباً سب accommodate ہو جائیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیسے ہو جائیں گے 579 کی لسٹ انہوں نے پبلک سروس کمیشن کو مہیا کی کہ یہ پوسٹیں ہمارے پاس خالی ہیں اس میں سے 257 انہوں نے ریگولرائز کر دے 146 بعد میں اپوائنٹ کر لیے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کو اس وقت کرنا چاہیے تھا جس وقت انٹرویو ہونا تھا ۔

سید تابش الوری : یہ چار مہینے کی بات ہے جناب والا ! ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ہم نئے نئے کالج بھی کھول رہے ہیں اس لیے میں نے یہ کہا ہے کہ آپ ایک ہفتہ دیں تاکہ جو آخری فیصلہ ہو اس سے میں آپ کو مطلع کردوں کہ اتنے لگ چکے ہیں اتنے کو ہم رکھ لیں گے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ہم یہ یقین دہانی چاہتے ہیں کہ جتنی vacancies ان کے پاس ہیں وہ ان سلیکٹی سے پر کرنے کے بعد اگر ان میں سے کوئی بچ جائیں تو جو بعد میں vacancies ہوں انہیں سے پر کی جائیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے جناب قائد حزب اختلاف کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو vacancies ہوں گی وہ ہم پبلک

سروس کمیشن کے سلیکٹی سے ہی بھریں گے - سب سے پہلے انہیں کو ہی اہمیت دی جائے گی -

Mr Speaker : In view of the statement of the Minister the adjournment motion is not pressed.

چوہدری اللہ امان لک : جناب والا! میں مبارک باد دیتا ہوں کہ ملک غلام نبی صاحب نے پہلی بار اسمبلی میں کم از کم ایسی بات کہی ہے -

Mr. Speaker : This is very unfair. compliment.

وزیر تعلیم : جناب والا! میں ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا بدقسمتی سے آج یہاں سکھ موجود نہیں ہیں - جس وقت اسمبلیوں میں سکھ یا ہندو ہوتے تھے تو وہاں پر ایسے دوست پیدا ہوتے تھے جن کے ساتھ ہمیں تکرار منظور تھی مگر چوہدری امان اللہ لک صاحب تو ماشاء اللہ گجرات سے تعلق رکھتے ہیں -

مسٹر سپیکر : کل کے لیے تحاریک التوا نمبر 95 - 109 - 74 - 111 - 113 اور 110 کے نوٹس ہیں -

مسٹر نذر حسین منصور : تحریک التواء نمبر 95 کا تو جواب آیا ہوا ہے -

مسٹر سپیکر : جواب تو سارے ان کے پاس موجود ہوں گے اب چالیس منٹ ہو گئے ہیں -

چوہدری طالب حسین : جناب والا! جناب نذر حسین منصور صاحب کی یہ پہلی تحریک التواء ہے اور کئی دن سے وہ کہہ رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : انہوں نے آپ کو بتایا نہیں اس سے پہلے بھی ہو چکی ہیں - کل کریں گے انشاء اللہ کیوں نہیں کریں گے -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا! یہ بڑی اہم ہے -

مسٹر سپیکر : مجھے اس بات کا احساس ہے واقعی بڑی اہم ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا! ہم اس پر اس لیے بھی زور دے رہے ہیں کہ آج کل کاشت کے دن ہیں اور یہ کھاد سے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر : کل انشاء اللہ کریں گے -

مسودات قانون

مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 90 بابت 1976ء)

(جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی کی طرف آتے ہیں ۔ مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976ء کی کلاز 16 ہو گئی تھی ۔

(کلاز ۔ 17)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 17 زیر غور ہے ۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :-

That Clause 17 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That Clause 17 of the Bill, be deleted.
Yes, Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! بل کی ضمن 17 گورنمنٹ کی ان ہدایات سے متعلق ہے جو ترقیاتی اداروں کے مختلف فرائض کی انجام دہی کے سلسلہ میں حکومت وقتاً فوقتاً جاری کرے گی ۔ اور وہ ترقیاتی ادارے ان ہدایات و احکام کے پابند ہوں گے ۔ جناب سپیکر ! ان ترقیاتی اداروں کے قیام کا بنیادی مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے ذریعہ سے بلدیاتی سطح پر شہریوں کی فلاح و بہبود کے لیے ایسے منصوبے تیار کئے جائیں جنہیں یہ ادارے آزادی اور غیر جانبداری کے ساتھ اور تندہی سے سر انجام دے سکیں ۔ اسی لیے ان اداروں کی حیثیت تقریباً خود مختار اداروں کی سی ہو گئی ہے ۔ اور ان کی خود مختاری کی وجہ جواز ہمیشہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حکومت کے محکموں سے مختلف انداز میں اپنی آزادی کی بنیاد پر وہ منصوبوں کی تکمیل میں زیادہ آسانی محسوس کریں ، اور جو حکومت کا طریق کار ہوتا ہے اور جو محکمانہ پابندیاں ہیں ان کے پیش نظر عموماً فرائض اور اختیارات کی تکمیل میں تاخیر واقع ہو جاتی ہے اور جو کام ہفتوں اور مہینوں میں ہو سکتا ہے اس کے لیے سالہا سال خرچ کرنے پڑیں گے ۔ یہی وہ بنیادی مقصد ہے جس کے پیش نظر ہمیشہ سے خود مختار اداروں

کے قیام کو جائز قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے اور ان خود مختار اداروں کو ان کی خود مختاری قائم کرنے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہوتا ہے ۔ کہ حکومت ایک طرف تو ایک دلیل کی بنیاد پر مختلف اداروں کو خود مختاری بخشنے کے نام پر بل منظور کرانا چاہتی ہے اور دوسری طرف ان ہی ترقیاتی اداروں کو اپنے قیام کے ساتھ ہی اس قسم کی پابندیوں سے منسلک کرا دیا جاتا ہے ۔ جس کے پیش نظر وہ اپنی آزادی سے محروم ہو جاتے ہیں ۔ آپ یہ اندازہ کریں کہ ایک ہاتھ سے دے کر دوسرے ہاتھ سے وہی رعایت واپس لینے کا عمل اس بل میں بھی موجود ہے ۔ ایک طرف یہاں کلاز میں ترقیاتی اداروں کو بے پناہ اختیارات اور فرائض سونپ دیے گئے ہیں اور ان سے یہ توقع ظاہر کی گئی ہے کہ وہ ڈائریکٹر جنرل کی نگرانی میں اور وزیر موصوف کی سربراہی میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے آزادی سے کام کر سکیں گے ۔ لیکن یہاں کلاز 17 کے تحت یہ اختیارات اور خود مختاری چھین لی گئی ہے ۔ اور پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ ادارہ اپنے فرائض کی روزمرہ کی انجام دہی میں بھی حکومت کی ہدایات اور اس کے احکام کا پابند ہوگا جیسا کہ ہم نے ماضی میں دیکھا ہے کہ حکومت کے احکامات کی پابندی عائد کی گئی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمیشہ سرخ فیتے کا چکر ہمارے سامنے آ گیا ہے ۔ جس کے نتیجہ میں مختلف سکیمیں سرد مہری کا شکار ہو جاتی ہیں ، کولڈ سٹوریج میں پہنچ جاتی ہیں اور طاق نسیاں ہو جاتی ہیں اور وہ ادارے جو کہ محنت شاقہ کے بعد ان سکیموں کو بنا کر آگے بھیجتے ہیں وہ محض حکومت کے اشارۂ ابرو پر اور ان کی ہدایات اور احکامات کی انتظار میں اپنے روزمرہ کی کارکردگی کو انحطاط کا شکار بنانے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ اس لیے ہماری یہ استدعا ہے کہ اگر واقعی ان ترقیاتی اداروں کو ان ترقیاتی مقاصد کی حقیقی تکمیل مقصود ہے اور انہیں واقعی کسی حد تک خود مختاری اور آزادی دینے کا عزم کیا گیا ہے تو پھر اس کلاز کو سرے سے یہاں موجود نہیں ہونا چاہیے ۔ اس لیے ہماری ترمیم کے مطابق اسے حذف کیا جانا چاہیے ۔ کیونکہ حکومت کی وقتاً فوقتاً ہدایات اس اعتبار سے بھی فاضل اور Superfluous ہیں کہ خود پوری حکومت تقریباً اس ادارے میں موجود ہوگی ۔ اور وزیر موصوف خود اس ادارے کے چیئرمین ہوں گے ۔ اور سکرٹری

پلاننگ اس کے ممبر ہوں گے اور سیکرٹری فنانس اس میں موجود ہوں گے - اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اس میں مشورے دینے کے لیے - حاضر ہوں گے - پھر آخر حکومت کی وہ کونسی مشینری ہے جو کہ ترقیاتی اداروں کی حد تک روزمرہ ہدایات یا احکامات جاری کرے گی ؟ جناب والا ! یہ متضاد عمل ترقیاتی اداروں کو مفلوج کرنے کے مترادف ہے - اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس superfluous کلاز کو ختم کر دیں ، تا کہ ترقیاتی ادارے آزادی ، غیر جانبداری اور خود مختاری کے ساتھ ان مقاصد کے حصول کے لیے جد و جہد کر سکیں - جن کے لیے اس بل میں ان کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے - اگر ہم نے اس قسم کی کلازز کے تحت ان پر پابند اور شرائط کی اسی طرح سے تلواریں لٹکا دیں تو وہ اپنے مقاصد کو صحیح طور پر اور ممکنہ عجلت کے ساتھ انجام نہ دے سکیں گے - اس لیے میری یہ درخواست ہے کہ اس کلاز کو حذف کر دیا جائے -

Mr. Speaker : I treat this amendment as a notice for opposing the notion.

اب سوال یہ ہے -

کہ کلاز 17 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 18)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 18 زیر غور ہے - اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے - وزیر قانون و پارلیمانی امور

Minister For Law : Sir, I move :

> That for Clause 18 of the Bill the following shall be substituted :—
>
> 18. That the Authority may issue in respect of a controlled area such directions as it considers fit and appropriate and do all such things as may

be necessary for the prevention of haphazard growth, encroachments and unauthorised constructions in such area.

Mr. Speaker : The amendment moved and the question is :

That for Clause 18 of the Bill, the following shall be substituted :—

18. That the Authority may issue in respect of a controlled area such directions as it considers fit and appropriate and do all such things as may be necessary for the prevention of haphazard growth, encroachments and unauthorised constructions in such area.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 18 as amended do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(کلاز . 19)

Mr. Speaker : Clause 19 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That for Clause 19 of the Bill, the following be substituted, namely :

19. The Government may, by a notification in the official Gazette, authorise the Authority to exercise and perform such powers and functions as a Local Council may exercise and perform in relation to its local area under the Punjab

Local Government Act. 1975, in an area in which schemes are undertaken by the Authority or which is declared as controlled area.

Minister For Law : Sir, I request that this Clause 19 in substituted form may be accepted by the House.

Mr. Speaker : The amendment moved and the question is :

That for Clause 19 of the Bill, the following be substituted, namely :—

19. The Government may, by a notification in the Official Gazette, authorise the Authority to exercise and perform such powers and functions as a Local Council may exercise and perform in relation to its local area under the Punjab Local Government Act, 1975, in an area in which schemes are undertaken by the Authority or which is declared as controlled area.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 19 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(20 - کلاز)

Mr. Speaker : Clause 20 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That at the end of Clause 20 of the Bill, the following Proviso be added, namely :—

Provided that the Authority shall provide alternate accom-

modation or compensation to be determined in accordance with the provisions in Chapter VI, to any person evicted from the premises owned by him.

Mr. Speaker : The amendment moved and the question is :

That at the end of Clause 20 of the Bill, the following Proviso be added, namely :—

Provided that the Authority shall provide alternate accommodation or compensation to be determined in accordance with the provisions in Chapter VI, to any person evicted from the premises owned by him.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 20 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 21)

Mr. Speaker : Clause 21 is under consideration. No Amendment.

The question is :

That Clause 21 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 22)

Mr. Speaker ; Clause 12 is under consideration. No amendment.

The question is :

> That Clause 22 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 23)

Mr. Speaker : Clause 23 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That for Clause 23 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> 23. Where any new scheme has been executed by the Authority by providing services or amenities in any locality, the Authority may, with the previous consent of Government, levy upon the owner of the property or any person having an interest therein, a betterment fee on account of the execution of the scheme.

Mr. Speaker : The amendment moved, the question is :

> That for Clause 23 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> 23. Where any new scheme has been executed by the Authority by providing services or amenities in any locality, the Authority may, with the previous consent of Government, levy upon the owner of the property or any person having an interest therein, a betterment fee on account of the execution of the scheme.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 23 as amended do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(کلاز ـ 24)

Mr. Speaker : Clause 24 is under consideration. No amendment.

The question is :

That Clause 24 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(کلاز ـ 25)

Mr. Speaker : Clause 25 is under consideration. Amendment to be moved.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That for Clause 25 of the Bill, the following be substituted, namely :-

25. All land within the area shall be liable to acquisition at any time in accordance with the provisions of the Land Acquisition Act, 1894.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for Clause 25 of the Bill, the following be substituted, namely :-

25. All land within the area shall be liable to acquisition at any time in accordance with the provisions of the Land Acquisition Act, 1894.

Minister For Law : Opposed.

Mr. Speaker : Mr. Nazar Hussain Mansoor.

مسٹر نور حسین منصور : جناب سپیکر ! مختصر سی بات یہ ہے کہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894ء کے تحت اگر ڈویلپمنٹ آف سٹی کے لیے کوئی اتھارٹی کسی لینڈ کو acquire کرتی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ وہ قانون 1894ء کا ہے جس کے تحت کوئی ایجنسی یا گورنمنٹ جو اب تک لینڈ acquire کر رہی ہے وہ اس قانون میں بھی fairness ہے یا اس کی جو پریکٹیکل ہسٹری ہے وہ ثابت کرتی ہے کہ 1894ء کے ایکٹ کے تحت اگر لینڈ acquire کی جائے تو اس سے تمام سماجی اور صحیح تقاضے پورے ہو سکیں یہ جو ایکٹ لا رہے ہیں اس کے ذریعے اگر acquire لینڈ کریں گے تو میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ آپ یہ ایک جابرانہ قسم کا قانون لا رہے ہیں - اس سے لوگ زیادہ پریشان ہوں گے - اس سے مفاد عامہ بری طرح سے متاثر ہوگی - اور کوئی اس سے فائدہ نہیں ہوگا . آپ ایک قانون لا رہے ہیں اس کے تحت آپ لینڈ acquire کرنا چاہتے ہیں - اتنے بڑے مقصد کے لیے آپ یہ قانون سازی کر رہے ہیں - اس سے آپ کے راستے میں بہت سے پریشان کن حالات پیدا ہو جائیں گے - میری یہ گذارش ہے کہ وزیر قانون صاحب میری اس تقریر کا جواب دیں - ہم یہ اصرار کرتے ہیں کہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894ء کے تحت لینڈ acquire کریں - اس بل کے تحت اگر لینڈ acquire کی گئی تو میں آپ سے آخری گذارش کرنی چاہتا ہوں اس سے آپ کا یہ ارادہ پورا نہیں ہو سکے گا - لوگوں میں پریشانی اور مایوسی زیادہ پھیلے گی - میں کہتا ہوں کہ آپ اپنے ماضی کو دیکھیں سوائے پریشانی کے اور لوگوں کو کیا ملا ہے - ہم کہتے ہیں یہ قانون جابرانہ قسم کا ہے - آپ لوگوں کو تباہ کرنے کے لیے یہ قانون لا رہے ہیں - یہ خوبصورتی یہ recreation یہ تمام چیزیں کس لیے ہوں گی - یہ چند ان لوگوں کے لیے ہوں گی جو کہ بااثر ہیں - میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں آپ کے سیاسی افراد میں بڑے بڑے چیف منسٹر ہیں انھوں نے سکیموں میں پلاٹ خریدے ہوئے ہیں - اگر خوبصورتی ہوگی تو ان سائٹز کی ہوگی - میں یہ بات ایمانداری سے کہہ رہا ہوں تمام ایسے افراد جو بااثر ہیں جو سیاسی عہدے رکھتے ہیں - انھوں نے یہ پلاٹ حاصل کئے ہوئے ہیں - انھوں نے تمام کالونیز میں سائٹز حاصل کی ہوئی ہیں - میں صاف طور پر کہتا ہوں آپ یہ سب کچھ ان کے لیے کریں گے - آپ یہ اہتمام عوام کے لیے کریں - آپ کچھ

آبادیوں کے لیے specific پروویژن رکھیں۔ آپ ان محلوں کے لیے جہاں غریب اور مزدور بستے ہیں ان کی خوبصورتی کے لیے یہ واضح پروویژن رکھیں۔ میں کسی الزام کے تحت بات نہیں کرتا۔ قوم کے خزانے سے یہ تمام روپیہ خرچ ہوگا۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : پوائنٹ آف آرڈر! معاف کریں کسی خاتون ممبر نے کوئی پلاٹ نہیں لیا ہوا ہے۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں نے خاتون اول کا نام نہیں لیا ہے۔ آپ کیا بات کر رہی ہیں۔ میں تو وزیر اعلیٰ پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔ ان لوگوں نے سائڈ لیے ہوئے ہیں۔ وہاں ابھی سے ڈویلپمنٹ ہونی شروع ہو گئی ہے۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : آپ نے خاتون اول اور خواتین ممبر کہا ہے۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں نے آپ کا نام ہی نہیں لیا ہے۔ آپ کیا بات کر رہی ہیں۔ میں نے خاتون اول کی کوئی بات نہیں کی ہے نہ کسی خاتون کی کوئی بات کی ہے۔ میں آپ کو consider نہیں کرتا۔ میں بات اور کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! منصور صاحب کو اس طریقے سے بات نہیں کرنی چاہیے۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے آپ کا نام نہیں لیا ہے۔ میں آپ کو consider نہیں کرتا یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! انہوں نے نامناسب انداز اختیار کیا ہے۔ خاتون ممبر نے صرف یہی کہا ہے کہ کسی خاتون ممبر نے پلاٹ نہیں لیا۔ اس میں کونسی حرج کی بات ہے؟

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا! اگر ان کو کوئی غلط فہمی ہو جائے تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں نے ان کا نام نہیں لیا ہے۔ اگر کوئی ایسی بات نہیں کی گئی تو نامعلوم وہ کیا سوچ رہی تھیں۔

Mr. Speaker : Please continue with your speech.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر! میں ایماندارانہ طریقے سے کہتا ہوں قانون میں یہ لایا جا رہا ہے کہ یہ محض بااثر۔ مفاد یافتہ اور

جو اونچا طبقہ ہے اس کے تحفظ کے لیے ہوگا ۔ ان لوگوں کی جو سائٹز ہیں ان کی خوبصورتی کے لیے یہ قانون ہوگا ۔ یہ عوام کے مفاد میں نہیں ہوگا ۔ اس لیے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کم از کم under this Act لینڈ acquire کرنے کی بجائے آپ 1894ء کے ایکٹ کے تحت لینڈ acquire کریں ۔ اس میں جو لیگل پروسیجر دیا گیا ہے اس کو عوام follow کر سکیں گے ۔

جناب والا ! میں ان گذارشات کے بعد وزیر قانون صاحب کی توجہ خصوصی طور پر اپنی طرف مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ اتنی ترامیم اگر آپ نے مان لی ہیں تو اس کلاز میں بھی کوئی specific پرویژن کریں جس سے غریب عوام کی بستیوں کی بھی beautification ہو سکے ۔ ان کے sulms اور ان کی فضا بھی ٹھیک ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب آپ نے بھی کچھ فرمایا ہے ۔

سید تابش الوری : نہیں ۔ جناب والا ۔

Mr. Speaker : The question is :-

> That for Clause 25 of the Bill, the following be substituted, namely .—
>
> 25. All land within the area shall be liable to acquisition at any time in accordance with the provisions of the Land Acquisition Act, 1894.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 25 do stand part of the Bill.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : There shall be a short break of 30 minutes and we shall re-assemble at 12-15 p.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 30 منٹ تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(کلاز ۔ 26)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 26 زیر غور ہے ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا! ضمن 26 کے تحت یہ اختیار حاصل کیا جا رہا ہے کہ حکومت کے ترقیاتی ادارہ کو اپنے مقاصد کے لیے شہر میں زمین حاصل کرنی چاہیے اور وہ پنجاب لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1973ء کے تحت حاصل کر سکے گا اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اس ایکٹ کے تحت حکومت نے ہاؤسنگ کے مقاصد کے لیے جو حصول اراضی کا قانون منظور کیا وہ انتہائی جابرانہ اور ظالمانہ ہے جس کے تحت شہر کی انتہائی قیمتی زمین کو محض 20 ہزار روپیہ فی ایکڑ کے حساب سے حاصل کیا جا سکتا ہے یعنی وہ زمین جو شہروں کی حدود میں واقع ہے اس کا معاوضہ زیادہ سے زیادہ 20 ہزار روپیہ فی ایکڑ ادا کیا جا سکتا ہے جب کہ آپ سمجھتے ہیں اس وقت مارکیٹ میں جو اس جائداد کی قیمت ہے کہاں پہنچ چکی ہے ۔ یہ درست ہے کہ حکومت رہائشی مقاصد کے لیے ایسی جائداد کو حاصل کرنے کا حق رکھتی ہے لیکن انصاف اور استحقاق کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح دوسرے معاملات میں حکومت کوئی چیز خریدتے وقت مروجہ مارکیٹ کی قیمت کو پیش نظر رکھتی ہے یا انصاف کے اصولوں کو پیش نظر رکھتی ہے اسی طرح یہاں بھی انتہائی قیمتی اراضی کو حاصل کرنے کے سلسلے میں کوئی منصفانہ طریق کار یا منصفانہ قیمت کا تعین ہونا چاہیے ۔ مجھے یہ معلوم ہے خود حکومت کی سطح پر بھی اس سلسلے میں کچھ غور کیا جا رہا ہے اور مختلف اداروں کے اقدامات کے نتیجہ میں عوام میں بےچینی اور اضطراب پیدا ہوگیا ہے اور جائداد رکھنے والے لوگ اس سلسلے میں متاثر ہو رہے ہیں ۔ حکومت نے ان کا احساس کرتے ہوئے اس پر سوچنا شروع کیا ہے لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی عملی اقدامات اٹھانے کے لیے وہ تیار نہیں جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ موجودہ بل میں بھی ایسے ظالمانہ قانون کا سہارا لیتے ہوئے انہی ضمن کا انہی شقوں کا یہاں اطلاق کر دیا گیا ہے جن کے تحت حکومت کسی شخص کی جائداد کو

محض 20 ہزار روپیہ فی ایکڑ ادا کرکے حاصل کر سکتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہاں ترقیاتی اداروں کا کام ترقی دینا ہے نہ کہ ان کو برباد کرنا ہے۔ اس لیے اگر اس کا مقصد عوام کی بہبود ہے اور عوام کی بہبود کے کاموں کے سلسلہ میں عملی اقدامات کرنے ہیں پھر تمام شہریوں کو جو بنیادی حقوق حاصل ہیں ان کے تحت کم از کم انہیں وہ منصفانہ قیمت ملنی چاہیے جو اس وقت شہروں کی حد تک رائج ہے ۔ آپ یہ سن کر حیرت زدہ ہوں گے کہ شہروں میں قیمت کم ادا کی جا رہی ہے اور دیہات میں نسبتاً زیادہ قیمت ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے ۔ اس لیے اس دو عملی کو ختم کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اس بل میں اس طور پر ترمیم کی جائے یا وہ کلاز اس طور پر از سر نو مرتب کی جائے ۔ یہاں ظالمانہ قانون کی بجائے ایسی صورت پیدا کی جائے کہ شہری جائداد رکھنے والے کو مارکیٹ کی قیمت کے مطابق یا اس تناسب سے رقم ادا کی جا سکے ۔ جب تک یہ نہیں ہوگا شہروں میں لوگوں کی جائداد کو اپنے سیاسی اور ذاتی مقاصد کے تحت حصول اراضی کا یہ منتقانہ قانون جاری رہے گا اور لوگوں کو نقصان پہنچنے کی جو رسم چل نکلی ہے وہ اختتام پذیر نہیں ہو سکے گی ۔ اس لیے مجھے توقع ہے کہ وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں حالات و واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت کی پوزیشن واضح ہی نہیں کریں گے بلکہ یہ یقین دہانی بھی کرائیں گے کہ شہروں کی حد تک اس قانون کو منصفانہ بنانے کی کوشش کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 26 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 27)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 27 زیر غور ہے ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 27 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 28)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 28 زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I beg to move :

That in sub-clause (2) of Clause 28 of the Bill.

(a) in para (i), the words "and depreciation" occurring in line 3 be deleted ; and

(b) for para (ii), the following be substituted namely :

"(ii) to cover repayment of loans" ; and

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 28 of the Bill.

(a) in para (i), the words "and depreciation" occurring in line 3 be deleted ; and

(b) for para (ii), the following be substituted namely —

"(ii) to cover repayment of loans ; and"

سید تابش الوری : جناب سپیکر! ضمن 28 کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ وہ ترقیاتی اداروں کے فنڈز مجتمع کرنے کے لیے شہریوں پر ایسی فیس ریٹ یا چارجز لگا سکے گی جن کا مقصد ترقیاتی اداروں کے روزمرہ کے اخراجات کو پورا کرنا اور حاصل شدہ قرضوں کی ادائیگی کرنا ہے اور ان کے depreciation اور چارجز کی تکمیل کرنا ہے۔ پھر ان ریٹس ، فیسوں اور چارجز کا مزید جواز یہ بیان کیا گیا ہے

کہ اس کے تحت پر سال ہونے والی ترقی و توسیع کے اقدامات کی رقومات کو cover کرنے کے لیے بھی اقدامات کئے جائیں گے ۔ اصل بل میں جو وجہ جواز ان فیسوں کی بیان کی گئی ہے اس کا دائرۂ کار انتہائی وسیع تھا ۔ اور اگر اس کی اجازت دے دی جائے تو پھر اخراجات اس قدر غیر معمولی ہو جاتے ہیں اور مختلف فیسوں کے چارجز اتنے بڑھائے جا سکتے ہیں کہ وہ لوگ ان کی ادائیگی کے قابل نہ رہیں گے ۔ اس لیے ہم نے اس میں یہ ترمیم پیش کی ہے تاکہ اس کی گنجائش کو کم تر کیا جا سکے ۔ اس کے لیے ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ depreciation کے اخراجات کو اور long terms loans کی depreciation کے اخراجات کو ختم کیا جا سکے اور اس کی بنیاد پر فیسوں کے چارجز بڑھانے کی جو کھلی چھٹی دی جا رہی ہے اس کو ختم کیا جا سکتا ہے ۔ ہمیں خوشی ہے کہ وزیر قانون نے ان ترامیم کو قبول کیا ہے جس کے نتیجے میں ترقیاتی ادارے کو ریٹس فیس چارجز کے سلسلے میں نسبتاً معقول بنیادوں پر فیسوں کے تعین کا اختیار حاصل ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! اس ادارے کو اس کلاز کے تحت جو فیس ریٹ وغیرہ لیوی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے ، اس میں سید تابش الوری صاحب کی تقریر کے بعد میں مختصراً یہ عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ یہاں یہ پاور اس ادارے کو دی گئی ہے کہ یہ ادارہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکس ریٹس فیس چارج کرے گا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی دوسری پاورز acquisition اور acquiring کو سامنے رکھتے ہوئے میں ایک ہی نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ acquire بھی اب اپنے اندازے کر رہے ہیں ۔ اس کے بعد ٹیکسیز کا اختیار آپ اتھارٹی کو دے رہے ہیں ۔ جب ایسی صورت حال پیدا ہوگی تو یقیناً آپ وہ اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہیں گے جن کا ذکر آپ نے اپنے بل میں کیا ہے ۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس ادارے کو ٹیکسز عائد کرنے کا اختیار نہ دیا جائے ۔ آپ نے بہت سے اخبارات دیکھے ہوں گے ۔ آپ نے اس کو لاء اینڈ آرڈر تک کے اختیارات دے دئے ہیں اور آپ نے پوری تعزیرات پاکستان یہاں منضبط کرکے رکھ دی ہے ۔ اس لیے میں یہ سمجھوں گا کہ یہ فنانشل

کے شعبے میں اس کو ٹیکسوں اور فیس کا اختیار دینے سے سماجی زندگی بری طرح متاثر ہوگی اور عوام میں ایک اضطراب پیدا ہوگا۔ میری رائے میں بہتر یہ ہوگا کہ یہ ٹیکسز کا اختیار کسی اور انداز سے کسی اور اتھارٹی کو دیں۔ گورنمنٹ کے پاس بہت سے ایسے ذرائع ہیں جن سے وہ اس آمدنی میں اضافہ کر سکتی ہے اور اس کی آمدنی کے تحفظات سے وہ اقدامات کر سکتی ہے لیکن اس ادارے کو اور اختیارات کے ساتھ یہ ٹیکسز کا اتنا وسیع اختیار دینا اس قانون اور اس ادارے کے مفاد کے خلاف ہے۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (2) of Clause 28 of the Bill :
>
> (a) In para (i), the words "and depreciation", occurring in line 3, be deleted ;
>
> (b) for para (ii), the following be substituted, namely :-
>
> "(ii) to cover repayment of loans ; and "

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 28, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 29)

Mr. Speaker : Clause 29 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : I oppose it.

Mr. Speaker : Move your amendment, please.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

> That in Clause 29 of the Bill :
>
> (a) sub-clause (3) be re-numbered as sub-clause (2) and in this re-

numbered sub-clause (2), between the word "tube-well" and "at", occurring in line 2, the words "for commercial purposes," be inserted : and

(b) sub-clause (2) be re-numbered as sub-clause (3) and in this sub-clause re-numbered as sub-clause (3), between the words "tube-wells" and "within", occurring in line 2, the words, "for commercial purposes," be inserted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 29 of the Bill :

(a) sub-clause (3) be re-numbered as sub-clause (2) and in this re-numbered sub-clause (2) between the word "tube-well" and "at", occurring in line 2, the words", for commercial purposes," be inserted; and

(b) sub-clause (2) be re-numbered as sub-clause (3) and in this sub-clause re-numbered as sub-clause (3) between the words "tube-wells" and "within", occurring in line 2, the words", for commercial purposes," be inserted.

سید نابش الوری : جناب والا ! کلاز 29 کے تحت حکومت نے ترقیاتی اداروں کو ٹیوب ویل نصب کرنے یا نصب شدہ ٹیوب ویلوں پر فیس عائد کرنے کا اختیار دیا ہے ۔ اس اصل ضمن کے تحت جو اختیار دیا جا رہا ہے اس میں ترقیاتی ادارے کو یہ حق حاصل تھا کہ شہر یا کسی بھی حصے میں جو اس اتھارٹی کی jurisdiction میں ہو کوئی شخص ٹیوب ویل نہیں لگا سکتا چاہے وہ تجارتی مقاصد کے لیے ہو چاہے وہ زرعی مقاصد کے لیے ہو ۔ چاہے وہ گھریلو مقاصد کے لیے ہو وہ ٹیوب ویل لگانے کا اختیار نہیں رکھتا

جب تک ترقیاتی ادارہ اس کی منظوری نہ دے ۔ اس کے تحت یہ بھی اختیار لیا جا رہا تھا کہ جو ٹیوب ویل نصب ہیں یا نصب کئے جائیں ان پر فیس بھی عائد کی جا سکتی ہے ۔ ہمارا اس سلسلے میں بنیادی اعتراض یہ تھا کہ یہ اختیار بغیر کسی استثنیٰ کے نہیں ہونا چاہیے ورنہ ترقیاتی ادارے کو یہ اختیار حاصل ہو جائے گا کہ گھروں ، کوٹھیوں اور بنگلوں میں نصب شدہ ٹیوب ویل اور ہینڈ پمپ تک پر فیس عائد کر سکے گا اور یہ ایسی صورت ہوگی جس کی وجہ سے لوگوں کو انتہائی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ اور پہلے سے نصب شدہ بے شمار چھوٹے چھوٹے پمپ اور ٹیوب ویل اس کی زد میں آ جائیں گے ۔ اس لیے ہم نے اپنی ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا ہے کہ حکومت کو اور ترقیاتی ادارے کو یہ اختیار تو حاصل ہونا چاہیے کہ وہ ٹیوب ویل نصب کرنے کے سلسلے میں اجازت دے سکیں ۔ لیکن اس کو یہ اجازت کسی استثنیٰ کے ساتھ ہونی چاہیے ۔ اور اس کے لیے ہم نے یہ کیا ہے کہ گھریلو مقاصد کے لیے جو ٹیوب ویل یا ہینڈ پمپ لگائے جائیں گے ان پر فیس عائد نہیں ہوگی اور انہیں اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی ۔ ہماری اس ترمیم کے ذریعے اب محض تجارتی مقاصد کے لیے جو ٹیوب ویل لگائے جائیں گے ان کے لیے اجازت ضروری ہوگی ۔ اس طرح سے یہ کلاز اب نسبتاً بہتر ہو گئی ہے اور اس طرح عوام کا ایک بہت بڑا طبقہ جو ٹیوب ویل یا ہینڈ پمپ کی وجہ سے فیسوں کی زد میں آ سکتا تھا اب اس ترمیم کی منظوری کے ساتھ وہ محفوظ ہو جائے گا ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 29 of the Bill :

(a) sub-clause (3) be re-numbered as sub-clause (2) and in this re-numbered sub-clause (2) between the word "tube-well" and "at", occurring in line 2, the words, "for commercial purposes" be inserted; and.

(b) sub-clause ( ) be re-numbered as sub-clause (3) and in this sub-clause re-numbered as sub-clause (3) between the words "tube-wells" and "within", occurring in line 2, the words, "for commercial purposes," be inserted.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے -

کہ کلاز 29 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 30)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 30 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 30 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 31)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 31 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 31 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 32)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 32 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 32 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز . 33)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 33 زیر غور ہے ۔

Syed Tabish Alwari : Opposed

Mr. Speaker : I treat this Clause as having been opposed. Yes, Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in Clause 33 of the Bill, between the words "with" and "imprisonment" occurring in lines 3-4, the word "simple" be inserted ; and in this clause as so amended, for the words "six months" occurring in line 4, the words "one month" be substituted

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 33 of the Bill, between the words "with" and "imprisonment" occurring in lines 3-4, the word "simple" be inserted , and in this clause as so amended, for the words "six months" occurring in line 4, the words "one month" be substituted.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! کلاز 33 کے تحت یہ اختیار دیا جا رہا تھا کہ اگر کوئی شخص اس ایکٹ کی دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے چھ ماہ قید اور جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے ہمارا بنیادی اعتراض یہ تھا کہ شہروں میں اس قسم کی خلاف ورزیاں معمول کا حصہ ہوتی ہیں ، اس لیے یہاں اس قسم کی سخت اور تعزیری دفعہ کی ضرورت نہیں کیونکہ جب تک لوگ صحیح طور پر با شعور نہ کر دیئے جائیں اس وقت تک اس قسم کی سخت سزائیں کسی طور پر بھی مناسب اور قابل رشک نہیں ہو سکتیں ۔ اس لیے کلاز 33 میں چھ ماہ قید کی سزا انتہائی غیر ضروری اور نا مناسب ہے جسے ہم نے ایک مہینہ کی سزا تجویز کرکے اس کو

مناسب اور قابل قبول بنانے کی کوشش کی ہے ۔ اسی طرح یہ بھی واضح نہیں تھا کہ یہ قید بامشقت ہوگی یا محض سادہ ۔ اب اس ترمیم کے ذریعے اس کو سادہ سزا میں تبدیلی کر دیا گیا ہے اور چھ ماہ کی بجائے صرف ایک ماہ کی گنجائش رکھی گئی ہے جس کے نتیجے میں حکومت اور ادارے اپنے مقاصد کی تکمیل کر سکیں گے ۔ اور اسے انتہائی ظالمانہ تعزیر کی صورت حاصل نہ ہوگی ۔

Mr. Speaker : The question is ;

> That in Clause 33 of the Bill, between the words "with" and "imprisonment" occurring in lines 3-4, the word "simple" be inserted ; and in this clause as so amended, for the words "six months" occurring in line 4, the words "one month" be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ کلاز 33 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 34)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 34 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری ۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I move ;

> That in Clause 34 of the Bill, in sub-clause (1) the words "or which is intended to be acquired by the Authority" occurring in lines 2-3, be deleted ; and in this sub-clause as so amended, for the words "one year" occurring in line 5, the words "six months" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 34 of the Bill, in sub-clause (1) the words "or which is intended to be acquired by the Authority" occurring in lines 2-3, be deleted ; and in this sub-clause as so amended, for the words "one year" occurring in line 5, the words "six months" be substituted.

Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اس بل کی کلاز 34 کے تحت حکومت ترقیاتی اداروں کو یہ اختیار دے رہی ہے کہ کوئی شخص جان بوجھ کر ادارے کی کسی جائداد کو نقصان پہنچائے یا ایسی جائداد جسے وہ اپنی تحویل میں لینا چاہتے ہوں اسے نقصان پہنچائے ۔ تو اسے ایک سال قید یا جرمانہ یا قید اور جرمانہ دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں ۔ جناب والا! جہاں تک جائداد کو نقصان پہنچانے کا تعلق ہے ایسی جائداد جو کسی ترقیاتی ادارے کے قبضے میں ہو یا اس کی ملکیت ہو اسے نقصان پہنچائے تو سزا کی یہ بات سمجھ میں آتی ہے لیکن یہاں جو کلاز جس طرح پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو جائداد اس کے قبضہ میں ہے بلکہ وہ جائداد جو قبضہ میں لینے کا تصور کرتے ہیں یا قبضہ میں لینا چاہتے ہیں اس کو بھی نقصان پہنچائے تو سزا اور قید ہو سکتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ سزائیں اس انداز سے نقصان دہ ثابت ہوں گی اور ایسی discreationary powers ادارے کو بخش دینا مناسب نہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو محض مفروضات کی بنیاد پر سزا کا مستحق گردانا جا سکتا ہے تو اس لیے یہ ترمیم کہ ایسی جائداد جسے ترقیاتی ادارہ قبضہ میں لینا چاہتا ہو اس پر یہ اطلاق پذیر نہیں ہوگی وہ سزا کا مستحق نہیں ہوگا ۔ اس ضمن میں ایک سال کا جو اختیار دیا گیا تھا اسے کم کرکے ہماری اس ترمیم کے مطابق اب چھ مہینے کیا جا رہا ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ اس ترمیم کے ساتھ اس ضمن کا جو زہر تھا یا جو لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے

مطلق العنان اختیار حاصل تھا اس میں کسی حد تک کمی ہو جائے گی اور ایوان اس ترمیم کو ان دلائل کی روشنی میں منظور کرے گا۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! مصیبت تو یہ ہے کہ ہم بنیادی طور پر مخالفت کرتے ہیں جہاں تک کلاز 34 کا تعلق ہے اگر یہ اس قانون میں سزاؤں کا اہتمام نہ بھی کرتے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ان کے مقاصد پنجاب کے عوام کے لیے بہتر ہوتے نیک ہوتے تو پنجاب کا ہر شہری اس کا خیر مقدم کرتا۔ لیکن سزاؤں کا اہتمام کرنا یا سزا دینا چھ ماہ ہو یا سال ہو یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے لیکن ان سزاؤں کے اہتمام سے عوام میں خوف و ہراس کی فضا پیدا ہوتی ہے اور اس صوبے میں خوف و ہراس کی فضا پہلے ہی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر اس فضا کو کم کرنے کے لیے یہ کوشش کی جاتی۔ کوئی نیا قانون لاتے تب تو یہ ٹھیک تھا لیکن آپ ایسا قانون لا کر اپنے سیاسی مقاصد کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے آپ لوگوں میں وہ جذبۂ حب الوطنی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اس لیے ازراہ کرم اس کو حذف کیا جائے۔ کیونکہ یہ قوم اور صوبے کے مفاد میں ہوگا کیونکہ یہ سیاسی لوگ اس کے علاوہ دوسروں کو بھی مقدمات میں پھنسائیں گے۔ یہ آپ کے حق میں بہتر نہیں ہوگا آپ اس کو حذف کریں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! نذر حسین منصور صاحب کو کہہ دیں کہ یہ تقریر کرنے سے پہلے سیکشن ضرور پڑھ لیا کریں۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 34 of the Bill, in sub-clause (1) the words "or which is intended to be acquired by the Authority" occurring in lines 2-3, be deleted ; and in this sub-clause as so amended, for the words "one year" occurring in line 5, the words "six months" be substituted.
>
> (*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 34 as amended do stand part of the Bill.
>
> (*The motion was carried*)

(کلاز - 35)

Mr. Speaker : Now, Clause 35 is under consideration. There is no amendment in this Clause.

The question is :

> That Clause 35 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(کلاز - 36)

Mr. Speaker : Now, Clause 36 is under consideration. Yes, Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That Clause 36 of the Bill be renumbered as sub-clause (1) of that Clause ; and after this sub-clause (1) so renumbered, the following be added as sub-clause (2), namely :—
>
> (2) The report referred to in sub-section (1) shall be laid before the Provincial Assembly of the Punjab within six months of its receipt by the Government.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That Clause 36 of the Bill be renumbered as sub-clause (1) of that Clause ; and after this sub-clause (1) so renumbered, the following be added as sub-clause (2), namely :-
>
> (2) The report referred to in sub-section (1) shall be laid before the Provincial Assembly of the Punjab within six months of its receipt by the Government.

Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! بل کی ضمن 36 میں کہا گیا ہے کہ ہر ترقیاتی ادارہ اپنی سالانہ کارکردگی سرگرمیوں اور کارگزاریوں سے

متعلق ایک رپورٹ تیار کرے گا اور اسے ایک مقررہ قاعدے کے مطابق حکومت کے سامنے پیش کیا کرے گا۔ ہم نے اس سلسلے میں مسلسل یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ان تمام ترقیاتی اداروں اور کارپوریشنوں کے لیے اس بات کی لازمی طور پر پابندی ہونی چاہیئے کہ وہ اپنی کارکردگی اور سرگرمیوں کے سلسلے میں عوامی نمائندوں اور اس ایوان کے سامنے جوابدہ ہوں۔ اس سے پہلے اس سلسلے میں بعض قوانین منظور کیے گئے ہیں جن میں ہم نے اس پر مسلسل اصرار کیا کہ ان اداروں کو اس ایوان کے سامنے جوابدہ بنایا جائے۔ خود حکمران پارٹی کی طرف سے بھی بعض فاضل ارکان نے ہمارے اس موقف کی حمایت کی اور اس بات پر اصرار کیا کہ جب تک ان اداروں کو عوامی نمائندوں اور اس ایوان کے سامنے حقیقی طور پر جوابدہ نہیں بنایا جائے گا ان کا محاسبہ اور احتساب صحیح طور پر نہیں ہو سکے گا اور وہ ڈر اور خوف محسوس نہیں کریں گے جس کی وجہ سے وہ اپنی سالانہ کارکردگی کو بہتر بنا سکیں۔ جناب والا! آپ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی ادارے کے لیے یہ لازمی قرار دے دیا جائے کہ اس کی سالانہ کارکردگی ایوان میں زیربحث آ سکتی ہے اور عوام کے سامنے پیش ہو سکتی ہے تو یقیناً اس کی کارکردگی کا معیار زیادہ بہتر ہو سکے گا اور وہ یہ محسوس کریں گے کہ ان کا ہر کام، ہر ترقیاتی سکیم اور مستقبل کے پلان عوامی نمائندوں کے سامنے پیش ہوں گے، اس لیے وہ ان میں زیادہ محتاط بھی ہوں گے اور زیادہ فعال بھی۔ مجھے خوشی اور مسرت ہے کہ اس بل میں جو پنجاب کے مختلف شہروں کے لیے ترقیاتی اداروں کے بنانے سے متعلق ہے، اس اہم مطالبے کو منظور کیا جا رہا ہے اور اس طرح سے ان ترقیاتی اداروں کو عوام کے سامنے جوابدہ بنا کر ایک اچھی مستحسن روایت قائم کی جا رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس روایت کے نتیجے میں نہ صرف ان اداروں کی کارکردگی بہتر ہو گی بلکہ آئندہ جو ادارے بنیں گے ان میں بھی اس قسم کی دفعات کو لازمی طور پر شامل کیا جا سکے گا یا جو پہلے سے موجود خود مختار ادارے ہیں جن میں اس قسم کی گنجائش نہیں، ان میں بھی مناسب ترمیم کر کے انہیں بھی اس ایوان کے سامنے اور عوام کے منتخب نمائندوں کے سامنے جوابدہ بنانے کی یہ روایت قائم کی جائے گی اور اپنے اپنایا جائے گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں

ایک بار پھر وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے اس دیرینہ مطالبے کو مان کر ایک مستحسن روایت قائم کی ہے اور ایک اچھی ترمیم کو قبول کر کے صحیح سمت قدم اٹھایا ہے۔

Mr. Speaker : Now, the question is :-

That Clause 36 of the Bill be renumbered as sub-clause (1) of that Clause ; and aftere this sub-clause (1) so renumbered, the following be added as sub-clause (2), namely:-

(2) The report referred to in sub-section (1) shall be laid before the Provincial Assembly of the Punjab within six months of its receipt by the Government.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 36 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 37)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 37 زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 37 بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 38)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 38 زیر غور ہے۔ سید تابش الوری۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :-

That in Clause 38 of the Bill. for the word "five" occurring in line 4, the

word "one" be substituted ; and in this sub-clause as so amended, for the words "one year" occurring in line 6, the word "six months" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 38 of the Bill, for the word "five" occurring in line 4, the word "one" be substituted; and in this sub-clause as so amended, for the words "one year" occurring in line 6, the word "six months" be substituted.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! کلاز 38 کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کسی جائیداد کو مقررہ مقاصد کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال کرے گا یا اس سلسلے میں مجوزہ دفعات کی خلاف ورزی کرے گا و اسے اس تاریخ سے جب سے وہ اس خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہو 500 روپے یومیہ جرمانہ اور ایک سال قید کی سزا یا قید اور جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے ۔ جناب والا ! آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ عام طور پر لوگ ایسی کالونیوں میں یا ایسی اضافی بستیوں میں جہاں پہلے سے کوئی شاپنگ کے مراکز نہیں یا جس کے لیے باقاعدہ کوئی proper پلاننگ نہیں کی گئی ، وہاں لوگ اپنے مکانات یا دوسری جگہوں کو مختلف دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کر لیتے ہیں ۔ وہاں دوکان کھول لیتے ہیں ، ورکشاپ قائم کر لیتے ہیں یا کسی دوسرے استعمال میں لے آتے ہیں ۔ یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے ۔ اس سلسلے میں چونکہ ایک غلط طریق کار رائج ہے اور اسے یقیناً بہتر بنانے کی ضرورت ہے ۔ لیکن اس کے لیے جو تعزیر رکھی گئی ہے اور جرمانے کی جو شرح مقرر کی گئی ہے وہ انتہائی سخت ہے اور اس کے مطابق روزانہ 500 روپے جرمانے کی سزا ہے جسے ترمیم کر کے ایک سو روپیہ روزانہ اور ایک سال کی قید کو کم کر کے چھ ماہ قید کی پروویژن رکھی جا رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے اس کلاز میں زیادتی کا جو عنصر موجود تھا اس میں کسی حد تک کمی واقع ہو جائے گی ۔ لیکن بنیادی طور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے

ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں میں شہری شعور پیدا کیا جائے اور انہیں قانون کا صحیح علم حاصل ہو ۔ اس وقت صورت یہ ہے کہ ہمارے بے شمار قوانین ایسے ہیں جو الماریوں میں موجود ہیں اور ان کا براہ راست عوام سے تعلق ہونے کے باوجود عوام کو ان سے صحیح آگاہی نہیں ، اس لیے وہ ان کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں اور ان خلاف ورزیوں کے بعد حکومت اور ان اداروں کے لیے مختلف مسائل بھی پیدا کر دیتے ہیں ۔ اس لیے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان قوانین سے متعلق اس قسم کی تشہیر کا انتظام کیا جائے کہ لوگوں کو ان سے مسلسل آگاہی بھی ہو ۔ اور وہ باشعور ہو کر ان خلاف ورزیوں سے مجتنب ہوں ۔ اس لیے ہم اس کلاز کو نسبتاً تعزیری لحاظ سے آسان بنانا چاہتے ہیں اور اسی وجہ سے جو بنیادی تبدیلی واقع ہو رہی ہے اس سے 500 روپے کی بجائے ایک سو روپیہ جرمانہ اور ایک سال کی بجائے چھ ماہ قید کی سزا کی ترمیم کی گئی ہے ۔ ہمیں پوری امید ہے کہ ایوان اسے متفقہ طور پر قبول کرے گا ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! میں گذارش کروں گا کہ اگر آپ اس کلاز پر غور کریں تو یہ نہ صرف انسان کی ذاتی آزادی کو سلب کرتی ہے بلکہ یہ آئین کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے ۔

وزیر قانون : ماشاء اللہ ۔

مسٹر نذر حسین منصور : کوئی شخص اپنی جائیداد میں ، جو ابھی تک کسی سکیم میں نہیں آئی ، کوئی رد و بدل کرتا ہے یا اپنے کاروبار حیات کو چلانے کے لیے ، جس کا اسے قانون نے حق دیا ہے ، آئین نے حق دیا ہے ، اگر آپ اس میں بھی مداخلت کرتے ہیں تو میرا یہ نقطہ نظر ہے جو صحیح معلوم ہوتا ہے ۔

وزیر قانون : اگر کوئی شخص اسمبلی کی ساتھ والی بلڈنگ میں پبلک لیٹرین بنانا چاہے تو پھر آپ کا کیا خیال ہے ؟

مسٹر سپیکر : یا کسی مسجد کے ساتھ والی عمارت کو سینما ہاؤس میں تبدیل کر دے ، تو یہ قانون اس کے متعلق ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : یہ تو جب آپ کوئی نیا شہر بنائیں یا new planned colonies بنائیں اس میں تو آپ کو اختیار ہوگا لیکن اس میں تو آپ انفلاح یا اسمبلی کا نام نہ لیں ۔ مجھے علم ہے کہ آپ کی نظر

کہاں کہاں ہے اگر کوئی شخص اپنی جائیداد میں رد و بدل کرتا ہے۔ آپ کے قانون بنانے سے پہلے، تو کوئی قانون اور تحریر اسے نہیں روکتی بلکہ قانون اس کی اجازت دیتا ہے اور یہ اس کی آزادی ہے، سماجی آزادی ہے، اور اس کی قانونی آزادی ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ کلاز ہائی کورٹ میں چیلنج ہوگی اور یہ قائم نہیں رہے گی اس لیے اسے حذف کر دیا جائے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

مسٹر سپیکر : پھر تو تمام قانون ہی سارے پاکستان کے ہو جائیں گے۔ میونسپل ایکٹ ہو جائے گا، کارپوریشنز کا بھی ہو جائے گا۔ اتنی ریسٹرکشنز ہیں ان میں۔

Even by laws such restrictions have been placed.

وزیر قانون : anarchy اور law میں کچھ فرق ضرور ہے۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 38 of the Bill, for the word "five", occurring in line 4, the word "one" be substituted ; and in this sub-clause as so amended, for the words "one year", occurring in line 6, the words "six months" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 38, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 39)

Mr. Speaker : Now Clause 39 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

> That in Clause 39 of the Bill, for the words "Deputy Commissioner" and

the word "him", both occurring in line 1, the words "Authority" and "it" be substituted respectively.

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 39 of the Bill, for the words "Deputy Commissioner" and the word "him", both occurring in line 1, the words "Authority" and "it" be substituted respectively.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in Clause 39 of the Bill, between the words "may" and "summarily", occurring in line 2, the commas and words ",after providing such person a reasonable opportunity of being heard," be inserted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 39 of the Bill, between the words "may" and "summarily", occurring in line 2, the commas and words "after providing such person a reasonable opportunity of being heard," be inserted.

Minister for Law ; Opposed.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! کلاز نمبر 39 کے تحت ، یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ ڈپٹی کمشنر یا اس کی طرف سے نامزد کردہ کوئی شخص سمری ٹرائل کے بعد کسی بھی شخص کو جسے un-authorised occupant سمجھا جائے ، بے دخل کر سکتا ہے - یہاں اس سلسلے میں دو بنیادی اعتراضات ہیں - ایک یہ کہ اس بل میں کہیں اور مختلف دفعات کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر کو یہ اختیار دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی - تو یہاں ڈپٹی کمشنر کے اختیار کا تعین اتھارٹی اور ڈپٹی کمشنر کے درمیان

ایک نیا رابطہ پیدا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے ۔ اس لیے اب جب کہ ہم اتھارٹی کو ایک خود مختار ادارے کی صورت دینا چاہتے ہیں اور اسے اپنے معاملات طے کرنے کے سلسلے میں مطلق العنان اختیارات بھی دے رہے ہیں تو ڈپٹی کمشنر کو un-authorised occupant کی بےدخلی کے سلسلے میں اختیار دینا ایک نئی مداخلت کے مترادف ہو سکتا ہے ۔ اس لیے ہماری ترمیم کا ایک تو بنیادی مقصد یہ ہے کہ یہاں ڈپٹی کمشنر کی اس مداخلت کو ختم کرکے محض اتھارٹی کو یہ اختیار ہونا چاہیے ۔ دوسرا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اس میں سمری ٹرائل کا اختیار حاصل کیا جا رہا ہے اور تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اس میں ایسی کوئی گنجائش موجود نہیں کہ اس کے لیے سماعت کا اور صفائی کا کوئی مناسب موقع دیا جا سکے ۔ اس سلسلے میں اصول انصاف یہ ہے کہ جس شخص کے خلاف کوئی شکایت یا الزام ہو اسے صفائی کا پورا موقع حاصل ہونا چاہیے ۔ یہاں سمری سماعت کی وجہ سے اسے ایسا اختیار حاصل نہیں ہوگا اور وہ اس سلسلے میں اپنے موقف کو صحیح طور پر متعلقہ حکام کے سامنے پیش کرنے کے حق سے محروم ہو جائے گا ۔ اس لیے ہماری ایک گزارش تو یہ ہے کہ یہاں ''ڈپٹی کمشنر'' کا لفظ حذف کرکے ''اتھارٹی'' کا لفظ شامل کیا جائے اور متاثرین کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اس سلسلے میں اپنی صفائی کا موقع حاصل کر سکیں ۔ جب تک یہ اختیار نہ دیں گے متعلقہ اتھارٹی کی صوابدید کی وجہ سے یہ امکان ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگ جو باضابطہ کسی اختیار کے تحت وہاں اس جائیداد پر قابض ہوں اور اسے اتھارٹی un-authorized سمجھ رہی ہو وہ اپنا کیس صحیح طور پر ثابت نہ کر سکیں ۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس اہم ترین اور بنیادی حقوق سے ہم آہنگ ترمیم کو بھی قبول کیا جانا چاہیے تاکہ لوگوں کو اپنی صفائی کا موقع مل سکے اور وہ کسی قسم کے ظلم اور ناانصافی کا شکار نہ ہو سکیں ۔

Mr. Speaker : The question is :

> **That in Clause 39 of the Bill, for the words "Deputy Commissioner" and the word "him", both occurring in line 1 the words "Authority" and "it" be substituted respectively.**

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 39 of the Bill, between the words "may" and "summarily", occurring in line 2, the commas and words, "after providing such person a ressonable opportunity of being heard" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 39, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 40)

Mr. Speaker : Clause 40 is unders consideration.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

> That in sub-clause (1) of Clause 49 of the Bill, for the words "Deputy Commissioner", occurring in line 4, the word "Authority", be substituted ; and in this sub-clause, as so amended, for the words "him or the Authority", occurring in lines 4-5, the word "it" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (1) of Clause 40 of the Bill, for the words 'Deputy Commissioner", occuring in line 4, the word "Authority" be substituted ; and in this sub-clause, as so amended, for the words "him or the Authority", occurring in lines 4-5, the word "it" be substituted.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

> That in sub-clause (2) of Clause 40 of the Bill, for the words "Deputy Com-

missioner", occuring in line 3, the word "Authority" be substituted ; and in this sub-clause, as so amended, for the words "him or the Authority", occurring in line 4, the word "it" be substituted.

Mr. Speaker : The motian is :

That in sub-clause (2) of Clause 40 of the Bill, for the words "Deputy Commioner", occurring in line 3, the word "Authority" be substituted ; and in this sub-clause, as so amended, for the words "him or the Authority", occurring in line 4, the word "it" be substiuted.

سید تابش الوری : جناب والا ! کلاز 40 میں بھی ہماری ترمیم بنیادی طور پر وہی ہے جس کا ہم نے کلاز نمبر 39 میں اظہار کیا ہے۔ وہاں ڈپٹی کمشنر کی مداخلت کی بجائے خود اتھارٹی کو اس سلسلے میں اختیارات حاصل ہونے چاہییں ۔ اور اس طرح کلاز 40 میں بھی ۔ اس ترمیم کے بعد 39 اور 40 دونوں کے تحت ڈپٹی کمشنر مداخلت کے اختیار سے محروم ہو جائیں گے اور اتھارٹی آزادی کے ساتھ اپنے معاملات خود طے کرنے کی اہل ہوگی ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 40 of the Bill, for the words "Deputy Commissioner", occurring in line 4, the word "Authority" be substituted ; and in this sub-clause, as so amended, for the words "him or the Authority" occurring in lines 4-5, the word "it" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 40 of the Bill, for the words "Deputy Com-

missioner", occurring in line 3, the word "Authority" be substituted ; and in this sub-clause, as so amended, for the words "him or the Authority", occurring in line 4, the word "it" be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 40 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 41)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 41 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 41 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 42)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 42 زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 42 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 43)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 43 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 43 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 44)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 44 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 44 بل کا حصہ بنے -
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 45)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 45 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 45 بل کا حصہ بنے-
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 46)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 46 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 46 بل کا حصہ بنے -
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 47)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 47 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 47 بل کا حصہ بنے -
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 48)

مسٹر سپیکر : بل کی کلاز نمبر 48 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 48 بل کا حصہ بنے -
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 49)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 49 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 49 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

Mr. Speaker : Clause 2 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That after para (e) of Clause 2 of the Bill, the following new para (f) be added and the subsequent paras be renumbered accordingly, namely :—

(f) "Controlled Area" means an area notified as such by the Authority.

Mr. Speaker : The amendment mvoed, the question is :

That after para (e) of Clause 2 of the Bill, the following new para (f) be added and the subseqnent paras be renumbered accordingly, namely :—

(f) "Controlled Area" means an area notified as such by the Authority.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 2 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 1)

Mr. Speaker : Clause 1 is under consideration

The question is :

That Clause 1 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

(تمہید)

Mr. Speaker : Preamble is under consideration.

The question is :

That Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(طویل عنوان)

Mr. Speaker : Long Title is under consideration. there is no amendment it forms part of the Bill.

Minister For Law Sir, I move :

That the Punjab Development of Cities Bill, 1976. be passed.

Mr. Speaker : The motion moved, the question is :

That the Punjab Development of Cities Bill, 1976. be passed.

(The was motion carried)

مسودہ قانون (جواز محصول) جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 95 بابت 1976ء)

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب اربن امووایبل پراپرٹی (ویلیڈیشن آف ٹیکس) بل 1976ء (مسودہ قانون جواز محصول) جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء) جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب اربن امووایبل پراپرٹی (ویلیڈیشن

آف ٹیکس) بل 1976ء (مسودہ قانون) جواز
محصول) جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ
1976) جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ
برائے خزانہ نے سفارش کی ہے کو فی الفور
زیر غور لایا جائے۔

Syed Tabish Alwari.
Mr. Nazar Hussain Mansoor } Opposed.

Mr. Speaker : Should the House be adjourned ?

Voices : Yes, Sir,

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 9-00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 25 نومبر 1976ء بروز جمعرات 9 بجے صبح تک
کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا انسٹھواں اجلاس

جمعرات ۔ 25 نومبر 1976ء

(پنجشنبہ ۔ 8 ذوالحج 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝
إِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوْا مِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ
أُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ إِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْٓ
أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ
إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ۝

پارہ ۲۲ —— س ۳۵ —— رکوع ۱۶ —— آیات ۲۸ تا ۳۱

اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں بے شک اللہ غالب اور بخشنے والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ تجارت کے فائدے کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہ ہوگی کیونکہ اللہ ان کو پورا پورا بدلا دے گا اور اپنے فضل سے کچھ اور بھی مزید دے گا۔ تو بخشنے والا (اور) قدر دان ہے۔

اور یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے جو برحق ہے اور ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی ہیں بلاشبہ اللہ اپنے بندوں سے پوری طرح خبردار اور ان کو دیکھ رہا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

آبیانہ کے طریق کار میں آسانی

*7159 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر آبپاشی راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کسانوں کو نئے ٹیوب ویل نصب کرانے پر آبیانہ میں پچیس فیصد رعایت دیتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جزو (الف) بالا میں مندرج رعایت دینے کا طریق کار بہت پیچیدہ ہے جس کی وجہ سے اس سکیم پر مکمل طور پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا طریق کار کو آسان بنا کر مکمل طور پر عمل درآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) درست ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) مندرجہ بالا جوابات کے پیش نظر اس شق کے جواب کا جواز پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اگر ٹیوب ویل کی completion رپورٹ ہو جائے تو اس وقت محکمہ خود بخود پچیس فی صد کی رعایت دینی شروع کر دے گا ۔ کیونکہ پچیس فی صد تو آپ دیتے ہیں میرے خیال میں پہلے چھ مہینے تک وہ چلتا رہتا ہے ۔ پھر اس کی انکوائری ہوتی ہے ۔ جس وقت ٹیوب ویل کی completion رپورٹ مل جائے ، اسی وقت محکمہ پچیس فی‌صد رعایت دینی شروع کر دے گا ؟

مسٹر سپیکر : سردار صاحب یہ پروسیجر میں کوئی تبدیلی چاہتے ہیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! پہلے ہی پروسیجر بالکل سادہ ہے ۔

completion سرٹیفکیٹ اور وہ اپنی زمین کی نقل لے کر ایگزیکٹو انجنیئر کے دفتر میں دے دیتا ہے ۔ اگر ایگزیکٹو انجنیئر ضلعدار کو بھیجتا ہے ۔ وہ موقع پر تصدیق کرکے رپورٹ دیتا ہے ۔ اس کے بعد ایک دفعہ جب یہ رعایت مل جاتی ہے تو پورے سال میں اس کی کوئی renewal نہیں کرانی پڑتی ۔ کسی قسم کا کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا ۔ تھوڑی سی حکومت کو بھی verification کرنی پڑتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ نہیں کریں گے تو پھر یہ سوال آ جائے گا کہ آپ اس کو verify نہیں کرتے ۔

وزیر آبپاشی : جی جناب!

ڈیزل ٹیوب ویل کی تنصیب کے لیے رقم کی تخصیص

***7289 ۔ چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں ضلع وار ڈیزل ٹیوب ویل کی تنصیب کے لیے سال 1973-74ء اور سال 1974-75ء میں تاحال کتنی کتنی رقم دی گئی ہے نیز اس رقم کی ضلع وار تقسیم کے لیے کیا اصول ہیں اور کس کس ضلع نے اس رقم سے کتنے کتنے ٹیوب ویل نصب کئے ہیں ۔

(ب) کیا حکومت بجلی کے ٹیوب ویل لگانے والوں کو بھی کوئی استعانت دیتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا ان علاقوں میں جہاں واپڈا باسانی کنکشن دیدے چھوٹے زمینداروں کو حکومت کوئی استعانت دینے کو تیار ہے ؟

وزیر آبپاشی و لوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) صوبہ پنجاب میں ڈیزل ٹیوب ویل کی تنصیب کے لیے سال 1973-74ء اور 1974-75ء کی سکیموں کے تحت 15 مئی 1975ء تک مندرجہ ذیل رقم تقسیم کی جا چکی ہے اور اس رقم سے جو ٹیوب ویل نصب کئے گئے ان کی تعداد بھی نیچے دی گئی ہے :-

نام ضلع	1973-74ء		1974-75	
	رقم (تقسیم شدہ) (لاکھوں میں)	تعداد ٹیوب ویل نصب شدہ	رقم (تقسیم شدہ) (لاکھوں میں)	تعداد ٹیوب ویل نصب شدہ
1 ۔ میانوالی	—	—	19.16	133
2 ۔ جھنگ	0.70	10	27.76	281
3 ۔ سرگودھا	—	—	14.00	145
4 ۔ لائل پور	0.64	15	9.20	96
5 ۔ سیالکوٹ	—	—	14.96	106
6 ۔ شیخوپورہ	1.60	28	14.40	118
7 ۔ گوجرانوالہ	1.08	19	16.92	168
8 ۔ لاہور	0.12	2	10.16	86
9 ۔ ڈیرہ غازی خان	1.00	20	13.80	163
10 ۔ مظفرگڑھ	3.00	49	24.40	228
11 ۔ ملتان	3.00	49	17.52	219
12 ۔ ساہیوال	2.00	34	14.64	140
13 ۔ رحیم یار خان	0.70	15	12.24	145
14 ۔ بہاولنگر	2.50	45	14.64	140
15 ۔ بہاولپور	7.30	135	8.84	21
16 ۔ گجرات	1.20	18	24.48	200
17 ۔ جہلم	0.16	2	8.68	78
18 ۔ راولپنڈی	0.08	1	2.62	19
19 ۔ کیمبلپور	0.32	4	4.76	30

ٹیوب ویل سب سڈی کی ضلع وار تقسیم ہر ضلع کی اندازاً ضروریات کے مطابق کی جاتی ہے ۔

(ب) محکمہ زراعت حکومت پنجاب بجلی کے ٹیوب ویل لگانے کے لیے کوئی مالی امداد نہیں دے رہا ۔ البتہ واپڈا کی جانب سے اس ضمن میں 7500 روپیہ فی ٹیوب ویل اخراجات میں چھوٹ دی جاتی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ ساڑھے سات ہزار روپے آج سے دس سال پہلے مقرر کیے گئے تھے ۔ اب میٹیریل کی قیمت اتنی بڑھ چکی ہے کہ ایک پول بھی ساڑھے سات ہزار میں نہیں آتا ۔ تو کیا اس رقم میں بھی اضافہ کیا جائے گا ، کیونکہ باقی رعایتیں تو حکومت نے دے دی ہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا ! یہ واپڈا سے متعلقہ مسئلہ ہے ہم ان سے سفارش کر دیں گے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! ڈیزل ٹیوب ویل لگانے کے سلسلے میں حکومت کتنی رعایت لیٹک کسان کو دیتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس کا جزو (ب) میں جواب آ گیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : نہیں جناب ! ۔

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا ! آبپاشی غیر آبپاشی اور بارانی قسم کی زمینیں ہیں ان کے لیے میرے فاضل دوست پوچھ رہے ہیں تو یہ حکومت آٹھ ہزار ۔ دس ہزار ۔ اور 12 ہزار کی رعایت دیتی ہے ۔ نہری پر آٹھ ہزار ششماہی پر دس ہزار اور بارانی پر 12 ہزار ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اس مسئلہ پر پہلے بھی ایوان میں سوال جواب ہوتے رہے ہیں تو میں اس ضمن میں وزیر موصوف کی توجہ اس طرف دلانا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو ان کا جزو (ب) کا جواب ہے کہ ''البتہ واپڈا کی جانب سے اس ضمن میں 75 سو روپیہ فی ٹیوب ویل کے اخراجات کی چھوٹ دی جاتی ہے'' ۔ تو جناب وزیر موصوف نے میرے ضمنی سوال کے جواب میں جو یہ فرمایا ہے کہ ڈیزل کے جو ٹیوب ویل ہوں ان پر 75 سو روپے سے زائد چھوٹ دی جاتی ہے ۔ جب کہ ڈیزل کی consumption پر اخراجات بھی زائد آتے ہیں اور maintenance پر بھی زائد اخراجات آتے ہیں اور کسان کو زیادہ مشکلات اور اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں ۔

تو کیا حکومت پنجاب بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویل لگانے والے خواہشمند حضرات کو بھی چھوٹ جس طرح واپڈا والے 75 سو روپے چھوٹ دیتے ہیں۔ دینے کے لیے غور کر رہی ہے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کی تقریر تو ہو ہی گئی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! تقریر نہیں ۔ میں نے وضاحت اس لیے کی تھی کہ وزیر موصوف اچھی طرح سے سمجھ لیں اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے ۔ اس لیے یہ اگر متعلقہ سوال نہیں ہے تو آپ رول آؤٹ کر دیں ۔ اگر سوال متعلقہ ہے تو وزیر موصوف کو جواب دینا چاہیے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی ہے کہ واپڈا کے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا کام فیڈرل گورنمنٹ اور واپڈا اتھارٹی کرتی ہے اس لیے ہم ان کی خواہشات واپڈا اتھارٹی تک پہنچا دیں گے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ محکمہ زراعت ڈیزل ٹیوب ویل کے لیے چھوٹ دیتا ہے تو کیا بجلی کے ٹیوب ویل کے سلسلے میں بھی محکمہ زراعت چھوٹ دینے کے لیے تیار ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا ! اس قسم کی کوئی تجویز فی الحال زیر غور نہیں ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا! یہ زیر غور تو نہیں ہے مگر آپ اسے زیر غور لائیں اور اس مسئلہ کو کیبنٹ میں لے جائیں کیونکہ اگر چھوٹا زمیندار جس کی اراضی بارہ ایکڑ سے کم ہے اور وہ بجلی کا ٹیوب ویل اس لیے لگاتا ہے تاکہ اسے بھی کوئی تھوڑی سی رعایت مل سکے جیسے ڈیزل کے لیے آپ دس ہزار روپیہ دیتے ہیں تو اسے پانچ ہزار روپیہ ہی مل جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ضمنی سوال بنتا نہیں ہے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا! جو قیمت کا فرق ہے وہ صرف بارانی علاقے میں ہے ۔ بارانی علاقوں میں تو اتنے دور دراز علاقے ہیں جہاں بعض جگہوں پر تو بجلی ہے ہی نہیں ۔ اصل میں ہمارے فاضل دوست کو ڈیزل کے لیے زیادہ امداد کا مطالبہ کرنا چاہیے کیونکہ اس پر اخراجات بہت

زیادہ ہوتے ہیں اور اس سال بھی حکومت نے کوئی تقریباً 5 کروڑ 70 لاکھ روپے سے چھ ہزار نئے ٹیوب ویل لگانے کا پروگرام بنایا ہے - پچھلے سال ہم نے صرف 15 سو ٹیوب ویل لگائے تھے -

کاشتکاروں میں گندم کے درآمد شدہ بیج کی تقسیم

*8051 - **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں فصل ربیع 1976ء کے لیے عمدہ قسم کا گندم کا درآمد شدہ بیج کتنی مقدار میں تقسیم کیا گیا -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بیج بہت تاخیر سے کاشتکاروں میں تقسیم ہوا اور عام کاشتکار اس سے صحیح طور پر استفادہ نہ کر سکے نیز تقسیم میں تاخیر کی کیا وجوہات ہیں -

(ج) حکومت آئندہ کے لیے عمدہ قسم کے درآمد شدہ بیج جلد از جلد عام کاشتکار تک پہنچانے کے لیے کیا اقدام کرے گی -

(د) حکومت کون سے نئے درآمد شدہ بیج آئندہ سال (ربیع 1977ء) کے لیے کاشت کاران میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) 1955ء میں -

(ب) جی نہیں - یہ پہلے جہاز سے وصول شدہ بیج تھا - جو بر وقت مہیا کر دیا گیا تھا -

(ج) اچھے بیجوں کا انتخاب - جانچ اور خرید کے متعلقہ دیگر مراحل وقت طلب ہوتے ہیں نیز بیج جن کو محفوظ رکھنے کے لیے زہر استعمال کیا گیا ہو کو اگر پہلے حاصل کرکے بقاسی گرم موسم میں ذخیرہ کیا جائے تو وہ اپنی قوت روئیدگی کھو بیٹھتے ہیں - حکومت حتی الوسع وقت پر پروگرام مرتب کرنے اور درآمد کے لیے باقی ماندہ انتظامات کرنے کے بارے میں کوئی تاخیر نہیں ہونے دیتی -

(د) یکورا - نوری دیگر اقسام از قسم پوٹم - کوکوریٹ - ٹورم

تنوری اور جو بائیکا شامل ہیں۔ 10 لاکھ من بیج اس سال حکومت نے خرید کر لیا ہے جس میں سے تقریباً 4 لاکھ من فروخت ہو چکا ہے۔

کرنل محمد سلم خان نیازی : جناب عالا! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ حکومت دور دراز علاقوں میں اور آپ خود بھی دوردراز علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کم از کم مجھے تو یہ شکائت ہے کہ میرے ضلع میانوالی میں یہ بیج بروقت تقسیم نہیں ہوتا ہے اور یہ ایک اصطلاح بنی ہوئی ہے کہ "بعد مرنے کے ان کا سلام آیا تو کیا آیا"۔ خونریزی کے بعد بیج پہنچتا ہے۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : نہیں جناب والا! میرا مطلب یہ ہے کہ کیا آپ اس کے متعلق غور فرمائیں گے؟

مسٹر سپیکر : آپ نے تو تقریر شروع کر دی آپ نے سوال تو کیا ہی نہیں۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : نہیں جناب والا! آپ تو شعر میں ہی لگ گئے۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اس کا تو بندوبست فرمائیے۔

مسٹر سپیکر : فضا ہی ایسی ہو جائے تو کیا کریں۔

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا! اس ایوان کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم پاکستان نے کریش پروگرام کے لیے خصوصی ہدایات فرمائی ہیں کہ فرٹیلائزر۔ بیج اور قرضے کی سہولتیں زیادہ سے زیاد کسانوں کو میسر کی جائیں۔ ابھی پرسوں والی میٹنگ میں بھی انھوں نے یہ آرڈر دیا ہے۔ اور اس کے لیے انھوں نے ایگریکلچر ڈیولپمنٹ بنک اور اس قسم کی جتنی بھی ایجنسیز ہیں ان کو حکم صادر فرمایا ہے کہ کسی کسان کی مشکلات کے سلسلے میں کوئی شکائت حکومت کے نوٹس میں آئے تو متعلقہ محکمے کے خلاف ہم سخت اقدامات کریں گے اور میں اس فاضل ایوان میں پرزور اپیل کرتا ہوں کہ کہیں بھی۔ ہمارے پاس جو اعداد و شمار آئے ہیں اس کے مطابق پچھلے سال ہمارا سارا بیج جو 5 لاکھ 97 ہزار من تقسیم ہوا تھا اس سال ہم نے بارہ لاکھ من کا انتظام کیا ہے اس میں سے دس لاکھ امپورٹڈ قسم کا ہے اس وقت تک اور

پچھلے سال کا 5 لاکھ 19 ہزار من بیج بکا تھا ۔ یعنی اس وقت تک ہم ساڑھے پانچ لاکھ من بیج فروخت کر چکے ہیں ۔ اور پورے زور شور سے فروخت کا کام جاری ہے ۔ میں اس چیز کا نوٹس لیتا ہوں اور فاضل رکن کی خدمت میں گذارش کروں گا اور باقی دوستوں کی خدمت میں بھی گذارش کروں گا کہ جہاں سے بھی ان کو شکایت موصول ہوتی ہے اس کو میرے نوٹس میں لے آئیں میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا فوری طور پر نہ صرف ازالہ کیا جائے گا بلکہ جو اس میں گورنمنٹ ملازمین مرتکب ہوں گے ان کا بھی میں سختی سے محاسبہ کروں گا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! آپ خود ملاحظہ فرما لیں جو آپ نے میانوالی ضلع کی لسٹ دی ہے ۔ اس میں کوئی ایک من کی بھی فگر نہیں ہے جو تقسیم ہوا ہو ۔ اور ٹیوب ویل جو نصب شدہ ہیں ان میں سے یہاں ایک بھی ٹیوب ویل نہیں ہے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برق : پوائنٹ آف آرڈر ۔ کرنل صاحب ٹیوب ویل کے اعداد و شمار پڑھ رہے ہیں بیج کے متعلق نہیں پڑھ رہے ۔ اور سوال بھی پچھلا پڑھ رہے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! وہ بھی تو ہمارا استحصال ہے (قہقہہ) ۔

چوہدری امان اللہ لک : ذرا نگاہ کرم جناب والا ادھر بھی فرمائیں ۔ جناب والا ! گذارش یہ تھی کہ ابھی ابھی جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ بیج کی تقسیم سے سلسلے میں جس ممبر کو تکلیف محسوس ہو وہ ان کے علم میں لائیں ۔ میں اس سلسلہ میں ان کی توجہ اپنی تحریک التواء کار نمبر 112 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ انہی احساسات اور انہی جذبات کے ساتھ اس کا نوٹس لیں گے ۔ اس تحریک التواء میں ساری تفصیل موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ بات ان کے نوٹس میں لے آئیں ۔

صوبہ میں گندم کی پیداوار

***8052 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں اس وقت ضرورت سے کم

گندم پیدا ہوگی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لیے کیا تدابیر اختیار کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : الف) جی نہیں ۔ فصل ربیع 1975-76ء میں پنجاب میں 58 لاکھ ٹن گندم کی پیداوار حاصل کرنے کی حد مقرر کی گئی تھی ۔ اچھے موسمی حالات ، نہری پانی کی وافر سپلائی ، بر وقت کھاد اور درآمد شدہ گندم کے عمدہ بیج کی موجودگی کی وجہ سے پیداوار متعینہ حد سے بڑھ جانے کی امید ہے ۔ 58 لاکھ ٹن گندم پنجاب کی اپنی ضروریات سے زیادہ ہے ۔

(ب) چونکہ جواب جزو (الف) اثبات میں نہیں اس لیے اس کے جواب کی ضرورت نہیں ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ گندم ہماری بنیادی خوراک ہے ۔ اور ہمارے صوبہ پنجاب کو نہ صرف اپنے لیے بلکہ دوسرے صوبوں کے لیے بھی گندم پیدا کرنا ہوتی ہے ۔ تو کیا آئندہ فصل ربیع میں گندم کی پیداوار میں اضافے کے لیے حکومت کوئی اقدامات کرے گی ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! میں اس سلسلہ میں ابھی یہ گذارش کر چکا ہوں کہ ہمارے وزیر اعظم نے اس کی اہمیت کے پیش نظر خصوصی ہدایات جاری کی ہیں اور اسی سلسلہ میں عمدہ بیج اور کھاد وافر مقدار میں ہمارے پاس ہر جگہ موجود ہے جو کہ deficit payment کی صورت میں جو کاپیاں بنی ہوئی ہیں ان کے تحت مہیا کی جاتی ہیں اور ان فرضوں میں توسیع بھی کی گئی ہے ۔ اور ایک سو ٹریکٹر بھی دیے گئے ہیں جو کہ کاشتکاروں کو کرایہ پر ان کی زمینیں درست کرنے کے لیے دیے جائیں گے ۔ اسی طریقہ سے نہری پانی کی سپلائی بھی unprecedented ہے ۔ اور اس طرح سے کبھی بھی اس ملک کی تاریخ میں اتنا پانی سپلائی نہیں کیا گیا ہے اور میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرے گی ۔ ہر ممکن اقدامات کئے جا رہے ہیں بلکہ اس سلسلے

میں اگر وہ کوئی تجاویز دینا چاہیں تو وہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔ ان کو میں خوش آمدید کہوں گا۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! کیا وزیر موصوف کے نوٹس میں ہے کہ زمیندار یہ محسوس کرتے ہیں کہ گندم کی قیمت خرید بہت کم ہے۔ اور پیداواری اخراجات اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس سے آئندہ فصل ربیع کی پیداوار متاثر ہونے کا خطرہ ہے۔ تو کیا حکومت گندم کی قیمت خرید پر نظر ثانی کرنے کے لیے تیار ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : یہ ایک uniform پالیسی ہے تمام ملک میں قیمت فیڈرل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! کیا صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے سفارش کرے گی کہ گندم کی قیمت خرید میں اضافہ کرے تا کہ پیداوار میں اضافہ ہو ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو حکومت کی تدابیر کی بات ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! جیسا کے میں پہلے عرض کر چکا ہوں حکومت اس سال جو گندم خرید کرتی رہی اس کا ریٹ 37 روپے رہا۔ جب کے گندم کا ریٹ مارکیٹ میں 32/30 روپے رہا۔ اس سے میرے فاضل رکن اتفاق کریں گے کہ ہم نے انہیں مراعات دیں، مجھے معلوم ہے کہ گندم کی قیمت خرید کا اثر ضرور پڑے گا۔ لیکن ہم نے کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو بھی دیکھنا ہے جو کہ ہمارے شہری بھائی ہیں جن کے لیے ہم گندم پروکیور کرتے ہیں اور حکومت subsidise ریٹ پر انہیں دیتی ہے تو ہمیں ان کا بھی خیال رکھنا ہے۔

مسٹر سپیکر : صرف شہری ہی نہیں بہت سے اضلاع ایسے ہیں جن میں دیہاتی لوگ بھی ہیں۔ جو یہ گندم استعمال کرتے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ بیج کی تقسیم اور گندم کی پیداوار میں گہرا رابطہ ہے۔ بیج کی تقسیم کا کام کارپوریشن کے پاس چلا گیا ہے۔ اور صوبائی حکومت زراعت اور کارپوریشن کے درمیان رابطہ کٹ چکا ہے۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال آپ لکھ کر بھیج دیں، آئندہ سیشن میں اس کا جواب آئے گا۔

چوہدری ایمان اللہ لک : جناب والا ! یہ سوال بڑا اہم ہے - میں پوچھنا یہ چاہتا تھا کہ پنجاب حکومت کا کنٹرول کم ہو چکا ہے - اس میں وزیر موصوف کوئی تغیر و تبدل چاہتے ہیں یا حکومت مطمئن ہے -

مسٹر سپیکر : سوال ٹھیک ہے اہم ہے - آپ لکھ کر بھیج دیں - اس جواب آئندہ اجلاس میں آ جائے گا -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! آٹے کی پالیسی پر بحث کے دوران میں نے یہ الزام لگایا تھا کہ محکمہ خوراک کے افسران اپنے ایجنٹوں کی ملی بھگت سے صحیح رقم 37 روپے کچھ پیسے قیمت جو گورنمنٹ نے مقرر کی ہے وہ کاشتکاروں کو نہیں دے رہی بلکہ گندم 33/32 روپے دور دراز علاقوں سے خرید کی جا رہی ہے - اور وزیر خوراک نے اس کی تردید کی تھی - آج یہ بات ایوان کے ریکارڈ پر آ گئی ہے - کہ وزیر موصوف نے اس سوال کے جواب میں یہ بات درست تسلیم کی ہے کہ حکومت نے تو 37 روپے 25 پیسے قیمت مقرر کی ہے مگر بازار میں 33 - 32 روپے کے حساب سے لی جاتی رہی ہے -

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ نہیں کہا ہے - انہوں نے کہا ہے کہ جب مارکیٹ قیمت اس کی یہ تھی تو گورنمنٹ نے اس کو ایک خاص لیول پر maintain کیا -

He never made this statement.

آلوؤں کی کاشت

*8395 - **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دسمبر 1975ء میں جو آلو کاشت ہوا ، اس پر زمین کا ٹھیکہ ، تیاری زمین اور سالیہ آبیانہ کے علاوہ فی ایکڑ مندرجہ ذیل اخراجات کاشتکار کو برداشت کرنے پڑے :-

(1) 20 کریٹ درآمدی بیج در	240.00	روپے فی کریٹ
	4,800.00	
(2) کھاد کے اخراجات	800.00	

(3) مزدوری لگوائی ۔ مٹی چڑھائی وغیرہ 500.00

(4) آلو اکھڑوائی اور بھرائی وغیرہ 500.00

میزان 6،6 0.00

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وفاقی حکومت کے آلو ایکسپورٹ کرنے کے اعلان کے باوجود 30 اپریل 1976ء کو صوبہ کی تمام منڈیوں میں آلو کا نرخ 30 روپے تا 45 روپے فی بوری تھا اور اس طرح تقریباً چار ہزار فی ایکڑ پر کاشتکار کو نقصان ہوا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کولڈ سٹوریج کے مالکان نے آلو کو سٹوریج میں رکھنے کا نرخ دس روپے فی بوری سے بڑھا کر 30 روپے فی بوری کر دیا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف آلو کے کاشتکار کے تحفظ کے لیے کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی و لوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) جی نہیں ۔ اخراجات تقریباً 3500 روپے کے لگ بھگ تھے نہ کہ 6،600 روپے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ ماہ اپریل 1976ء کے آخر تک پنجاب کی منڈیوں میں آلو کا بھاؤ تقریباً 35 روپے سے 50 روپے فی بوری رہا ہے ۔ شروع جولائی 1976ء میں آلو کا بھاؤ 115 روپے فی بوری تھا ۔

(ج) جی ہاں ۔ رسد اور مانگ کے اصول کے مطابق مارچ اپریل کے مہینوں میں عام طور پر کولڈ سٹوریج کا نرخ بڑھ جاتا ہے ۔

(د) کاشتکاروں کے مفاد کے تحفظ کے پیش نظر حکومت پاکستان نے پندرہ ہزار ٹن آلو (جس میں 10 ہزار ٹن سفید آلو شامل ہے) برآمد کرنے کا فیصلہ کیا ۔ آئندہ سالوں میں آلو کی برآمد کا پروگرام جاری رہے گا ۔ علاوہ ازیں صوبے میں ایک

مارکیٹنگ بورڈ قائم کیا جا رہا ہے - اجناس کی خرید ، سٹوریج اور برآمد کا بندوبست کرنے کی امید ہے - اس کے بعد کاشتکاروں کی بیشتر مشکلات دور ہو جائیں گی - مزید تعداد میں کولڈ سٹوریج قائم کرنے کا منصوبہ بھی تیار کیا جا رہا ہے -

نہروں کے شکستہ کناروں کی مرمت

*8707 . **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** : کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں نہروں کے کنارے مٹی کافی عرصہ سے نہیں ڈالی گئی جس کی وجہ سے موجودہ سال سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے نہروں کے کنارے خطرناک صورت اختیار کر گئے ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نہروں کے کنارے مٹی ڈلوانے کا کام کب تک شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ دریشک) : (الف) جی یہ درست نہیں کہ صوبہ میں نہروں کے کنارے مٹی کافی عرصہ سے نہیں ڈالی گئی - حقیقت یہ ہے کہ نہروں کے کنارے مٹی ڈالنے کا کام ہر سال حکومت کے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ایک پروگرام کے تحت کیا جاتا ہے - موجودہ سال میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے نہروں کے کنارے کا خطرناک صورت اختیار کرنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ ان کناروں پر مٹی نہیں ڈالی گئی بلکہ اس خطرناک صورت کی وجہ دراصل موجودہ سال میں سیلاب اور بارشوں کی غیر معمولی شدت تھی -

(ب) جزو (الف) بالا کے جواب میں اس جزو کا جواب بھی شامل ہے - مزید یہ کہ سیلاب سے متاثرہ تمام نہروں کی ہنگامی مرمت ہو چکی ہے اور کوئی نہر بھی عدم مرمت کے باعث بند نہیں ہے - کناروں کی مزید مضبوطی کے لیے

مٹی ڈالنے کا کام جاری ہے - جسے جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ ہے -

محکمہ آبپاشی کی جانب سے میونسپل کمیٹی خان پور کو رقم کی ادائیگی میں تاخیر

*8722 - **چوہدری کلیم اللہ :** کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ نہر خان پور ڈویژن نے 1955-56ء میں اراضی تعدادی 36800 مربع فٹ بحساب ایک روپیہ فی مربع فٹ میونسپل کمیٹی خان پور ضلع رحیم یار خان سے خرید کی تھی مگر مذکورہ اراضی کی قیمت ابھی تک مذکورہ میونسپل کمیٹی کو ادا نہیں کی گئی -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ آبپاشی مذکورہ رقم کی ادائیگی کب تک مذکورہ میونسپل کمیٹی کو کر دے گا ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) محکمہ نہر نے 1955-56ء میں میونسپل کمیٹی خان پور سے کوئی اراضی نہیں خریدی تھی -

(ب) جزو (الف) بالا کے جواب کے پیش نظر رقم کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

(اس مرحلہ پر سید تابش الوری صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سیم کا تدارک

*8730 - **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاول نگر کی تحصیل ہائے منچن آباد ، بہاول نگر ، ہارون آباد اور چشتیاں سیم سے بری طرح متاثر ہوئی ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کے تدارک کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) ضلع بہاول نگر میں فورڈ واہ اور صادقیہ انہار کے علاقے بشمول تحصیل ہائے منچن آباد ۔ بہاول نگر ، ہارون آباد اور چشتیاں نیم اور تھور سے متاثر ہیں ۔ امتداد جولائی اور اگست میں شدید بارشوں کی وجہ سے اس میں اضافہ ہوا ہے ۔

(ب) فورڈ واہ اور صادقیہ انہار کے تمام رقبہ جات کو سیم اور تھور کے انسداد کے لیے پہلے ہی Accelerated Programme میں شامل کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں واپڈا سروے اور پلاننگ کا کام بذریعہ میسرز نیشنل انجینئرنگ سروسز پاکستان لمیٹڈ کرا رہا ہے ۔ پلاننگ کا کام فورڈ واہ نہر کے زیادہ متاثرہ رقبے میں مکمل ہو چکا ہے اور اس کے تحت منچن آباد پائلٹ سکیم تیار کی گئی ہے ۔ جس پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے ۔ باقی رقبے کی پلاننگ کا کام بھی تیزی سے جاری ہے ۔ سکیم کی تشکیل اور وفاقی حکومت کی منظوری کے بعد اس پر بھی عمل شروع ہو جائے گا ۔

ٹیوب ویلوں کی تنصیبی

*8742 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اللہ آباد مائنر اور میتلا مائنر سب ڈویژن اللہ آباد اور کینال ڈویژن خان پور پر نصب شدہ اکثر ٹیوب ویل خراب ہو کر ناکارہ ہو چکے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مائنروں پر بھی سکارپ چھ کے تحت ٹیوب ویل نصب کرانے کے لیے تیار ہے ۔ جیسا کہ اس سب ڈویژن کے دیگر تمام مائنروں پر سکارپ چھ کے تحت ٹیوب ویل نصب کیے جا رہے ہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) اللہ آباد اور میتلا مائنر ٹیوب ویل سکیم کے 28 ٹیوب ویلوں میں سے 5 ٹیوب ویل پور خراب ہونے کی وجہ سے بند ہیں ۔

باقی اگرچہ پرانے ہو چکے ہیں لیکن چالو حالت میں ہیں ۔ ان بند ٹیوب ویلوں میں سے 3 ٹیوب ویل کی ری بورنگ کا کام شروع ہو چکا ہے اور باقی 2 ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کا کام عنقریب شروع کر دیا جائے گا ۔

(ب) چونکہ یہ ٹیوب ویل پرانے ہو چکے ہیں ۔ ان کی موجودہ پوزیشن کو مد نظر رکھتے ہوئے واپڈا سے کہا گیا ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کے متبادل مکاریہ کے تحت ٹیوب ویل نصب کرے ۔ واپڈا نے اطلاع دی ہے کہ اللہ آباد اور مظلا سکیم کے رقبہ کو مکاریہ میں شامل کر لیا گیا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : کیا وزیر موصوف یہ حکم دیں گے کہ ہمارے ضلع میانوالی میں جو ٹیوب ویل خراب پڑے ہوئے ہیں ان کو مرمت کر کے چالو کیا جائے گا ؟

مسٹر چیئرمین : چونکہ یہ ضمنی سوال اصل سوال کے متعلق نہیں ہے ۔ اس لیے آپ اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں ۔

وہوا پک اپ ویر سکیم کی تکمیل

*8799 ۔ **سردار رب نواز خان کھتران :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں وہوا پک اپ ویر سکیم کب شروع ہوئی اور اس پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی ۔ 1975-76ء اور 1976-77ء کے خرچ کی تفصیل علیحدہ علیحدہ سال وار بیان فرمائی جائے ۔

(ب) مذکورہ سکیم اب کس مرحلے میں ہے اور کب مکمل ہوگی ۔

(ج) اگر مذکورہ سکیم ناکام ہو چکی ہے تو اس کی ناکامی کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ سکیم کے متعلق حکومت آئندہ کیا طرز عمل اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و سلوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) سکیم مذکورہ A.D.C. نے سال 1970-71ء میں شروع کی ۔ اس سکیم پر اب تک 26,56,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ 1975-76ء

میں 6،67،000 روپے اور 1976-77ء میں 1،34،198 روپے خرچ ہوئے۔

(ب) سکیم پر نصف سے زیادہ کام مکمل ہو چکا ہے اور اس کی تکمیل کا انحصار مناسب فنڈز میسر آنے پر ہے۔

(ج) سکیم ناکام نہیں ہوئی اور اپنے ڈیزائن کے مطابق مکمل کی جائے گی۔

سردار رب نواز خان کھتران : جناب والا ! میرا سوال بالکل واضح ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سکیم کب ختم ہوگی کیونکہ چھ سال کے عرصے میں تو یہ سکیم نصف مکمل ہوئی ہے اور اب باقی سکیم پر کتنے اور سال لگیں گے اور یہ فنڈز کب میسر آئیں گے ؟

مسٹر چیئرمین : ممبر موصوف پوچھ رہے ہیں کہ یہ سکیم کب تک مکمل ہو جائے گی ؟۔

سردار رب نواز خان کھتران : جناب والا! جناب وزیر موصوف فنڈز کے متعلق بھی بتائیں کہ فنڈز کہاں سے آئیں گے اور چھ سال تک اس سکیم کے لیے فنڈز کیوں نہیں مہیا کئے گئے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا! اس کا جواب تو یہی ہے کہ فنڈز کے بغیر کوئی بھی سکیم مکمل نہیں ہو سکتی۔ آپ کو پتا ہے کہ اس سال سیلاب کی وجہ سے ہمیں کافی سکیموں کو روکنا پڑا ہے ہماری انشاء اللہ پوری کوشش ہوگی کہ فنڈز کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اول تو اس سال اس کو مکمل کر لیا جائے گا ورنہ آپ کو میں یقین دہانی دلاتا ہوں کہ اگلے سال تک اس کو مکمل کر لیا جائے گا۔

محکمہ آبپاشی میں متعین چیف ڈرافسمینوں کی اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر کے عہدے پر ترقی

*8793 - **چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ آبپاشی میں چیف ڈرافسمینوں کو اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر کے عہدوں پر ترقی نہیں دی جاتی جب کہ دوسرے محکموں میں متعین چیف ڈرافسمینوں کو اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر کے عہدے پر ترقی دی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا تفاوت کی وجہ سے محکمہ آبپاشی میں تجربہ اور اہلیت رکھنے والے افراد انجینئرنگ ڈرافسمین سروس چھوڑ کر پرائیویٹ اداروں میں جا رہے ہیں جس کی وجہ سے سرکاری کام اور کارکردگی کا معیار متاثر ہو رہا ہے -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ آبپاشی میں ملازم چیف ڈرافسمینوں کو بھی اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر کے عہدہ پر ترقی دینے کو تیار ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خان دیشک) : (الف) جی یہ درست ہے -

(ب) یہ صحیح نہیں ہے -

(ج) یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے اور اس سلسلے میں مناسب کارروائی کی جا رہی ہے -

درختوں اور باغات پر کیڑوں کا حملہ

*8196 - **ملک محمد اکرم اعوان** : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل سرگودھا کے کئی ایک چکوک مثلاً 39 شمالی ، 37 شمالی ، 36 شمالی اور 40 شمالی وغیرہ میں درخت اور باغات کیڑے کے حملے سے ناکارہ ہو رہے ہیں اور سوکھ رہے ہیں -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ زراعت کے عملے نے باوجود شکایات کے ابھی تک اس کیڑے کی تلفی پر کوئی توجہ نہیں دی -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) یہ

حقیقت ہے کہ سرگودھا کے کئی چکوک میں درختوں اور باغات پر کیڑے کا حملہ پایا گیا ہے ۔ چک نمبر 39 شمالی سے موصول شدہ شکایت پر فوراً توجہ دی گئی تھی اور ''سکیل'' کے خلاف سپرے کر دیا گیا تھا ۔ عملہ کو یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ کاشتکاروں سے فوری رابطہ قائم کریں ۔ اور انہیں مناسب امداد اور رہنمائی مہیا کریں ۔

(ب) اس سلسلہ میں متعلقہ افیسر کی explanation call کی گئی ہے اگر اس قسم کی شکایت ثابت ہوئی تو متعلقہ عملہ کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی ۔

(ج) جزو (ب) بالا جواب کے پیش نظر مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ۔

گوجر خان میں سب سڈی سکیم کے تحت ٹیوب ویل کی تنصیب

*8881 ۔ **مسٹر منظور حسین جنجوعہ** : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل گوجر خان میں سب سڈی سکیم کے تحت تا حال کوئی ٹیوب ویل نہیں لگایا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ تحصیل میں مذکورہ سکیم کے تحت ٹیوب ویل لگوانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) : جی نہیں ۔ سال 73-1972ء اور 74-1973ء میں تحصیل گوجر خان کے ایک زمیندار سکنہ جاتلی کو کوائف کے مطابق سب سڈی الاٹ ہوئی لیکن پانی نہ ملنے کی وجہ سے وہ استفادہ نہ کر سکا ۔ اس کے علاوہ اس علاقے میں 400 فٹ تک ٹرائل بور بھی کیا گیا لیکن پانی نہ ملا 76-1974ء میں تین زمینداروں کو سب سڈی الاٹ کی گئی اور حکمہ چکری و کیلاں میں دو ٹیوب ویل اور سکنہ ڈاوری میں ایک ٹیوب ویل لگایا گیا 76-1975ء تحصیل گوجر خان میں ایک ٹیوب ویل الاٹ کیا گیا لیکن پانی نہ ملنے کی وجہ سے زمیندار استفادہ نہ کر سکا ۔ یہاں یہ کہنا درست ہوگا کہ سب سڈی اسکیم کے تحت ہر سال آزادانہ طریقے سے درخواستیں وصول کی جاتی ہیں ۔ ان کی جانچ پڑتال کے بعد ٹیوب ویل آلات لگائے اور کسی بھی علاقہ کو کسی دوسرے علاقہ پر فوقیت نہیں دی جاتی ۔

صوبہ میں کپاس کی کاشت

*8805 - چوہدری علی محمد خادم : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب میں اس سال کل کتنے لاکھ ایکڑ پر کپاس کاشت کی گئی نیز کتنے لاکھ ایکڑ سیلاب سے تباہ اور کتنے لاکھ ایکڑ تیلہ کے حملہ یا دوسری بیماریوں سے تباہ ہوئی ۔

(ب) جو کپاس بیماریوں سے تباہ ہوئی آیا اس کو بچانے کی محکمہ زراعت نے کوئی کوشش کی ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ محکمہ اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب رہا ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) اس سال پنجاب میں 37 لاکھ ایکڑ کے قریب کپاس کاشت کی گئی ۔ لیکن بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے 3 لاکھ ایکڑ کپاس مکمل طور پر تباہ ہوئی ایک لاکھ 25 ہزار ایکڑ رقبہ جزوی طور پر متاثر ہوا اور زیادہ بارشوں کی وجہ سے سرگودھا ، ملتان اور بہاول پور ڈویژنوں میں تیلے اور دوسری بیماریوں کا خاصا حملہ ہوا جس سے زیادہ تر کپاس کی فصل متاثر ہوئی ۔

(ب) بیماری اور کیڑے مکوڑوں کے حملے کو روکنے کے لیے محکمہ زراعت نے 24.5 لاکھ ایکڑ پر زمینی سروے کیا اور 15.4 لاکھ ایکڑ پر ہوائی جہازوں سے دوائی چھڑکی گئی اس کے علاوہ کپاس کے علاقوں میں تقریباً 86 لاکھ روپے کی زہریلی ادویات deferred payment پر مہیا کی گئیں ۔

(ج) محکمہ زراعت نے بیماری کو روکنے کے لیے مندرجہ بالا جو اقدامات کئے ان سے کپاس کی فصل کو کیڑوں کے حملوں سے کافی حد تک بچا لیا گیا ۔

چوہدری لیاقت ملک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ کیڑے مار ادویات کی قیمتوں میں جو اضافہ ہوا ہے اس میں کمی کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ؟ کیونکہ گزشتہ سال سے کیڑے

مار دوائیوں کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہوگیا اور اس کے استعمال میں بہت حد تک کمی واقع ہو چکی ہے جس کی وجہ سے فصلات تباہ ہو رہی ہیں اور خاص طور پر کپاس کی فصل متاثر ہوئی ہے۔ کیا حکومت subsidise کرنے کے لیے یا جو موجودہ قیمتیں ہیں ان کو کم کرنے کے لیے کوئی تجویز زیر غور رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! اس قسم کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ یہ بات میرے نوٹس میں یہ لائے ہیں مجھے اس بات کا صحیح اندازہ نہیں ہے کہ کرم کش ادویات کی قیمت میں کس حد تک اضافہ ہوا ہے۔ اس بارے میں میں پتا کرکے پھر ان کو عرض کر دوں گا۔

چوہدری علی محمد خادم : جناب والا ! کیا ان بیماریوں کا سد باب کرنے کے باوجود اتنی کپاس صوبہ پنجاب میں پیدا ہوگی جو کارخانوں اور ملوں کے لیے کافی ہو ؟

مسٹر چیئرمین : اس سال کے متعلق آپ پوچھ رہے ہیں۔

چوہدری علی محمد خادم : اس سال کے متعلق ہی میں پوچھ رہا ہوں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا! اس سلسلے میں اگر فاضل رکن میرے پاس تشریف لے آئیں تو میں ساری فگرز حاصل کرکے ان کی تسلی کروا دوں گا۔ اس وقت میں صحیح نہیں بتا سکتا۔

سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کی ملازمت پر بحالی

***8818 - رائے عمر حیات خان :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرما ئیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ ضلع لائلپور کے خلاف دو دفعہ رشوت ستانی کے کیس درج ہونے اور دوسری دفعہ مذکورہ سیکرٹری کو ملازمت سے بھی معطل کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کیس کے فیصلہ سے پہلے ہی مذکورہ سیکرٹری کو ملازمت پر بحال کر دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کن

قواعد کے تحت اور کس افسر نے کن وجوہات کی بناء پر مذکورہ سیکرٹری کو بحال کیا اور کیا حکومت ایسے افسر کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی : (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) جی ہاں ۔ (ب) جی ہاں ۔

(ج) سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے خلاف محکمہ انسداد رشوت ستانی نے کیس درج کیا تھا ۔ سیکرٹری مذکورہ کو مورخہ 8 ۔ مارچ 1976ء کو اسلئے ملازمت پر بحال کیا گیا کہ عرصہ چھ ماہ گذر جانے کے باوجود عدالت اس کیس کا فیصلہ نہ کر سکی ۔ بموجب ہدایت حکومت نمبری 74 ۔ 1 ایس اینڈ جی اے ڈی ایس ۔ او ۔ آر ۔ 1 مورخہ 18 ۔ اکتوبر 1972ء کسی سرکاری ملازم کو چھ ماہ سے زیادہ مدت کے لئے معطل نہیں رکھا جا سکتا ۔ سیکرٹری مذکورہ کا کیس ابھی تک عدالت میں زیر غور ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! حکومت کی ہدایات کا ذکر جواب کے جزو (ج) میں وزیر موصوف نے کیا ہے کہ کسی سرکاری ملازم کو چھ ماہ سے زائد مدت کے لیے معطل نہیں رکھا جا سکتا ۔ اس ضمن میں میں دو ایک مثالیں دینی چاہتا ہوں جس سے حکومت کی پسند اور نا پسند کی بنا پر معطلی یا بحالی کا مسئلہ ان کی صوابدید پر ہوتا ہے ۔ ایک تو پچھلے دنوں وزیر تعلیم نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لائلپور کی ایک ہیڈ معلمہ کے متعلق فرمایا تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین : یہ ضمنی سوال اصل سوال سے متعلقہ نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ حکومت کی تحریری ہدایات کے مطابق چھ ماہ سے زائد کسی سرکاری ملازم کو معطل نہیں رکھا جا سکتا ۔ دوسری طرف جب ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں تو اپنی ناپسند سرکاری اہلکار کے ضمن میں پیش کرتے ہیں ۔ ۔ ۔

سردار صفیر احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اس سوال پر بحث کرنے کی آپ نے اجازت دے دی ہے ۔ کیا اس پر سپلیمنٹری سوال کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ یہ متعلقہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میرا سپلیمنٹری سوال سن تو لیں۔

مسٹر چیئرمین : آپ کیا سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی سٹرانوالہ کے متعلق پوچھ رہے ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وزیر موصوف نے جزو (ج) کے متعلق جو جواب دیا ہے اسی سے متعلق سپلیمنٹری سوال کرتا ہوں ۔ اگر آپ اس کو خلاف ضابطہ قرار دے دیں گے تو ٹھیک ہے میرا سوال تو سن لیں ۔

مسٹر چیئرمین : آپ وزیر تعلیم سے متعلق سوال کر رہے ہیں ۔ آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اسی ہدایات کے مطابق وزیر تعلیم یا محکمہ تعلیم نے عمل نہیں کیا تو اس کا جواب وزیر زراعت نہیں دے سکتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : وہ سوال میں نے چھوڑ دیا ہے ۔ میں دوسرا سپلیمنٹری سوال کرنے لگا ہوں ۔

جناب سپیکر کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کیوں کہ ہم سب جانتے ہیں کہ کابینہ کی ذمہ داری مشترکہ ہے ۔ کیا کسی اصول اور حکومت کی ہدایات کا اطلاق دوسرے معطل شدہ سرکاری افسران اور اہلکاران پر بھی لاگو ہوتا ہے ۔

وزیر آبپاشی وقوت برقی : در اصل میرے فاضل بھائی نے پسند یا ناپسند کی بات کی ہے ۔

مسٹر چیئرمین : ان کا سوال اب اس سے مختلف ہے ۔ انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی ہدایات کے مطابق کسی شخص کو چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تک معطل نہیں رکھا جا سکتا ۔ کیا اس کا اطلاق دوسرے محکموں پر بھی یکساں طور پر ہوتا ہے ۔

وزیر آبپاشی وقوت برقی : اس کا اطلاق سارے محکموں پر ہوتا ہے لیکن چیز یہ ہے کہ ہر افسر کے خلاف جو چارجز ہوتے ہیں جن پر وہ معطل کیا جاتا ہے اس کی نوعیت کو دیکھ کر حکومت اس میں extension بھی کر سکتی ہے ۔ اس کے لیے پروسیجر یہ ہے کہ اگر

چھ ماہ معطل ہوئے گزر گئے ہیں اور اس آدمی کے خلاف انکوائری pending ہے حکومت سمجھتی ہے کہ اس کے خلاف چارجز اتنے serious nature کے نہیں ہیں اور کیس کا فیصلہ ہونے میں کچھ وقت لگے گا اس وجہ سے حکومت اس کو بحال کر دیتی ہے۔ اگر یہ ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ کیس serious nature کا ہے اور اس افسر کو بحال کرنا چھ مہینے کے اندر ہے بعد میں شاید یہ کیس dismissal کا بنے اور چارجز بھی سنگین نوعیت کے ہیں اس کے لیے حکومت چھ مہینے کی extension کر سکتی ہے۔ تین مہینے کی extension کر سکتی ہے۔ جتنے عرصے کے لیے چاہے حکومت extension کر سکتی ہے اور اس کو مزید عرصہ کے لیے معطل رکھا جا سکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ مذکورہ مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے خلاف جو انسداد رشوت ستانی کے محکمہ نے کیس درج کئے تھے ان کی اس وقت نوعیت کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ ضمنی سوال اس سوال سے کیسے پیدا ہوتا ہے۔ آپ کا سوال ایک خاص آدمی کے متعلق ہے اور آپ اس کو اتنا wide کر رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! سوال یہ ہے ایک آدمی جو سرکاری اہلکار ہے اس کے خلاف رشوت ستانی کے محکمہ نے کیسز درج کئے ہیں۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان مقدمات کی نوعیت کیا ہے۔ اس وقت ان کی پوزیشن کیا ہے۔

Sir! I think that it is quite a relevant supplementary question and it may very kindly be allowed.

مسٹر سپیکر : اس طرح یہ جنرل سوال ہو جاتا ہے۔ یا تو آپ سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی کے متعلق پوچھیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی کے متعلق ہی کہہ رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر : آپ دوبارہ اپنا سوال دہرائیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے خلاف جس کا اس سوال میں ذکر ہے کے خلاف جو محکمہ انسداد رشوت ستانی نے دو مقدمات رشوت ستانی کے الزام میں درج کئے ہیں ان کی اس وقت کیا پوزیشن ہے ۔ وہ تو بحال ہو گیا ہے مگر ان مقدمات کا کیا بنا ہے ۔ یہ ایک کرپٹ آدمی ہے بار بار اس کے خلاف مقدمات بنائے جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ جواب کے آخری فقرہ کو پڑھ لیتے تو آپ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی ۔

We can't interfere in the working of the Courts

سیکرٹری مذکورہ کا کیس ابھی تک عدالت میں زیر غور ہے ۔ اور اس سلسلے میں وزیر موصوف کیا کر سکتے ہیں ۔ میں تو نہیں کہتا مگر حکومت کا نقطۂ نظر یہ ہوتا ہے کہ ہم کوئی ایسی بات کریں ۔ expeditiously کرنے کی کوشش کریں پھر اعتراض ہو جاتا ہے کہ آپ عدالتوں کے معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں اگلا سوال چوہدری منظور احمد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ 1962ء میں گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جن آدمیوں کے خلاف رشوت ستانی کے سلسلے میں کیسز ہوں ان کو معطل نہ کیا جائے ۔ ان سے کام بدستور لیا جائے ۔ ان کو بحال رکھا جائے ۔ ملک قادر بخش صاحب اس وقت وزیر قانون تھے ۔ صورت حال آخر میں یہ بن جاتی ہے کہ 90 فیصد مقدمات عدالتوں سے بری ہو جاتے ہیں ۔ پانچ پانچ سال مقدمات چلتے ہیں ۔ پانچ سال کی تنخواہ ان کو دینی پڑتی ہے اور پانچ سال کی تنخواہ اس کی جگہ جو دوسرا آدمی رکھا جاتا ہے اس کو دینی پڑتی ہے ۔ اس لیے وزیر صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے ۔ جن مقدمات کی نوعیت ایسی سنگین نہ ہو اس میں اس کو معطل کرنا غیر ضروری ہے اور پارٹی بازی کے سلسلے میں ایڈمنسٹریشن کے سلسلے میں جو چیزیں آپ کے سامنے آ رہی ہیں وہ ہمارے سامنے بھی آ رہی ہیں ۔ ایسے ایسے جھوٹے کیسز سرکاری ملازمین کے خلاف بن رہے ہیں ۔ تو ان کو معطل رکھ کر ان کی بجائے دوسرے آدمی کی تعیناتی سرکاری خزانے پر بوجھ ہے ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے جب وہ بری ہوتا ہے تو وہ اپنے پانچ سال معطلی کی تنخواہ واپس لیتا ہے ادہر

پانچ سال کی تنخواہ اس آدمی کو ادا کر دی جاتی ہے جو اس کی جگہ بھرتی کیا جاتا ہے ۔ 1962ء میں باقاعدہ رولز آف بزنس میں یہ بات طے کی گئی تھی ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! رشوت ستانی اور بددیانی سنگین کیس ہے یا نہیں ۔ :

مسٹر سپیکر : ہر کیس اپنی نوعیت کا ہوتا ہے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : اگر جرم ثابت ہو جائے تو سنگین کیس ہوتا ہے اگر جرم ثابت نہ ہو تو اس آدمی کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : ان کا مطلب یہ ہے کہ مقدمہ نہیں الزام سنگین ہے رائے صاحب کیا آپ کا یہی مطلب ہے کہ الزام سنگین ہے ؟

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! رشوت ستانی کے دو کیس درج ہوئے ۔ ایک کا فیصلہ زیر غور ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ لیکن کس پاور سے اس شخص کو بحال کیا گیا جب کہ وہ رشوت ستانی میں آتا ہے اور ہمارے پاس اور آدمی بھی موجود ہیں؟ اس شخص کو جب معطل کیا گیا تھا تو بحالی کس بنا پر ہوئی جب کہ رشوت ستانی کے کیس کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ؟

مسٹر سپیکر : ایک طرف تو فاضل ممبران یہ پوچھ رہے ہیں کہ چھ مہینے سے زیادہ آپ اس کو کیسے معطل رکھ سکتے ہیں اور دوسری طرف آپ پوچھ رہے ہیں کہ کس طرح بحالی کر سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں آپ دونوں اراکین اکٹھے بیٹھ جائیں اور آپس میں ہم مشورہ ہو جائیں تو شائد جواب مل جائے ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! میرے سوال سے وزیر صاحب یہ بات گول نہیں کر سکتے ۔ ہم یہ پوچھ رہے ہیں کہ جب ایک شخص کے خلاف رشوت ستانی کے تحت دو دفعہ کیس درج ہوا ۔ ایک دفعہ اسے معطل بھی کیا گیا اور ایک مسئلہ زیر غور ہی سہی اور وزیر موصوف بیان بھی دے چکے ہیں کہ جہاں مسئلہ سنگین ہو وہاں ہم اس کو معطل ہی رکھتے ہیں ۔ تو جب ابھی تک رشوت ستانی کے کیس کا فیصلہ نہیں ہوا تو اس کی بحالی کیسے ہو گئی ؟ جناب والا ! میں نے یہی پوچھا ہے کہ جب یہ مسئلہ سنگین ہے تو اسے بحال کیسے کیا گیا ؟

مسٹر سپیکر : ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں یا مقدمے کی سنگینی کی نوعیت کیا ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! حکومت اس بات کا اعتراف کرے یا نہ کرے لیکن معطلی یا بحالی کا مسئلہ مکمل طور پر ان کی پسند اور نا پسند پر ہے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! میں قبلہ شاہ صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ وہ میرے پسند والوں میں آتے ہیں یا نہ پسند والوں میں آتے ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : یہ تو آپ ہی بتا سکتے ہیں ۔ میں آپ کے دل کے متعلق کیا رائے زنی کر سکتا ہوں ۔

سردار صغیر احمد : شاہ صاحب آپ کے دل کو نہیں پتہ کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ۔ آپ کے دل کو بھی پتہ ہونا چاہیے ۔

سید طاہر احمد شاہ : میرے خیال میں آپ کے دل سے تھوڑی سی راہ ضرور ہوگی ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! یہ شاہ صاحب اور ان کے درمیان بحث شروع ہو گئی ہے لیکن میرے سوال کا جواب نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر : دریشک صاحب آپ کو جواب واقعات کا دینا چاہیے ۔ رائے صاحب پوچھ رہے ہیں کہ جو الزامات ان پر لگائے گئے ہیں آپ ان کو سنگین سمجھ رہے یا نہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! کن پر ؟

مسٹر سپیکر : یہ جو سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی کے متعلق ہیں ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! ابھی مقدمہ عدالت میں ہے ۔ میں اس کے بارے میں کیسے رائے دے سکتا ہوں کہ یہ الزامات سنگین ہیں یا سنگین نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اس لیے پوچھا تھا کہ الزامات کے متعلق آپ پوچھیں تو وہ جواب دے سکیں گے لیکن کیس کے متعلق وہ جواب نہیں دے سکتے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! وزیر موصوف نے میرے متعلق

ریمارکس دیے تھے تو میں نے ان سے سوال کیا تھا کہ وہ خود فرما دیں کہ وہ میرے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں اور ان کے دل میں میرے متعلق کیسے جذبات ہیں ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : حضور والا! اگر اچھا جذبہ نہ ہوتا تو میں نہ پوچھتا ۔ لیکن انہوں نے مجھے مایوس کیا ہے ۔ حالانکہ مجھے امید تھی کہ وہ فراخ دلی کا ثبوت دیں گے ۔ جناب والا! باوجود اس کے کہ وہ اپوزیشن میں ہیں میں ان کا اسی طرح احترام کرتا ہوں اور کوئی پسند اور ناپسند کی بات نہیں ہے بلکہ انصاف کا تقاضا ہوتا ہے کہ ہم اپنی ضمیر کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں ۔ اسی لیے میں نے ان سے سوال کیا تھا لیکن انہوں نے فراخدلی کا ثبوت نہیں دیا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں وزیر موصوف کے جذبات کی از حد قدر کرتا ہوں اور ان کا شکر گزار ہوں ۔ میں نے کسی کی ذات کے متعلق نہیں بلکہ سرکاری افسران کی مطلق اور خالی کے سلسلے میں حکومت کی پسند اور ناپسند کی بات کی تھی جناب کی انفرادی حیثیت کے متعلق بات نہیں کی تھی ۔ جناب والا! میں پھر یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ میں نے یہ بات حکومت کے نکتہ نظر سے اجتماعی طور پر کی تھی ۔ بہر کیف میں وزیر موصوف کا شکر گزار ہوں اور ان کے جذبات کی دل سے قدر کرتا ہوں ۔

چکری و کیلاں میں بجلی کی فراہمی

***8823 ۔ چودری منظور احمد :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موضع چکری و کیلاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی سے ایک میل دور موضع گلیانہ میں بجلی فراہم ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ موضع چکری و کیلاں کے عوام گذشتہ ایک سال سے بجلی کی فراہمی کے سلسلے میں متعدد درخواستیں گذار چکے ہیں مگر ابھی تک وہاں بجلی کا کنکشن نہیں دیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موضع چکری و کیلاں میں بجلی فراہم کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) چونکہ موضع چکری وکیلاں تحصیل گوجر خان کو متعلقہ ضلعی سلیکشن کمیٹی نے موجودہ سال میں بجلی فراہم کرنے کے لیے منتخب نہیں کیا اس لیے موضع مذکور کو بجلی مہیا نہیں کی جا سکتی ۔

(ج) اس کا جواب جزو (ب) میں دیا جا چکا ہے ۔

بوسیدہ بجلی کی تاروں کی تبدیلی

*8850 . **چوہدری لال خان :** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موضع غازی آباد مغل پورہ لاہور کی گلی نمبر 37 میں بجلی کی تاریں 20 سال پہلے لگائی گئی تھیں جو اب بوسیدہ ہو چکی ہیں اور خصوصاً مکان نمبر 10 اور 13 کے ساتھ ساتھ تاریں کافی جگہوں سے ننگی بھی ہیں جس کی وجہ سے کسی وقت بھی کوئی حادثہ وقوع پذیر ہونے کا خطرہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ گلی مذکورہ کی بوسیدہ تاروں کا متعلقہ عملہ کے ارکان کئی بار معائنہ کر چکے ہیں لیکن تاحال بوسیدہ تاروں کو تبدیل نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو گلی نمبر 37 غازی آباد مغل پورہ لاہور کی بوسیدہ تاروں کو کب تک تبدیل کر دیا جائے گا ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) غازی آباد کے علاوہ پورے علاقے کمہار پورہ میں بجلی کے نظام ترسیل کا سروے کیا جا چکا ہے اور اس سلسلے میں کل گیارہ ورک آرڈر نمبر 5 ، 6 ، 7 ، 8 ، 9 ، 10 ، 11 ،

12 ، 13 ، 17 اور 18 جاری کئے گئے ہیں ۔ کام تجدیدی (Renovation Plan) کے تحت کنسٹرکشن ڈویژن واپڈا کے سپرد کر دیا گیا ہے ۔

(ج) گلی نمبر 37 میں تجدیدی کام ورک آرڈر نمبر 12 کے تحت کیا جاتا ہے ۔ کنسٹرکشن ڈویژن کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ اس پر جلد از جلد عمل درآمد شروع کر دیا جائے ۔ علاوہ ازیں فوری اقدام کے طور پر اپریشن ڈویژن کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ خطرناک تاروں کی ممکن حد تک مرمت کی جائے ۔

جناب والا ! اس سلسلے میں ۔ میں یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم پاکستان نے ساڑھے تین کروڑ روپیہ Special Renovation کے لیے پنجاب کے لیے دیا ہے اور اس وجہ سے ہم توقع کرتے ہیں کہ بہت جلد اس شکایت کا کافی حد تک ازالہ ہو سکے گا ۔

Mr. Speaker : Question Hour is over. Now we go to the adjournment motions.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ایک تحریک استحقاق بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کس سے متعلق ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ ایک تحریک استحقاق ہے جو کہ صادقین کی تصاویر کے سلسلے میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : پہلے فاضل اراکین کی چھٹی کی درخواستیں ہو جائیں اس کے بعد دیکھتے ہیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

ملک محمد سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک سرفراز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی بوساطت غلام محمد موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ ملک سرفراز احمد صاحب
ایم ۔ پی ۔ اے کا ٹیلیفون آیا ہے کہ وہ بیمار ہیں ۔
اور اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں ۔

لہذا انہیں آج مورخہ 23.11.76 کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اسلم خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد اسلم خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 17.11.67 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ ایک دن کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک فتح خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک فتح خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I humbly state that I was unable to attend the Assembly Session on 17th November, and 19th November, 1976 as I was indisposed. Therefore, your are requested to kindly grant me leave for the above said dates.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I could not attend the Assembly Session on 22nd November, 1976. I request that leave may kindly be granted for this day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد صادق

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد صادق صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> گذارش ہے کہ میں 18-11-76 کو بوجہ بیماری اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار غلام عباس کاہلی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس کاہلی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> بندہ حالیہ اجلاس میں مورخہ 5 تا 12 نومبر اور 16 تا 19 نومبر بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ نوازش رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ سکندر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ سکندر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I am required to attend a meeting at Jhelum tomorrow 25th November, 1976. One day leave may please be sanctioned.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حج بیت اللہ شریف کے لیے جا رہا ہوں اس لیے میں 26 نومبر 1976ء تا 20 دسمبر 1976ء اسمبلی سیشن یا کسی سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکوں گا ۔ ان ایام کے لیے میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید احمد نواز شاہ گردیزی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید احمد نواز شاہ گردیزی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> گذارش ہے کہ بوجہ رحلت برادرم سید محمد نواز شاہ صاحب گردیزی مرحوم مغفور بندہ کا بعض امور کی انجام دہی کے لیے بہاولپور میں رہنا

ضروری ہے ۔ براہ کرم یکم نومبر 1976ء تا اختتام موجودہ سیشن رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! پہلے تحریک التوا ہوں گی اور میری تحریک استحقاق پر کچھ بحث ہو گی ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: جناب والا ! میں ایک گزارش کروں گا کہ جب تک تحریک التوا پر بحث جاری رہے وہ صادقین صاحب کی فحاشی اور عریانی کی تصاویر مستورات کے علاوہ تمام ممبران کو دکھا دیں تاکہ اس سلسلہ میں وہ اپنی رائے قائم کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ نہیں ہو سکتا ۔ یا تو آپ کہیں کہ سب کو دکھا دی جائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اچھی بات ہے ۔ سب کو دکھا دی جائیں ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! ہم نہیں دیکھیں گی ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی مرضی ہے آپ دیکھیں یا نہ دیکھیں اگر دوسرے ممبرصاحبان بھی نہ دیکھنا چاہیں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے ۔ لیکن اب تو سنا ہے کہ صادقین صاحب پھر ٹھیک ہو گئے ہیں کیوں کہ پچھلے دنوں کوئی دس پندرہ روز کی بات ہے جب عزت مآب جناب شاہ خالد صاحب یہاں تشریف لائے تو ان کی تصاویر کی نمائش ہوئی تھی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں نے رائے دینے میں کبھی انصاف سے گریز نہیں کیا ۔ میں نے اس دن بھی عرض کی تھی کہ آیات

قرآنی کی جو خطاطی انہوں نے ہے یا دوسری کی ہے یا تصنیف کی ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں لیکن جو چیز ان کی ناواجب ہے اس کے متعلق میں ضرور کہوں گا۔ جناب والا! اس اسمبلی کے دس قدم کے فاصلے پر ان کی تصویر کی نمائش ہوتی رہی۔ طلباء نے احتجاج کیا اور ان پر لاٹھی چارج ہوا۔ اب اس کے متعلق بھی کہتے ہیں کہ فحاشی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں میں اپنی تقریر میں عرض کروں گا جب یہ زیر بحث آئے گی۔ جناب والا۔ مجھے ان سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ کسی قسم کی دوستی اور دشمنی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ فقیر صادقین وہ درویش صادقین اور جو کچھ بھی ہیں وہ جناب ایس۔ ایم مسعود صاحب کے دوست ہیں۔ ان کے ملنے والے ہیں۔ مجھے تو ان سے شرف ملاقات کرنا بھی حاصل نہیں ہوا۔ میں نے ان کی خطاطی کے وہ نمونے بھی دیکھے ہیں جو آیات قرآنی پر مبنی ہیں اور یہ بھی تماشا دیکھا ہے۔ اس لیے میں اسے بطور تحریک استحقاق اس معزز ایوان میں لے آیا ہوں۔

مسٹر سپیکر: جن ممبر صاحبان نے تصاویر دیکھنی ہوں وہ سیکرٹری اسمبلی کے پاس آکر دیکھ لیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: جناب والا! میں اس پر زور دوں گا کہ اس کو سرکولیٹ کیا جائے تاکہ ممبران اسمبلی اپنی رائے قائم کر سکیں کہ آیا یہ فحاشی ہے یا نہیں اور رپورٹ میں وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ
The matter is regarding difference of opinion
میں یہ دیکھوں گا کہ ایوان کے ممبران اس میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

مسٹر سپیکر: میں نے کسی فاضل رکن کو دیکھنے سے منع نہیں کیا ہے مگر اس کی اتنی نقول کہاں سے لائیں کہ سب کو ایک ایک دے دی جائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: اسے معجزے دے دیں میں یہ خدمت انجام دوں گا۔

مسٹر سپیکر: یا تو آپ اس کا نوٹس دیتے تو میں اس کو سرکولیٹ کرا دیتا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ایک بات پوچھنا چاہوں گا کہ

اس کی سرکولیشن صادقین کے حق میں ہو گی یا خلاف، ایک طرف اس کی پبلسٹی کرانا چاہتے ہیں - اور دوسری طرف نعاشی کو پھیلانے کی بات کر رہے ہیں -

سید قابض الوری : یہ اس لیے کہ ممبران اس کو دیکھ کر اپنی رائے قائم کر سکیں -

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ اس طرح تو آپ پبلسٹی کر رہے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! بات یہ ہے کہ ہم نے جس آئین کا حلف اٹھایا ہے اگر اس کے خلاف کوئی چیز آتی ہے تو اس پوائنٹ کو اسمبلی میں agitate ہونا چاہئے - گورنمنٹ اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے اس لیے میں نے اس کو تحریک استحقاق کے ذریعے پیش کیا ہے - انہوں نے جواب دیا تھا کہ یہاں کوئی نعاشی نہیں ہے اس لیے میں نے یہ تصاویر پیش کی ہیں - اور آج میں اصرار کرتا ہوں کہ ان کو تمام ممبران کو دکھائیں - کیوں کہ فاضل اراکین مجلس برائے استحقاقات نے لکھا ہے کہ اس سے کوئی پروپیگنڈا مجروح نہیں ہوتا ہے - میں چاہتا ہوں کہ ممبران مجلس کا سقراطی فیصلہ بھی ایوان کے سامنے آ جائے - اور میرا dissenting note جو انہوں نے سرکولیٹ نہیں کیا ہے اور آج ابھی مجھے دیا ہے وہ بھی سامنے آ جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار 96 نہیں ہوئی ہے اس کو لے لیتے ہیں -

سید ظہور احمد شاہ : میں نے 79 کے لیے کہا تھا -

مسٹر سپیکر : نذر حسین منصور صاحب کی اس سیشن میں کوئی تحریک التوائے کار نہیں ہوئی پہلے اس کو لے لیں -

ریجنل منیجر اور ڈسٹرکٹ منیجر زرعی سیلائی کارپوریشن ساہیوال کی طرف سے کھاد کا غبن

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ ضلع ساہیوال کے کاشتکاران - تاجران - اہلکاران درجہ

دوم و سوم زرعی سپلائی کارپوریشن میرے علم میں تحریراً اور زبانی یہ بات لائے ہیں کہ ضلع ساہیوال میں کھاد کے مختلف ڈپوؤں سے ریجنل منیجر اور ڈسٹرکٹ منیجر زرعی سپلائی کارپوریشن لاکھوں روپے کی مالیت کی کھاد ایک قلیل مدت میں ہضم کر چکے ہیں اور ہزارہا بوری کھاد غبن کی جارہی ہے نیز ہر دو افسران مذکوران محکمہ زرعی سپلائی کارپوریشن ضلع ساہیوال اپنے ماتحت عملہ سے ہزارہا روپیہ رشوت وصول کر رہے ہیں - ہر دو افسران مذکوران کی رشوت خوری اور لاکھوں روپے کی کھاد کے غبن کے خلاف ضلعی انتظامیہ غریب اہلکاران اور عوام کی شکایات پر کوئی قانونی اور تعزیری کارروائی عمل میں نہ لا رہی ہے جس سے محکمہ زرعی سپلائی کارپوریشن کے دیانت دار اور فرض شناس اہلکاران اور عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے -

اس سے پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ فزیکل چیکنگ ہو رہی ہے -

وزیر قانون : فزیکل چیکنگ کرا رہے ہیں اس میں جو لوگ ملوث پائے جائیں گے ان کے خلاف کریمینل برانچ میں کیس رجسٹر کرانے کے آرڈر کر دئے ہیں - اور میں نے آج ہی انتظامیہ سے اس سلسلے میں بات کی ہے اور نذر حسین منصور صاحب مجھے بھی ملے تھے ہم نے اس کو کرائمز برانچ کے سپرد کر دیا ہے تاکہ اس کی تحقیقات ہو سکے - اور جو ملزم ہیں ان کو قرار واقعی سزا ملے -

مسٹر نذر حسین منصور - وزیر صاحب کی اس یقین دہانی پر میں اپنی تحریک التوا کو پریس نہیں کرتا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میری تحریک التواء نمبر 74 ہے اس کو کل پر رکھ لیں تاکہ وزیر صاحب اس کا جواب دے سکیں - اسی طرح 113 کی بھی یہی کیفیت ہوگی - کل آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی اور وزیر صاحب اس کا جواب دے دیں گے ؟

مسٹر سپیکر : اگر وزیر قانون جواب دیتے ہیں تو اس پر بھی آپ گلہ کرتے ہیں -

وزیر قانون : یہ چاہتے ہیں کہ ملک غلام نبی صاحب بھی جواب دیں اس لیے یہ بڑی مشکل ہے کیوں کہ میرے جواب سے یہ مطمئن نہیں ہوتے - کبھی کہتے ہیں کہ متعلقہ وزیر جواب دے - آج وہ کہتے ہیں کہ میں جواب دوں -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس کو آپ پڑھ دیں -

ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس کو قومی تحویل میں لینے سے متعلق وزیر تعلیم پنجاب کے ایک اخباری بیان پر شدید ردعمل

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ چند ماہ ہوئے وزیر تعلیم پنجاب کی طرف سے ایک اخباری بیان جاری ہوا کہ حکومت پنجاب عنقریب ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس کو اپنی تحویل میں لے لے گی - اس بیان کا شدید رد عمل ہوا کہ پرائیویٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس کی انتظامیہ نے ان اداروں کو بند کرنا - سٹاف میں کمی کرنی - سامان اٹھانا شروع کر دیا اور عمارات خالی کرانے میں لگ گئے - اس بیان کی وجہ سے حکومت کی پالیسی پر اداروں کو قومی تحویل میں لیا جاتا تھا - قبل از وقت اس کے اظہار سے ایسے اداروں کے اساتذہ انسٹرکٹروں کو فارغ کر دیا گیا ہے جس سے سینکڑوں لوگ بیروزگاری کا شکار ہو گئے ہیں - کل مورخہ 5 نومبر 1976 کو مجھے خطوط اور اپیل ہائے موصول ہوئیں جس سے ہیجان اور اضطراب کا علم ہوا پورے پنجاب میں صورت حالات انتہائی پریشان کن ہے -

یہ تحریک التوا تو بڑی مبہم ہے اس میں آپ نے کسی ایک ٹیکنیکل ادارے کے متعلق نہیں بتایا کہ وہاں اساتذہ کو فارغ کر دیا گیا ہے اور اس کا سامان اٹھایا گیا ہے اور اس کی بلڈنگ خالی کرائی گئی ہے - یہ تو بڑے عام قسم کے الزامات ہیں -

وزیر قانون : اس میں کسی انسٹرکٹر کا نام نہیں ہے - اگر پالیسی کے سلسلے میں وزیر تعلیم نے کوئی بیان جاری کیا ہے تو کوئی بری بات نہیں ، اگر حکومت کو ایسے اداروں کو قومی تحویل میں لینے سے فائدہ ہو تو اس سے پہلے اس پالیسی کا اعلان کیا جاتا ہے -

مسٹر سپیکر : آپ کو وزیر تعلیم کے بیان پر تشویش ہے یا ان اداروں سے سامان اٹھائے جانے پر تشویش ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرے پاس بے شمار خطوط آئے ہیں -

مسٹر سپیکر : میں نے یہ آپ کی بات تو پڑھ دی ہے اور نہ صرف آپ نے بلکہ تمام ایوان نے سنی ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر قانون کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے بے شمار تاریں آئی ہیں کہ بے شمار ادارے بند کر دیئے گئے ہیں اور یہ پورے پنجاب کے اندر وزیر تعلیم کے بیان کے بعد ہوا ہے۔ جناب والا ! اس بیان کی وجہ سے پورے پنجاب میں جو پرائیویٹ ٹیکنیکل ادارے چل رہے تھے ان کے مالکوں نے وہ بند کرنے شروع کر دیے ہیں جن کی وجہ سے بے شمار اساتذہ جو فارغ کر دیئے گئے ہیں ان کی تاریں اور خطوط میرے پاس موجود ہیں جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ انہیں فارغ کر دیا گیا ہے اور طلباء کو فارغ کر دیا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں دو باتیں سمجھنی چاہتا ہوں اگر وہ ادارے کسی کو ملازمت سے فارغ کر دیں تو ان کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اگر اس کے بعد کسی ادارے کو حکومت قومی تحویل میں لے لے تو وہ ان کو تنخواہیں ادا کرنا شروع کر دے گی۔ وہ ان کو پہلے کیوں فارغ کر رہے ہیں؟

چوہدری امان اللہ لک : وجہ یہ ہے کہ پرائیویٹ ٹیکنیکل اداروں میں سامان ہے، ان کی عمارتیں ہیں۔

مسٹر سپیکر : مگر سامان کی بات تو بعد میں سمجھ آ سکتی ہے، میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ اساتذہ کو کیوں فارغ کر رہے ہیں؟ اگر تو حکومت انہیں قومی تحویل میں لے لے اور انہیں نقصان ہو، تب تو بات سمجھ میں آتی ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہاں سے لاکھوں روپے کی مالیت کا سامان نکال رہے ہیں اس لیے کہ کل کو حکومت نے اس پر قبضہ کر لینا ہے، اس لیے وہ اپنی عمارتیں خالی کر رہے ہیں اور یہ وزیر تعلیم کے بیان کے نتیجے میں ہو رہا ہے۔ وہاں پر ویلڈنگ کا سامان ہے، گیس پلانٹ ہیں۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ متعلقہ وزیر صاحب اس کی وضاحت کریں۔

مسٹر سپیکر : محترک کا کہنا یہ ہے وزیر تعلیم نے جو بیان دیا ہے ان کو اس پر تشویش نہیں۔ انہیں اس بات پر تشویش ہے کہ ان کو

جو اطلاعات آئی ہیں ۔ ان کے مطابق حکومت کا جو منشا ہے اس کو لوگ frustrate کرنے کی کوشش کریں گے اور کسی نہ کسی طریقے سے ان اداروں کو بند کر رہے ہیں ۔ فاضل محرک سمجھتے ہیں کہ یہ قومی نقصان ہوگا کہ جب حکومت ان اداروں کو قومی تحویل میں لے گی تو ان میں سامان نہیں ہوگا ، اساتذہ نہیں ملیں گے اور عمارت نہ ہوگی ۔

Then the Government will be confronted with a situation that will cause many difficulties and problems.

تو وہ چاہتے ہیں کہ آپ ذرا طاقت کا مظاہرہ کریں اور اس قسم کا حکم دیں قانون کے ذریعے یا اختیارات کے تحت جو آپ کو حاصل ہیں جیسے آپ نے پہلے یہ حکم کر دیا تھا کہ اگر کسی تعلیمی ادارے سے کسی استاد کو فلاں تاریخ سے نکال دیا یا اپنے کسی رکن کا تبادلہ کر دیا یا کوئی کمرہ کسی کو دے دیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ یہ سکول کا حصہ ہے ۔ تو وہ اس قسم کی دعوت آپ کو دے رہے ہیں ۔

وزیر قانون : میرے خیال کے مطابق ایسی کوئی پالیسی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر تعلیم کو آجانے دیجیے ۔ وزیر قانون کا جو خیال تھا کہ فاضل محرک کو وزیر تعلیم کے بیان پر تشویش ہے ، یہ بات نہیں آج 25 تاریخ ہے ، تو یہ تحریک آج پیش ہو گئی ہے ۔ اب تابش الوری صاحب کی تحاریک التوائے کار نمبر 42 اور 53 ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

(اس دوران علامہ رحمت اللہ ارشد صادقین مصور کی چند تصاویر ایوان میں مختلف فاضل ممبران کو دکھاتے رہے) ۔

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! یہ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ کیا فحش تصاویر ایوان میں دکھائی جا سکتی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں جتنے فاضل ممبران ایوان میں تشریف رکھتے ہیں علامہ صاحب جتنا تجربہ کسی کو نہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا! آپ نے میری تحاریک کا کیا کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : میرے سامنے ابھی ایک بہت اہم مسئلہ پیش ہوا ہے جس کی طرف میری فوری توجہ کی ضرورت تھی ۔ وہ یہ کہ کسی صاحب

نے ایک دعوت نامہ جاری اور تقسیم کیا ہے کہ آج وہ اسمبلی کے کیفیٹیریا میں پریس کانفرنس کر رہے ہیں ۔ میں نے نام چیک کیئے ہیں ، نہ ہی وہ صاحب اسمبلی کے ممبر ہیں اور نہ ہی پریس گیلری کے ممبر ہیں ۔ میں نے ڈپٹی سیکرٹری صاحب کو حکم دیا ہے کہ وہ پتا کریں کہ یہ کیسے ہوا ہے اور وہ صاحب کون ہیں ۔ ممکن ہے مجھ سے نام ٹھیک نہ پڑھا گیا ہو یا کوئی اور ایسی بات ہو ۔

متروکہ اراضی کی الاٹمنٹ پر پابندی عائد ہونے کے بعد پچھلی تاریخوں سے ان اراضیات کی الاٹمنٹ کا ناجائز کاروبار

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے متروکہ اراضیات کی الاٹمنٹ قانوناً بند کر دی ہے ۔ لیکن صوبہ بھر میں پچھلی تاریخوں میں متروکہ اراضی کی الاٹمنٹ کا ناجائز کاروبار وسیع پیمانے پر جاری ہے جب کہ ہزاروں مستحق مہاجرین اپنے بقایا زرعی یونٹوں کے مجاز جائز الاٹمنٹ سے محروم ہیں ۔ صوبائی حکومت اس وسیع ناجائز الاٹمنٹ کے کاروبار کو خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھ رہی ہے ۔ کیونکہ اس کے موقف کے مطابق کاروبار کو روکنے اور ملزموں کے خلاف موثر کارروائی کرنے کے لیے کوئی قانون اس وقت موجودہ نہیں ہے ۔ حکومت کی طرف سے قانون کے عدم نفاذ اور انتظامیہ کی بے عملی کے باعث متروکہ اراضی کی (anti-date) الاٹمنٹ کے وسیع سلسلے نے بحرانی کیفیت پیدا کر دی ہے ۔ جس سے عوام میں ہیجان پیدا ہوگیا ہے ۔

اس پر تو ریونیو منسٹر صاحب نے پہلے بھی بیان دیا تھا ۔ علامہ صاحب نے ایسی کوئی تحریک کی تھی ۔

سید تابش الوری : جناب! وہ ایک خاص واقعے کے سلسلے میں تھی ۔ جس پر انہوں نے کہا تھا کہ وہ انکوائری کرا رہے ہیں ۔ لیکن اس وقت پورے صوبے میں جو جعل سازی کی کارروائی جاری ہے اور جس میں کروڑوں روپے کی متروکہ جائیداد involved ہے ، یہ تحریک اس کے سلسلے میں ہے ۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ اس سلسلے میں وہ چار پانچ روز میں بیان دے سکیں گے ۔ لیکن آج اس کو پندرہ روز ہو گئے ہیں ۔ میں نے اس لیے پہلے اس پر اصرار نہیں کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کریں گے یا ریونیو منسٹر صاحب ؟

وزیر قانون : ویسے تو جناب سپیکر! جس انداز میں یہ تحریک دی گئی ہے اس سے متعلق کچھ کہنا بڑا مشکل ہے ۔ مثلاً میں اگر یہ بیان دوں کہ کوئی ناجائز کاروبار نہیں ہو رہا اور کل یہ دو چار کیس لے کر آ جائیں ۔

مسٹر سپیکر : ممبر موصوف کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے اس سلسلے میں ریونیو منسٹر صاحب سے علیحدہ بات کی ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ

He would like to take the House in confidence.

وزیر قانون : ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : Then we shall wait.

سید تابش الوری : تو اسے کل کے لیے رکھ دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ انھیں کہہ سکیں گے کہ وہ کل تشریف لا سکیں ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

چوھدری طالب حسین : نمبر 110 میری تحریک التوا ہے ۔

سید تابش الوری : نمبر 53 بھی ریونیو منسٹر صاحب سے متعلق ہے اور نہایت اہم ہے ۔

مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے لیے رقوم مہیا نہ ہونے کے باعث ملازمین کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

مسٹر سپیکر : چوھدری طالب حسین یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ کہ مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے ملازمین کی جانب سے موصول شدہ ایک مراسلے کے مطابق مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کو امسال بجٹ تاحال نہیں دیا گیا ۔ جبکہ دیگر محکمہ جات اپنے اپنے حصے کی رقم حاصل کر چکے ہیں اس طرح نہ صرف مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تمام منصوبہ جات دھرے رہ گئے ہیں جبکہ محکمہ کے ملازمین کو تنخواہ تک نہیں دی جا رہی اور اس طرح محکمہ مذکور کے ملازمین بےروزگاری کا شکار ہو

رہے ہیں ۔ اس صورت حال کی وجہ سے عوام میں اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ : آر ڈی پی کے لیے ایک کروڑ روپے کی رقم منظور کی گئی ہے اور پیپلز ورکس پروگرام کو آر ڈی پی میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ اب چودہ کروڑ پیپلز ورکس کے اور ایک کروڑ اس کے مختص ہیں ۔ ان کے پاس بالکل رقم موجود ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ بجٹ میں ان کے لیے رقم نہیں رکھی گئی ۔

مسٹر سپیکر : اگر کوئی particular incident ہو تو وہ وزیر خزانہ کے نوٹس میں لے آئیں ۔

وزیر خزانہ : تو وہ میرے نوٹس میں لایا جائے ۔ میں اس کے لیے کوئی مذباب کروں گا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ملازمین کی جانب سے مجھے ایک مراسلہ موصول ہوا تھا ، اس لیے میں نے یہ تحریک التوا پیش کی تھی ۔ میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس کے متعلق آج تفصیلات فرما لیں ۔ اس میں لکھا گیا تھا کہ انہیں کئی ماہ سے تنخواہ نہیں ملی ہے اور اگر یہ بات واقعی درست ہے تو انہیں فوری طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے ۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ بجٹ میں ان کے لیے رقم منظور تھی اور مختص کر دی گئی ہے تو کوئی وجہ اس میں نظر نہیں آتی کہ کیوں انہیں آج تک تنخواہیں نہیں دی جا رہی ہیں ۔

وزیر خزانہ : ان کو میں نے ہدایت دے دی ہے ، اکاؤنٹنٹ جنرل کو بھی کہہ دیا ہے کہ دسمبر 1976ء تک ان کی ملازمت ہے اور انہیں دسمبر 76 تک تنخواہیں دی جائیں ۔ بعد کا فیصلہ ہم بعد میں کریں گے ۔ اور میں فاضل قائد حزب اختلاف سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ وہ مراسلہ بھی مجھے بھیج دیں ۔

Chaudhri Talib Hussain : I will send it to your office.

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the adjurnment motion is not pressed.

چوہدری اللہ امان لک : میری تحریک التوا بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو انشاء اللہ کل کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کل دو چار منٹ بچ گئے تھے وہ آج ہمیں دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کو کس نے بتایا ہے ؟ وہ تو پانچ چھ دن کی بات تھی جب میں نے کہا تھا کہ بعد میں کریں گے ۔ لیکن آپ نے تو تیس منٹ کی بجائے اس دن پچاس منٹ سے زیادہ لگوا دیے تھے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کن کن تحاریک التوا کار کا آپ کے پاس نوٹس ہے ۔

مسٹر سپیکر : 42 ، 53 ، 64 ، 107 کا میرے پاس نوٹس ہے ۔

سید تابش الوری : یہ تو جناب پہلے کے نوٹس موجود ہیں 107 ، 106 کا بھی نوٹس ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ سب کا انہیں نوٹس ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : 79 اور 101 کا بھی پہلے ہی نوٹس ہے ۔

مسٹر سپیکر : اللہ مجھے ، آپ کو اور سارے ایوان کو سلامت رکھے ، آپ کل کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میری تحریک التوا نمبر 92 اور 113 جو آپ کو دی تھیں ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے فرما دیں ، یہ ان سے متعلقہ ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : 79 اور 101 کا بھی کل کے لیے نوٹس دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : سب کا نوٹس دے دیا ہوا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میرا خیال ہے ، پہلے وہ مسئلہ زیر بحث آ جائے جس کے متعلق ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمانا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تحریک التوا نمبر 109 ہے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : جی ہاں ، وہ بہاول پور کی میونسپلٹی اور کنٹونمنٹ ایریا کے متعلق تحریک التوا تھی جس کا جواب آج ڈاکٹر صاحب نے دینا تھا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے یہ بتا دیا ہے اس علاقے پر جس کا ذکر فاضل علامہ صاحب نے کل کیا تھا ۔ وہاں پاکستانی فوج نے اپنے استعمال کے لیے وہ جگہ لے رکھی ہے اور اس کے لیے ہم نے وزارت دفاع سے

لکھ رکھا ہے اور ان کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا ۔ یہ مسئلہ بھی اسی اہمیت کا ہے کہ اسے وزارت دفاع سے حل کیا جائے ۔ اور خاص طور پر فوج کی ضروریات کی بھی بنیادی اہمیت ہوتی ہے ۔ اس تحریک التوا کے بعد صوبائی حکومت نے اب ان کو ایک اور reminder بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو جواب آئے گا ، اس سے ایوان کو مطلع کر دیا جائے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور ڈاکٹر صاحب بڑے فاضل آدمی ہیں لیکن کسی وقت یہ کاریگری سے بھی کام لے لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : پرائم منسٹر خود منسٹر آف ڈیفنس ہیں ۔ وہ بات ہی نہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اب میں انہیں وہ تصاویر دکھاتا ہوں ۔ یہ اسے دیکھ لیں تاکہ اس قابل ہو جائیں کہ صحیح جواب دے سکیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ اس پر بھی آئیں اور کچھ تصویریں ہمیں بھی دکھائیں تاکہ جو تقریریں ہوں وہ سمجھ لگیں ۔ جو مسئلہ پہلے میرے نوٹس میں لایا گیا وہ غالباً کسی غلط فہمی کی بناء پر معلوم ہوتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ایک عرض میں کردوں ڈاکٹر صاحب سے فیصلہ ہوا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب سے بھی فیصلہ کر لیں پہلے مجھے ایک اعلان کرنے دیں ۔ وہ اعلان یہ ہے کہ کوئی پریس کانفرنس کیفے ٹیریا میں یا اس ایوان کے کسی حصہ میں نہیں ہو سکتی جب تک کہ پریس کانفرنس کرنے والے صاحب اس ایوان کے رکن نہ ہوں یا ضابطے کے مطابق اس کی اجازت نہ لی گئی ہو ۔ اور وہ جو مسئلہ تھا ان صاحب کو غالباً علم نہیں تھا پریس کانفرنسیں ہوتی ہیں انہوں نے سمجھا شائد میں بھی کر سکتا ہوں تو ان کو یہ بتا دیا گیا ہے ۔

That no press confrence will be held.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ڈاکٹر صاحب کو میں نے چند

کاغذات پیش کئے ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ میں ان کے مطالعے کے بعد کل اس تحریک التواء کا جواب دوں گا اس لیے اسے کل پر آپ رکھ لیں۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی آپ کی اجازت کے بغیر پریس کانفرنس نہیں بلا سکتا بشرطیکہ وہ اس ایوان کا ممبر نہ ہو تو کیا جناب کو یہ اختیار ہے کہ کسی غیر رکن کو بھی آپ اجازت دے سکتے ہیں۔ کسی غیر رکن کو تو اجازت نہیں ہونی چاہیے ؟

مسٹر سپیکر : میں اس بات کی اجازت دے سکتا ہوں جہاں میں نے قائد اعظم کی کمیٹی کے سلسلہ میں اسی کیفے ٹیریا میں اجلاس کی اجازت دی تھی اور اگر اجلاس ہو سکتا ہے تو پریس کانفرنس بھی ہو سکتی ہے۔ اور پھر آپ نے ہی مجھے اختیار دیا ہوا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ کا زیر غور لایا جانا

(اس مرحلہ پر علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے صادقین کی تصاویر جناب سپیکر کو پیش کیں)

مسٹر سپیکر : اس کی سیدھی طرف کونسی ہے ؟ کہیں اس طرح نہ ہو جائے کہ آسٹریلیا کے ائرپورٹ پر کسی کی پینٹنگ کی تصویر لگی ہوئی تھی تو دس سال بعد پینٹر کو ہوائی جہاز کا سفر کرنے کا اتفاق ہوا تو تصویر دیکھ کر وہ کہنے لگا کہ یہ کس نے لگائی ہے۔ ائرپورٹ والے آ گئے۔ تو وہ پوچھنے لگا یہ کب کی لگی ہوئی ہے جواب ملا دس سال پہلے فلاں تاریخ کو لگائی گئی تھی۔ تو وہ تصویر اس نے وہاں سے اتار لی اور ائرپورٹ والے کہنے لگے کہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تو وہ کہنے لگا میں نے ہی تو یہ بنائی ہے اور یہ دس سال سے تم نے الٹی لگائی ہوئی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ عینک لگائیں اور پھر آپ دیکھیں ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : ہوتا کچھ ہے نظر کچھ آتا ہے ۔ نظر کا دھوکہ بھی ہو سکتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کو ہو سکتا ہے مجھے نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ صادقین کی قابل اعتراض تصویروں کی نمائش کے سلسلے میں پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 13 پر مجلس استحقاق کی رپورٹ کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

> کہ صادقین کی قابل اعتراض تصویروں کی نمائش کے سلسلے میں پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 13 پر مجلس استحقاق کی رپورٹ کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

> کہ صادقین کی قابل اعتراض تصویروں کی نمائش کے سلسلے میں پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 18 پر مجلس استحقاق کی رپورٹ کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اب تو اس پر فیصلہ ہو گیا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اور یہ فیصلہ کرنا تھا اسی فیصلے کی توقع

تھی - لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر اس حکومت کو اس پر بحث کرنے میں رکاوٹ کیا ہے جب کہ حکمت عملی کی پالیسی میں بتایا گیا ہے کہ انھوں نے فحاشی اور عریانی کو روکنا ہے۔ ان کا فرض ہے - میں جناب والا ! اس پر کچھ نہیں عرض کر سکتا سوائے اس کے کہ آپ مہربانی کر کے ڈویژن کرا دیجئے تا کہ آنے والے ممبروں کو یہ معلوم ہو کہ کون کون سے ممبر اس کے حق میں تھے اور کون کون اس کے خلاف تھے -

مسٹر سپیکر: آواز تو بڑی واضح تھی اب اس میں ڈویژن کی کیا ضرورت ہے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں ڈویژن کا مطالبہ کرتا ہوں اور مطالبہ کرنا جائز ہے -

مسٹر سپیکر : آپ کی بات اپنی جگہ پر ٹھیک ہے مگر کوئی شک و شبہ ہو تو پھر بھی بات ہے - اتنا میں کر سکتا ہوں کہ فاضل ممبران جنہوں نے "ہاں" میں اظہار کیا ہے - وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اسمبلی کے ریکارڈ میں یہ بات آ جائے اور آنے والے ممبر یہ سوچ لیں -

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب اب تو آپ کے ارشاد کی سٹیج گزر گئی ہے -

(اس مرحلہ پر ووٹنگ کرائی گئی) (34 ممبران نے تحریک کے خلاف ووٹ دیئے ہیں اور 6 ممبران نے تحریک کے حق میں ووٹ دیئے ہیں)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ سب ممبر وہ ہیں جو فوراً فوراً یہ کہہ چکے ہیں کہ یہ فحاشی ہے -

مسٹر سپیکر : وہ تو شاید یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسے مضمون پر یہاں بحث کرنا مناسب نہیں ہے -

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ یہ ووٹنگ اسی بات پر ہو رہی ہے کہ یہ قرارداد پیش ہو یا نہ ہو -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! وہ تو کھڑے نہیں ہوئے جو یہ کہہ رہے ہیں اس پر بحث کی جائے -

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب آپ بھی کھڑے ہوئے - پیر مدری امان اللہ لک صاحب بھی کھڑے ہوئے - سید تابش الوری صاحب بھی کھڑے ہوئے - پانچ منٹ آپ کھڑے رہے اس کے بعد چودھری محمد اشرف صاحب

کھڑے ہوئے اور وہ طاہر احمد شاہ صاحب کو کہتے رہے کہ آپ کھڑے ہوں وہ اس وقت کھڑے نہیں ہوئے ووٹنگ ہو چکی ہے - میں نے تو اس حد تک نوٹ کیا ہے اب کی بات تو اور ہے

He declared to side with other members.

وہ سٹیج اب گرز چکی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! یہ تصاویر جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں انہیں اسمبلی کے ریکارڈ میں رکھا جائے -

مسٹر سپیکر : اب بھی ریکارڈ میں ہی ہیں - ویسے میری انہیں گھر لے جانے کی کوئی نیت نہیں ہے - (قہقہہ) -

وزیر قانون و پارلمانی امور : پرنٹ بھی ہونی چاہیں - مجھے بڑی خوشی ہوگی -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ تصاویر واپس کر دی جائیں -

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ! اب تو یہ ریکارڈ میں آ گئی ہیں - آپ آئیں میرے کمرے میں جب آپ کا جی چاہے آ کر دیکھ لیں - اور آپ نے خود کہا ہے کہ یہ ریکارڈ میں ہونی چاہیے -

علامہ رحمت ارشد : جناب والا ! میں نے واپس بھیجنی ہیں -

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ! کی تصاویر واپس کر دی جائیں کیونکہ وہ فرما رہے ہیں کہ یہ انہیں واپس بھیجنی ہیں -

وزیر قانون و پارلمانی امور : جناب والا ! ایوان میں ایک دفعہ پیش کر دی گئی ہیں اب یہ واپس ہو سکتی ہیں ؟

ڈاکٹر حلیم رضا : اب ایوان سے اجازت لی جائے -

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ ان تصاویر کی اگر علامہ صاحب کو ضرورت ہو تو انہیں دے دی جائیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ پیپلز ہاؤس میں جا کر معلوم کر لیا جائے کہ ان تصاویر کی ضرورت سردار صغیر احمد کو زیادہ ہے یا مجھے زیادہ ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ بات پھر میں ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں

کہ یہ جو رائے شماری ہوئی ہے یہ اس بات پر ہوئی ہے کہ قرارداد اس ہاؤس میں پیش کی جائے یا نہ کی جائے کسی اور مسئلے پر فیصلہ نہیں کیا گیا۔

سید قابض الوری : آپ کی ذاتی رائے کیا ہے کہ فحش تصاویر ہیں یا نہیں ہیں ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : اصل میں یہ فحش ہیں۔ لیکن چونکہ ایوان اس پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دیتا اس لیے اس پر بحث نہیں ہونی چاہیے۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کب کہا ہے ؟

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 96 بابت 1976ء)

چوہدری علی بہادر خان : جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء) پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء) پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان : جناب سپیکر! میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

اس کو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ 60 روز کے اندر آنی چاہیے ۔

میں سٹینڈنگ کمیٹیز کے متعلق ایک جنرل آرڈر پاس کر رہا ہوں ، اور وہ یہ ہے کہ میری اجازت کے بغیر کوئی سٹینڈنگ کمیٹی ایک ماہ میں دو مرتبہ سے زیادہ اجلاس نہیں کیا کرے گی لیکن اگر وہ میٹنگ لگاتار ہو تو وہ ایک ہی میٹنگ سمجھی جائے گی ۔ اگر اس میں کوئی وقفہ آ جائے تو وہ ایک میٹنگ نہیں سمجھی جائے گی ۔ چاہے وہ وقفہ ایک ہی دن کا ہو ۔ اگر آج کی میٹنگ کل پر ملتوی ہو جائے ۔ تو وہ وقفہ تصور نہ ہوگا ۔ اور وہ میٹنگ لگا تار تصور ہوگی ۔ لیکن اگر وہ کل یا پرسوں یا اس کے بعد پر ہو جائے تو پھر وہ وقفہ تصور ہوگا ۔

علامہ محمد اللہ ارشد : میری گذارش یہ ہوگی کہ اگر آپ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں ، تو میں یہ کہوں گا کہ دو مرتبہ کی بجائے آپ تین اجلاس کی اجازت دے دیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مثلاً قانون کا ایک بل تھا ۔ تین مرتبہ وہ صرف اس لیے ملتوی ہوا کہ محکمہ قانون سے اس کی رائے نہیں آئی تھی ۔ تیسری مرتبہ سیکرٹری محکمہ قانون تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سمری بنا کر وزیر قانون صاحب کو بھیج دی ہے وہ اس کے متعلق کچھ کہہ سکتے ہیں ۔ اس لیے بعض اوقات دقت صرف گورنمنٹ کی وجہ سے ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں وہ تین میٹنگ کرنی مناسب نہ تھی ۔ مثلاً میرے نوٹس میں دو تین کیسز ایسے آئے ہیں جن میں سے ایک کیس اس طرح سے ہے کہ ہر ساتویں دن اس کی میٹنگ ہوتی تھی ۔ بتایا بھی گیا تھا کہ یہ مسئلہ کیبینٹ کے سامنے پیش ہوگا وہاں سے اطلاع آئے گی ۔ مگر ہر ساتویں دن اس کی میٹنگ ہوتی تھی ۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ تین دن آنے کے ایک دن میٹنگ کا اور تین دن جانے کے اور پھر اس کے بعد اگلے ہفتہ تین دن آنے کے ایک دن میٹنگ کا اور پھر تین دن جانے کے اور پھر اس سے اگلے مہینہ اسی طرح اور اس طرح سے کئی مہینے وہ سٹینڈنگ کمیٹی اجلاس کرتی رہی ۔ لوگ دو منٹ یا تین منٹ کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا

تھا صرف اسی بات پر کہ کسی رپورٹ کا انتظار ہو رہا ہے وہ کبھی کبھی مہینے تک چلتی رہی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : آپ کا یہ ارشاد بجا ہے ۔ لیکن بعض ممبران تین سو اور چار سو میل کی مسافت طے کر کے آتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے کہا ہے کہ میں چار میٹنگ کی بھی اجازت دے سکتا ہوں لیکن مجھ سے اجازت لے لی جائے تو اس طرح سے میٹنگ ہو سکتی ہے ۔ ویسے دو کے لیے میں نے کہا ہے کہ اس کے لیے کسی بھی اجازت کی ضرورت نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : طے اس کو تین میں بدل دیجئے ۔ اس لیے بلا ضرورت نہ ہوگا ۔ آپ ان ممبران کا بھی خیال رکھیں جو کہ ساڑھے چار سو میل کی مسافت طے کر کے آتے ہیں ، بلکہ اکثریت ممبران کی جو کہ تحصیل لیول کے شہروں میں ہیں لاہور ، گوجرانوالہ ، راولپنڈی کے ہیں ، آپ یہ بھی تو خیال رکھیں کہ بعض ممبران نے خانقاہ ڈوگراں اور چھاؤنی سے 450 میل سے آنا ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے تمام ممبران کا احترام ہے ۔ اس لیے میں نے کہا ہے کہ دو ہی میٹنگ ہونی چاہیے کیونکہ اگر تین کی اجازت ہو گئی ۔ تو چار میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ مہینے میں چار ہی ہفتے ہوتے ہیں میں نے اس لیے دو کی اجازت دی ہے ۔ تیسری کے لیے میری اجازت لے لیں ، میں یہاں لاہور ہی میں رہتا ہوں اور بڑی باقاعدگی سے دفتر آتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : آپ کبھی بابا بلھے شاہ کے دربار پر جاتے ہیں اور کبھی مدوسری درگاہ پر ۔

مسٹر سپیکر : بہت کم آتا جاتا ہوں ۔

زاہد بھولا خان : میری گذارش یہ ہے کہ ایک بل کے لیے آپ 30 دن یا 20 دن کی میعاد دیتے ہیں اس 20 یا 25 یا 30 دن میں اس کی محکمے کی طرف سے رپورٹ نہیں آتی ہے ۔ اور اس کے لیے پھر نئے سرے سے تاریخ لینی پڑتی ہے ۔ کیونکہ مقررہ تاریخ ختم ہونے والی ہے بعض بل پر غور نہیں کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : 60 دن میں دے رہا ہوں ۔ 3 کلاز کا بل ہو تا ہے ۔ اصل کلاز ایک ہوتی ہے ایک کلاز پری ایمبل کی ہوتی ہے ۔ ایک لانگ

ٹائیٹل ہوتا ہے ایک ریپیلنگ کلاز ہوتی ہے ۔ صرف ایک کلاز کا بل ہوتا ہے ۔

سردار صغیر احمد : میں اس سلسلے میں جناب سے ایک وضاحت چاہوں گا ۔ پہلے تو میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ جس کمیٹی کا میں ممبر ہوں اس کی پانچ سال میں صرف ایک میٹنگ ہوئی ہے ۔ اس کے بعد میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ جب ایک سٹینڈنگ کمیٹی کا اپنا چیئرمین ہوتا ہے اور انہیں میٹنگ بلانے کے اختیارات حاصل ہوں تو کیا آپ ان کے اختیارات میں مداخلت کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ہر وہ بات جو اس رولز میں نہیں ہے ۔ جس چیز کے متعلق یہ رول اور قانون خاموش ہے مجھے اس میں یہ اختیار ہے کہ میں اسے اپنے اختیارات سے تشکیل دوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ بات جناب والا! بالکل غلط ہے ۔ آپ رولز کے ماتحت انہی قواعد کے پابند ہیں جو کہ آپ کو دئے گئے ہیں رولز کے علاوہ یا دئے گئے اختیارات کے علاوہ کوئی پابندی اس ایوان کے لیے قابل قبول نہیں ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : رولز میں یہ لکھا ہوا ہے کہ میں کر سکتا ہوں ، اور جن معاملات میں رولز خاموش ہیں اس میں مجھے اختیار ہے کہ میں فیصلہ کر سکتا ہوں ۔

سید ناہش الوری : جناب والا! یہ رولز میں لکھا ہوا ہے جو کچھ آپ نے وضاحت کی ہے لیکن اس میں صرف یہ عرض کروں گا کہ جب آپ نے یہ پابندی لگا دی ہے کہ دو میٹنگ سے زیادہ نہیں کر سکتے ہیں تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ اس کی میعاد بڑھادیں کیونکہ اس شکل میں وہ اجلاس آگے بڑھایا جا سکتا ہے جب کہ اس میں کوئی ناگزیر وجہ ہو ۔ لیکن اگر آپ نے دو ماہ دیے دئے اور دو ماہ میں رپورٹ نہ آئی تو پھر آپ کو بھی اس میں اختیار نہیں ہے کہ آپ اس کی میعاد بڑھا سکیں ۔

مسٹر سپیکر : میں اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔

سید ناہش الوری : اگر آپ اس کو 60 دن کر دیں تو یہ آپ کو اختیار ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ سٹینڈنگ کمیٹی 90 دن کے اندر رپورٹ پیش کرے گی اور یہ فیصلہ نئی اور پرانی تمام سٹینڈنگ کمیٹیوں پر نافذ ہوگا ۔

مسودہ قانون نگران ہیئت حاکمہ پولیس پنجاب مصدر 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 97 بابت 1976ء)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب پولیس سپروائزنگ اتھارٹی بل 1976ء (مسودہ قانون نگران ہیئت حاکمہ پولیس پنجاب مصدرہ 1976ء) پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پولیس سپر وائزنگ اتھارٹی بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب سپیکر ! میں دی پنجاب پولیس سپروائزنگ اتھارٹی بل 1976ء (مسودہ قانون نگران ہیئت حاکمہ پولیس پنجاب مصدرہ1976ء) پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پولیس سپر وائزنگ اتھارٹی بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

اس کو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ 90 دن کے اندر بھیجی جائے ۔

مسودہ قانون (ترمیم) (مشاہرہ ۔ مواجب استحقاقات) سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ1976ء

(مسودہ قانون نمبر 100 بابت 1976ء)

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا

ہوں ۔

کہ دی پنجاب پروونشل اسمبلی سپیکر (سیلری۔ الاؤنسز اینڈ پروولیجز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پروونشل اسمبلی سپیکر (سیلری ۔ الاؤنسز اینڈ پروولیجز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ! میں دی پنجاب پروونشل اسمبلی سپیکر (سیلری ۔ الاؤنسز اینڈ پروولیجز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پروونشل اسمبلی سپیکر (سیلری ۔ الاؤنسز اینڈ پروولیجز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مکانات و ادارہ جات مغربی پاکستان مجریہ 1974ء

(مسودہ قانون نمبر 101 بابت 1976ء)

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ

آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے
کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا۔

It is refered to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) پنکچر قانون موٹر گاڑی ہائے
مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 102 بابت 1976ء)

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس
(پنجاب امنڈ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے کہ

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس
(پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی
اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 1976ء
(مسودہ قانون نمبر 103 بابت 1976ء)

مرزا افضل حق : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا فضل حق : جناب والا! میں دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم) (مشاہرات ، مواجب و استحقاقات) وزراء پنجاب مصدرہ 1976ء
(مسودہ قانون نمبر 104 بابت 1976ء)

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب منسٹرز (سیلریز ۔ الاؤنسز اینڈ پروولیجز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب منسٹرز (سیلریز ۔ الاؤنسز اینڈ

پروولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ! میں دی پنجاب منسٹرز (سیلریز - الاؤنسز اینڈ پروولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : دی پنجاب منسٹرز (سیلریز - الاؤنسزاینڈ پروولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے -

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 day.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 105 بابت 1976ء)

سردار صغیر احمد : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ڈی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

سردار صغیر احمد : جناب والا! میں دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے -

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 106 بابت 1976ء)

مرزا فضل حق : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا فضل حق : جناب والا! میں دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 107 بابت 1976ء)

مرزا فضل حق : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا فضل حق : جناب والا! میں دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم) بیج کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء
(مسودہ قانون نمبر 108 بابت 1976ء)

سید تابش الوری : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب سیڈ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب سیڈ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : جناب والا! میں دی پنجاب سیڈ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب سیڈ کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم) انتقال اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء
(مسودہ قانون نمبر 109 بابت 1976ء)

سردار صفدر احمد : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان کنسالیڈیشن آف ہولڈنگز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان کنسالیڈیشن آف ہولڈنگز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار صغیر احمد : جناب والا! میں دی ویسٹ پاکستان کنسالیڈیشن آف ہولڈنگز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان کنسالیڈیشن آف ہولڈنگز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

سید تابش الوری : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : جناب والا! میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) پنگامی قانون موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 90 days.

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے قراردادیں پیش ہوں گی۔ دیوان سید غلام عباس بخاری اپنی قرارداد پیش کریں گے۔

لودھراں جلال پور پیروالا سڑک کا بند کیا جانا

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع ملتان کی

لودھران جلال پور پیروالا سڑک بذریعہ محکمہ
ہائی وے بتدریج 8 میل فی سال کے حساب سے
پختہ کی جائے۔

مسٹر سپیکر : قرارداد پیش کی گئی ہے۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع ملتان کی
لودھران جلال پور پیروالا سڑک بذریعہ محکمہ
ہائی وے بتدریج 8 میل فی سال کے حساب سے
پختہ کی جائے۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں اس میں ترمیم پیش کرنی چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : محرک خود اس میں ترمیم کر رہے ہیں۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں اپنی قرارداد میں آپ کی اجازت سے یہ ترمیم پیش کرتا ہوں۔

کہ قرارداد نمبر 1 کی سطر نمبر 2 میں الفاظ
"8 میل فی سال کے حساب سے" حذف کئے
جائیں۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے۔

کہ قرارداد نمبر 1 کی سطر نمبر 2 میں الفاظ
"8 میل فی سال کے حساب سے" حذف کئے
جائیں۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر! میں بھی اس میں ترمیم پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : اس میں جو تحریری ترامیم آئی ہوئی ہیں وہ پہلے پیش ہوں گی۔ چوہدری علی بہادر خان اب اپنی ترمیم پیش کریں گے۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب کی قرارداد میں ترمیم پیش کرتا ہوں۔

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 1 میں وارد ہونے
والے الفاظ "کہ" اور "ضلع" کے درمیان الفاظ

"ملتان کی جلال پور پیروالا روڈ براستہ
شجاع آباد تا اوچ شریف موجود سڑک ضلع
کونسل سے لے کر محکمہ ہائی وے کی تحویل
میں دے دی جائے نیز" ثبت کئے جائیں۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے۔

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 1 میں وارد ہونے
والے الفاظ "کہ" اور "ضلع" کے درمیان الفاظ
"ملتان کی جلال پور پیروالہ روڈ براستہ
شجاع آباد تا اوچ شریف موجود سڑک ضلع
کونسل سے لے کر محکمہ ہائی وے کی تحویل
میں دے دی جائے نیز" ثبت کئے جائیں۔

سردار صغیر احمد : جناب والا! مجھے جناب دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب کی قرارداد میں ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ ترمیم یہ ہے۔

کہ اس قرارداد میں وارد ہونے والے الفاظ
"بتدریج 8 میل فی سال کے حساب سے" حذف
کرکے ان کی بجائے الفاظ "مالی وسائل مہیا
ہونے پر اپنی priority کے حساب سے" ایزاد
کئے جائیں۔

مسٹر سپیکر : اب میں یہ ترمیم ایوان میں پیش کر دوں ؟

وزیر خزانہ : دیوان صاحب نے اپنی ترمیم پیش کرنی ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ پیش ہو گئی ہے۔ کیا باقی withdraw ہو رہی ہیں ؟

(قطع کلامیاں)

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر! میں نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ "مالی وسائل مہیا ہونے پر اپنی priority کے حساب سے پختہ کی جائے"۔

مسٹر سپیکر : اس کی اب ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا مطلب ہے کہ ملتان کے دیہات میں سڑکیں نہ بنیں۔ سب سے پہلے میں دیوان سید غلام عباس

بخاری صاحب کی ترمیم برائے منظوری ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ سردار صغیر احمد کی ترمیم کی اب کوئی ضرورت باقی نہیں ہے۔

سردار صغیر احمد : اس کی ضرورت ہے۔ مثلاً اگر اسمبلی یہ قرارداد پاس کر دیتی ہے تو اس سڑک کو ترجیح دی جائے گی۔ پنجاب کی سطح پر اس کی جو priority ہو۔ جو فوقیت اسے حاصل ہو اس کے مطابق اسے بنایا جائے۔ اگر دس سال کے بعد اس کا نمبر آتا ہے تو اسے دس سال کے بعد بننا چاہیے۔ اگر پہلے سال میں اس کا نمبر آتا ہے تو اسے پہلے سال میں بننا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ اس ریزولیوشن کے پاس ہونے سے پنجاب کی دوسری اہم سڑکیں تعمیر ہونے سے رہ جائیں۔ اس کی جو priority پنجاب کی سطح پر ہو اس کے مطابق اسے پختہ کیا جائے۔

کنور محمد یاسین خان : جناب والا! گذارش یہ ہے یہ منظور شدہ سڑک ہے۔ یہ سڑک اے۔ ڈی۔ پی میں شامل ہے۔ اس کے مطابق باقاعدہ پیسے allocate ہوئے ہیں۔ دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب کی قرارداد یہ ہے کہ اس کو جلد بنایا جائے۔ یہ بڑی اہم سڑک ہے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا! میں اس کے متعلق سردار صغیر احمد صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ priority کس بنیاد پر دی جاتی ہے۔ میں نے تو یہ دیکھا ہے جہاں پر حکومت کا منشا ہوتا ہے وہاں پختہ سڑکیں ہو جاتی ہیں جہاں منشا نہ ہو ان کو priority نہیں دی جاتی۔ میرے نقطہ نظر سے جتنا بھی ملتان کے ضلع کا علاقہ پسماندہ سمجھا جائے اتنا ہی کم ہے مثلاً شجاع آباد۔ لودھراں اور لدن کے جو علاقے ہیں وہاں کی سڑکیں پختہ کی جائیں۔ اگر وضاحت کرنے کی مجھے اجازت دی جائے تو سردار صاحب خود اس کو priority دیں گے۔

سردار صغیر احمد : جناب والا! میں اپنی ترمیم اس بنا پر واپس لے سکتا ہوں کہ فاضل سینئر منسٹر صاحب مجھے اس بات کی یقین دہانی کرا دیں کہ اس سڑک کی تعمیر سے صوبہ کی دوسری اہم سڑکوں کی تعمیر متاثر نہیں ہوگی۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے جو request کی ہے وہ مان لیتے ہیں اگر تقریریں ہونی ہیں۔

وزیر خزانہ : جناب والا! تقریریں نہیں ہوں گی ۔ فاضل رکن سردار صغیر احمد صاحب جو یقین دہانی چاہتے ہیں وہ میں ان کو دیتا ہوں ۔ اس سڑک کے لیے اس سال 5 لاکھ روپیہ مختص ہے ۔ 25 لاکھ روپے اس سے پہلے خرچ ہو چکے ہیں ۔ 95 لاکھ روپے کا یہ منصوبہ ہے ۔ یہ منصوبہ اپنے طور پر چلے گا ۔ یہ کسی اور منصوبے کو متاثر نہیں کرے گا ۔ ہاں اگر ترمیم نہ ہوتی جو خود فاضل محرک جو بڑے مدبر اور سمجھ دار ہیں کی طرف سے پیش کی گئی ہے پھر مشکل ہوتا ۔ کیونکہ 8 میل کا مطلب ہے 45 لاکھ روپیہ سالانہ خرچ آتا وہ نہیں ہو سکتا تھا ۔ دیوان صاحب نے خود ہی مہربانی کرکے اس میں ترمیم دے دی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ دیوان صاحب کی اس ترمیم کے ساتھ اس قرارداد کو منظور کیا جائے ۔

Sardar Saghir Ahmad : In view of the statement of the learned Senior Minister, I withdraw my amendment.

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا! مجھے بھی بولنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : ہاؤس میں جو انہوں نے commitment کی ہے اگر ان کی ترمیم منظور ہو جاتی ہے تو یہ بات غلط ہو جاتی ہے ۔

He has withdrawn the amendment in view of the facts stated by the Minister.

چوہدری علی بہادر خان : اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح اس کی priority اور اس پر پیسے کا خرچ سارا بدل جائے گا اور سردار صغیر احمد کا پوائنٹ تو پھر اپنی جگہ پر قائم رہے گا ۔

اب دیوان سید غلام عباس بخاری کی ترمیم برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ قرارداد نمبر 1 کی سطر نمبر 2 میں الفاظ "8 میل فی سال کے حساب سے" حذف کئے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ترمیم شدہ قرارداد برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع ملتان کی لودھراں جلال پور پیروالا سڑک بذریعہ محکمہ ہائی وے بتدریج پختہ کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The Resolution, as amended, is adopted by the House.

New, we go to the next Resolution

بہاول پور شہر کو ٹیلیفون کے ڈائریکٹ ڈائیلنگ نظام سے منسلک کرنا

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ بہاول پور شہر کو ترجیحی بنیاد پر ٹیلیفون کے ڈائریکٹ ڈائیلنگ نظام سے منسلک کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ بہاول پور شہر کو ترجیحی بنیاد پر ٹیلیفون کے ڈائریکٹ ڈائیلنگ نظام سے منسلک کیا جائے ۔

خان محمد شفیق خان : جناب والا ! اس میں میری ایک ترمیم بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم نہیں آ سکتی ۔ اگر تو ساتھ والا گاؤں ہوتا تو یہ ترمیم بڑے زور سے آ جاتی لیکن اب یہ ترمیم کس طرح آ سکتی ہے ۔ اس طرح تو ہر ہر شہر اور گاؤں کا رہنے والا کہے گا کہ میری بھی ترمیم کر لیجیے ۔ اس پر پہلے رولنگ دی جا چکی ہے کہ اس کے سکوپ کو wide نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ ایک نئی قرار داد دے دیں تو وہ بغیر بحث کے پاس ہو جائے گی ۔

خان محمد شفیق خان : جناب والا ! میں نے تحریری طور پر دی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ قرار داد دے دیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ بہاول پور شہر کو ترجیحی بنیاد پر ٹیلیفون کے ڈائریکٹ ڈائیلنگ نظام سے منسلک کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : خان محمد شفیق خان صاحب ! آپ مجھے آج ہی ایک نئی قرارداد نوشہرہ ورکاں کے متعلق دے دیں ۔

انسداد گداگری کے موجودہ قانون پر سختی سے عمل درآمد کروانا۔

مسٹر سپیکر : محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر : جناب والا ! میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب انسداد گداگری کے موجودہ قانون پر سختی سے عمل درآمد کرائے

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب انسداد گداگری کے موجودہ قانون پر سختی سے عمل درآمد کرائے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مذکورہ قرار داد میں وارد ہونے والے الفاظ ''عمل درآمد کرائے'' کے بعد الفاظ ''اور گداگروں میں سے معذور افراد کی کفالت کا اہتمام کرے اور جو گداگر تندرست اور محنت کرنے کے قابل ہیں ان کی آباد کاری کے لیے اقدام کرے'' [illegible] جائیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کا independent ریزولیوشن ہو گیا ہے ۔

ملک محمد اعظم : نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو کہہ رہی ہیں کہ ایک قانون ملک میں موجود ہے اور وہ حکومت کی توجہ دلا رہی ہیں ۔ وہ محسوس کرتی ہیں کہ اس قانون پر عمل نہیں ہو رہا اور اب آپ اس سے کوئی additional بات کہہ رہے ہیں ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! اس میں زائد بات تو یہی ہے کہ جو معذور ہیں ان کی کفالت کا حکومت اہتمام کرے ۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب ! آپ اس قانون سے آگے بڑھ کر گورنمنٹ کو اور کام کرنے کے لیے کہنا چاہتے ہیں ۔

ملک محمد اعظم : نہیں جناب والا ! میری گذارش یہ ہے کہ جب اس قانون پر عمل درآمد کرایا جائے گا تو جو معذور لوگ ہیں ان کی کفالت کے لیے بھی کچھ کرنا ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : جو گداگری والا خانہ ہے وہ غالباً معذوروں پر applicable نہیں ہے تو وہ able bodied لوگوں کے متعلق ہے ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر : جناب سپیکر ! میں نے اپنی قرارداد میں معذوروں کا اس لیے ذکر نہیں کیا کیونکہ حکومت نے معذوروں کے لیے پہلے ہی سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اور اس کے تحت بہت سارے ایسے ادارے کھولے ہوئے ہیں ۔ اس لیے فاضل رکن نے جو ترمیم دی ہے ۔ میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں تو ٹیکنیکل بنیاد پر بات کر رہا ہوں اور آپ argue کر رہی ہیں کہ یہ کام ایک ایجنسی کر رہی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایجنسی کام کافی نہیں کر رہی ہے ۔ لیکن کوئی دوسری ایجنسیوں کے متعلق بھی ان کی یہ رائے ہو سکتی ہے کہ وہ مناسب طور پر کام نہیں کر رہی ہیں ۔ مگر میں ٹیکنیکل اعتراض کر رہا ہوں کہ اس طرح سے یہ سارا ریزولیوشن بڑا clumsy ہو جائے گا ۔ اس لیے آپ ایک independent ریزولیوشن دے دیں ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! اگر آپ کی یہی رائے ہے تو میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے - اب یہ قرار داد برائے منظوری ایوان میں پیش کی جاتی ہے -

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! میں نے بھی اس سلسلے میں ایک ترمیم دی ہوئی ہے -

مسٹر سپیکر : لیکن وہ تو ایک قانون کے متعلق ہے - آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ قانون کی اتنی شقوں پر زور سے عمل کیا جائے اور باقی شقوں پر زور سے عمل نہ کیا جائے -

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! حکومت کے لیے کوئی ایسا امر مانع ہے کہ آج تک اس قانون پر عمل درآمد نہیں ہو سکا ؟

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب آپ کی ایک independent قرارداد ہو سکتی ہے لیکن اس قرارداد میں یہ ترمیم نہیں ہو سکتی -

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! اس ترمیم سے اس قرارداد کی nature نہیں بدلتی بلکہ یہ اس کو اور forceful کرتی ہے -

مسٹر سپیکر : نہیں ! وہ سکوپ ہی مختلف ہو جاتا ہے -

چوہدری جمیل حسن خان منج : ٹھیک ہے -

مسٹر سپیکر : اب یہ قرارداد برائے منظوری پیش ہے -

سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب انسداد گداگری کے موجودہ قانون پر سختی سے عمل درآمد کرائے -

(تحریک منظور کی گئی)

لائل پور ٹوبہ ٹیک سنگھ روڈ پر ریلوے لائن پر اوور ہیڈ پل بنانے کا منصوبہ تیار کیا جائے

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ -

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں -

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت

لائل پور ڈچکوٹ روڈ پر ریلوے لائن پر
اوورہیڈ پل بنانے کا منصوبہ تیار کرے۔

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت
لائل پور ڈچکوٹ روڈ پر ریلوے لائن پر اوور
ہیڈ پل بنانے کا منصوبہ تیار کرے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اس میں ایک چھوٹی سی ترمیم پیش کرنی چاہتا ہوں۔ میں ترمیم پیش کرتا ہے۔

کہ مذکورہ قرارداد کے آخر میں الفاظ
''منصوبہ تیار کرے'' کے بعد الفاظ ''مالی وسائل
کے پیش نظر مرحلہ وار سالانہ ترقیاتی پروگرام
میں اس منصوبہ پر عمل درآمد کرنے کے لیے
شامل کرے،، ایزاد کئے جائیں۔

مسٹر سپیکر : آپ کی یہ ترمیم اصل قرار داد سے بڑھ گئی ہے۔ آپ کا مطالبہ یہ ہے کہ منصوبہ تیار کرے اور اسے عملی جامہ پہنائے۔

سید طاہر احمد شاہ : جی۔

مسٹر سپیکر : اب یہ ترمیم برائے منظوری پیش ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ مذکورہ قراداد کے آخر میں الفاظ ''تیار
کرے'' کے بعد الفاظ ''اور اسے عملی جامہ
پہنائے'' ایزاد کئے جائیں۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مذکورہ قراردار ترمیم شدہ صورت میں
منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیلاب کی روک تھام کے بارے میں تمام منصوبوں کا از سر نو جائزہ لیا جانا

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت سیلاب کی روک تھام کے بارے میں تمام منصوبوں کا از سر نو جائزہ لے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت سیلاب کی روک تھام کے بارے میں تمام منصوبوں کا از سر نو جائزہ لے ۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مذکورہ قرار داد کے آخر میں الفاظ ''اور تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں سیلاب سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرے'' ایزاد کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے ۔

کہ مذکورہ قرار داد کے آخر میں الفاظ ''اور تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں سیلاب سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرے'' ایزاد کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری جمیل حسن خان سنج صاحب ! میں نے آپ کی ترمیم کو تھوڑا سا بدل دیا ہے ۔ میں نے یہ کیا ہے ۔ کہ ''تمام منصوبوں کا از سرنو جائزہ'' کو ''منصوبہ تیار کرے'' میں تبدیل کر دیا جائے ۔ یہ ٹھیک ہے ؟

چوہدری جمیل حسن خان سنج : جناب والا ! ٹھیک ہے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب سپیکر ! پیشتر اس کے کہ آپ ایوان کو چھٹی دیں میں ایک گذارش کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آج تو چھٹی نہیں ہے ۔ انشاء اللہ کل چھٹی کریں گے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب سپیکر ! پیشتر اس کے کہ آپ

ایوان کو ملتوی کریں میں یہ درخواست کروں گا کہ ترکی میں نہایت شدید زلزلہ کل پرسوں سے آیا ہوا ہے لیکن اخبارات میں آج آیا ہے تو اس کے بارے میں ہماری طرف سے ہمدردی کا ریزولیوشن پاس ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ! آپ توجہ کریں ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! وہاں پانچ سو آدمی مارے گئے اور ایک دو دیہات بالکل تباہ ہو گئے ہیں ۔ اس لیے ہمدردی کا ریزولیوشن پاس فرمایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! اب آپ اپنی ترمیم پیش کریں ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

> کہ قرارداد مذکورہ کے آخر میں ازسرنو کے بعد ''جائزہ لے'' کے الفاظ کو ''منصوبہ تیار کرے'' کے الفاظ میں تبدیل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے ۔

> کہ قرار داد مذکورہ کے آخر میں زسرنو ''جائزہ لے'' کے الفاظ کو ''منصوبہ تیار کرے'' کے الفاظ میں تبدیل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم صاحب ! آپ نے یہ ترمیم پیش کی ہے ۔

> کہ مذکورہ قرار داد کے آخر میں الفاظ ''اور تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں سیلاب سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرے'' ایزاد کئے جائیں ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں یہ ترمیم در ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

> کہ مذکورہ ترمیم کے الفاظ ''اور تحصیل خوشاب'' کے بعد الفاظ ''ضلع سرگودھا میں'' کی بجائے الفاظ '' اور اس کے ساتھ پنجاب کے دوسرے تمام علاقوں میں'' ثبت کئے جائیں ۔

وزیر خزانہ : آپ کی اصل قرارداد زیادہ اچھی تھی ۔

سردار صغیر احمد : اصل قرارداد میں کسی شہر کا نام نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے یہ اعتراض سمجھ میں نہیں آیا ۔

سردار صغیر احمد : میں نے اعتراض نہیں کیا ہے ۔ میں نے ترمیم در ترمیم پیش کی ہے جہاں ان کی ترمیم میں لفظ خوشاب آتا ہے اس کے بعد پنجاب کے دوسرے علاقے کے الفاظ ایزاد کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو وہی بات ہو گئی ۔ وہ تو emphasize دینا چاہتے ہیں ۔

چوہدری جمیل حسن خاں منج : جناب سپیکر! میں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں خوشاب بھی آ جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے کہا ہے کہ منصوبے تیار کئے جانے کی تدابیر اختیار کریں ۔

چوہدری جمیل حسن خاں منج : جی ہاں ۔

ملک محمد اعظم : جناب سپیکر! اس میں میری گذارش ہے ۔ ظاہر ہے جہاں پر اس کی زیادہ ضرورت ہے اس جگہ کی نشان دہی کرنا ضروری ہے ۔ اور تحصیل خوشاب کی بھی ہونی چاہیے

وزیر خزانہ : جناب والا! یہ قرارداد تمام ترامیم سے مسخ ہو جاتی ہے اس کو اصل قرارداد میں منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : دراصل بات یہ ہے کہ کچھ ہم میں سے واپس آ جائیں گے کچھ نئے لوگ آئیں گے لیکن آنے والی نسلیں جب اس قرارداد کو دیکھیں گی تو وہ ہنسیں گی ۔

سردار صغیر احمد : میں فاضل اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی ترامیم واپس لے لیں ۔ آخر میں یہ ترمیم کر دیں کہ "ضروری تدابیر اختیار کی جائیں" ۔

وزیر خزانہ : میں بھی اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ کیونکہ اصل قرارداد ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ چاہتے ہیں کہ جو ترمیم منظور ہو گئی ہیں وہ واپس لے لی جائیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا! اصل قرارداد بہت جامع ہے اور اس کے الفاظ بہت واضح ہیں ۔

سردار صغیر احمد : اس کے آخر میں ضروری تدابیر اختیار کی جائیں کے الفاظ ایزاد کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ بھی قرارداد اچھی ہے کہ حکومت تمام منصوبوں میں ازسرنو جائزہ لے ۔ کیوں جی آپ کی کیا مرضی ہے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا! میں سینئر منسٹر صاحب کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ انہوں نے جو یقین دہانی فرمائی ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کو سیلاب سے بچانے کے لیے تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ۔ اس کے بعد میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا! اے ۔ ڈی ۔ پی میں اس سال 288 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں سیلاب کے نقصانات کے مد نظر 26 کروڑ کے ایسے منصوبے جو کم اہمیت کے تھے اور جن کی ابھی تک ٹیکنیکل feasibility report نہیں ہو سکی تھی ۔ اور جن پر اس سال پیسہ خرچ کرنے کا امکان نہیں تھا اس میں سے 23 کروڑ 46 لاکھ روپیہ ہم نے مختلف سیلاب سے نقصانات جو ہوئے ہیں ان کی تلافی کے لیے رکھا ہے ۔ اسی طرح میں خود بھی خوشاب گیا تھا اور خوشاب کا مسئلہ فلڈ کمیشن میں بھی موجود ہے میں نے لکھا ہے کہ وہاں دو مطالبے ہیں ۔ ایک ڈرین بنانا ہے اور ایک بند بنانے کا مسئلہ ہے ۔ دونوں مطالبے فلڈ کمیشن میں پیش کئے جائیں گے اور اصل قرارداد کے جو محرکین ہیں میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں پہلے ہی excercise مکمل کر لی ہے اور سیلاب کے نقصانات کی تلافی کرنے کے لیے تدابیر اختیار کی گئی ہیں ۔ میں فخر کے ساتھ کہتا ہوں کہ 288 کروڑ روپے کے کل بجٹ میں سے 26 کروڑ روپے کی جو غیر ضروری سکیمیں تھیں ان کو ختم کرکے 23 کروڑ روپے صرف سیلاب کے نقصانات کی تلافی کے لیے رکھے اور ہم نے ضروری محکموں کو اجازت دے دی اور اسی طرح 8 کروڑ 30 ہزار روپے سے سڑکوں کو بنانے کی اجازت دے دی اور اس طرح محکمہ نہر ہے نہروں کی مرمت کے لیے ٹیوب ویلوں کی مرمت کے لیے پیسے خرچ ہونے تھے یہ بھی دے دئے ہیں ۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس سال جو سیلاب آیا اس کے

نقصانات بہت زیادہ ہیں ۔ اور اس کی تلافی کے لیے ہم تمام منصوبوں کا جائزہ لے رہے ہیں ۔ اس کے لیے ایک نئی حکمت عملی بنا دی ہے جن کی تلافی ہم اگلے سال کرسکیں گے ۔ کیونکہ یہ تمام کام کرنے کے لیے اتنا وقت بھی نہیں ہے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! جس طرح خوشاب ایک پسماندہ علاقہ ہے اسی طرح ڈیرہ غازی خان میں بھی دو سال سے مسلسل سیلاب آ رہے ہیں اس کا بھی حد باب کیا جائے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا جیسا کہ سینئر منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ تحصیل خوشاب پر بھی توجہ دی جائے گی اس بنا پر میں اپنی ترمیم واپس لینے کی اجازت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ ملک محمد اعظم کو ترمیم واپس لینے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میرے خیال میں تمام ایجنڈا ختم ہوگیا ہے مہربانی کرکے آج کا سیشن ختم کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ قرارداد ترمیم شدہ صورت میں منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید قابض الورہ : جناب والا ! جناب سینئر منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ آج کا ایجنڈا ختم ہوگیا ہے میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ آج کا ایجنڈا ختم نہیں ہوا ہے اس کا حصہ چہارم ابھی باقی ہے جس میں پرائیویٹ ممبرز بل پیش کئے جاتے ہیں ۔ ان پر بحث ہوتی ہے ہم نے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہوا ہے ممبرز بعض ظلی پرائیویٹ بل پیش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو غیر سرکاری قراردادوں پر بحث تک محدود رکھتے ہیں حالانکہ آج کا یہ حصہ اس اعتبار سے اہم ہوتا ہے اس میں جو غیر سرکاری بل سلیکٹ کمیٹیز میں منظور ہونے کے بعد سفارشات کے ساتھ ہاؤس میں پیش ہوتے ہیں

کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے لیکن گذشتہ چار سال سے ایک بھی غیر سرکاری بل ایسا نہیں جو زیر بحث لایا گیا ہو میرے دو تین بل سٹینڈنگ کمیٹی کی منظوری کے بعد بھی بحث کے منتظر ہیں ۔ آج بھی ایجنڈا کے حصہ چہارم میں پہلے نمبر پر پنجاب نیشنل لینگویج بل 1972ء منظوری کے بعد اس ایوان میں زیر بحث آنا تھا لیکن وہ آپ کی توجہ کا منتظر ہے ۔ جناب والا! اگر ان غیر سرکاری ایام کو بامقصد اور معنویت کا حامل بنانا ہے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم نیم سرکاری بلوں کو جن کے لیے باقاعدہ نوٹس دئے جاتے ہیں انہیں زیر بحث لائیں اور اس دن کو بامقصد بنائیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا! میں نے یہ عرض کی ہے کہ ایجنڈا ختم ہوگیا ہے میں شاید فاضل رکن کو اپنی بات سمجھا نہیں سکا ۔ میں نے جناب قائد حزب اختلاف سے آج صبح اسی ایوان میں بات کی تھی کیونکہ پچھلی بار بھی جناب والا! نے یہ حکم دیا تھا کہ آپس میں بات چیت سے فیصلہ کر لیا کریں ۔ اس لیے جو آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوگا اس کے متعلق میں قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون آپس میں مشورہ کر لیں گے اور اس کے بعد فیصلہ کر لیں گے ۔ اس میں ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ۔ اب آج کا کام اور ایجنڈا پورا ہو چکا ہے ، باقی اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے سے قبل ہی فاضل قائد حزب اختلاف وزیر قانون اور میں بات چیت کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میں تو پچھلے ایک گھنٹے سے ڈپٹی سپیکر صاحب کو ڈھونڈ رہا ہوں کہ انہیں یہاں بٹھاؤں ، سید صاحب! اگر میں آپ کو یہاں بٹھا دوں تو پھر وہی بات ہوگی کہ آپ کا بل کون پیش کرے گا ؟

وزیر خزانہ : جناب والا! میں تابش صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں ہم آپس میں مشورہ کر لیں گے ، تو یہ ہو جائے گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا! آپ بھی جناب سینئر وزیر بھی اور ہم سب جانتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے ، اگر اس کے باوجود کوئی ایک بل بھی اس ایوان میں زیر بحث نہ آئے اور اسے منظور نہ کیا جائے تو ان کمیٹیوں کی چار سالوں کی کارگذاری بےمعنی ہو کر رہ جاتی ہے ۔ تو مجھے خوشی ہے کہ جناب سینئر وزیر نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ سینئر وزیر ، آپ قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون بیٹھ جائیں اور پانچ چار بل جو آپ سمجھتے ہیں کہ ضروری ہیں ایک دن کے لیے مخصوص کر دیں ، اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر باقی پرائیویٹ کام ہوگا اور یہی بل لیے جائیں گے ۔

وزیر خزانہ : جیسے جناب والا نے فرمایا ہے ایسے ہی ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے ، آئندہ اجلاس کل صبح 9 بجے ہوگا ۔

(اسمبلی کا اجلاس 26 نومبر 1976ء بروز جمعۃالمبارک 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا انسیواں اجلاس

جمعتہ المبارک ۔ 26 نومبر 1976ء

(جمعتہ المبارک ۔ 4 ذوالحج 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝
وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ
فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ
عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَهُدًى
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝

پارہ ۲۰۔ سورہ ۲۷۔ رکوع ۲۔ آیات ۷۳ تا ۷۸

تمہارا پروردگار تو لوگوں پر بڑا فضل کرتا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر ادا نہیں کرتے۔ اور جو باتیں ان کے سینوں میں پوشیدہ ہوتی ہیں اور جو کام وہ ظاہر میں کرتے ہیں تمہارا پروردگار سب کو جانتا ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ کتاب روشن میں مندرج ہیں۔ بلاشبہ یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے وہ باتیں بیان کر دیتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور بیشک یہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ قیامت کے دن تمہارا پروردگار ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا۔ اور وہ غالب اور ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۝

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر منیر علی ہرل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منیر علی ہرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> جناب والا ! میں مورخہ 6-11-76 اور 24-11-76 کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا ۔ مہربانی فرما کر ان دو ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے حسابات عامہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ملک شاہ محمد حسن : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ حکومت پنجاب کے حسابات بابت سال 1970-71ء کے بارے میں پبلک اکاونٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جنوری 1977ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

> کہ حکومت پنجاب کے حسابات بابت سال 1970-71ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جنوری 1977ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : میں نے کل ہدایت دی تھی کہ ایک مہینے میں دو سے زیادہ میٹنگیں نہیں ہو سکتیں ۔ This will not apply to the meetings of the Public Accounts Committee.

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 56 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری غلام احمد باجوہ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جنوری 1977ء تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

> کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 56 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری غلام احمد باجوہ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جنوری 1977ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 55 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری ممتاز احمد کاھلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی

رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں فروری 1977ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پراونشیل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 55 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں فروری 1977ء تک توسیع کی جائے۔

کاہلوں صاحب کب تشریف لا رہے ہیں ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : میرے خیال میں کاہلوں صاحب جنوری کے آخر تک تشریف لائیں گے۔ اسے آپ فروری کے آخر تک کر دیں۔

مسٹر سپیکر : 28 فروری تک ٹھیک ہے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جنوری 1977ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ

پیش کرنے کی میعاد میں 15 جنوری 1977ء تک
توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی کینال اینڈ ڈرینیج پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت سال 1973ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برق کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جنوری 1977ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی کینال اینڈ ڈرینیج پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت سال 1973ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برق کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جنوری 1977ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : سید قابش الوری صاحب لاء منسٹر صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے آپ ذرا انتظار کر لیں۔ اتنی دیر میں ہم تحریک ہائے التوائے کار کو لے لیتے ہیں۔

سید قابش الوری : ٹھیک ہے جناب والا! اتنی دیر میں assurance motion ہی کو لے لیں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ انہیں چیمبر میں بھی ڈیل کر سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو تحریک استحقاق کے متعلق عرض کی تھی۔

سید تابش الوری : وہ تو ٹھیک ہے جناب والا مگر اس کے ساتھ میری دو assurance motions بھی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ میں دیکھ لیتا ہوں ۔ ابھی تو وہ آئی نہیں ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر ۹۹ ۔ چوہدری امان اللہ لک لک صاحب ! یہ جو آپ نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے یہ کیا چیز ہے ؟ میں اس کو پڑھ بھی دیتا ہوں لیکن جو مزارعین قانونی سرگرمیوں میں مصروف ہیں ان کے خلاف آپ کیا چاہتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں وہ اس سے تحریک التواء تو بنتی نہیں ہے ۔ جو آپ نے اس میں لکھا ہے کہ مزارعین قانونی سرگرمیوں میں مصروف ہیں تو پھر مزارعین کے خلاف کیا کر سکتے ہیں یہ individual کیس ہے اس میں بورڈ آف ریونیو کا فیصلہ آپ کے حق میں ہے ۔ اور جو کورٹ کے بھی فیصلے ہیں وہ خود ہی implement کرے گی ۔ The Board of Revenue is very much there. They should approach the Board of Revenue why the decision is not being implemented.

چوہدری امان اللہ لک : نہیں ۔ جناب والا ! جو واقعات physically وہاں موقع پر ہوئے ہیں اس سے اصل میں جو معذرت پیش کی گئی ہے ۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ implementation لا اینڈ آرڈر کے مطابق نہیں ہوئی ہے ۔ وہاں جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اور انتظامیہ نے جس طریقے سے اس کو برداشت کیا ہے وہ معاملہ تحریک التواء کا موضوع ہے تو اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میری تحریک التوائے کار پڑھ لیں اور اس میں تحریک التوائے کار والی بات آئے گی ۔

مسٹر سپیکر : اگر individual cases یہاں آنے شروع ہو جائیں تو پتا نہیں کہ مزارعوں کی کتنی تحریک ہائے التوائے کار یہاں پر آ جائیں گی کہ غیر قانونی طور پر ان کو بے دخل کر دیا گیا ہے I don't want to treat a matter which is really not of a nature of an Adjournment Motion.

اگر تو آپ یہ کہیں کہ کسی گاؤں سے یا کسی سب ڈویژن سے پانچ سو ۔

چھ سو - یا سات سو مزارع بے دخل ہو گئے ہیں یا ناجائز طور پر بے دخل کر دیئے گئے ہیں یا کسی ایک علاقہ پر دو سو - چار سو - پانچ سو - مزارعین نے غیر قانونی طور پر کسی کی زمین پر قبضہ کر لیا ہے - گورنمنٹ کچھ نہیں کر سکتی This would stand to reason that it is a matter of Adjournment Motion.

یہ ایک particular individual case ہے کسی نے عدالت سے یا بورڈ آف ریونیو سے اس بات کا حکم لے لیا ہے کہ مزارعین کو بے دخل کر دیا جائے - How does it become a matter of public importance that the proceeding of the House be adjourned ? I am very sorry. I can't give you that indulgence.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ ہم مزارعین کو بے دخل کرنے کی مداخلت کر سکتے ہیں -

مسٹر سپیکر : نہیں ! میں نے کہا ہے کہ اگر ایک علاقے میں ایسا کیس ہو کہ ای - سی - یا ریونیو آفیسر کسی علاقے میں بورڈ آف ریونیو کا آرڈر implement کرنے میں فیل ہو گیا ہے

That would have become a matter of public importance. So far as this particular case is concerned I don't think that this is any case can become a matter of public importance.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس میں میرا صرف ایک نقطہ ہے - - -

Mr. Abdul Hafeez Kardar : Are you permitting this incomprehensive monologue that goes on from this Honourable Member from Gujrat ? This becomes a feature of the House.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا : مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے -

Mr. Speaker : It is on the question of admissibility and I am going to be the sole judge in that matter.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس میں میری صرف ایک ہی

استدعا ہے ۔ اس کے بعد آپ جو چاہیں فیصلہ صادر فرما دیں اس کو میں قبول کر لوں گا ۔ ضلع میانوالی کی انتظامیہ نے جس بے بسی بے کسی اور معذرت کا اظہار کیا ہے وہ ہمارے لیے bublic importance کا مسئلہ تھا کہ وہاں قانون کے مطابق عمل داری روک دے اور اگر پورے ضلع کی انتظامیہ بے بس ہو جائے ۔ تو اس سلسلہ میں میں آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں اس کے بعد آپ جو مناسب سمجھیں فیصلہ کر دیں ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : D. C. does not come in at all and S. P., has nothing to do with the electment of any tenant from land.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ نے ان کی تحریک التوائے کار کو تو rule out کر دیا ہے مگر اس طرح سے آدھ گھنٹہ صرف ان کی تحریک التوائے کار پر ہی اور صرف ہو جائے گا ۔

Mr. Speaker : I am sorry. I can't entertain this.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں گذارش کروں گا کہ 28 نمبر کی میری ایک تحریک التوائے کار ہے ۔ اتفاق سے جناب وزیر تعلیم صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ۔

کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس کے اساتذہ کو شبینہ کلاسوں کی تدریس کے سلسلے میں سپیشل پے کی بجائے اوور ٹائم کی ادائیگی

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 12 اکتوبر 1976ء کے اداریہ کے مطابق گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں خصوصی شبینہ کلاسوں کا سلسلہ عرصہ سے جاری چلا آ رہا ہے جہاں سے ملازمت پیشہ اصحاب رات کے فارغ اوقات میں تجارتی خط و کتابت ٹائپ و شارٹ ہینڈ اور بک کیپنگ سیکھ کر اپنی تعلیمی استعداد میں اضافہ کر لیتے ہیں ۔ شبینہ کلاسوں میں ان اداروں کے اساتذہ ہی پڑھاتے سکھاتے ہیں اور اس زائد کام کے لیے انہیں 20 فیصد سپیشل پے ملتی تھی لیکن چند ماہ پہلے پنجاب میں اس زائد معاوضہ کو "سپیشل پے" کی جگہ "اوور ٹائم الاؤنس" کا نام دے کر موسم گرما کی

دو ماہ کی تعطیلات کا معاوضہ بچا لیا گیا یہ تبدیلی صرف پنجاب میں کی گئی ہے ۔ باقی تینوں صوبوں کے کمرشل اداروں میں شبینہ کام کے معاوضے کو بدستور ''سپیشل پے'' کے طور پر برقرار رکھا گیا ہے اور وہاں موسم گرما کی چھٹیوں کے عرصے میں بھی اس کی بدستور ادائیگی کی جا رہی ہے اس سے شبینہ کلاسوں میں پڑھانے والے اساتذہ کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے بعض مقامات پر انہوں نے اس حق تلفی کے خلاف بطور احتجاج شبینہ کلاسوں میں پڑھانے سے معذوری کا اظہار بھی کر دیا ہے ۔ اس طرح ایک بڑے پرانے اور مفید تعلیمی سلسلے کو پرانے نام بہت سے نقصان پہنچنے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے جس سے ان اداروں کے اساتذہ کو پریشانی کا سامنا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! جیسا کہ علامہ صاحب نے فرمایا ہے ۔ محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں ۔

وہ لوگ جو شبینہ کلاسوں میں زیادہ کام سر انجام دیتے ہیں انہیں صرف زائد معاوضہ دیا جاتا ہے زائد معاوضہ کسی خاص آسامی کے لیے منظور نہیں کیا جاتا بلکہ یہ الاؤنس کی شکل میں ہوتا ہے جو محکمہ خزانہ نے شبینہ کلاسوں میں کام کرنے والے اساتذہ کو ادا کرنے کے لیے زائد وقت کا معاوضہ کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ لہذا یہ الاؤنس اس بنا پر دیگر الاؤنس کی طرح پنشن میں شمار نہیں کیا جاتا ہے اوور ٹائم الاؤنس گرمیوں کی تعطیلات یا دیگر قسم کی تعطیلات میں جو کہ ایک ہفتہ یا اس سے زائد ہو واجب الادا نہیں ہے ۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مذکورہ الاؤنس بحساب 20 فیصد تنخواہ بشمول ماہانہ الاؤنس ادا کیا جائے اس طریقہ کار سے کمرشل اداروں کے اساتذہ کے زائد معاوضہ میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوگی ۔ یہ امر مشاہدہ میں آیا تھا کہ شبینہ کلاسوں کے طلبا سے وصول شدہ فیسوں کو متعلقہ اساتذہ شبینہ کلاسوں کے معاوضہ کی ادائیگی پر خرچ کیا جاتا تھا ۔ اور یہ طریقہ کار قاعدہ نمبر 7 خزانہ رولز کے منافی ہے ۔ جس کے متعلق واضح ہدایات ہیں کہ صوبائی محاصل کے سلسلہ میں وصول شدہ رقم کو خزانہ میں بغیر کسی تاخیر کے جمع کرا دینا چاہیے ۔ مذکورہ بالا طریق کار کا یہ مطلب ہرگز نہ ہے کہ اخراجات میں کسی

طرح کی بچت کی جا سکے بلکہ یہ فیصلہ بے قاعدہ معاوضہ کی ادائیگی کو باقاعدہ کرکے اور ٹائم الاؤنس کی صورت میں شمار کرکے اس کو قانون اور قاعدے کی شکل دینے کے لیے ہے ۔ لہذا مذکورہ بالا تحریک التوائے کار کی اجازت نہیں دینی چاہیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار بھی بڑی واضح ہے اور وزیر تعلیم صاحب کا جواب بھی بڑا واضح ہے اور تفصیل سے دیا گیا ہے لیکن اس پر مزید غور فرما لیں کہ اگر اساتذہ کو اس سے مزید نقصان ہوتا ہے اور شبینہ کلاسوں کے اجرا میں کوئی تعطل پیدا ہوتا ہے تو اس فیصلہ پر نظر ثانی فرما لیں ۔

وزیر تعلیم : کسی دن آپ تشریف لائیں ۔ ہم دونوں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! میں اپنی تحریک التواء کار پر زور نہیں دیتا ۔ جناب والا! اس کے علاوہ میری ایک اور تحریک التواء کار کل آپ نے پینڈنگ فرمائی تھی ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اس کا جواب دینا تھا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا! اس سلسلہ میں تازہ ترین اطلاعات جو میرے پاس موصول ہوئی ہیں وہ میں عرض کئے دیتا ہوں ، گذارش یہ ہے کہ بہاولپور میونسپل کمیٹی کا کچھ ایریا جو کہ کنٹونمنٹ نے لے لیا تھا ۔ اس کی نوٹیفیکیشن کے لیے کارروائی چل رہی تھی ۔ اور ہماری حکومت نے اس سلسلہ میں کافی میٹنگیں بھی کیں ، اور ان میں فوجی سربراہ بھی شامل ہوئے ۔ اور اب ایک ترمیم شدہ فارمولا چیف آف سٹاف کے زیرغور ہے ۔ اور وہاں پر فیصلہ طلب ہے ۔ میں نے علامہ صاحب کو پہلے بھی یہ یقین دہانی دلائی ہے کہ میں حکومت پنجاب کی طرف سے جلد ہی ان کو ایک اور مراسلہ بھیجوں گا کہ وہ اس کا جلد فیصلہ فرما دیں اور اس کے بعد آپ کو مکمل اطلاع دے دوں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! میں نے کل ڈاکٹر صاحب کو اس ضمن میں تمام دستاویزی ثبوت پیش کئے تھے ۔ جن میں وزیر اعظم صاحب نے جو کہ ڈیفنس منسٹر بھی ہیں واضح الفاظ میں یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ اس ایریا کو کنٹونمنٹ ایریا سے خارج کر دیا جائے ۔ چنانچہ

اس سلسلہ میں جناب چیف سیکرٹری صاحب کی صدارت میں ایک میٹنگ بھی ہوئی تھی جس میں کمشنر بہاولپور کو بلایا گیا تھا ۔ اور آرمڈ فورسز کے کچھ افسران بھی اس میں شریک ہوئے تھے اس میں یہ طے ہوا تھا کہ وزیر اعظم کے واضح احکامات کے پیش نظر اس کو جلد از جلد خارج کر دیا جائے ۔ اب اس میں سوال یہ پیدا ہوا کہ آرمی آفیسران نے یہ کہا کہ اس وقت پچاس ساٹھ مکان ہمارے پاس ہیں ۔ اگر اس ایریا کو کمیٹی کے سپرد کیا گیا تو ان مکانات اور ہماری رہائش کا کیا بنے گا ۔ یہ تھا اصل زیر غور مسئلہ جس پر میں ڈاکٹر صاحب کی توجہ مبذول کراؤں گا اس پر کمشنر بہاولپور نے یہ کہا تھا کہ ہمارے پاس اختیارات موجود ہیں کہ اگر یہ ایریا آپ کے پاس موجود نہ ہو اور کمیٹی میں چلا جائے ۔ تو بھی مکانات ہم ریکوزیشن کر سکتے ہیں اور اس طرح سے آپ کے لیے رہنے کی سہولت مہیا کر سکتے ہیں ، اس صورت حال کے بعد اب اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے ۔ اگر ڈاکٹر صاحب اس بات کی یقین دہانی کرالیں کہ وہ اس کو pursue بھی کریں گے اور صرف یاد دہانی ارسال کرنے پر ہی اکتفا نہ کریں گے تو میں اپنی تحریک التوائے کار واپس لیتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری تحریک ہائے التوائے کار 42 اور 53 آج کے لیے رکھی تھیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

متروکہ اراضیات کی غیر قانونی الاٹمنٹ کی روک تھام

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے متروکہ اراضیات کی الاٹمنٹ قانوناً بند کر دی ہے لیکن صوبہ بھر میں پچھلی تاریخوں میں متروکہ اراضی کی الاٹمنٹ کا ناجائز کاروبار وسیع پیمانے پر جاری ہے ۔ جب کہ ہزاروں مستحق مہاجرین اپنے بقایا زرعی پولٹوں کے مجاز جائز الاٹمنٹ سے محروم ہیں ۔ صوبائی حکومت اس وسیع ناجائز الاٹمنٹ کے کاروبار کو خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھ رہی ہے ۔ کیونکہ اس کے موقف کے مطابق اس کاروبار کو روکنے اور ملزموں کے

خلاف مؤثر کارروائی کرنے کے لیے کوئی قانون اس وقت موجود نہیں ہے۔ حکومت کی طرف سے قانون کے عدم نفاذ اور انتظامیہ کی بے عملی کے باعث متروکہ اراضی کی ante date الاٹمنٹ کے وسیع سلسلہ نے بحرانی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ جس سے عوام میں ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! اس کے ساتھ تحریک التوا نمبر 53 بھی ہے۔

مسٹر سپیکر : اس کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا! کیونکہ متعلقہ وزیر نہیں ہے۔ اس کو پینڈنگ کر لیں۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے۔ پینڈنگ ہو گئی ہیں۔ اب تحریک التوا کار نمبر 107 لی جاتی ہے۔

زرعی تمباکو فارم کی بہاول پور سے ساہیوال منتقلی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں زرعی تمباکو فارم کو بہاولپور سے ساہیوال منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ اس مقصد کے لیے پہلے ہی ساہیوال کے لیے ایک علیحدہ منصوبہ بنانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ تمباکو فارم کی منتقلی کے فیصلہ سے بہاولپور کے کاشتکاروں اور دیہی حلقوں میں اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا! چند ایک حقائق میں پیش کرتا ہوں، پہلی چیز تو یہ ہے کہ بہاولپور کے تمباکو فارم کو منتقل نہیں کیا جا رہا ہے یعنی اس فارم کو بہاولپور سے ساہیوال منتقل نہیں کیا جا رہا ہے۔ البتہ وہاں پر جو تمباکو بالونٹ ہیں جن کا ہیڈ کوارٹر بہاولپور میں ہے۔ ان کے ہیڈ کوارٹر کو بہاولپور سے ساہیوال منتقل کیا جا رہا ہے۔ بلکہ بہاولپور سے ساہیوال اس کے ہیڈ کوارٹر کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہاولپور میں 195 ایکڑ رقبہ پر تمباکو کی کاشت ہوتی ہے۔ جبکہ ساہیوال میں 10,000 ایکڑ رقبہ پر تمباکو کی کاشت ہوتی ہے اس کے مدنظر یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ چونکہ ساہیوال میں پنجاب میں سب

سے زیادہ کاشت ہوتی ہے ۔ صوبہ پنجاب میں کل کاشت تمباکو کی 51,288 ایکڑ ہے ۔ جس میں صرف ساہیوال میں 10,600 ایکڑ پر کاشت ہوتی ہے اس لیے صرف اس آفیسر کے ہیڈ کوارٹر کی تبدیلی کی جا رہی ہے ۔ صرف بہاولپور سے ایک باٹونسٹ کے ہیڈ کوارٹر کو تبدیل کیا جا رہا ہے ۔ نہ ہی وہاں کے تمباکو فارم کو بند کیا جا رہا ہے اور نہ ہی تحقیقاتی کام کو بند کیا جا رہا ہے صرف ایک ماہر کے ہیڈ کوارٹر کو اس حصے میں تبدیل کیا جا رہا ہے جہاں پر سب سے زیادہ تمباکو کی کاشت ہوتی ہے اور یہ قومی مفاد کے تحت کیا گیا ہے اس میں بہاولپور کے ساتھ کوئی ایسی چیز نہیں کی جا رہی ہے کہ وہاں سے تمباکو فارم یا تمباکو کی تحقیق بند کی جا رہی ہو ۔ میں اس چیز کا یقین دلاتا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! جناب سینئر منسٹر صاحب کو صحیح اور مفصل اطلاعات فراہم نہیں کی گئیں ۔ جناب والا ! یہ تمباکو فارم بہاولپور میں ایک عرصہ سے قائم ہے اور اس کا مقصد تحقیقی کام کرنا ہے ۔ 1972ء میں ایسی ہی ایک تجویز کی گئی تھی کہ اسے ساہیوال منتقل کر دیا جائے لیکن وہاں کے مقامی کاشتکاروں کے احتجاج پر حکومت نے 11 اگست 1972ء کو یہ فیصلہ واپس لے لیا اور یہ کہا :

> Considering that Sahiwal is the most important district for growing of tobacco it has further been decided that a new scheme be drawn up for conducting research on tobacco in Sahiwal and submitted to Government for necessary action.

اب جناب والا ! ایک تازہ خط 6 اکتوبر 1976ء کو جاری کیا گیا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے ۔

> He is requested to make out a case for the shifting up Tobacco Research Section from Bahdwalpur to Sahiwal and intimate minimum area requirements for the Research Section so that the

same is transferred to Sahiwal Farm

اور پھر آگے کاپی بھیجی گئی ہے -

Copy forwarded to the Tobacco Botanist, Bahdwalpur, for making out a case for shifting the Station from Bahawalpur to Sahiwal intimating therein the minimum area requirement for the research section.

تو جناب والا! وہاں سے ظاہر ہے فارم کی زمین تو منتقل نہیں ہو سکتی -

مسٹر سپیکر : سینئر منسٹر صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ ریسرچ کا کام بھی منتقل نہیں ہو رہا -

وزیر خزانہ : نہیں جناب والا ! بہاول پور کی سکیم تو جاری رہے گی - میں سمجھتا ہوں کہ جو فاضل رکن فرما رہے ہیں میرے کہنے میں کوئی تضاد نہیں - وہ فرما رہے ہیں کہ ایک آدمی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر یعنی اپنا ریسرچ سیل وہاں شفٹ کرے - اور یہ بتائے کہ وہاں زمین کتنی چاہیے -

سید تابش الوری : تو پھر باقی وہاں پر کیا رہے گا - یہی تو وہاں عملہ ہے -

وزیر خزانہ : نہیں جو بڑا بٹونسٹ ہے اس کو وہاں پر لایا جا رہا ہے اور اس کے بعد وہاں پر دوسرا عملہ رہے گا اور کہاں ایک ضلع میں 195 ایکڑ زمین کاشت ہوتی ہے اور کہاں دوسرے ضلع میں 10,600 ایکڑ زمین کاشت ہوتی ہے نئی اقسام دریافت کرنے - اس کی - کاشت کی پروڈکشن کی - اس میں اچھی کوالٹی کی - یہ ساری ریسرچ اس ضلع میں زیادہ ہو سکتی ہے جہاں تمباکو زیادہ کاشت ہوتا ہو - تو جناب والا ! ساہیوال میں تمباکو زیادہ کاشت ہوتا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! ہم چاہتے ہیں کہ ساہیوال میں ضرور ریسرچ سٹیشن قائم ہو لیکن جیسے کہ حکومت کا فیصلہ اور چٹھی میں نے آپ کو سنائی ہے اس کے لیے ایک الگ سکیم تیار کی گئی ہے اور رقم کی منظوری کے لیے الگ کہا گیا ہے اور وہ وہاں پر ضرور قائم ہونا چاہیے

میں اس کی حمایت کرتا ہوں لیکن بہاول پور کی قیمت پر ساہیوال تحقیقی کام کی اجازت دینا میرے خیال میں کسی طرح مناسب نہیں ہے ۔ جناب والا ! یہ پہلے بھی گورنمنٹ کا فیصلہ ہے اور اب بھی انھوں نے پورا ریسرچ سیکشن وہاں سے منتقل کر دیا ہے صرف وہاں پر زمین رہ جائے گی اور جب عملہ نہیں ہوگا جو تحقیقی کام کرنے کے لیے متعین کیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ زمین کو بھی اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔ اس لیے اس کی جو براہ راست interpretation کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں سے تمباکو کا جو تحقیقی فارم ہے اور ریسرچ فارم ہے اس کو ختم کر کے ساہیوال منتقل کیا جا رہا ہے ۔ اور ہمارا اس سلسلہ میں نقطہ نظر یہ ہے کہ ساہیوال میں ریسرچ سٹیشن نیا قائم ہونا چاہیے لیکن بہاول پور کا جو عملہ ہے اس کو وہاں شفٹ نہ کیا جائے ۔ کیونکہ بہاول پور میں تمباکو کی ایسی قسم کاشت ہوتی ہے جو سگریٹوں کے لیے بہترین سمجھی جاتی ہے ۔ جناب والا ! یہ ٹھیک ہے کہ وہاں رقبہ نسبتاً کم ہے لیکن وہاں بہت عرصہ سے تحقیقات کے نتیجے میں کچھ ایسے ایریاز ڈویلپ کر لیے گئے ہیں جہاں خاص قسم کا تمباکو پیدا ہو رہا ہے ۔ اگر وہاں جو پہلے سے کام ہو رہا ہے اس کو ختم کر کے ایک نئی جگہ کام شروع کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پر صرف اعتراض یہ ہے کہ ہمارا کام جاری رہنے دیجیئے اور ساہیوال کو ایک نئے منصوبے کے تحت نیا ریسرچ فارم دے دیں ۔ جناب والا ! یہ ایک جائز مطالبہ ہے اور اس کی وجہ سے وہاں کے کاشتکاروں میں بڑی بے چینی اور اضطراب ہے ۔ جناب والا ! کہا تو یہ جاتا ہے کہ بہاول پور کو دوسرے علاقوں کے مقابلہ میں ترجیح دی جائے گی وہاں پر منصوبے قائم کئے جائیں گے لیکن اب یہ ہو رہا ہے کہ وہاں پر جو منصوبے پہلے سے موجود ہیں انہیں ختم کر کے دوسرے اضلاع میں منتقل کیا جا رہا ہے اس لیے میں جناب سینئر وزیر سے درخواست کروں گا کہ جس طرح وہ ہمارے دوسرے معاملات میں بہاول پور کی پسماندگی اور ضرورت کے پیش نظر خاص رویہ اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں اور جناب وزیر اعظم نے اس سلسلہ میں خصوصی ہدایات جاری کی ہیں کہ وہاں نئے منصوبے قائم کئے جائیں اور کسی بھی منصوبہ کو ختم نہ کیا جائے ۔ اس کے پیش نظر میں اصرار کرتا ہوں کہ وہاں سے ریسرچ سٹیشن شفٹ کرنے کا یہ فیصلہ فوری طور پر واپس لیا جائے اور اس تحریک پر فوری طور پر بحث کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! جیسے آپ نے جو فرمایا ہے پوری سٹیٹمنٹ positive ہے کہ وہاں سے تمباکو فارم کو ساہیوال منتقل نہیں کیا جا رہا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ بھی نہیں کیا جا رہا اور وہاں تحقیق کا کام بدستور جاری رہے گا اور نہ تو وہاں سے فارم کو تبدیل کیا جا رہا ہے اور نہ ہی وہاں سے تحقیقات کے کام کو ختم کیا جا رہا ہے دونوں باتیں بالکل یقینی ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں گورنمنٹ کا یہ خط پیش کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے کہ آپ یہاں حکومت کا لیٹر پیش کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : لیکن وہ تو زبانی بات کر رہے ہیں اور میں تحریری بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مگر حکومت تو یہاں خود بول رہی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس لیٹر میں تضاد نہیں ۔ لیٹر میں تو یہی ہے کہ ایک آدمی کو حکم دیا گیا ہے کہ تم جو بوٹانسٹ ہو وہ شفٹ ہو جاؤ ۔

Syed Tabish Alwari : Shifting of Tobacco Research Section from Bahawalpur to Sahiwal.

وزیر خزانہ : تو پھر جو بوٹانسٹ آئے گا وہ اکیلا تو نہیں آئے گا ۔

سید تابش الوری : وہاں تو اور کچھ چیز ہے ہی نہیں صرف ریسرچ سیکشن ہی تو ہے ۔ اگر ریسرچ سیکشن وہاں سے شفٹ ہو گیا تو صرف زمین باقی رہ جائے گی ۔ جناب والا ! میری گذارش یہی ہے کہ اگر وہ تردید نہیں کر رہے اور میری تائید کر رہے ہیں تو پھر انہیں یہ یقین دہانی کرانی چاہیے کہ وہاں سے ریسرچ کا کام اور یہ سیکشن شفٹ نہیں کیا جائے گا اور ساہیوال کو ایک نیا بوٹانسٹ فراہم کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : وہ یہی تو کہہ رہے ہیں کہ ریسرچ کا کام ختم نہیں کیا جائے گا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! بہاولپور میں تحقیقاتی کام بدستور جاری رہے گا ۔

Mr. Speaker : In view of this statement by the Minister in the House.

کہ وہاں پر تحقیقاتی کام جاری رہے گا۔

how can I entertain this adjournment motion ?

سید تابش الوری : جناب والا! میں نے تو آپ کو لیٹر پیش کر دیا ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ ٹھیک ہے۔ لیکن فاضل وزیر اب ایوان میں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں تحقیقاتی کام بدستور جاری رہے گا۔

سید تابش الوری : جناب والا! انہیں یہ یقین دہانی کرانی چاہیے کہ ریسرچ سیکشن وہاں برقرار رہے گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! یہ جو گورنمنٹ کا آرڈر ہے اس کے متعلق کیا ہوگا کیا وہ آرڈر منسوخ ہو جائے گا ؟

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کا یہ effect نہیں ہے۔

سید تابش الوری : پھر آپ اسے پڑھیں اور آپ اسے سمجھ لیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر! اگر وہ فرماتے ہیں کہ شفٹ نہیں کیا جائے گا تو پھر ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا کہ بوٹانسٹ شفٹ نہیں کیا جائے گا۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ آپ جو گورنمنٹ کا لیٹر پیش کر رہے ہیں اس میں کوئی غلطی نہیں ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ انہوں نے ایک افسر کو حکم دیا ہے (بوٹانسٹ کو) کہ وہ اپنا ہیڈ کوارٹر بہاولپور سے ساہیوال میں تبدیل کر لے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس تبدیلی کے بعد بھی بہاولپور کیا کو فارم میں تحقیقاتی کام جاری رہے گا۔

سید تابش الوری : اور وہاں کوئی بوٹانسٹ نہیں ہوگا۔

مسٹر سپیکر : وہ علیحدہ آئیں گے اس میں کیا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ بغیر بوٹانسٹ کے اور بغیر ریسرچ سیکشن کے اس فارم کا کیا فائدہ ہوگا۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that the Zarai Tobacco Farm is not being transferred from Bahawalpur to Sahiwal and the research work will continue

at Bahawalpru, the adjournment motion is not allowed.

اب سید طاہر احمد شاہ کی تحریک التوا کار نمبر 91 لیتے ہیں ۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین لائل پور کی نئی عمارت تعمیر کرنے میں حکومت کی غفلت

مسٹر سپیکر : سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لائلپور شہر میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین کی موجودہ عمارت طالبات کے حصول تعلیم کے لیے ناکافی ہے جس کی وجہ سے مذکورہ کالج کو منتقل کرنے کی غرض سے کوہ نور ٹیکسٹائل مل کے پیچھے تقریباً بیس ایکڑ اراضی حاصل کر لی گئی ہے اور جس کا نقشہ اور سکیم بھی مکمل ہو چکی ہے ۔ لیکن تاحال مذکورہ سکیم شروع نہیں کی گئی ۔ اس سکیم کے شروع کرنے میں حکومت کی غفلت کی وجہ سے کالج کے اساتذہ طالبات اور عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

اس میں urgent importance کی کیا بات ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ انہوں نے صرف اطلاع مانگی ہے وہ میں عرض کئے دیتا ہوں ۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین لائل پور کو نئی بلڈنگ مہیا کرنے کے لیے حکومت پنجاب نے اراضی حاصل کر لی ہوئی ہے ۔ اس سلسلے میں ایک سکیم تیار کی گئی اور بعد ازاں اسے محکمہ پلاننگ و ڈویلپمنٹ کو بھیج دی گئی ۔ سکیم ہذا صوبائی ترقیاتی کمیٹی (Provincial Development Working Committee) کی میٹنگ میں زیر غور لائی گئی جس میں انہوں نے سکیم کو ازسرنو تیار کرنے کے لیے چند تجاویز پیش کیں ۔ اس وقت ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب و ڈائریکٹر محکمہ تعلیم سرگودھا ڈویژن سکیم کو از سر نو تیار کر رہے ہیں ۔

موجودہ مالی سال میں تین لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ یہ رقم گورنمنٹ کالج برائے خواتین کی بلڈنگ کا کام شروع کرنے کے لیے کافی ہے ۔ حکومت پنجاب ادارہ ہذا کو نئی بلڈنگ مہیا کرنے کے لیے تمام تر

کوشش کر رہی ہے ۔ اس لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ایک منصوبہ بندی کی بات ہے ۔ فوری اہمیت کا تو وہ معاملہ ہوتا ہے جیسے کوئی حادثہ ہو جاتا ہے یا کوئی واقعہ ہو جاتا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا 3 کروڑ روپے کا یہ منصوبہ تیار ہے ۔ سکیم بن چکی ہے ۔ صرف NEC سے اس کی مرحلہ وار تیاری پر عمل درآمد کرنے کی صورت میں اجازت حاصل کرنی ہے ۔ صوبائی حکومت اجازت حاصل کرنے کے سلسلے میں مجرمانہ غفلت برت رہی ہے ۔ جب تک ان سے اجازت حاصل نہیں ہو گی اس وقت تک اس کی تکمیل اور تعمیر کا کام شروع نہیں کیا جا سکے گا ۔ مجھے اپنی تحریک التوا میں گذارش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ منصوبہ بندی مکمل ہو چکی ہے ۔ فنڈز اس کے لیے مختص ہو چکے ہیں ۔ چھ مراحل میں اس کی تکمیل کو پایہ تکمیل تک پہنچنا ہے ۔ اس کی تعمیر شروع کرنے کا ڈائریکٹر سرگودھا ڈویژن سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک :

پھالیہ ڈنگہ روڈ ۔ گجرات کا پختہ کیا جانا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعظم پاکستان نے گجرات کے دورہ پر پھالیہ ڈنگہ روڈ کو پختہ کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ۔ چونکہ یہ سڑک انتہائی اہم ہے اور تحصیل کھاریاں اور پھالیہ تحصیل کو ملاتی ہے اس علاقہ کے عوام کا کافی عرصہ سے مطالبہ تھا کہ اس سڑک کو قابل گزر بنایا جائے اور پختہ کیا جائے ۔ لیکن انتظامیہ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی مورخہ 20 نومبر 1976ء سے اس علاقہ کے عوام نے شدید احتجاجی مظاہرے شروع کر دیئے ہیں ۔ سڑک پر نہر اور ٹیوب ویلوں کا پانی چھوڑ کر اسے بند کر دیا ہے ۔ سڑک پر کھالے بنا کر اس پر ٹریفک بند کر دی ہے ۔ گنے کی سپلائی شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاوالدین کو روک دی گئی ہے ۔ عوام کا مطالبہ ہے کہ

اس سڑک کو وزیر اعظم پاکستان کے وعدہ کے مطابق پختہ کیا جائے یہ واقعہ میرے ذاتی علم میں آج آیا ہے ۔ اس واقعہ پر فوری بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔

وزیر خزانہ : وزیر متعلقہ اس وقت نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر وزیر متعلقہ آ جاتے ہیں تو اس کو لے لیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ موضوع وزیر خزانہ سے متعلقہ ہے ۔ یہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی منسٹر سے متعلقہ نہیں ہے ۔ اس منصوبہ کو ترک کر دیا گیا ہے ۔

وزیر خزانہ : ورلڈ فور پروگرام کے تحت یہ سڑک کچی بنی تھی ؟

چوہدری امان اللہ لک : یہ وہ سڑک نہیں ہے ۔ پرائم منسٹر صاحب نے جلسہ عام میں پھالیہ ڈنگہ روڈ کو پختہ کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ۔ اس کے بعد اب وزیر خزانہ کی ذمہ داری ہے اور وہی اس کے متعلق فرما سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اگر وقت بچ گیا تو اس کو بھی دیکھتے ہیں ۔ تحریک ہائے التوائے کار کو لیے ہوئے 40 منٹ ہو گئے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : پھر میں جناب والا ! استدعا کرتا ہوں کہ ملک غلام نبی صاحب تشریف فرما ہیں ۔ انھوں نے کل کے بیان کے متعلق ایک سٹیٹمنٹ دینی تھی ۔

مسٹر سپیکر : وہ سٹیٹمنٹ کس سلسلے میں ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : وہ تحریک التوا نمبر 74 کمرشل انسٹیٹیوشن کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : کل وہ مسئلہ ختم ہو گیا تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جی نہیں ۔ یہ مسئلہ باقی رکھا گیا تھا کہ وزیر صاحب جب واپس آئیں گے جواب دیں گے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! آپ اس تحریک التوا کو ایوان میں پڑھ دیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ کل پڑھی جا چکی ہے اور اس پر بحث بھی ہو چکی

ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ کل آپ نے کوئی بیان دینا تھا۔

وزیر تعلیم : جناب والا! جب یونین وغیرہ کا الیکشن ختم ہوا تھا تو سیالکوٹ اور لاہور کے ٹیکنیکل اداروں سے لڑکے میرے پاس آئے اور انھوں نے کہا یہ زیادتی ہے کہ جو لوگ ان اداروں میں پڑھتے نہیں ہیں وہ کسی دوکان سے کام سیکھ لیتے ہیں اور پھر نوکریاں لینے کے لیے میدان میں آجاتے ہیں۔ وہ ٹرینڈ بھی نہیں ہوتے ہیں اور ہمارے راستے میں حائل ہوتے ہیں۔ یہ بیان نہیں تھا جو یہ فرما رہے ہیں۔ اور نہ ہم ان کو لے رہے ہیں۔ بیان یہ تھا کہ ان اداروں سے فارغ التحصیل طلبا کو ہم consider نہیں کریں گے بلکہ ہم ان طالبعلموں کو porper جگہ دیں گے جو کہ ہمارے گورنمنٹ کے اداروں سے پاس ہو کر باہر نکلتے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ شاید ہمارے ادارے ختم ہونے لگے ہیں۔ کسی نے اپنا سامان لپیٹ لیا۔ وہ اپنا سامان لے کر بھاگ گیا کسی نے بلڈنگ خالی کروا لی۔ جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں میں ان کی وضاحت کے لیے عرض کر دوں کہ گورنمنٹ کا کوئی ایسا mission نہیں ہے کہ ان اداروں کو اپنی تحویل میں لے۔ اس لیے اگر وہ ان کو چھوڑ رہے ہیں تو آپ ان سے کہیں کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں، کیوں ان اداروں کو چھوڑ رہے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! ان کے بیان سے وضاحت ہو گئی ہے کہ وہ ان اداروں کو نہیں لے رہے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : اب سید تابش الوری کی ایک تحریک استحقاق ہے جو پیش ہوگی۔

نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کے راہنماؤں کی تقاریر سننے سے بہاول پور بار ایسوسی ایشن کے انکار سے متعلق وزیر قانون کی غلط بیانی

سید تابش الوری : جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ کو جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے پیش کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ وزیر قانون پنجاب نے مورخہ 17 نومبر 1976ء کو ایک تحریک

التوائے کار کے جواب میں یہ بیان دیا کہ بہاول پور بار ایسوسی ایشن نے نیشنل ڈیمو کریٹک پارٹی کے راہنماؤں بیگم نسیم ولی خان اور سردار شیر باز خان مزاری وغیرہ کو سننے سے انکار کر دیا تھا اور یہ کہ حکومت اور انتظامیہ نے انہیں بہاول پور پہنچنے سے نہیں روکا۔ جناب وزیر قانون کا یہ بیان صریحاً غلط بیانی پر مبنی ہے۔ بار ایسوسی ایشن بہاول پور کے منسلک مکتوب قرارداد اور اخباری تراشوں سے یہ غلط بیانی ثابت ہو جاتی ہے۔ وزیر موصوف کی جانب سے ایوان میں اس دیدہ دانستہ غلط بیانی سے اسمبلی کا انفرادی و اجتماعی استحقاق پامال ہوا ہے۔

جناب والا! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جناب وزیر قانون صاحب نے اس ہاؤس میں ایک تحریک التواء کے سلسلے میں یہ بیان دیا تھا جو اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اس پر بہاول پور بار ایسوسی ایشن نے بہت شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ انہوں نے ایک خط آپ کے نام بھی بھیجا ہے۔

مسٹر سپیکر: مجھ تک تو وہ خط نہیں پہنچا ہے۔ آپ تک پہنچا ہے۔

سید ثاقب الوری: کاپی برائے مسٹر سپیکر پنجاب اسمبلی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں وہ خط پیش کر رہا ہوں۔

> My attention has been drawn to the news item appearing in Daily Mashriq, Lahore dated 18-11-76 and Daily Nawa-i-Waqt dated 18-11-76, in which an impression has been given by the Law Minister Punjab Provincial Assemly while replying Tehrik-i-Iltawa raised by Mr. Amanullah Lak, M.P.A., that Bahawalpur Bar Association had refused to listen the Leaders of the National Democratic Party i.e. Begum Naseem Wali Khan and Mr. Sher Baz Mazari.
>
> The factual position is that the Bahawalpur Bar Association had voted a day earlier by an overwhelming

majority by ratio of 95 in favour and only 9 against to listen to Begum Naseem Wali Khan and other leaders of National Democratic Party.

I am sending herewith a copy of resolution.

The Bar Association condemns the attitude adopted by the local administration in inviting the miscreants and encouraging them to indulge in the hooliganism and who by forcing their entry in the Bar Room have violated the privilege and most cherished sanctity of the Bar Association and forcibly manhandled and removed from Bar Room a guest of the Bar. The Bar Association condemns the objectionable attitude and observed a token strike on 8-11-76.

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ایوان کے سامنے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے ۔

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The House accepts the motion moved by the Senior Minsiter. It is sent to the Committee on Privileges, the report to come with in a month.

سید تابش الوری : جناب والا ! میری ایک Assurance Motion ہے ۔

مسٹر سپیکر : Assurance Motion تو میں خود ہی deal کر لوں گا ۔ لیکن اس سلسلے میں متعلقہ وزیر صاحب کی رپورٹ میرے پاس نہیں آئی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ٹھیک ہے ۔ ویسے رپورٹ آپ کے پاس پہنچ چکی ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (جواز حصول) جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 95 بابت 1976ء)

(جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم دی پنجاب اربن امووایبل پراپرٹی (ویلوئیشن آف ٹیکس) بل 1976ء لے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ کچھ فرمائیں گے ؟

وزیر خزانہ : جی۔ جناب والا! میں یہ بحث اس نکتے پر مرکوز کرنے کے لیے یہ گذارش کروں گا کہ اس بل کے ذریعے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جا رہا اور نہ ہی کسی ٹیکس میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ صرف ایک ٹیکنیکل لیگل flaw کی وجہ سے جو کیس ہائی کورٹ میں گیا اور جج صاحب کے فیصلے کے مطابق جو ایک legal lacuna ہے اس کو پورا کرنے کے لیے یہ ترمیم لائی جا رہی ہے۔ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جا رہا اور نہ ہی ٹیکس میں کوئی اضافہ کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! ہوا اس طرح ہے کہ 1940ء کے پنجاب اربن امووایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کے تحت یہ قانون تھا کہ اگر کسی میونسپل ایریا میں اور ریٹنگ ایریا میں extension ہو تو اس کے تحت ایک نوٹیفیکیشن کرنے کی ضرورت تھی کہ چونکہ میونسپل ایریا میں اس ایریا کا کیا اضافہ ہوا ہے اس لیے اب فلاں ایریا پر بھی ٹیکس لاگو ہو۔ یعنی جب ایریا میں extension ہو تو اس کو ریٹنگ ایریا اور اس 1940ء کے ایکٹ کے تحت taxable area قرار دینے کے لیے ایک نوٹیفیکیشن جاری کرنا پڑتا تھا۔ 1958ء میں جب بہت سارے پراپرٹی ٹیکس ایکٹ ہائے کو اکٹھا کرکے ایک comprehensive قانون بنایا گیا۔ ایک جامع قانون بنایا گیا جس کا نام تھا 1958ء کا اربن امووایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ اس کے تحت یہ کہا گیا کہ جو نوٹس 1940ء کے ایکٹ کے تحت دیئے گئے ہیں وہ 1958ء کے ایکٹ کے لاگو ہونے کے بعد بھی valid رہیں گے۔ دوسرے یہ کہا گیا کہ 1940ء کے ایکٹ کے تحت دیئے گئے نوٹس کے بعد جب کسی بھی نئے ایریا کا ریٹنگ ایریا میں اور میونسپل ایریا میں اضافہ ہو تو اس پر بھی یہ ٹیکس کے نوٹس لاگو ہوں گے۔ ہائی کورٹ کے فاضل جج نے یہ hold کیا ہے کہ نہیں 1940ء کے ایکٹ کے

تحت وہ نوٹس effective رہیں گے جو 1958ء کے ایکٹ کے آنے سے پہلے تک تھے - اس کے بعد جو نئے ایریا آئے ہیں ان کے لیے آپ کو دوبارہ نوٹیفیکیشن کرنا چاہیے تھا جو ڈیپارٹمنٹ نے نہیں کیا وہ اس ایکٹ میں provide کیا گیا تھا اور اس کی ضرورت نہیں ہے - تو جناب والا اب بس صرف اتنا ایک legal lacuna ہے جس کو پورا کرنے کے لیے اور ایک قانونی جواز کو پورا کرنے کے لیے یہ ترمیم لائی جا رہی ہے - کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جا رہا - ٹیکس میں اضافہ نہیں کیا جا رہا - کسی نئے ایریا کو شامل نہیں کیا جا رہا وہ ایریے پہلے سے شامل ہیں - وہاں سے ٹیکس لیتے رہے ہیں - ایک قانونی خلا تھا جس سے انہوں نے فائدہ اٹھانا چاہا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کو اور عوامی خزانے کو جس سے سڑکیں بنتی ہیں اور جیسے ابھی چوہدری امان اللہ لک صاحب کہہ رہے تھے کہ جس سے سکول بنتے ہیں ، ہسپتال بنتے ہیں - سرکاری ملازمین کو تنخواہیں ملتی ہیں - بہاولپور کمپا کو فارم میں ریسرچ ہوتی ہے - تو یہ سارے پیسے انہی ٹیکسوں سے چلتے ہیں - اس لیے مجھے امید ہے کہ حزب اختلاف کے فاضل اراکین بھی اس قانون کی حمایت کریں گے اور یہ قانون جلدی سے پاس ہو جائے گا - بہت شکریہ -

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! کیا آپ فرما سکیں گے کہ موجودہ بل جو اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے یہ منی بل ہے یا سادہ بل ہے ؟ اگر یہ منی بل ہے تو کیا اس کے لیے قاعدے کے مطابق اور دستور کے تحت مطلوبہ consent حاصل کر لی گئی ہے اور اگر حاصل کر لی گئی ہے تو وہ ایوان میں پڑھ کر سنا دی جائے -

مسٹر سپیکر : آپ اصل میں لیٹ ہو گئے ہیں - میں ویسے آپ کو دکھا دیتا ہوں -

This should have been done when actually it was moved.

سید تابش الوری : جناب والا! کیا اس کے لیے پھر یہ مناسب نہیں ہوگا کہ اس کی جو consent ہو وہ ساتھ ہی مزا کولیٹ کر دی جائے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ گورنمنٹ کی consent اس سلسلے میں حاصل کر لی گئی ہے -

مسٹر سپیکر : presumption نہیں - کوئی ایسی بات نہیں ہے - آپ موشن پیش تو کریں -

سید تابش الوری : جناب والا! اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ منی بل ہے اور اس کے لیے consent موجود ہے -

مسٹر سپیکر : میں نے ابھی یہ نہیں کہا کہ consent موجود ہے - اگرچہ موجود ہے - میں نے تو یہ کہا ہے کہ آپ نے وقت پر احساس نہیں کیا کیونکہ آئین میں تو اس کے متعلق بڑی واضح دفعہ ہے - ایک مرتبہ غلطی سے کوئی بل introduce ہو جائے اور introduction کے وقت آپ اس پر اعتراض نہیں کرتے تو پھر اس کے بعد اعتراض کا جواز نہیں بنتا - میں یہ آپ کو ٹیکنیکل بات بتا رہا ہوں factual جواب میں ابھی آپ کو دیتا ہوں - لیکن ٹیکنیکل بات یہ بتائی ہے کہ جب یہ بل move ہوا تھا تو اسی وقت یہ اعتراض ہونا چاہیے تھا -

سید تابش الوری : جناب والا! یہ بھی ایک قانونی اعتراض ہے -

مسٹر سپیکر : آپ اپنی موشن تو move کریں -

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That the Punjab Urban Immovable Property (Validation of Tax) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 18th January, 1977.

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the Punjab Urban Immovable Property (Validation of Tax) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 18th January, 1977.

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Syed Tahir Ahmad Shah.

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, I move ;

> That the Punjab Urban Immovable

Property (Validation of Tax) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th January, 1977.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the Punjab Urban Immovable Property (Validation of Tax) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th January, 1977.

Minister for Finance : Opposed.

مسٹر سپیکر : مجھے ایک اعلان کرنا ہے اور وہ اعلان میں پہلے بھی کر چکا ہوں کہ بین الاقوامی کرکٹ ٹیم اور پاکستانی کرکٹ ٹیم کے مابین کرکٹ میچ جو اتوار مورخہ 28 نومبر 1976ء کو ہو رہا ہے اس میں پنجاب اسمبلی کے تمام اراکین ، تمام ایم - این - اے صاحبان اور تمام سینیٹر صاحبان مدعو ہیں لہذا ان کو کسی کارڈ کی ضرورت نہیں - ممبرز گیٹ پر اسمبلی کا سٹاف موجود ہوگا اس لیے انہیں داخلے میں دقت نہیں ہوگی - یہ اعلان جناب پریذیڈنٹ پاکستان کرکٹ بورڈ کی طرف سے کیا جا رہا ہے -

فاضل سینیئر منسٹر صاحب - ایک تحریک وزیر قانون صاحب کی ہے "کہ دی پنجاب اربن امووبیل پراپرٹی (ویلیڈیشن آف ٹیکس) بل 1976ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے" - یہ آپ کی طرف سے move سمجھی جاتی ہے یا ان کی طرف سے ؟ یا آپ اس کو ان کے behalf پر کر رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ میں کر رہا ہوں -

Mr. Speaker : In pursuance of Article 116 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I, Sadiq Hussain Qureshi, Chief Minister recommend the introduction of the Punjab Urban Immovable property (Validation of Tax) Bill, 1976.

Dated 11th November, 1976.

وزیر خزانہ : جناب والا! آپ نے جو پہلے سوال پوچھا تھا کہ یہ تحریک کون کر رہا ہے تو میں اس کے متعلق یہ گذارش کروں گا کہ ہاں ۔ لاء منسٹر صاحب کی طرف سے اسے میں کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب ۔ آج ہاؤس کو sine die adjourn کرنے کی کوئی نیت ہے تو اس میں آپ بھی کچھ امداد کر سکیں گے ؟

سید تابش الوری : جناب والا! آپ ہی کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ کچھ امداد آپ کریں گے تو پھر میں کروں گا ورنہ شائد کل اجلاس کرنا پڑے ۔

سید تابش لوری : جناب سپیکر ! آج ہم مسودہ قانون (جواز حصول) جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء پر بحث کا آغاز کر رہے ہیں ۔ اس بل کا مقصد جیسا کہ جناب سینئر منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بیان کیا ہے اس فنی غلطی کی توسیع کرانا چاہتے ہیں جس کے تحت بعض ایسے علاقے جو صوبے کی مختلف میونسپل کمیٹیوں میونسپل کارپوریشنوں میں شامل کئے ہیں لیکن ان کے لیے باقاعدہ نوٹیفیکیشن نہیں کیا گیا اب اس بل کے تحت وہ تمام علاقوں کو میونسپل کمیٹیوں اور لوکل اتھارٹیز کا باقاعدہ علاقہ قرار دینے کا ایک نیا جواز فراہم کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ! اگر موجودہ قانون منظور کر لیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گذشتہ سالہا سال سے صوبہ پنجاب کے مختلف بلدیاتی اداروں میں ایسے شہری علاقے جو کسی نوٹیفیکیشن کے بغیر ایک خاموش فیصلے کے ساتھ شہری علاقہ قرار دے دیئے گئے ان پر پراپرٹی ٹیکس مؤثر بہ ماضی لاگو ہو جائے گا ۔ پھر اس قانون کے نتیجے میں تمام ڈگریاں اور عدالتوں کے فیصلے غیر موثر اور کالعدم ہو جائیں گے ۔ اور اس طرح ہزارہا لوگوں کو ان کے کسی قصور کے بغیر عائد شدہ پراپرٹی ٹیکس ادا کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا یہ اس بل کے وہ مصدرات ہیں جن سے براہ راست عوام کے تمام طبقوں کو دوچار ہونا پڑے گا اور مالی نقصانات برداشت کرنا پڑیں گے جیسا کہ جناب والا ! نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ اس بل کا مقصد پنجاب ارین امووبل پراپرٹی ٹیکس 1940ء اور پنجاب امووبل ارین پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958ء کی دفعات کو validate کرنا ہے پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958ء کے سیکشن نمبر کے

تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے ۔

> The Government may by Notification specify urban areas where tax shall be levied under this Act; Provided that one urban area may be divided into two or more rating areas or several urban areas may be grouped as one rating area.

جناب والا ! یہ اس قانون کے تحت حکومت کے لیے لازم تھا جن ایریاز کو شہری علاقہ قرار دے رہے تھے ان کے لیے باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کرتے لیکن حکومت نے اس تکلف کو اور اس قانونی ضرورت کو درخور اعتناء نہیں سمجھا اور مختلف علاقوں کو من مانے طریقے سے شہری علاقہ قرار دے دیا اور ٹیکس عائد کر دیا ۔ چنانچہ بعض لوگوں اور اداروں نے اس غیر قانونی کارروائی کو باقاعدہ عدالتوں میں چیلنج کیا نہ صرف حکومت کے خلاف فیصلے اور ڈگری حاصل کی بلکہ ہائی کورٹ کی سطح پر یہ قرار دیا گیا اور ہائی کورٹ نے یہ رائے دی ۔

> Section 24 of the 1958 Act will validate the old notification only to the extent they cover the original areas and that for the purposes of subsequent extensions. Notification under sub-Section (i) of Section 3 of the Act of 1958 is necessary to give validity to the levy of tax in the extended areas.

ہائی کورٹ کے اس واضح فیصلے کے نتیجے میں حکومت کی طرف سے لگائے گئے پراپرٹی ٹیکس کے اطلاق کے متعلق کارروائی کالعدم قرار دے دی گئی ۔ ہماری موجودہ حکومت زبانی طور پر ہمیشہ عدالتوں کا احترام کرتی ہے اور ان کے احکامات کی تعمیل کو اپنا سب سے بڑا فریضہ قرار دیتی رہی ہے لیکن اس تازہ ترین مثال سے آپ کو اندازہ کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی کہ صوبہ کی سب سے بڑی عدالت کے فیصلے کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اور اس حتمی فیصلے کو غیر موثر کرنے سے بھی گریز نہیں

کرتے اگر یہ کہا جاتا کہ اس فیصلے کی روشنی میں آئندہ کے لیے ایسی ترمیم کی جاتی کہ اس قسم کے کام سے بچنے کے لیے پراپرٹی ٹیکس کے اطلاق کے لیے حکومت کو سہولت حاصل ہو جاتی تو ہم اس کی مخالفت نہ کرتے لیکن صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے کہ سالہا سال سے واجبات کی ادائیگی عدالت کی طرف سے روک دی گئی ، کالعدم قرار دے دی گئی اور حکومت کا یہ اقدام غیر قانونی قرار دے دیا گیا ۔ اس غیر قانونی اقدام اس قانون شکنی ظالمانہ اور غیر منصفانہ فعل کو جائز قرار دینے کے لیے آج اس ایوان میں یہ بل پیش کیا جا رہا ہے جیسے جناب وزیر موصوف نے انتہائی مختصر اور سادہ بل قرار دیا ہے اگر وہ خود اس کی معنویت پر غور کریں اور اس کے اثرات کا جائزہ لیں کیونکہ یہ بل انتہائی ظالمانہ اور ہلاکت آمیز ہے اس سے شہری آبادی کے متنازعہ حصے پر آج ایک ٹیکس وسعت پذیر کر رہے ہیں جس کا ان کو علم نہ تھا جس کے لیے باقاعدہ قانونی کارروائی تک نہیں کی گئی تھی ۔ جناب والا ! یہ بل جیسا کہ آپ نے فرما دیا ہے یہ مالی بل ہے اور مالی بل کا تعین اور امتیاز کو اسی لیے برقرار رکھا گیا کہ اس کے تحت جو قانون سازی کی جاتی ہے اس کے اثرات عوام کے مختلف طبقوں پر مرتب ہوتے ہیں ۔ اور اس کے نتیجے میں حکومت کی مالیاتی منصوبہ بندی اور اس کی آمد و خرچ پر اثر کرتا ہے ۔ اس لیے دنیا بھر کے پارلیمانی اداروں اور پارلیمانی ملکتوں کا یہ مسلمہ اصول رہا ہے کہ مالیاتی بل موثر بہ ماضی نہیں ہوتا ۔ مئی بل wtih retrospective effect نہیں کیا جاتا کیونکہ اس کی وجہ سے لوگوں پر ماضی سے ٹیکس عاید کرنے کا اختیار حکومت کو مل جاتا ہے ۔ جناب والا ! اگر آپ کوئی ٹیکس کسی علاقے پر ماضی سے عاید کر دیں تو ۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس علاقے کے رہنے والے لوگوں کو کسی قصور کے بغیر کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ بہت سی جائیدادیں اس علاقے کی مختلف ہاتھوں میں منتقل ہو چکی ہیں ۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے کیا واجبات ہیں یا اس کی کیا liabilities ہیں ، انہوں نے ان liabilities کا احساس کئے بغیر ماضی میں اپنی جائیدادوں کو فروخت کر دیا یا خرید لیا ۔ اسی طرح سے انہوں نے بعض جائیدادوں کو تقسیم کر لیا اور بعض جائیدادوں کے سلسلے میں حتمی فیصلے کر لیے ۔ اب اس قانون کے نفاذ کے ساتھ موثر بہ ماضی ٹیکس لگانے سے ان کے یہ تمام

معاہدے اور ان کی یہ ساری خرید و فروخت کا کاروبار متاثر ہوگا اور ایسی جائیدادیں جن کی قیمت کی حتمی ادائیگی وہ کر چکے ہیں اب انہیں اس پراپرٹی ٹیکس کی ادائیگی کے لیے مجبور ہونا پڑے گا کیونکہ جو لوگ فروخت کرگئے ہیں یہ ٹیکس تو دراصل انہیں ادا کرنا تھا لیکن جن لوگوں نے ان جائیدادوں کو خرید لیا ہے وہ کس طرح ان کا ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں جب اس ٹیکس کے سلسلے میں انہیں کوئی اطلاع نہ تھی اور نہ ہی اس کا نوٹیفکیشن کیا گیا۔ جناب والا! یہ ایسی صورت حال ہے جسے قانون سازی کی تاریخ میں انتہائی ناپسندیدہ قانون کی حیثیت دی جائیگی کیونکہ اس کے ذریعے آپ اپنی قانونی غلطیوں کو، اپنی انتظامیہ کی بدعنوانیوں اور کوتاہیوں کو قانون سازی کے ذریعے regularies اور validate کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! مقننہ صوبے کا سب سے با اختیار ادارہ ہے اور صرف اسے ہی یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مالی اور انتظامی معاملات کے لیے قوانین کو اپنی صوابدید کے مطابق منظور کرے اور مالی بل کے سلسلے میں اس کی یہ ذمہ داری اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ یہی ادارہ صوبے کے سالانہ اور ضمنی بجٹ کی منظوری دیتا ہے، صوبے کے مالی اخراجات اور آمدنیوں کا جائزہ لے کر منظور کرتا ہے اور یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کن شعبوں میں کس قسم کی ٹیکسیشن ہونی چاہیے اور کس شعبے میں ٹیکسیشن کی کس قدر رعایت دی جانی چاہیے۔ لیکن یہاں ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس بل کے ذریعے انتظامیہ کو فوقیت اور ترجیح دے دی گئی ہے، فیصلہ پہلے انتظامیہ نے کر لیا ہے، ٹیکسیشن کو اطلاق پذیر کرنے کے لیے اقدام انتظامیہ نے کر لیا ہے اور قانون اب مقننہ سے بنوایا جا رہا ہے اور یہ مقننہ کی کتنی بڑی توہین ہے، مقننہ کی بڑی اہانت ہے جس کا ہم سب کو احساس ہونا چاہیے کیونکہ ہمیں صرف ایسی ہی قانون سازی کا اختیار ہے جو عوام کے بہترین مفاد میں ہو اور جس کے ذریعے ہم صوبے کے مالیاتی نظام کو بہتر طور پر چلا سکیں۔ جناب والا! اگر مقننہ کو یہ فرض سونپ دیا گیا کہ انتظامیہ کی من مانی کارروائیوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے یہ صرف ہم سے انگوٹھا ثبت کروا لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کا جو قصور دستوری طور پر موجود ہے وہ ختم ہو کر رہ جائے گا۔ اس لیے ہمیں کسی ایسے بل کو منظور کرنے کی اجازت

نہیں دینی چاہیے جس کے ذریعے ہم اپنے قانونی اور دستوری اختیارات سے محروم ہو رہے ہیں ۔ اگر یہ مالی بل آئندہ کے لیے ہو تو یقیناً مقننہ کو اس سلسلے میں ترجیحی طور پر فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اگر یہ موثر بہ ماضی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتظامیہ کی بالا دستی کو قائم کرنے کے مترادف ہے ۔ مقننہ پر انتظامیہ کو ترجیح دے کر اب ایسی قانون سازی کروائی جا رہی ہے ۔ جس کے نتیجے میں ہم اس قسم کی بری روایت کو جنم دینگے کہ آئندہ نسلیں ہمارا مذاق اڑائیں گی اور ہمیں اس بات کے لیے کبھی معاف نہیں کرے گی کہ ہم نے قانون ساز ادارے کی حیثیت کو ثانوی حیثیت دی اور انتظامیہ کو بالا دستی بخش دی ۔ جناب والا ! یہ بل ایک ترمیمی بل ہے اور ترمیم ہمیشہ اسی وقت جائز سمجھی جاتی ہے ، اسی وقت درست ہوتی ہے ، اسی وقت یا جواز ہوتی ہے جب وہ کسی قانون کی بہتری کے لیے ہو ، جب وہ عوام کے بہترین مفاد میں ہو ، جب اس کا مقصد کسی قانون کو زیادہ بامعنی اور زیادہ بامقصد بنانا ہو لیکن یہاں اس ترمیمی بل کے ذریعے جو مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ عوام کی بہتری کے لیے نہیں ، عوام پر ایک اجتماعی جرمانہ عاید کرنے کے لیے ہے اور عوام سے ایک ایسی وصولی کرنے کے لیے ہے جو ان پر عاید نہیں کی جانی چاہیے تھی اور جس کے خلاف خود عدالتوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس ٹیکس کا لگانا بغیر کسی نوٹیفکیشن کے جائز نہیں ۔ جناب والا ! اگر ہم نے یہ بل اسی صورت میں منظور کر دیا تو ہم ترمیمی بل کے اس تصور کو مجروح کر دیں گے جو دستور اور پارلیمانی روایات کے تحت ہماری تاریخ کا حصہ رہی ہیں اور جنہیں آئندہ بھی ہمیں کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے ۔ جناب والا ! میری یہ گذارشات اس قدر واضح ہیں اور اس ترمیم کے اثرات لوگوں پر اس قدر ہلاکت خیز ہوں گے کہ ہمیں عنقریب اس کے لیے جوابدہ ہونا پڑے گا ۔ جناب والا ! اس بل کی ضمن 2 کی تحتی ضمن (2) میں ایک اور جبر کا اضافہ کیا جا رہا ہے اور اس کے تحت یہ کہا گیا ہے :

> کہ کوئی محصول قانون ہذا کے نفاذ سے قبل ادا
> یا وصول نہ کیا گیا ہو یا اس طور ادا کردہ
> یا وصول کردہ محصول مذکورہ جائیداد کے

مالکان کو واپس کر دیا گیا ہو یا ان کی جانب
سے ازاں بعد واجب الادا محصول کے کھاتے میں
ڈال دیا گیا ہو تو قانون بابت 1958ء کے
احکامات کے مطابق قابل وصولی ہوگا۔

جناب والا! صرف یہ نہیں کہا جا رہا کہ آئندہ کے لیے ایک خاص علاقے کے لوگ شہری علاقہ قرار دیے جانے کے بعد ٹیکس ادا کرنے پر مجبور ہوں گے بلکہ جو لوگ ٹیکس ادا کر کے ریفنڈ کرا چکے ہیں اور عدالت کے فیصلے کے مطابق کوئی استثنائی حکم رکھتے ہیں، یا انہیں نوٹس جاری کیے گئے ہیں، وہ بھی اس قانون کے پاس ہونے کے بعد غیر موثر ہو جائیں گے اور ان پر بھی واجبات کی ادائیگی اتنی ہی ضروری ہوگی اور وہ بھی موثر بہ ماضی ہوگا جس طرح آئندہ کے لیے ٹیکس کی ادائیگی لازمی قرار دی گئی ہے۔ جناب والا! موجودہ حکومت عوام کی فلاح و بہبود کی نام نہاد دعویدار ہے اور اس کے ذرائع ابلاغ روز یہ یقین دلاتے ہیں کہ وہ عوام سے کئے گئے وعدوں کو روز ایک نئی شکل میں پورا کر رہے ہیں۔ کیا وعدے پورے کرنے کی یہی شکل ہے کہ ایسے عوام پر جنہیں شہری علاقے میں شامل کیا گیا، ٹیکس عاید کر دیا گیا ہے؟ جنہیں غیر قانونی طور پر ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کیا گیا ہے؟ کیا ان لوگوں کے ساتھ یہ غیر منصفانہ کارروائی کسی نئے وعدے کی تکمیل کے مترادف ہو سکتی ہے؟ کیا یہ اقدام عوام کی بھلائی کا اقدام قرار دیا جا سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ کسی فلاحی اور جمہوری حکومت کی طرف سے اس سے زیادہ ظالمانہ اور جابرانہ کارروائی نہیں ہو سکتی کہ عوام کو ان کے کسی قصور کے بغیر محض انتظامیہ کی غلطیوں کی بنا پر جرمانوں کے لائق بنا دیا جائے، جرمانوں کا سزاوار بنا دیا جائے اور وہ لوگ موثر بہ ماضی ٹیکس ادا کرنے پر محض ایک قانونی حکم کے ذریعے مجبور محض بنا دیے جائیں۔ جناب والا! اگر یہ حکومت واقعی عوام سے انصاف کرنا چاہتی ہے، عوام دوستی کا حق ادا کرنا چاہتی ہے تو اسے قانون سازی کے اس طریق کار کو چھوڑ کر قانون سازی کا وہ منصفانہ طریق کار اختیار کرنا چاہیے جس سے لوگوں کو حقیقتاً فائدہ پہنچے۔ جس سے لوگوں کو واقعی فلاح و بہبود کے مواقع میسر ہوں اور جس سے واقعتاً انہیں انصاف

کے حصول میں آسانی میسر آ سکے ۔ موجودہ شکل میں انہیں عدالتوں کے احکامات کے باوجود ایک ایسے ٹیکس کا سزاوار قرار دیا جا رہا ہے جس کے لیے کوئی قانونی جواز پہلے موجود نہ تھا ۔ اور اس غیر قانونیت کو قانونی شکل دینے کے لیے یہ قانون پیش کرنے کی زحمت کی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ بنیادی فرض ہے ۔ عوام کے حقوق و مفادات کے محافظ اور امین کی حیثیت سے ، کہ ہم اس بل کو حقارت سے مسترد کر دیں ۔ کیونکہ یہ بل عوام پر براہ راست ظلم اور جبر کے مترادف ہے اور انتظامیہ کی غیر قانونی کارروائیوں کو قانونی شکل دینے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بل کو مسترد کر دیں یا کم از کم اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کرانے کی میری تحریک کی تائید فرمائیں تاکہ عوام کو معلوم ہو سکے کہ یہ عوامی حکومت عوام کے مفادات کے خلاف ، عوام کے تمام طبقوں کے خلاف کس قسم کی ظالمانہ قانون سازی کر کے انہیں مالی طور پر خسارے میں مبتلا کرنا چاہتی ہے ۔ ان کے احساسات وجذبات کی روشنی میں حکومت کو پتا چل سکے کہ حقیقتاً ان کے خلاف عوام کا احتجاجی رد عمل کس نقطے پر پہنچ چکا ہے ۔ وہ محض خلا میں رہ کر اپنی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کے دعوے کر رہی ہے ۔ لیکن اگر وہ واقعی عوام کے جذبات و احساسات کا جائزہ لینا چاہتی ہے اور انہیں احترام کی نظر سے دیکھتی ہے تو کم از کم اس مختصر سے ، سادہ سے ترمیمی بل کو عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کرنے کا میرا چیلنج قبول کر لے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ردعمل کے طور پر ان کے خلاف اس قدر زبردست احتجاجی صورت ظاہر ہوگی کہ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی ۔ اور اس بل کو واپس لینے پر مجبور ہو جائے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس تجویز اور ترمیم کو اس ہاؤس میں ان دلائل اور گذارشات کی روشنی میں منظور کیا جائے گا ۔

مسٹر ۔ سپیکر : سید طاہر احمد شاہ ۔ آپ کچھ کہیں گے ؟

سید طاہر احمد شاہ : جی ہاں ۔ جناب والا ! آج مسودہ قانون (جواز حصول) جائیداد غیر منقولہ شہری پنجاب مصدرہ 1976ء پر بحث شروع ہو چکی ہے ۔ میرے فاضل دوست جناب سید تابش الوری صاحب نے نہایت مدلل طور پر اس بل کی مخالفت کرتے ہوئے اسے رائے عامہ معلوم کرنے

کی غرض سے متداول کروانے کا مطالبہ کیا ہے اور زور دیا ہے ۔ میں بھی اپنی ترمیم کے ذریعے سے اس بل کے ظاہر اور پوشیدہ اثرات کی بنا پر معزز ایوان کے معزز اراکین کے سامنے اپنی یہ رائے دینے میں حق بجانب ہوں کہ اس بل کو عوام کی رائے معلوم کرنے کی غرض سے مشتہر کیا جائے ۔ کیونکہ جناب والا! یہ ترمیمی بل بظاہر ایک صفحے پر مشتمل ہے اور جناب سینیر منسٹر نے بھی اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا ہے کہ اس ترمیمی بل کے ذریعے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جا رہا اور کسی ٹیکس میں اضافہ یا اضافے کا جواز پیش نہیں کیا جا رہا ۔ بلکہ انتظامیہ کی ایک ٹیکنیکل غلطی کو دور کرنے کی غرض سے اس ترمیمی بل کو منظور کرانے کی ضرورت پیش آئی ہے ۔ جناب والا! یہ ہمارے مشاہدے اور تجربے کی بات ہے اور آپ سب جانتے ہیں کہ آج کے دور میں ، اور موجودہ حکومت سے قبل اس صوبے پر جو حکومتیں رہی ہیں ، ان کے دور میں بھی انتظامی مشینری کے افراد ، افسران اور اہل کاران انہیں حاصل شدہ بے پناہ اختیارات کے تابع وہ عوام کے ساتھ اپنی من مرضی کرتے رہے ہیں ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہے ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ جب حکومت کی طرف سے کسی بھی انتظامیہ کو رائج الوقت قانون میں بے پناہ قسم کے اختیارات سونپ دیے جاتے ہیں تو وہ ان اختیارات کے نشے میں ان اختیارات کے اندھا دھند استعمال کے نشہ میں جب انتظامیہ کے افسران اندھے ہو جاتے ہیں تو اس قسم کی کوتاہیاں اور غلطیوں کے مرتکب ہو کر مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کی پروا نہ کرتے ہوئے اور ان کو نظر انداز کرتے ہوئے اور اپنی من مانی کرتے ہوئے جس طرح سے وہ چاہتے ہیں صوبہ کے عوام کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کے لیے وہ ان پر جائز و ناجائز طریقوں سے زیادتیاں کرتے ہیں ۔ جناب والا! اگر نوٹیفیکیشن جو کسی علاقہ کو شہری علاقہ یا رہائشی ایریا قرار دینے کے لیے بروقت جاری نہیں کیا گیا تو اس مقننہ کا یا عدلیہ کا یا عوام کا یا متعلقہ اشخاص کا کسی قسم کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ اس میں حکومت کی انتظامیہ سراسر

قصور وار ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں اس قصور کی سزا انتظامیہ کے متعلقہ افسران کو جن سے یہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جنہوں نے رائج الوقت قانون کو نظر انداز کرکے عوام پر بے جا ٹیکس لگا کر ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے ان کے خلاف حکومت وقت کو چاہیے کہ وہ کارروائی کرے ۔ اور ان کے پاس ایسے اختیارات ہیں اور یہ کارروائی کرنی چاہیے تاکہ انتظامیہ کے بدعنوان اور غلط کار افسران اور منتظمین کو آئندہ سے ایسی عبرت حاصل ہو کہ وہ بنائے ہوئے قوانین کی بے حرمتی نہ کر سکیں ۔

جناب والا! ہمارا یہ ہی مشاہدہ ہے کہ جب کسی شہر کی بلدیاتی حدود میں توسیع کر دی جاتی ہے مگر ایک خاص عرصہ دراز تک جہاں تک کہ عوامی فلاح وبہبود کے سلسلہ میں تعمیر و ترقی اور بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کا مسئلہ ہے جو کہ عوام سے شہری جائدادوں پر ٹیکس عائد کرکے ٹیکس وصول کرنے کے بعد خرچ کرکے ان کو سہولتیں دی جاتی مقصود ہوتی ہیں مگر یہ عام تجربہ اور مشاہدہ ہے جس سے کوئی بھی ذی شعور شخص انکار نہیں کر سکتا کہ سوائے شہروں کے از توسیع شدہ علاقوں ، جن کو کسی نئی کالونی کا نام یا باقاعدہ جن کی تعمیر و ترقی کو مسلسل قائم رکھنے کے لیے ایک خاص منصوبہ بندی کی جاتی ہے سوائے ان کالونیوں کے ، سوائے ان علاقوں کے جو دوسرے علاقے بلدیاتی حدود کی توسیع کرکے شہری حدود میں شامل کئے جاتے ہیں تو عرصہ دراز تک بلکہ میں تو یوں کہوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ جنرل تقریر پر نہ آ جائیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! ان ٹیکسوں سے جو رقم حاصل ہوتی ہے میں اس کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اپنے معیار کو قائم رکھیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : تو جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ 1959ء کے بعد جو شہروں کی حدود میں توسیع کی گئی ہے اور جو جو علاقے مزید شہروں میں شامل کئے گئے ہیں اکثر ان میں سے ایسے علاقے ہیں جہاں اس وقت اس ٹیکس سے حاصل کی گئی جو رقوم ہیں ان کو ان پر قطعی طور پر آج اس دن تک اور اس وقت تک بھی خرچ نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب یہ متعلقہ نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! ہم یہ سمجھتے ہیں آج یہ بل جیسا کہ میرے فاضل دوست سید تابش الوری صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ اس موجودہ ترمیمی بل کو پاس کر لینے کے بعد عدلیہ کی اہمیت اور افادیت کو مکمل طور پر ختم کرنے کے مترادف سمجھا جائے گا اور عوامی حکومت موجودہ حکومت جو اپنے آپ کو عوامی حکومت کہلانے کی حوبدار ہے اور جس نے عوام کے ساتھ انصاف کا سلوک کرنے کا عہد کو رکھا ہے تو ان کو انصاف کے بنیادی تقاضے سے بلکہ عدلیہ کے پہلے سے جاری کردہ احکامات جو کہ رائج الوقت قوانین کے تحت انصاف مہیا کرنے کے لیے خاص اشخاص کو پہلے ہی جاری کر دیے ہیں ۔ اور ان کو یہ پہلے سے انصاف کی سراعات قوانین اور عدالتی احکامات کے ذریعے سے حاصل ہو گئی ہیں ان کو بھی جناب والا! محروم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمیں شہری حدود جو موجودہ ہیں یا ان میں جو وقتاً فوقتاً توسیع کی جاتی ہے تو ان کی غیر منقولہ جائدادوں پر ٹیکس لگانے کے سلسلہ میں قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ مگر کم سے کم اگر اس بل کو حکومتی پارٹی یا حکومت نے صرف اس ایوان میں اپنی اکثریت کی بنیاد پر پاس کرانا ہے ۔ اور انہوں نے اپنی عزت کا مسئلہ اس بل کو بنا لیا ہے تو کم سے کم اس بل کو موثر بماضی نہ بنائیں اور وہ موثر بماضی بھی ایک یا دو یا تین سال نہیں اور نہ ہی اس وقت سے جب سے پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی ہے بلکہ 1958ء اور 1940ء تک اس کو موثر بہ ماضی قرار دیا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرین مصلحت نہیں ہے اور قرین انصاف نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں ان گذارشات کے ساتھ یہ کہوں گا کہ اس بل کی کلاز 2 میں جو یہ کہا گیا ہے :

> کہ کوئی محصول قانون ہذا کے نفاذ سے قبل ادا یا وصول نہ کیا گیا ہو ۔ یا اس طور ادا کردہ یا وصولی کردہ محصول مذکورہ جائیداد کے مالکان کو واپس کر دیا گیا ہو یا ان کی جانب سے ازاں بعد واجب الادا محصول کے کھاتے

میں ڈال دیا گیا ہے تو وہ قانون بابت 1958ء [illegible]
احکامات کے مطابق قابل وصولی ہوگا۔

جناب والا! اگر حکومت نے مالیاتی بل پاس کروانا ہے تو کم سے کم اس بل کو موثر بماضی قرار نہ دیا جائے۔ شاید یہ ایسے ہی اختلافی [illegible] کروائیں۔ اگر انہوں نے جس کو نافذ کرنے کے لئے جن اشخاص کو عدالت کے ذریعہ [illegible] انصاف کے دروازوں پر دستک دینے کے بجائے عدالتی احکامات کے ذریعے انتظامیہ کی غلط خواہشوں اور غلطیوں کی وجہ سے یا انتظامیہ کے دیگر [illegible] کو دستک کی وجہ سے اگر عوام کو کوئی مراعات عدالت کے ذریعے سے ملی ہیں تو انہیں [illegible] میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون مناسب اور قانون انصاف نہیں ہے۔ جناب والا! اس معزز ایوان کے معزز اراکین نے انتخابات کے نام پر اور عوام کی فلاح و بہبود کے نام پر اور مقننہ اور سفارش کے نام پر [illegible] کی وزارت کے نام پر اور [illegible] کے نام پر [illegible] کو وزارت کا آپ کو وساطت منصب کی بات تو [illegible] اگر انہوں نے اپنے [illegible] کرنا ہے تو وہ کم سے کم عوام کی [illegible] معلوم کرنے کے لئے [illegible] کر دیں تاکہ حکومت وقت کو عوام کے جذبات اور احساسات کا پتہ چل سکے کہ وہ حکومت جو کہ ان کی نمائندگی کی دعویدار ہے وہ عوام کے متعلق حقیقت میں کن جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔ [illegible] کے ساتھ اپنی [illegible] کو ختم کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

چوہدری طالب حسین: جناب سپیکر! اس بل پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے اس بل کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ اس بل کے ذریعہ سے کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا جا رہا ہے۔ اور نہ ہی پہلے سے عائد شدہ کسی بھی ٹیکس میں کوئی اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اور اس کی یقین دہانی اس بات سے ہو جاتی تھی جب آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اس بل کے ذریعے [illegible] کا نام دیا جائے گا۔ اور یہ ایک مالی بل کہلائے گا۔ اور اس طرح سے [illegible] کہ کچھ حقوق لوگوں کو عدالتوں کے ذریعے سے حاصل ہوتے ہیں ان کو ختم کیا جانا مقصود ہو۔ اور ان سے کچھ رقم وصول کی جانی مقصود ہو۔ تو اس سے یہ صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ وہ ایک نئے ٹیکس کی شکل اختیار

کرتے ہیں اور ایک نیا ٹیکس کہلائے گا اور ایک نیا ٹیکس جو کہ بل کے ذریعہ سے لگایا جانا مقصود ہے۔ جناب والا! میرے دو ساتھی اور اس بارے میں کئی ممبران کن اس ایک شق کے بل پر تفصیل سے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ میں بعض اس کے ایک یا دو پہلوؤں کی طرف مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ اولاً مقصود یہ ہے کہ اس سے ریونیو حاصل ہو کہ پہلے ریٹنگ ایریا نہیں کہلاتے تھے یا کہ شہری حدود میں شامل نہیں تھے یعنی ان کو شہری حدود میں شامل کیا گیا۔ ان پر پراپرٹی ٹیکس کا عائد کیا جانا مقصود ہے۔ ہمیں صرف دیکھنا یہ ہے کہ جن لوگوں پر غیر منقولہ پراپرٹی ٹیکس عائد کیا جانا مقصود ہے وہ ٹیکس ان پر بلا وجہ عائد نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے عوض میں انہیں کچھ سہولیات دی جاتی ہیں اور اس لیے ان لوگوں کو اس ٹیکس کی ادائیگی کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔ یا ٹیکس کی ادائیگی ان پر جائز قرار دی جاتی ہے۔ جناب والا! یہ بات ہمارے مشاہدے میں موجود ہے کہ بہت سے ایسے علاقے جو کہ آج سے 10 سال قبل بھی شہری علاقے میں شامل کئے گئے تھے اور ان پر پراپرٹی ٹیکس عائد کیا گیا تھا۔ آج تک انہیں کسی بھی ایسی سہولیات جو کہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے نہیں پہنچائی گئی ہیں جن کے عوض ان سے یہ ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! اگر کسی عدالت کے فیصلہ کی بنا پر وہ علاقے ریٹنگ ایریا کی کیٹیگری میں شامل نہیں ہوئے۔ اور ان فیصلہ جات کی بنا پر وہ اس ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار پائے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ اب ان میں ناجائز طور پر اس ٹیکس کا عائد کیا جانا اس بل کے ذریعہ سے مقصود ہے اس کی کوئی justification نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب آپ نے ان لوگوں کو ایسی کوئی مراعات نہیں دیں جب ان کے لیے فلاحی منصوبے آپ نے تکمیل نہیں کئے ہیں تو آپ کس بنا پر ان سے ٹیکس وصول کرنا چاہتے ہیں؟ جناب عالی! میری دوسری گذارش یہ ہے جس کی طرف میرے دوستوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ لیکن میں اس کو دوسری طرح سے بیان کروں گا۔ وہ یہ کہ جس طرح سے

Crises are created and extinguished by the law of limitation.

اسی طرح سے عدالتوں کے فیصلہ کی بنا پر بھی کچھ حقوق ختم ہوتے ہیں اور

کچھ حقوق پیدا ہوتے ہیں ۔ اس ترمیمی بل کے ذریعہ سے نہ صرف یہ تاثر قائم کرنا ہے کہ اب کسی شخص کو اگر وہ حکومت کے خلاف کسی قسم کی عدالتی چارہ جوئی سے اپنے حقوق حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ تو وہ نا ممکن ہوں گے ۔ اس لیے کہ اگر حکومت کے کسی اقدام کے خلاف کوئی اس ملک کا شہری عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے ۔ اور اس میں ایک خاص قسم کا حق حکومت کے خلاف حاصل ہوتا ہے اور یہ ڈگری دی جاتی ہے کہ حکومت کا حکم ناجائز تھا خلاف قانون تھا ۔ تو حکومت قانون سازی کے ذریعہ سے اس قانون کو تبدیل کر دیتی ہے ۔ اس کا یہ صاف مطلب ہوا کہ آئندہ کسی شخص کو حکومت کے خلاف کسی قسم کی چارہ جوئی کی اجازت نہیں ہے ۔ اس لیے کہ چارہ جوئی عدالتی طور پر کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ اس کے لیے جس قسم کی قانونی پیچیدگیوں میں الجھنا پڑتا ہے اور جس قسم کا مالی نقصان ہوتا ہے اور وقت کا ضیاع ہوتا ہے ۔ یہ کسی سے بھی مخفی نہیں ہے ۔ اگر یہ سب کچھ کرنے کے بعد اور اس سالہا سال کی جدوجہد کے بعد اور مالی نقصان کے بعد اگر حکومت کے خلاف کوئی عدالت فیصلہ دے دے تو قانون سازی کے ذریعہ سے حکومت اس کو تبدیل کر سکتی ہے ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اس ملک کے شہریوں سے وہ حقوق واپس لے لیے ہیں جو اس حکومت کے خلاف ہیں ، اور یہ عدالتیں فیصلہ کر سکتی ہیں ۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ صحیح طور پر ایک ایسا قانون بنا دیں کہ کسی شخص کو اگر حکومت کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے تو اسے اس کا حق حاصل نہیں ہے ۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس سے قبل کچھ قوانین میں خاص طور پر یہ دفعہ رکھی جاتی ہے کہ اس قانون کے تحت کسی قسم کی کوئی کارروائی کسی عدالت میں چیلنج نہیں کی جا سکتی ہے ۔ اور اب اگر کچھ قانون ایسے بقایا ہیں جن میں اس قسم کی شق موجود نہیں ہے ۔ تو ان کو اس طرح سے ختم کیا جا رہا ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناجائز ہے اور دوسرے یہ کہ ان کا ہر روز کا یہ دعویٰ کہ ہم عدالتوں کا احترام کرتے ہیں ہم ان کی بالا دستی چاہتے ہیں ہم اس ملک میں قانون کی حکمرانی چاہتے ہیں ان کے ایک ترمیمی شق کے بل کی وجہ سے تمام کے تمام دعوے ناکارہ اور ناکام ہو گئے ہیں اس لیے جب آپ یہ تاثر پیدا کو دیتے ہیں کہ

ہم عدالتوں کے فیصلوں کو جس وقت چاہیں اسمبلی میں اپنی اکثریت کی بنا پر ٹھوکر سے اڑا سکتے ہیں تو اس وقت آپ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو عدالت کا تقدس ہے کیونکہ اگر آپ کے دل میں عدالت کا تقدس ہوتا تو آپ اس ایک شق کے بل کو لانے کی کوشش نہ کرتے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس ایک شق کے بل کے لانے سے حکومت کو کسقدر فنڈز حاصل ہوں گے یا کسقدر رقوم جو اس بل کے آنے سے حاصل نہیں تھیں حاصل ہو جائیں گی حکومت کے منصوبے کسقدر ترقی پذیر ہوں گے لیکن جناب والا! جس طرح لوگوں کا اعتماد متاثر ہوگا اور ان عدالتوں کا تقدس متاثر ہوگا وہ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی رقم اس بل کے ذریعے جمع کی جانی مقصود ہے اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ شق جس کو جناب وزیر خزانہ نے نہایت ہی سادہ، نہایت ہی مختصر بلکہ ایک قانونی سقم کو دور کرنے کو کہا ہے وہ اتنی معمولی نہیں ہے بلکہ یہ نہایت سنجیدہ ہے تو جناب والا! میں اس بنا پر سمجھتا ہوں کہ ہم جائز طور پر اس بل کی مخالفت کر رہے ہیں اور ہم اس ایوان کے اراکین سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس قسم کے بل کی جس کے ذریعے ہماری عدالتوں کا تقدس ختم کیا جانا مقصود ہو یا عوام کو ناجائز ٹیکس کے نیچے دبانا مقصود ہو اس کی مخالفت کریں گے۔ اور اسے رد کریں گے۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

That the Punjab Urban Immovable Property (Validation of Tax) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 18th January, 1977.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

That the Punjab Urban Immovable Property (Validation of Tax) Bill, 1976, be circulated for the purpose of

P-41
Pg-6
LN-23

eliciting opinion thereon by 15th January, 1977.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

The Punjab Urban Immovable Property (Validation of Tax) Bill, 1976.

جیسا کہ مجلس قائمہ برائے بالیات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے۔ کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے۔ جلف بکرنے کی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی۔ اب اگلی ترمیم پیش ہوگی۔ سید تابش الوری۔

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, the words and comma "or any thing to the contrary contained in any decree, judgment or order of any court" occurring in lines 8-9, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, the words and comma "or any thing to the contrary contained in any decree, judgment or order of any court" occurring in lines 8-9, be deleted.

Minister for Finance : Opposed.

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, the words "and always to

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, the words "and always to have been deemed as" occurring in lines 15-16, be deleted.

Minister for Finance : Opposed.

Syed Tahir Ahmed Shah : Sir, I move :

That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, the commas, words and figures "and the tax levied, charged, collected, or realised from the owners of immovable properties situated in the extended areas, shall be deemed to have been validly levied, charged, collected or realised under the provisions of the 1940 Act or the 1958 Act, as the case may be" occurring in lines 17-22, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, the commas, words and figures "and the tax levied, charged, collected, or realised from the owners

of immovable properties situated in the extended areas, shall be deemed to have been validly levied, charged, collected or realised under the provisions of the 1940 Act or the 1958 Act, as the case may be" occurring in lines 17-22, be deleted.

Minister for Finance : Opposed.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That sub-clause 2 of Clause 2 of the bill be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That sub-clause 2 of Clause 2 of the bill be deleted.

Minister for Finance : Opposed.

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! آپ جنرل پرنسپل پر تقریر تو کر چکے ہیں ۔ کیا آپ نے اب پھر کچھ add کرنا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اصولی بحث کرنے کے بعد اور اس بل کو مجموعی حیثیت سے مسترد کرنے کی درخواست کرنے کے بعد خواندگی کے دوسرے مرحلے میں ہم ایسی ترامیم پیش کر رہے ہیں تا کہ ان کے ذریعے اس بل کی زہر آفرینی کو کم سے کم کیا جا سکے ۔ جناب والا ۔ اس بل کی کلاز نمبر 2 جو اس وقت زیر بحث ہے حکومت کو یہ اختیار دے رہی ہے کہ اس قانون کی منظوری کے ساتھ وہ کسی عدالت کی ڈگری یا فیصلے یا حکم میں مندرج کسی امر نقیض کے باوجود پراپرٹی ٹیکس کو موثر بماضی اطلاق پذیر کرنے میں بااختیار ہو ۔ جناب والا ! ہم نے اپنی ترامیم کے ذریعے اس ایوان سے درخواست کی ہے کہ وہ اس عدالتوں کے فیصلے اور ڈگریوں کو کم از کم مستثنیٰ قرار دے دیں اور ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے جن کے ذریعے عدالتوں کے

فیصلوں اور ڈگریز کو غیر موثر کرنے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔

جناب والا ! عدالتوں کے فیصلے حصول انصاف میں سب سے زیادہ بنیادی حیثیت کے متحمل ہوتے ہیں اور مایوس شہری انتظامیہ کی غلط کاریوں سے تنگ آ کر عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں اور یہی وہ دروازہ ہوتا ہے جہاں مایوس شہریوں کو امید کی آخری کرن نظر آتی ہے۔ حال ہی میں جناب وزیر اعظم نے عدالتوں کے احترام اور ان کی بالا دستی کو تسلیم کرنے کے سلسلے میں ایک پالیسی سٹیٹمنٹ بھی جاری کی ہے جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دستور کے تحت ہی نہیں بلکہ موجودہ حکومت کے وزیر اعظم کی ہدایت کے مطابق بھی عدالتوں کے فیصلوں اور احترام اور عدلیہ کی بالا دستی کو عملاً تسلیم کرنے کے سلسلے میں ایک خاص حکمت عملی اپنانے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ابھی وزیر اعظم کی اس ہدایت اس بیان اور اس اعلان کی سیاہی خشک نہیں ہوئی کہ اس صوبائی اسمبلی نے ان کی ہدایت اور ان کی حکمت عملی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس بل کے ذریعے عدلیہ کے فیصلوں کو غیر موثر قرار دینے کے لیے یہ بل پیش کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کسی لائحہ عمل ، کسی اصول اور کسی معیار پر پوری اترنی چاہیے۔ اگر اس کے سامنے دستور اور قانون کی روح کو منطبق کرنے کا کوئی عمل نہیں تو کیا اس کے سامنے اپنی پارٹی کے چیئرمین اور وزیر اعظم کی واضح ہدایات بھی قابل عمل نہیں ہیں ؟

جناب والا ! آپ یہ کر سکتے ہیں جن معاملات میں عدالتوں کے فیصلے موجود نہیں ہیں ان کے فیصلے کے لیے قانون سازی کر لیں لیکن جن معاملات اور مقدمات کے سلسلے میں عدالت عالیہ کے فیصلے موجود ہیں آپ اگر انہیں بھی اس بے دردی سے۔ اس غیر دستوری انداز میں غیر موثر کرنے کی پالیسی اپناتے رہے تو پھر بتائیں آخر عدالتوں کا کام باقی کیا رہ جائے گا۔ ان کے فرائض باقی کیا رہ جائیں گے اور وہ کس طرح سے لوگوں کو بے انصافیوں اور بدعنوانیوں کے خلاف انصاف بخش سکیں گے اور ان میں یہ اعتماد پیدا کر سکیں گے۔ اگر انتظامیہ کا کوئی ادارہ کوئی فرد کوئی افسر دستور اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یا قانون کی مقتضیات کو نظر انداز کرتے ہوئے کوئی فیصلہ کرتا ہے تو عدالتیں بالاتر اختیار رکھتی ہیں کہ وہ اس فیصلہ کو کالعدم کر دیں اور لوگوں کو انصاف میسر ہو۔

جب عدالتیں فیصلہ کر دیں تو دستوری اور قانونی اعتبار سے حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس کی تعمیل کرائے اور اس کے عمل درآمد کے لیے اقدامات و اہتمام کرے ۔ جناب والا ! یہ عدالتوں کے فیصلوں پر عمل درآمد کرنے کی بجائے عدالتوں کے فیصلوں کو غیر موثر قرار دینے کے لیے قانون سازی کی جا رہی ہے جو اس قدر الم ناک ، افسوسناک اور شرمناک بات ہے کہ ہم کسی صورت میں کبھی وقت بھی اس کا جواز پیش نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ! ہم تاریخ کے کٹہرے میں کھڑے ہیں اور ہمیں اپنی ان غیر قانونی حرکتوں اور جبری کارروائیوں کا جواب دینا ہوگا ۔ اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس قسم کی قانون سازی کر کے آپ محض عددی اکثریت کی بنا پر محض اکثریت کے زعم میں آج اپنے آپ کو سب سے بالاتر سمجھتے ہوئے دشمنی کا یہ مظاہرہ کر لیں گے تو یاد رکھیں آپ کو عوام کی عدالت میں بھی پیش ہونا ہوگا اور عوام کے احتساب کا سامنا کرنا ہوگا ۔ آپ اس قسم کے اقدامات کو روز بروز زیادہ گہرا زیادہ موثر کرتے چلے جا رہے ہیں ۔

جناب والا ! عوام کی اقتصادی قوتیں بیدار ہو رہی ہیں اور اگر آپ نے ہمارے اس انتباہ کے باوجود اس قسم کی قانون سازی جاری رکھی اور ان منصفانہ تراہیم کو قبول نہ کیا تو یاد رکھیں آپ عوام کی طرف سے مسترد کر دیئے جائیں گے ۔ مجھے معلوم ہے آپ کو اپنی ان حرکتوں کی وجہ سے عوام کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں ہے لیکن عوامی قوتیں آپ کو مجبور کریں گی کہ آپ ان کے رد عمل کا سامنا کریں اور وہ ردعمل اس قدر خوفناک ہوگا کہ آپ اس کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے ۔ آج بھی وقت ہے آپ اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے انصاف کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے عدلیہ کی بالاتری کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے ہماری اس ترمیم کو قبول کر لیں جس کے تحت ہم نے عدالتوں کے فیصلے کو کم از کم اس قانون سے مستثنیٰ قرار دینے کی سعی کی ہے ۔ اس طرح ہم نے اپنی ترمیم کے ذریعہ یہ بھی درخواست کی ہے کہ اسے موثر بہ ماضی نہ کیا جائے ۔ ان طبقوں میں اس وقت سے لاگو نہ کیا جائے جس کا کوئی نوٹیفیکیشن موجود نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوامی نمائندوں کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کو اس قسم کی غیر قانونی کارروائیوں سے محفوظ رکھا جائے اور ان کے مفادات کے لیے ایسا قانون منظور کیا جائے جس سے

ان کی اقتصادی ۔ انتظامی اور مالی بہتری کے موثر نتائج برآمد ہو سکیں ۔ اگر ہم نے اس قسم کی قانون سازی کے ذریعہ ان کو موثر بہ ماضی ٹیکس عائد کرنے سے نت نئی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا تو ہم سمجھتے ہیں ہم بحیثیت عوامی نمائندے اپنے فرض اور اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ناکام رہیں گے اور اس بات کے حق بجانب ہوں گے کہ انہوں نے ہم پر جس اعتماد کا اظہار کیا تھا اور اپنے مفادات کے لیے جو اختیارات اور فرائض سونپے تھے ہم ان کے عہدہ برآ ہونے کے سلسلے میں انتہائی مجرمانہ غفلت بلکہ غداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں ہماری نہایت ضروری ۔ اہم اور عوامی مفاد کی حامل ترامیم کو قبول کیا جائے تاکہ اس قانون کی ظالمیت اور جبریت کو کم سے کم کیا جا سکے اور عوام کو اس سے کم سے کم نقصان کے پہنچنے کے امکانات پیدا ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر : طاہر احمد صاحب آپ نے پرنسپل پر بحث کرتے ہوئے اپنی ساری تقریر کر لی تھی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں ویسے کر لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ نے کوئی اور بات کہنی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تمام ترامیم کے متعلق پرنسپل تقریر کے دوران آپ نے باتیں کہہ لی تھیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : شاید کر اتر جائے تیرے دل میں میری بات ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, the words and comma "or any thing to the contrary contained in any decree, judgement or order of any court", occurring in lines 8-9, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker . The question is :

> That in sub-clause (1) of Clause 2 of

the Bill, the words "and always to have included", occurring in line 11, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill the words "and always to have been deemed as", occurring in lines 15-16, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, the commas, words and figures "and the tax levied, charged, collected, or realised from the owners of immovable properties situated in the extended areas, shall be deemed to have been validly levied, charged, collected or realised under the provisions of the 1940 Act or the 1958 Act as the case may be", occurring in lines 17-22, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (2) of Clause 2 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : There is a typing error. In Clause 2 of the Bill, in line 16, before the words "Urban Areas", the word "an" is to be omitted.

وزیر خزانہ : جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ کلاز 2 کی سطر 16 میں لفظ "اربن" سے پہلے لفظ "an" کو حذف کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ کلاز 2 کی سطر 16 میں لفظ ''اربن'' سے پہلے لفظ ''an'' کو حذف کیا جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 کی سطر 16 میں لفظ ''اربن'' سے پہلے لفظ ''an'' کو حذف کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لیے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

اب ہم بل کی تیسری خواندگی پر آتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب اربن امووبیل پراپرٹی (ویلیڈیشن آف ٹیکس) بل 976ء منظور کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب اربن امووبیل پراپرٹی (ویلیڈیشن آف ٹیکس) بل 1976ء منظور کیا جائے۔

سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب اربن امووبیل پراپرٹی (ویلیڈیشن آف ٹیکس) بل 1976ء منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ میں ایوان کے اجلاس کے التوا کا اعلان کروں میں تمام فاضل اراکین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس سیشن میں اور اس سے پہلے سیشنوں میں بھی انہوں نے میرے ساتھ بہت اچھے تعاون کا مظاہرہ کیا۔ مجھے جہاں سینئر وزیر صاحب اور دوسرے وزراء صاحبان کا شکریہ ادا کرنا ہے وہاں مجھے فاضل قائد حزب اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے کہ ایوان کی کارروائی کو چلانے میں وزراء صاحبان، قائد حزب اختلاف اور تمام اراکین نے میرے ساتھ ہمیشہ بہت بہترین قسم کا تعاون کیا۔ اس سیشن میں میں سمجھتا ہوں کہ کام جتنے انہماک سے ہوا ہے یہ بھی ایک ریکارڈ ہے۔ میں اس پر تمام فاضل اراکین کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی میں یہ آج کا اجلاس sine die ملتوی کرتا ہوں۔

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہوگیا)